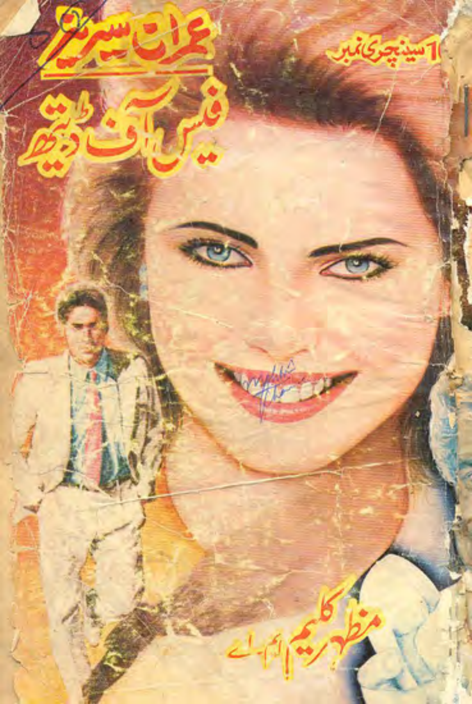

عمران سیریز
1 سینچری نمبر
فیس آف ڈیتھ
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز نمبر ۱

سینچری نمبر

فیس آف ڈیتھ

مظہر کلیم ایم اے

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات
اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
——— محمد یونس
پرنٹرز

چند باتیں

محترم قارئین! سلام مسنون!

میرا سوواں ناول سنچری نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ کسی بھی ادیب کے لئے وہ لمحہ یقیناً فخر و انبساط کا لمحہ ہوتا ہے جب وہ سوواں ناول تحریر کرتا ہے کیونکہ سو ناولوں کا اس کی زندگی میں ہی شائع ہو جانا دنیا بھر میں پھیلے ہوئے لاکھوں کروڑوں قارئین کی طرف سے اس کی تخلیقی صلاحیتوں کی پسندیدگی کا ایسا سرٹیفکیٹ ہوتا ہے جس کے مقابلے میں دنیا کے تمام تمغے، ایوارڈ اور سرٹیفکیٹ ہیچ ہو کر رہ جاتے ہیں اور اس کا سر بے اختیار ربّ کائنات کے سامنے سجدے میں جھک جاتا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کرم ہوتا ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے یہ عزت بخش دے۔ یہ اُسی کی بخشی ہوئی توفیق اور اُسی کا کرم ہے کہ آج میں انتہائی فخر و انبساط کے ساتھ اپنا سوواں ناول آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

اپنے پہلے ناول سے لیکر سوواں ناول "فیس آف ڈیتھ" تحریر کرنے تک مجھے تخلیقی طور پر ایک طویل سفر طے کرنا پڑا ہے۔ ایک ایسا سفر جس میں ہر قدم پر آپ کی پسندیدگی، آپ کی ستائش اور آپ کی داد و تحسین نے مجھے حوصلہ بخشا اور مجھے خوشی ہے کہ میں آپ کی توقعات اور بلند معیار پر ہمیشہ پورا اترا۔ آپ یقین کیجئے اس طویل تخلیقی سفر میں آپ کے مشوروں، آپ کی تنقید اور آپ کی آراء نے میری قدم قدم پر راہنمائی کی اور مجھے جاسوسی ادب میں

منفرد، لازوال اور لافانی کہانیاں تخلیق کرنے میں بھرپور مدد دی۔ اس کے لئے میں آپ سب کا تہہ دل سے شکرگزار اور ممنون ہوں۔

"سپر نمبر فیس آف ڈیتھ" ایک ایسی کہانی ہے جس میں عمران اور سیکرٹ سروس کی پوری ٹیم نے اپنی حیرت انگیز صلاحیتوں کا بھرپور اور کھل کر مظاہرہ کیا ہے۔ یہ ایک ایسا ناول ہے جو یقیناً صدیوں بعد صفحہ قرطاس پر ابھرتا ہے اور جو جاسوسی ادب میں سنگ میل کا درجہ رکھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار کو اور بلند کر دے گا۔

والسّلام

مظہر کلیم ایم اے

فضا میں قلابازیاں کھاتا ہوا جہاز ایک ہولناک دھماکے سے بارہ منزلہ عمارت سے ٹکرایا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی ارد گرد کے پورے علاقے میں جیسے قیامت برپا ہو گئی۔ انسانی چیخوں کے ساتھ ساتھ انسانی اعضا بھی حقیر تنکوں کی طرح فضا میں بکھر گئے ـــــ عمارت کی دو منزلیں بھی مکمل طور پر تباہ ہو گئیں۔ اور جہاز میں موجود مسافروں کے ساتھ ساتھ جہاز کے بکھرے ہوئے پرزوں نے بھی اطراف کے پورے علاقے کو موت کی ہولناک گرفت میں لے لیا ـــــ یہ عمارت ایک مصروف بازار میں واقع تھی اور چونکہ یہ واقعہ اچانک اور آناً فاناً ہوا تھا۔ اس لئے کسی کو بچ نکلنے کی مہلت ہی نہ مل سکی ـــــ اور عمارت کے ارد گرد سینکڑوں لاشیں بکھرتی چلی گئیں۔ تباہ ہونے والی عمارت کے ملبے نے جہاز کے ملبے سے زیادہ قیامت خیز تباہی مچائی۔

اور جب موت نے اپنے شکار آبادی میں سے چن لیے اور علاقے پر پھیلنے والی دھول اور گرد بیٹھ گئی تو پولیس کی ایمبولینس گاڑیوں کے سائرنوں نے پورے علاقے کو اپنی گرفت میں لے لیا ـــــ اور موت کی دہشت سے سہمے ہوئے قسمت سے زندہ بچ جانے والے لوگ جب باہر نکلے تو اس قدر تباہی کو دیکھتے ہی ان کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں ـــــ عمارت کے دونوں سائیڈوں میں بازار اور سڑکیں لاشوں اور زخمیوں سے اٹے پڑے تھے ـــــ مرد ـــــ بوڑھے ـــــ جوان ـــــ عورتیں اور معصوم بچوں کی لاشیں اور ان کے کٹے ہوئے اعضا یوں بکھرے پڑے تھے کہ اچھے اچھے مضبوط دل بھی اس ہولناک اور دہشت خیز منظر کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے۔

"اوہ ـــــ اس قدر تباہی ـــــ اس قدر ہولناک تباہی۔ اوہ غضب ہو گیا" ـــــ پولیس جیپ میں سے اترنے والے پولیس کمشنر نے بے اختیار بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے سخت چہرے پر بھی دہشت اور خوف کے آثار پھیل گئے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا مسٹر سلام ـــــ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ اوہ یہ کیسی قیامت ٹوٹ پڑی ہے" ـــــ ایک لمبی کار سے اترتے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔ یہ سیکرٹری وزارت داخلہ واجد علی تھے ـــــ جن کی رہائش گاہ وہاں سے تھوڑے سے ہی فاصلے پر تھی۔ اور شاید اسی لیے اعلیٰ حکام

میں سے وہ سب سے پہلے موقع پر پہنچے تھے۔

"جناب ـــــ یہ ہولناک تباہی ایک مسافر جہاز کے عمارت سے ٹکرانے سے ہوئی ہے ـــــ جناب ـــــ واقعی قیامت ٹوٹ پڑی ہے" ـــــ پولیس کمشنر سلام نے کہا۔

اور پھر آہستہ آہستہ تقریباً پورا شہر ہی اس علاقے کے گرد امڈ پڑا ـــــ زخمیوں اور لاشوں کو ہسپتالوں میں پہنچایا جانے لگا۔ اور ہوا بازی کے ماہرین نے ارد گرد بکھرے ہوئے جہاز کے ٹکڑوں کو سمیٹنا شروع کر دیا ـــــ اخباری نمائندے اپنی اپنی اخباروں کو رپورٹیں پہنچانے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ ٹیلی ویژن کیمروں نے اس ہولناک اور قیامت خیز منظر کو محفوظ کرنا شروع کر دیا۔

عینی شاہدوں کے بیانات قلم بند ہونے شروع ہو گئے۔ اور ان لوگوں کو سنبھالا جانے لگا جن کے عزیز و اقارب اس ہولناک تباہی کا شکار ہو گئے تھے۔

جہاز نے دارالحکومت کے بین الاقوامی ایئرپورٹ سے چند لمحے پیشتر ہی پرواز شروع کی تھی ـــــ اور پھر فضا میں بلند ہوتے ہی اس نے قلابازیاں کھانی شروع کر دیں۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ بلڈنگ سے ٹکرایا اور خوفناک تباہی کا آغاز ہو گیا۔

"یہ یقیناً کوئی تخریبی کارروائی ہے ـــــ دہشت گردی کی ہولناک واردات ہے" ـــــ منسٹر آف سٹیٹ نے حتمی لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ـــــ بظاہر تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ بہرحال اصل واقعات تو تحقیق کے بعد ہی سامنے آئیں گے۔ اور اگر واقعی یہ کوئی تخریبی کارروائی ہے تو مجرموں نے یقیناً انتہائی سنگ دلی کا مظاہرہ کیا ہے ـــــ ایسے مجرموں کو کسی صورت بھی معاف نہیں کیا جا سکتا" ـــــ سیکرٹری وزارت داخلہ واجد علی نے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن جناب ـــــ اگر واقعی یہ تخریبی کارروائی ہے تو پھر یہ یقیناً اسی واقعے تک محدود نہیں رہے گی۔ اس لئے ہمیں فوراً ایسے حفاظتی انتظامات کرنے چاہئیں کہ اس جیسا اور کوئی واقعہ پیش نہ آسکے" ـــــ شہر کے میئر نے کہا۔

"بالکل ـــــ یہ بہت ضروری ہے۔ پولیس کمشنر ـــــ آپ اپنے عملے کو ہدایات دے دیں کہ وہ پورے شہر میں پھیل جائیں اور ہر لمحے چوکنا رہیں ـــــ کسی مشکوک آدمی کو چیک کئے بغیر نہ چھوڑا جائے" ـــــ واجد علی نے قریب کھڑے پولیس کمشنر سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور پولیس کمشنر یس سر کہتے ہوئے تیزی سے اپنی جیب کی طرف لپکے تاکہ ان ہدایات کو عملے تک منتقل کیا جا سکے۔

"میرے خیال میں ایسی واردات میں ملوث عام مجرم نہیں ہو سکتے۔ اور نہ ہی ایسے مجرم پولیس کے بس کا روگ ہوتے ہیں۔ ایسے مجرموں کی تلاش کے لئے سیکرٹ ایجنسیوں کو حرکت میں لانا ہوگا" ـــــ منسٹر آف سٹیٹ نے کہا۔

"بالکل ـــــ لیکن ابتدائی احتیاط کے لئے پولیس کا اقدام ضروری ہے۔ میں دفتر جا کر سیکرٹ سروس اور ملٹری سیکرٹ سروس دونوں کو ان مجرموں کی جلد از جلد تلاش پہ مامور کر دیتا ہوں" واجد علی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب ـــــ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ واقعہ اتفاقی ہو۔ جہاز کسی فنی خرابی کی وجہ سے گر کر عمارت سے ٹکرایا ہو ـــ اگر تخریبی کارروائی کی جاتی تو جہاز فضا میں ہی دھماکے سے پھٹ جاتا ـــــ جب کہ عینی شاہدوں کے مطابق جہاز قلابازیاں کھاتا ہوا نیچے گرا۔ اور عمارت سے ٹکرانے کی بنا پر پھٹا" ـــــ سیکرٹری خارجہ نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہونے کو تو سب کچھ ہو سکتا ہے ـــــ بہرحال حتمی فیصلہ تو تحقیق کے نتائج آنے پر ہی معلوم ہوگا۔ لیکن ابھی ہمیں پریس میں تخریبی کارروائی کا شبہ ظاہر کرنا ہوگا تاکہ حکومت پر کوئی الزام نہ آسکے" ـــــ منسٹر آف سٹیٹ نے کہا۔

"لیکن جناب ـــــ اخبارات یہ بھی تو پوچھ سکتے ہیں کہ تخریبی کارروائی کرنے والے کون لوگ ہیں اور ان کے مقاصد کیا ہیں" ـــــ سیکرٹری خارجہ شاید اپنی رائے پر ہی اڑے ہوئے تھے۔

"یہ بعد کی باتیں ہیں واسس صاحب ـــــ ابھی تو بات صرف شبہ کی حد تک ہی محدود ہے" ـــــ سیکرٹری داخلہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے اپنی کار کی طرف

بڑھتے چلے گئے۔

اور سیکرٹری خارجہ رام داس واجد علی کے جانے کے بعد کچھ سوچتے ہوئے ایک طرف کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے چوڑے چہرے پر متضاد سے تاثرات نمایاں تھے۔

ڈرائیور نے انہیں قریب آتے دیکھ کر جلدی سے کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور وہ خاموشی سے پچھلی نشست پر بیٹھ گئے۔

"صاحب ــــ دفتر چلنا ہے"ــــ ڈرائیور نے اپنی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ــــ رہائش گاہ پر چلو"ــــ رام داس نے چونک کر جواب دیا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد کار ایک خاصی وسیع کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئی جہاں مسلح افراد پہرہ دے رہے تھے ــــ کار کو دیکھتے ہی پھاٹک کھول دیا گیا اور پورچ میں کار رکتے ہی سیکرٹری رام داس نے ڈرائیور کے دروازہ کھولنے کا انتظار کئے بغیر خود دروازہ کھولا اور نیچے اتر آئے ــــ اور تیز تیز قدم اٹھاتے عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھتے گئے۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے ــــ اور پھر انہوں نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور ایک طرف دیوار میں نصب قد آدم الماری کی طرف بڑھ گئے ــــ انہوں نے الماری کے پٹ کھول دیئے۔ الماری کے اندر خانوں میں مختلف قسم کی کتابیں رکھی ہوئی

ہیں۔ رام داس نے الماری کی ایک سائیڈ پر بظاہر نظر نہ آنے والے چھوٹے سے سوراخ میں اپنی چھوٹی انگلی ڈال کر اسے مخصوص انداز میں گھمایا تو الماری کے خانے دوسری طرف کی دیوار میں غائب ہو گئے ــــ اب وہ الماری ایک کھلے ہوئے دروازے کا روپ دھار چکی تھی۔ دوسری طرف سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں ــــ رام داس الماری نما دروازے کو کراس کر کے سیڑھیاں اترے اور ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز رکھی ہوئی تھی ــــ جس کے پیچھے گھومنے والی اونچی نشست کی کرسی تھی۔ دیواروں کے ساتھ مختلف قسم کی مشینیں نصب تھیں ــــ رام داس کرسی پر بیٹھے اور انہوں نے میز کے کنارے کے نیچے لگے ہوئے بٹنوں کی ایک طویل قطار میں سے ایک بٹن دبا دیا ــــ دوسرے لمحے دیوار کے ساتھ نصب ایک چھوٹی سی مشین میں زندگی کی لہر دوڑ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس مشین کے اوپر دیوار میں نصب سکرین روشن ہو گئی ــــ سکرین پر پہلے تو روشنی کے جھماکے سے ہوتے رہے۔ پھر اس پر ایک نسوانی ہیولہ ابھرنے لگا ــــ یہ ایک نقاب پوش چہرہ تھا۔ سرخ رنگ کے نقاب میں جھانکتی ہوئی آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"باس ــــ رام داس حاضر ہے"ــــ رام داس نے چہرے کے سکرین پر ابھرتے ہی میز کی دراز میں رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے مائیک کو باہر نکال کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ایئر مشن کی کیا رپورٹ ہے"ــــ ایک کرخت اور چیختی

ہوئی آواز مشین سے نکل کر کمرے میں پھیل گئی ۔
" باس ـــــ ہولناک تباہی ـــــ کم از کم ایک ہزار اف
ہلاک ہوئے ہوں گے اور اس سے دو گنے زخمی "ـــــ رام د
نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔
" اعلیٰ حکام کا کیا ردعمل تھا " ـــــ باس نے پوچھا ۔
" وہ تخریبی کارروائی کا شبہ کر رہے ہیں ۔ پولیس کو چوکنا
دیا گیا ہے ۔ اور سپیشل سیکرٹ سروس اور ملٹری سیکرٹ سر
کو بھی فعال کیا جا رہا ہے ـــــ میں نے پروگرام کے مطابق اا
حادثے کا رنگ دینے کی کوشش کی لیکن وہ تخریبی کارروا
کے شبہ پر بضد ہیں " ـــــ رام داس نے جواب دیا ۔
" ٹھیک ہے ـــــ انہیں ایسا سوچنا ہی چاہیئے ۔ ایسا سو
ایک نظری بات ہے ۔ تم نے عام رائے کے مخالف رائے د
کر غلطی کی ہے ـــــ ایسے موقعوں پر ایسی رائے دینے وال
خود مشکوک ہو جاتے ہیں " ـــــ نقاب پوش نے کرخت ل
میں کہا اور رام داس کا چہرہ یہ سنتے ہی یک لخت زرد
گیا ۔
" مگر باس ـــــ میں نے تو واقعے کی سنگینی کم کرنے کے
یہ رائے دی تھی " ـــــ رام داس نے گھبرائے ہوئے ل
میں کہا ۔
" ایسے واقعات کی سنگینی اتنی آسانی سے کم نہیں ہوا کرتی
رام داس ـــــ یہ چوں کہ تمہاری پہلی غلطی ہے ۔ اس لئے تم

ی بار معاف کیا جا رہا ہے ۔ آئندہ محتاط رہنا " ـــــ باس
ے کہا ۔
" یس سر ـــــ یس سر ـــــ میں محتاط رہوں گا سر "
م داس نے جلدی سے کہا ۔ اس کے لہجے میں اطمینان کی
لک نمایاں ہو گئی تھی ۔
" میں چاہتا ہوں کہ چند مزید ایسے اقدامات کرنے کے بعد
ل مشن کا آغاز کیا جائے ـــــ تاکہ دہشت اعلیٰ حکام اور عوام
ے ذہنوں کو پوری طرح گرفت میں لے لے " ـــــ باس نے
ند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا ۔
" یس سر ـــــ جیسے آپ حکم کریں سر " ـــــ رام داس
ے مؤدبانہ لہجے میں بغیر کسی اعتراض کے جواب دیا ۔
" فارن منسٹر کا قتل ہماری لسٹ میں شامل ہے ـــــ سمجھے ۔
ن ڈی کا سپیشل ایجنٹ کل تمہارے دفتر میں پہنچے گا ۔ تم نے
سے فارن منسٹر کے دفتر ـــــ رہائش گاہ اور ان کی مصروفیات
ہ پوری تفصیل مہیا کرنی ہے " ـــــ باس نے کہا ۔
" ٹھیک ہے باس ـــــ حکم کی تعمیل ہو گی باس "
م داس نے جواب دیا ۔
" وہ کل صبح دس بجے پہنچے گا ۔ کوڈ ۔ فیس آف ڈیتھ ہو گا ۔
و سکے " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا ۔
اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر دوبارہ جھماکے سے ہونے
روع ہو گئے ـــــ اور رام داس نے ایک طویل سانس

لیتے ہوئے مشین کا بٹن آف کر دیا۔

"آج شاید باس نے زندگی میں پہلی بار غلطی معاف کی ہے ورنہ میرا تو خیال تھا کہ آج آخری وقت آپہنچا ہے" ___ رام دا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

اور پھر میز کی دراز سے اس نے ایک پیڈ نکال کر باہر ر اور جیب سے قلم نکال کر اس نے کل سپیشل ایجنٹ کو د جانے والی رپورٹ تیار کرنی شروع کر دی ___ اس کا خی تھا کہ دفتر اور رہائش گاہ کی تفصیلات وہ یہیں تیار کر باقی فارن منسٹر جناب صدیقی صاحب کی مصروفیات کل د سے معلوم کر کے وہ رپورٹ میں شامل کر دے گا ___ ویسے بحیثیت سیکرٹری اُسے کل کی عام مصروفیات کا بخوبی علم تھا وہ جانتا تھا کہ اس ہولناک واقعے کے بعد شاید کل کی عا مصروفیات منسوخ ہو جائیں ___ اور کوئی غلط بات رپور میں شامل کرنے کا مطلب دردناک موت کی صورت میں ہ نکل سکتا تھا۔

ابھی اس نے آدھی رپورٹ ہی لکھی تھی کہ کمرے میں سیٹی کی آواز گونج اٹھی ___ اور رام داس یہ آواز سنتے چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر میز کے کنارے اندرونی طرف موجود بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا ___ او دروازے کے قریب موجود ایک اور مشین چل پڑی۔ اس اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک نوجوان

تصویر ابھر آئی۔

"یس ___ احمد علی کیا بات ہے" ___ رام داس نے اس بار انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر ___ وزیر خارجہ صاحب نے ایک گھنٹے بعد ہنگامی میٹنگ کال کی ہے۔ اور آپ کو اس میں شامل ہونا ہے" احمد علی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے" ___ رام داس نے کہا اور بٹن آف کر کے اس نے میز پر رکھا ہوا قلم بند کر کے جیب میں ڈالا اور پیڈ کو دوبارہ میز پر رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

ٹریفک سگنل کی سرخ بتی جلتے ہی عمران نے پوری قوت سے بریک پیڈل دبا دیا ——— اور اس کی کار کے ٹائر ایک زوردار چیخ مار کر سڑک کے سینے سے چمٹ گئے ——— یہ اس لئے ہوا تھا کہ پہلے عمران کا خیال تھا کہ وہ چوک کراس کر جائے گا۔ لیکن ابھی اس کی کار زیبرا کراسنگ سے ذرا ہی آگے بڑھی تھی کہ سگنل کی سرخ بتی جل اٹھی ——— عمران چاہتا تو سرخ بتی کے باوجود چوک کراس کر سکتا تھا لیکن اس نے کبھی ایسا نہ کیا تھا ٹریفک کے قوانین پر سختی سے عمل درآمد وہ اپنا فرض سمجھتا تھا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ ذرا سی جلدی بعض اوقات ناقابل تلافی جانی نقصان کا باعث بن جاتی تھی ——— اور عمران جو ملکی سلامتی کے مجرموں کو اتنی آسانی سے ہلاک کر دیتا تھا جیسے کوئی چٹکی میں مچھر کو مسل دے ——— لیکن عام حالات میں وہ ایک بلی کو بھی کار

کے ٹائر کے نیچے دبانے کا تصور تک نہ کر سکتا تھا۔ بریک لگاتے ہی عمران نے کار کو بیک کیا اور اُسے واپس زیبرا کراسنگ پر کھڑا کر دیا۔

اُسی لمحے ایک ٹریفک سپاہی تیزی سے عمران کی کار کی طرف بڑھا۔

"ادھر سائیڈ میں لے آئیے کار" ——— ٹریفک سپاہی نے بڑے کرخت لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیوں ——— مم ——— میں نے کوئی غلطی تو نہیں کی"

عمران نے انتہائی خوف زدہ انداز میں ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے سپاہی کی شکل دیکھتے ہی خوف سے اس کا رواں رواں کانپ اٹھا ہو۔

"ادھر لے آؤ گاڑی ——— یہ گاڑی چوری کی ہے"

سپاہی کچھ زیادہ شیر ہو گیا۔

اور عمران نے بڑے سہمے ہوئے انداز میں کار ایک طرف کر کے روک دی۔

"چچ ——— چچ ——— چوری کی ——— سنتری جی ——— مم ——— مم میں نے چوری نہیں کی ——— اس نے مجھے چوری کیا ہے"

عمران بُری طرح گھگھیا رہا تھا۔

"باہر آؤ ——— ابھی پتہ چل جائے گا کہ کس نے کسے چوری کیا ہے۔ میرا نام نادر ہے نادر ——— میں تو شکل سے ہی چوروں کو پہچان لیتا ہوں" ——— سپاہی نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر

بڑے فخریہ انداز میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

عمران نے بڑے سہمے ہوئے انداز میں کار کا دروازہ کھولا وہ اس وقت اپنے مخصوص ٹیکنی کلر لباس میں تھا ___ چونکہ آج کل اس کے پاس کوئی کیس نہ تھا۔ اس لئے ہوٹل گردی کا شغل کرتا پھر رہا تھا ___ اب بھی وہ کسی اچھے سے ہوٹل میں جاکر وہاں کا کھانا کھانا چاہتا تھا۔ کہ سپاہی نے اسے چوک پہ دھر لیا۔ اور ظاہر ہے عمران بھلا تفریح کے ایسے مواقع کہاں ہاتھ سے جانے دیتا تھا ___ اس لئے اس نے بھی بے داغ اداکاری کا آغاز کر دیا اور سپاہی کی آنکھوں میں ابھرنے والی چمک سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے اس نے بین الاقوامی کار چوروں کے سرغنہ کو پکڑ لیا ہو۔

عمران کے باہر نکلتے ہی اس نے جلدی سے عمران کا بازو پکڑ لیا ___ جیسے اسے خطرہ ہو کہ عمران کار سے نکل کر فرار ہو جائے گا۔

"ارے ارے ___ میرا بازو ___ ارے تمہارا ہاتھ ہے پلاس ہے ___ اوہ ___ اوہ ___ میری ہڈی ٹوٹ جائے گی" ___ عمران نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"نادر خان کی پکڑ سے بڑے بڑے سورما نہیں نکل سکے۔ تم کیسے نکل جاؤ گے چلغوزے" ___ نادر نے بڑے استہزائیہ انداز میں کہا اور عمران کو بازو سے پکڑے چوک کی ایک سائیڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں دو اور سپاہی بھی موجود تھے۔ عمران

کو اس طرح گھسیٹ کر لاتے دیکھ کر پیدل گزرنے والے تجسس اور دلچسپی کی وجہ سے چوک پہ اکٹھے ہونا شروع ہو گئے۔

"کیا بات ہے نادر خان ___ اس بےچارے کو کیوں اس طرح پکڑ کر لا رہے ہو" ___ چوک پر کھڑے ہوئے ایک سپاہی نے نادر خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اسلم خان ___ یہ کار چور ہے ___ کار چور ___ بہت بڑا کار چور" ___ نادر خان نے بڑے فخریہ انداز میں کہا۔

اور کار چور کا سنتے ہی سپاہیوں کے ساتھ ساتھ وہاں اکٹھے ہونے والے لوگ بھی بُری طرح چونک پڑے ___ اب وہ سب حیرت سے عمران کی شکل دیکھ رہے تھے جس کے عجیب و غریب ٹیکنی کلر لباس کے ساتھ ساتھ اس کے چہرے کی کیفیات بھی عجیب تھیں ___ احمقانہ خوف کی ایک آبشار سی اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی تھی۔ آنکھوں میں خوف کے نمایاں تاثرات تھے۔

"مم ___ مم ___ میں کار چور نہیں ہوں چور کار ہوں" عمران نے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چور کار ___ وہ کیا ہوتا ہے" ___ دوسرے سپاہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کاہل اور سست کو کہتے ہیں ___ ڈیڈی مجھے یہی کہتے ہیں" ___ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے کام چور کہو ___ چور کار کیا ہوتا ہے" دوسرے سپاہی نے اپنی قابلیت کی پوری طرح نمائش کرتے

ہوئے کہا

"کام چور ـــــ ارے ہاں ـــــ واقعی ڈیڈی یہی کہتے ہیں۔ یس سنتری جی ـــــ چمڑے کی زبان ہے غوطہ کھا جاتی ہے ویسے ایک بات ہے بزرگ کہتے ہیں گہرائی میں موتی ہوتے ہیں۔ اس لئے غوطہ گہرا ہونا چاہیئے" ـــــ عمران کی زبان چل پڑی۔ اب وہ چوک پہ ایک کافی بڑے مجمع کے درمیان ہیرو بنا کھڑا تھا۔

"ایسے سیدھی طرح بات کر ـــــ زیادہ قابلیت جھاڑنے کی کوشش کی تو ایک تھپڑ میں بتیسی نکال دوں گا" ـــــ نادر خان نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"جب ـــــ جب ـــــ باپ رے ـــــ تم شاید ڈینٹل سپیشلسٹ ہو۔ واہ ـــــ کیا صدری نسخہ ہے۔ سالم بتیسی باہر" ـــــ عمران نے سہم کر کہا۔ اور مجمع اس کی بات سن کر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"تم لوگ یہاں کیوں کھڑے ہو ـــــ جاؤ اپنا کام کرو"

نادر خان اب مجمع پہ الٹ پڑا۔ لیکن لوگ بھلا اس قدر دلچسپ موقع ہاتھ سے جانے دیتے تھے۔

"نادر خان ـــــ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ کار چور ہے۔ مجھے تو یہ کوئی احمق سا نوجوان نظر آتا ہے" ـــــ دوسرے سپاہی نے نادر خان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل بالکل جناب ـــــ خالص احمق ـــــ بنجانے سرکار کیسے انہیں وردی پہنا دیتی ہے" ـــــ عمران نے بڑے خلوص بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور اس بار مجمع کے حلق سے نکلنے والے قہقہے اس قدر زوردار تھے کہ ارد گرد کا علاقہ گونج اٹھا ـــــ وہ عمران کا اشارہ بخوبی سمجھ گئے تھے۔ نادر خان کے تو جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس نے بڑی تیزی سے ہاتھ گھمایا ـــــ وہ شاید پوری قوت سے عمران کو تھپڑ مارنا چاہتا تھا لیکن عمران انتہائی پھرتی سے نیچے جھکا اور نادر خان کا گھومتا ہوا ہاتھ پوری قوت سے اپنے ساتھی سپاہی کے گال پہ پڑا۔ چٹاخ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی نادر خان کا ساتھی چیختا ہوا زمین پہ جا گرا۔

"اچھا اچھا ـــــ تو آپ بتیسی نکلوا رہے ہیں ـــــ دیکھوں نکلی ہے کیسی ہوتی ہے" ـــــ عمران نے تھپڑ کھا کر گرے ہوئے سپاہی پہ تیزی سے جھکتے ہوئے کہا۔

اور مجمع کے قہقہوں نے اس بار تو شاید ساری ٹریفک ہی روک دی ـــــ ہر شخص تیزی سے ادھر ہی دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ نادر خان پاگلوں کی طرح کبھی عمران کو دیکھتا اور کبھی زمین پہ پڑے ہوئے اپنے ساتھی کو جسے اب عمران اٹھا رہا تھا ـــــ اس کی شاید سمجھ میں اب تک نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔

نیچے گرا ہوا سپاہی جیسے ہی اٹھا اس نے پہلے تو منہ بھر کر نادر خان کو گالیاں دینی شروع کیں ـــــ اور پھر وہ یوں اس کی طرف لپکا جیسے اُسے کچا ہی چبا جائے گا۔

"ارے ارے ـــــ یہ کیا ـــــ ٹریفک کے محافظ اگر آپس میں ہی ایکسیڈنٹ کرنے لگے تو ٹریفک کون کنٹرول کرے گا"

عمران نے دوسرے سپاہی کے درمیان میں آکر اُسے روکتے ہوئے کہا۔۔۔۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یہاں بطور مجرم نہیں بلکہ بیچ بچاؤ کرانے آیا ہو۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔ کیوں مجمع اکٹھا کیا ہوا ہے"

اچانک ایک دھاڑتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور پھر مجمع چیرتا ہوا ایک ٹریفک سارجنٹ وہاں پہنچ گیا۔۔۔۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"سر۔۔۔۔ نادر خان نے مجھے تھپڑ مارا ہے"

دوسرے سپاہی نے رو دینے والے انداز میں شکایت کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب۔۔۔۔ نادر خان تو ڈینٹل سپیشلسٹ ہے۔ وہ شاید ان صاحب کی بتیسی باہر نکال رہے تھے۔ ویسے جناب بڑا اچھا نسخہ ہے۔۔۔۔ نہ ہی انجکشن لگانے کی ضرورت۔۔۔۔ نہ اوزاروں کی۔۔۔۔ نہ سرجری کرنی پڑی۔۔۔۔ بس ہاتھ گھمایا اور بتیسی باہر"۔۔۔۔ عمران نے سارجنٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بکتے ہو۔۔۔۔ نادر خان کیا بات ہے۔ کیا اسی لئے تمہاری ڈیوٹی میں نے یہاں لگائی تھی"۔۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ عمران کو چھوڑ کر نادر خان پر چڑھ دوڑا۔

"جج۔۔۔۔ جناب۔۔۔۔ یہ کار چور ہے۔ میں اسے پکڑ لایا۔ میں اسے تھپڑ مار رہا تھا کہ یہ نیچے بیٹھ گیا اور میرا ہاتھ اسلم خان کو لگ۔۔۔۔ جناب میرا قصور نہیں ہے"۔۔۔۔ نادر خان کی ساری

پھنے خانی غائب ہو چکی تھی۔ اور اب وہ بڑے مسمسے سے لہجے میں بات کر رہا تھا۔

"کار چور۔۔۔۔ کون کار چور۔۔۔۔ کسے پکڑ لائے تھے"

ٹریفک سارجنٹ کار چور کا سنتے ہی سارا جھگڑا بھول گیا۔ وہ حیرت سے مجمع کو دیکھ رہا تھا۔

"یہ جی۔۔۔۔ یہ شخص کار چور ہے"۔۔۔۔ نادر خان نے جلدی سے عمران کا بازو پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یہ۔۔۔۔ یہ کار چور ہے۔۔۔۔ کیوں"۔۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

جس نے بڑے مطمئن انداز سے نادر خان کا ہاتھ پرے جھٹک دیا تھا۔

"ان سے ہی پوچھیں جناب۔۔۔۔ کبھی مجھے کار چور کہتے ہیں کبھی کام چور"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نادر خان۔۔۔۔ تم کیسے کہتے ہو یہ کار چور ہے"۔۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ نے نادر خان سے پوچھا۔ اُسے شاید عمران کی شکل دیکھ کر اس کے کار چور ہونے کا یقین نہ آ رہا تھا۔

"جناب۔۔۔۔ اس نے ٹریفک سگنل توڑنے کی کوشش کی تو میں نے اس کی کار ایک طرف لگوائی۔ اس نے خود ہی تسلیم کیا کہ کار چوری کی ہے"۔۔۔۔ نادر خان نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے وہ کار؟" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے کہا۔

"ادھر ـــــ دوسری طرف کھڑی ہے جناب" ـــــ نادر خان نے جواب دیا۔

"کاغذ کہاں ہیں" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کاغذ ـــــ کاغذ تو سٹیشنری کی دکان پر ہوتے ہیں۔ آپ کو اتنا بھی نہیں معلوم" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور مجمع ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"سیدھی طرح بات کرو ـــــ میں گاڑی کے کاغذات پوچھ رہا ہوں" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"گاڑی کے کاغذات ـــــ وہ تو سرکار کے پاس ہوں گے۔ مم ـــــ مم ـــــ میرا کیا تعلق" ـــــ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"سرکار کے پاس ـــــ کیا مطلب ـــــ کیا یہ سرکاری گاڑی ہے" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اور اب مجمع بھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

"ہر گاڑی سرکاری ہوتی ہے جناب ـــــ آخر حکومت نے محکمہ ریلوے بنایا کس لئے ہے" ـــــ عمران نے سیدھا سادھا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"محکمہ ریلوے ـــــ کیا بک رہے ہو" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے بُری طرح الجھ کر کہا۔

"آپ ابھی گاڑی کے کاغذات پوچھ رہے ہیں۔ ظاہر ہے۔ ریل گاڑیاں محکمہ ریلوے چلاتا ہے ـــــ میں تو نہیں چلاتا کہ ان کے کاغذات میرے پاس ہوں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اس بار مجمع کے قہقہوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔

"تم ـــــ تم ـــــ میرا مذاق اڑا رہے ہو ـــــ تمہاری یہ جرأت" ـــــ ٹریفک سارجنٹ بُری طرح بھڑ گیا۔

"آہستہ بولیئے جناب ـــــ میں شریف شہری ہوں۔ آپ کی طرح باوردی ملازم نہیں ہوں کہ افسروں کی جھاڑیں کھاتا پھروں ـــــ میں تو جھاڑیوں کی بجائے ان کے پھل کھاتا ہوں" ـــــ عمران نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔ اور مجمع میں دبی دبی ہنسی ابھرنے لگی۔

"نادر خان ـــــ اسلم خان ـــــ بھگا دو ان کو ـــــ دفع کرو سب کو" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے مجمع کی ہنسی پر پاگل ہوتے ہوئے کہا۔

"سب کو ـــــ یعنی مجھے بھی اجازت ہے۔ پہلے بھی بڑی دیر ہو گئی ہے" ـــــ عمران نے مڑتے ہوئے کہا۔

"تم ٹھہرو ـــــ تم کہاں جا سکتے ہو۔ مجھے واقعی تم کوئی بہت بڑے مجرم نظر آ رہے ہو" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے بڑے غصیلے انداز میں عمران کا بازو پکڑتے ہوئے بگڑ کر کہا۔

"یعنی میں مجرم ہوں نہیں ـــــ نظر آتا ہوں ـــــ واہ ـــــ کیا

خوب مجرم شناسی ہے۔ آپ کو تمغہ حسن مجرم شناسی ملنا چاہئے" عمران نے اپنا بازو چھڑاتے ہوئے کہا۔

"کار کے کاغذ کہاں ہیں۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ ابھی جیل بھیج دوں گا"۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ نے کہا۔

"کار کے کاغذ۔۔۔ کمال ہے۔ اب کاغذ کی کاریں بھی بننے لگی ہیں۔ مگر جناب۔۔۔ میری کار تو لوہے سے بنی ہے۔ کار کا لوہا پیش کر سکتا ہوں"۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ تم بہت گہرے لگتے ہو۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ تھانے"۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گہرا لگتا ہوں۔۔۔ کمال ہے۔۔۔ ابھی مجرم لگ رہا تھا اب گہرا لگنے لگ گیا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد اونچا لگنے لگوں گا پھر چوڑا لگوں گا۔۔۔۔۔۔"۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی اور مجمع کی ہنسی ایک بار پھر سٹارٹ ہو گئی۔

"شٹ اپ۔۔۔ تم ضرورت سے زیادہ بکواس کرنے کے عادی ہو۔۔۔ چلو تھانے۔۔۔ وہاں جا کر دیکھوں گا تمہاری زبان کتنی چلتی ہے"۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ نے غصے کی شدت سے بُری طرح بگڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بڑی پھرتی سے اپنا سروس ریوالور نکال لیا۔

"ارے۔۔۔ بڑا خوب صورت ریوالور ہے۔۔۔ ذرا دکھانا تو"۔۔۔ عمران نے یک لخت انتہائی معصوم سے لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے میں اس نے ہاتھ بڑھایا تو دوسرے لمحے ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ ایک لمحے کے لئے ہوش ششدر رہ گیا لیکن دوسرے لمحے وہ گھبرا کر پیچھے ہٹا۔ اس کے ساتھ ساتھ نادر خان اور اسلم سپاہی جواب کھڑے تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔ عمران کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر بُری طرح گھبرا کر پیچھے کی طرف ہٹے۔ مجمع بھی گھبرا گیا۔۔۔ ان سب کا خیال تھا کہ ابھی عمران فائرنگ کرتا ہوا فرار ہو جائے گا۔ لیکن دوسرے لمحے ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں جب عمران نے بڑے معصوم سے انداز میں ہاتھ میں تھاما ہوا ریوالور واپس ٹریفک سارجنٹ کے ہاتھ میں دے دیا۔

"تم آخر ہو کیا چیز"۔۔۔ ٹریفک سارجنٹ اب پوری طرح پیچ ہو چکا تھا۔

"یہ تم نے پہلی بار کام کا سوال کیا ہے مسٹر ٹریفک سارجنٹ"۔ اچانک عمران کا لہجہ بدل گیا۔ اور ساتھ ہی اس کے چہرے پر موجود احمقانہ آبشار انتہائی باوقار سنجیدگی میں تبدیل ہو گئی۔ اور یہ تبدیلی اس قدر حیران کن تھی کہ ٹریفک سارجنٹ اور مجمع یکلخت دم بخود ہو کر رہ گئے۔

عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور اُسے ٹریفک سارجنٹ کی طرف بڑھا دیا۔

"لو پڑھ لو۔۔۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ تم کس پر ریوالور نکالے رہے تھے"۔۔۔ عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔ دھکا دیے تھے۔

ٹریفک سارجنٹ نے حیرت سے دم بخود انداز میں عمران کے ہاتھ سے کارڈ لیا ــــ اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں کارڈ پر پڑیں اس کے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور دوسرے لمحے اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران کو سیلوٹ کر دیا ــــ کارڈ ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ ٹریفک سارجنٹ کو سیلوٹ کرتے دیکھ کر سپاہیوں نے بھی بوکھلاہٹ میں سیلوٹ جھاڑ دیے۔ اد نادر خان کا رنگ تو یک لخت زرد پڑ گیا تھا۔

"کیا خیال ہے ــــ اب تم تینوں کی پیٹیاں اتار دوں۔ ڈسمس کر دوں ابھی تمہیں ــــ یہی کام کرتے ہو تم ــــ کہ شریف آدمی کو پکڑ کر ذلیل کرتے ہو" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مم ــــ معافی چاہتا ہوں سر ــــ مم ......" ــــ ٹریفک سارجنٹ کی زبان بری طرح لڑکھڑا گئی۔ ادھر مجمع بھی سہم کر خاموش ہو گیا تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ کوئی بہت بڑا افسر ہے ــــ جسے غلطی سے وہ کار چھین کر لائے ہیں۔

"بولو ــــ دکھاؤں کاغذ گاڑی کے" ــــ عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"سوری سر ــــ سر...... معافی سر....."

اس بار ٹریفک سارجنٹ کے ساتھ ساتھ دونوں سپاہیوں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ــــ ایک شرط پر معافی دے سکتا ہوں کہ تم دو

سپاہی اور ٹریفک سارجنٹ تم تینوں میری گاڑی کو دھکا لگا کر ان سارے مجمع کے سامنے چوک کراس کراؤ ــــ تاکہ تمہیں احساس ہو سکے کہ تم عوام کے خادم ہو ان کے آقا نہیں ــــ سمجھے ــــ بولو شرط منظور ہے یا پھر......" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم ــــ مم ــــ منظور ہے جناب" ــــ ٹریفک سارجنٹ اور دونوں سپاہیوں نے فوراً ہی حامی بھر لی ــــ گو ان کی نظروں میں یہ ان کی رسوائی کی حد تھی۔ بہرحال برطرفی سے تو بچ سکتے تھے۔

"چلو ــــ پھر جلدی کرو۔ پہلے ہی تم نے میرا بہت وقت ضائع کر دیا ہے" ــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھنے لگا۔

ٹریفک سارجنٹ اور دونوں سپاہی مجرموں کے سے انداز میں سر جھکائے اس کے پیچھے چل رہے تھے ــــ جب کہ پورا مجمع یہ حیرت انگیز اور دلچسپ تماشہ دیکھنے کے لئے ان کے ساتھ تھا۔ یہ تماشا شاید ان کی زندگی کا انوکھا ترین واقعہ تھا کہ ٹریفک سپاہی اور ٹریفک سارجنٹ چوک پر کسی گاڑی کو دھکا لگائیں گے ــــ اب پورے چوک کی ٹریفک بند ہو گئی۔ سرگوشیوں میں بات بہت دور تک پھیل گئی تھی ــــ اور وہاں بے پناہ ہجوم اکٹھا ہونا شروع ہو گیا تھا۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور سٹیرنگ پر بیٹھ گیا ــــ جب کہ سپاہیوں اور ٹریفک سارجنٹ نے عمران کی کار کو دھکا لگانا شروع کر دیا ــــ ان تینوں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔

اور یوں لگتا تھا جیسے وہ کار کو دھکا نہ لگا رہے ہوں پھانسی پر چڑھنے جا رہے ہوں ـــــ ظاہر ہے وہ تو اپنے آپ کو عوام سے بلند تر کوئی چیز سمجھتے تھے۔ ورنہ تو یہ بھی ٹریفک پولیس کے فرا[ئض] میں شامل ہے کہ وہ عوام کی خدمت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔

عمران کی کار رینگتی ہوئی جب چوک کراس کر گئی تو عمران نے انج[ن] سٹارٹ کر دیا ـــــ اس کے خیال میں اتنا ہی کافی تھا۔ کا[ر] سٹارٹ ہوتے ہی ٹریفک سارجنٹ اور دونوں سپاہی عمران [کی] سائیڈ پر آئے اور انہوں نے ایک بار پھر اسے سیلوٹ ما[را]۔ کارڈ ابھی تک ٹریفک سارجنٹ کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا۔

"سنو ـــــ تم کتنے پڑھے ہوئے ہو" ـــــ عمران نے گیئر بدلتے ہوئے ٹریفک سارجنٹ سے پوچھا۔

"سر ـــــ ایف۔ اے پاس ہوں سر" ـــــ ٹریفک سارجنٹ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو تھوڑی بہت انگریزی پڑھ ہی لو گے۔ اب میرے جا[نے] کے بعد کارڈ کو غور سے پڑھنا ـــــ اس پر انسپکٹر جنرل آف پولیس نہیں بلکہ انسپکٹر جنرل آف پبلک لکھا ہوا ہے۔ اور پو[لیس] اور پبلک کے درمیان جو فرق ہے وہ تم اچھی طرح سمجھتے ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ـــــ اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ اس نے بیک مرر میں دیکھا کہ ٹریفک سارجنٹ نے بوکھلا کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے کا[رڈ کو]

دیکھا اور دوسرے لمحے وہ یوں اچھلا کہ جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو ـــــ بیک مرر میں دور سے بھی اس کا بگڑتا ہوا چہرہ صاف نظر آ رہا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ اب وہ اپنے سپاہی موٹر سائیکل کی طرف دوڑ لگائے گا ـــــ اور پھر انتقام کی آگ میں تپ کر اس پر چڑھ دوڑے گا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ جب تک وہ اس کے پاس پہنچتا وہ اگلے موڑ کے قریب رانا ہاؤس میں پہنچ چکا ہوگا ـــــ چنانچہ اس نے مسکرا کر کار کی رفتار اور تیز کر دی وہ دل ہی دل میں ٹریفک سارجنٹ اور سپاہیوں کی حالت زار پر لطف اندوز ہو رہا تھا ـــــ یہ ایسی چوٹ تھی جو شاید انہیں عمر بھر یاد رہے گی۔

سُپر ایکسپریس ٹرین دارالحکومت کے بڑے ریلوے اسٹیشن پر آکر رکی تو سینکڑوں افراد ٹرین سے اترے او اس میں سوار ہوئے ـــــ یہ مملکت بھاشا نہ کی مین ٹرین تھی یہ ہر وقت بے پناہ رش رہتا تھا۔ اور اس وقت بھی عام حالات کی طرح ٹرین کا ہر ڈبہ عورتوں اور مردوں سے کھچا ہوا تھا ـــــ خاص طور پر تھرڈ کلاس کے ڈبوں میں جن کی تعد خاصی تھی، مسافروں کا اس قدر ہجوم تھا کہ تل دھرنے کی جگہ تھی

ٹرین کے آگے بڑھنے کا وقت ہوا تو گارڈ نے جھنڈی دی اور ٹرین روانگی کی وسل دے کر آہستہ آہستہ کھسکنے لگی۔ اُسی اس کے ایئر کنڈیشن ڈبے کے سامنے کھڑا ایک غیر ملکی نوجوا جس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا۔ لپک کر ڈبے میں دا

ہوا۔ ایئر کنڈیشن ڈبے کے کونے بھی مسافروں سے بھرے ہوئے تھے ـــــ یہ ایئر کنڈیشن ڈبا تقریباً ٹرین کے وسط میں تھا۔ نوجوان بریف کیس سنبھالے تیزی سے مشترکہ لیٹرین کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا ـــــ اس نے بڑی پھرتی سے بریف کیس کو واٹر ٹینک کے پیچھے ڈبے کی دیوار کے درمیان خلا میں پھنسایا اور پھر برق رفتاری سے باہر آگیا ـــــ لیٹرین کا دروازہ بند کر کے اس نے جیب سے ایک مڑا ہوا کیل سا نکالا اور اس کے لاک میں ڈال کر اُسے مخصوص انداز میں گھما دیا ـــــ ٹرین ابھی اسٹیشن کے آخری حصے پر تھی، اور دور سے اسٹیشن پر کھڑے ہوئے لوگ اپنے اپنے عزیز واقارب کو ہاتھ ہلا ہلا کر الوداع کہہ رہے تھے ـــــ جب کہ ٹرین کے ہر دروازے اور کھڑکی سے لوگ باہر کو لٹکے ہوئے تھے اور وہ سب بھی ہاتھ ہلا ہلا کر اپنے عزیز واقارب کو سلام کر رہے تھے۔

غیر ملکی نوجوان لیٹرین کا دروازہ لاک کر کے تیزی سے دوسری طرف کے دروازے کی طرف بڑھا ـــــ اُسی لمحے ٹرین کی رفتار جھٹکا کھا کر تیز ہونے لگی۔ لیکن غیر ملکی نوجوان انتہائی پھرتی سے نیچے اتر کر کچھ لمحے ٹرین کے ساتھ ساتھ دوڑتا رہا پھر رک گیا۔ اس طرف چوں کہ لوگ کھڑکیوں اور دروازوں میں موجود نہ تھے۔ اس لئے وہ رکنے کے بعد اس وقت تک کھڑا رہا جب تک ٹرین کا آخری ڈبہ نہ نکل گیا ـــــ وہ اب جاتی ہوئی ٹرین کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر تلخ مسکراہٹ موجود تھی۔ اس

کے بعد وہ لائن کراس کر کے اسٹیشن میں داخل ہوا اور اطمینان سے چلتا ہوا گیٹ سے باہر آ گیا ـــــ پارکنگ میں کھڑی سیاہ رنگ کی کار کے ساتھ ایک غیر ملکی نوجوان بڑی بے چینی کے عالم میں اُسے آتا ہوا دیکھ رہا تھا۔

"کیا رہا مائیکل" ـــــ کار کے قریب کھڑے نوجوان نے بے چین لہجے میں آنے والے سے پوچھا۔

"کامیابی" ـــــ مائیکل نے مسکراتے ہوئے کہا اور کار کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔

پوچھنے والا سر ہلاتا ہوا جلد ہی سے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ اور دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔

"کسی کو شبہ تو نہیں ہوا" ـــــ ڈرائیور نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"شبہ ـــــ ان احمقوں کو کیا شبہ ہو سکتا ہے"

مائیکل نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار تیز کر دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی ـــــ اور پھر ایک وسیع و عریض کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ ڈرائیور نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو میکانکی انداز میں پھاٹک کھلتا چلا گیا ـــــ اور ڈرائیور کار اندر لیتا چلا گیا۔ برآمدے کے سامنے بڑے سے پورچ میں اس نے کار روکی اور پھر دونوں ہی نیچے اتر آئے ـــــ برآمدے میں

بار مسلح افراد مشین گنیں سنبھالے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں سے کوئی بات نہ کی ـــــ اور وہ دونوں برآمدے سے ہوتے ہوئے درمیانی راہداری میں بڑھتے گئے۔ اور راہداری کے آخر میں ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر وہ رک گئے ـــــ دروازہ بند تھا۔ ڈرائیور نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس ـــــ کم ان" ـــــ اندر سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

اور اس کے ساتھ ہی جس طرح میکانکی انداز میں پھاٹک کھلا تھا اُسی طرح کمرے کا دروازہ بھی کھلتا چلا گیا ـــــ اور وہ دونوں آگے پیچھے سر جھکائے اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا ـــــ جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بڑی بڑی مونچھوں اور لمبے قد اور سڈول جسم کا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر انتہا درجے کی سخت گیری تھی۔

"کیا رپورٹ ہے" ـــــ غیر ملکی نے غراتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے سر" ـــــ بریف کیس رکھنے والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کتنا وقت لگایا تھا" ـــــ غیر ملکی نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"سر ـــــ آدھے گھنٹے کا" ـــــ اُسی نے جواب دیا۔ جس نے پہلے جواب دیا تھا۔

"حفاظتی انتظامات" ـــــ باس کا لہجہ بدستور کرخت تھا
"ٹرین کا دروازہ لاک کر دیا ہے۔ اب وہ آسانی سے کھو
نہیں جاسکتا ـــــ جس ڈبے میں وہ رکھا گیا ہے وہ ٹرین کے
وسط میں ہے۔ اور پوری ٹرین ہی اس سے اثر انداز ہو گی"
اسی نوجوان نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔
"کوئی تعاقب ـــــ کوئی شبہ" ـــــ غیر ملکی نے اس
بار قدرے نرم لہجے میں بات کی۔
"نو سر" ـــــ اس بار دونوں نے ہی بیک وقت جوا
دیا۔
"اوکے ـــــ جاؤ" ـــــ غیر ملکی نے کہا۔
اور وہ دونوں سر جھکائے واپس مڑے اور کمرے سے
باہر نکل گئے ـــــ دروازہ ان کی پشت پر بند ہو گیا۔ دروازہ
بند ہوتے ہی غیر ملکی نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی پر نظر ڈالی
اور پھر باس نے پاس پڑے ہوئے ایک بڑے سے ریڈیو کا
سوئچ آن کر دیا ـــــ ریڈیو سے بھاشانہ کی دھیمی موسیقی سنائی
دے رہی تھی۔ باس خاموش بیٹھا گھڑی کو دیکھتا رہا۔ اس کے
خیال کے مطابق ٹرین کو روانہ ہوئے آدھے گھنٹے سے زیادہ
وقت ہو چکا تھا ـــــ اور پھر اچانک موسیقی بند ہوئی۔ اور
اناؤنسر کی آواز ابھری۔
"ہم بڑے افسوس سے یہ خبر دے رہے ہیں کہ ابھی تھوڑی
دیر پہلے سپر ایکسپریس ٹرین کو جو دارالحکومت سے روانہ ہوئی

تھی خوف ناک حادثہ پیش آگیا ہے۔ یہ حادثہ دارالحکومت ریلوے
سٹیشن سے بیس میل دور راجوکا اسٹیشن کے قریب پیش آیا
ہے ـــــ ٹرین جیسے ہی راجوکا ریلوے اسٹیشن کے آؤٹر
سگنل کے پاس پہنچی۔ ایک خوف ناک دھماکہ ٹرین کے درمیانی
ڈبے میں ہوا ـــــ اور اس کے بعد پوری ٹرین کے پرزے
فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق
کم از کم پانچ سو مسافر ہلاک اور دو ہزار سے زائد زخمی ہوئے
ہیں ـــــ اعلیٰ حکام اور امدادی ٹرینیں موقع پر پہنچ گئی ہیں۔
اور زخمیوں کو قریبی ہسپتالوں میں منتقل کیا جا رہا ہے۔ اعلیٰ حکام
کے مطابق یہ خوف ناک حادثہ تخریبی کارروائی کا نتیجہ ہے مزید
تحقیقات جاری ہیں۔
اور اس اعلان کے بعد خزنیہ موسیقی شروع ہو گیا۔ اور
باس نے مسکراتے ہوئے ریڈیو کا سوئچ آف کر دیا۔ اس
کے چہرے پر ایسا گہرا اطمینان تھا جیسے اتنے افراد کی ہلاکت
سے اس کی کسی انتقامی حس کو تسکین پہنچی ہو ـــــ وہ بھوکے
بھیڑیئے کی طرح چند لمحے بیٹھا دانت نکوستا رہا۔ پھر اس نے
ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور
اٹھا کر تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔
"یس ـــــ کالم رچ سپیکنگ" ـــــ رابطہ قائم ہوتے
ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
"ٹارگٹ نمبر ۲ منصوبے کے مطابق ہٹ ہو گیا ہے۔ اب
پ

ٹارگٹ نمبر ۲ کی تیاری کرو"۔۔۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ ٹارگٹ نمبر ۲ کی تمام تیاریاں مکمل ہیں۔ کل اُسے ہٹ کر دیا جائے گا"۔۔۔ کالرچ نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔ ٹارگٹ نمبر ۲ کے ہٹ کرنے کے بعد ٹاپ میٹنگ کال کر لینا۔ تاکہ اصل مشن کا آغاز کیا جا سکے"۔ باس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب۔۔۔ ایسا ہی ہوگا"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور باس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اور ٹون آتے ہی اس نے دوبارہ نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"یس۔۔۔ آرنلڈ سپیکنگ"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک اور آواز ابھری۔

"میں کرنل چارلس بول رہا ہوں آرنلڈ۔۔۔ ٹارگٹ نمبر کی خبر سن لی ہے"۔۔۔ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔۔۔ ابھی میں نے سنا ہے۔۔۔ ایکشن گروپ نے بڑے سلیقے سے کام کیا ہے"۔۔۔ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"ڈمی رالف اپنے کام میں ماسٹر ہے مسٹر آرنلڈ۔۔۔ اور تم بتاؤ کہ اس کا ردعمل کیا ہوا ہے"۔۔۔ چارلس نے کہا۔

"ردعمل انتہائی خوفناک ہے۔۔۔ اعلیٰ حکام بُری طرح بوکھلا گئے ہیں۔ مخالف جماعتوں کے لیڈروں کی زبردست

پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی ہے۔ عوام میں انتہائی خوف پیدا ہو گیا ہے۔۔۔ لیکن چونکہ ابھی صورت حال واضح نہیں ہے۔ کہ ان کارروائیوں کے پس پشت مقصد کیا ہے۔ اس لئے ابھی صرف خوف ہی خوف ہے"۔۔۔ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"میں نے کالرچ کو ٹارگٹ نمبر ۳ ہٹ کرنے کا سگنل دے دیا ہے۔۔۔ اس کے بعد ٹاپ میٹنگ میں فیصلے کے بعد اصل مشن کا آغاز کر دیا جائے گا"۔۔۔ چارلس نے کہا۔

"ٹارگٹ نمبر ۳ مین ڈیم کا ہی ہے نا"۔۔۔ آرنلڈ نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ اور وہ سب سے بڑا ٹارگٹ ہے۔ اس کے ہٹ ہونے کے بعد دارالحکومت میں اس قدر افراتفری پھیلے گی کہ جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ اور ایسے حالات میں جب مشن کا آغاز کیا جائے گا تو پھر کامیابی صرف چند قدم ہی دور رہ جائے گی"۔۔۔ چارلس نے بڑے با اعتماد لہجے میں کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے باس۔۔۔ کہ ایسے حالات کو دیکھتے ہوئے ٹارگٹ نمبر ۳ پر حفاظتی انتظامات انتہائی سخت کر دیئے جائیں"۔۔۔ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"وہ چاہے کچھ ہی کیوں نہ کر لیں ٹارگٹ نمبر ۳ لازماً منصوبے کے مطابق ہٹ ہوگا۔۔۔ کالرچ ایسے کاموں میں انتہائی مہارت رکھتا ہے"۔۔۔ چارلس نے جواب دیا۔

"اور کے ــــ اگر ایسا ہو جائے تو مشن کی کامیابی اور زیادہ قریب ہو جائے گی" ــــ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا ــــ بھاشانہ کے لوگ ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یہ ابھی ہماری ذہانت اور کارکردگی سے سینکڑوں سال پیچھے ہیں ــــ تم بس اتنا کرو کہ حکام اور عوام کے ردعمل سے ہمیں برابر مطلع کرتے رہو۔ تاکہ ہم اس کے مطابق اپنے مشن کو آگے بڑھا سکیں" ــــ چارلس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ــــ ویسے میرا خیال ہے کہ ہوائی جہاز کے حادثے کے بعد اب ٹرین کے اس خوفناک حادثے نے پورے بھاشانہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے ــــ اور شاید صدر مملکت کوئی ہنگامی میٹنگ کال کریں" ــــ آرنلڈ نے توقع ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہو مسٹر آرنلڈ ــــ تو ہمیں اس میٹنگ کی مکمل کارروائی سے باخبر ہونا چاہیئے" ــــ چارلس نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ــــ ٹیپ شدہ کارروائی آپ تک پہنچ جائے گی۔ میں نے سب کچھ سوچ کر پہلے ہی منصوبہ بندی کی ہوئی ہے ــــ مجھے بس یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کرنل شریف سے خطرہ ہے ــــ کیونکہ کرنل شریف خاصا تیز طرار اور ذہین واقع ہوا ہے۔ میں نے اس کی نگرانی کے لئے آدمی چھوڑ دیئے ہیں۔ تاکہ اس کی کارکردگی اور

اقدامات کی رپورٹ ملتی رہے" ــــ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"کرنل شریف ــــ لیکن اس سے پہلے اس کا نام ہمیں نہیں بتایا گیا" ــــ چارلس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس وقت کرنل شریف ملک سے باہر تھا۔ اور اس کی واپسی کی ابھی کوئی توقع نہ تھی ــــ لیکن شاید ہوائی جہاز کے حادثے کے بعد اُسے ہنگامی طور پر واپس بلا لیا گیا ہے۔ وہ آج صبح ہی واپس آیا ہے" ــــ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"اگر وہ تیز طرار اور ذہین آدمی ہے تو مشن سے پہلے اس کا خاتمہ کیا جانا ضروری ہے" ــــ چارلس نے کہا۔

"میرا خیال ہے ابھی اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں اگر وہ کسی بھی لمحے ہمارے لئے خطرہ ثابت ہونے لگا تو پھر اس کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے ــــ اور اس کا خاتمہ کچھ زیادہ مشکل بھی نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کا چیف اسسٹنٹ کیپٹن تمیز الدین جسے کیپٹن تمیزی کہا جاتا ہے انتہائی عیاش ٹائپ آدمی ہے اُسے آسانی سے بلیک میل کر کے کرنل شریف کا خاتمہ کرایا جا سکتا ہے" آرنلڈ نے جواب دیا۔

"بہرحال تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ اس کے متعلق بھی ہمیں بروقت رپورٹیں ملنی چاہئیں ــــ ہم مشن کے آغاز سے پہلے اس راہ میں موجود ہر خطرہ کو دور کر دینا چاہتے ہیں۔ اور کیپٹن تمیزی کو درمیان میں لانے کی ضرورت نہیں ہے ــــ جو کام ہم خود کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے سہارے کی ضرورت نہیں تم صرف

کرنل شریف کا حدود اربعہ بتا دینا۔ باقی کام چٹکی بجاتے میں ہو جائے گا" ـــــ چارلس نے زور دے کر کہا۔

"ٹھیک ہے باس ـــــ میں آپ کو بتا دوں گا۔ ویسے وہ اتنا بھی تیز طرار آدمی نہیں ہے کہ ہم سے مقابلہ کر سکے۔ اس لئے اس کے متعلق زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں" ـــــ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"پریشانی ـــــ اور ڈی۔ ایف کو ـــــ یہ تم کیا کہہ رہے ہو ڈی۔ ایف کو پریشان کرنے والا ابھی اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا اور نہ ہی ہم نے کبھی پیدا ہونے دیا ہے۔ بہرحال محتاط رہنا ضروری ہے ـــــ او کے۔ گڈ بائی" ـــــ چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

بھاشانا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک بھاری جسم اور درمیانے قد کا آدمی بیٹھا ہوا تھا ـــــ اس کا چہرہ کسی بلڈاگ کی طرح سوجا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شدید پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ جبڑے بھنچے ہوئے تھے۔ اور وہ بار بار اپنی مٹھیاں بھینچ کر سامنے موجود میز پر مکے برسانا شروع کر دیتا ـــــ اس کے چہرے کے عضلات یوں پھڑک لگتے جیسے اس پر اچانک رعشہ کی بیماری کا اٹیک ہو گیا ہو۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد لیکن سڈول جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا ـــــ نوجوان کے جسم پر بہترین تراش کا سوٹ تھا۔ اس کی آنکھیں بڑی بڑی اور ٹھوڑی نوکیلی تھی۔ چہرے سے سخت گیری عیاں تھی۔

"کیا رپورٹ ہے کیپٹن تمیزی ـــــ کچھ پتہ چلا" ـــــ کرسی کے

میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے شخص نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کچھ پتہ نہیں چل رہا کرنل ——— البتہ یہ بات طے ہے کہ ٹرین کے ایئر کنڈیشن ڈبے میں انتہائی خوف ناک بم رکھا گیا ہے۔ اور یہ بم دروازے کے قریب ہی لیٹرین میں رکھا گیا ہے ——— کیوں کہ راستے میں مسافروں نے شکایت کی تھی کہ لیٹرین کا دروازہ لاک ہے باوجود کوشش کے نہیں کھل سکا" ——— کیپٹن تمیزی نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"باکا ریلوے اسٹیشن پر انکوائری کرنی تھی۔ آخر کسی نہ کسی نے ان لوگوں کو ضرور دیکھا ہو گا جنہوں نے یہ بم رکھا ہے" ——— کرنل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے وہاں بھی انکوائری کی ہے۔ لیکن مجھے کوئی ایسا آدمی نہیں ملا جو اس کے متعلق کچھ بتا سکے" ——— کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"صورت حال انتہائی خراب ہے کیپٹن ——— اعلیٰ حکام سخت پریشان ہیں۔ ان تخریبی کارروائیوں کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اور ظاہر ہے اس قدر خوف ناک تخریبی کارروائیاں بے مقصد نہیں کی جاتیں ——— مجھ پر زبردست دباؤ پڑ رہا ہے۔ کہ میں ان کے مقصد کو تلاش کروں" ——— کرنل نے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی کرخت آواز سے بج اٹھی ——— کرنل نے رسیور اٹھا لیا۔

"چیف آف سیکرٹ سروس کرنل شریف سپیکنگ"

کرنل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"باس ——— میں واجد بول رہا ہوں۔ میں نے باکا ریلوے اسٹیشن کے ایک ایسے قلی کو ڈھونڈ نکالا ہے۔ جس کا بیان ہے کہ اس نے ایک آدمی کو ٹرین چلتے وقت لیٹرین میں گھستے دیکھا تھا۔ ایئر کنڈیشن بوگی کی لیٹرین میں ——— اس کے بیان کے مطابق وہ ایک غیر ملکی نوجوان تھا اور اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بریف کیس پکڑا ہوا تھا ——— وہ بریف کیس سمیت لیٹرین میں گھستا چلا گیا۔ اگر آپ کہیں تو میں اس قلی کو ہیڈ کوارٹر لے آؤں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم اس وقت کہاں سے بول رہے ہو" ——— کرنل شریف نے تیز لہجے میں پوچھا۔ واجد کی رپورٹ سے اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی تھی۔

"میں ریلوے اسٹیشن سے ہی بول رہا ہوں جناب"

واجد نے جواب دیا۔

"او کے ——— تم وہیں رکو ——— میں اور کیپٹن تمیزی وہیں آ رہے ہیں۔ یہ ایک اہم کلیو ہے" ——— کرنل شریف نے کہا۔ اور پھر دوسری طرف سے کوئی جواب سنے بغیر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا۔ اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آؤ کیپٹن ——— واجد نے واقعی اہم کلیو تلاش کیا ہے"

کرنل شریف نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن تمیزی بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چلنے لگا۔

اور چند لمحوں بعد ان کی کار تیز رفتاری سے ریلوے اسٹیشن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"غیر ملکی نوجوان سے تو یہی مطلب نکلتا ہے کہ ان تخریبی کارروائیوں کے پیچھے کوئی غیر ملکی تنظیم کام کر رہی ہے"۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے جو ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ ڈرائیونگ کرتے ہوئے کرنل شریف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔۔۔ لیکن اب یہ وضاحت ضروری ہے کہ قلی کسے غیر ملکی کہہ رہا تھا۔۔۔ کیا وہ کسی ہمسایہ ملک کا باشندہ تھا یا کسی یورپی ملک کا"۔۔۔ کرنل شریف نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور کیپٹن تمیزی نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار دارالحکومت پاکا کے خوبصورت اور وسیع و عریض ریلوے اسٹیشن کے پورچ میں جا کر رک گئی اور کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی دونوں ہی باہر اتر آئے۔ اُسی لمحے برآمدے کی سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک لمبا تڑنگا نوجوان ان کی طرف لپکا۔

"کہاں ہے وہ قلی"۔۔۔ کرنل شریف نے آنے والے سے پوچھا۔

"وہ انکوائری روم میں بیٹھا ہوا ہے۔۔۔ بلاؤں اُسے"۔ آنے والے نے پوچھا۔

"ہاں۔۔۔ بلاؤ اُسے"۔۔۔ کرنل شریف نے اِدھر اُدھر

دیکھتے ہوئے کہا۔ اور واجد تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"یہاں راستے میں بات کرنے کی بجائے ہمیں کسی ریسٹورنٹ کے فیملی کیبن میں بیٹھ جانا چاہیئے"۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ بارگلا ریسٹورنٹ ٹھیک رہے گا۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔ تم اور واجد اس قلی کو لے کر وہیں آ جاؤ"۔ کرنل شریف نے کہا اور پھر وہ تیزی سے قدم اٹھاتا دائیں طرف بڑھنے لگا۔

بارگلا ریسٹورنٹ اسٹیشن کی حدود کے اندر ہی ایک خوبصورت اور جدید ریسٹورنٹ تھا جسے ابھی حال ہی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ کرنل شریف قدم بڑھاتا ایک بڑے فیملی کیبن کی طرف بڑھتا گیا۔۔۔ اور پھر جیسے ہی وہ کیبن میں جا کر بیٹھا۔ ویٹر اس کے سر ہو گیا۔

"ابھی جاؤ۔۔۔ جب میرے ساتھی آ جائیں گے پھر بلا لوں گا"۔۔۔ کرنل شریف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ اور ویٹر اس کا لہجہ سنتے ہی کان دبائے واپس مڑ گیا۔

چند لمحوں بعد ہی کیپٹن تمیزی اور واجد ایک ادھیڑ عمر قلی کو ہمراہ لئے کیبن میں داخل ہوئے۔۔۔ قلی خاصا سہما ہوا تھا۔ شاید واجد نے اُسے بتا دیا تھا کہ وہ کون ہیں۔ قلی نے اندر آتے ہی بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"واجد۔۔۔ تم باہر ٹھہرو۔۔۔ اور خیال رکھنا کہ کہیں ہماری نگرانی تو نہیں ہو رہی"۔۔۔ کرنل شریف نے واجد سے

مخاطب ہو کر کہا۔ اور واجد سر ہلاتا ہوا کیبن سے باہر نکل گیا۔

"بیٹھ جاؤ ——— اور سنو ——— اگر تمہارے دل میں اپنے وطن کی محبت موجود ہے تو سب کچھ سچ بتانا" ——— کرنل شر لیف نے ادھیڑ عمر قلی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب ——— میں سچ بتاؤں گا۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے" قلی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر کرنل کے سامنے والی کرسی پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا ——— جب کہ کیپٹن تمیزی نے اس کے ساتھ والی کرسی سنبھال لی۔

"تمہارا نام کیا ہے" ——— کرنل شر لیف نے قلی کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جناب ——— میرا نام اسلام الدین ہے۔ میں کسان کالونی میں رہتا ہوں۔ اور گذشتہ دس سالوں سے یہاں قلی کا کام کرتا ہوں" ——— قلی اسلام الدین نے از خود اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اچھا ——— اب تفصیل سے بتاؤ کہ تم نے کیا دیکھا" کرنل شر لیف نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"جناب ——— ٹرین یہاں آ کر رکی۔ میں نے ایئر کنڈیشن بوگی میں مسافروں کا سامان رکھا۔ انہوں نے مجھے سو ٹکے کا نوٹ دیا۔ میرے پاس ریزگاری نہ تھی ——— اس لئے میں اپنا بیج ان کے حوالے کر کے اُسے تڑوانے چلا گیا۔ بڑا نوٹ تڑواتے تڑواتے مجھے دیر ہو گئی ——— چنانچہ جب میں ڈبے کے پاس پہنچا تو گاڑی چل پڑی تھی۔

میں نے دیکھا کہ ایک لمبا سا نوجوان جو غیر ملکی تھا۔ ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے چلتی گاڑی پر چڑھا ——— اور جناب سیدھا لیٹرین میں گھس گیا۔ میں بھی اوپر چڑھا اور میں نے اپنے مسافر کو بقایا رقم دے کر جلدی سے اس سے اپنا بیج لیا ——— اور چونکہ گاڑی چل پڑی تھی۔ اس لئے میں فوراً واپس اتر آیا ——— بس جناب میں نے یہی دیکھا ہے" ——— اسلام الدین نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم واپس اُسی دروازے سے اترے تھے جہاں وہ لیٹرین تھی یا کسی اور دروازے سے اترے تھے" ——— کرنل شر لیف نے چند لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

"اُسی دروازے سے جناب ——— اس وقت لیٹرین بند تھی" قلی نے جلدی سے جواب دیا۔

"اچھا ——— اس کا حلیہ اور لباس کی تفصیل بتاؤ۔ لیکن دیکھو سوچ کر بتانا" ——— کرنل شر لیف نے کہا۔

اور قلی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بڑی تفصیل سے حلیہ اور لباس کی تفصیلات بتا دیں۔

"اس کے بعد تم نے اُسے دیکھا" ——— کرنل شر لیف نے پوچھا۔

"نہیں جناب ——— پھر میں نے اُسے نہیں دیکھا" ——— قلی نے جواب دیا۔

"اب اگر اُسے دیکھو تو پہچان سکتے ہو" ——— کیپٹن تمیزی

نے پہلی بار سوال کیا۔

"جناب ـــــ بالکل پہچان لوں گا" ـــــ قلی نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"اچھا ـــــ ایک بار پھر سوچ لو کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے۔ وہ درست ہے" ـــــ کرنل شریف نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"بالکل جناب ـــــ بالکل سچ ہے جناب" ـــــ قلی نے جواب دیا۔ البتہ کرنل شریف کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہاتھ اٹھالو ـــــ تم ہمیں احمق سمجھتے ہو" ـــــ اچانک کرنل شریف نے جیب سے ریوالور نکال کر قلی پر تان لیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے ـــــ کیپٹن تمیزی کے چہرے پر یہ سچویشن دیکھ کر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ لیکن اس نے بھی جلدی سے ریوالور نکال ہی لیا۔

"مم ـــــ مم ـــــ میں ......" ـــــ قلی نے نہ صرف بوکھلا کر ہاتھ اٹھا لیے تھے بلکہ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین خوف کے آثار ابھر آئے تھے۔

"تمہارے بیان کے مطابق جب تم ڈبے کے پاس پہنچے تو وہ غیر ملکی اوپر چڑھ رہا تھا ـــــ اور پھر وہ سامنے والی لیٹرین میں گھس گیا۔ تم اس کی پشت پر تھے۔ تم تو اس کا چہرہ دیکھ ہی نہ سکتے تھے ـــــ پھر تم نے اتنی تفصیل سے اس کا حلیہ کیسے بتا دیا

تمہاری بتائی ہوئی تفصیل سے تو یوں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے تم اُسے سامنے بٹھا کر کئی گھنٹے دیکھتے رہے ہو ـــــ بولو ـــــ کیوں تم نے یہ جھوٹ بولا ہے ـــــ دیکھو ـــــ اگر اب ہمیں احمق بنانے کی کوشش کی تو یہیں ڈھیر کر دوں گا" ـــــ کرنل شریف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن تمیزی یوں سر ہلانے لگا جیسے کرنل شریف کی عقلمندی کی داد دے رہا ہو۔

"سچ ـــــ جناب ـــــ میں نے جھوٹ نہیں بولا جناب۔ لیٹرین کا دروازہ کھولتے ہوئے اس نے ایک لمحے کے لئے مڑ کر دیکھا تھا جناب ـــــ اور میں نے اس کا چہرہ دیکھ لیا تھا جناب۔ اور جناب میں قلی ہوں۔ مجھے مسافروں کے چہرے یاد رہتے ہیں جناب ـــــ میں نے قطعی جھوٹ نہیں بولا جناب" ـــــ قلی نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور کرنل شریف نے چند لمحے اُسے غور سے دیکھنے کے بعد ریوالور واپس جیب میں ڈال لیا کیوں کہ قلی کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"ہوں ـــــ ٹھیک ہے جاؤ" ـــــ کرنل شریف نے کہا اور قلی یوں تیزی سے مڑ کر باہر نکلا جیسے اگر اُسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"نکتہ تو آپ نے خوب نکالا تھا باس" ـــــ کیپٹن تمیزی نے بھی ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"وہ نوجوان لازماً گاڑی سے اترا ہو گا۔ کیوں کہ یہاں سے چلنے

کے بعد گاڑی حادثے کے مقام تک کہیں بھی نہیں رکی اور وہ خود اپنی جان پر نہیں کھیل سکتا ــــــ لہٰذا اسٹیشن کراس ہونے سے پہلے وہ لازماً نیچے اترا ہو گا۔ اسی لئے اس نے لیٹرین کو لاک کر دیا تھا تاکہ بم پھٹنے سے پہلے کوئی اُسے چیک نہ کر سکے ــــــ اور ایسی صورت میں اُسے واپس جاتے ہوئے ضرور دیکھا گیا ہو گا۔ تم ایسا کرو کیپٹن ــــــ کہ حلیہ بتا کر تمام قلیوں اور ریلوے کے عملے سے پوچھ گچھ کرو۔ کوئی نہ کوئی ضرور معلومات مہیا کرے گا"

کرنل شریف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ــــــ کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمام سیکرٹ سروس کو یہ حلیہ بتا کر شہر میں پھیلا دو جہاں اس حلیے کا کوئی آدمی نظر آئے اس کی سختی سے نگرانی کی جائے اور مجھے رپورٹ فوراً پہنچائی جائے" ــــــ کرنل شریف نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے قدم اٹھاتا کیبن سے باہر نکل کر کیفے کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا گیا۔

عمران ٹریفک سارجنٹ سے جان چھڑا کر رانا ہاؤس میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا ــــــ کیوں کہ اُسے معلوم تھا کہ اب ٹریفک سارجنٹ بغیر کچھ سوچے سمجھے اس پر چڑھ دوڑے گا۔ کار پورچ میں روک کر وہ نیچے اترا تو برآمدے میں کھڑے جوزف اور جوانا کے چہرے مسرت سے کھل اُٹھے ــــــ عمران خاصے دنوں کے بعد ادھر آیا تھا۔

"ہاں بھیا ــــــ بلیک ٹائیگرز کی جوڑی کا کیا حال ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس ــــــ جوڑی اداس ہے" ــــــ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر میں تمہاری جگہ طبلے کی جوڑی کیوں نہ لے آؤں۔ کہ

اداس بھی نہ ہو گی اور خرچہ بھی بچ جائے گا۔ ارے ڈرموں کے حساب سے شراب پی جاتے ہو ——— اور پھر بھی جوڑی اداس ہے کیوں“ عمران نے کاٹ کھانے والے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس ——— ہم ناکارہ ہو گئے ہیں۔ باس ——— جوزف دی گریٹ جس سے سرکنڈوں کا سانپ بھی خوف زدہ رہتا تھا بے کار ہو گیا ہے ——— باس ——— اب اڑتی ہوئی چیل بھی مجھے دیکھ کر غوطہ نہیں کھاتی۔ باس ——— اب دلدل کا سرخ مینڈک بھی مجھ سے بہتر ہو گیا ہے۔ وہ اچھل تو لیتا ہے“ ——— جوزف نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”یہ تو کیا کام ہے ——— ایسے تو میں اب سرخ مینڈک سے کشتی لڑنے اور اڑتی چیل کے پر گننے اور سرکنڈوں کے سانپ کا زہر لانے کے لئے واپس افریقہ بھیج دیتا ہوں۔ تم بتاؤ جوانا ——— تم کیا کہتے ہو“ ——— عمران نے اس بار بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”باس ——— آپ چاہے جو کچھ کہیں میں اپنی بے کاری سے تنگ آگیا ہوں ——— ماسٹر کلرز کا جوانا ——— جو زندگی کو بھرپور انداز میں گزارنے کا عادی تھا۔ اب ماسٹر عمران کا جونیئر بننے کے بعد سوائے جمائیاں لینے کے اور کچھ نہیں کر سکتا“ ——— جوانا نے بھی برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ارے ——— تم دونوں نے میرے خلاف سازش تو نہیں کر لی۔ ایک ہی سُر میں بول رہے ہو“ ——— عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر ——— آخر آپ ہمیں کیوں بے کار پال رہے ہیں۔ کچھ کام کرنے دیجئے“ ——— جوانا نے کہا۔ جوزف خاموش ہی رہا۔ شاید وہ عمران کی دھمکی سے خوف زدہ ہو گیا تھا۔

”کیا کام کرنا چاہتے ہو“ ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”باس ——— اپنے مخالفین کی فہرست میرے ہاتھوں میں دے دیجئے۔ اور پھر دیکھیے جوانا کس طرح ان مخالفین کو جہنم میں دھکیلتا ہے“ ——— جوانا نے اشتیاق سے بھرپور لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں یک لخت چمک ابھر آئی تھی۔

”اس وقت تو میرا سب سے بڑا مخالف جوزف ہے“ عمران نے آنکھیں نچاتے ہوئے کہا۔

”نہیں ماسٹر ——— ایسے نہیں ——— اصلی مخالفین کے نام بتاؤ“ جوانا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا ——— اب تم مجبور کرتے ہو تو سنو ——— میں تم دونوں کو ایک کام بتاتا ہوں“ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ضرور بتاؤ ماسٹر ——— ضرور بتاؤ“ ——— جوانا نے چہکتے ہوئے کہا۔

”تم دونوں شہر کے سپر کیفے ——— بار روم اور ہوٹل میں جاؤ۔ اور وہاں جا کر ایسے بڑے مجرموں کی ٹوہ لگاؤ جو غیر قانونی کاموں میں ملوث ہوں ——— تم زیر زمین دنیا میں اپنا گروپ بناؤ۔ بلیک ڈیتھ گروپ۔ اور خوب اودھم مچاؤ۔ بس اتنا کام کرنا کہ جب

کبھی کوئی ایسی تنظیم سامنے آئے جو ملکی سلامتی کے خلاف کام کر رہی ہو تو مجھے اطلاع کر دیا کرنا"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ماسٹر ۔۔۔۔۔ ویری گڈ آئیڈیا ۔۔۔۔۔ واہ بلیک ڈیتھ۔ واہ دہشت خیز نام ہے ۔۔۔۔۔ لیکن ماسٹر ۔۔۔۔۔ بلیک ڈیتھ کام کیا کرے گی۔ کیا چیتے اور قاتلوں جیسا کام کریں"۔۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے پناہ خوشی تھی۔

"نہیں ۔۔۔۔۔ غیر قانونی۔" کیا تو پھر عمران کے ہتھے چڑھ جائیں گے اور اس کے بعد بلیک ڈیتھ اصلی ڈیتھ میں تبدیل ہو جائے گا۔ ہم نے مجرموں کو ایسی سزا دینی ہے کہ وہ آئندہ جرم کرنے سے باز آ جائیں ۔۔۔۔۔ بلیک ڈیتھ کے خوف سے وہ جرم چھوڑ کر نیک اور متقی بن جائیں۔ اور بس"۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا کام بتایا ہے باس ۔۔۔۔۔ اب بلیک ڈیتھ تبلیغ کرتی پھرے مجرموں کو سیدھی راہ دکھاتی پھرے۔ مجھ سے یہ کام نہیں ہوتا"۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تبلیغ مت کرو۔ سزائیں دو ۔۔۔۔۔ بس غیر قانونی کام میں ملوث نہ ہونا"۔۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ماسٹر ۔۔۔۔۔ جوزف چاہے راضی ہو یا نہیں جوانا اکیلا ہی یہاں کے مجرموں کے لئے کافی ہے ۔۔۔۔۔ لیکن باس یہاں مجھے پورا گروپ قائم کرنا پڑے گا۔ ہیڈ کوارٹر بنانا پڑے گا"۔۔۔۔۔ جوانا نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ باقاعدہ

کوئی بزنس شروع کرنے کی پلاننگ کر رہا ہو۔

"میں کیوں راضی نہ ہوں گا۔ میں تم سے زیادہ بڑی ڈیتھ ہوں۔ میرے نام سے تو پورا افریقہ کانپتا ہے"۔۔۔۔۔ جوزف نے جلدی سے کہا۔

وہ بھلا عمران کے سامنے جوانا سے پیچھے رہ جانے کا اقرار کیسے کر لیتا۔

"تو آؤ پھر میں تمہارا ابتدائی تعارف کرا دوں۔ اس کے بعد تم جانو اور تمہارا کام"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ابتدائی تعارف ۔۔۔۔۔ وہ کیسے باس"۔۔۔۔۔ جوانا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں دارالحکومت میں کیفے شائی لاک کا مالک ماسٹر شائی لاک ہے ۔۔۔۔۔ زبردست لڑاکا ۔۔۔۔۔ ہتھ چھٹ ہے۔ اس سے پوری زیر زمین دنیا کانپتی ہے ۔۔۔۔۔ اگر تم نے اسے زیر کر لیا تو سمجھو آدھی کامیابی حاصل کر لی"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ گڈ باس ۔۔۔۔۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ خواہ مخواہ ہمارا وقت ضائع ہوا۔ ورنہ اب تک دارالحکومت مجرموں سے پاک ہو چکا ہوتا"۔۔۔۔۔ جوانا نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"آؤ پھر جلدی کرو"۔۔۔۔۔ عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

اور جوزف اور جوانا جلدی سے کار کی پچھلی نشست پر آ کر

بیٹھ گئے۔

اور تھوڑی دیر بعد عمران کی کار رانا ہاؤس سے نکل کر کیفے شائی لاک کی طرف دوڑنے لگی ـــــ عمران چونکہ فارغ تھا۔ اس لئے بس تماشا دیکھنے کے لئے وہ ایسی حرکتیں کر رہا تھا۔ کیفے شائی لاک کا انتخاب بھی اس نے جان بوجھ کر کیا تھا ـــــ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ماسٹر شائی لاک کتنے کی دم ہے۔ وہ آسانی سے سیدھا نہ ہوگا اور اچھی خاصی تفریح رہے گی ـــــ تھوڑی دیر بعد کار کیفے شائی لاک کے دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ اور عمران سمیت وہ دونوں نیچے اتر آئے۔

"ٹھیک ہے باس ـــــ اب آپ ہمارے کام میں مداخلت نہ کریں اور دیکھیں کہ بلیک ڈیتھ کیا کرتی ہے" ـــــ جوانا نے بڑے تحقیر آمیز نظروں سے کیفے کے دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"دھیرج دھیرج ـــــ اتنی جلدی کی ضرورت نہیں۔ پہلے تعارف پھر کام ـــــ ابھی تو تم صرف شائی لاک کو دھمکی دو گے اسے سیدھا ہو جانے کا نوٹس دو گے۔ اس کے بعد کارروائی شروع ہوگی۔ اور یہ تعارف میں کرا دیتا ہوں" ـــــ عمران نے کہا۔

اور کیفے کے گیٹ میں داخل ہو گیا۔ کیفے واقعی زیر زمین دنیا کے افراد سے بھرا پڑا تھا ـــــ وہ سب شرابیں پینے اور اونچے اونچے قہقہے لگانے میں مصروف تھے ـــــ چونکہ یہاں ہر ٹائپ کے لوگ آتے جاتے رہتے تھے۔ اس لئے کسی نے جوزف اور جو

ن دل چسپی نہ لی۔

"عمران انہیں لئے ہوئے سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر
ن البتہ حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا ـــــ وہ خود قد و قامت اور
کل و صورت سے لڑاکا نظر آ رہا تھا۔ اس کی کرنجی آنکھیں عمران اور
انا پر جمی ہوئی تھیں۔

"مسٹر گھانچو ـــــ کہاں ہے وہ تمہارا استاد شائی لاک"
ان نے کاؤنٹر کے قریب پہنچتے ہوئے بڑے لوفرانہ انداز میں
ہا۔

"میرا نام وکی ہے ـــــ گھانچو نہیں ـــــ اور ماسٹر کا نام ادب
ے لو ـــــ سمجھے ـــــ ورنہ زبان نکال کر ہتھیلی پہ دھر دوں گا"
نڈرین وکی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ جوانا کا لمبا سا ہاتھ
ری سے آگے بڑھا ـــــ اور وکی یوں اچھل کر کاؤنٹر کے اوپر
ے موٹا ہوا ہال کی کرسیوں پر جا گرا جیسے وہ کوئی معمولی سا
ونا ہو۔

"تمہاری یہ جرأت ـــــ کہ تم بلیک ڈیتھ کے سامنے گستاخی سے
ت کرو" ـــــ جوانا کی دھاڑ سنائی دی۔

ور پھر وکی کے گرنے سے میز اور ایک کرسی کے ٹوٹنے کے
تھ ساتھ جوانا کی دھاڑ نے پورے ہال کو ایک لمحے کے لئے
بخود کر دیا ـــــ وہ سب حیرت سے عمران۔ جوانا اور
ت کو دیکھ رہے تھے۔ وکی نیچے گرتے ہی چیختا ہوا اٹھ کھڑا

ہوا۔ اس کا چہرہ انتہائی غضب ناک ہوگیا تھا۔ چہرے کے عض
غصے کی شدت سے پھڑکنے لگ گئے تھے۔

ہال میں موجود کئی غنڈے نما نوجوان جیبوں سے ریوالو
نکالے تیزی سے ان تینوں کی طرف بڑھنے لگے۔

"ٹھہرو ۔۔۔ انہوں نے وکی پہ ہاتھ اٹھایا ہے اور وکی ا
بتائے گا کہ ان کے بازو کتنے لمبے اور سلامت رہتے ہیں"
وکی نے دھاڑتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا

"بڑے خوب صورت فقرے بولتے ہو ۔۔۔ کہیں تھیٹر
اداکاری کرتے رہے ہو" ۔۔۔ عمران نے اس کی بات کا مذ
اڑاتے ہوئے کہا۔

"اس کی شکل دیکھی ہے ۔۔۔ بلیک ڈیتھ کے مقابلے پر آ
والے کی شکل ذرا ملاحظہ کیجئے۔ چوہے جیسی شکل ہے۔ اور بات
رہا ہے بلیک ڈیتھ سے" ۔۔۔ جوانا نے یوں منہ بناتے ہوئے
کہا جیسے وکی واقعی چوہا ہو۔ حالانکہ وکی خاصا لمبا چوڑا جوان
تھا ۔۔۔ اور اس کے بازوؤں کی پھڑکتی ہوئی مچھلیاں بتا رہی
تھیں کہ اس میں خاصا دم خم ہے ۔۔۔ لیکن ظاہر ہے جوانا کے
ساتھ تو اس کا کوئی جوڑ نہ تھا۔

"تم مجھے چوہا کہہ رہے ہو تم" ۔۔۔ وکی نے چیختے ہوئے
کہا اور پھر تیزی سے اچھل کر وہ جوانا پر حملہ آور ہوا۔ مگر
اس سے پہلے کہ وہ جوانا تک پہنچتا ۔۔۔ جوزف نے ایک قد
بڑھایا اور دوسرے لمحے وکی بری طرح چیختا ہوا الٹ کر

پیچھے جا گرا۔ جوزف کا زوردار مکا کسی ہتھوڑے کی طرح آگے
بڑھتے ہوئے وکی کے چہرے پر پڑا تھا ۔۔۔ وکی نیچے گرتے ہی
بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھا
ہوتا۔ جوانا کی لات حرکت میں آئی ۔۔۔ اس نے اس انداز میں
ٹھتے ہوئے وکی کے پیٹ میں ٹھوکر ماری تھی جیسے فٹ بال کا
کھلاڑی لانگ ہٹ لگاتا ہے ۔۔۔ اور واقعی وکی جیسا بھاری
بھرکم جوان کسی فٹ بال کی طرح فضا میں اڑتا ہوا ہال کے آخری
کنارے پر موجود میز پر جا گرا ۔۔۔ اس کے حلق سے اس قدر
دردناک چیخیں نکل رہی تھیں کہ پورا ہال گونج اٹھا تھا۔ لیکن وہ
نیچے گرنے کے بعد نہ اٹھ سکا۔ بلکہ چند لمحے پھڑکنے کے بعد وہیں
فرش پر ہی بے حس و حرکت ہو گیا۔

"سنو ۔۔۔ میری بات غور سے سنو ۔۔۔ اب بلیک
ڈیتھ اس شہر کی مالک ہے۔ جس نے بلیک ڈیتھ کی مرضی کے
بغیر کوئی جرم کیا۔ تو پھر بلیک ڈیتھ اسے موت کی سزا دے
گی ۔۔۔ اور وہ شخص دوسرا سانس نہ لے سکے گا"
جوانا نے قدم پھیلا کر چیختے ہوئے کہا۔

"یہ کیا شور ہے ۔۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔ اچانک کیفے کے
گیٹ سے ایک زوردار دھاڑ سنائی دی۔ اور سب لوگوں
کی نظریں ادھر مڑ گئیں ۔۔۔ دروازے پر ایک گینڈے جیسی
ساخت کا مالک شخص کھڑا تھا۔ اس نے گلے میں سرخ رنگ
کا رومال باندھا ہوا تھا۔ اور چہرے پر ضربوں کے بے شمار

نشانات تھے۔ یہ ماسٹر شائی لاک تھا۔ دارالحکومت کا مشہور غنڈہ۔

"ارے ماسٹر شائی لاک ـــــ تم کہاں تھے ـــــ بھائی تو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پاگل ہو گیا تھا" ـــــ اچانک عمران یوں بے تابانہ انداز میں اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جیسے مدتوں بعد کسی عزیز سے مل رہا ہو۔

"اوہ ـــــ عمران صاحب آپ ـــــ لیکن یہ دکی کو کیا یہ میز یں کیوں ٹوٹی پڑی ہیں" ـــــ شائی لاک نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے

"ماسٹر ـــــ یہ غبشی یہاں آئے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو بلیک ڈیتھ کہہ رہے ہیں۔ یہ انہوں نے دکی کو مارا ہے" ایک نوجوان نے جو دروازے کے قریب کھڑا تھا۔ قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بلیک ڈیتھ ـــــ کیا مطلب" ـــــ شائی لاک نے جوزف اور جوانا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کالی موت ـــــ مجھ سے پوچھو میں کا ترجمان ہوں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ جو بھی ہیں ـــــ لیکن انہیں یہ معلوم نہیں کہ شائی میں موت بھی سر جھکا کر داخل ہوتی ہے" ـــــ اچانک شائی لاک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے ریوالور نکال لیا ـــــ اب ہال میں موجود

شخص کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے انہیں یقین ہو کہ اب کالی موت یقیناً خود موت کا شکار ہو جائے گی کیونکہ وہ شائی لاک کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتے تھے کہ وہ ہر بات کرنے سے پہلے گولی چلانے کا عادی ہے۔

لیکن جیسے ہی شائی لاک کے ہاتھ میں ریوالور نظر آیا ایک دھماکہ ہوا اور ریوالور شائی لاک کے ہاتھوں سے اڑتا ہوا دور جا گرا ـــــ عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ اوپر اٹھا کر ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کی نال سے نکلتے دھوئیں کو زور سے پھونک ماری۔

"ان کھلونوں کو رہنے دو شائی لاک ـــــ آج تو صرف تعارفی تقریب منعقد ہو رہی ہے۔ یہ دونوں صاحبان تم سے واقف نہ تھے ـــــ چنانچہ میں تعارف کرانے ان کے ساتھ آ گیا ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

شائی لاک کا چہرہ بری طرح بگڑ گیا تھا۔ اب وہ بڑی کینہ توز نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔

"تم کیا چاہتے ہو" ـــــ شائی لاک نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"سن او بڈھے شائی لاک ـــــ میرا نام جوانا ہے اور یہ میرا ساتھی ہے جوزف ـــــ اور ہم دونوں کا نام ہے بلیک ڈیتھ سمجھے ـــــ اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب کم از کم دارالحکومت میں کوئی مجرم باقی نہ رہے گا۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم اس شہر

کے سب سے بڑے کتے ہو ــــ بھونکنے والے کتے ــــ تم کان کھول کر سن لو کہ اب بدمعاشی نہیں چلے گی۔ اب اگر ہمیں معلوم ہوا کہ تم کسی جرم میں ملوث ہو تو تمہاری ہڈیاں توڑ کر تمہاری لاش کسی کوڑے کے ڈرم میں پھینکوا دی جائے گی" ــــ جوانا نے انتہائی سرد اور تضحیک آمیز لہجے میں شاٹی لاک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"گولیوں سے اڑا دو ان کالے کتوں کو ــــ مار دو ــــ کھوا ڈالو" ــــ اچانک شاٹی لاک نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور ہال میں پھیلے ہوئے اس کے مسلح ساتھیوں نے جلدی سے ریوالوروں کے رخ ان تینوں کی طرف کئے ــــ لیکن اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی گولی چلاتا جوانا بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے دروازے پر کھڑا ہوا شاٹی لاک بری طرح چیختے ہوئے مڑا ــــ پلک جھپکنے میں وہ جوانا کے چوڑے سینے سے لگا ہوا تھا۔ جوانا نے ایک بازو اس کی گردن کے گرد ڈال کر اسے یوں اٹھا کر سینے سے لگایا ہوا تھا جیسے اس کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔

"خبردار ــــ اگر کسی نے گولی چلائی تو یہ کتا ابھی دم توڑ دے گا" ــــ جوانا کی زوردار دھاڑ سے پورا ہال گونج اٹھا تھا جب کہ جوزف اور عمران دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور چمک رہے تھے ــــ اور وہ پوری طرح ارد گرد پھیلے ہوئے شاٹی لاک کے مسلح ساتھیوں سے چوکنا نظر آ رہے تھے۔

"انہیں ریوالور پھینکنے کا حکم دو مچھر کی اولاد" ــــ جوانا نے اپنے بازو کو زور سے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

اور شاٹی لاک جو اپنے آپ کو اس کے بازو کی گرفت سے چھڑانے کے لئے جوانا کی پنڈلیوں پر ٹھوکریں اور اس کے پیٹ میں کہنیاں مار رہا تھا۔ زوردار جھٹکا لگتے ہی کسی دم کٹی چھپکلی کی طرح تڑپنے لگا ــــ اس کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی۔

"رک جاؤ ــــ پھینک دو" ــــ اس نے گھٹی گھٹی آواز میں کہا اور اس کے ساتھی حیرت سے بت بنے کھڑے رہے۔

"تم نے اپنے باس کا حکم نہیں سنا" ــــ اچانک عمران نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اور ایک نوجوان کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا۔ گولی اس کے بازو میں لگی تھی ــــ اور اس کے ساتھ ہی باقی افراد نے تیزی سے ریوالور پھینک دیئے۔

ان کے ریوالور پھینکتے ہی جوانا نے اپنا بازو کھول کر سینے سے لگے گینڈے نما شاٹی لاک کو آگے کی طرف دھکیلا اور جیسے ہی شاٹی لاک منہ کے بل نیچے کی طرف نیچے گرنے لگا جوانا نے انتہائی تیزی سے جھک کر اس کے دونوں پیر پکڑے اور اس کے ہاتھ جیسے ہی اوپر کو اٹھے ــــ لحیم شحیم شاٹی لاک جوانا کے ہاتھوں میں کسی بکری کے بچے کی طرح الٹا لٹکا ہوا تھا۔

"اب اگر جرم کیا تو ٹانگیں چیر کر پھینک دوں گا"

جوانا نے اس کی دونوں ٹانگوں کو مخالف سمتوں میں موڑتے ہوئے کہا۔

اور اس معمولی سے جھٹکے سے ہی شانی لاک کے حلق سے ذبح ہونے والے جانور کی طرح غرغراہٹ نکلنے لگی ـــــ اور جوانا نے اُسے جھٹکا دے کر آگے کی طرف اچھال دیا۔

"آؤ جوزف ـــــ آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے"۔

جوانا نے کہا اور پھر وہ تینوں تیزی سے مڑ کر دروازے سے باہر نکل آئے۔

"واہ ـــــ بڑی خوب صورت تعارفی تقریب رہی بلیک ڈیتھ کی" ـــــ عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ دیکھیں تو سہی ماسٹر ـــــ دو روز بعد پورا شہر بلیک ڈیتھ کا نام سنتے ہی سجدے میں گر پڑا کرے گا" ـــــ جوانا نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

عمران نے کار اسٹارٹ کی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اُسے آگے بڑھاتا ـــــ اچانک ایک سائیڈ سے ایک دبلا پتلا سا نوجوان دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"رکیئے رکیئے ـــــ میری بات سنیئے" ـــــ نوجوان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں ہاتھ ہلا کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے بھئی ـــــ کیا پیٹ میں درد ہے۔ قبض ہو گی۔ گل قند کھا لو۔ ٹھیک ہو جاؤ گے" ـــــ عمران نے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"آپ کا نام عمران ہے نا ـــــ علی عمران" ـــــ نوجوان نے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔

"بھئی ـــــ ماں باپ نے رکھ دیا ہے۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے" ـــــ عمران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"جناب ـــــ سوپر فیاض آپ کے دوست ہیں۔ انہیں کسی نے گولی مار دی ہے۔ میں انسپکٹر ریاض ہوں۔ میں اس کے پیچھے آیا ہوں ـــــ لیکن وہ یہاں آ کر میرے ہاتھوں سے نکل گیا ہے۔ اور شاید کیفے میں چلا گیا ہو" ـــــ نوجوان نے کہا۔

"اوہ ـــــ اب کہاں ہے فیاض" ـــــ عمران نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"وہ شدید زخمی ہوئے ہیں۔ وہ اب تک تو ہسپتال پہنچ چکے ہوں گے" ـــــ نوجوان نے کہا۔

"بیٹھو ـــــ کار میں بیٹھو" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پیچھے بیٹھے ہوئے جوزف نے دروازہ کھول کر اُسے پچھلی سیٹ پر گھسیٹ لیا ـــــ اور عمران نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی اور چند لمحوں میں وہ سڑک پر پہنچ چکا تھا۔

"کیا ہوا ـــــ تفصیل بتاؤ انسپکٹر" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جناب ـــــ مجھے معلوم نہیں ـــــ میں موٹر سائیکل پر چوک

شاداب سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ سوپر فیاض کسی شخص
بازو سے پکڑے کیفے نشاط سے باہر نکلے ____ وہ بڑے غ
میں نظر آرہے تھے ۔ جب کہ وہ شخص بھی تیز تیز بول رہا تھا ۔ ا
سے پہلے کہ میں وہاں پہنچتا ۔ اس شخص نے اچانک جھٹکا د
کر اپنا بازو چھڑایا ____ اور دوسرے لمحے اس نے ریوالو
نکال کر سوپر فیاض کے سینے میں گولی اتار دی ۔ سوپر فیاض
چیخ کر سڑک پر گر گئے ____ جب کہ وہ شخص بھاگ کر وہاں
موجود ایک کار میں بیٹھا اور بھاگ کھڑا ہوا ____ وہاں چوک
پہ چوں کہ کافی لوگ تھے ۔ اس لئے میں نے سوچا کہ وہاں
کی بجائے اسے گرفتار کیا جائے ____ میں نے موٹر سائیکل
اس کا پیچھا کیا ۔ لیکن میں اُسے پکڑ نہ سکا ۔ پھر کیفے کے قریب
پہنچ کر موٹر سائیکل کا پٹرول ختم ہو گیا ____ اور وہ شخص نکل گ
میں موٹر سائیکل چھوڑ کر ادھر آیا تا کہ یہاں سے ہیڈ کوارٹر فو
کروں کہ آپ کیفے سے نکلتے ہوئے دکھائی دیئے ۔"

انسپکٹر ریاض نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا
اور عمران سمجھ گیا کہ یہ انسپکٹر جان بوجھ کر موقعے سے بھاگ
کھڑا ہوا تھا ____ کیوں کہ ایسے موقعوں پہ یہ لوگ مجرم کے
سامنے آنے سے کتراتے ہیں ۔ اور اب سوپر فیاض کے سات
نمبر بنانے کے لئے وہ عمران کا سہارا لے رہا ہے ۔ لیکن
ظاہر ہے وہ کیا کر سکتا تھا ۔

تھوڑی دیر بعد اس کی کار چوک شاداب پہ کیفے نشاط کے

منے پہنچ گئی ۔ وہاں پولیس موجود نظر آرہی تھی ۔ عمران نے کار
کی اور تیزی سے نیچے اتر آیا ۔

اُسی لمحے انسپکٹر واسطی اُسے کیفے کے اندر سے نکلتا
دکھائی دیا ۔

"اوہ ____ عمران صاحب " ____ پولیس انسپکٹر واسطی
عمران کو دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا ۔

"مجھے انسپکٹر ریاض نے بتایا ہے کہ سوپر فیاض کو کسی نے گولی
دی ہے " ____ عمران نے کار سے اتر کر قریب آتے ہوئے
سپکٹر ریاض کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ____ انسپکٹر ریاض نے ____ لیکن انہیں کیسے معلوم
ہوا " ____ انسپکٹر واسطی نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

"میں یہاں سے گزر رہا تھا ۔ میرے سامنے اس شخص نے
فیاض کو گولی ماری ہے ____ میں اس کے تعاقب میں گیا ۔
لیکن کیفے شانی لاک کے قریب میری موٹر سائیکل کا پٹرول ختم
ہو گیا اور مجرم ہاتھ سے نکل گیا ____ وہاں عمران صاحب نظر
آئے تو میں نے ان سے ذکر کیا ۔ کیوں کہ مجھے معلوم تھا کہ عمران صاحب
سوپر فیاض کے دوست ہیں " ____ انسپکٹر ریاض نے
وضاحت کرتے ہوئے کہا ۔

"تم بتاؤ فیاض کا کیا حال ہے ____ بعد میں تفتیش کرتے
رہنا " ____ عمران نے تیز لہجے میں انسپکٹر واسطی سے کہا ۔

"وہ خطرے سے باہر ہیں ۔ گولی ان کی پسلیوں میں لگی تھی ۔

انہیں فوری طور پر ہسپتال پہنچا دیا گیا ہے۔ اور اب وہ خطرے سے باہر ہیں ـــــ لیکن انسپکٹر ریاض صاحب ـــــ آپ اس آد کو جانتے ہیں جس نے گولی ماری تھی؟ ـــــ انسپکٹر واسطی نے انسپکٹر ریاض سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں ـــــ میں اُسے نہیں جانتا ـــــ دراصل میں ابھی تھوڑے دن ہوئے تعینات ہوا ہوں" ـــــ انسپکٹر ریاض نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ شائی لاک تھا ـــــ کیفے شائی لاک کا مالک۔ یہاں سب لوگ اُسے جانتے ہیں۔ میں اُسے گرفتار کرنے جا رہا ہوں" انسپکٹر واسطی نے کہا۔

"شائی لاک ـــــ اوہ ـــــ وہ تو سوپر فیاض کا بڑا دوست تھا۔ کوئی خاص بات ہی ہو گئی ہو گی ـــــ بہر حال اگر واقعی وہ ہے تو پھر اب اس کا وہاں ملنا محال ہے" ـــــ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ وہ ملے گا تو نہیں ـــــ بہر حال مجھے تو جانا ہے" انسپکٹر واسطی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ جاؤ" ـــــ عمران نے کہا اور واپس اپنی کار کی طرف مڑ گیا۔

"کیا ہوا باس ـــــ سوپر فیاض بچ گئے" ـــــ جوزف نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــــ وہ بچ گیا ہے" ـــــ عمران نے کار اسٹارٹ

رکے اُسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"سنو بلیک ڈیتھ کے باس ـــــ پہلا کیس پہنچ گیا ہے۔ سوپر فیاض کو گولی مارنے والا شائی لاک تھا۔ اور اب اُسے اس کی پوری سزا ملنی چاہیئے" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"شائی لاک نے ـــــ اوہ ـــــ پھر تو واقعی اس کی موت آ گئی" ـــــ جوانا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ موت نہیں ـــــ صرف سزا ـــــ بلیک ڈیتھ کے پاس کسی کو مارنے کے اختیارات نہیں ـــــ صرف سزا جس قدر چاہو ہولناک سزا دو ـــــ لیکن زندگی بہر حال قائم رہنی چاہیئے۔ کیوں کہ کسی کو اس طرح مارنا قانون کی خلاف ورزی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"لیکن باس ـــــ موت کے علاوہ کسی کو کیا سزا دی جا سکتی ہے" ـــــ جوانا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کی تمام ہڈیاں توڑ کر سڑک پر پھینک دو ـــــ چہرہ بگاڑ دو ـــــ کان کاٹ دو ـــــ ناک اڑا دو ـــــ کوئی اور دلچسپ اور سنسنی خیز سزا دو ـــــ لیکن جان سے تم نے ہیں مارنا" ـــــ عمران نے کہا۔

اور اسی دوران وہ رانا ہاؤس کے گیٹ پر پہنچ گیا۔

"تم دونوں نیچے اترو۔ میں واپس جا رہا ہوں۔ کل مجھے شائی لک کی سزا کی خبر ملنی چاہیئے" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں

کہا اور جوزف اور جوانا سر ہلاتے ہوئے نیچے اتر گئے۔

عمران نے کار آگے بڑھائی۔ اب وہ ہسپتال جا رہا تھا تاکہ سوپر فیاض سے مل کر اصل صورت حال کا پتہ چلائے ـــــ کیوں کہ اُسے یقین تھا کہ کوئی خاص بات ہی درمیان میں ہو گی۔ ورنہ عام حالات میں تو شاگی لاک جیسے غنڈے بھی سمجھتے تھے۔ کہ انٹیلی جنس کے سپرنٹنڈنٹ کو اس طرح سر راہ گولی مارنے کے کیا نتائج نکل سکتے ہیں ـــــ اور وہ اُسی خاص بات کا ہی پتہ چلانا چاہتا تھا۔

بہاشابہ کے دارالحکومت باکا میں قیامت کا سا سماں تھا ـــــ ہر شخص شدید ترین پریشانی کے عالم میں سہما ہوا تھا۔ موت نے باکا کو اس بُری طرح سے گھیر لیا تھا کہ کہیں جائے پناہ نظر نہ آ رہی تھی ـــــ شہر سے ملحقہ ڈیم کو تباہ کر دیا گیا تھا اور دریائی کے خوف ناک ریلے دارالحکومت پر چڑھ دوڑے تھے ـــــ سارے شہر میں خطرے کے سائرن بج رہے تھے۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن چیخ رہے تھے نیچی آبادیوں کو فوراً گھر چھوڑ کر اونچی جگہوں پر جانے کی ہدایات دی جا رہی تھیں ـــــ شہر کو فوج نے سنبھال لیا تھا۔ اور لوگ افراتفری کے عالم میں دوڑ رہے تھے۔ پورے شہر کے غرق آب ہونے کا شدید خطرہ پیدا ہو گیا تھا ـــــ نچلی آبادیاں پانی میں ڈوب چکی تھیں۔ سینکڑوں، ہزاروں افراد پانی میں ڈوب چکے تھے۔

پانی کی سطح مسلسل بلند ہوتی جارہی تھی۔ اور لاکھوں افراد جو اونچے علاقوں میں پہنچے تھے ــــ اب انہیں بھی خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن اب وہ کہاں جا سکتے تھے۔ پورا شہر افراتفری کا شکار ہو چکا تھا ــــ ادھر ڈیم کی مرمت ہنگامی بنیادوں پر جاری تھی۔ فوج کا انجینئرنگ شعبہ جیالے نوجوانوں کی مدد سے پانی سے جنگ لڑ رہا تھا ــــ لیکن پانی کی خوف ناک طاقت کے سامنے وہ بے بس نظر آرہے تھے۔ حکومت نے ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا تھا ــــ پانی کے ساتھ مسلسل جنگ کی جارہی تھی۔ فوج کی بے پناہ نفری کو اس عجیب و غریب جنگ میں جھونک دیا گیا تھا ــــ اور پھر تقریباً آٹھ گھنٹوں کی زبردست اور جان توڑ کوششوں کے بعد ڈیم کی مرمت کا کام مکمل ہوسکا۔ اور پانی مزید بلند ہونا ختم ہوگیا۔

اس کے بعد شہر کے حالات کو سنبھالا جانے لگا۔ زخمیوں کو ہسپتالوں میں طبی امداد دی جانے لگی ــــ لاشیں نکال نکال کر انہیں اجتماعی قبروں میں دفن کیا جانے لگا۔ بے گھر لوگوں کو سنبھالا جانے لگا ــــ غرضیکہ پورا شہر ایک ایسی افراتفری کا شکار ہوچکا تھا۔ کہ جس کا حل آسان نظر نہ آتا تھا۔ کروڑوں روپوں کی جائیدادیں تباہ ہوچکی تھیں ــــ اور پھر عوام اور فوج نے مل کر پوری رات امدادی کارروائیاں جاری رکھیں تو دوسری صبح جا کر شہر کے حالات پرسکون ہوئے ــــ یہ ایسی خوف ناک قیامت تھی کہ جس نے ہر

شخص کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ کسی کو سمجھ نہ آتی تھی کہ آخر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے ــــ کون کر رہا ہے۔ پہلے ہوائی جہاز کا خوف ناک حادثہ اس کے بعد سپر ایکسپریس ٹرین کی تباہی اور پھر ڈیم کی تباہی نے پورے ملک کو ہلا کر رکھ دیا تھا ــــ حالات ابتر ہونے شروع ہو گئے تھے۔ عوام اور پریس حکومت کے خلاف ہوگئے تھے۔ کہ جو اس قدر خوف ناک تباہی کے باوجود اصل حالات کا بھی پتہ نہ چلا سکتی تھی۔

صدر مملکت نے شہر کے حالات سنبھلتے ہی جمع ٹاپ سیکرٹ ہنگامی میٹنگ طلب کرلی تھی ــــ اور اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس کے خفیہ میٹنگ ہال میں ملک کے تمام اعلیٰ حکام منہ لٹکائے موجود تھے ــــ ان سب کے چہروں سے شدید پریشانی ٹپک رہی تھی۔ سیکرٹ سروس کا سربراہ کرنل شریف بھی ایک سائیڈ پر موجود تھا ــــ لیکن وہ بھی بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور بعاشانہ کے صدر اندر داخل ہوئے۔ ان کا چہرہ لٹکا ہوا تھا آنکھیں سوجی ہوئی تھیں ــــ ظاہر ہے ہنگامی حالات کی وجہ سے وہ ساری رات سو نہ سکے ہوں گے۔

صدر مملکت کے استقبال کے لئے میٹنگ میں موجود تمام اعلیٰ حکام اٹھ کر کھڑے ہوگئے ــــ صدر مملکت نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر وہ خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

"آج کی میٹنگ موجودہ پیدا ہونے والے خوف ناک حالات پر غور کرنے کے لئے بلائی گئی ہے۔ تاکہ یہ معلوم کیا جاسکے کہ

آخر ملک پر یہ قیامتیں کیوں اچانک ٹوٹنے لگ گئی ہیں۔ اور ان کے پیچھے کون لوگ ہیں اور وہ کیا چاہتے ہیں ـــــ میں کرنل شریف سے پوچھوں گا کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ براہِ راست ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو تلاش کریں جو ان حالات کے ذمہ دار ہیں "ـــــ صدرِ مملکت نے سخت لہجے میں گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"جنابِ صدر ـــــ میں اور میری ٹیم تیزی سے کام کر رہی ہے۔ لیکن مجرم انتہائی ہوشیار اور کایاں نظر آتے ہیں۔ وہ کوئی کلیو اپنے پیچھے نہیں چھوڑ رہے اور نہ ہی ان کی کوئی ایکشن رینج نظر آ رہی ہے ـــــ کبھی وہ ہوائی جہاز گرا دیتے ہیں کبھی ٹرین اڑا دیتے ہیں اور کبھی ڈیم ـــــ بہرحال اب تک کی تحقیقات کے مطابق اتنا معلوم ہوا ہے کہ ان تخریبی کارروائیوں کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ ہے ـــــ کیونکہ ٹرین کی تباہی کا ذمہ دار شخص جس نے ایک بریف کیس میں بم بند کر کے ایئر کنڈیشن بوگی کی لیٹرین میں رکھا تھا اس کے متعلق پتہ چلا ہے کہ وہ غیر ملکی تھا ـــــ کسی یورپی علاقے کا باشندہ "ـــــ کرنل شریف نے کرسی سے اٹھ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یورپی مجرم ـــــ لیکن یورپی مجرموں کو ہمارے ملک سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے۔ ہمارا ان سے کیا تعلق "ـــــ صدرِ مملکت نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل شریف کوئی جواب دیتے، اچانک

ان کے سامنے رکھی ہوئی میز پر موجود سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی ـــــ یہ ایمرجنسی فون تھا اور انتہائی ایمرجنسی کے بغیر اس پر کسی کو بات کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ اس کے اس طرح میٹنگ کے دوران بول پڑنے پر ہال میں موجود ہر شخص چونک پڑا ـــــ صدرِ مملکت کا چہرہ یک لخت زرد پڑ گیا۔ کیونکہ اس وقت ایمرجنسی کال کا مطلب یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ملک پر کوئی اور قیامت ٹوٹ پڑی ہے ـــــ لیکن بہرحال اب فون تو سننا ہی تھا۔ صدرِ مملکت نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس "ـــــ صدرِ مملکت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"سر ـــــ کافرستان کے پرائم منسٹر آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہیں "ـــــ دوسری طرف سے ان کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"کافرستان کے پرائم منسٹر ـــــ اوہ ـــــ بات کراؤ "

صدرِ مملکت نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ میں اشور چند بول رہا ہوں ـــــ پرائم منسٹر کافرستان "ـــــ چند لمحوں بعد ہی کافرستان کے پرائم منسٹر کی گھمبیر آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ گوہر سپیکنگ ـــــ پریذیڈنٹ بھاشانہ "

صدرِ مملکت نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ابھی ابھی آپ کے دارالحکومت پر ٹوٹنے والی قیامت کی خبر ملی ہے ـــــ میری اور میرے عوام کی طرف سے دلی ہمدردی

قبول فرمائیے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم میڈیکل ٹیم اور امدادی سامان جو ہم سے ہو سکے بھجوا دیں "۔۔۔۔۔۔ ایشور چند نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔۔ تھینک یو ۔۔۔۔۔۔ ہمدردی کے لئے بے پناہ شکریہ ۔۔۔۔۔۔ ہم آپ کی اور آپ کے عوام کی انسان دوستی کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ آپ ہمارے عظیم ہمسائے ہیں۔ ہمیں آپ کی انسان دوستی پر فخر ہے ۔۔۔۔۔۔ لیکن حالات کو سنبھال لیا گیا ہے۔ فوری طور پر امداد کی ضرورت پیش نہ آئے گی۔ ایک بار پھر میری اور میرے عوام کی طرف سے اس ہمدردی پر شکریہ قبول فرمائیے "۔۔۔۔۔۔ صدر مملکت نے سیاسی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا۔

حالاں کہ بھاشانہ اور کافرستان کے درمیان کافی طویل عرصے سے تعلقات انتہائی کشیدہ چلے آ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔ کافرستان چاہتا تھا کہ کسی طرح بھاشانہ کو کافرستان میں شامل کر دیا جائے۔ کیوں کہ کافی سال پہلے جب کہ بھاشانہ پاکیشیا کا ایک بڑا صوبہ تھا۔ بھاشانہ کے ایک سیاسی لیڈر نے کافرستان کے ساتھ سازش کر کے عوام کو پاکیشیا کے خلاف بھڑکا دیا تھا ۔۔۔۔۔۔ اور پھر کافرستان کی مدد سے بھاشانہ کو پاکیشیا سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اس وقت بھی کافرستان کا یہی منصوبہ تھا کہ پاکیشیا سے بھاشانہ کو علیحدہ کر کے کافرستان میں شامل کر دیا جائے ۔۔۔۔۔۔ لیکن اس کے لئے بین الاقوامی دباؤ سے بچنے کے لئے اس نئے سیاسی طریقہ استعمال

کیا تھا کہ پہلے بھاشانہ کو علیحدہ آزاد مملکت قرار دیا جائے۔ اور جب حالات پر سکون ہو جائیں تو پھر بھاشانہ کے صدر کی طرف سے جو سیاسی لیڈر تھا جس نے اس سازش میں کلیدی کردار ادا کیا تھا ۔۔۔۔۔۔ اسے کافرستان میں مدغم کرنے کا اعلان کرا دیا جائے گا ۔۔۔۔۔۔ لیکن بھاشانہ کے عوام ذہنی طور پر کافرستان کے خلاف تھے۔ انہوں نے اس خوفناک سازش کی بو سونگھ لی تھی۔ چنانچہ انہوں نے اس سیاسی لیڈر کو جو آزاد مملکت بھاشانہ کا پہلا صدر تھا کو اس کے پورے کنبے سمیت گولیوں سے بھون ڈالا تھا ۔۔۔۔۔۔ اس طرح کافرستان کا یہ منصوبہ فوری طور پر کھٹائی میں پڑ گیا تھا ۔۔۔۔۔۔ پھر حالات تیزی سے بدلتے گئے۔ اور بھاشانہ کے عوام کو معلوم ہو گیا کہ پاکیشیا سے علیحدگی نے انہیں فائدے کی بجائے نقصان پہنچایا ہے ۔۔۔۔۔۔ اور وہ کافرستان کی خوفناک سازش کا شکار ہو گئے ہیں۔ ادھر پاکیشیا نے بھاشانہ کو تسلیم کر کے اس کے ساتھ بہترین تعلقات قائم کر لیے تھے ۔۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پاکیشیا نے انتہائی تیز رفتاری سے ترقی کی تھی۔ جب کہ بھاشانہ میں ترقی کی رفتار بھی خاصی سست تھی ۔۔۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں قدرتی آفات ۔۔۔۔۔۔ قحط ۔۔۔۔۔۔ خشک سالی بھی اکثر وارد ہوتی رہتی تھی ۔۔۔۔۔۔ اس سے پہلے ایسی صورتحال میں پاکیشیا اپنے وسائل سے بھاشانہ کو بھرپور اور فوری امداد دے دیا کرتا تھا ۔۔۔۔۔۔ اور صورت حال بہتر ہو جاتی تھی۔ لیکن اب ایسی بات نہ تھی۔ اب سب کچھ انہیں اپنے وسائل سے کرنا ہوتا تھا۔

اور ان کے وسائل انتہائی محدود تھے۔ ادھر کافرستان کے ساتھ ان کے تعلقات آہستہ آہستہ کشیدہ ہوتے چلے جا رہے تھے۔ کیونکہ کافرستان کے حکام کی نظریں بھاشانہ پر لگی ہوئی تھیں۔ اور وہ بھاشانہ میں مختلف سازشیں کرتے رہتے تھے ____ تاکہ کسی طرح بھاشانہ کے عوام کو اکسا کر حکومت کے خلاف بغاوت کرائی جائے ____ اور پھر مخدوش صورت حال کا بہانہ بنا کر بھاشانہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا جائے ____ یہی حالات تھے کہ آج کل کافرستان سے تعلقات انتہائی کشیدہ تھے جب کہ پاکیشیا کے ساتھ تعلقات میں روز بروز گہرائی آتی جا رہی تھی ____ اور اب تو یہ مطالبہ خاصا زور پکڑ گیا تھا۔ کہ بھاشانہ کی پاکیشیا کے ساتھ کنفڈریشن قائم کی جائے۔ تاکہ دونوں برادر ملک ایک بار پھر اکٹھے ہو سکیں ____ یہ مطالبہ عوام اور مختلف سیاسی حلقوں پر اس قدر زور پکڑ گیا تھا کہ اب حکومت بھی اس پر غور کرنے پر مجبور ہو گئی تھی ____ لیکن کافرستان کے حلیف سپر پاور روسیاہ اس کی شدید مخالفت کر رہا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ایکریمیا بھی جو ایک اور سپر پاور تھی ____ بظاہر خاموش تھا۔ لیکن اندرون خانہ وہ بھی پاکیشیا کے ساتھ کنفڈریشن کی مخالفت کر رہا تھا ____ اور دونوں سپر پاورز کی طرف سے مسلسل یہ دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ بھاشانہ نہ صرف پاکیشیا کے ساتھ کنفڈریشن کا خیال چھوڑ دے بلکہ اس کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات بھی منقطع کر لے ____ لیکن بھاشانہ کے عوام کی طرف سے حکومت پر مسلسل

دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ اور اس سلسلے میں ایک بہت بڑی اور با اثر سیاسی جماعت بھاشانہ لیگ جسے عرف عام میں بی۔ ایل۔ پارٹی کہا جاتا تھا سب سے زیادہ دباؤ ڈال رہی تھی ____ یہی وجوہات تھیں کہ بھاشانہ اور کافرستان کے درمیان بس رسمی سے تعلقات رہ گئے تھے۔ اور اسی وجہ سے بھاشانہ کے صدر نے فوری طور پر امداد لینے سے سیاسی انداز میں انکار کر دیا تھا ____ کیونکہ صدر جانتے تھے کہ عوام انتہائی تکلیف کے باوجود کافرستان کی طرف سے کوئی امداد قبول نہ کریں گے۔

"مسٹر پریذیڈنٹ ____ ہمیں آپ کے ملک میں ہونے والے واقعات پر گہری تشویش ہے ____ کیوں کہ بہر حال آپ ہمارے ہمسایہ ہیں" ____ کافرستان کے وزیر اعظم الشیورچند نے اس بار سپاٹ لہجے میں کہا۔

"تشویش کا شکریہ ____ ایسا تو اکثر ہوتا رہتا ہے۔ بہر حال جلد ہی صورت حال واضح ہو جائے گی" ____ صدر مملکت نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مسٹر پریذیڈنٹ ____ ہمسایہ ملک ہونے کے ناطے میں آپ تک ایک اطلاع پہنچانا چاہتا ہوں۔ ہماری سیکرٹ سروس نے ٹاپ سیکرٹ اطلاع دی ہے ____ کہ ان واقعات کا تعلق آپ کی حکومت پر بی۔ ایل۔ پارٹی کے اس دباؤ پر ہے کہ بھاشانہ کی پاکیشیا کے ساتھ کنفڈریشن قائم کی جائے ____ گو ہمیں یقین ہے کہ آپ کی سیاسی بصیرت اس دباؤ کے تحت نہ آئے گی لیکن

اس کے باوجود آپ کو اس سلسلے میں محتاط رہنا چاہیئے "
وزیر اعظم نے سرد لہجے میں کہا۔ اور وزیر اعظم بات سن کر صدر مملکت بُری طرح چونک پڑے۔

"اوہ ۔۔۔۔ آپ کی یہ اطلاع ہمارے لئے انتہائی حیرت انگیز ہے۔ یہ تو ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت کے مترادف ہے ۔۔۔۔ اس امر کا فیصلہ تو ہم نے خود کرنا ہے کہ ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں۔ اس سلسلے میں کسی دوسرے کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا پھر یہ تخریبی کارروائیاں کیوں کی جا رہی ہیں ۔۔۔۔ اور اہم بات یہ ہے کہ کون کر رہا ہے " ۔۔۔۔ صدر مملکت نے انتہائی برہم لہجے میں کہا۔

"جناب پریذیڈنٹ ۔۔۔۔ اسی بات کا کھوج لگانا تو آپ کی حکومت کا کام ہے کہ ایسا کون کر رہا ہے ۔۔۔۔ بہرحال ہم تک جو اطلاع پہنچی تھی وہ ہم نے آپ تک نیک نیتی سے پہنچا دی ۔۔۔۔ اور اگر آپ چاہیں تو ہم ان تخریبی کارروائیاں کرنے والوں کا کھوج لگانے کے لئے اپنی سیکرٹ سروس آپ کی سیکرٹ سروس کی امداد کے لئے روانہ کر دیں " ۔۔۔۔ وزیر اعظم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بے حد شکریہ ۔۔۔۔ ہماری سیکرٹ سروس جلد ہی ان مجرموں کا کھوج لگا لے گی ۔۔۔۔ آپ کی پیش کش پر ہم بے حد مشکور ہیں " ۔۔۔۔ صدر مملکت نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔
"جناب پریذیڈنٹ صاحب ۔۔۔۔ بین الاقوامی اور علاقائی

صورت حال تو آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں کہ آپ کی سیاسی بصیرت کے ہم دل سے قائل ہیں ۔۔۔۔ آپ ہمارے ہمسائے ہیں جب کہ پاکیشیا آپ سے کافی دور ہے۔ آپ کے ملک کی سیاسی پارٹی بی۔ ایل دراصل پاکیشیا کی شدید کنفنڈریشن کا شوشہ چھوڑ رہی ہے ۔۔۔۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ آپ اس پارٹی کے دباؤ کے تحت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد قبول کر لیں ۔ ایسی صورت میں ہمیں دلی تکلیف پہنچے گی " ۔۔۔۔ وزیر اعظم کافرستان نے اس بار قدرے مسرفہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا شکریہ ۔۔۔۔ اول تو ایسی کوئی بات نہیں ۔ اور اگر ایسا مسئلہ کبھی درپیش بھی آیا تو یہ سوچنا ہمارا کام ہے کہ ہمارے ملک کا مفاد کس میں ہے " ۔۔۔۔ صدر مملکت نے اس چھپی ہوئی دھمکی پر بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ۔۔۔۔ آپ اپنا مفاد بہتر سمجھتے ہیں ۔۔۔۔ لیکن ہمیں بھی بہرحال آپ کا مفاد عزیز ہے ۔۔۔۔ شکریہ ۔۔۔۔ اب مجھے اجازت ۔۔۔۔ گڈ بائی " ۔۔۔۔ وزیر اعظم کافرستان نے ایک بار پھر اپنی خفیہ دھمکی دوہرائی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

صدر مملکت نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھا۔ ان کا چہرہ غصے اور برہمی سے سرخ ہو رہا تھا ۔۔۔۔ وہ چند لمحے خاموش رہے۔ اس کے بعد انہوں نے میٹنگ کے شرکا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ابھی ابھی کافرستان کے وزیر اعظم صاحب نے یہ اطلاع دی ہے کہ ان تخریبی کارروائیوں کا تعلق بھاشانہ اور پاکیشیا کے کنفنڈریشن کی تجویز سے ہے ــــ آپ کا اس سلسلے میں کیا خیال ہے "ــــ صدر مملکت کا لہجہ ابھی تک برہم تھا۔

"جناب صدر ــــ اگر اس پہلو پر سوچا جائے تو صورتحال خاصی الجھ جاتی ہے۔ جیسا کہ کرنل شریف صاحب نے انکشاف کیا ہے کہ مجرم سفید فام ہیں ــــ اور ابھی تک ان کی طرف سے کوئی مطالبہ بھی سامنے نہیں آیا۔ وہ بھی مسلسل تخریبی کارروائیاں کئے چلے جا رہے ہیں ــــ اگر ان تخریبی کارروائیوں کا تعلق کنفنڈریشن کے امکانی منصوبے سے ہوتا تو بجائے تخریبی کارروائیاں کرنے کے ہم پر سیاسی دباؤ ڈالا جاتا ــــ اس لئے میرا خیال ہے کہ ایسی بات نہیں ہو سکتی "ــــ وزیر خارجہ نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا۔

"جناب ــــ کنفنڈریشن کے اس منصوبے سے اگر کسی کو تکلیف پہنچ سکتی ہے تو وہ کافرستان کو ہو سکتی ہے ــــ یا اس کا حلیف روسیاہ ــــ لیکن تخریبی کارروائیاں کرنے والے تو سفید فام ہیں "ــــ سیکرٹری وزارت دفاع نے کہا۔

"ایک اور پہلو پر بھی غور ہونا چاہیئے۔ دونوں حکومتیں ان تخریبی کارروائیوں کے لئے کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم کی امداد بھی حاصل کر سکتی ہیں تاکہ وہ براہِ راست ملوث نہ ہونے پائیں "ــــ وزیر دفاع نے کہا۔

"جناب ــــ ایک ملک اور بھی ہے جو اس معاملے میں ملوث ہو سکتا ہے۔ اور وہ ہے اسرائیل ــــ وہ کافرستان کا بھی حلیف ہے۔ اور ایکریمیا کا بھی ــــ اور ویسے بھی وہ لوگ مسلم ممالک کے اتحاد کے دشمن نمبر ایک ہیں "ــــ ایک اور صاحب نے اٹھ کر کہا۔

"میرا خیال ہے جناب ــــ ابھی ایسا سوچنا قبل از وقت ہے۔ جب تک مجرموں کی طرف سے کوئی مطالبہ سامنے نہ آئے یا ان کا کوئی واضح کلیو نہ مل جائے ــــ فی الحال ہمیں اپنی پوری توجہ مجرموں کی گرفتاری پر مرکوز کر دینی چاہیئے "ــــ سیکرٹری آف سٹیٹ نے کہا۔

"کافرستان کے وزیر اعظم نے ہماری سیکرٹ سروس کی امداد کے لئے اپنی سیکرٹ سروس بھیجنے کی بھی آفر کی ہے ــــ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اگر ہم نے کسی بھی مرحلے پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد حاصل کی تو اس بات کو وہ اپنی سیکرٹ سروس کی توہین سمجھیں گے "ــــ صدر مملکت نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"جناب ــــ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کسی بھی ملک کی سیکرٹ سروس کی امداد حاصل کرنا ہماری توہین ہے۔ ہماری سیکرٹ سروس خود ہی ان مجرموں پر قابو پانے کی پوری صلاحیت رکھتی ہے ــــ اس لئے اس پہلو پر سوچا بھی نہ جائے "ــــ کرنل شریف نے فوراً ہی اٹھ کر کہا۔

"لیکن کرنل صاحب ــــــ مجرم جس تیز رفتاری سے ہولناک تخریبی کارروائیاں کئے چلے جا رہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہماری سیکرٹ سروس کی کارکردگی اتنی تیز رفتار نہیں ہے ــــــ اگر مجرم اس وقت پکڑے گئے جب پورا ملک تباہ ہو گیا تو پھر اس کا کیا فائدہ ہوگا؟" صدر مملکت نے اس بار انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"جناب ــــــ مجرم ابھی تک چھپے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے وہ اپنا مشن لے کر آئے ہیں اور پہلے سے تمام انتظامات کر کے آئے ہوں گے ــــــ اب ان کو گرفتار کرنے کے لئے ہم تفتیش ہی کر سکتے ہیں۔ علم نجوم کی مدد سے تو ان کے نام دیتے ہمیں معلوم نہیں ہو سکتے ــــــ اس لئے اس میں بہرحال وقت تو لگے گا۔ اگر آپ کسی اور ملک کی سیکرٹ سروس کو امداد کے لئے بلوا بھی لیں تو انہیں بھی تو وقت چاہئے" ــــــ کرنل شریف نے جواب دیا۔

"اچھا ــــــ آپ کتنا وقت ان مجرموں کی گرفتاری کے لئے لینا چاہتے ہیں" ــــــ صدر مملکت نے دو ٹوک لہجے میں کہا۔

"کوئی تاریخ تو مقرر نہیں کی جا سکتی۔ بہرحال ہماری تو کوشش ہے کہ ہم جلد از جلد مجرموں کو گرفتار کر لیں ــــــ ہمارا خیال ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے تک ہم ان مجرموں کے خلاف کوئی واضح کلیو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے"

کرنل شریف نے جواب دیا۔

"او۔ کے ــــــ ٹھیک ہے ــــــ میں آپ کو ایک ہفتہ مزید

دیتا ہوں۔ اور مجھے انتہائی فخر ہوگا۔ اگر ہماری سیکرٹ سروس مجرموں کو گرفتار کرے" ــــــ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب صدر ــــــ مزید تخریبی کارروائیوں سے بچنے کے لئے ہمیں اہم ترین اور حساس مقامات کی انتہائی کڑی نگرانی کرنی ہوگی" سیکرٹری داخلہ نے اٹھ کر کہا۔

"ہاں ــــــ اس کے لئے میں نے احکامات پہلے ہی جاری کر دیئے ہیں۔ فوج اہم ترین مقامات کی کڑی نگرانی کرے گی۔ جب کہ پولیس فورس اور ملٹری انٹیلی جنس بھی ان مقامات کے گرد پھیلی رہے گی تاکہ مشکوک افراد کو پکڑا جا سکے ــــــ اب یہ میٹنگ برخاست کی جاتی ہے۔ ایک ہفتہ بعد اگر ضرورت محسوس ہوئی تو دوبارہ میٹنگ بلائی جائے گی" ــــــ صدر مملکت نے کہا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی سب افراد بھی احتراماً کھڑے ہو گئے۔

"مسٹر حسین ــــــ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔ ایک ضروری گفتگو کرنی ہے" ــــــ صدر مملکت نے وزیر خارجہ سر حسین احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وزیر خارجہ کے سر ہلاتے ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ میٹنگ کے باقی شرکاء کے جانے کے بعد وزیر خارجہ سر حسین احمد سب سے آخر میں میٹنگ روم سے نکلے ــــــ اور پھر سیدھے پریذیڈنٹ چیمبر کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار نمایاں تھے ــــــ اجازت ملنے پر وہ جب چیمبر میں داخل ہوئے تو صدر مملکت کو انہوں نے انتہائی پریشانی

کے عالم میں اپنے چیمبر میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔

"مسٹر حسین احمد ـــــ حالات بے حد خراب ہیں۔ اندرونی بھی اور بیرونی بھی۔ میں نے میٹنگ میں تو بات نہیں کی۔ لیکن وزیر اعظم کافرستان کی دھمکی اس سلسلے میں انتہائی واضح ہے ـــــ اور یہ سارا چکر واقعی کنفنڈریشن کے سلسلہ میں چلایا جا رہا ہے۔ اور جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ کافرستان کا ہاتھ ان تخریبی کاروائیوں میں ضرور ہے ـــــ اب آپ بتائیں کیا کیا جائے"۔

صدر مملکت نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ صورت حال انتہائی پیچیدہ ہے۔ عوام کا واضح رجحان پاکیشیا کے ساتھ کنفنڈریشن کی طرف ہے۔ اور حکومت پاکیشیا سے بھی اس سلسلے میں ابتدائی بات چیت مکمل کر لی گئی ہے ـــــ ایسی صورت حال میں اگر ہم پیچھے ہٹے تو اندرونی طور پر عوام بگڑ جائیں گے اور پاکیشیا کے ساتھ بھی ہمارے تعلقات کو خاصا دھچکا پہنچے گا ـــــ اور مسئلہ صرف پاکیشیا کا نہیں بلکہ مکمل اسلامی بلاک کا ہے۔ کیوں کہ پورے اسلامی بلاک کی بھی یہی رائے ہے کہ کنفنڈریشن ہو جانی چاہیئے ـــــ اگر ایسا ہوا تو ہم بین الاقوامی طور پر تنہا رہ جائیں گے"۔ ـــــ وزیر خارجہ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"تو پھر اس کا کوئی حل بتلایئے ـــــ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا"۔ ـــــ صدر مملکت نے بے بسی سے سر پکڑتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ جہاں تک میرا خیال ہے۔ یہ مجرم جو یقیناً انتہائی ماہر ہیں۔ ہماری سیکرٹ سروس کے بس کا روگ نہیں ہیں ہمیں اس سلسلہ میں لازماً کسی نہ کسی سے امداد حاصل کرنی ہو گی۔ اگر ہم ان مجرموں کو گرفتار کر لیں تو پھر معاملہ سیدھا ہو سکتا ہے"۔

وزیر خارجہ نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"کس سے امداد حاصل کی جائے۔ وزیر اعظم کافرستان نے واضح اور کھلی دھمکی دے دی ہے کہ اگر ہم نے پاکیشیا سے اس سلسلہ میں امداد حاصل کی تو وہ کوئی بڑا اقدام کر سکتے ہیں ـــــ اور کافرستان سیکرٹ سروس کو بلانا تو دشمن کے ہاتھ میں اپنی نکیل دینے کے مترادف ہے"۔ ـــــ صدر نے کہا۔

"جناب ـــــ اسی دھمکی میں ہی یہ سارا راز پنہاں ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سارے کھیل میں کافرستان کا اہم کردار ہے ـــــ اور انہیں اگر خطرہ ہے تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ـــــ کیوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے پوری دنیا واقف ہے۔ پہلے بھی آپ کو معلوم ہے کہ فلسطینی ہنماشاکرسرات نے اسرائیل سے انتقام لینے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد حاصل کی تھی ـــــ اور انہوں نے اسرائیل سے ایسا بھیانک انتقام لیا تھا کہ وہ آج تک اپنے زخم چاٹ رہے ہیں ـــــ اسی طرح کافرستان کے خلاف بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس نے انتہائی کامیاب کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے ـــــ اس لئے اگر انہیں خطرہ ہے تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس

---

* اس کیلئے گولڈن جوبلی نمبر "ناقابل تسخیر مجرم اور موت کا رقص" پڑھیئے۔

ہے" — وزیر خارجہ نے کہا۔ ان کے لہجے میں بے پناہ جوش جھلک رہا تھا۔

"آپ کی بات درست ہے — لیکن آپ جانتے ہیں کہ کافرستان ایک بڑا ملک ہے۔ وہ کسی بھی بہانے سے ہمارے ساتھ کوئی ایسا قضیہ چھیڑ سکتا ہے کہ ہم بے پناہ نقصان اٹھا سکیں — پھر روسیاہ بھی اس کا حلیف ہے اور ایکریمیا بھی دریدہ اس معاملے میں اسلامی بلاک کے ساتھ نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کس طرح امداد کے لئے بلا سکتے ہیں — ہمیں خود ہی اس سلسلے کو نمٹانا ہو گا" صدر مملکت نے جواب دیا۔

"جناب — جہاں تک میرا خیال ہے۔ ایسے مجرم ہمارے سیکرٹ سروس کے بس کا روگ نہیں ہیں — ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔ میرے خیال میں اگر یہ صورت حال پاکیشیا کے چیف آف سیکرٹ سروس کے سامنے رکھ دی جائے تو وہ یقیناً اس کا کوئی بہتر حل نکال لے گا" — وزیر خارجہ نے کہا۔

"ہاں — یہ بھی درست ہے۔ تو پھر یہ ذمہ داری بھی آپ اٹھائیں۔ آپ پاکیشیا کا خفیہ دورہ کریں اور اس الجھن کا کوئی حل نکال کر لائیں جس سے ہم اس الجھن سے صحیح طور پر باہر نکل سکیں" — صدر مملکت نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب — میں اس دورے کے انتظامات کرتا ہوں۔ پاکیشیا کے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان

میرے ذاتی دوست ہیں۔ وہ ضرور کوئی نہ کوئی حل نکال لیں گے" وزیر خارجہ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر صدر مملکت سے اجازت لے کر وہ چیمبر سے باہر نکل گئے۔

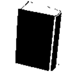

ایک بڑے کمرے کے درمیان رکھی ہوئی میز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے — جب کہ پانچویں کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ چاروں افراد غیر ملکی تھے اور ان کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی — یہ چاروں اسرائیل کی انتہائی خفیہ ایجنسی فنس آف ڈیتھ جسے عرف عام میں الیف۔ڈی کہا جاتا تھا کے مختلف شعبوں کے انچارج تھے — الیف۔ڈی اسرائیل کی ایسی تنظیم تھی۔ جس کا کام دوسرے ملکوں میں خوفناک قسم کی تخریبی کارروائیاں کرنا تھا — ایسی تخریبی کارروائیاں جن سے پورے ملک کا نظام تہہ و بالا ہو کر رہ جاتے۔ اسرائیل نے یہ تنظیم ایک خصوصی مقصد

کے لیے تیار کی تھی۔ اور اس کا ہر ممبر انتہائی چھان بین کے بعد اور کڑے امتحانات کے بعد اس تنظیم میں شامل کیا گیا تھا ——— اور اس کے بعد اسے اس قدر سخت ٹریننگ دی گئی تھی کہ یہ تنظیم صحیح معنوں میں فیس آف ڈیتھ یعنی موت کا چہرہ بن گئی تھی ——— جب کبھی اسرائیل اپنے کسی مخالف ملک کی حکومت کا تختہ الٹنا چاہتا وہ الیف۔ ڈی کو حرکت میں لاتا اور نتیجہ ہمیشہ اس کے حق میں ہی رہا تھا ——— الیف۔ ڈی کی فائل تیزی سے شاندار کارناموں سے پُر ہوتی جا رہی تھی۔ اور اب تو الیف۔ ڈی نے اپنی اہمیت اور حیثیت اس حد تک قائم کر لی تھی کہ الیف۔ ڈی کے الفاظ کو کامیابی کے مترادف سمجھا جاتا تھا اور خاص طور پر جب سے الیف۔ ڈی نے ایکریمیا جیسی سپر پاور کے خلاف اس کے صدر کو ہٹانے کا شاندار کارنامہ سرانجام دیا تھا اس وقت سے الیف۔ ڈی دنیا بھر کی تنظیموں سے بازی لے گئی تھی ——— ویسے تو ایکریمیا اسرائیل کا زبردست حلیف تھا۔ لیکن ایک بار اس کے ایک صدر نے اسرائیل کی بجائے مشرق وسطیٰ کے اسلامی بلاک کی در پردہ مدد کرنی شروع کر دی تو اسرائیلی حکام نے فیصلہ کیا ——— کہ اس سے پہلے کہ صورتحال بگڑ جائے۔ ایکریمیا کے صدر کو اقتدار سے ہٹا دیا جائے۔ اور یہ شاید دنیا کا سب سے مشکل اور کٹھن کام تھا ——— کیونکہ ایکریمیا کی خفیہ تنظیمیں اس قدر باخبر ——— تیز اور باوسائل تھیں کہ الیف۔ ڈی کی سرگرمیاں وہاں عام حالات میں کام نہ دے سکتی تھیں۔ لیکن الیف۔ ڈی نے اس زبردست چیلنج کو قبول کر لیا ——— اور اس کے بعد

الیف۔ ڈی نے ایک نیا لائحہ عمل اپنایا اور اخباری نمائندوں کے روپ میں صدر کے خلاف ایک ایسا اسکینڈل کھڑا کر دیا کہ پوری ایکریمیی رائے عامہ صدر کے خلاف ہو گئی ——— اور آخر کار صدر کو اقتدار سے ہٹنا ہی پڑا حالانکہ یہ سارا اسکینڈل الیف۔ ڈی کا ترتیب دیا ہوا تھا ——— لیکن انہوں نے اس مہارت سے یہ اسکینڈل کھڑا کیا تھا کہ صدر کی کوئی وضاحت ایکریمی عوام کو مطمئن نہ کر سکی اور الیف۔ ڈی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ——— اس کے اس شاندار کارنامے نے اسرائیلی حکام کی نظروں میں اس کی اہمیت کو چار چاند لگا دیئے تھے ——— اور وہ سوچنے لگ گئے تھے۔ کہ الیف۔ ڈی کی مدد سے وہ ایک روز پوری دنیا پر پھیلی ہوئی یہودی سلطنت قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

چند لمحوں بعد ہی ہال کمرے کا بغلی دروازہ کھلا۔ ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ——— اس کی بڑی بڑی مونچھوں نے اس کے بھاری چہرے کو اور زیادہ بھاری اور خوفناک بنا دیا تھا۔ یہ الیف۔ ڈی کا سربراہ کرنل چارلس تھا ——— دنیا کا مشہور ایجنٹ۔ جس کا نام ہی دہشت پیدا کرنے کے لئے کافی تھا۔ کرنل چارلس لڑائی بھڑائی کے فن میں انتہائی ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ خطرناک حد تک ذہین اور چالاک واقع ہوا تھا ——— وہ اپنی بے پناہ ذہانت سے مشکل سچویشنز کو اس طرح کنٹرول کر لیتا تھا ——— کہ اس کی ذہانت کو دشمن بھی تسلیم کر لینے پر مجبور ہو جاتے تھے۔

کرنل چارلس ـــــ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا اور پانچویں خالی کرسی پر بیٹھ گیا ۔ میز کے گرد بیٹھے ہوئے چاروں افراد کرنل چارلس کی طرف ہی دیکھ رہے تھے جیسے وہ اس کے بو کے منتظر ہوں ـــــ لیکن کرنل چارلس باری باری ان سب کو عقابی نظروں سے جانچنے میں مصروف تھا ۔

" میجر ہارسن ـــــ آپ کچھ پریشان نظر آ رہے ہیں "۔ کرنل چارلس نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" پریشان ـــــ نو باس ـــــ پریشانی کیسی ـــــ سب اوکے ہے " ـــــ اس آدمی نے چونک کر جواب دیا ۔

" کیپٹن کالبرج ـــــ آپ کا کیا خیال ہے ـــــ میجر ہار پریشان نہیں ہے " ـــــ کرنل چارلس نے ایک دبلے پتلے نو سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" مجھے تو ایسے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے ۔ البتہ وہ ضرورت زیادہ سنجیدہ ضرور ہیں " ـــــ میجر ہارسن کے ساتھ بیٹھے نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

" میجر ہارسن تو رہتے ہی سنجیدہ ہیں ۔ یہ کوئی نئی بات تو نہ میجر ہارسن کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک بھاری جسم کے آد نے کہا ۔

" میجر آرنلڈ ـــــ آپ کی بات بھی درست ہے ۔ بہر حال ایسا ہی احساس ہوا اس لئے میں نے پوچھ لیا " ـــــ کرنل نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

" ایسی کوئی بات نہیں باس ـــــ دراصل میں آئندہ مشن کے بارے میں سوچ رہا تھا ۔ کیوں کہ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ہماری لائن پر چل نکلا ہے ـــــ اس نے اصلی ڈھونڈھ نکالا ہے جو ٹرین میں بم رکھنے کا عینی شاہد ہے اور اس نے اس آدمی کا تفصیلی حلیہ کرنل شریف تک پہنچا دیا ہے جس نے یہ بم رکھا تھا ـــــ اور اب پوری سیکرٹ سروس اُسے تلاش کرتی پھر رہی ہے " ـــــ میجر ہارسن نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" اوہ ـــــ یہ تو واقعی سنجیدہ ہونے والی بات ہے ۔ پھر آپ نے کیا کیا " ـــــ کرنل چارلس نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" وہ آدمی اصل میں تو میرے ہی گروپ کا تھا جس نے بم رکھا تھا اور میں نے عارضی طور پر اُسے آپ کی کوٹھی پر بھیج رکھا تھا ۔ چنانچہ اطلاع ملتے ہی میں نے اُسے گولی مار دینا زیادہ بہتر سمجھا ۔ تاکہ ہمیشہ کے لئے اس کی شکل گم ہو جائے " ـــــ میجر ہارسن نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا ۔ جیسے اس نے اپنے گروپ کے آدمی کو قتل کرنے کی بجائے کسی ضرر رساں کیڑے کو ہلاک کر دیا ہو ۔

" گڈ ـــــ مجھے آپ کی ذہانت سے یہی امید تھی ۔ مشن کی خاطر ہر قسم کی قربانی ہمارا ماٹو ہونا چاہئے ـــــ لیکن آپ مطمئن رہیں کرنل شریف ہمارے مقابلے میں بچہ ہے ۔ وہ زندگی بھر بھی کوشش کرتا رہے تو الیف ۔ ڈی کا راستہ نہیں کاٹ سکتا "۔

کرنل چارلس نے بڑے ٹھوس اور با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن میرا نظریہ کچھ اور ہے" ـــــ ایک اور آدمی نے جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا اچانک بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیسا نظریہ مسٹر رابرٹ ـــــ کھل کر بات کیجئے"

کرنل چارلس نے اس کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کرنل شریف بے حد تربیت یافتہ جاسوس ہے۔ اس نے ایکریمین انسٹی ٹیوٹ آف کرمنالوجی میں باقاعدہ تربیت لی ہوئی ہے ـــــ اور اس کا وہاں کا ریکارڈ شاندار رہا ہے۔ اس لئے ہمیں اُسے اس طرح نظر انداز نہیں کرنا چاہئیے" ـــــ رابرٹ نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے ـــــ ہم اُسے نظر انداز نہیں کر رہے۔ آرنلڈ ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ جیسے ہی وہ ہمارے لئے خطرے کا باعث بنا ہم اُسے فوراً ہی راستے سے ہٹا دیں گے"

کرنل چارلس نے کہا۔

"باس ـــــ میرے خیال میں اب آئندہ مشن کے سلسلے میں تفصیلات طے کر لی جائیں تاکہ جو ابتدائی ٹارگٹس ہم نے ہٹ کئے ہیں ان کا بھرپور اور فوری فائدہ اٹھایا جا سکے"

کالرچ نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ اس میٹنگ کا اصل مقصد یہی ہے کہ اب ہمیں اس مشن کا آغاز کر دینا چاہئیے ـــــ آپ کو اب تک اس مشن کے

سلسلہ میں اس لئے بریف نہ کیا گیا تھا کہ ہمارے لئے یہ تین ٹارگٹس ہٹ کرنا انتہائی ضروری تھا ـــــ اور میں چاہتا تھا کہ آپ اس سلسلے میں اپنی پوری توجہ صرف کر دیں ـــــ اور مجھے خوشی ہے کہ ہم اپنے منصوبے کے مطابق انتہائی کامیاب رہے ہیں۔ اب رہ گیا اصل مشن تو میں اس کی تفصیلات آپ کو بتا دیتا ہوں ـــــ تاکہ ہمارے سارے مشن کو ذہن میں رکھ کر کام کو آگے بڑھایا جا سکے"

کرنل چارلس نے کہا۔

"ہم سن رہے ہیں باس" ـــــ باقی چاروں ممبروں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ پاکیشیا اسلامی بلاک کا لیڈر ہے۔ وہ جدید ترین ٹیکنالوجی پر پوری مہارت رکھتا ہے ـــــ اور یہ ٹیکنالوجی دیگر اسلامی ممالک کو سپلائی کرتا رہتا ہے۔ اس طرح اسرائیل کا پوری دنیا پر یہودی سلطنت پھیلانے کے عظیم منصوبے میں رکاوٹیں پیدا ہوتی جا رہی ہیں ـــــ اب ایک نئی بات سامنے آئی ہے کہ بھاشانہ جو کسی زمانے میں پاکیشیا کا ایک بڑا صوبہ تھا۔ اور جسے روسیاہ ـــــ ایکریمیا ـــــ اسرائیل اور کافرستان نے ایک طویل سازش کے تحت پاکیشیا سے علیحدہ کیا تھا دوبارہ پاکیشیا کے ساتھ شامل ہونے کا منصوبہ بنا رہا ہے"

کرنل چارلس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا بھاشانہ پاکیشیا میں مدغم ہونا چاہتا ہے۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے ـــــ وہ تو ایک آزاد ملک ہے" ـــــ آرنلڈ نے کہا۔

"مدغم ہونے کی بات نہیں۔ گو اصل مقصد یہی ہے وہ پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن قائم کرنا چاہتا ہے ـــــ اگر ایسا ہو گیا تو پاکیشیا ایک بار پھر بہت زیادہ طاقت ور ہو جائے گا اور کافرستان کے ساتھ ساتھ اسرائیل کو بھی شدید ترین نقصانات پہنچانے کے قابل ہو جائے گا ـــــ اور اس کی بین الاقوامی پوزیشن بھی بہت طاقتور ہو جائے گی۔ چنانچہ اسرائیلی حکام نے اس سلسلے میں کافرستانی حکام سے بات چیت کی تو کافرستانی حکام نے بھی اس خدشے کا اظہار کیا ـــــ اطلاعات کے مطابق حکومت بھاشانہ نے اس سلسلے میں اصولی طور پر طے کر لیا ہے کہ یہ کنفیڈریشن ہو گی۔ اس کے لئے انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کی ہے ـــــ اور ایک بااثر سیاسی جماعت کو اس مشن پر لگا دیا ہے کہ وہ رائے عامہ کو اس منصوبے کی حمایت میں تیار کرے ـــــ یہ سیاسی جماعت جسے بی۔ ایل پارٹی کہا جاتا ہے۔ اس معاملے میں خاصی تیز رفتار ثابت ہوئی ہے ـــــ اور یہ بھی اطلاعات ملی ہیں کہ پاکیشیا کی طرف سے بھی اس جماعت کو تعاون حاصل ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ بھاشانہ کے صدر گو ہیرالرحمن ذہنی طور پر اس کنفیڈریشن کے حامی ہیں ـــــ چنانچہ بے حد سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ الف۔ ڈی کو اس منصوبے کے خلاف حرکت میں لایا جاتے ویسے تو کافرستانی سیکرٹ ایجنسیاں بھی یہاں کام کر سکتی تھیں۔ لیکن چونکہ کافرستان کے براہ راست ملوث ہونے پر بین الاقوامی پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی تھیں ـــــ اس لئے یہ خیال ترک کر دیا گیا۔

بر الف۔ ڈی پر ہی انحصار کر لیا گیا۔ اور اس طرح الف۔ ڈی بھاشانہ پہنچ گئی ـــــ چونکہ یہاں اسرائیل کا سفارت خانہ موجود نہیں ہے۔ اس لئے کافرستانی سفارت خانہ ہماری پشت پناہی کر رہا ہے ـــــ اور یہاں ایڈجسٹ ہونے کے لئے ابتدائی تیاریاں بھی کافرستانی سفارت خانے نے ہی پوری کی ہیں۔ الف۔ ڈی اے کا منصوبہ بنایا گیا کہ الف۔ ڈی۔ اسے بھاشانہ میں لگاتار ایسی خوفناک تخریبی کارروائیاں کرے گی کہ پورے ملک کے عوام اور اعلیٰ حکام بری طرح بوکھلا جائیں ـــــ اس کے بعد اس کا ایک شعبہ عوام میں یہ پروپیگنڈا پھیلا دے گا کہ اگر پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن کی گئی تو پورے ملک کو تباہ کر دیا جائے گا ـــــ اس کے بعد بی۔ ایل پارٹی کے عہدے داروں کو چن چن کر قتل کر دیا جائے گا ـــــ ایسے اخبارات کے دفاتر تباہ کر دیئے جائیں گے۔ جو کنفیڈریشن کے حق میں ہوں گے ـــــ ایسے سیاست دانوں کا خاتمہ کر دیا جائے گا جو کنفیڈریشن کے منصوبے پر عمل پیرا ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں تخریبی کارروائیاں جاری رکھی جائیں گی تاکہ حکومت بھاشانہ پر مسلسل اور خوفناک دباؤ ڈالا جائے ـــــ اور جب تک اس منصوبے کے ترک کر دینے کا واضح طور پر اعلان نہ کر دیا جائے یہ کام جاری رکھا جائے گا۔ اور اگر سب سے آخر میں ضرورت پڑی تو حکومت کا تختہ الٹ کر ایسی پارٹی کو برسر اقتدار لایا جائے گا جو کافرستان اور اسرائیل کے حق میں ہو گی اور پاکیشیا کی دشمن ہو گی ـــــ اس طرح

یہ منصوبہ نہ صرف ہمیشہ کے لئے اپنی موت مرجائے گا بلکہ آئندہ
بھی کسی کو یہ جرأت نہ ہو سکے گی کہ وہ اس لائن پہ سوچ بھی سکے
چنانچہ اپنے منصوبے کے مطابق ابتدائی تین ٹارگٹس ہٹ کرنے
میں کامیاب ہو گئی ہے ____ ہوائی جہاز کا حادثہ پھر مسافر ٹرین
کی تباہی اور آخریں ڈیم کا اڑا دینا ____ ان تینوں منصوبوں
مطلوبہ نتائج حاصل ہوئے ہیں اور پورے ملک کے عوام زبردست
پریشانی میں مبتلا ہو چکے ہیں ____ ایک نامعلوم سا خوف سب
طاری ہو چکا ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حکام بھی بُری طرح بوکھلا گئے
کافرستانی حکومت کے ذہن میں ایک خدشہ تھا جس کی میں
بھرپور انداز میں مخالفت کی تھی ____ ان کا خیال تھا کہ پاکیشیا
سیکرٹ سروس اگر الف۔ڈی کے مقابلے پہ آ گئی تو الف۔ڈی
کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا ____ حالانکہ ایسا سوچنا بھی حماقت
ہے۔ لیکن اسرائیلی حکام بھی کافرستانی حکام کی طرح پاکیشیا
سیکرٹ سروس سے خوف زدہ تھے ____ کیونکہ اس سے قبل
اسرائیل کی دیگر ایجنسیاں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا کر
ناکام ہو چکی ہیں ____ چنانچہ پہلے یہ طے ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس کو ان کو اپنے ہی ملک میں الجھانے کے لئے کافرستان
اپنی کوئی ٹیم پاکیشیا بھیج دے ____ لیکن کافرستانی حکام نے
اس منصوبے پہ عمل درآمد سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کے نقطۂ
سے سوائے ان کی ٹیم کے نقصان کے اور کچھ حاصل نہ ہونا تھا۔ اور
وہ اپنے آدمی اس طرح ضائع کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ اس کے

اسرائیلی حکام نے فیصلہ کیا کہ کوئی اسرائیلی ٹیم بھیجی جائے۔ لیکن
ستانی حکومت نے اس سلسلہ میں اور تجویز پیش کر دی۔ کہ
بھاشانہ حکومت پر سیاسی دباؤ ڈالیں گے ____ کہ وہ پاکیشیا
ٹ سروس کی امداد حاصل کرنے سے باز رہیں۔ اس کے لئے
ی پلاننگ تھی کہ ان ابتدائی تخریبی کارروائیوں کے بعد وہ
شانہ کے صدر سے بات کر کے انہیں یہ بتائیں گے کہ یہ سب
نفنڈریشن کے سلسلہ میں ہو رہا ہے ____ اس کے ساتھ وہ
اسے مقابلے کے لئے اپنی سیکرٹ سروس کی امداد کی آفر
یں گے جسے ظاہر ہے قبول نہیں کیا جائے گا ____ تب بھاشانہ
یہ دھمکی دے دی جائے گی کہ اگر کافرستانی سیکرٹ سروس
امداد قبول کرنے سے انکار کے بعد اس نے پاکیشیا سیکرٹ
سروس کی امداد حاصل کی تو کافرستان اسے اپنی توہین سمجھے
گا ____ اور اس کے سنگین نتائج بھاشانہ کو بھگتنے پڑیں گے
بھاشانہ کی سیاسی پوزیشن ایسی ہے کہ وہ کھل کر کافرستان کے
مقابلے میں نہیں آ سکتا ____ چنانچہ اس طرح وہ پاکیشیا سیکرٹ
سروس سے امداد حاصل کرنے سے باز رہیں گے۔ اور اگر اس
کے باوجود بھی بھاشانہ نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے امداد
حاصل کی تو پھر کافرستان براہِ راست اقدام کر کے صورتحال
کو مزید خراب کر دے گا ____ چنانچہ ہمارے مخبر رام داس نے
جو وزارت خارجہ میں سیکرٹری ہے یہ اطلاع دی ہے کہ صدر مملکت
نے ایک ہنگامی میٹنگ کال کی ہے ____ اس میٹنگ کے

دوران کافرستان کے وزیراعظم نے صدر کو ایمرجنسی کال کر کے بریف کر دیا ہے ــــ اور اس کے بعد صدر مملکت اور وزیر خارجہ کی علیحدہ میٹنگ بھی ہوئی۔ اور وزیر خارجہ ایک خفیہ دورے پر پاکیشیا جا رہے ہیں" ــــ کرنل چارلس نے پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"باس ــــ وزیر خارجہ پاکیشیا کے خفیہ دورے پر کیوں جا رہے ہیں۔ جب کہ یہاں ملک میں حالات انتہائی مخدوش ہیں" ــــ کالمرچ نے کہا۔

"اس کے متعلق دو نظریات ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ وزیر خارجہ اس لئے خفیہ دورے پر جا رہے ہیں کہ وہ پاکیشیا کے حکام کو مجبور کریں کہ وہ ایسا بیان جاری کریں ــــ جس سے کنفڈریشن ناممکن ہو جائے تاکہ بھاشانہ کے عوام مطمئن ہو سکیں کہ کنفڈریشن سے انکار بھاشانہ نے نہیں کیا بلکہ پاکیشیا نے کیا ہے ــــ اس طرح بی۔ ایل پارٹی کو بھی خاموش کیا جا سکتا ہے۔ اور دوسرا نظریہ ہے کہ وہ خفیہ طور پر ہمارے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد حاصل کرنے گئے ہیں" ــــ کرنل چارلس نے کہا۔

"میرا خیال ہے دوسرا نظریہ درست ہو گا ــــ کیوں کہ بھاشانہ اتنی جلدی اپنے منصوبے سے باز نہیں آ سکتا۔ حکومتی فیصلے اتنی آسانی سے نہیں بدلے جاتے ــــ رہ گئی بات پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ــــ تو میرے خیال میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو خواہ مخواہ ہوا بنا کر پیش کیا جا رہا ہے۔ انہیں یہاں ہمارے مقابلے

میں آنے دیا جائے۔ پھر انہیں پتہ چلے گا کہ ایف۔ ڈی کیا طاقت رکھتی ہے" ــــ آرنلڈ نے کہا۔

"میں نے بھی اسرائیلی حکام سے یہی کہا تھا۔ بلکہ میں نے تو تجویز پیش کی تھی کہ بھاشانہ کے اس مشن کے آغاز سے پہلے ہم پاکیشیا جا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کا مشن مکمل کر دیتے ہیں۔ تاکہ ان کے ذہنوں میں راسخ شدہ یہ خدشہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا جا سکے ــــ لیکن اعلیٰ حکام اس تجویز پر رضامند نہ ہوئے۔ ان کا کہنا تھا کہ جب تک ایف۔ ڈی۔ اے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کرے گا بھاشانہ اور پاکیشیا کی طرف سے کنفڈریشن کا باقاعدہ اعلان ہو جائے گا ــــ اور اس طرح سارا مشن ہی ختم ہو کر رہ جائے گا" ــــ کرنل چارلس نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو وزیر خارجہ کو اس دورے سے پہلے ہی ختم کیا جا سکتا ہے" ــــ ہارسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وزیر خارجہ کا نام ہٹ لسٹ پر ہے۔ لیکن ابھی اُسے قتل نہیں کیا جا سکتا ــــ ورنہ بین الاقوامی طور پر بہت بڑا ہنگامہ کھڑا ہو جائے گا۔ اور ویسے بھی اس کی ضرورت نہ ہے۔ ہمارے حکام چاہے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے جس قدر بھی خوف زدہ ہوں۔ کم از کم ایف۔ ڈی اُسے اپنے مقابلے میں کچھ نہیں سمجھتی اس لئے میری یہ دلی خواہش ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں ہمارے مقابلے پر آ جائے ــــ تاکہ ایک تیر سے دو شکار کئے جا سکیں ــــ ہم اپنا مشن بھی مکمل کر لیں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس

کو بھی یہاں دفن کیا جا سکے گا۔"_____ کرنل چارلس نے کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے ربعا شانہ حکومت اس قدر احمق نہیں ہو سکتی کہ وہ کافرستان جیسے بڑے اور طاقت ور ملک کی طرف سے واضح دھمکی کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد حاصل کرنے کا سوچے گی _____ وزیر خارجہ کا دورہ یقیناً اس کنفنڈریشن کے خاتمے کے سلسلے میں ہو گا۔" ___ رابرٹ نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہو گا بہرحال سامنے آجائے گا۔ ہمیں اب اپنے مزید اقدامات کا جائزہ لینا چاہئے _____ تاکہ ہم پوری توجہ سے اس اہم مشن کو کامیاب کر سکیں۔"_____ کرنل چارلس نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب کنفنڈریشن کے خلاف پروپیگنڈے کا آغاز کر دیا جائے _____ اور اس کے ساتھ ساتھ بی۔ایل پارٹی کے دفاتر ان کے اہم عہدے داروں کا قتل شروع کر دیا جائے اس کے بعد اخبارات کے دفاتر کی تباہی اور ساتھ ہی کوئی بڑا بجلی گھر بھی اڑا دیا جائے _____ تاکہ ربعا شانہ حکومت اور عوام کو پوری طرح جھکایا جا سکے۔" _____ میجر بارسن نے کہا۔ اور پھر کرنل چارلس سمیت سب نے اس بات کی تائید کر دی۔ اور اس کے بعد وہ ان اقدامات کی تفصیل طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

کرنل شریف ہونٹ بھینچے انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑائے جا رہا تھا _____ اس کی نظریں تو سڑک پر جمی ہوئی تھیں لیکن اس کا ذہن ان مجرموں کی طرف ہی لگا ہوا تھا جنہوں نے ربعا شانہ میں ایسی قیامت برپا کر دی تھی کہ ہر شخص بری طرح پریشان ہو چکا تھا _____ اور ڈیم کی تباہی کے بعد جب بی۔ایل پارٹی کے چند عہدے داروں کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ خوفناک دھماکے سے ایک بڑے اخبار کا دفتر اڑا دیا گیا تو پبلک بری طرح چیخ اٹھی _____ اب ہر طرف حکومت کے خلاف ہی باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ حکومت مجرموں کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئی ہے _____ حکومت کی مخالف پارٹیاں ایسی صورت حال سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہی تھیں۔ اور وہ حکومت کے خلاف عوام کے جذبات کو اور زیادہ مشتعل

کرتی جا رہی تھیں۔ اور پھر آج صبح تو بات کھل کر سامنے آگئی تھی۔ پورے شہر میں ایسے پمفلٹ تقسیم کئے گئے تھے جس میں ان تخریبی کارروائیوں کی ذمہ داری کو قبول کرتے ہوئے یہ کہا گیا تھا ۔۔۔ کہ جب تک حکومت بھاشانہ ۔۔۔ پاکیشیا کے درمیان کنفنڈریشن کے منصوبے کے ہمیشہ کے لئے خاتمہ کا اعلان نہیں کر دیتی اس وقت تک یہ کارروائیاں جاری رہیں گی ۔۔۔ پمفلٹوں کے نیچے صرف دو الفاظ درج تھے ڈی۔ الیف ۔۔۔ اب سجانے یہ ڈی۔ الیف کیا بلا تھی اور یہ کون لوگ تھے۔ پمفلٹ میں البتہ اس قدر ضرور درج تھا ۔۔۔ کہ چونکہ کنفنڈریشن بھاشانہ کے عوام اور اس کی آزادی سے غداری کے مترادف ہے۔ اس لئے اس کے خاتمے کا اعلان ضروری ہے ۔۔۔ ان پمفلٹوں نے عوام کو ایک نیا موضوع دے دیا اور اس کے بعد تو خوف سے سہمے ہوئے عوام نے کھل کر حکومت پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ بھاشانہ کو تباہی سے بچانے کے لئے وہ کنفنڈریشن کے خیال سے باز آجائے۔

”کرنل شریف کو ابھی ابھی کیپٹن تمیزی نے اطلاع دی تھی کہ اس نے ایک ایسے مشکوک آدمی کو دریافت کر لیا ہے۔ جو اس پمفلٹ کیس میں ملوث بتایا جاتا ہے ۔۔۔ اور یہ آدمی ہوٹل اولنگا میں رہائش پذیر ہے اور غیر ملکی ہے۔ اور یہ اطلاع ملتے ہی کرنل شریف آندھی اور طوفان کی طرح ہوٹل اولنگا کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

ہوٹل اولنگا کے کمپاؤنڈ میں اس نے جیسے ہی کار موڑ کر پارکنگ میں روکی ۔۔۔ ایک کار کی اوٹ سے کیپٹن تمیزی نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

”کیسے شک ہوا۔ اس آدمی پر“ ۔۔۔ کرنل شریف نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”ارشد کی ڈیوٹی اس ہوٹل پر تھی۔ اس نے رات کو اس غیر ملکی کو کار سے اتر کر ہوٹل کے اندر جاتے دیکھا ۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک بنڈل سا تھا۔ جس میں اس کے خیال کے مطابق پمفلٹ تھے ۔۔۔ ارشد نے چیک کیا تو وہ غیر ملکی اسی ہوٹل کی دوسری منزل کے کمرہ نمبر پچیس میں رہائش پذیر ہے۔ اس کا نام ڈیوڈ ہے اور وہ ویسٹرن کارمن کا باشندہ ہے ۔۔۔ اس کے بعد ارشد نے ذہانت سے کام لیا اور وہ ہوٹل کی ایکس چینج میں چلا گیا ۔۔۔ جہاں اس نے آپریٹر کی مدد سے وہ کال سن لی جو اس ڈیوڈ نے کمرے میں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ڈائرکٹ لائن پر کی ۔۔۔ اور جس میں اس نے کسی کو صرف اتنا کہا کہ وہ ٹھیک ٹھاک پہنچ گیا ہے اور سب ٹھیک ہے ۔۔۔ اس کے بعد ارشد اس کی نگرانی کرتا رہا۔ لیکن نہ صرف اس کے بعد کوئی اس سے ملنے آیا اور نہ ہی وہ کہیں گیا ۔۔۔ چنانچہ اس نے مجھے اطلاع دی اور میں نے یہ اطلاع آپ تک پہنچا دی“ ۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ ۔۔۔ آؤ ۔۔۔ اگر اس کے کمرے سے وہ بنڈل مل

جائے تو سمجھو بات بن گئی "۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے کہا۔ اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوٹل کے مین گیٹ میں داخل ہو گئے ۔۔۔۔۔ ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ اکا دکا لوگ وہاں موجود ناشتے میں مصروف تھے۔ وہ دونوں سیدھے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ اور چند لمحوں بعد وہ دوسری منزل کے کمرہ نمبر پچیس کے سامنے پہنچ گئے ۔۔۔۔۔ کمرے کا دروازہ اندر سے بند تھا۔ کرنل شریف نے جھک کر کی ہول سے دیکھا لیکن دروازے کے سامنے پڑے ہوئے پردے کی وجہ سے کچھ نظر نہ آرہا تھا۔

"کون ہیں آپ ۔۔۔۔۔ اور کیوں جھانک رہے ہیں"

اچانک ایک کرخت سی آواز دونوں کو سنائی دی۔ اور وہ چونک کر مڑے ۔۔۔۔۔ اس منزل کا ڈیوٹی ویٹر سخت نظروں سے انہیں گھور رہا تھا۔

"پولیس "۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے کوٹ کی جیب سے بیج نکال کر ویٹر کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔ اور ویٹر کا چہرہ یکلخت ڈھیلا پڑ گیا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ سوری سر ۔۔۔۔۔ میرے لائق کوئی خدمت"

ویٹر نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ مسافر کب سے یہاں ٹھہرا ہوا ہے" ۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے کمرہ نمبر پچیس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ ڈیوڈ صاحب ۔۔۔۔۔ ایک ہفتہ تو ہو گیا ہے جناب بڑے اچھے آدمی ہیں ۔۔۔۔۔ بھاری ٹپ دیتے ہیں" ۔۔۔۔۔ ویٹر

نے جواب دیا۔

"ہوں ۔۔۔۔۔ سنو ۔۔۔۔۔ ہم اندر جا رہے ہیں۔ کوئی مداخلت نہ ہو۔ ورنہ تم بھی گرفتار ہو سکتے ہو ۔۔۔۔۔ یہ ملکی سلامتی کا مسئلہ ہے ۔۔۔۔۔ سمجھے" ۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور ویٹر گھبرا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اوہ جناب ۔۔۔۔۔ میں تعاون کروں گا جناب ۔۔۔۔۔ کوئی مداخلت نہ ہو گی" ۔۔۔۔۔ ویٹر شاید کرنل شریف کے لہجے اور ملکی سلامتی کے مسئلے کا سن کر گھبرا گیا تھا ۔۔۔۔۔ اور کرنل شریف نے سر ہلاتے ہوئے دروازے پر زور سے دستک دی اور اس کا دوسرا ہاتھ کوٹ کی جیب میں اندر موجود ریوالور کے دستے پر جما ہوا تھا ۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے کھڑا ہوا کیپٹن تمیزی بھی پوری طرح چوکنا نظر آرہا تھا۔

"کون ہے" ۔۔۔۔۔ اندر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"پولیس ۔۔۔۔۔ دروازہ کھولیے" ۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"پولیس ۔۔۔۔۔ اوہ ۔۔۔۔۔ پولیس کا میرے ساتھ کیا کام"

اندر سے بڑبڑانے کی آواز سنائی دی۔ اور پھر ایسی آوازیں ابھریں جیسے کوئی بیڈ سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ رہا ہو۔ دوسرے لمحے چٹخنی کھلی ۔۔۔۔۔ اور دروازہ کھلتے ہی ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی دروازے پر نظر آیا۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں۔ جیسے وہ کبھی

نیند سے جاگا ہو۔ اس کے جسم پر شب خوابی کا لباس تھا۔ اور وہ حیرت بھری نظروں سے کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی کو دیکھ رہا تھا۔

کرنل شریف نے پھرتی سے ریوالور نکالا اور پھر اُسے دھکیلتا ہوا کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے اس کی پیروی کی۔ اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور نظر آ رہا تھا۔

"ہاتھ اٹھا کر منہ دیوار کی طرف کر لو۔ اور سنو۔۔۔۔ اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولی مار دوں گا"۔۔۔۔ کرنل شریف نے غراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیوں۔۔۔۔ کیا کیا ہے میں نے"۔۔۔۔ ڈیوڈ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ شاید اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"۔۔۔۔ کرنل شریف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔

"یہ زیادتی ہے۔۔۔۔ میں اپنے سفارت خانے سے احتجاج کروں گا"۔۔۔۔ ڈیوڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اگر موقع ملے تو ضرور کر لینا۔۔۔۔ فی الحال گھوم جاؤ۔۔۔۔ ورنہ میں گولی چلا دوں گا"۔۔۔۔ کرنل شریف نے سخت لہجے میں کہا۔

اور ڈیوڈ اس کی بات سن کر دیوار کی طرف گھوم گیا۔

"اسی طرح دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے رہو۔ اگر مڑنے کی کوشش کی تو انجام اچھا نہ ہو گا"۔۔۔۔ کرنل شریف نے قدم بڑھا کر اس کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس کا ریوالور والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔۔۔۔ اور ریوالور کا دستہ پوری قوت سے ڈیوڈ کی کھوپڑی پر پڑا۔ اور ڈیوڈ اوہ کی آواز نکالتا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔۔۔۔ کرنل شریف نے اس کے نیچے گرتے ہی بڑی پھرتی سے جیب سے کلپ ہتھکڑی نکالی۔۔۔۔ اور فرش پر پڑے ہوئے ڈیوڈ کے دونوں بازو اس کی پشت پر لے آ کر ہتھکڑی اس کی کلائیوں میں ڈال دی۔

"یہ پڑا ہے بنڈل جناب"۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی کی اشتیاق سے بھرپور آواز سنائی دی۔ وہ وارڈ روب کھول کر دیکھ رہا تھا۔

"کہاں ہے"۔۔۔۔ کرنل شریف نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن تمیزی نے ہاتھ بڑھا کر وہ بنڈل اٹھا لیا۔ بنڈل اخبار میں باقاعدہ بندھا ہوا تھا۔۔۔۔ اس کا سائز بالکل پمفلٹ جیسا تھا۔ کیپٹن تمیزی نے اوپر بندھا ہوا اخبار پھاڑا۔ اور دوسرے لمحے اس کا چہرہ لٹک گیا۔۔۔۔ کیونکہ بنڈل کے اندر پمفلٹ کی بجائے ایک کاروباری فارم تھا۔ یہ کنٹریکٹ فارم تھا۔ جس کے ذریعے فرموں کو ان کے آرڈر پر مال سپلائی کیا جاتا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ تو کنٹریکٹ فارم ہے" ۔۔۔ کرنل شریف نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ دور سے پمفلٹ ہی لگتا تھا" کیپٹن تمیزی نے ڈھیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ تو واقعی زیادتی ہوئی ہے" ۔۔۔ کرنل شریف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرے لمحے کسی خیال کے ذہن میں آتے ہی وہ چونک پڑا۔

"کیپٹن ۔۔۔ پورے کمرے کی تلاشی لو۔ شاید کام کی کوئی چیز مل جائے" ۔۔۔ کرنل شریف نے کیپٹن تمیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا ہوا فارموں کا بنڈل میز پر رکھا اور کمرے کی تلاشی لینے میں مصروف ہو گیا ۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بریف کیس کی خفیہ تہہ سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ٹرانسمیٹر بالکل جدید انداز کا تھا۔

"ٹرانسمیٹر ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ پھر تو لازماً یہ مشکوک آدمی ہے" کرنل شریف نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ شاید اسے نگرانی کا علم ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے چکر دینے کے لئے یہ بنڈل بنا کر رکھ دیا ہو تاکہ ہمیں مطمئن کیا جا سکے" ۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے کہا اور کرنل شریف

نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اسے ہوش میں لاؤ۔ اب یہ خود بتائے گا کہ اس کا تعلق ڈی۔ ایف سے ہے یا نہیں" ۔۔۔ کرنل شریف نے کرخت لہجے میں کہا۔

اور کیپٹن تمیزی نے آگے بڑھ کر فرش پر اوندھے پڑے ہوئے ڈیوڈ کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا ۔۔۔ اور پھر اس کے چہرے پر زوردار تھپڑوں کی بارش شروع کر دی۔ چند تھپڑ کھانے کے بعد ڈیوڈ نے آنکھیں کھول دیں ۔۔۔ وہ متوحش نظروں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ کرنل شریف نے ریوالور جیب میں ڈال کر ایک باریک دھار کا خنجر ہاتھ میں لے لیا تھا۔

"ڈی۔ ایف سے تمہارا کیا تعلق ہے مسٹر ڈیوڈ" کرنل شریف نے کرسی گھسیٹ کر اس کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا ۔۔۔ جب کہ کیپٹن تمیزی ریوالور ہاتھ میں پکڑے ڈیوڈ کی پشت پر موجود کھڑا تھا۔

"ڈی۔ ایف ۔۔۔ یہ کیا ہوتی ہے۔ میں کسی ڈی۔ ایف کو نہیں جانتا۔ اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ آخر تم ہو کون اور کیا چاہتے ہو" ۔۔۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمارا تعلق عزرائیل کے ڈیپارٹمنٹ سے مسٹر ڈیوڈ ۔۔۔ اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو جو ہم پوچھیں اس کا صحیح جواب دے دو ۔۔۔ دوسری صورت میں تمہاری دونوں آنکھیں ایک لمحے میں حلقوں سے باہر آ جائیں گی ۔۔۔ یہ ٹرانسمیٹر دیکھ رہے ہو

یہ تمہارے بریف کیس کے خفیہ خانے سے ملا ہے "
کرنل شریف نے خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر ـــــ اور بریف کیس کے خفیہ خانے سے۔ بکواس ہے میرے پاس ایسا بریف کیس ہے جس کا خفیہ خانہ ہو اور نہ ہی میرا کسی ٹرانسمیٹر سے کوئی تعلق ہے ـــــ میں تو انجینئر ہوں۔ اور یہاں ایک فرم سے ایک بڑے کنٹریکٹ پر بات کرنے آیا ہوں " ـــــ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"کس فرم سے " ـــــ کرنل شریف نے پوچھا۔

"لارسن اینڈ کمپنی لوئر مال روڈ پر اس کا دفتر ہے۔ انہوں نے یہاں کی حکومت سے ایک بڑا بند بنانے کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اور میں نے اس کی ڈیزائننگ کرنی ہے " ـــــ ڈیوڈ نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم منہ اندھیرے یہ بنڈل اٹھا کر کہاں سے آ رہے تھے "
کرنل شریف نے کہا۔

"بنڈل ـــــ اوہ یہ بنڈل تو کنٹریکٹ فارموں کا ہے۔ لارسن اینڈ کمپنی کے منیجنگ ڈائریکٹر مسٹر لارسن کی کوٹھی پر فنکشن تھا۔ میں اس میں مدعو تھا ـــــ واپسی پر انہوں نے یہ بنڈل مجھے دیا کہ میں اسے ولیسٹرن کارمن بھجوا دوں " تاکہ اگر یہ شرائط ولیسٹرن کارمن میں ہماری فرم کو منظور ہوں تو یہ کنٹریکٹ سائن ہو سکیں " ـــــ ڈیوڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔ اب وہ بالکل مطمئن نظر آ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی ڈرائنگ روم میں بیٹھا دوستوں سے باتیں کر رہا ہو۔

" تمہارا کیا خیال ہے ہماشانہ میں احمق بستے ہیں کنٹریکٹ فارم ایک ہی ہوتا ہے یا اس کا پورا بنڈل ہوتا ہے " ـــــ کرنل شریف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ بہت بڑے بند کا کنٹریکٹ ہے۔ ہماری فرم سے کم از کم پچاس کے قریب انجینئر اور دیگر ماہرین آئیں گے ـــــ اور قانون کے مطابق ہر ایک کو کنٹریکٹ سائن کرنا ہوگا اس لئے یہ بنڈل بھیجا جا رہا ہے " ـــــ ڈیوڈ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کمرے میں پہنچ کر تم نے کسے فون کیا تھا " ـــــ کرنل شریف نے ایک اور پہلو پر بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے لارسن صاحب سے بات کی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ دارالحکومت کے حالات مخدوش ہیں ـــــ اس لئے میں ہوٹل پہنچ کر ان سے بات کر لوں تاکہ انہیں تسلی رہے "
ڈیوڈ نے جواب دیا۔

" تمہاری سب باتیں بڑی مناسب ہیں اور تمہاری وضاحتیں بھی ٹھیک ہیں ـــــ لیکن یہ ٹرانسمیٹر کسی خانے میں فٹ نہیں ہو رہا۔ اس لئے میں آخری موقع دے رہا ہوں تمہیں ـــــ صرف تین تک گنوں گا۔ اس کے بعد تمہاری ایک آنکھ باہر ہوگی ۔

بہتر یہی ہے کہ سب کچھ ٹھیک ٹھیک بتا دو "۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے اچانک بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ ڈیوڈ کوئی جواب دیتا۔ کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔۔۔۔۔ اور کرنل شریف اور کیپٹن تیزی چونک کر مڑے۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے ۔۔۔۔۔ خبردار ۔۔۔۔۔ اگر کسی نے حرکت کی "۔۔۔۔۔ دروازے میں موجود ایک پولیس انسپکٹر نے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں سروس ریوالور تھا ۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ایک ادھیڑ عمر آدمی تھا جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ کرنل شریف کو اس ویٹر کی بھی جھلک برآمدے میں نظر آ گئی۔ جس سے انہوں نے کمرے میں داخل ہونے سے قبل بات کی تھی۔

"ادھر آؤ انسپکٹر ۔۔۔۔۔ میرے پاس آؤ "۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے انسپکٹر کو دیکھتے ہی تحکمانہ لہجے میں کہا

"خنجر اور ریوالور پھینک دو پہلے ۔۔۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔۔۔ ورنہ گولی چلا دوں گا "۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور کرنل شریف نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر میز پر رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن تیزی کو بھی اشارہ کیا ۔۔۔۔۔ اس نے بھی ریوالور ایک طرف رکھ دیا۔

"منیجر صاحب ۔۔۔۔۔ یہ آپ کے ہوٹل کا انتظام ہے ۔ یہ غنڈے یوں دن دہاڑے مجھے لوٹنے آ گئے ہیں "

اچانک ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی۔ کرنل شریف نے گھوم کر پوری قوت سے اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔

"خبردار "۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے آگے بڑھ کر چیختے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسن ۔۔۔۔۔ اٹ از سیکرٹ سروس ۔ کرنل شریف چیف آف سیکرٹ سروس "۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور انسپکٹر سیکرٹ سروس کا سنتے ہی بوکھلا کر دو قدم پیچھے ہٹ گیا ۔۔۔۔۔ کرنل شریف نے جیب سے اپنا مخصوص کارڈ نکال کر آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ اور انسپکٹر نے گھبرا کر باقاعدہ سیلوٹ کر دیا ۔۔۔۔۔ انسپکٹر کے ساتھ آنے والا ادھیڑ عمر آدمی جو شاید ہوٹل کا منیجر تھا۔ اب بری طرح گھبرا گیا تھا۔ اس کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ سوری سر ۔۔۔۔۔ مجھے تو منیجر صاحب نے فون کیا تھا کہ کمرے میں مسافر پر تشدد کیا جا رہا ہے "۔۔۔۔۔ انسپکٹر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اس الو کے پٹھے ویٹر نے رپورٹ دی ہوگی۔ حالاں کہ میں نے اسے پہلے آگاہ کر دیا تھا کہ وہ مداخلت نہ کرے "

کرنل شریف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"میں مجرم نہیں ہوں یہ مجھ پر زیادتی ہے۔ پلیز منیجر صاحب۔

میرے سفارت خانے فون کریں۔ یہ مجھ پر زیادتی ہو رہی ہے" ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— اب میں دیکھوں گا کہ تم ہمیں انٹ شنٹ کہانیاں سنا کر کیسے ٹالتے ہو" ——— کرنل شریف نے کہا۔

"سر ——— میری مدد کی ضرورت ہو تو" ——— انسپکٹر نے کہا۔

"تم جا سکتے ہو ——— اور اس منیجر کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ اور سنو مسٹر منیجر ——— اگر مزید کوئی مداخلت کرنے کی کوشش کی تو کھڑے کھڑے ہوٹل سیل کر دوں گا ——— دفع ہو جاؤ" کرنل شریف نے کہا۔

"یس سر ——— یس سر" ——— منیجر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں الٹے قدموں تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئے۔

"کیپٹن ——— دروازہ بند کر دو" ——— کرنل شریف نے کیپٹن تمیزی سے کہا۔ اور کیپٹن تمیزی سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔

اسی لمحے ڈیوڈ کے منہ سے غرغراہٹ کی عجیب سی آواز نکلی اور کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی اس کی طرف مڑے۔

"اوہ ——— اس نے تو زہریلا کیپسول چبا لیا" ——— کرنل شریف نے تیزی سے اس کا جبڑا پکڑنے کی کوشش کی لیکن ڈیوڈ کا جسم ایک جھٹکے سے بے حس و حرکت ہو گیا ——— اس کی

آنکھیں بند ہو چکی تھیں۔ منہ سے نیلے رنگ کا مادہ ہونٹوں کے کناروں سے بہہ رہا تھا۔ اور اس کی گردن ایک طرف کو ڈھلک گئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ ہمیں اب تک چکر دے رہا تھا۔ ہم نے صحیح آدمی پر ہاتھ ڈالا تھا ——— کاش ——— مجھے پہلے سے معلوم ہوتا کہ اس کے دانتوں میں زہریلا کیپسول ہے" ——— کرنل شریف نے متاسفانہ لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے یہ ڈمی۔ الیف خاصی خوفناک تنظیم ہے۔ ورنہ عام تنظیموں کے افراد اس طرح اپنی جان پر نہیں کھیل جاتے" کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"ظاہر ہے ——— بہرحال اس کمرے کی ایک بار پھر مکمل تلاشی لو۔ میں اس لارسن اینڈ کمپنی کا پتہ کر دوں" ——— کرنل شریف نے کیپٹن تمیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی اسے جواب مل گیا۔ کہ اس نام کی کوئی فرم دارالحکومت میں نہیں ہے۔

"کمرے میں اور کچھ نہیں ہے جناب" ——— کیپٹن تمیزی نے بھی تھوڑی دیر بعد اپنی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے کہا۔

"اب ایک ہی کلیو رہ گیا ہے ——— اگر وہ فون نمبر معلوم ہو جائے جس پر ڈیوڈ نے بات کی تھی تو بات آگے بڑھ سکتی ہے" کرنل شریف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"شاید اس آپریٹر سے معلوم ہو سکے جو ایکسچینج میں موجود تھا"

کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"ہاں ـــــ کوشش تو کی جا سکتی ہے" ـــــ کرنل شریف نے کہا۔ اور پھر اس نے مردہ ڈیوڈ کے ہاتھوں سے ہتھکڑی کھولی اور ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے دروازے سے باہر نکل گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی کرسی پر لاش کی صورت میں پڑے ہوئے ڈیوڈ نے اچانک آنکھیں کھول دیں ـــــ اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی پر اسرار مسکراہٹ رینگ رہی تھی جیسے وہ کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی کی حماقت اور سادہ لوحی پر ہنس رہا ہو۔

صفدر نے جیسے ہی کار کو چوک پر سرخ بتی کی وجہ سے روکا ـــــ اس کی نظریں چوک کی دوسری طرف کھڑی ہوئی ایک سیاہ رنگ کی کار پر پڑیں اور صفدر چونک پڑا۔

"ارے ـــــ یہ تو رانا ہاؤس کی کار ہے ـــــ اوہ ـــــ جوزف ہے سٹیرنگ پر ـــــ جوانا بھی نظر آ رہا ہے۔ یہ جوڑی کہاں جا رہی ہے" ـــــ صفدر نے چونکتے ہوئے ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں فارغ ہونے کی وجہ سے تفریح کے لئے نکلے تھے ـــــ اور ان کا پروگرام ساحل سمندر پر جا کر کچھ دیر تفریح کرنا تھا۔

"میں دیکھ رہا ہوں ـــــ یہ دونوں مشٹنڈے تو خواہ مخواہ عمران نے پال رکھے ہیں ـــــ ان کا خرچہ وہ کیسے برداشت کرتا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل اسی طرح جس طرح ایکسٹو نے ہمیں پال رکھا ہے نہ کام نہ کاج ——— لمبی تنخواہیں مل رہی ہیں ——— آراستہ فلیٹ ہیں ——— گاڑی مفت ——— پٹرول مفت ——— ٹیلی فون فری ہوٹلوں میں کھانے پینے کا بل فری"——— صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں ——— مفت کیوں ——— ہم بھی تو اپنی جان ہتھیلی پہ لئے پھرتے ہیں"——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

اُسی لمحے ٹریفک سگنل سبز ہو گیا تو صفدر نے کار کو آگے بڑھانے کی بجائے سائیڈ پہ کیا ——— اور پھر ایک سائیڈ روڈ پہ اس نے گاڑی دوڑانا شروع کر دی۔

"ارے ——— کیا ہوا ——— ادھر کیوں چل پڑے"

کیپٹن شکیل نے حیران ہو کر کہا۔

"میں ذرا ان مفت خوروں کی چیکنگ کرنا چاہتا ہوں۔ ان دونوں کے چہرے بتا رہے ہیں کہ یہ کسی خاص مشن پہ نکلے ہیں"

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر سائیڈ روڈ سے اس نے کار دوسری سڑک پر گھمائی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور چوک پر گھوم کر جب پہلی والی سڑک پر آیا تو جوزف اور جوانا کی کار ان سے تھوڑے فاصلے پہ آگے دوڑ رہی تھی۔

"مشن کیا ہو گا ——— بس پینے پلانے جا رہے ہوں گے۔ خدا کی پناہ ——— یہ جوزف تو شاید اب تک اکیلا اتنی شراب پی چکا ہو گا جتنی دارالحکومت کے سارے شرابی مل کر بھی نہ پی سکے ہوں گے"——— کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا چھوڑو ——— تم بات کر رہے تھے کہ ہم جان ہتھیلی پہ لئے پھرتے ہیں"——— صفدر نے ہنستے ہوئے موضوع بدل دیا۔

"تو اور کیا ——— ہم ان دونوں کی طرح بہر حال مفت خورے تو نہیں"——— کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ویسے کیپٹن ——— گزشتہ کچھ عرصے سے میں اپنے آپ کو اب مفت خورہ ہی سمجھنے لگا ہوں۔ کیس تو سارا بھگتا دیتا ہے عمران ——— اور ہم کیا کرتے ہیں۔ بس کسی کی نگرانی کر لی۔ کسی کا تعاقب کر لیا ——— کوئی چھوٹی موٹی معلومات حاصل کر لیں۔ اللہ اللہ خیر سلا"——— صفدر نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے ——— واقعی سیکرٹ سروس اس عمران کے سامنے مفلوج ہو کر رہ گئی ہے۔ ہم دونوں یا مس جولیا تو چلو اتنا کچھ کبھی کر لیتے ہیں ——— تنویر ——— صدیقی ——— چوہان۔ نعمانی یہ کیا کرتے ہیں ——— کچھ بھی نہیں۔ عمران کو اول تو کسی کی امداد کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اگر پڑتی بھی ہے تو اس نے اپنا علیحدہ اسسٹنٹ رکھا ہوا ہے۔ ٹائیگر ——— وہ اس سے کام لے لیتا ہے۔ ہمیں تو کیس کے خاتمے کا ہی پتہ چلتا ہے اور بس"——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے ——— یہ تو کیفے شائی لاک کے سامنے رک گئے ہیں۔

واقعی تمہارا خیال درست ہے۔ یہ پینے پلانے ہی نکلے ہیں"۔ صفدر نے کار کو ایک طرف روکتے ہوئے کہا۔

"وہ تو پینے پلانے رسیا ہیں ——— لیکن تم نے کار کیوں روک دی ہے"۔ ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک اور بات آئی ہے۔ عمران کا دوست سوپر فیاض زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گیا ہے ——— سنا ہے دارالحکومت کے مشہور غنڈے شائی لاک نے اسے سرِ راہ گولی ماردی ہے ——— ایسی پوزیشن میں ان دونوں کا خاص طور پر کیفے شائی لاک پر آنا کوئی خاص وجہ رکھتا ہے ——— ورنہ ایسے کیفے اور بار رانا ہاؤس کے قریب بھی موجود ہیں"۔ ——— صفدر نے کار روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ہوا ——— تمہیں کیسے اطلاع ملی"۔ ——— کیپٹن شکیل نے چونک کر کار سے نیچے اترتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے جولیا نے بتایا تھا۔ وہ وہاں سے گزر رہی تھی۔ جب سوپر فیاض کو ہسپتال لے جایا جا رہا تھا"۔ ——— صفدر نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کیفے شائی لاک کی طرف بڑھنے لگا۔

ابھی ان دونوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے۔ کہ اچانک کیفے کے اندر سے تیز اور مسلسل فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں ——— یوں لگتا تھا جیسے وہاں اچانک خوفناک جنگ شروع ہو گئی ہو۔

"اوہ ——— یہ کیا ہوا"۔ ——— ان دونوں نے اچھلتے ہوئے کہا۔

اور پھر ان دونوں نے کیفے کی طرف دوڑ لگا دی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتے ——— جوزف اور جوانا دوڑ کر کیفے سے باہر نکلے۔ جوانا نے ایک آدمی کو کاندھے پر اٹھایا ہوا تھا ——— اور دوسرے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سے وہ مسلسل دروازے کی طرف فائرنگ کر رہا تھا۔ جب کہ جوزف بھی کار کی طرف الٹے قدموں دوڑتا ہوا مشین گن سے فائرنگ میں مصروف تھا ——— خوفناک اور کھلی فائرنگ کی وجہ سے سڑک پر شدید افراتفری مچ گئی اور سڑک پہ چلنے والی ٹریفک تیزی سے تتر بتر ہونے لگ گئی ——— لوگ آڑیں ڈھونڈھنے لگے۔ اور پھر صفدر اور کیپٹن شکیل کے دیکھتے ہی دیکھتے جوزف اور جوانا نے کاندھے پر موجود آدمی کو کار میں پھینکا ——— اور وہ دونوں کار میں بیٹھنے لگے۔ جوانا مسلسل فائرنگ کئے جا رہا تھا۔ دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی ——— اور پھر ویران اور سنسان سڑک پر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی گئی۔

ان کے آگے بڑھ جانے کے بعد کیفے میں سے چند مسلح افراد تیزی سے باہر نکلے ——— ان کے ہاتھوں میں ریوالور تھے انہوں نے جوزف اور جوانا کی کار پہ فائرنگ کی کوشش کی لیکن ان کی کار خاصی دور جا چکی تھی ——— اور پھر وہ سب تیزی سے پارکنگ میں موجود دو کاروں کی طرف بڑھے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کاریں ریوالور برداروں سے لدی ہوئیں جوزف اور جوانا کی کاروں کے پیچھے دوڑ پڑیں۔

"آؤ شکیل ۔۔۔ یہ تو کوئی لمبا ہی معاملہ ہے"

صفدر نے کہا ۔ اور وہ دونوں تیزی سے واپس دوڑتے ہوئے اپنی کار کے پاس پہنچے ۔۔۔ اور چند لمحوں بعد ان کی کار بھی تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی ریوالور بردار دوں کی کاروں کے تعاقب میں دوڑنے لگی ۔

"یہ چکر کیا ہو سکتا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے دانت بھینچتے ہوئے کہا ۔

"وہ تمہارے الزام کو شاید دھونے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ مفت خورے یں کام نہیں کرتے" ۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے ایکسیلیٹر پہ پیر کا دباؤ اور بڑھا دیا ۔

تھوڑی دیر بعد وہ ان دونوں کاروں کے بالکل عقب میں پہنچ گئے ۔۔۔ جو ان کے سامنے جوزف اور جوانا کی کار کے پیچھے لگی تھیں ۔ اور پھر ایک جگہ راستہ ملتے ہی صفدر انتہائی تیز رفتاری سے ان دونوں کاروں کو کراس کر کے آگے بڑھتا گیا ۔

"یہ کیا کر رہے ہو ۔۔۔ ان کے پیچھے رہو تاکہ پتہ چلے کہ کیا ہو رہا ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"میں ان سے پہلے جوزف سے بات کرنا چاہتا ہوں"

صفدر نے کہا ۔

"ارے ۔۔۔ ٹرانسمیٹر تو جوزف کی گاڑی میں بھی ہو گا ۔ اس پہ بات کر لو" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اچانک چونکتے ہوئے کہا ۔

"ارے ہاں ۔۔۔ اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں رہا ۔ زیرو دن ہے ریکونسی ۔۔۔ بات کرو ۔۔۔ میں رفتار آہستہ کر رہا ہوں"

صفدر نے کہا ۔

اور اس بار اس نے واقعی رفتار آہستہ کر لی ۔ کیفے والوں کی دونوں کاریں ان کے آہستہ ہوتے ہی زن کی آوازیں نکالتی ہوئیں ان کے پاس سے ہو کر آگے بڑھتی گئیں ۔ جب کہ جوزف کی سیاہ کار انہیں خاصے فاصلے پر دوڑتی ہوئی نظر آ رہی تھی ۔۔۔ چونکہ سڑک پچھلے چوک سے نکل کر ایک مضافاتی قصبے کی طرف جاتی تھی ۔ اس لئے اب اس پہ ٹریفک خاصا کم تھا ۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ ریوالور بردار والوں کی کاروں اور جوزف کی کار کے درمیان صرف چند ہی کاریں تھیں ۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ کیپٹن شکیل کالنگ جوزف اوور"

کیپٹن شکیل نے اس دوران ٹرانسمیٹر آن کر کے جوزف کو کال کرنا شروع کر دیا ۔

"یس ۔۔۔ بلیک ڈیتھ سپیکنگ اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی ۔ آواز تو جوزف کی ہی تھی ۔۔۔ لیکن لہجہ خاصا بدلا ہوا تھا ۔ کیپٹن شکیل اور صفدر دونوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا ۔

"بلیک ڈیتھ ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ جوزف ۔۔۔ میں کیپٹن شکیل بول رہا ہوں اوور" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اس بار سخت لہجے میں کہا ۔

"میں جانتا ہوں شکیل صاحب ــــ لیکن اس وقت میں جوزف نہیں بلیک ڈیتھ بول رہا ہوں ۔ دوسری بلیک ڈیتھ جوزف بھی میرے ہمراہ ہے ــــ اور آپ نے کال کیوں کی ہے" اور جوزف کی آواز سنائی دی ۔

"اوہ ــــ یہ کوئی نیا چکر ہے ــــ بہرحال تم کسے کیفے شازلاک سے اغوا کر کے لے جا رہے ہو ۔ کیفے کے غنڈوں کی دو کاریں تمہارے تعاقب میں ہیں اوور" ــــ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"شازی لاک کا اسسٹنٹ کرامر ہے ہمارے پاس ــــ ہم نے اس سے شازی لاک کا پتہ پوچھنا ہے ۔ اور ہمیں معلوم ہے کہ کاریں ہمارے تعاقب میں ہیں ــــ اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کی کار بھی ان کے پیچھے آرہی ہے ۔ ہم نے آپ کو کیفے کے پاس دیکھا تھا ــــ صفدر صاحب بھی آپ کے ہمراہ ہیں ۔ لیکن بلیک ڈیتھ سے ٹکرانا ان غنڈوں کے بس کی بات نہیں ۔ سرکل چوک کے بعد دیکھنا ان کا کیا حشر ہوتا ہے ذرا وہاں تک پہنچ لیں اوا" دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی ۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔

"یہ کوئی نیا ہی چکر ہے ــــ بلیک ڈیتھ والا" ــــ کیپٹن شکیل نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"خاصا دل چسپ چکر معلوم ہوتا ہے ــــ بہرحال دیکھتے ہیں" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اب جوزف کی کار سرکل چوک سے گھوم کر ان کی نظروں سے غائب ہو چکی تھی ــــ جب کہ غنڈوں کی دونوں کاریں اب چوک کے قریب پہنچ رہی تھیں ۔ صفدر نے جان بوجھ کر اپنی کار کی رفتار آہستہ کر لی تھی ــــ اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں بھی چوک پر موڑ کاٹ کر ان کی نظروں سے غائب ہو چکی تھیں ۔

چند لمحوں بعد جیسے ہی ان کی کار چوک پر پہنچی انہیں دور سے دو خوف ناک دھماکے سنائی دیئے ــــ اور پھر جیسے ہی ان کی کار گھوم کر سیدھی چلی انہوں نے دونوں کاروں کو سڑک کے کنارے الٹی پڑی ہوئی دیکھا ــــ الٹی کاروں میں سے ریوالور بردار غنڈے نکل نکل کر دوڑ رہے تھے ۔ اسی لمحے سائیڈ میں موجود ذخیرے سے مشین گن چلنے کی تڑتڑاہٹ سنائی دی ۔ اور افراتفری میں بھاگتے ہوئے کئی غنڈے چیختے ہوئے وہیں سڑک پر ڈھیر ہو گئے ــــ صفدر نے انتہائی تیزی سے اپنی کار کو سائیڈ میں گھمایا ۔ اور پھر جیسے ہی اس نے بریک لگا کر کار روکی سڑک پر دو اور خوف ناک اور کان پھاڑ دھماکے ہوئے ــــ اور الٹی پڑی کاروں سے آگ کے شعلے بلند ہوئے اور اس کے ساتھ ہی جیسے ارد گرد آگ اور کاروں کے جلتے ہوئے پرزوں کی بارش سی ہو گئی ــــ اگر صفدر بروقت کار کا رخ نہ موڑتا تو یقیناً یہ دھماکے عین اس وقت ہوتے جب کہ صفدر کی کار ان کاروں کے قریب پہنچ چکی ہوتی ــــ اس کے بعد جو ہونا تھا وہ تو ظاہر تھا ۔

سڑک پر ڈھیر ہونے والے اور دو تین بھاگتے ہوئے غنڈے اس آگ کی لپیٹ میں آ گئے ——— اور پھر انہوں نے جلتے ہوئے شعلوں کی طرح اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی ان کے کپڑوں کو آگ پکڑ چکی تھی ——— لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ دوبارہ ڈھیر ہو گئے۔ اُسی لمحے ذخیرے سے جوزف اور جوانا کی کار برآمد ہوئی۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جدھر صفدر اور کیپٹن شکیل کی کار تھی ——— اور اس سے پہلے کہ وہ انہیں روکتے۔ کار سائیں کی تیز آواز نکالتی ہوئی ان کے قریب سے نکلتی گئی ——— البتہ جوزف نے کھڑکی میں سے ہاتھ نکال کر اُسے یوں لہرایا تھا۔ جیسے کہہ رہا ہو۔ دیکھا بلیک ڈیتھ کا کارنامہ۔

"کمال ہے ——— یہ دونوں تو یوں دندناتے پھر رہے ہیں۔ جیسے اس ملک میں کوئی قانون ہی نہ ہو ——— جسے چاہا اغوا کر لیا جسے چاہا مار ڈالا" ——— کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ کوئی اور ہی چکر ہے کیپٹن ——— اس کے پیچھے لازماً عمران کا ہاتھ ہے۔ ورنہ یہ دونوں ایسے کھلے عام دہشت گردی نہیں کر سکتے" ——— صفدر نے کار موڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر جب وہ چوک پر پہنچے تو جوزف اور جوانا کی کار دور دور تک کہیں نظر نہ آ رہی تھی ——— وہ نجانے کس سڑک پر آ گئے تھے۔

صفدر نے چند لمحے کار چوک پر آہستہ کی۔ اس کے بعد اس نے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر کار کا رخ موڑ دیا۔ جس سڑک پر یہ

ساری کارروائی ہوئی تھی۔ وہ چوں کہ زیادہ تر سنسان پڑی رہتی تھی۔ اس لئے فوری طور پر تو پولیس کے وہاں پہنچنے کا خطرہ نہ تھا لیکن یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ کوئی کار وہاں سے گزرے اور انہیں بھی اس حادثے میں ملوث سمجھ لیا جائے ——— چنانچہ اب وہ جلد از جلد اس سڑک سے دور ہو جانا چاہتا تھا۔ اُسے یقین تھا کہ جوزف اور جوانا شائی کے اسسٹنٹ کو لے کر سیدھے رانا ہاؤس پہنچیں گے وہ گھر جاتا تو ٹرانسمیٹر پر ان سے گفتگو کر سکتا تھا ——— لیکن اس نے دوسرا ہی پروگرام بنا لیا تھا۔ وہ اس سارے چکر سے پہلے ایکسٹو کو مطلع کرنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد جیسے وہ ہدایات دے۔

چنانچہ شہر میں پہنچتے ہی اس نے کار ایک پبلک بوتھ کے قریب روک دی۔

"میں ذرا ایکسٹو سے بات کر آؤں ——— دیکھیں وہ بلیک ڈیتھ کے متعلق کیا کہتا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ جب کہ کیپٹن شکیل وہیں بیٹھا رہا ——— اس کی آنکھوں میں ہلکی سی بیزاری کے تاثرات نظر آنے لگ گئے تھے۔

صفدر نے سکے ڈال کر ایکسٹو کا نمبر گھمایا۔

"ایکسٹو" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"صفدر بول رہا ہوں جناب ——— ایک اطلاع ہے سر" صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جوزف اور جوانا

کی ساری کارروائی کے ساتھ ساتھ ان کا بطور بلیک ڈیتھ بات کے متعلق بھی تفصیل سے بتا دیا۔

"یہ عمران کا ہی کوئی نیا شوشہ ہو سکتا ہے۔ یا پھر جوزف اور جوانا بیٹھے بیٹھے تنگ آ گئے ہوں گے ۔۔۔ چنانچہ انہوں نے اس قسم کی کارروائیاں شروع کر دی ہوں گی"۔ ایکسٹو نے نرم لہجے میں کہا۔

"ان کے متعلق کوئی ہدایت ۔۔۔ یا انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"اگر یہ سمگلروں ۔۔۔ غنڈوں ۔۔۔ بدمعاشوں کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔۔۔ بہرحال یہ ہماری لائن کا کام نہیں ہے"۔۔۔ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جناب ۔۔۔ لیکن سر ۔۔۔ ایک درخواست ہے"۔۔۔ اچانک صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"درخواست ۔۔۔ کیسی درخواست"۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ یک لخت کرخت ہو گیا۔

"سر ۔۔۔ ابھی ابھی کیپٹن شکیل سے بھی بات ہو رہی تھی۔ اور باقی ممبران کا بھی یہی خیال ہے کہ آہستہ آہستہ سیکرٹ سروس بے کار ہوتی جا رہی ہے ۔۔۔ سارے کیس عمران اکیلا ہی نمٹا لیتا ہے۔ یا پھر اس کا اسسٹنٹ ٹائیگر ساتھ ہوتا ہے اس سے ممبروں میں بددلی سی پھیلتی جا رہی ہے ۔۔۔ اس لئے درخواست ہے کہ سیکرٹ سروس کو دوبارہ فعال ہونے کا موقع

دیا جائے"۔۔۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے آخر بات کہہ ہی دی۔

"مجھے پہلے بھی عمران نے رپورٹیں دی ہیں۔ کہ تم لوگوں نے اس سلسلے میں عمران سے بھی اکثر جھگڑا کیا ہے ۔۔۔ اور بعض مشنز کے دوران ممبرز کا رویہ انتہائی غلط تھا کہ انہوں نے عمران سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔۔۔ خاص طور پر جولیا نے اس سلسلے میں کئی بار احمقانہ باتیں کی ہیں۔ لیکن میں اس لئے خاموش رہا تھا کہ بعض کیسز کی صورت حال ایسی تھی کہ جس میں عمران کا تعاون حاصل کرنا ضروری تھا ۔۔۔ ورنہ حکم کے باوجود عدم تعاون غداری کے مترادف ہوتا ہے اور تم جانتے ہو کہ میرے نزدیک غداری کی کیا سزا ہوتی ہے"۔۔۔ ایکسٹو کے لہجے میں اس قدر غراہٹ عود کر آئی تھی کہ صفدر کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

"سر ۔۔۔ ہمارا مقصد عدم تعاون نہیں ۔۔۔ ہم صرف فعال ہونا چاہتے ہیں سر"۔۔۔ صفدر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"میرے نزدیک ملک کی سلامتی اور اس کے مفادات کا تحفظ تمہاری مخالفت یا بے کاری سے زیادہ اہم ہوتا ہے ۔۔۔ جس جگہ جس سے جو کام لینا ہوتا ہے۔ لے لیا جاتا ہے۔ یہ ٹھیک ہے گزشتہ دنوں کئی کیس ایسے سامنے آئے ہیں کہ جس میں اگر ساری سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آیا جاتا تو نتیجہ یہ ہوتا کہ جو مشن عمران چند روز میں پورا کر لیتا ہے اُسے کئی ہفتے لگ جاتے۔ اور

اور اس دوران ملک میں توڑ پھوڑ یا ملکی سلامتی کے تحفظ کا خدشہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اس لئے تمہیں حرکت میں نہیں لایا گیا ۔۔۔۔ اور میں نے صرف عمران سے ہی کام لے لیا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ سیکرٹ سروس ہمیشہ کے لئے بے کار ہو کر رہ گئی ہے ۔۔۔۔ تم لوگ انتظار کرو۔ کسی بھی وقت کوئی ایسا کیس سامنے آ سکتا ہے کہ اس کے بعد تم فرصت کے لمحات کو ترس جاؤ گے" ۔۔۔۔ ایکسٹو نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔۔ ویسے سر ۔۔۔۔ یہ بلیک ڈیتھ والا چکر بھی شاید کسی کیس کے سلسلہ میں ہو ۔۔۔۔ اور عمران اس کیس کو بالا بالا ہی نپٹا لینا چاہتا ہو" ۔۔۔۔ صفدر نے ایکسٹو کے نرم لہجے سے شہ پا کر کہا۔

"سوچ سمجھ کر بات کیا کرو صفدر ۔۔۔۔ میں ایسی احمقانہ باتیں برداشت نہیں کیا کرتا۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ عمران جس کیس پر کام کرتا ہے اس کا علم مجھے نہیں ہوتا ۔۔۔۔ اور وہ بالا ہی بالا سب کچھ کر لیتا ہے" ۔۔۔۔ ایکسٹو کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا۔

"معافی چاہتا ہوں جناب ۔۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا" صفدر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ واقعی اس سے حماقت ہو گئی تھی۔

"آئندہ محتاط رہنا" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اور صفدر نے رسیور رکھ کر پیشانی پر آنے والا پسینہ آستین

سے صاف کیا اور پھر پبلک بوتھ سے باہر آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ۔۔۔۔ خاصی لمبی بات ہو گئی تھی" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔۔ ابھی خاصی جھاڑ سننی پڑ گئی تھی" ۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ایکسٹو سے ساری گفتگو کی تفصیل کیپٹن شکیل کو سنا دی۔

"یہ اچھا ہوا کہ تم نے ایکسٹو کے کان میں بات ڈال دی۔ اب وہ یقیناً ہم سے کام لے گا" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اب کیا پروگرام ہے؟" ۔۔۔۔ صفدر نے کار کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پروگرام کیا ہونا ہے ۔۔۔۔ کہیں چل کر تفریح کرتے ہیں" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"عمران کے فلیٹ پر نہ چلا جائے ذرا اُسے ٹٹولیں کہ یہ بلیک ڈیتھ والا کیا چکر ہے" ۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"اس میں بھی کوئی حرج نہیں ۔۔۔۔ ویسے تمہارے ذہن میں بلیک ڈیتھ چپک سی گئی ہے ۔۔۔۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ عمران سے ملنا بھی تو تفریح میں ہی شامل ہے" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ کنگ روڈ پر پہنچ گیا اور اس نے کار عمران کے فلیٹ کے سامنے روک دی ۔ اور پھر کار سے اتر کر وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے ۔ اور صفدر نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا ۔ اور سلیمان دروازے پر کھڑا نظر آیا۔

"اوہ صفدر صاحب ـــــ آپ" ـــــ سلیمان نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

سلیمان عمران کے ساتھیوں میں سے صرف صفدر اور کیپٹن شکیل کا ہی احترام کرتا تھا ـــــ کیوں کہ وہ دونوں ہر وقت سنجیدہ رہتے تھے۔

"عمران ہے اندر" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا:

"جی ہاں ـــــ بیٹھے رو رہے ہیں" ـــــ سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گیا۔

"رو رہے ہیں ـــــ کیا مطلب" ـــــ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ کیپٹن شکیل نے بھی حیرت سے آنکھیں جھپکائی تھیں۔

"آپ خود ہی مطلب پوچھ لیجئے ـــــ مجھ سے تو گزشتہ ایک ہفتے سے بول چال ہی بند ہے" ـــــ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔ اور دروازہ بند کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا باورچی خانے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران اور اس کی جوڑی بھی خوب ہے ـــــ نہلے پر دہلا ہیں دونوں" ـــــ کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔ صفدر نے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا اور دونوں ڈرائنگ روم کی طرف بڑھ گئے ـــــ دوسرے لمحے وہ دروازے پر ہی ٹھٹھک کر رک گئے ۔ کیوں کہ ڈرائنگ روم کے صوفے پر بیٹھا عمران واقعی کسی نئی بیوہ ہونے والی عورت کی طرح ہچکیاں لے لے کر رو رہا تھا۔

"کیا ہوا عمران صاحب ـــــ کیا کوئی محبوبہ فوت ہو گئی ہے" ـــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ بھگوڑے بھائی تم ـــــ ارے غضب ہو گیا۔ میں لٹ گیا ـــــ تباہ ہو گیا ـــــ برباد ہو گیا ـــــ ارے بھگوڑے بھائی ـــــ بس کچھ نہ پوچھو ـــــ مجھے جی بھر کر رونے دو" ـــــ عمران نے آنسو بہاتی ہوئی آنکھیں اٹھاتے ہوئے انتہائی گلوگیر لہجے میں کہا۔ اور ایک بار پھر زور زور سے رونا شروع کر دیا۔

"میرا خیال ہے رونا بھی صحت کے لئے مفید ہوتا ہے ۔ میں نے حال ہی میں کسی کتاب میں پڑھا تھا ـــــ اس سے دل میں گداز بھی پیدا ہوتا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گداز ـــــ ارے باپ رے ـــــ دل میں گداز پیدا ہو گیا تو دل تو کھودا جائے گا ـــــ پھر اس میں گھاس پھونس اگ آئے گی ۔ اور گھاس میں سانپ رینگنے لگیں گے ـــــ زہریلے سانپ ـــــ ارے غضب ہو گیا ـــــ سانپ تو کاٹتے بھی ہیں"

عمران نے یک لخت رونا موقوف کرتے ہوئے سہمے ہوئے لہجے میں کہا ——— اس کی آنکھوں سے بہتے ہوئے آنسو تیزی سے خشک ہو گئے تھے۔

"آخر اس قسم کی حرکتیں کرنے سے آپ کو کیا ملتا ہے؟" صفدر نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے قدرے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"سلیمان نے میرے رونے کی آواز سن لی ہے؟" عمران نے آگے بڑھ کر بڑے سرگوشیانہ لہجے میں صفدر سے پوچھا ———

"اُسی نے تو ہمیں بتایا ہے کہ صاحب بیٹھے رو رہے ہیں اور میری بول چال ایک ہفتے سے بند ہے" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اور اس کے باوجود وہ مجھ سے ہمدردی کرنے نہیں آیا۔ غضب خدا کا ——— آج کل ملازموں کا خون بھی سفید ہو گیا ہے بالکل سفید" ——— عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"ملازموں کا خون سفید نہیں ہوا بلکہ مالکوں کے اندر خون ہی نہیں رہا ——— پہلے مالک ہوتے تھے جو ملازموں کی خوشنودی کی خاطر اپنا خون بہانے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ اور آج کل کے مالک بس ٹسوے بہانا ہی جانتے ہیں" اُسی لمحے سلیمان کی آواز دروازے سے سنائی دی، وہ ٹرالی

دھکیلتا ہوا اندر آ رہا تھا۔

"اچھا ——— تو میں ٹسوے بہا رہا ہوں۔ بس یہی مجھ سے زندگی میں سب سے بڑی غلطی ہوئی ہے ——— کہ ایک عالم فاضل بلکہ منشی فاضل قسم کا باورچی رکھ لیا ہے" ——— عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"صفدر صاحب ——— ان سے کہہ دیں، مجھ سے بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہماری بول چال بند ہے" سلیمان نے صفدر سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی چائے کی دو پیالیاں بنا کر صفدر اور کیپٹن شکیل کے سامنے رکھ دیں ——— عمران کو اس نے جان بوجھ کر نظر انداز کر دیا تھا۔

"عمران کے لئے چائے نہیں بنائی" ——— کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ساری جناب ——— میں آپ کی عزت اپنی ذاتی جیب سے کر رہا ہوں ——— میری ذاتی جیب مفت خوروں کے لئے نہیں ہے تب ——— سلیمان نے بڑا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سلیمان ڈیئر ——— ارے ظالم کب تک مجھ سے ناراض ہو گے ——— دیکھو تمہارے ہجر میں میرا رو رو کر کیا حال ہو گیا ہے۔ تم کب سے اتنے کٹھور ہو گئے ہو" ——— عمران نے اچانک ٹھیٹھ عاشقانہ لہجے میں کہا۔

"جب تک آپ ان کالے حبشیوں کو مجھ پر فوقیت دیتے رہیں

گئے "۔۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔ اس جھگڑے کا پس منظر اب اس کی سمجھ میں آیا تھا۔

"توبہ توبہ ۔۔۔۔ کالے حبشیوں کو تم پر فوقیت ۔۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم میرے پیارے سلیمان ہو۔ اور وہ تو ہیں کالے ان سے تمہارا کیا مقابلہ "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔۔ اسی لئے میں سارا دن باورچی خانے میں گھسا اپنا دل جلاتا رہتا ہوں۔ اور وہ دونوں دانا ہاؤس میں پڑے شرابیں پی پی کر اینٹھتے رہتے ہیں "۔۔۔۔ سلیمان نے کہا۔

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے سلیمان ۔۔۔۔ آج کل وہ اینٹھتے نہیں پڑے رہتے، بلکہ غنڈوں سے لڑتے پھر رہے ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے دس بارہ آدمی مار ڈالے ہیں۔ دو کاریں تباہ کر دی ہیں "۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اچھا ۔۔۔۔ واہ ۔۔۔۔ آپ کے منہ میں گھی شکر ۔۔۔۔ اب وہ ضرور پھانسی چڑھیں گے۔ خس کم جہاں پاک۔ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا "۔۔۔۔ سلیمان نے اچانک خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور جلدی سے ایک چائے کی پیالی بنا کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

"صاحب ۔۔۔۔ غلطی معاف ۔۔۔۔ آپ نے اچھا کیا کہ انہیں

پھانسی پر چڑھانے کا سامان کر دیا۔ میں تو باورچی خانے میں ہی بھلا "۔۔۔۔ سلیمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹھرالی دھکیلتا تیزی سے باہر نکل گیا ۔۔۔۔ اُس کے چہرے پر مسرت جیسے آبشار کی طرح بہہ رہی تھی۔

"یہ کیا چکر چلا دیا ہے تم نے ۔۔۔۔ کیسے مار دیا ہے ان کالے بھتنوں نے "۔۔۔۔ عمران نے سلیمان کے جانے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"اب ہمارے سامنے بننے کی ضرورت نہیں ہے عمران صاحب ہم تو خود آپ سے ہی پوچھنے آئے ہیں کہ یہ بلیک ڈیتھ کا کیا چکر ہے "۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلیک ڈیتھ ۔۔۔۔ اوہ ۔۔۔۔ تو کیا واقعی وہ دونوں بلیک ڈیتھ بن گئے ہیں۔ ارے میں نے تو سوچا تھا چلو یہ دونوں کام کاج کچھ نہیں کرتے ۔۔۔۔ ان کے قد و قامت سے ہی فائدہ اٹھایا جائے ۔۔۔۔ کچھ دہشت ڈالی جائے ۔۔۔۔ کچھ آمدنی کا ذریعہ بنے ۔۔۔۔ لیکن یہ کاریں تباہ کرنا اور آدمی مارنے کا کیا چکر ہے "۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے تفصیل بتا دی۔

"اچھا ۔۔۔۔ تو یہ بات ہے ۔۔۔۔ تم نے مجھے ڈرا ہی دیا تھا۔ آج کل میں چھٹی پر ہوں۔ اس لئے میری جگہ وہ میرے دوست سوپر فیاض کا انتقام شائی لاک سے لیتے پھر رہے ہیں "۔ عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے ہاں ۔۔۔ جولیا نے مجھے بتایا تھا کہ شاگی لاک نے سوپر فیاض پر حملہ کیا تھا ۔۔۔ کیا چکر تھا" ۔۔۔ صفدر نے چائے کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"سوپر فیاض شاگی لاک کی محبوبہ لے اڑا تھا۔ اور تم جانتے ہو کہ شاگی لاک سب کچھ برداشت کر سکتا ہے بے وفائی برداشت نہیں کر سکتا" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"بے وفائی کی تو اس کی محبوبہ نے ۔۔۔ اور گولی اس نے ماردی سوپر فیاض کو ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔ تم اتنا بھی نہیں جانتے۔ کہ عورتوں پر ہاتھ اٹھانا مردوں کا شیوہ نہیں ہوتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون زوردار آواز سے بج اٹھا۔ اور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ۔۔۔ تاجران جلدی چونا ۔۔۔ عمران ۔۔۔ صفدر۔ اور شکیل سپیکنگ" ۔۔۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"عمران ۔۔۔ فوراً میرے پاس کوٹھی پہنچو ۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی" ۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

"سوری جناب ۔۔۔ جلدی کا سٹاک ختم ہو گیا ہے۔ اور چونا بغیر جلدی کے بے کار ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن دوسری طرف سے رسیور رکھا جا چکا

تھا۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا" ۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔ وہ چونکہ فاصلے پر تھے اس لئے وہ سر سلطان کی آواز نہ سن سکے تھے۔

"یار ۔۔۔ ایک کام کرو گے ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ دیکھو انکار نہ کرنا" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"انکار کا کیا مطلب ۔۔۔ آپ کام بتائیں" ۔۔۔ صفدر نے اُسے اس طرح سنجیدہ ہوتے دیکھ کر پوچھا۔

"اپنی زبان ناک کی نوک سے لگا کر دکھاؤ" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی" ۔۔۔ صفدر نے جھلاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تم لگاؤ تو سہی ۔۔۔ ابھی بات بھی بتاتا ہوں"

عمران اُسی طرح سنجیدہ تھا۔

"بس بس ۔۔۔ احمق بننے کے لئے ہم ہی رہ گئے ہیں"

صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ انکار نہیں ہوگا پھر" ۔۔۔ عمران نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"اب آپ نے کام ہی ایسا بتایا ہے" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"صفدر صاحب ۔۔۔ میرا خیال ہے عمران صاحب اب ہمیں یہاں سے بھگانا چاہتے ہیں ۔۔۔ فون پہ کسی نے بلایا ہو

گا"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ۔۔۔۔ اسے کہتے ہیں عقل مندی۔ کمال ہے اللہ تعالیٰ نے کیا دماغ دیا ہے۔۔۔۔ یار تم نے حل کیا کر دیا۔ ٹی۔ وی کے انعام دینے والے پروگراموں میں شرکت کیا کرو۔ خواہ مخواہ معمولی سی تنخواہ کے لئے ادھر ادھر دوڑتے پھر رہے ہو۔ لمبی کمائی ہو گی"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ اور عمران نے فون کو گھورتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔۔ تاجران چونا بلدی۔۔۔۔ عمران۔۔۔۔ صفدر اور شکیل سپیکنگ"۔۔۔۔ عمران نے اس بار بلدی چونے کو بدل کر چونا بلدی کر دیا تھا۔

"اٹ از ایکسٹو۔۔۔۔ صفدر کو رسیور دو"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ارے۔۔۔۔ یہ کہاں سے ٹپک پڑا۔۔۔۔ کوئی بڑا ہی نجومی لگتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے یوں مائیک پر ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ جیسے اُسے خطرہ ہو کہ مائیک سے کوئی سانپ باہر نکل آئے گا۔ اور رسیور صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہارا باس۔۔۔۔ میرا مطلب ہے تمہارا باپ ہونا۔ خواہ مخواہ اور کوئی مصیبت ڈال دے گا"۔۔۔۔ عمران نے اُسی طرح مائیک پر ہاتھ رکھے ہوئے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔ اور صفدر نے مسکراتے ہوئے رسیور اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔

"یس سر۔۔۔۔ صفدر بول رہا ہوں"۔۔۔۔ صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صفدر۔۔۔۔ تم اور کیپٹن شکیل دونوں چیرنگ کراس کے پہلے چوک پر پہنچو۔۔۔۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں۔ وہاں سے سرخ رنگ کی جدید ماڈل کی ایک کار گزرے گی۔ جس کی چھت کا رنگ سفید ہو گا۔۔۔۔ تم نے اس کا انتہائی ہوشیاری سے تعاقب کرنا ہے۔ اور پھر مجھے رپورٹ دو۔ کہ یہ کار کہاں جاتی ہے۔ سمجھے"۔۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

"یس باس۔۔۔۔ لیکن کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے"۔ صفدر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"شاید"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور صفدر نے رسیور کریڈل پر رکھا۔ اور کیپٹن شکیل کو اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ارے ارے۔۔۔۔ وہ میرا کام۔۔۔۔ وہ ناک کی نوک اور وہ زبان"۔۔۔۔ عمران نے بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

"ایسے کام تم ہی کر سکتے ہو۔۔۔۔ ہم فالتو نہیں ہیں۔ آؤ شکیل"۔۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔ جب دروازہ بند ہونے کی آواز عمران کے کانوں میں پہنچی تو عمران نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کئے۔

"ایکسٹو" ——— دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"یہ کس کار کا تعاقب کیا جا رہا ہے جناب بلیک زیرو صاحب" عمران نے کہا۔

"اوہ ——— عمران صاحب ——— دراصل سر سلطان نے مجھے فون کیا تھا کہ وہ عمران سے فوری ملنا چاہتے ہیں۔ لیکن عمران کے فلیٹ میں صفدر اور کیپٹن شکیل موجود ہیں ——— اس لئے شاید عمران کو آنے میں دیر ہو جائے۔ تم ان دونوں کو چلتا کر کے عمران کو میرے پاس بھیج دو ——— چنانچہ میں نے فون کر کے ان کو ایک خواہ مخواہ کا کام بتا دیا۔ اب یہ کھڑے انتظار کرتے رہیں گے سرخ کار کا" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اور اگر وہاں سے ایسی کوئی کار گزر ہی گئی تو ——— اور اسے چلا بھی کوئی محترمہ رہی ہو تو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا ——— آپ کا رشتہ بھجوا دوں گا" بلیک زیرو نے کہا۔

"رشتہ ——— واہ ——— رشتہ مجھ سے زیادہ عزیز ہے تمہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رشتہ وہاں پہنچ جائے اور میں یہاں بیٹھا سلیمان کے نخرے سہتا رہوں۔ تم مجھے ہی بھجوا دینا" عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا ——— فی الحال تو آپ سر سلطان کے پاس پہنچیں۔ وہ بید بے تاب نظر آتے ہیں ——— اور شاید وہاں ان کے پاس کوئی اور غیر متعلق صاحب بھی موجود ہیں" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مگر ان کی صاحب زادی کی شادی تو ہو گئی۔ اب میں وہاں جا کر کیا کروں گا ——— ہاں البتہ وہ غیر متعلق صاحب کوئی رشتہ لے کر آئے ہوں تو اور بات ہے" ——— عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے اپنی کسی ملازمہ کی شادی کا فیصلہ کر لیا ہو" ——— بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے ——— آہستہ بولو ——— سلیمان نے سن لیا تو ایک بار پھر ناراض ہو جائے گا۔ پہلے بڑی مشکل سے بول چال شروع ہوئی ہے" ——— عمران نے کہا اور پھر بلیک زیرو کی بات سنے بغیر اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا ——— سر سلطان کی بے تابی واقعی غیر معمولی تھی۔ ورنہ وہ اتنے چکر میں کبھی نہیں پڑتے کہ بلیک زیرو کو فون کر کے ممبرز کو وہاں سے ہٹواتے اس کا مطلب تھا کہ کوئی ایمرجنسی پیدا ہو چکی ہے ——— اور ظاہر ہے ایمرجنسی پیدا ہونے کے بعد اس کی پرورش کی ذمہ داری تو عمران کے ہی ذمہ تھی۔ چنانچہ اب وہ جلد از جلد سر سلطان تک پہنچنا چاہتا تھا۔

کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی دوسری منزل سے اتر کر نیچے ہال میں پہنچے اور پھر سیدھے ٹیلی فون ایکس چینج والے کمرے کی طرف بڑھ گئے ــــــ دروازے پر ایک باوردی دربان بیٹھا ہوا تھا۔ اور دروازے کے اوپر واضح الفاظ میں داخلہ ممنوع ہے کا بورڈ بھی نصب تھا۔

"دروازہ کھولو ــــــ پولیس"ــــــ کرنل شریف نے کرخت لہجے میں دربان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دربان پولیس کا لفظ سنتے ہی بوکھلا کر نہ صرف کھڑا ہو گیا بلکہ اس نے پھرتی سے دروازہ بھی کھول دیا ــــــ کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کے اندر دو سو لائنوں کا ایک ایکس چینج موجود تھا ــــــ اور وہاں صرف دو آدمی تھے۔ ایک مشین کو آپریٹ کر رہا تھا جب کہ دوسرا ایک طرف میز

کرسی بچھائے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ شاید سپروائزر تھا۔ ان دونوں کو یوں اندر آتے دیکھ کر سپروائزر حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔

"کرنل شریف فرام سیکرٹ سروس"ــــــ کرنل شریف نے سپروائزر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ ــــــ یس سر ــــــ حکم فرمائیے!"ــــــ سپروائزر سیکرٹ سروس کا سنتے ہی بوکھلا گیا۔

"رات کو یہاں ڈیوٹی پہ کون تھا"ــــــ کرنل شریف نے پوچھا۔

"آصف ہی تھا جناب ــــــ بس اب اس کی ڈیوٹی ختم ہی ہونے والی ہے ــــــ کیوں جناب ــــــ کیا کوئی شکایت ہے جناب"ــــــ سپروائزر نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ــــــ بس کچھ معلومات چاہئیں"ــــــ کرنل شریف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سپروائزر کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔

"آصف"ــــــ سپروائزر نے مشین سے الجھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور خود قدم بڑھاتا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"یس سر"ــــــ نوجوان نے چونک کر مڑتے ہوئے پوچھا۔

"یہ سیکرٹ سروس کے کرنل شریف ہیں۔ تم سے کچھ معلومات چاہتے ہیں ــــــ میں تمہارا کام سنبھال لیتا ہوں تم ان سے

"مکمل تعاون کریں" ۔۔۔ سپروائزر نے کہا۔

اور آصف نے سر پہ چڑھا ہوا ہیڈ فون اتار کر سپروائزر کے حوالے کیا اور کرسی سے اٹھ گیا ۔۔۔ اس کی جگہ سپروائزر نے سنبھال لی۔

"یس سر ۔۔۔ فرمایئے ۔۔۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔ آصف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صبح منہ اندھیرے کمرہ نمبر پچیس کی دوسری منزل کے مسٹر ڈیوڈ نے کال کی تھی۔ کیا تمہیں یاد ہے" ۔۔۔ کرنل شریف نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ پولیس کا ایک آدمی بھی یہی کال چیک کرنے یہاں آیا تھا۔ میں نے اسے وہ کال سنوا دی تھی"۔ آصف نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ کال کس نمبر پہ کی گئی تھی۔ ہمیں وہ نمبر چاہیئے ۔۔۔ اور سنو ۔۔۔ انکار مت کرنا۔ ہمیں معلوم ہے کہ وہ ڈائرکٹ کال تھی۔ لیکن ہمیں وہ نمبر چاہیئے۔ یہ اہم مسئلہ ہے ملکی سلامتی کا" ۔۔۔ کرنل شریف نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ آپ سپروائزر صاحب سے پوچھ لیں۔ ڈائرکٹ کال ہم صرف سن سکتے ہیں اس کے علاوہ ہمیں اور کچھ علم نہیں ہو سکتا ۔۔۔ آٹومیٹک لائن پہ کال ملتی ہے۔ تو

ہمیں نمبر کا علم نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ آصف نے جواب دیا۔

"کوئی صورت اس نمبر کو ٹریس کرنے کی" ۔۔۔ کرنل شریف نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری سر ۔۔۔ اگر کوئی ہوتی تو یقیناً میں آپ کو بتا دیتا"۔ آصف نے جواب دیا۔ اور کرنل شریف اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"او۔ کے ۔۔۔ ٹھیک ہے" ۔۔۔ کرنل شریف نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تھینک یو کہہ کر بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

ٹیلی فون ایکسچینج والے کمرے سے نکل کر وہ جیسے ہی ہال میں پہنچے۔ اچانک وہی ویٹر جو دوسری منزل پہ ان سے ٹکرایا تھا۔ انہیں دیکھتے ہی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

"جناب ۔۔۔ مسٹر ڈیوڈ عقبی دروازے سے نکل گئے ہیں۔ ان کا انداز انتہائی مشکوک تھا۔ میں نے سوچا کہ آپ کو بتا دوں"۔ ویٹر نے قریب آتے ہوئے کہا۔

اور کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی یوں آنکھیں پھاڑ کر ویٹر کو دیکھنے لگے جیسے اس کے سر پہ سینگ نکل آئے ہوں۔

"کیا بک رہے ہو ۔۔۔ وہ تو مر چکا ہے۔ ہم اس کی لاش کمرے میں چھوڑ آئے ہیں" ۔۔۔ کرنل شریف نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مر چکا ہے ۔۔۔ نہیں جناب ۔۔۔ آپ کے جانے کے

کچھ دیر بعد مسٹر ڈیوڈ باہر نکلے ۔ میں اس وقت ڈیوٹی روم کی کھڑکی میں تھا ـــــ انہوں نے مجھے نہیں دیکھا اور پھر وہ لفٹ کی طرف بڑھنے کی بجائے فائر گیٹ کی طرف بڑھتے گئے ـــــ انہیں اس طرف جاتا دیکھ کر میں حیران ہو گیا ۔ اور میں نے سوچا کہ انہیں ادھر جانے سے روک دوں ـــــ لیکن میرے ڈیوٹی روم سے نکلنے تک وہ فائر گیٹ کھول کر دوسری طرف موجود سیڑھیاں اتر رہے تھے ـــــ جب میں ان سیڑھیوں پر پہنچا وہ ایک ٹیکسی پر بیٹھ رہے تھے ۔ ان کے اس طرح جانے پر میں حیران ہو کر واپس ان کے کمرے میں آیا تو ان کا تمام سامان ویسے ہی پڑا ہوا تھا ۔ ویٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا ۔

اور کرنل شریف اور کیپٹن تمیزی کو یوں محسوس ہو رہا تھا ۔ جیسے بھرے چوک میں ان کے سروں پر جوتوں کی بارش ہو رہی ہو ـــــ وہ سیکرٹ سروس کے چیف اور ڈپٹی چیف بنے پھرتے تھے اور ان کا حال یہ تھا کہ مجرم اتنی آسانی سے انہیں مرنے کا دھوکہ دے کر فرار ہو گیا ۔

" اس کے ہاتھ میں کچھ تھا " ـــــ کیپٹن تمیزی نے پوچھا ۔

" جی ہاں ـــــ ایک بنڈل سا تھا ۔ جیسے اس میں بہت سے کاغذ ہوں ۔ اس کا اوپر کا اخبار قدرے پھٹا ہوا تھا " ـــــ ویٹر نے جواب دیا ۔

" کیپٹن ـــــ تم نے صرف اوپر والا کاغذ دیکھا تھا ۔ یا سارا بنڈل کھولا تھا " ـــــ کرنل شریف نے اچانک ایک

خیال آتے ہی مڑ کر تمیزی سے پوچھا ۔

" صرف اوپر والا کاغذ ہی دیکھا تھا " ـــــ کیپٹن تمیزی نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا ۔

" اوہ ـــــ غضب ہو گیا ـــــ اہم کلیو ہاتھ سے نکل گیا دیری بیڈ " ـــــ کرنل شریف کا چہرہ غصے اور جھنجھلاہٹ سے سیاہ پڑ گیا ۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ اپنی اور کیپٹن تمیزی دونوں کی بوٹیاں اپنے ہی ہاتھوں نوچ ڈالے ۔

" جناب ـــــ ڈیوڈ صاحب کوئی بہت بڑے مجرم تھے " ویٹر نے جو ان دونوں کی بگڑی ہوئی شکلیں غور سے دیکھ رہا تھا بول پڑا ۔

" اوہ ـــــ ہاں ـــــ بہت بڑا ـــــ یہ تباہیاں جو ملک پر نازل ہو رہی ہیں یہ اسی گروہ کا مجرم تھا " ـــــ کرنل شریف نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا ۔

" جناب ـــــ میں ایک فون نمبر آپ کو بتا سکتا ہوں ۔ ڈیوڈ صاحب اکثر اس نمبر پر فون کر کے نا سمجھ میں آنے والی باتیں کرتے رہتے تھے ـــــ شاید یہ نمبر آپ کے کام آجائے " ویٹر نے کہا ۔

" اوہ اچھا ـــــ جلدی بتاؤ " ـــــ کرنل شریف نے چونکتے ہوئے کہا ۔

" تھری سکس تھری سکس ـــــ میں نے اتفاق سے چیک کر لیا تھا جناب " ـــــ ویٹر نے وضاحت کرتے ہوئے

کہا۔ مگر کرنل شریف اس کی باقی بات سنے بغیر تیزی سے کاؤنٹر کی طرف دوڑتا گیا ـــــ اس نے کاؤنٹر پر پڑا ہوا فون جلدی سے اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ـــــ کاؤنٹر مین حیرت سے کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔ اتنی دیر میں کیپٹن تمیزی اور ویٹر بھی کاؤنٹر کے پاس پہنچ گئے۔

"ہیلو انکوائری ـــــ میں کرنل شریف چیف آف سیکرٹ سروس بول رہا ہوں" ـــــ کرنل شریف نے باقاعدہ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــــ حکم فرمایئے سر" ـــــ دوسری طرف سے آپریٹر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"فون نمبر تھری سکس تھری سکس کی لوکیشن بتاؤ۔ جلدی" کرنل شریف نے کہا۔

"ایک منٹ سر" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جواب ملا۔

"سر ـــــ فون نمبر تھری سکس تھری سکس پٹھان آباد کی کوٹھی نمبر بارہ کا ہے ـــــ ڈاکٹر سبطین احمد کے نام پر جناب" انکوائری آپریٹر نے جواب دیا۔

"او۔ کے" ـــــ کرنل شریف نے جواب دیا۔ اور رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑا۔

"آؤ کیپٹن ـــــ اوہ تھینک یو ویٹر ـــــ تھینک یو" کرنل شریف نے مڑتے ہوئے پہلے کیپٹن تمیزی سے کہا اور

پھر ویٹر پہ نظر پڑتے ہی اس نے اس کا شکریہ بھی ادا کیا۔

ہوٹل کے مین گیٹ سے نکل کر وہ جلدی سے کار تک پہنچے۔ ڈرائیونگ سیٹ کرنل شریف نے سنبھال لی ـــــ کیپٹن تمیزی ساتھ والی سیٹ پہ براجمان ہوگیا۔

کرنل شریف نے کار اسٹارٹ کی اور اُسے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر لے آیا ـــــ سڑک پہ کار دوڑاتے ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا ـــــ ڈیش بورڈ کے ایک خانے میں سے سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"یس ـــــ ایس۔ ایس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ اوور" چند لمحوں بعد ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل شریف سپیکنگ ـــــ کتنے ممبرز ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں اوور" ـــــ کرنل شریف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سارے ممبرز موجود ہیں سوائے ارشد حسین کے اوور" دوسری طرف سے جواب ملا۔

"او۔ کے ـــــ ان سب کو فوراً پٹھان آباد کی کوٹھی نمبر بارہ پہ بھیج دو۔ سب کو پوری طرح چوکنا اور مسلح ہونا چاہیئے۔ اس کوٹھی پہ ریڈ کرنا ہے ـــــ میں اور کیپٹن تمیزی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ جلدی۔ اوور اینڈ آل" ـــــ کرنل شریف نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

"کیا آپ اس کوٹھی پہ باوردی ریڈ کرنا چاہتے ہیں" ـــــ کیپٹن تمیزی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ـــــ اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔ مجرموں کی تباہ کاریاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور ہم صرف دوڑتے پھر رہے ہیں" ـــــ کرنل شریف نے کہا۔

"لیکن اس طرح تو مجرم ہوشیار ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے یہ کوئی بہت بڑا سنڈیکیٹ ہوگا کہ پوری ٹیم گرفتار ہو جائے ـــــ ہمیں ان کی خفیہ نگرانی کرنی چاہیئے تھی" ـــــ کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہونا تو ایسا ہی چاہیئے کیپٹن ـــــ لیکن اب نگرانی کا وقت نہیں رہا۔ میں اعلیٰ حکام کو مطمئن کرنے کے لئے فوری طور پر ایک بڑا ایکشن سامنے لانا چاہتا ہوں تاکہ وہ کسی حد تک مطمئن ہو جائیں۔ کہ ہم واقعی کام کر رہے ہیں ـــــ ورنہ مجھے خطرہ ہے کہ اگر یہی صورتحال رہی تو اعلیٰ حکام شاید کسی اور ملک کی سیکرٹ سروس کی امداد طلب کر لیں گے ـــــ اور ہمارا تمام کریڈٹ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا" ـــــ کرنل شریف نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ واقعی ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ ویسے سر ـــــ اگر کوئی اور سیکرٹ سروس آ گئی تو پھر؟" ـــــ کیپٹن تمیزی نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد پوچھا۔

"تو پھر اُسے بھی ناکامی کا منہ دیکھنا ہوگا۔ ہم خفیہ طور پر ان کی مخالفت کریں گے ـــــ کیوں کہ ان کی کامیابی ہمیں ہمیشہ کے لئے نکو بنا دے گی" ـــــ کرنل شریف نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ ایسا ہی ہونا چاہیئے" کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے بعد کار میں خاموشی چھا گئی۔ شاید دونوں ہی اپنے اپنے خیالات میں گمن ہو گئے تھے۔

گہرے سرخ رنگ کی اینٹوں سے بنی ہوئی شان دا
عمارت اس وقت یوں روشن ہو رہی تھی جیسے وہاں کوئی بہت بڑ
فنکشن ہو رہا ہو ـــــ چاروں طرف سرچ لائٹیں لگائی گئی تھیں اد
عمارت کے کمپاؤنڈ کا چپہ چپہ تیز روشنی میں جگمگا رہا تھا۔ عمارت کے
اندرونی ہال میں ترتیب سے کرسیاں بچھی ہوئی تھیں اور سامنے
سٹیج بنایا گیا تھا ـــــ یہ عمارت کافرستان کی سب سے بااثر سیاسی
پارٹی بی۔ ایل پارٹی کا ہیڈ کوارٹر تھا ـــــ اور آج اس عمارت
میں پورے کافرستان میں پھیلے ہوئے بی۔ ایل کے حلقہ چیئرمینوں کا
ایک اجلاس منعقد کیا جا رہا تھا ـــــ یہ اجلاس ملکی صورت حال پر
غور کرنے کے لئے پارٹی کے صدر جناب رشید الرحمن اور جنرل
سیکرٹری مسیح الدین نے طلب کیا تھا ـــــ اس اجلاس کو
مجرموں کی زد سے بچانے کے لئے خصوصی انتظامات کیے گئے تھے

راہی انتظامات کے طور پر عمارت کے گرد انتہائی طاقت ور سرچ
ٹیں نصب کی گئی تھیں ـــــ اور مسلح پارٹی ورکر عمارت کے اندر
پہرے پر بڑے چوکنا انداز میں موجود تھے۔ عمارت کے باہر
یس کا خصوصی دستہ پہرے پر موجود تھا ـــــ ان کے ساتھ
رٹی ورکر بھی موجود تھے۔ سب پارٹی ورکرز کے پاس جدید ترین
لحہ تھا جس کے لئے حکومت نے خصوصی پرمٹ جاری کرائے
لئے تھے ـــــ چوں کہ بی۔ ایل پارٹی کا حکومت پر بے پناہ اثر تھا۔
ں لئے پرمٹ جاری کرائے جانے میں انہیں کوئی مشکل پیش
ز آئی تھی ـــــ ایک طرف پارکنگ بنائی گئی تھی۔ جہاں اس
سم کے خصوصی انتظامات کیے گئے تھے۔ وہاں پولیس کا ایک
ایسا خصوصی دستہ تعینات کیا گیا تھا جسے اینٹی بم اسکواڈ کہا جاتا
تھا ـــــ اس دستے کے پاس ایسے جدید ترین آلات تھے جو کسی
بھی قسم کے بم کو چیک کرنے اور پھر اسے فوری طور پر ناکارہ کر
سکتے تھے ـــــ ہر حلقہ چیئرمین کو ایسے خصوصی کارڈ جاری کیے
گئے تھے جن کی نقل تیار نہ کی جا سکتی تھی۔ اس کے علاوہ خصوصی کوڈ
بھی مخصوص کیے گئے تھے جو حلقہ چیئرمین کو ذاتی طور پر بتائے گئے
تھے ـــــ اور جن سے کسی غیر آدمی کا واقف ہو جانا ناممکن تھا۔
کمپاؤنڈ گیٹ پر پارٹی کے اعلیٰ عہدے دار خود موجود تھے۔ جو ہر
آنے والے چیئرمین سے خصوصی کوڈ پوچھ کر اور کارڈ چیک کر کے
اُسے اندر جانے کی اجازت دیتے تھے ـــــ اس دوران ان کی
کار کا تفصیلی چیک اپ کیا جاتا تھا۔ اور اس کے بعد کار کو اندر

پارکنگ میں جانے کی اجازت ملتی تھی۔ کمپاؤنڈ گیٹ کے بعد جب آنے والے اندرونی ہال کے دروازے پر پہنچتے تو وہاں صدر رشید الرحمٰن اور سیکرٹری جنرل مسیح الدین بذاتِ خود موجود تھے جو ایک بار اس بات کی تسلی کرتے تھے کہ آنے والا واقعی ان کی پارٹی کا حلقہ چیئرمین ہے۔

اس قدر خصوصی انتظامات کے بعد سب اپنی اپنی جگہ پوری طرح مطمئن تھے کہ مجرم اس اجلاس کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہ کر سکیں گے ——— اس کے باوجود ڈپٹی پریذیڈنٹ کی یہ ڈیوٹی تھی کہ وہ پوری عمارت میں گھوم کر سب ورکرز کو باقاعدگی سے چیک کرتا رہے کہ وہ پوری طرح چوکنا ہیں یا نہیں۔

عمارت سے دو سو گز دور ایک تنگ سی گلی میں واقع ایک بڑے سے مکان کے اندر دس افراد موجود تھے ——— وہ ایک ایک کر کے اس مکان میں داخل ہوئے تھے۔ ان سب نے عام سے سوٹ پہن رکھے تھے ——— اور وہ سب شکل و صورت سے بھاشانہ کے تاجر طبقے سے تعلق رکھنے والے لگتے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں بریف کیس تھے ——— اور وہ اس عمارت کے بڑے کمپاؤنڈ میں خاموش کھڑے تھے۔ ان سب کی نظریں مکان کے دروازے پر لگی ہوئی تھیں ——— تھوڑی دیر بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک طویل القامت اور سڈول جسم کا مالک غیر ملکی اندر داخل ہوا ——— اس نے سیاہ رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اس کی بڑی بڑی مونچھوں نے اس کے چہرے

کو اور زیادہ کرخت بنا دیا تھا۔ اس غیر ملکی کے اندر آتے ہی کمپاؤنڈ میں موجود دسوں افراد چوکنے ہو گئے۔ ان کے اندر مستعدی کی لہر سی دوڑ گئی۔

"سب انتظامات مکمل ہیں" ——— غیر ملکی نے ان کے قریب پہنچ کر کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— ہم کام کے لئے تیار ہیں صرف سگنل کا انتظار ہے" ——— ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"سنو ——— انتظامات انتہائی سخت ہیں۔ ہمیں ایسے انداز میں کام کرنا ہو گا کہ ہمارا کوئی آدمی پکڑا بھی نہ جائے اور پوری عمارت بھسم ہو کر رہ جائے۔ یہ ہماری بہت بڑی کامیابی ہو گی ——— کیونکہ یہی ایک ایسی پارٹی ہے جو ہمارے مشن کے خلاف کام کر رہی ہے۔ اور یہ ان کی بدقسمتی کی انتہا ہے کہ انہوں نے پوری پارٹی کے حلقہ چیئرمینوں کا اجلاس بلا لیا ہے ——— آج کی کارروائی کے بعد پوری پارٹی کا نام و نشان ختم ہو کر رہ جائے گا" ——— باس نے سرد لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ——— ایف۔ڈی ایکشن گروپ کے لئے یہ انتظامات انتہائی احمقانہ ہیں۔ کامیابی بہرحال ہمارے قدم چومے گی" ——— اسی آدمی نے جواب دیا جو شاید ان دس افراد کی ٹیم کا انچارج تھا۔

"جیسے ہی اجلاس شروع ہو گا۔ تم نے کارروائی کا آغاز کر دینا ہے معمولی سی کوتاہی بھی ناقابلِ برداشت ہو گی" ——— باس نے

سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ——— ایسا ہی ہوگا" ——— انچارج نے جواب دیا۔

"اوکے ——— میں آپریشن روم میں جا رہا ہوں۔ آپریشن سگنل تمہیں بروقت مل جائے گا۔ کالرچ اندر ہے نا" ——— باس نے پوچھا۔

"یس سر ——— وہ کافی دیر سے اندر موجود ہیں" ——— انچارج نے جواب دیا۔

اور باس سر ہلاتا ہوا عمارت کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گیا ——— برآمدے سے گزر کر وہ ایک دروازے پر رکا۔ اور اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں دستک دی ——— دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ اور باس اندر داخل ہوگیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے درمیان میں ایک بڑی سی مشین موجود تھی۔ اور مشین پر بے شمار رنگوں کے چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جل بجھ رہے تھے ——— سامنے والی دیوار پر ایک خاصی بڑی سکرین روشن تھی۔ جس کے پانچ حصے صاف نظر آرہے تھے۔ ان میں سے چار حصوں پر عمارت کی چاروں سمتیں واضح طور پر نظر آرہی تھیں جب کہ درمیانی بڑے حصے میں عمارت کے اندرونی ہال کا منظر نظر آرہا تھا ——— جس میں جلسے کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہال میں موجود تقریباً تین چوتھائی نشستیں پر ہو چکی تھیں۔ اور مزید افراد اندر آرہے تھے۔

"گڈ کالرچ گڈ ——— تم نے ویو پوائنٹس کو بڑی مناسب جگہوں پر فٹ کیا ہے" ——— باس نے سکرین کو دیکھتے ہی مشین کے سامنے کھڑے غیر ملکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ کام کل ہی ہوگیا تھا باس ——— میں نے اس ٹینٹ ہاؤس کے آدمی کی جگہ لے لی تھی جسے اس عمارت میں کرسیاں ٹینٹ اور سرچ لائٹیں نصب کرنے کا ٹھیکہ دیا گیا تھا ——— اور پھر میرے لئے ویو پوائنٹس کی تنصیب کوئی مشکل کام نہ رہا تھا" ——— غیر ملکی نے جو کالرچ تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ایکشن گروپ کا منصوبہ چیک کر لیا ہے" ——— باس نے پوچھا۔

"یس باس ——— بڑا بے داغ اور کامیاب منصوبہ ہے۔ آپ دیکھیں گے کہ کس طرح آسانی سے ہم اس مشن میں کامیاب ہوتے ہیں" ——— کالرچ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور باس سر ہلاتا ہوا ایک طرف پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں درمیانی سکرین پر جمی ہوئی تھیں ——— ہال اب تقریباً بھر چکا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد ہال کا دروازہ اندر سے بند کر دیا گیا اور جلسے کی کارروائی کا آغاز کر دیا گیا۔ صدر اور جنرل سیکرٹری نے اپنی نشستیں سنبھال لیں۔

کالرچ نے دروازہ بند ہوتے ہی مشین کے دائیں کونے پر لگے ہوئے ایک ہینڈل کو زور سے نیچے کی طرف کیا ——— اور پھر ایک جھٹکے سے واپس کر دیا۔ یہ ایکشن گروپ کو حرکت میں لے آنے

کا سگنل تھا۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے آثار نمایاں ہو گئے۔ عمارت کے حفاظتی انتظامات خاصے جدید انداز میں کئے گئے تھے۔ اور اگر ایکشن گروپ اس مشن میں ناکام ہو گیا یا اس کا کوئی آدمی گرفتار ہو گیا تو پھر الیف۔ ڈی کے بڑے مشن کو ناکامی سے کوئی نہ بچا سکتا تھا ـــــ اس لئے باس کی فراخ پیشانی پر لاشعوری طور پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا ـــــ کالرج بھی مشین کے سامنے سے ہٹ کر باس کے ساتھ رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ کیونکہ اب سوائے سکرین پر ایکشن گروپ کی کارکردگی دیکھنے کے اسے بھی اور کوئی کام نہ رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی دونوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔ کیونکہ سمتیں ظاہر کرنے والی چاروں سکرینوں پر ایکشن گروپ کے دو دو آدمی نظر آنے لگ گئے تھے ـــــ جب کہ دو آدمی مین کمپاؤنڈ گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ سمتوں والے افراد پولیس اور مسلح پارٹی ورکرز کے نرغے میں تھے ـــــ اور وہ ان سے یوں بات چیت کر رہے تھے جیسے کوئی اہم مسئلہ درپیش ہو۔ باس جانتا تھا کہ اس وقت ان سب نے اپنے آپ کو بھاشانہ سیکرٹ سروس کا ممبر ظاہر کیا ہے ـــــ ان کے پاس مصنوعی شناختی کارڈ موجود تھے۔ اور وہ حکومت کی طرف سے ان کے حفاظتی انتظامات کی چیکنگ کے لئے آئے تھے ـــــ باس کو معلوم تھا کہ سیکرٹ سروس والے عام طور پر اپنی شناخت ظاہر نہیں کراتے۔ اس لئے پولیس اور پارٹی ورکرز انہیں پہلے سے نہ جانتے ہوں گے مین کمپاؤنڈ گیٹ

پر ایکشن گروپ کے دونوں افراد ہی ڈرامہ کھیل رہے تھے۔ وہ چونکہ مقامی میک اپ میں تھے اور بھاشانہ میں انگریزی بولنا بڑے لوگوں کی شان سمجھا جاتا تھا ـــــ اس لئے انہیں زبان بدلنے کا بھی مسئلہ نہ تھا۔ اور پھر ایکشن گروپ کی کامیاب اداکاری نے دیکھتے ہی دیکھتے حالات کو ان کے حق میں پلٹ دیا ـــــ مین گیٹ سے دونوں افراد اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ جب کہ چاروں سمتوں سے جانے والے ادھر ادھر پولیس کے ساتھ گھومتے ہوئے حفاظتی انتظامات کا یوں جائزہ لے رہے تھے جیسے وہ واقعی حفاظتی انتظامات کو چیک کر رہے ہوں ـــــ اور ساتھ ہی ساتھ وہ سر ہلا کر یوں اطمینان کا اظہار بھی کر رہے تھے جیسے انہیں انتظامات بے حد پسند آ رہے ہوں ـــــ ان کے ہاتھوں میں بریف کیس موجود تھے۔ اور ظاہر ہے سیکرٹ سروس کے ارکان تسلیم کئے جانے کے بعد انہیں بریف کیس چیک کرنے کے لئے نہ کہا گیا ـــــ اور پھر باس کے دیکھتے ہی دیکھتے ان سب نے اپنی گھڑیوں پر نظریں ڈالیں اور پولیس اور پارٹی ورکرز کے ساتھ بات کر کے وہ سب اپنے اپنے بریف کیس کھولنے لگے ـــــ بریف کیس کے اندر جدید قسم کی مشینری موجود تھی۔ جسے انہوں نے خفیہ ٹیلی ویو ٹرانسمیٹر چیک کرنے کا بتانا تھا ـــــ مین گیٹ سے اندر جانے والے بھی ٹیلی ویو ٹرانسمیٹر ہال کے مین دروازے کی چیکنگ میں مصروف تھے جب کہ سمتوں میں موجود افراد بیرونی چیکنگ میں مصروف تھے ـــــ بریف کیس سے ان سب نے تاریں نکال کر

دیواروں اور دروازوں سے چپٹائیں اور بریف کیس کی مشینری کو آن کر دیا ۔۔۔۔ اور باس کے چہرے پر پراسرار سی مسکراہٹ طاری ہو گئی۔ تین چار منٹ تک مختلف جگہوں پر تاروں کے آگے لگے ہوتے باکسز سے بیرونی دیواریں اور اندرونی عمارت کی دیواروں کھڑکیوں اور دروازوں کو چیک کیا جاتا رہا ۔۔۔۔ ان سب کے ساتھ پارٹی ورکر اور مسلح پولیس کے دستے بڑے چوکنے انداز میں گھوم رہے تھے ۔۔۔۔ لیکن باس کو ان سب پر بڑی طرح ترس آ رہا تھا۔ اور دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ان پس ماندہ لوگوں کو کیسے علم ہو سکتا تھا کہ چیکنگ کے بہانے دیواروں اور دروازوں کے رخنوں میں جدید قسم کا وائرلیس ڈائنامنٹ بھرا جا رہا تھا۔ یہ انتہائی باریک پٹیاں تھیں جو دیوار کے رخنوں میں اس طرح اندر گھستی جاتی تھیں کہ جب باکسز کو ہٹایا جاتا تو وہ نظر نہ آتی تھیں ۔۔۔۔ چار پانچ منٹ تک یہ بارودی مصالحہ دیواروں، دروازوں اور کھڑکیوں کے رخنوں میں بھرے جانے کے بعد ایکشن گروپ نے بریف کیس واپس بند کرنے شروع کر دیئے ۔۔۔۔ وہ اب ان سب کو اطمینان سے دیکھ رہے تھے کہ انہوں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے ۔۔۔۔ کہیں نہ ہی کوئی بم ہے اور نہ ہی کوئی ایسا ٹرانسمیٹر جو یہاں کی کارروائی کو کسی اور جگہ منتقل کر سکتا ہو۔ اور ان کے حفاظتی انتظامات انتہائی بے داغ ہیں ۔۔۔۔ باس کو پولیس اور پارٹی ورکرز کے چہروں پر ایکشن گروپ کی بات چیت کے بعد چھلکنے والے اطمینان پر ہنسی آ رہی تھی ۔۔۔۔ اور وہ سوچ

رہا تھا کہ بھلا الیف۔ ڈی جیسی تنظیم کا مقابلہ یہ سادہ لوح لوگ آخر کس طرح کر سکتے ہیں۔

ایکشن گروپ کے ارکان اب سب کا شکریہ ادا کر کے واپس مڑ رہے تھے ۔۔۔۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ایک ایک کر کے سکرینوں سے غائب ہو گئے۔

"یہ تم نے اچھا کیا کالیرچ ۔۔۔۔ کہ پہلے ڈائنامنٹ نہیں لگایا ورنہ وہ لازماً چیک ہو جاتا" ۔۔۔۔ باس نے مسکراتے ہوئے کالیرچ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی پیشانی پر موجود پریشانی کی شکنیں اب صاف ہو چکی تھیں۔

"پہلے میں نے یہی سوچا تھا کہ ٹینٹ ہاؤس کے ملازم کے روپ میں بارودی سرنگیں نصب کر دوں ۔۔۔۔ لیکن پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے جلسے سے پہلے چیکنگ کی جائے تو یہ جلسہ منسوخ بھی ہو سکتا تھا۔ اس لئے بعد کا منصوبہ بنایا تھا" ۔۔۔۔ کالیرچ نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا کیا ۔۔۔۔ اب میں دیکھوں گا کہ اس بی۔ ایل پارٹی کو دنیا کی کون سی طاقت بچا سکتی ہے" ۔۔۔۔ باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

مین سکرین سے اندر ہال میں ہونے والے جلسے کی کارروائی ان کی نظروں کے سامنے تھی ۔۔۔۔ چوں کہ آواز ان تک نہ پہنچ رہی تھی اس لئے وہ صرف مقررین کے اعضا کی حرکت اور پھولنے پچکنے والے گلے سے ہی اندازہ لگا سکتے تھے کہ بڑی دھواں دھار

تقریریں کی جا رہی ہیں۔ اور انہوں نے آوازوں کا کرنا بھی کچھ نہیں تھا۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ تمام تقریریں مقامی کافرستانہ زبان میں ہو رہی ہوں گی ــــ جو انہیں اتنی زیادہ نہ آتی تھی کہ وہ ان کا صحیح مفہوم سمجھ سکیں اور پھر آواز کے لئے انہیں ایسی مشینری وہاں سیٹ کرنی پڑتی جسے کاشیگر چیک کر سکتا تھا ــــ اور ظاہر ہے یہ رسک وہ نہ لے سکتے تھے۔

"باس ــــ بی۔ ایل پارٹی کے خاتمے کے بعد کیا حکومت کنفیڈریشن کے منصوبے کے خاتمے کا اعلان کر دے گی"۔ کالرچ نے پوچھا۔

"اسے بہرحال کرنا ہی ہو گا"۔ ــــ باس نے مبہم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"باس ــــ ایک سوال میرے ذہن میں ہے۔ میں میٹنگ میں بھی پوچھنا چاہتا تھا۔ لیکن پھر میں خاموش رہا ــــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو پوچھ لوں"۔ ــــ کالرچ نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کون سا سوال ــــ پوچھو"۔ ــــ باس نے چونک کر کالرچ کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"سر ــــ اگر حکومت کنفیڈریشن کے منصوبے کے خاتمے کا اعلان کر دے تو ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا اور ہم واپس چلے جائیں گے ــــ لیکن بعد میں کسی بھی وقت اچانک کنفیڈریشن کا اعلان کر دیا جاتا ہے تو پھر کیا ہو گا ــــ کیا ہمارا یہ مشن اس لحاظ سے احمقانہ نہیں ہے"۔ ــــ کالرچ نے رکتے رکتے کہا۔

"ہوں ــــ تو تم ایف۔ ڈی اور اسرائیل کے اعلیٰ ترین دماغوں کو احمق سمجھتے ہو" ــــ باس کے حلق سے غراہٹ سی نکلی اور کالرچ کا جسم خوف سے جھٹکے کھانے لگا۔ اسے باس کے بدلے ہوئے لہجے میں اپنی موت صاف نظر آنے لگی تھی۔

"ب ــــ ب ــــ باس ــــ میں نے پہلے ...."

کالرچ نے خوف کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ٹھیک سوچا ہے کالرچ ــــ یہ سوال ہر ذہین آدمی کے ذہن میں آنا چاہئے۔ میں نے میٹنگ میں جان بوجھ کر اس پہلو کو نہ چھیڑا تھا ــــ کیوں کہ ایف۔ ڈی کا طریقہ کار یہی رہا ہے کہ وہ مشن کے ابتدائی حصے کو ہی مشن ظاہر کرتا ہے جب وہ حصہ مکمل ہو جاتا ہے تو پھر دوسرا حصہ سامنے لایا جاتا ہے ــــ لیکن اب تم نے سوال کر ہی دیا ہے۔ اور ظاہر ہے ایسا ہی سوال باقی ممبروں کے ذہنوں میں بھی لازماً آیا ہو گا ــــ تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ اصل صورت حال اور ہے۔ ہم یہاں صرف کنفیڈریشن کے منصوبے کے خاتمے کا صرف اعلان سننے نہیں آئے۔ بلکہ ہمارا اصل مقصد یہاں کی حکومت کو تبدیل کر کے ایسی حکومت لانا ہے جو کافرستان اور اسرائیل کی پالیسیوں کی ہم خیال ہو ــــ جو کافرستان کے ساتھ کنفیڈریشن بلکہ اسے اس میں مدغم کرنے کے منصوبے پر کام کرتی رہے ــــ رائے عامہ کو ہموار کرے اور جب رائے عامہ ہموار ہو جائے تو اس کا

باقاعدہ اعلان کر دیا جائے۔ اس طرح اسلامی بلاک اور خاص طور پر پاکیشیا کو شدید ترین سیاسی نقصان پہنچے گا ـــــ اسرائیل اور کافرستان کی لابی اس سلسلے میں سرگرمِ عمل ہے۔ لیکن ان کی رپورٹ یہ تھی کہ یہاں کی پبلک پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن چاہتی ہے اور کافرستان کی شدید مخالف ہے ـــــ حالاں کہ کافرستان نے ہی انہیں پاکیشیا سے علیحدہ ہونے اور آزاد ملک بنانے میں مدد دی تھی ـــــ چنانچہ یہ منصوبہ بنایا گیا کہ الیف۔ ڈی پہلے کنفیڈریشن کو موضوع بنا کر ملک میں پے در پے تخریبی کارروائیاں کرے گی ـــــ اس طرح رائے عامہ کو فوری طور پر پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن کا اعلان کرنے پر وہ ہونے سے روک دے گی۔ اور جب یہاں کی حکومت ان تخریبی کارروائیوں سے تنگ آکر اور رائے عامہ اپنی جان اور مال کے خوف سے کنفیڈریشن کے خاتمے کا اعلان کر دے گی تو الیف۔ ڈی کے مشن کا دوسرا اور آخری حصہ شروع ہو جائے گا ـــــ تمہیں معلوم ہے جلد ہی بھاشانہ میں عام انتخابات ہونے والے ہیں۔ چنانچہ الیف۔ ڈی بی۔ ایل پارٹی کے خاتمے کے بعد حکومت میں ایسے عناصر کا خاتمہ کرے گی جو پاکیشیا اور اسلامی بلاک سے ہمدردی رکھتے ہیں ـــــ ان کی لسٹ ہمارے پاس موجود ہے۔ جس میں ملک کا صدر تک شامل ہے۔ ان سب کو قتل کر دیا جائے گا ـــــ اور ملک میں ہنگامی حالات کے تحت فوری طور پر انتخابات کرائے جائیں گے جس میں الیف۔ ڈی کام کرے گی۔

اور ہماری ہمدرد پارٹی الیف۔ یو۔ جے پارٹی کو ہر قسم کی دھونس دھاندلی سے کام لے کر برسرِ اقتدار لایا جائے گا ـــــ اور پھر رائے عامہ کو ہموار کر کے بھاشانہ کو کافرستان میں مدغم کئے جانے کا اعلان کرا کر الیف۔ ڈی فارغ ہو جائے گی" باس نے اس بار نرم لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ یس باس ـــــ واقعی ہمارے ملک کے دماغ اور الیف۔ ڈی عظیم ہے" ـــــ کالرج نے جلدی سے کہا۔

"ہونہہ ـــــ اب مجھے میٹنگ بلا کر یہ تفصیلات بتانی ہوں گی۔ تاکہ کوئی ابہام نہ رہے" ـــــ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایکشن گروپ کا انچارج اندر داخل ہوا۔

"او۔ کے باس" ـــــ آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فلنگ بالکل صحیح ہوئی ہے" ـــــ باس نے انچارج کو دیکھتے ہی کرسی سے اٹھ کر تیز لہجے میں پوچھا۔

"یس باس ـــــ بالکل مکمل ـــــ اب اس عمارت کی ایک اینٹ اور اس کے اندر موجود اور ارد گرد کی عمارتوں میں ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچ سکتا" ـــــ انچارج نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"کوئی تعاقب یا مشکوکیت" ـــــ باس نے اسے گہری

نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نونسنس — انہیں شک ہی نہیں ہو سکا۔ سیکرٹ سروس کے شناختی کارڈ دیکھتے ہی وہ سب بھیڑیں بن گئے اور آتے وقت انہوں نے بڑی گرم جوشی سے ہمارا اور حکومت کا شکریہ ادا کیا ہے" — انچارج نے جواب دیا۔

"گڈ — اب تم گروپ کو لے کر عقبی راستے سے نکل جاؤ۔ ابھی جلسہ جاری ہے — دس منٹ بعد ہم اسے آپریٹ کر دیں گے" — باس نے کہا اور انچارج سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔

باس دوبارہ کرسی پہ بیٹھ کر سکرین کو چیک کرنے لگا۔ جب کہ کالرچ اب کرسی سے اٹھ کر مشین کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا — تھوڑی دیر بعد باس چونک پڑا۔ کیوں کہ اب سٹیج پہ بیٹھا ہوا صدر اٹھ کر مائیک کے سامنے آیا تھا۔ اور اس کا مطلب تھا کہ جلسہ اب ختم ہونے والا ہے۔

"کالرچ — ریڈی — آپریشن مشین آن کر دو" — باس نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور کالرچ کے ہاتھ تیزی سے مشین کے مختلف بٹنوں پہ حرکت کرنے لگے۔

باس کی تیز نظریں سکرین پہ جمی ہوئی تھیں۔

"ریڈی" — باس نے چیخ کر پوچھا۔

"یس باس — ریڈی" — کالرچ نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اب اس کا ہاتھ سرخ رنگ کے ایک ہینڈل پہ

جا ہوا تھا۔ اس کے لہجے میں منہ چلانے کے باوجود سختی سی آ گئی تھی۔ کیوں کہ وہ جانتا تھا کہ اس وقت سینکڑوں ہزاروں افراد کی جانیں اس کے ہاتھ کی حرکت پہ مبنی ہیں — سرخ رنگ کی اینٹوں سے بنی ہوئی وسیع و عریض عمارت بارود کا ڈھیر بن چکی ہو گی۔ اور اس کے اندر اور باہر موجود لوگ اس بات سے بے خبر تھے — کہ وہ بارود کے ڈھیر پہ موجود ہیں۔ اور ان کے سانس گنے جا چکے ہیں۔

"ون ...." — باس نے ہاتھ اونچا کر کے گھمبیر لہجے میں کہا۔

"ٹو ...." — دوسرے لمحے اس نے ہاتھ کو ذرا سا نیچے کرتے ہوئے کہا۔ باس کا چہرہ اس وقت انتہائی سفاک نظر آ رہا تھا۔ آنکھوں میں شدید سختی ابھر آئی تھی — اب سکرین پہ پارٹی صدر شاید اختتامی الفاظ بول رہا تھا۔ کیوں کہ ہال میں موجود ہر آدمی زور زور سے تالیاں بجانے میں مصروف ہو گیا تھا۔

"تھری ...." — باس کا ہاتھ اور نیچے ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی چہرے پہ سختی اور زیادہ بڑھ گئی۔

"ڈن" — اچانک باس نے چیختے ہوئے کہا۔

اور کالرچ نے سرخ ہینڈل پہ رکھے ہوئے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دیا — ہینڈل نیچے ہوتے ہی مشین سے ایک زوردار گونج سی پیدا ہوئی۔ اور پھر ایک لمحے کے ہزارویں حصے کے لئے دیوار پہ موجود سکرین پہ روشن تصویریں تھرتھرائیں — اور پھر

سکرین یک لخت تاریک ہوگئی۔ اس کے ساتھ ہی اسس قد
خوفناک دھماکہ ہوا کہ ان کا کمرہ جیسے زبردست زلزلے کی ز
میں آگیا ہو ـــــ وہ دونوں ہی لڑکھڑا کر فرش پر گرے مشین
بھی بری طرح ہلی۔ لیکن چوں کہ وہ زمین میں نصب تھی۔ اس لئے
نیچے نہ گری۔

اس خوفناک اور کان پھاڑ دھماکے کے بعد کئی دھماکوں کی
آوازیں سنائی دیتی رہیں ـــــ اور اس کے بعد آہستہ آہستہ خاموشی
طاری ہوتی گئی۔ اور باسس اور کالرچ ایک طویل سانس لیتے
ہوئے کھڑے ہوگئے ـــــ مشین اب خاموش تھی اس کے جلنے
بجھنے والے تمام بلب اب مستقل طور پر تاریک ہوچکے تھے۔

"بی۔ ایل پارٹی تو گئی۔ ہمارا مشن کامیاب رہا۔ آرنلڈ اس کی
تفصیلات اور ردعمل بتادے گا ـــــ تم اس مشین کو ہیڈکوارٹر
منتقل کرنے کا بندوبست کرو۔"

"باسس ـــــ میں اسے تہہ خانے میں منتقل کر دیتا ہوں۔ بعد
میں لے جائیں گے ـــــ کیوں کہ میرا خیال ہے۔ اس خوفناک
تباہی کے بعد اس پورے علاقے کو پولیس اور فوج نے گھیرے
میں لے لینا ہے" ـــــ کالرچ نے کہا۔

"اوہ یس ـــــ جلدی کرو ـــــ واقعی مجھے اس کا خیال نہیں
رہا تھا" ـــــ باس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور کالرچ نے
دوڑ کر سوئچ بورڈ کے نیچے لگے ہوئے ایک چھوٹا سا نہ دکھائی
دینے والا بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے مشین تیزی سے زمین

میں دھنستی چلی گئی۔ اور چند لمحوں بعد فرش ہموار ہوگیا۔ اب اس
کمرے کو دیکھ کر کوئی نہ کہہ سکتا تھا ـــــ یہاں اس قدر بڑی مشین
بھی کبھی موجود رہی تھی۔

"اوہ ـــــ اچھا انتظام کر رکھا ہے تم نے ـــــ آؤ اب نکل
چلیں" ـــــ باس نے تحسین آمیز انداز میں کہا۔ اور پھر دروازے
کی طرف مڑ گیا۔ اس کی چال میں کامیابی کا غرور نمایاں تھا۔

سر سلطان خان کی نظریں دروازے کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اس وقت وہ اپنی کوٹھی کے ایک خاص کمرے میں موجود تھے۔ ان کے ساتھ بھاشانہ کے وزیر خارجہ سر حسین احمد موجود تھے۔ وہ آج ہی بھاشانہ سے انتہائی خفیہ دورے پر پاکیشیا پہنچے تھے۔ اور پاکیشیا پہنچ کر وہ صدر مملکت سے ملنے کے بعد سیدھے سر سلطان کے پاس آئے تھے ——— صدر مملکت نے فون پر سر سلطان کو ان کی خفیہ آمد کی اطلاع دیتے ہوئے کہا تھا۔ کہ سر حسین احمد انتہائی نازک اور اہم مشن پر آئے ہیں ——— ان کی فوری اور پوری طرح امداد کی جائے۔ حسین احمد سر سلطان کے خاصے بے تکلف دوست بھی تھے ——— اس لئے سر سلطان کو انہوں نے بھاشانہ میں ہونے والے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے ——— اور ساتھ ہی وہ خدشات بھی جو شاید وہ پاکیشیا

کے صدر کے سامنے ظاہر نہ کر سکے تھے۔ کیوں کہ ظاہر ہے ان کے ساتھ ملاقات رسمی حدود تک ہی محدود رہی تھی۔

"یہ پاکیشیا اور بھاشانہ کے خلاف بہت بڑی سازش ہے۔ حسین احمد ——— اس کا فوری تدارک ہونا چاہیئے" ——— سر سلطان نے سر حسین احمد سے تفصیل سننے کے بعد کہا۔

"اسی لئے تو میں یہاں خفیہ دورے پر آیا ہوں۔ صورت حال بے حد الجھ گئی ہے ——— زبردست تخریبی کارروائیوں کے بعد خوف اور دہشت کی وجہ سے بھاشانہ کے عوام اس کنفیڈریشن کے خلاف ہوتے جا رہے ہیں ——— اس کے ساتھ ساتھ ہمارا ملک بھی خوف ناک تباہی سے دوچار ہوتا جا رہا ہے۔ ادھر کافرستان کے پرائم منسٹر نے دھمکی دے دی ہے کہ اگر ہم نے پاکیشیا سے کوئی امداد حاصل کی تو اسے وہ اپنی توہین سمجھے گا ——— اب آپ ہی بتائیں کہ ہم کیا کریں اور کیسے کریں"۔ سر حسین احمد نے انتہائی الجھے ہوئے انداز میں کہا۔

"یہ تو واقعی بے حد پیچیدہ صورت حال ہے۔ آخر آپ نے اس سلسلے میں کیا سوچا ہے" ——— سر سلطان نے پوچھا۔

"دیکھیں سلطان صاحب ——— ہم کنفیڈریشن کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہم اپنے ملک کی تباہی کسی قیمت پر ایسا نہیں کر سکتے۔ اور دوسری بات یہ کہ ہمارے ملک کی جغرافیائی صورت حال ایسی ہے کہ ہم کافرستان سے بھی فوری طور پر کوئی بگاڑ پیدا نہیں کرنا چاہتے ——— کیوں کہ سپر پاور روسیاہ پوری طرح

کافرستان کی بیک پر ہے۔ اور دوسری سُپر پاور ایکریمیا اس معاملے میں خاموش ہے ـــــــ لیکن ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے، کہ وہ بھی دراصل وہی کچھ چاہتا ہے جو کچھ روسیاہ اور کافرستان چاہتے ہیں "ـــــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"بالکل میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ لیکن آپ کا اس دورے کا کوئی مقصد تو بہرحال ہو گا ـــــــ اس الجھن کا کوئی حل تو آپ نے بھی سوچا ہو گا "ـــــــ سر سلطان نے جواب دیا۔

"نہیں سر سلطان ـــــــ حالات کچھ اس طرح الجھ گئے ہیں کہ کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی۔ میں یہاں بیٹھا ہوں سنجانے پیچھے میرے ملک پر کیا گزر رہی ہو گی ـــــــ ہم سخت پریشان ہیں۔ سر سلطان سخت پریشان ـــــــ آپ ہی کوئی حل نکالیں۔ ورنہ ہمیں ان مجرموں اور دہشت گردوں کے سامنے آخر کار گھٹنے ٹیکنے ہی پڑیں گے ـــــــ اور یہ ہمارے لئے بہت بڑا المیہ ہو گا "ـــــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"آپ کے ملک کی سیکرٹ سروس کیا کر رہی ہے۔ کوئی کلیو کوئی کامیابی "ـــــــ سر سلطان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"وہ بے چاری اپنی سی کوشش کر رہی ہے۔ کرنل شریف بھاگ دوڑ کر رہا ہے ـــــــ لیکن جناب صدر اور میں دونوں ہی اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ کرنل شریف اس ٹائپ کے مجرموں کے مقابلے میں کچھ نہیں کر سکتے ـــــــ ہاں البتہ پاکیشیا سیکرٹ سروس

ان کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ لیکن اس کا راستہ کافرستان نے روک دیا ہے ـــــــ اب ہم کافرستان سیکرٹ سروس کو تو اپنے ملک میں بلانے سے رہے۔ اور انہیں انکار کرنے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اب کام نہیں کر سکتی "ـــــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"واقعی حالات بے حد الجھ گئے ہیں۔ بہرحال سیکرٹ سروس کے چیف کے نمائندے کو بلاتا ہوں ـــــــ وہ یقیناً اس کا کوئی حل سوچ لے گا "ـــــــ سر سلطان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"چیف کا نمائندہ ـــــــ سر سلطان نمائندے سے بات نہیں بنے گی۔ تم براہِ راست چیف سے بات کرو۔ اصل ذہن تو چیف ہی ہوتا ہے "ـــــــ سر حسین احمد نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"اس بات کو آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ یہ صرف آپ کا ہی مسئلہ نہیں ہے ہمارا بھی مسئلہ ہے ـــــــ پاکیشیا کے لئے بھی یہ کنفیڈریشن نیک فال ہے "ـــــــ سر سلطان نے کہا۔

"لیکن وہ نمائندہ کون ہے۔ کم از کم مجھے یہ پتہ تو چلے "ـــــــ سر حسین احمد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کا نام علی عمران ہے۔ انتہائی ذہین نوجوان ہے۔ دیکھنے میں احمق اور مسخرہ لگتا ہے ـــــــ لیکن یہ صرف اس کا ظاہری روپ ہے۔ جبکہ درحقیقت وہ حد درجہ ذہین اور تیز آدمی ہے "ـــــــ سر سلطان نے جان بوجھ کر عمران کا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان ــــ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی کہ اس قدر نازک اور پیچیدہ صورت حال میں آپ ہمارے ساتھ اس قسم کا مذاق روا رکھیں گے کہ ایک احمق اور مسخرے سے ایسے پیچیدہ بین الاقوامی اور سیاسی مسئلے پر گفتگو کریں گے ــــ جو احمق اور مسخرہ ہے۔ وہ سنجیدہ نہیں ہو سکتا میں نہیں مانتا" ــــ سر حسین احمد نے بُری طرح بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر حسین احمد ــــ آپ میرے متعلق کیا جانتے ہیں۔ کیا آپ مجھے غیر ذمہ دار سمجھتے ہیں" ــــ سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ نہیں سر سلطان ــــ ایسی بات نہیں۔ اگر میں آپ کو غیر ذمہ دار سمجھتا تو میں آپ کے پاس آتا ہی کیوں ــــ لیکن جب آپ خود اُسے مسخرہ اور احمق کہہ رہے ہیں تو ......"

سر حسین احمد نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں تو پلیز اس اعتماد کو برقرار رکھیے۔ مجھے اس پیچیدہ صورت حال کا پوری طرح احساس ہے ــــ اگر میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں تو کم از کم میں اُسے اس قابل سمجھتا ہوں تب ہی" ــــ سر سلطان نے کہا۔ اب وہ سر حسین احمد کو کیا بتاتے کہ وہی احمق اور مسخرہ ہی دراصل سیکرٹ سروس کا چیف ہے ــــ اور اُسی کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام پوری دنیا میں سربلند ہے۔

"اوہ کے ــــ ٹھیک ہے ــــ میں اپنے الفاظ پر معذرت خواہ

ہوں۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں" ــــ سر حسین احمد نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

اور سر سلطان نے میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ــــ تاجران ہلدی چونا عمران، صفدر اور شکیل سپیکنگ" ــــ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"عمران ــــ فوراً میرے پاس کوٹھی پہنچو ــــ اٹ از ایمرجنسی" سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا ــــ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ عمران کی بکواس شروع ہو گئی تو پھر اُسے روکنا محال ہو جائے گا۔

"یہ تاجران ہلدی چونے کا کیا مطلب ہوا ــــ کیا یہ کوئی کوڈ ہے" ــــ سر حسین احمد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چوں کہ قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے ــــ اس لئے رسیور سے ابھرنے والی آواز ان کے کانوں تک بھی واضح طور پر پہنچ رہی تھی۔

"نہیں ــــ کوئی کوڈ نہیں ہے۔ بس ایسے ہی"

سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر انہوں نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کیوں کہ عمران کی بات سے وہ سمجھ گئے تھے کہ اس کے پاس سیکرٹ سروس کے ممبر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود ہیں اور

ظاہر ہے عمران ان کے سامنے اٹھ کر ان سے ملنے کے لئے آنے سے رہا ـــــ اور ان دونوں کے اٹھ کر جانے میں سجانے کتنا وقت لگے ـــــ چنانچہ انہوں نے اس کے لئے اور ترکیب سوچی اور ایکس ٹو کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے ـــــ گو سر حسین احمد کے سامنے وہ ایکسٹو کا نمبر گھمانا تو نہ چاہتے تھے۔ لیکن اب مجبوری تھی صورت حال ایسی ہی تھی ـــــ اس کے باوجود انہوں نے دو نمبر ایا تھا اس طرح ڈائل اور سر حسین احمد کے درمیان آڑ کی صورت میں رکھ لیا کہ سر حسین احمد اس بات کو محسوس بھی نہ کر سکیں اور انہیں نمبر کا بھی صحیح طور پر علم نہ ہو سکے۔

"ایکسٹو" ـــــ چند لمحوں بعد رسیور سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور سر سلطان نے سر حسین احمد کو چونکتے ہوئے دیکھا۔

"جناب ـــــ میں سلطان بول رہا ہوں سیکرٹری وزارت خارجہ جناب" ـــــ سر سلطان نے جان بوجھ کر اس انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ان کا نام سنتے ہی بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں بات کرنا شروع کر دینی ہے۔ اب بلیک زیرو کو تو نہیں معلوم ہو سکتا تھا کہ سر حسین احمد ان کے قریب بیٹھے ہوتے ہیں ـــــ البتہ اس انداز کے تعارف کے بعد وہ جانتے تھے کہ بلیک زیرو فوراً محسوس کر جائے گا کہ سر سلطان کے پاس کوئی ایسا آدمی موجود ہے جس کے سامنے ایکسٹو کا بھرم قائم

رکھنا ہے۔

"یس ـــــ مسٹر سلطان" ـــــ ایکسٹو کے لہجے میں اور زیادہ وقار جھلک آیا تھا۔ ظاہر ہے بلیک زیرو کو سر سلطان کے فقرے اور انداز کی سمجھ آگئی تھی۔ کہ انہوں نے اس قسم کے تعارف کی ضرورت کیوں سمجھی ہے۔

"جناب ـــــ میں نے ایک ضروری کام کے لئے عمران صاحب کو اپنے پاس بلوایا ہے ـــــ لیکن ان کے فلیٹ پر کیپٹن شکیل اور صفدر موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی وجہ سے عمران صاحب کو آنے میں دیر ہو جائے ـــــ اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو فون کر دوں کہ آپ ہی کوئی بندوبست کریں" ـــــ سر سلطان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے سے کسی بہت بڑے رینک کے افسر سے مخاطب ہوں۔

"او۔ کے" ـــــ ایکسٹو نے مختصر انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ اور سر سلطان نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"آپ نے میرے بارے میں کچھ ذکر کر دیا تھا۔ میں نے سنا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو کہلاتا ہے۔ آج سن لیا ہے" ـــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"سر حسین احمد ـــــ ایکسٹو بے حد مصروف رہتا ہے۔ اس لئے وہ ایک لفظ بھی فضول سننے کا روادار نہیں ہوتا۔ اور آپ کا مسئلہ ظاہر ہے خاصا طویل گفتگو کا متقاضی ہے ـــــ یہ بھی میں

ڈر رہا تھا کہ وہ مجھے ہی نہ جھاڑ پلا دے کہ تم نے میرا وقت ضائع کیوں کیا ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ باقی ایکسٹو کے نام والی بات کا جواب وہ گول کر گئے تھے ۔۔۔۔ ظاہر ہے کیا جواب دیتے۔

"یہ ایکسٹو کیا آپ سے بھی زیادہ بااختیار ہیں"

سر حسین احمد نے کہا۔

"ہاں جناب ۔۔۔۔ یہ ہمارے ملک کے صدر سے بھی زیادہ بااختیار ہیں۔ صدر کو بھی ان سے بات کرتے وقت قانوناً مودب رہنا پڑتا ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے کہا اور سر حسین احمد حیرت سے سر ہلا کر رہ گئے۔

اور اس کے بعد ان کے درمیان ایک بار پھر موجودہ صورتحال کے بارے میں گفتگو شروع ہو گئی ۔۔۔۔ خاص طور پر ان حالات میں بین الاقوامی سیاسی پوزیشن زیر بحث آ رہی تھی۔ کیونکہ دونوں کا ہی تعلق امور خارجہ سے تھا ۔۔۔۔ وہ دونوں اس بحث میں ایسے الجھے کہ انہیں وقت گزرنے کا احساس ہی نہ رہا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ جناب سلطان صاحب و جناب غیر متعلق صاحب"۔۔۔۔ اچانک دروازے سے عمران کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ عمران دروازے پر سینے پر ہاتھ رکھے یوں رکوع کے بل جھکا ہوا تھا جیسے کسی مغل شہنشاہ کے دربار میں کوئی درباری حاضر ہو رہا ہو۔

"تمیز سے بات کرو ۔۔۔۔ یہ پھاشانہ کے وزیر خارجہ جناب

سر حسین احمد ہیں"۔۔۔۔ سر سلطان نے چونکتے ہی سب سے پہلے سر حسین احمد کا تعارف کرانا ضروری سمجھا تھا۔ کیونکہ وہ عمران کی عادت سے اچھی طرح واقف تھے۔

"اچھا ۔۔۔۔ بڑی دور ہماری قسمت جا رکی ہے۔ بہرحال کہاں ہے وہ مس تمیز صاحبہ ۔۔۔۔ کیا ساتھ والے کمرے میں بیٹھی ہے"

عمران نے آگے بڑھ کر بڑے راز دارانہ انداز میں کہا۔

اس کے جسم پر وہی مخصوص ٹیکنی کلر لباس تھا جو اب تقریباً اس کی یونیفارم بن کر رہ گیا تھا۔ اور چہرے پر حماقتوں کا آبشار پورے زور شور سے بہہ رہا تھا۔

"شٹ اپ ۔۔۔۔ کوئی بکواس نہیں چلے گی ۔۔۔۔ ادھر بیٹھو ایک ضروری بات ہے"۔۔۔۔ سر سلطان نے لہجے کو ہر ممکن حد تک غصیلا بناتے ہوئے کہا۔

دوسری طرف سر حسین احمد یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے وہ دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہو ۔۔۔۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں تیزی سے یہ احساس ہوتا جا رہا تھا کہ انہوں نے سر سلطان کے پاس آ کر واقعی اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ بھلا یہ احمق آدمی اس قدر پیچیدہ مسئلہ حل کرے گا ۔۔۔۔ اب عمران کو دیکھنے کے بعد ان کا رہا سہا شک بھی دور ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ لاشعوری طور پر ہونٹ دانتوں سے کاٹنے لگے۔

"بالکل نہیں چلے گی جناب ۔۔۔۔ واقعی شادی سے بڑا ضروری مسئلہ اور کیا ہو سکتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے

بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شادی ــــ شادی کا کیا مطلب" ــــ اس بار سر حسین احمد نے کہا۔

"جناب ــــ میں بڑا فرماں بردار قسم کا شوہر ثابت ہوں گا۔ وہ جسے ہماری زبان میں زن پیر ــــ اوہ سوری ــــ جن مرید۔ اوہ ــــ زبان ایک بار پھر غوطہ کھا گئی۔ جناب کیا کروں ــــ اللہ میاں نے زبان کو غوطہ کھانے سے روکنے کے لئے فن تیراکی سکھایا ہی نہیں ــــ مجبوری ہے" ــــ عمران کی زبان حسب عادت چل پڑی۔ اور سر حسین احمد یک لخت ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کا چہرہ غصے اور جھنجلاہٹ سے سرخ پڑ گیا تھا۔

"مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی سر سلطان ــــ کہ آپ اس طرح اس نازک اور پیچیدہ معاملے میں مجھ سے مذاق روا رکھیں گے بہرحال یہ مذاق پاکیشیا کو انتہائی مہنگا پڑے گا" ــــ سر حسین احمد نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"کیا بھاؤ چل رہا ہے مذاق جناب ــــ پہلے تو سستا تھا۔ اب بڑی مشکل سے مہنگا ہوا ہے پہلے ہر کوئی یہی کہتا تھا کہ کیا یہ بدذوقی ہے سستا مذاق کرتے ہوئے شرم نہیں آتی ــــ چلیے اب مہنگا تو ہوا" ــــ عمران نے دیدے پٹپٹاتے ہوئے کہا۔ اور سر حسین احمد کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی ہو ــــ انہوں نے اس قسم کی گفتگو کبھی زندگی میں

سنی تھی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ملک کے وزیر خارجہ تھے۔ اس لئے بے پناہ غصے کے باوجود انہوں نے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھا۔ اور صرف پیر پٹخ کر دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

"آپ کمال کر رہے ہیں سر ــــ جب میں نے آپ کو پہلے بتا دیا ہے کہ یہ بظاہر احمق اور مسخرہ دکھائی دیتا ہے۔ پھر بھی آپ اس قدر غصہ کھا رہے ہیں ــــ تشریف رکھیے" ــــ سر سلطان نے اٹھ کر جلدی سے سر حسین احمد کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں جی ہاں ــــ سر سلطان سچ کہہ رہے ہیں۔ یہ بظاہر والی بات کا خیال نہ کیجیے۔ اور رشتہ منظور کر لیجیے" ــــ عمران نے بھی معصوم سے لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ ــــ کیا رشتہ رشتہ کی بکواس لگا رکھی ہے" سر سلطان اس قدر زور سے دھاڑے کہ آخر میں بے اختیار کھانسنے لگے۔

"سس ــــ سوری ــــ آخر اس میں اتنے غصے کی کیا بات ہے رشتہ کوئی جرم تو نہیں ہوتا۔ ملکوں کے درمیان رشتہ ہوتا ہے ــــ قوموں کے درمیان رشتہ ہوتا ہے ــــ شہروں کے درمیان ہوتا ہے ــــ جانوروں کے درمیان ہو سکتا ہے۔ تو پھر میرے رشتے پر آپ کو کیا اعتراض ہے" ــــ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"عمران ــــ اگر اب تم نے بکواس کی تو میں یہاں ابھی خودکشی کر لوں گا سمجھے" ــــ سر سلطان نے بے اختیار میز کی دراز

کھول کر ریوالور نکالتے ہوئے کہا - ان کی جھنجھلاہٹ اب شاید پورے عروج پر پہنچ چکی تھی ۔

"خودکشی ـــــ ارے ڈیڈی رے ـــــ خودکشی تو حرام ہے جناب ـــــ آپ خودکشی کی بجائے ہلمٹ کشی نہیں کر سکتے میرے خیال میں خود کو انگریزی میں ہلمٹ ہی کہتے ہیں ـــــ بالکل اس طرح انگریزی میں کام ہو جائے گا - پھر حرام نہیں ہوگا" ـــــ عمران نے منہ پھاڑتے ہوئے کہا ۔

اور سر سلطان اب عمران کو یوں گھورنے لگے جیسے وہ اب اپنے آپ کو گولی مارنے کی بجائے عمران کو گولی مارنے کا ارادہ کر رہے ہوں ۔

"مم ـــــ مم ـــــ معافی چاہتا ہوں - وہ مجھے کالے چیف نے بہکا دیا تھا - وہ کہہ رہا تھا کہ شاید آپ رشتے کے لئے مجھے تلاش کر رہے ہیں" ـــــ عمران نے گھگھیاتے ہوئے انداز میں کہا ۔

اور سر سلطان چند لمحے کھڑے ہونٹ کاٹتے رہے - پھر انہوں نے ریوالور وہیں میز پر رکھا اور قریب کھڑے سر حسین احمد سے مخاطب ہوئے ـــــ ان کے چہرے پر موت جیسی سختی تھی ۔

"میں شرمندہ ہوں سر ـــــ واقعی آپ کا وقت ضائع ہوا اور آپ کو کوفت اٹھانی پڑی - اگر پاکیشیا کی قسمت میں بہاشانہ سے کنفیڈریشن نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ـــــ آیئے - میں آپ کو باہر تک چھوڑ آؤں" ـــــ سر سلطان نے سرد لہجے میں کہا ۔

"واہ ـــــ کیسے نہیں قسمت میں ـــــ بزرگ تو کہتے ہیں رشتے آسمانوں پہ طے ہوتے ہیں - کنفیڈریشن بھی تو ایک رشتہ ہے ۔ اب یہ کافرستان ـــــ اسرائیل ـــــ روسیاہ اور ایکریمیا لاکھ سر پٹکیں لیکن یہ کنفیڈریشن تو بہرحال ہو کر رہے گی" ـــــ اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا - اس کے چہرے پر موجود حماقت کی تہیں یک لخت غائب ہو گئی تھیں ـــــ اب اس کے چہرے اور آنکھوں سے حماقت کی آبشار کی بجائے ذہانت کا دریا بہتا ظاہر ہونے لگا تھا ـــــ اور سر حسین احمد یوں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگ گئے جیسے عمران کوئی بھوت ہو جو روپ بدل سکتا ہو ـــــ اب کرسی پہ وہ چند لمحے پہلے والے احمق کی بجائے ایک سنجیدہ اور ذہین نوجوان بیٹھا نظر آ رہا تھا ۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا یہ سب کچھ" ـــــ سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا - عمران کو سنجیدہ دیکھ کر ان کے چہرے پر یک لخت نرمی آ گئی تھی ۔

"کس کو معلوم نہیں جناب ـــــ بہرحال فرمایئے ـــــ کیا حکم ہے - لیکن پلیز ـــــ اس بات کا خیال رہے کہ وقت بے حد قیمتی چیز ہے" ـــــ عمران اب ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ تھا - شاید اب وہ انتقامی کارروائی پہ اتر آیا تھا ۔

"عمران ـــــ ایک انتہائی اہم اور پیچیدہ سیاسی مسئلہ سامنے آیا ہے - اور مجھے یقین ہے کہ تم اس کا کوئی نہ کوئی حل سوچ لو گے" ـــــ سر سلطان نے جلدی سے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا - کیوں کہ

انہیں خطرہ تھا کہ عمران کہیں پھر پٹڑی سے نہ اتر جائے۔ سر حسین احمد بھی اب بدلی ہوئی صورت حال کے پیش نظر دوبارہ کرسی پہ بیٹھ گئے تھے۔

"فرمایئے ۔۔۔ تفصیل سے بات کیجئے" ۔۔۔ عمران نے کہا، اور سر سلطان نے ساری صورت حال بتا دی۔ اس کے بعد سر حسین احمد نے بھی کافرستان کی دھمکی اور پیچیدہ صورت حال کا ذکر کیا۔

"جہاں تک مجھے یاد ہے بھاشانہ سیکرٹ سروس کے چیف کرنل شریف ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ وہی ہیں ۔۔۔ وہ کوشش کر رہے ہیں ۔۔۔ لیکن ......" ۔۔۔ سر حسین احمد اپنے ہی ملک کی برائی شاید کھل کر نہ کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے فقرہ مکمل کرنے سے پہلے ہی خاموش ہو گئے۔

"میں سمجھتا ہوں جناب ۔۔۔ ان کی عادت اور فطرت کو بھی جانتا ہوں۔ وہ پہلے یہاں متحدہ پاکیشیا میں ملٹری سیکرٹ سروس میں تھے ۔۔۔ اور آپ کافرستان اور روسیاہ کی بات کر رہے ہیں۔ کرنل شریف صاحب یہ نہیں چاہیں گے کہ کوئی اور سیکرٹ سروس وہاں آکر کام کرے" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ سر حسین احمد نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ ہونٹ بھینچ کر خاموش بیٹھے رہے ۔۔۔ اور ان کی یہ خاموشی بتا رہی تھی کہ وہ عمران کی بات سے متفق ہیں۔

"تو پھر اب اس کا کیا حل ہو سکتا ہے" ۔۔۔ سر سلطان نے تشویش سے پُر لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔ یہ مسئلہ صرف کنفیڈریشن کے منصوبے تک ہی محدود نہیں ہے۔ آپ خود سوچئے۔ آج اگر بھاشانہ یہ اعلان کر دیتا ہے کہ وہ کنفیڈریشن نہیں کریں گے ۔۔۔ اور وہ تخریبی تنظیم ظاہر ہے واپس چلی جائے گی اور ایک ماہ بعد اچانک کنفیڈریشن کا اعلان کر دیا جائے تو وہ تنظیم کیا کرے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سر سلطان کے ساتھ ساتھ سر حسین احمد عمران کی بات سن کر محاورتاً ہی نہیں بلکہ حقیقتاً کرسی سے اچھل پڑے ۔۔۔ ان کا منہ حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا۔ اور وہ یوں عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے انہیں عمران کی بجائے وہاں اچانک حکیم لقمان بیٹھا نظر آگیا ہو۔

"ارے کمال ہے۔ اس کلیو کی طرف تو ہم میں سے کسی کا ذہن گیا ہی نہیں ۔۔۔ اوہ کمال ہے مسٹر علی عمران ۔۔۔ میں اپنے سابقہ رویہ پر سخت شرمندہ ہوں۔ آپ کی ذہانت تو بے پایاں ہے" ۔۔۔ سر حسین احمد نے بے اختیار ہو کر عمران کی ذہانت کی داد دیتے ہوئے کہا۔

"اس میں ذہانت کا کوئی حصہ نہیں جناب ۔۔۔ صرف سوچنے کی بات ہے۔ بہرحال میرا آئیڈیا ہے کہ کنفیڈریشن کو صرف آڑ کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ مجرموں کا مقصد دراصل اور ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اور کیا مقصد ہو سکتا ہے" ۔۔۔ سر حسین احمد نے

پوچھا۔

"مجھے پورے حالات کا تو علم نہیں۔ صرف آپ کے بتائے ہوئے حالات سے میں یہ اندازہ کر سکتا ہوں کہ یہ تنظیم کوئی مجرم تنظیم نہیں ہے ——— کرنل شریف کی اس بات پر کہ ٹرین میں بم رکھنے والا ایسا غیر ملکی تھا جس کا تعلق کافرستان جیسے ملک سے نہ تھا۔ تو اس سے صاف مطلب ہے کہ یہ تنظیم یقیناً اسرائیل کی کوئی خفیہ تنظیم یا سرکاری تنظیم ہے ——— اور یہ سب کچھ بھاشانہ کے خلاف خصوصاً اور پاکیشیا اور دیگر اسلامی ممالک کے خلاف عموماً ایک گہری سازش کے طور پر کیا جا رہا ہے ——— اور اس سازش میں کافرستان۔ اسرائیل اور روسیاہ شامل ہوگا۔ روسیاہ کی کوئی تنظیم اس لئے سامنے نہ آئی ہوگی کہ اس طرح ایکریمیا کو بہرحال مقابلے پر آنا پڑتا۔ چاہے رسماً ہی سہی ——— کافرستان ظاہر ہے سامنے آنے کا رسک نہ لے سکتا تھا۔ اب باقی رہ جاتا ہے اسرائیل ——— اس کے آنے سے ایکریمیا بھی خاموش رہ سکتا ہے اور کافرستان اور روسیاہ کا مقصد بھی حل ہو سکتا ہے" ——— عمران نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"حیرت ہے ——— کمال ہے سر سلطان ——— مجھے اعتراف ہے کہ میں نے عمران صاحب کو واقعی غلط سمجھا تھا۔ حالانکہ میں اب تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ امور خارجہ اور بین الاقوامی سیاسی صورت حال کا تجزیہ مجھ سے بہتر کوئی نہیں کر سکتا ——— لیکن واقعی اونٹ جب پہاڑ کے نیچے آتا ہے تب ہی اُسے اپنی وقعت کا

احساس ہوتا ہے" ——— سر حسین احمد اب مکمل طور پر عمران کی ذہانت کے سامنے ہتھیار ڈال چکے تھے۔

اور سر سلطان کے چہرے پر فخر کی روشنی نمایاں ہو گئی تھی۔

"سر حسین احمد ——— میں نے غلط نہیں کہا تھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہمیں اس کی حماقتیں بھی برداشت کرنی پڑتی ہیں"۔ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے ——— مگر عمران صاحب ——— پھر آپ کے خیال میں اس تنظیم کا مشن کیا ہوگا" ——— سر حسین احمد نے کہا۔

"حکومت کی تبدیلی ——— کسی ایسی پارٹی یا افراد کو برسر اقتدار لے آنا جو بھاشانہ کو کافرستان میں مدغم کرنے کا کام کر سکیں"۔ عمران نے جواب دیا اور سر حسین احمد منہ پھاڑے رہ گئے۔

"لیکن کیسے ——— اس کا کیا طریقہ کار ہو سکتا ہے۔ بغاوت ہو گی" ——— سر حسین احمد نے کہا۔

"یہ بات نہیں ——— بہرحال ایسی لابی بھاشانہ کی سیاست میں موجود ہے جو پرو کافرستانی ہے۔ پاکیشیا سے کنفیڈریشن کے خاتمے کے اعلان کے ساتھ ہی یقیناً رائے عامہ حکومت کے خلاف ہو جائے گی ——— اور وہ لابی حرکت میں آجائے گی۔ یا پھر اسی طرح تخریبی کارروائیاں جاری رہیں گی ——— جہاں تک میرا خیال ہے بھاشانہ کے عام انتخابات بھی قریب ہیں۔ ان تخریبی کارروائیوں کی بنا پر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان تخریبی کارروائیوں کے

زور پر اس لابی کے حق میں انتخابات جبری کرا لئے جائیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اینٹی کافرستانی جتنی بھی قد آور شخصیات ہیں ان سب کا ایک ایک کر کے خاتمہ کر دیا جائے ـــــ بہت کچھ ہو سکتا ہے" عمران نے صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی سر سلطان ـــــ یہ صورت حال تو اور زیادہ پریشان کن ہے۔ اس کا تو مطلب ہے کہ جو کچھ ہم سمجھ رہے ہیں وہ صرف سطحی ہے ـــــ اس تنظیم کا مشن تو ملک کو مکمل طور پر تباہ کرنا ہے" سر حسین احمد اب بُری طرح پریشان ہو چکے تھے۔

"اوہ ـــــ اب میری سمجھ میں بھی یہ بات آئی ہے کہ آخر کافرستان کے وزیر اعظم نے کیوں یہ دھمکی دی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو درمیان میں نہ لایا جائے ـــــ ورنہ انہیں کیا ضرورت تھی خاص طور پر ایسا پیغام دینے کی" ـــــ سر سلطان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ سر سلطان کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون بج اٹھا ـــــ سر سلطان نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــــ سلطان سپیکنگ" ـــــ سر سلطان نے باوقار لہجے میں کہا۔

"صدر مملکت سے بات کریں جناب" ـــــ دوسری طرف سے صدر مملکت کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی، اور صدر مملکت کا نام سن کر عمران سمیت سب چونک پڑے ـــــ کیوں کہ اس

وقت صدر مملکت کی براہِ راست کال کا مطلب تھا کہ کوئی اہم اور خاص مسئلہ درپیش ہے۔

"ہیلو" ـــــ چند لمحوں بعد صدر مملکت کی گمبھیر آواز رسیور پر ابھری۔

"یس سر ـــــ میں سلطان بول رہا ہوں" ـــــ سر سلطان نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر حسین احمد آپ کے پاس موجود ہیں" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"یس سر ـــــ موجود ہیں ـــــ کیا میں انہیں رسیور دوں" سر سلطان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں ـــــ بھاشانہ کے صدر ان سے فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کال کیا تھا کہ میں ان کا رابطہ سر حسین احمد سے کرا دوں ـــــ میرا خیال تھا کہ وہ آپ کے پاس موجود ہوں گے۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے چیک کر لوں ـــــ آپ ہولڈ آن کریں وہ بات کریں گے" صدر مملکت نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب" ـــــ سر سلطان نے کہا۔

اور سر حسین احمد اپنا ہونٹ چبانے لگے۔ ان کے چہرے پر شکنوں کا جال سا پھیل گیا تھا ـــــ ظاہر ہے صدر کی اس کال کا مطلب تھا کہ بھاشانہ میں کوئی اہم واقعہ ہوا ہے۔

"آپ کے صدر بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ سر سلطان نے

بڑے سنجیدہ انداز میں رسیور سر حسین احمد کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

اور سر حسین احمد نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور لے لیا۔ عمران اس دوران آنکھیں بند کئے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کی فراخ پیشانی پر بھی شکنیں نمودار ہو رہی تھیں جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہو۔

"ہیلو ــــــ" چند لمحوں بعد ہی رسیور میں بھاشانہ کے صدر کی مخصوص آواز گونجی۔

"یس سر ــــــ میں حسین احمد بول رہا ہوں"

سر حسین احمد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر حسین ــــــ یہاں غضب ہو گیا ہے۔ پورے ملک میں ہنگامی حالات کا اعلان کرنا پڑ گیا ہے۔ حالات بے حد بگڑ گئے ہیں ــــــ بی۔ ایل پارٹی نے اپنے ملک کے تمام حلقہ چیئرمینوں کا خفیہ اجلاس بلایا تھا تاکہ موجودہ ملکی صورت حال کا جائزہ لے کر پارٹی پالیسی کا اعلان کیا جائے ــــــ اور مجرموں نے پوری عمارت کو ہی ڈائنامیٹ سے اڑا دیا ہے۔ سات سو افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوئے ہیں ــــــ پوری پارٹی ختم ہو گئی ہے۔ پورے ملک میں شدید خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ آپ فوراً واپس آئیں تاکہ اب مجرموں کے مقصد کا اعلان کیا جا سکے ــــــ میرے خیال میں اب اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں رہا" ــــــ بھاشانہ کے صدر نے کہا۔

"اوہ ــــــ ویری بیڈ ــــــ اوہ واقعی یہ انتہائی دردناک واقعہ ہے ــــــ اوہ بہتر سر ــــــ میں فوراً پہنچ رہا ہوں"

سر حسین احمد نے کہا۔

"ہاں ــــــ اب تم واپس آجائیے۔ اب حالات ہمارے کنٹرول سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ میں مستعفی ہو جاؤں" ــــــ صدر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب ــــــ اتنی مایوسی کی ضرورت نہیں ہے ــــــ لیکن جناب ...." ــــــ سر حسین احمد کی سمجھ میں نہ آرہا تھا کہ خود وہ کیا کہے۔

اسی لمحے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران نے اچانک سر حسین احمد کے ہاتھ سے رسیور جھپٹ لیا ــــــ سر حسین احمد حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔

"ہیلو جناب صدر ــــــ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کا خصوصی نمائندہ بول رہا ہوں۔ میرا نام علی عمران ہے جناب ــــــ کسی بھی حکومت کے لائق یہ بات نہیں کہ وہ مجرموں کے سامنے اس طرح شکست کا اعلان کر دے ــــــ اس طرح تو حکومت ایک روز بھی نہیں چل سکتی۔ جناب سر حسین احمد صاحب نے مجھے پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا ہے ــــــ اور موجودہ ہولناک واقعے کے متعلق میں نے بھی سن لیا ہے۔ آپ حوصلہ رکھیئے اور بجائے مجرموں کے مقصد کا اعلان کرنے کے ان سے مقابلہ کرنے

کے لئے قوم کو ابھار دیئے۔ باقی رہے مجرم تو انہیں ہم پر چھوڑ دیجئے۔ ہم خود ان کا بندوبست کر لیں گے"۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مسٹر علی عمران۔۔۔ اچھا ہوا آپ نے براہِ راست مجھ سے بات کر لی۔ حالات انتہائی بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ اور مجھے یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ کافرستان نے بھاشانہ پر بھرپور ایکشن کرنے کے لئے تیاری شروع کر دی ہے۔۔۔ وہ شاید ہمسایہ ملک میں بدامنی اور گڑبڑ کو روکنے کے لئے پولیس ایکشن کا بہانہ بنانا چاہتے ہیں۔۔۔ جب کہ مجرموں کے متعلق کوئی کلیو نہیں مل رہا۔ ایسے حالات میں سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ فوری طور پر مجرموں کے مقصد کا اعلان جاری کر دیا جائے۔۔۔ بعد میں حالات سنبھلنے پر اس کے متعلق مزید غور کر لیا جائے گا۔ میں نے آپ کے محترم صدر سے بھی ابھی بات کی ہے"۔۔۔ بھاشانہ کے صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔۔۔ آپ ایک ہفتہ تک اس اعلان کو روکیے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اندر مجرم بھاشانہ قوم کے سامنے پیش کر دیئے جائیں گے۔۔۔ اور اگر اسے گستاخی نہ سمجھا جائے تو میں یہ عرض کر دوں کہ آپ کے اس اعلان کے بعد صورتِ حال سنبھلے گی نہیں بلکہ اور زیادہ بگڑ جائے گی۔ مجرموں کی سازش بے حد گہری ہے۔۔۔ ان کا مشن صرف یہیں تک ہی محدود نہیں ہے"۔۔۔ علی عمران نے بڑے

باوقار لہجے میں کہا۔

"کیا آپ ایک ہفتے کے اندر اس قدر خوف ناک مجرموں کو پکڑ سکتے ہیں۔۔۔ نہیں یہ ناممکن ہے۔ اس قدر خوف ناک اور منظم تنظیمیں اتنی جلدی گرفت میں نہیں آ سکتیں۔۔۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مداخلت کی تو کافرستان اسے بہانہ بنا لے گا۔۔۔ وہ اس معاملے میں پہلے ہی بڑے واضح الفاظ میں ہمیں دھمکی دے چکا ہے"۔۔۔ بھاشانہ کے صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب۔۔۔ میں ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں۔ باقی رہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مداخلت کا مسئلہ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہرگز مداخلت نہیں کرے گی۔۔۔ اس طرح کافرستان کو کوئی بہانہ نہ مل سکے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اگر آپ کو میری بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔ تو آپ سر سلطان صاحب سے بات کر لیجئے۔۔۔ ہمارے صدر صاحب سے بات کر لیجئے وہ یقیناً آپ کو میری بات کا یقین دلا دیں گے"۔۔۔ عمران نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"نہیں۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کا لہجہ ہی بتا رہا ہے کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں آپ وہ کر سکتے ہیں۔۔۔ ٹھیک ہے میں ایک ہفتہ تک رک جاتا ہوں۔ لیکن آپ کے ذہن میں آخر طریقہ کار کیا ہے"۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب گستاخی معاف۔۔۔ طریقہ کار کی وضاحت میں نہیں کر

سکتا۔ اس طرح بات مجرم تنظیم تک پہنچ جائے گی۔ بہرحال اس بات کا یقین رکھیے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کوئی مداخلت نہیں کرے گی ـــــ اس کے علاوہ بھی دیگر ذرائع ہیں جن سے کام لیا جا سکتا ہے"ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"او کے ـــــ سر حسین احمد سے میری بات کرائیے"

بھاشانہ کے صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور مجسمے کی صورت میں خاموش بیٹھے سر حسین احمد کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ ـــــ یس سر"ـــــ سر حسین احمد نے چونک کر رسیور پکڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا ہمیں ایک ہفتہ مزید رک جانا چاہیے۔ جب کہ حالات روز بروز بگڑتے جا رہے ہیں"ـــــ بھاشانہ کے صدر نے سر حسین احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

دراصل وہ علی عمران کے متعلق سر حسین احمد سے وضاحت طلب کر رہے تھے ـــــ لیکن ظاہر ہے انداز سیاسی ہی تھا۔

"بالکل جناب ـــــ عمران صاحب سے میری ملاقات ہوئی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں جناب کہ وہ حیرت انگیز صلاحیتوں کے مالک ہیں"ـــــ سر حسین احمد نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے یوں شرما کر سر جھکا لیا جیسے کسی کنواری لڑکی کی بھری محفل میں تعریف کر دی گئی ہو۔

"ٹھیک ہے ـــــ بہرحال آپ جلد واپس آ جائیے۔ گڈ بائی"

صدر نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سر حسین احمد نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"شکریہ جناب ـــــ آخر میں بدو کھانے میں کامیاب ہو ہی گیا اب تو میرا جنازہ بھی جائز ہو جائے گا۔ کیوں جناب ہیڈ کنگ صاحب" عمران نے ایک بار پھر سنجیدگی کو خیر آباد کہتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر دوبارہ حماقتوں کا نقاب چڑھ گیا تھا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ـــــ عمران نے اگر ایک ہفتے کا وقت مقرر کر دیا ہے تو آپ یقین کیجیے مجرموں کے دن گنے جا چکے ہیں" سر سلطان نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے سر حسین احمد سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ایک ہفتہ ـــــ چلو ایک ہفتہ بھی گزر ہی جائے گا۔ چلو دن تو گنے ہی گئے۔ آج تک جب بھی میری باری آتی تھی۔ ہر ایک کو گنتی ہی بھول جاتی تھی"ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور سر حسین احمد حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے۔ وہ یقیناً ایک بار پھر الجھن سی محسوس کرنے لگے تھے۔

"اچھا جناب ـــــ آپ دونوں تو اب مجھ سے بات ہی نہیں کرتے۔ مجھے اجازت دیجیے میں نے بارات کا انتظام بھی کرنا ہے۔ سو پر فیاض سے کچھ رقم ادھار مانگنی پڑے گی ـــــ اپنا تو بس یہی حال ہے کہ جو کمایا کھا لیا بلکہ میں نے کمایا اور میرے باورچی نے کھا لیا"ـــــ عمران نے کہا۔

"ارے ـــــ کم از کم یہ تو بتلائیے کہ آخر آپ نے کیا سوچا ہے"

سر حسین احمد نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"سوچنا کیا ـــ بارات پہنچ جائے گی۔ ایک ہفتہ بعد آپ سے ملاقات ہو گی۔ البتہ مولوی کا انتظام آپ کو کرنا ہو گا بائی بائی"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا ـــ اور سر حسین احمد حیرت سے ـــ اُسے یوں واپس جاتے دیکھتے رہ گئے۔

"آپ بے فکر رہیں جناب ـــ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اس کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھیں" ـــ سر سلطان نے سر حسین احمد سے مخاطب ہو کر کہا۔

"حیرت ہے ـــ میں نے بھی دنیا دیکھی ہے۔ مگر اس نوجوان کی ٹائپ کم از کم میری سمجھ میں نہیں آئی" ـــ سر حسین احمد نے کہا۔

"آپ ہی کیا۔ اسے آج تک کوئی بھی نہیں سمجھ سکا"

سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور سر حسین احمد کاندھے اچکا کر رہ گئے۔

کرنل شریف نے ٹین آباد کے پہلے چوک پر ہی کار
ں دی اور پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آئے ـــ کیپٹن تیزی
ا نیچے اتر آیا تھا۔ اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے
ئے ـــ ان کی نظریں سڑک کے دونوں اطراف میں موجود
ائشی کوٹھیوں کے نمبروں پر جمی ہوئی تھیں ـــ تھوڑی سی
ر بعد انہیں کوٹھی نمبر بارہ نظر آگئی۔ یہ ایک خاص بڑی عمارت
تی جس کی دیواریں کسی قلعے کی طرح اونچی تھیں ـــ پھاٹک پر
اکٹر سبطین کی نیم پلیٹ موجود تھی جس کے نیچے ڈگریوں کی لمبی چوڑی
طار بھی صاف نظر آ رہی تھی ـــ ان کے وہاں پہنچنے کے چند ہی
محوں بعد چار کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئی وہاں پہنچیں۔ اور پھر
ان میں سے سیکرٹ سروس کے ممبران نکلنے لگے ـــ ان کی
مقدار دس کے قریب تھی۔ ان سب کی بغلوں میں موجود اسلحہ

بتلا رہے تھے کہ انہوں نے کوٹ کے اندر مشین گنیں چھپائی ہوئی ہیں۔

"حکم سر" ——— ان میں سے ایک نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"سامنے والی کوٹھی پر ریڈ کرنا ہے۔ اس کے گرد پھیل جاؤ۔ دیوار پر چڑھنے کا سامان اپنے ساتھ رکھنا ——— میں اور کیپٹن تمیزی پہلے اندر جائیں گے۔ جب ضرورت ہو گی میں تمہیں واچ کاشن دے دوں گا۔ اس کے بعد کارروائی کا آغاز ہو جائے گا" ——— کرنل شریف نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے پیچھے اور پھر سڑک پار کر کے وہ تیزی سے کوٹھی کی سائیڈ گلیوں میں گھسے چلے گئے ——— وہ چوں کہ پہلے سے ہی فل ریڈ کے لئے تیار ہو کر آئے تھے۔ اس لئے سب متعلقہ سامان ان کی جیبوں میں موجود تھا۔

"آؤ کیپٹن ——— ریوالور تمہارے پاس ہے نا" ——— کرنل شریف نے کہا۔

"یس سر" ——— کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کرنل شریف لمبے لمبے ڈگ بھرتا سڑک پار کر کے کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ گیا ——— پھاٹک بند تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ وہ کافی دیر تک اُسے دباتا رہا پھر اس نے ہاتھ ہٹا لیا ——— تھوڑی دیر بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی نوجوان نے باہر جھانکا۔ اس کے چہرے پر غصے کے آثار نمایاں تھے۔

"کیا بات ہے" اس نے ان دونوں کو دیکھتے ہی باہر قدم رکھتے

ہوئے کہا۔

مگر دوسرے ہی لمحے چٹاخ کی زوردار آواز گونجی اور نوجوان ہوا پہلو کے بل زمین پر جا گرا ——— کرنل شریف کا بھرپور تھپڑ اس کے منہ پر پڑا تھا۔

"اسے سنبھالو" ——— کرنل شریف نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اچھل کر اس ذیلی کھڑکی سے کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی کیپٹن تمیزی بھی اس نوجوان کو اندر دھکیلتا ہوا پہنچ گیا ——— اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ اور نوجوان ریوالور کی وجہ سے بری طرح سہما ہوا تھا ——— کوٹھی بالکل خالی نظر آ رہی تھی۔ البتہ پورچ میں گولڈن کلر کی ایک نئی کار موجود تھی۔ جب کہ آدمی کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔

"کہاں ہے ڈاکٹر" ——— کرنل شریف نے مڑ کر اس نوجوان سے کہا۔

"وہ اندر ہیں جناب" ——— نوجوان نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا ایک گال سرخ ہو رہا تھا جب کہ اس کی آنکھوں سے دہشت کے آثار نمایاں تھے۔

"اور کون ہے" ——— کرنل شریف نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اور کوئی نہیں ہے جناب ——— وہ لائبریری میں ہیں جناب" نوجوان نے دہشت زدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ایک ہی بھرپور تھپڑ نے اُسے پوری طرح سیدھا کر دیا تھا۔

"تو چلو ان کے پاس لے چلو ـــــ یاد رکھو اگر ذرا بھی غلط حرکت کی تو گولی مار دوں گا" ـــــ کرنل شریف نے بھی جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"گگ ـــــ گگ ـــــ کوئی حرکت نہ کروں گا" ـــــ نوجوان نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ کوئی سیدھا سادھا سا ملازم لگتا تھا ـــــ اس لئے کچھ ضرورت سے زیادہ ہی خوف زدہ نظر آ رہا تھا۔

اور پھر وہ اس ملازم کی رہنمائی میں چلتے ہوئے عمارت کے اندر داخل ہوئے ـــــ اور تھوڑی دیر بعد ایک راہ داری سے گزر کر وہ ایک دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔

"صاحب اندر ہیں" ـــــ نوجوان نے مڑ کر دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"دستک دو" ـــــ کرنل شریف نے غراتے ہوئے کہا اور نوجوان نے جلدی سے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"کیا بات ہے ارشد" ـــــ اندر سے ایک لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"دو صاحب آپ سے ملنے آئے ہیں" ـــــ نوجوان نے جس کا نام شاید ارشد تھا سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ ـــــ میں آ رہا ہوں" ـــــ اندر سے وہی لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

مگر اسی لمحے کرنل شریف نے پوری قوت سے دروازے پر

لات جما دی۔ وہ آج انتہائی جارحانہ موڈ میں تھا۔ یہ شاید اب تک کی مسلسل ناکامی کا ردعمل تھا۔

کرنل شریف کے لات مارتے ہی دروازے کے دونوں پٹ ایک دھماکے سے کھل گئے ـــــ وہ شاید اندر سے بند نہ تھے۔

دروازہ کھلتے ہی کرنل شریف ریوالور سنبھالے اچھل کر اندر داخل ہوا۔ جب کہ کیپٹن تمیزی ان کے بعد ارشد کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"خبردار ـــــ اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا" ـــــ کرنل شریف نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا۔

اور سامنے ایک کونے میں بیٹھا ہوا سفید بالوں اور سفید داڑھی والا خاصا بوڑھا آدمی جس کی آنکھوں پر سنہرے رنگ کے پتلے فریم والی بڑی نفیس سی عینک موجود تھی ـــــ عینک کے اندر سے آنکھیں پھاڑے ان کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے آثار پھیل گئے تھے۔

"گگ ـــــ کون ہو تم" ـــــ بوڑھے نے حیرت اور قدرے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"میں سیکرٹ سروس کا چیف کرنل شریف ہوں" ـــــ کرنل شریف نے اس کے قریب پہنچتے ہی کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کا چیف ـــــ کیا مطلب ـــــ کیا سیکرٹ سروس کا چیف اس طرح کسی معزز آدمی سے ملنے آتا ہے" ـــــ بوڑھے نے جو شاید اب اپنے آپ کو سنبھال چکا تھا، انتہائی طنزیہ

لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو بوڑھے" ۔۔۔۔ کرنل شریف نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھا کر بوڑھے کی پتلی سی گردن پکڑی اور ایک زوردار جھٹکا دیا ۔۔۔۔ بوڑھا بڑی طرح چیختا ہوا کرسی سے اٹھ کر کمرے کے درمیان قالین پر آگرا۔ اس کی عینک اڑ کر کہیں دور جا گری ۔۔۔۔ اور عین اسی لمحے نوجوان نے انتہائی پھرتی سے ہاتھ مارا اور دوسرے لمحے وہ کیپٹن تمیزی کے ہاتھ سے ریوالور چھینتا ہوا پیچھے ہٹ گیا۔

"خبردار" ۔۔۔۔ نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔

مگر کرنل شریف اس نوجوان سے کہیں زیادہ تیز نکلا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر نوجوان پر فائر کر دیا ۔۔۔۔ اور نوجوان جو ابھی ریوالور والا ہاتھ سیدھا ہی کر رہا تھا چیختا ہوا الٹ کر پشت کے بل قالین پر جا گرا ۔۔۔۔ گولی اس کے سینے میں لگی تھی۔ اس کے نیچے گرتے ہی کیپٹن تمیزی اس پر جھپٹا اور اس نے اس کے ہاتھ سے نکلنے والا اپنا ریوالور دوبارہ جھپٹ لیا۔

"گگ ۔۔۔۔ گگ ۔۔۔۔ تم نے اسے مار ڈالا ۔۔۔۔ غریب کو مار ڈالا" ۔۔۔۔ قالین پر گرے ہوئے بوڑھے کی آنکھیں یوں پھٹی ہوئی تھیں جیسے اس کی آنکھوں کے سامنے یک لخت اندھیرا چھا گیا ہو ۔۔۔۔ اور وہ دیکھنے کے لئے آنکھیں پھاڑ رہا ہو۔ نوجوان صرف چند لمحے ہی تڑپ سکا اور پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔

"تمہارا بھی یہی حشر ہو سکتا ہے بڈھے" ۔۔۔۔ کرنل شریف

نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔۔ مگر تم کیا چاہتے ہو ۔۔۔۔ تم تو سیکرٹ سروس کے چیف ہو" ۔۔۔۔ بوڑھے نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔

"تم ڈاکٹر سبطین ہو" ۔۔۔۔ کرنل شریف نے جھک کر ایک بار پھر بوڑھے کو گردن سے پکڑ کر اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور اب بوڑھا اس کے ہاتھوں میں لٹکا بری طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا۔ اس کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا تھا ۔۔۔۔ اور اس کا منہ ایسے کھلا ہوا تھا جیسے وہ جبراً سانس لینے کی کوشش کر رہا ہو ۔۔۔۔ شاید اس کی پتلی سی گردن کرنل شریف کے بھاری پنجے میں اس طرح دب گئی تھی کہ اس کا سانس بند ہو گیا تھا۔ کرنل شریف نے اسے دوبارہ کرسی پر پھینک دیا ۔۔۔۔ یہ وہ ایزی چیئر تھی جس میں آدمی تقریباً لیٹ جاتا ہے اور مطالعے کے لئے خصوصی طور پر تیار کی جاتی ہے۔

"بولو ۔۔۔۔ کون ہو تم" ۔۔۔۔ کرنل شریف نے اسے کرسی پر پھینکتے ہوئے کہا۔

بوڑھا چند لمحے تو دونوں ہاتھوں سے بے اختیار اپنی گردن مسلتا رہا ۔۔۔۔ جب اس کا بگڑا ہوا چہرہ قدرے درست ہوا تو کھلا ہوا منہ بند ہوا۔

"ہاں ۔۔۔۔ میں ڈاکٹر سبطین ہوں ۔۔۔۔ مم ۔۔۔۔ مگر"

ڈاکٹر سبطین نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے چٹاخ کی آواز کے ساتھ اس کے حلق سے

ایک چیخ نکل گئی۔ کرنل شریف نے اس کے منہ پر تھپڑ کھینچ مارا تھا۔

"بولو ــــ ڈیوڈ تمہیں کیوں فون کرتا تھا ــــ کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے" ــــ کرنل شریف نے ریوالور کی نال اس کی گردن میں گھسیڑتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"ڈیوڈ ــــ فون ــــ تنظیم ــــ کک ــــ کیا مطلب۔ میں تو کسی ڈیوڈ کو نہیں جانتا" ــــ بوڑھے ڈاکٹر نے حیرت بھرے انداز میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے وہ ایک بار پھر چیختا ہوا وہیں کرسی پر ہی پھڑکنے لگا ــــ کرنل شریف نے اس بار بھرپور قوت سے تھپڑ مارا تھا۔

"سچ اگل دو بڈھے ــــ ورنہ ریشہ ریشہ علیحدہ کر دوں گا" بولو یہ کون سی تنظیم ہے جو ملک کو تباہ کر رہی ہے۔ خبردار اگر اب کہا کہ میں کسی کو نہیں جانتا ــــ سچ سچ بول دو ورنہ" ــــ کرنل شریف نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک نمایاں تھی ــــ انداز ایسا تھا کہ اس بار وہ بوڑھے ڈاکٹر کو کچا ہی چبا جائے گا۔

"مم ــــ میں اس ملک کا معزز شہری ہوں۔ تم اس طرح مجھ پر تشدد نہیں کر سکتے۔ میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں۔ میں کچھ نہیں جانتا" ــــ بوڑھے ڈاکٹر نے جواب میں رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"سنو معزز شہری ــــ اس وقت پورا ملک تمہاری تنظیم کے ہاتھوں تباہ ہو رہا ہے۔ ہزاروں شہری ہلاک ہو چکے ہیں اور کروڑوں دہشت زدہ ہیں ــــ اس لئے تم پہ رحم کھانا ملک کے ساتھ ظلم ہے۔ میں تم جیسے بڈھے طوطوں کو اچھی طرح جانتا ہوں ــــ اوانگا ہوٹل سے غیر ملکی ڈیوڈ تمہارے نمبر پہ فون کرتا رہتا تھا۔ یہ بات یقینی ہے۔ اور ڈیوڈ کا تعلق مجرم تنظیم سے ہے۔ یہ بات بھی طے ہے ــــ چنانچہ اس بار اگر تم نے سیدھی طرح بات کرنے کی بجائے بکواس کی تو الٹا لٹکا کر ناک میں مرچیں چڑھا دوں گا سمجھے ــــ بکو ــــ کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے" کرنل شریف نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کی تیز نظریں ڈاکٹر کے چہرے پہ جمی ہوئی تھیں۔

"میرے فون پہ ــــ اوہ یہ ناممکن ہے ــــ یقین کرو میرا کسی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو بس مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ ریٹائر ہوں ــــ صدر مملکت مجھ سے اچھی طرح واقف ہیں" ــــ بوڑھے ڈاکٹر نے کہا۔

"صدر کا رعب مجھے مت دو۔ ان سے تو اب تمہاری روح کی ہی ملاقات ہو سکتی ہے ــــ ٹھیک ہے مت بتاؤ ابھی جب تمہارا ریشہ ریشہ علیحدہ ہو گا تو تم خود ہی بکواس کرو گے" کرنل شریف نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے تیزی سے ریوالور جیب میں ڈالا ــــ اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلی دھار کا خنجر نکال لیا۔

"اب میں دیکھتا ہوں تم میں کتنی جان ہے"۔۔۔۔ کرنل شریف نے کہا۔ اور اس سے پہلے کہ ڈاکٹر کچھ کہتا اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور ڈاکٹر سبطین کی ہولناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ کرنل شریف نے بڑی بے دردی سے بوڑھے ڈاکٹر کا دایاں کان کاٹ ڈالا۔۔۔۔ اس کے تیز خنجر نے بڑی صفائی سے کان کو جسم سے علیحدہ کر دیا تھا۔ ڈاکٹر بری طرح پھڑکتا ہوا ایک لحنت کرسی پر ہی ساکت ہو گیا۔۔۔۔ کرنل شریف نے جلدی سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھا۔ دوسرے لمحے اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے۔۔۔۔ ڈاکٹر مرا نہیں تھا بلکہ بے ہوش ہوا تھا۔ اس کے دائیں کان کی جگہ سے خون بہت تیزی سے بہہ رہا تھا۔ جب کہ اس کا کان ایک طرف قالین پر گرا پڑا تھا۔۔۔۔ بوڑھے ڈاکٹر کا چہرہ تکلیف کی شدت سے بری طرح مسخ ہو چکا تھا۔

"کیپٹن۔۔۔۔ میں جب تک اس بوڑھے کا آپریشن کروں تم اس کوٹھی کی مکمل تلاشی لے ڈالو۔۔۔۔ اور سنو۔۔۔۔ باقی ساتھیوں کو بھی اندر بلا لو۔ مگر ریڈ کاشن نہ دینا۔ ورنہ وہ فائرنگ کرتے اور بم مارتے اندر گھس آئیں گے"۔۔۔۔ کرنل شریف نے مڑ کر کیپٹن تمیزی سے مخاطب ہو کر کہا جو کرنل شریف کے اس بے دردانہ تشدد پر خود بھی سہما ہوا سا کھڑا تھا۔

"بہتر جناب"۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے تیزی سے کہا۔ اور پھر مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔

کرنل شریف نے خنجر کو بائیں ہاتھ میں پکڑا اور پھر انتہائی تیز رفتاری

سے بوڑھے ڈاکٹر کے چہرے پر تھپڑوں کی بارش کرنی شروع کر دی۔۔۔۔ چند ہی تھپڑ کھانے کے بعد ڈاکٹر کے جسم کو حرکت ہوئی۔ اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔۔۔۔ اور مسخ شدہ چہرہ اور زیادہ مسخ ہونے لگا۔ ساتھ ہی اس نے چیخنا شروع کر دیا۔

"بند کرو یہ چیخیں۔۔۔۔ تمہاری چیخیں سننے یہاں کوئی نہیں آئے گا"۔۔۔۔ کرنل شریف نے ایک بار پھر پوری قوت سے اس کے گال پر تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔۔۔۔ اور بوڑھا ڈاکٹر یوں سہم کر خاموش ہو گیا جیسے چابی بھرا ہوا کھلونا چابی ختم ہو جانے پر ساکت ہو جاتا ہے۔۔۔۔ البتہ اس کی آنکھوں سے بے پناہ دہشت کا اظہار نمایاں تھا۔ اس کا جسم مسلسل جھٹکے لے رہا تھا۔

کرنل شریف نے اس بار خون آلود خنجر اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔

"بولو۔۔۔۔ کس تنظیم سے تمہارا تعلق ہے۔۔۔۔ بولو"۔ کرنل شریف کے لہجے میں بھوکے بھیڑیے جیسی غراہٹ تھی۔

"مم۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ مجھے تنظیم کا پتہ نہیں۔ مجھے تو جان ہنٹ نے کہا تھا کہ اس کا دوست جو پیغام دے وہ میں تم سے پوچھ لوں گا۔۔۔۔ کیوں کہ سفارت خانے میں براہِ راست کسی غیر متعلق کا فون آنا ان کی عزت و وقار کے خلاف ہے"۔۔۔۔ بوڑھے ڈاکٹر نے ہچکیاں لیتے اور کراہتے ہوئے کہا اور کرنل شریف کی آنکھوں میں کامیابی کی چمک ابھر آئی۔

"جان ہنٹ ـــــ کون ہے یہ" ـــــ کرنل شریف نے لہجے کو اور زیادہ کرخت کرتے ہوئے کہا۔

"ولیسٹرن کارمن سفارت خانے کا چیف سیکرٹری ہے۔ میرا کلاس فیلو رہا ہے۔ میرے اس سے بے حد دیرینہ تعلقات ہیں" بوڑھے ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ہونہہ ـــــ کیا پیغام دیتا تھا یہ ڈیوڈ ـــــ اور کب پوچھتا تھا یہ جان ہنٹ" ـــــ کرنل شریف نے کہا۔

"ڈیوڈ نہیں ـــــ پیغام دینے والے کا نام لارنس تھا۔ بس پیغام بھی ہوتے تھے کہ نوکری نہیں ملی ـــــ کچھ کرو ـــــ کبھی یہ کہ رقم کم ہو گئی ہے اور بھجواؤ ـــــ کبھی یہ کہ میں بیمار رہوں کسی اچھے سے ڈاکٹر کا پتہ بتاؤ ـــــ بس اس قسم کے پیغام ہوتے تھے۔ جو میں سن کر ڈائری پر نوٹ کر لیتا تھا اور جب جان ہنٹ فون کرتا تھا تو میں پیغام دوہرا دیتا تھا بس" ـــــ بوڑھے ڈاکٹر نے کہا۔

"کہاں ہے وہ ڈائری جس پر تم پیغام نوٹ کرتے تھے" کرنل شریف نے کہا۔

"میز کی دراز میں ہے سرخ رنگ کی جلد والی ڈائری ہے" ڈاکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کا لہجہ بے حد کمزور تھا۔

"ہونہہ ـــــ تم نے پوچھا نہیں اس جان ہنٹ سے کہ وہ ایسے پیغام اس کی معرفت کیوں سنتا ہے ـــــ ایسے بے ضرر پیغام تو سفارت خانے میں براہ راست دیئے جا سکتے ہیں" کرنل شریف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں نے پوچھا تھا ـــــ وہ کہتا تھا کہ لارنس اس کی پرسنل گرل فرینڈ کا بھائی ہے۔ اس کے پاس ایسے فوٹو ہیں جن سے وہ اُسے نوکری سے نکلوا سکتا ہے" ـــــ ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"ہونہہ ـــــ ٹھیک ہے ـــــ چلو اس جان ہنٹ کو فون کرو۔ اور اُسے کہو کہ وہ فوراً تمہاری کوٹھی پر پہنچے۔ اور سنو ـــــ کچھ بھی کہو۔ بہرحال اُسے دس منٹ کے اندر یہاں ہونا چاہیئے۔ اور اگر تم نے اُسے کوئی اشارہ کرنے کی کوشش کی تو یاد رکھو بڈھے ـــــ ایک ایک ہڈی توڑ ڈالوں گا" ـــــ کرنل شریف نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم ـــــ مم ـــــ مجھے پانی پلاؤ ـــــ میرا دل ڈوب رہا ہے" ڈاکٹر نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے پانی" ـــــ کرنل شریف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"غسل خانے میں ـــــ وہاں جگ ہے" ـــــ ڈاکٹر نے بڑے کمزور سے انداز میں شمالی سمت ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ـــــ اور کرنل شریف نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا۔ دوسرے لمحے اس نے ڈاکٹر کو بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھا کر باتھ روم کی طرف گھسیٹنے لگا۔

"تم مجھے ڈاج دینا چاہتے ہو ـــــ مجھے کرنل شریف کو ـــــ جو سیکرٹ سروس کا چیف ہے کہ میں باتھ روم میں تمہارے لئے پانی لینے جاؤں اور تم فرار ہو جاؤ" ـــــ کرنل شریف نے غراتے

ہوئے کہا۔

لیکن بوڑھے ڈاکٹر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شاید کافی خون بہہ جانے کی صورت میں جواب دینے کے بھی قابل نہ رہا تھا۔

کرنل شریف اُسے گھسیٹتا ہوا باتھ روم میں لے آیا۔ اور پھر اس نے سب سے پہلے جگ میں پانی ڈال کر ڈاکٹر کے منہ سے جگ لگا دیا ــــ ڈاکٹر یوں پانی پینے لگا جیسے یہاں اونٹ پانی پیتا ہے۔ اُسی لمحے کرنل کی نظریں باتھ روم میں رکھے ہوئے ایمرجنسی میڈیکل باکس پر پڑیں تو اس نے وہ باکس اٹھایا۔

"میں تمہارے کٹے ہوئے کان کی بینڈیج کر دیتا ہوں۔ کہیں اور زیادہ خون بہنے سے تم آسان موت نہ مر جاؤ" ــــ کرنل شریف نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے ڈاکٹر کے کان کی بینڈیج کر دی ــــ البتہ اس دوران وہ ڈاکٹر کی طرف سے کسی بھی ردعمل کے مقابلے کے لئے پوری طرح چوکنا تھا۔ لیکن ڈاکٹر بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا ــــ اس کا چہرہ بُری طرح بجھا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ذہنی طور پر اپنی موت کو قبول کر چکا ہو۔

"آؤ اب فون کرو ــــ سنو ڈاکٹر ــــ میں نے تمہارے ساتھ جو کچھ کیا ہے۔ صرف ملکی سلامتی کے لئے کیا ہے۔ ورنہ مجھے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے ــــ اب بھی اگر تم جان ہنٹ کو سامنے لے آؤ تو میں سمجھ لوں گا کہ تمہیں صرف استعمال کیا گیا ہے۔ تمہیں اصل صورت حال کا علم نہ تھا۔ اس لئے تم بے گناہ ہو ــــ ایسی صورت میں تمہاری جان بخشی کی جا سکتی ہے اور تمہارے معاملے کو مزید نہیں

اچھالا جائے گا اور ڈاکٹر کم از کم اتنا تو تم بھی سمجھتے ہو کہ زندگی کے بدلے ایک کان کا سودا کچھ اتنا مہنگا بھی نہیں ہے"

کرنل شریف نے ڈاکٹر کو بازو سے پکڑ کر باتھ روم سے باہر لے آتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں کہا ــــ اُسی لمحے کیپٹن تمیزی اندر داخل ہوا۔

"باس ــــ ہم نے مکمل تلاشی لے لی ہے۔ کوئی مشکوک چیز نہیں ملی" ــــ کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ تم اپنے آدمیوں کو لے کر اس کوٹھی میں چھپ جاؤ۔ میں ایک مجرم کو یہاں بلوا رہا ہوں۔ ہم نے اُسے زندہ گرفتار کرنا ہے" ــــ کرنل شریف نے کہا۔

"بہتر" ــــ کیپٹن تمیزی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"چلو ــــ فون کرو ــــ بہر حال جان ہنٹ کو دس منٹ کے اندر اس کوٹھی میں موجود ہونا چاہیئے" ــــ کرنل شریف نے ڈاکٹر کو میز کے قریب رکھی ہوئی آفس چیئر پر بٹھاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر نے رسیور اٹھا لیا ــــ اور آہستہ آہستہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ کرنل شریف بغور ان نمبروں کو دیکھ رہا تھا۔ تاکہ بعد ازاں بھی انہیں استعمال کرنا پڑے تو کر سکے۔

"یس ــــ ویسٹرن کارمن ایمبیسی" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"میں ڈاکٹر سبطین بول رہا ہوں ــــ جان ہنٹ صاحب سے

میری بات کرائیں" ۔۔۔ ڈاکٹر نے آہستہ سے کہا۔

"یس سر ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور ڈاکٹر خاموش ہو گیا۔ کرنل شریف خنجر پکڑے اس کے سر پر سوار تھا۔

"جان ہنٹ بول رہا ہوں ۔۔۔ ڈاکٹر خیریت ۔۔۔ اس وقت کیسے فون کیا" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"جان ہنٹ ۔۔۔ فوراً میرے پاس پہنچو۔ میرا دم نکل رہا ہے مجھے ہارٹ اٹیک ہوا ہے ۔۔۔ پلیز ۔۔۔ جلدی کرو۔ میں کچھ ضروری باتیں تم سے کرنا چاہتا ہوں۔ پلیز جلدی" ۔۔۔ ڈاکٹر سبطین نے انتہائی ڈوبتے ہوئے لہجے میں یوں رک رک کر کہا جیسے اُسے ایک ایک لفظ بولنے کے لئے خاصی تکلیف اٹھانی پڑ رہی ہو۔

"ہارٹ اٹیک ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ تم نے ڈاکٹر کو بلایا ہے"

دوسری طرف سے جان ہنٹ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر اب کچھ نہیں کر سکتے ۔۔۔ تم آجاؤ ۔۔۔ فوراً آجاؤ......"

"پپ ۔۔۔ پپ ۔۔۔ پلیز" ۔۔۔ ڈاکٹر نے آخر میں جان بوجھ کر فقرے کو یوں توڑ دیا جیسے بس اس سے زیادہ بولنے کی اس میں ہمت نہیں ہے ۔۔۔ اور کرنل شریف نے اس کے ہاتھ سے رسیور پکڑ کر کریڈل پر رکھ دیا۔

"گڈ ۔۔۔ تم واقعی تعاون کر رہے ہو" ۔۔۔ کرنل شریف نے پہلی بار مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

اب وہ ڈاکٹر کی طرف سے پوری طرح مطمئن ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے دوسری کرسی سنبھال لی اور اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ اب اُسے اس جان ہنٹ کا انتظار تھا ۔۔۔ ویسے جان ہنٹ کے کلیو سے اس کا اندازہ تھا کہ یہ مجرم تنظیم ویسٹرن کارمن سے ہی تعلق رکھتی ہے ۔۔۔ لیکن ویسٹرن کارمن سے تو ان کے ملک کے انتہائی اچھے تعلقات ہیں۔ پھر آخر اس کا سفارت خانہ کیوں اس میں ملوث ہوا۔

تقریباً دس منٹ بعد اچانک باہر چیخنے اور بھاگنے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا ۔۔۔ اس نے بڑی تیزی سے ریوالور جیب سے نکال لیا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جان ہنٹ آیا ہے اور یقیناً اس کے آدمیوں نے اس پر قابو پا لیا ہو گا۔

اور وہی ہوا۔ چند لمحوں بعد ہی کیپٹن تیزی اور تین دیگر سیکرٹ ایجنٹ ایک ادھیڑ عمر غیر ملکی کو دھکیلتے ہوئے اندر آئے۔ غیر ملکی کے دونوں بازو ایک سیکرٹ ایجنٹ نے پیچھے کی طرف موڑ کر قابو کر رکھے تھے ۔۔۔ غیر ملکی کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"کک ۔۔۔ کون ہو تم ۔۔۔ اور تم نے مجھے اس طرح کیوں پکڑ لیا ہے" ۔۔۔ غیر ملکی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر کمرے میں موجود کرنل شریف کو حیرت سے دیکھنے لگا۔ جب کہ کرسی پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر کے چہرے پر پہلی بار طنزیہ مسکراہٹ پھیل رہی تھی ۔۔۔ اور کیپٹن تیزی کرنل شریف کے اشارے پر باہر چلا گیا۔

"تمہارا نام جان ہنٹ ہے" ——— کرنل شریف نے آگے بڑھ کر غیر ملکی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— میرا نام جان ہنٹ ہے۔ اور میں ویسٹرن کارمن ایمبیسی میں چیف سیکرٹری ہوں ——— تم لوگ کون ہو اور یہ کیا ہو رہا ہے" ——— جان ہنٹ نے اس بار اپنے لہجے کو مضبوط بناتے ہوئے کہا۔

"میں کرنل شریف ہوں ——— بھاشانہ سیکرٹ سروس کا چیف ——— لارنس سے تمہارا کیا تعلق تھا بولو" ——— کرنل شریف نے غراتے ہوئے کہا۔

"لارنس ——— کون لارنس" ——— جان ہنٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ کرنل شریف کا بھرپور تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔

"بکواس کرتے ہو ——— ڈاکٹر کہتا ہے کہ وہ لارنس کے پیغام تمہیں دیتا رہتا ہے۔ اور تم کہتے ہو کون لارنس" ——— کرنل شریف نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"سنو جان ہنٹ ——— تم ایک بڑے ملک کے سفارتخانے کے اعلیٰ عہدے دار ہو۔ اس شخص نے جو اپنے آپ کو یہاں کی سیکرٹ سروس کا چیف کہلاتا ہے ——— مجھ پر سنگدلانہ اور بے دردانہ تشدد کیا ہے۔ یہ ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ میں نے صرف اعلیٰ حکام تک اپنی بات پہنچانے کے لئے تمہارا نام لے دیا تھا۔ اور

اب تمہیں یہاں بلا لیا ہے۔ یہ تمہیں مار نہیں سکتا۔ قتل نہیں کر سکتا۔ البتہ یہ مجھے مار دے گا ——— اس نے میرے ملازم کو بھی گولی مار دی ہے۔ تم نے میرا انتقام لینا ہے۔ ویسے میرا کسی مجرم تنظیم سے کوئی تعلق نہیں ہے ——— اس کو معلوم ہی نہیں ہے کہ وہ جس ڈاکٹر سبطین کو مجرم کہہ رہا ہے اس نے بھاشانہ کو ٹیکنالوجی کے میدان میں دوسری قوموں کے ہم پلہ کرنے کے لئے کتنی محنت کی ہے ——— البتہ صدر مملکت کو اچھی طرح علم ہے۔ اگر یہ مجھے مار ڈالے تو تم صدر تک میرا پیغام پہنچا دینا۔ بس اس سے زیادہ مجھے کچھ نہیں کہنا" ——— ڈاکٹر نے تیز تیز لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔

"اوہ تم ——— تم نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا" ——— کرنل شریف غصے سے پاگل ہو کر کرسی پر بیٹھے ڈاکٹر کی طرف بڑھا۔

"کرنل شریف ——— رک جاؤ ——— خبردار اگر تم نے ڈاکٹر پر ہاتھ اٹھایا ——— میں تمہیں وارننگ دے رہا ہوں" ——— اچانک جان ہنٹ نے چیختے ہوئے کہا۔

"میں تمہیں بھی دیکھتا ہوں ——— میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں" ——— کرنل شریف نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"سنو کرنل شریف ——— میں صدر مملکت کے خاص ڈاکٹر کو فون کر کے آیا ہوں کہ وہ فوراً مع ایمبولنس یہاں پہنچے اور پہنچنے والا ہو گا ——— اگر تم نے مجھے یا ڈاکٹر کو کچھ کہا تو یہ تمہارے

حق میں اچھا نہ ہوگا۔" ــــــ جان ہنٹ نے تیز لہجے میں کہا۔
اور اُسی لمحے باہر سے ایمبولینس کے مخصوص سائرن کی آواز سنائی دی ــــ اور اس کے ساتھ ہی کئی بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"سر ــــ صدرِ مملکت کے خاص ڈاکٹر رحمان ایمبولینس لے کر آئے ہیں۔ ہم نے انہیں باہر روک دیا ہے۔ لیکن وہ اندر آنے پر بضد ہیں۔" ــــ کیپٹن تمیزی نے کمرے میں داخل ہو کر کہا۔

"مسٹر جان ہنٹ کو چھوڑ دو ــــ اور سنو کیپٹن تمیزی ــــ ڈاکٹر سبطین کو باقاعدہ گرفتار کر لو۔ یہ قومی مجرم ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر رحمان کو اندر لے آؤ۔" ــــ کرنل شریف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور جان ہنٹ کے بازو چھوڑ دیئے گئے۔ جب کہ کیپٹن تمیزی نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر ڈاکٹر سبطین کے بازو پیچھے کی طرف موڑ کر اس کی کلائیوں میں کلپ ہتھکڑی ڈال دی۔

"میں اس گرفتاری پر احتجاج کرتا ہوں ــــ ڈاکٹر سبطین ملک کے انتہائی معزز شہری ہیں۔" ــــ جان ہنٹ نے پرزور لہجے میں کہا۔

"یو شٹ اپ ــــ اور تم بھی اپنے آپ کو حراست میں سمجھو۔ سفارتی آداب کی وجہ سے تمہیں ہتھکڑی نہیں لگائی گئی۔ لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش کی تو تمہیں بھی گرفتار کیا جا سکتا ہے۔ سمجھے۔" ــــ کرنل شریف نے غصے سے دہاڑتے

ہوئے کہا۔
"تمہیں اس کے لئے خمیازہ بھگتنا پڑے گا کرنل۔" ــــ ڈاکٹر سبطین نے اس بار انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ جب کہ جان ہنٹ کندھے اچکا کر رہ گیا۔
"بھگتنا ــــ اور مجھے ــــ تم دیکھو تو سہی میں تم دونوں کا کیا کرتا ہوں۔" ــــ کرنل شریف نے غصے سے ہیر پٹختے ہوئے

اسی لمحے کیپٹن تمیزی ایک ادھیڑ عمر باوقار سے آدمی کو اندر داخل ہوا ــــ یہ ڈاکٹر رحمان تھے صدرِ مملکت کے ڈاکٹر ــــ وہ حیرت سے اس ماحول کو دیکھ رہے تھے۔
مجھے بتایا گیا تھا کہ ڈاکٹر سبطین کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔" رحمان نے میز کے قریب کھڑے ڈاکٹر سبطین کی طرف غور دیکھتے ہوئے کہا۔
ڈاکٹر رحمان ــــ میرا نام کرنل شریف ہے۔ میں سیکرٹ ن کا چیف ہوں۔ یہ ڈاکٹر سبطین قومی مجرم ہے۔ میں نے اسے رکر لیا ہے ــــ ہارٹ اٹیک والی سب بکواس ہے۔" مل شریف نے ڈاکٹر رحمان سے مخاطب ہو کر کہا۔
ڈاکٹر رحمان ــــ یہ پاگل آدمی ہے۔ اس نے مجھے اور جان ہنٹ کو گرفتار کر رکھا ہے۔ حالاں کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا کسی تنظیم کے ساتھ منسلک ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ ــــ تم صدرِ مملکت سے میری بات کراؤ۔ دیکھو اس نے میرے

ملازم کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے اور خنجر سے میرا کان کاٹ ڈالا ہے۔ اور اس نے مجھ بوڑھے پر اس قدر سنگدلانہ تشدد کیا ہے۔ کہ اتنا تشدد جانوروں پر بھی نہیں کیا جاتا"۔۔۔۔ ڈاکٹر سبطین نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کرنل شریف ۔۔۔۔ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ ڈاکٹر سبطین تو وی۔ آئی۔ پی ہیں۔ ہمارے ملک کے انتہائی معزز آدمی یہ مجرم کیسے ہو سکتے ہیں"۔۔۔۔ ڈاکٹر رحمان نے صورت حال کو سمجھتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کرنل شریف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ مجھے سمجھانے والے کون ہیں ۔۔۔۔ آپ اپنا کام کریں کون مجرم ہے کون نہیں ہے اس کا فیصلہ کرنا میرا کام ہے"۔ کرنل شریف الٹا اسی پر چڑھ دوڑا۔ اسے دراصل ڈاکٹر سبطین پر بے پناہ غصہ تھا کہ اس نے چکر دے کر جان ہنٹ کو بلا لیا ہے ا اس طرح اپنے ہمدرد پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔۔۔ ا وہ پوری طرح فیصلہ کر چکا تھا کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو وہ اس ڈاکٹر کو ہیڈ کوارٹر لے جا کر اسے الٹا لٹکا کر اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کرے گا ۔۔۔ تاکہ اسے پتہ چلے کہ کرنل شریف کو چکر دینے والے کا کیا انجام ہوتا ہے۔

"ایسی صورت میں مجھے صدر مملکت سے بات کرنی پڑے گی"۔۔۔۔ ڈاکٹر رحمان نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور پھر تیزی سے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا

کرنل شریف خاموش کھڑا رہا ۔۔۔ ظاہر ہے وہ ڈاکٹر رحمان کو فون کرنے سے تو باز نہ رکھ سکتا تھا۔ وہ باہر جا کر بھی ایسا کر سکتا تھا۔

"کر لو فون ۔۔۔۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں کوئی گھسیارہ نہیں ہوں سمجھے"۔۔۔ کرنل شریف نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ادب کو ملحوظ رکھیں کرنل شریف ۔۔۔ میں بھی کوئی کوچوان نہیں ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر رحمان نے رسیور اٹھاتے ہوئے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس نے تیزی سے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد وہ پی۔ اے کی معرفت صدر مملکت سے رابطہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا ۔۔۔ اور پھر اس نے فون پر صدر مملکت کو پوری صورت حال بتانے کے ساتھ ساتھ کرنل شریف کے غیر اخلاقی اور غیر ذمہ دارانہ رویے کی شکایت بھی کر دی۔

"فون کرنل شریف کو دو"۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔ اور ڈاکٹر رحمان کے اشارے پر کرنل شریف نے آگے بڑھ کر رسیور تھام لیا۔

"یس سر ۔۔۔ میں کرنل شریف بول رہا ہوں"

کرنل شریف نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یہ آپ نے کیا تماشہ بنا رکھا ہے ۔۔۔ ڈاکٹر سبطین انتہائی معزز آدمی ہیں اور پھر ان کی عمر ایسی ہے کہ وہ مجرم کیسے ہو سکتے ہیں ۔۔۔ آپ کے پاس کیا ثبوت ہے ۔۔۔ مجھے بتایئے"

صدر مملکت نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

اور کرنل شریف نے جواب میں ہوٹل او لگا پر چھاپہ اور پھر ویٹر کا بیان کہ اس نے ڈیوڈ کو اس نمبر پر فون کرتے دیکھا ہے ـــــ اور وہ نمبر ڈاکٹر سبطین کا ہے۔ کی تفصیل کرنل شریف نے بتا دی۔

"کرنل ـــــ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے صرف ایک ویٹر کے کہنے پر ڈاکٹر سبطین پر اس قدر تشدد روا رکھا۔ ہو سکتا ہے اس ویٹر نے جھوٹ بولا ہو یا اُسے غلط فہمی ہوئی ہو ـــــ کیا آپ نے مزید تحقیق کی۔ کیا اس ویٹر کی بات سند تھی۔ کہ آپ نے بغیر کوئی تحقیق کیئے ڈاکٹر سبطین پر تشدد شروع کر دیا"

صدر مملکت کا لہجہ انتہائی تلخی پر پہنچ چکا تھا۔

"سر ـــــ مجھے یقین ہے کہ ڈاکٹر سبطین مجرموں سے ملا ہوا ہے۔ اور میں اس سے ضرور اگلوا لوں گا" ـــــ کرنل شریف نے کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس ـــــ فوراً ڈاکٹر سبطین کو رہا کر دو۔ اگر ملکی حالات خراب پوزیشن میں نہ ہوتے تو میں یقیناً تمہیں ڈسمس کر دیتا ـــــ لیکن میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں کہ آئندہ اس طرح معزز افراد پر تشدد کیا تو میں ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تمہیں ڈسمس کر دوں گا" ـــــ صدر مملکت غصے سے چیخ پڑے۔ اور غصے کی شدت سے وہ اب آپ کی بجائے تم پر اتر آئے تھے۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ میں رہا کر دیتا ہوں۔ لیکن اس طرح

ہم نہیں پکڑے جا سکتے" ـــــ کرنل شریف نے دانت پیتے ہوئے کہا۔ غصے کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔ لیکن چونکہ مقابل میں صدر مملکت تھے اس لئے وہ جبراً اپنے آپ کو کنٹرول رکھے ہوئے تھا۔

"تو پھر استعفیٰ دے دیں آپ کیوں یہ عہدہ سنبھالے بیٹھے ہیں ل شریف ملکی حالات روز بروز خراب ہوتے جا رہے ہیں۔ اور کی کارکردگی یہی ہے کہ اب تک آپ نے ڈاکٹر سبطین کو مجرم سمجھ نا پر تشدد شروع کر دیا ہے ـــــ وہ بھی صرف ایک ویٹر کے نمبر بتانے پر ـــــ کیا ٹھوس کلیو ڈھونڈھا ہے آپ نے۔ اور ا مجھے دو روز کے اندر اندر مجرم چاہئیں ـــــ سمجھے آپ۔ ورنہ پوری سیکرٹ سروس کو معطل کر دوں گا۔ کیا فائدہ ایسی سروس کا ت پڑنے پر کوئی کارکردگی شو نہ کر سکے!" ـــــ صدر مملکت فیصلے لہجے میں کہا۔

ٹھیک ہے جناب ـــــ میں آپ کے آرڈر تو نہیں روک سکتا بہر حال میں مجرموں کو گرفتار کر کے دکھاؤں گا" ـــــ کرنل نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

میں دیکھوں گا کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ بہر حال ڈاکٹر سبطین کو رہا کر دیں۔ اٹ از مائی آرڈر" ـــــ صدر مملکت نے کہا ل کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

رنل شریف نے انتہائی غصیلے انداز میں رسیور کریڈل پر ندامت ـــــ بے بسی اور غصے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا تھا۔

لیکن بہر حال صدر مملکت کے آرڈر کی تعمیل تو لازمی تھی۔

"کیپٹن" ــــــ کرنل شریف نے دھاڑنے کے سے انداز میں کیپٹن تمیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر" ــــــ کیپٹن تمیزی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ڈاکٹر سبطین کی ہتھکڑی کھول دو۔ اور سنو ڈاکٹر سبطین تم یہ نہ سمجھنا کہ کرنل شریف پیچھے ہٹ گیا ہے ــــــ یہ تو میں نے صرف صدر مملکت کے احکام کی تعمیل کی ہے۔ اس کے بعد کیا ہو گا۔ یہ خود دیکھ لو گے" ــــــ کرنل شریف نے کیپٹن تمیزی کو حکم دے کر ڈاکٹر سبطین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اگر میں مجرم ثابت ہو جاؤں تو بے شک میری کھال اتار دینا کرنل" ــــــ ڈاکٹر سبطین نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کرنل شریف صرف ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا ــــــ اب وہ زیادہ دیر دہاں نہ رکنا چاہتا تھا۔ اس سے زیادہ بے عزتی اس کی آج تک نہ ہوئی تھی ــــــ اب وہ اس لمحے کو پچھتا رہا تھا جب اس نے ڈاکٹر سبطین کو جان ہنٹ کو بلانے کے لئے کہا تھا کیپٹن تمیزی نے جیسے ہی ہتھکڑی کھولی کرنل شریف پیر پٹختا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے لس نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــــ چارلس نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"باس ــــــ سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس آپ کو کوئی اطلاع دینا چاہتے ہیں" ــــــ دوسری طرف سے ایک مودبانہ سنائی دی۔

چیک کر لیا گیا ہے کہ کال رام داس کی ہی ہے اور کہیں سے تو نہیں کی جا رہی" ــــــ چارلس نے پوچھا۔

"یس باس ــــــ چیکنگ مکمل کرنے کے بعد ہی آپ سے بلہ کیا گیا ہے" ــــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے ــــــ بات کراؤ" ــــــ چارلس نے کہا۔

"سر ــــــ رام داس بول رہا ہوں" ــــــ چند لمحوں بعد ہی

ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس ـــــ چیف الیف۔ ڈی اسٹنڈنگ یو" ـــــ چارلس نے باوقار لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ وزیر خارجہ سر حسین احمد خفیہ دورے پر پاکیشیا گئے ہیں۔ میں نے کھوج نکالا ہے۔ وہ وہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی امداد حاصل کرنے گئے ہیں۔ اور سر ـــــ میرے اہم آدمی نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ صدر مملکت نے بی۔ ایل پارٹی کی مکمل تباہی کے بعد کنفیڈریشن کے منصوبے کے خاتمے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور انہوں نے فون کر کے پاکیشیا سر حسین احمد سے واپس آنے کی بات کی ـــــ لیکن اس بات چیت کے بعد انہوں نے اچانک اپنا فیصلہ بدل لیا۔ اور اب وہ قوم سے ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر خطاب کرنے والے ہیں ـــــ اور اس سلسلے میں جو ڈرافٹ تیار کیا گیا ہے۔ اس کے مطابق وہ کنفیڈریشن کے منصوبے کے خاتمے کی بجائے عوام کو ہماری تنظیم کے خلاف ابھاریں گے ـــــ اور یہ بھی ہوا ہے کہ اس سلسلے میں وہ کافرستان اور اسرائیل کی سازش کا اعلان کرنا چاہتے ہیں ـــــ تاکہ رائے عامہ کو ہماری تنظیم کے خلاف مذہبی بنیادوں پر ابھارا جائے" ـــــ رام داس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"صدر نے پاکیشیا میں جو بات سر حسین احمد سے کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے فیصلہ بدلا ہے اس کی تفصیلات کیا ہیں کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس نے انہیں ایسا کرنے پر ابھارا ہے۔ یا وہاں کی حکومت نے کوئی بات کی ہے" ـــــ چارلس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جناب ـــــ اس کا ٹیپ میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ میں وہ ہیڈ کوارٹر پہنچا رہا ہوں۔ آپ اسے خود سن لیں۔ وہ ابھی چند سیکنڈ پہلے پہنچا ہے اس لئے میں اُسے نہیں سن سکا" ـــــ رام داس نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں سن لوں گا۔ تمہاری یہ اطلاع اگر اہم ثابت ہوئی تو تمہیں اس کا گراں قدر انعام دیا جائے گا" ـــــ چارلس نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔ اور پھر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک مسلح دربان نے اندر جھانکا۔

"مسٹر کالیرج اور رابرٹ کو بھیج دو" ـــــ چارلس نے تحکمانہ لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دربان سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔

چارلس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس ـــــ ہنری سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"ہنری ـــــ رام داس کی طرف سے ایک ٹیپ پہنچے گا اُسے فوراً میرے پاس پہنچا دو" ـــــ چارلس نے کہا اور بٹن دبا کر رابطہ ختم کر دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور کالیرج اور رابرٹ اندر داخل

ہوئے۔

"یس باس" ۔۔۔ ان دونوں نے اس کی میز کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو ۔۔۔ ابھی ابھی رام داس نے ایک اہم اطلاع دی ہے"۔ چارلس نے کہا اور اس کے بعد رام داس کی اطلاع کی تفصیل بتا دی۔

"اس سے صاف ظاہر ہے باس کہ ہمارے مقابلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس آرہی ہے" ۔۔۔ کالورج نے فوراً ہی کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اس اطلاع سے تو یہی آئیڈیا ہوتا ہے۔ بہرحال صدر مملکت کی گفتگو کا ٹیپ رام داس نے بھجوایا ہے ۔۔۔ اسے سننے کے بعد اصل صورت حال سامنے آئے گی۔ لیکن یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آخر ہے کیا چیز ۔۔۔ جس سے کافرستان کی حکومت تو ایک طرف رہی ہماری حکومت بھی خوف زدہ ہے۔ آپ یقین کریں جب اعلیٰ حکام نے میرے سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی کے قصیدے پڑھے تو میرا جی چاہ رہا تھا کہ میں دیوار سے سر ٹکرا کر خودکشی کر لوں ۔۔۔ یہ ستم کی بات نہیں کہ فیس آف ڈیتھ کے چیف کے سامنے ایک پس ماندہ ملک کی سیکرٹ سروس کے قصیدے پڑھے جائیں ۔۔۔ ایسے لوگوں کے قصیدے جنہیں شاید علم ہی نہیں کہ تنظیمیں کیا ہوتی ہیں۔ اور اب یہاں دیکھو بھلا کے صدر کی ذہنی حالت کہ وہ ہمارے مشن کے مطابق کنفیڈریشن کے خاتمے کے ۔۔۔ اعلان کے لئے تیار ہو گیا ۔۔۔ لیکن

شیا سیکرٹ سروس سے بات کرتے ہی اس نے فیصلہ بدل دیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کوئی جادوگر دن کا ٹولہ ہے ۔۔۔ جو جادو کے زور پر الیف۔ڈی کو بے بس کر دے گی" ۔۔۔ چارلس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ آپ جی۔پی۔ فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ اور ...ڈ آرمی کے سربراہ کرنل ہمیرخ کو تو جانتے ہوں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسرائیل کی ایک انتہائی طاقت ور تنظیم ٹاپ ناک سے بھی واقف ہوں گے" ۔۔۔ رابرٹ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہنا چاہتے ہو ۔۔۔ ان سے کون واقف نہیں ہے ۔ یہ اسرائیل کی طاقت ور تنظیمیں ہیں ۔۔۔ لیکن یہاں ان کے ذکر کا کیا مطلب" ۔۔۔ چارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔ ہماری تنظیم جب ایکریمیا میں مصروف کار تھی تو فلسطینی کیمپوں پر اسرائیلی بمباری کا انتقام لینے کی خاطر شاکر سرات نے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے امداد حاصل کی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل پہنچ گئی ۔۔۔ اس کے بعد اسرائیل میں وہ خوف ناک تباہی مچی کہ حکومت بوکھلا گئی۔ ڈیم تباہ کر دیئے گئے۔ پل اڑا دیئے گئے ۔۔۔ جی۔پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر دن دہاڑے حملہ کر کے اُسے تباہ کر دیا گیا۔ ریسرچ لیبارٹری اڑا دی گئی۔ اس طرح اس قدر ہولناک تباہ کاری کی گئی کہ جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی ۔۔۔ اور کرنل ڈیوڈ اور کرنل ہمیرخ دونوں صرف بے بسی سے ناچتے رہ گئے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہ انتقامی کاروائی کر

لہ اس کیلئے گولڈن جوبلی نمبر "ناقابل تسخیر مجرم اور موت کا رقص" پڑھیے۔

کے بغیر کوئی نقصان اٹھائے واپس چلی گئی۔ اس کے بعد ٹاپ راک[ل] کو پاکیشیائی تباہی کے لئے ایک انتہائی خوفناک مشن پر بھیجا گیا۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں آکر ٹاپ راک مکمل طور پر تباہ ہو گئی ۔۔۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ان حالات کو پیش نظر رکھ کر آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ اسرائیل کے اعلیٰ حکام پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیوں خوف زدہ ہیں" ۔۔۔ رابرٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ۔۔۔ مجھے تو اس ساری کارروائی کی کوئی اطلاع نہیں ہے" ۔۔۔ چارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حکام نے ان خبروں کو سختی سے دبا دیا تھا تاکہ کسی قسم کی بددلی نہ پھیلے ۔۔۔ لیکن کرنل ڈیوڈ میرا دوست ہے اس نے مجھے ذاتی طور پر یہ سب کچھ بتایا ہے" ۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں پھر تو واقعی مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اپنا نظریہ بدلنا ہوگا ۔۔۔ اگر تم مجھے پہلے یہ باتیں بتا دیتے تو میں یہاں مشن پر آنے سے پہلے پاکیشیا جاتا۔ اور خود جا کر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ان ساری باتوں کا بھرپور انتقام لیتا" ۔۔۔ چارلس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ ویسے اس کے چہرے پر ابھی تک شدید حیرت کے آثار موجود تھے۔ جیسے اُسے رابرٹ کی باتوں کا اب تک یقین نہ آرہا ہو۔

"باس ۔۔۔ وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ اگر وہ لوگ یہاں آ رہے ہیں تو یہاں ہم ان سے بھرپور انتقام لے سکتے ہیں"

[ل] اس کیلئے مظہر کلیم ایم۔ اے کا انتہائی دلچسپ ناول "ٹاپ راک" پڑھیے

کالرچ نے جواب دیا۔

"لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم تو ان سے واقف نہیں ہیں"

چارلس نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹیپ ریکارڈ تھا۔

"باس ۔۔۔ رام داس کی بھیجی ہوئی ٹیپ اس میں موجود ہے" نوجوان نے ٹیپ ریکارڈ ان کے درمیان میز پر رکھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے" ۔۔۔ چارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان واپس چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ بند ہوتے ہی چارلس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈ کا بٹن آن کر دیا ۔۔۔ اور ریکارڈ سے بھاشانہ کے صدر کی آواز نکلنے لگی۔ وہ تینوں خاموش بیٹھے سنتے رہے۔ جب ٹیپ ختم ہو گیا تو چارلس نے ریکارڈ بند کر دیا۔

"اس کا تو مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس نہیں آرہی"

چارلس نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ یہ سب چکر ہے۔ سیکرٹ سروس اگر سیکرٹ سروس کے نام سے نہ آئے گی تو کیا ہوگا۔ آدمی تو وہی ہوں گے۔ اسرائیل میں بھی تو یہ لوگ مجرم بن کر آئے تھے" ۔۔۔ رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے" ۔۔۔ چارلس نے سر

ہلاتے ہوئے کہا۔
"اوہ باس ——— اب مجھے یاد آگیا ہے کہ کرنل ڈیوڈ نے
علی عمران کا نام لیا تھا۔ یہ اس ٹیم کا سربراہ تھا۔ انتہائی خطرناک
آدمی ہے"۔ ——— رابرٹ نے کہا۔
"اس کا مطلب ہے ہمیں فوری طور پر چوکنا ہونا پڑے گا۔
دو صورتیں میرے ذہن میں آ رہی ہیں ——— یا تو کافرستان
سروس کے آدمیوں کو خفیہ طور پر یہاں بلایا جائے تاکہ وہ لوگ آ
پہچاننے میں ہماری مدد کریں ——— یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ میں اس
سے جی پی۔ فائیو اور ریڈ آدمی کو یہاں طلب کر لوں"۔
چارلس نے کہا۔
"باس ——— ہمارے اپنے آدمی زیادہ بہتر رہیں گے۔ اور یقیناً
کرنل ڈیوڈ اور کرنل ہمیرخ ان لوگوں سے انتقام لینے کے لئے
بے چین ہوں گے"۔ ——— کالرچ نے رائے دیتے ہوئے کہا۔
"ٹھیک ہے ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کرنل ڈیوڈ کو
بجائے ریڈ آدمی کو بلا لیا جائے ——— ان کی تعداد بھی کم ہے اور
وہ انتہائی سمجھے ہوئے لوگ ہیں وہ براہِ راست ان کو سنبھال لیں
اور ہم اپنا مشن مکمل کرتے رہیں"۔ ——— چارلس نے فیصلہ کن
لہجے میں کہا۔
"ایسا درست رہے گا ——— اس طرح ہم اطمینان سے اپنا کام
کرتے رہیں گے"۔ ——— رابرٹ اور کالرچ نے کہا۔
اور چارلس نے اٹھ کر اپنی پشت پر موجود ایک الماری کھولی

س میں سے ایک مستطیل شکل کا جدید ترین لانگ رینج ٹرانسمیٹر
ر کر میز پر رکھ دیا ——— یہ ٹرانسمیٹر انتہائی جدید ایجادات میں
ں تھا۔ ایسا ٹرانسمیٹر جس کی کال کو کسی صورت میں بھی چیک نہ
ا جا سکتا تھا ——— کیونکہ اس کا تعلق ایک تجارتی خلائی سیارے
ر تھا۔ اس ٹرانسمیٹر سے کال خلائی سیارہ کی مخصوص فریکوئنسی پر
نی تھی ——— اور وہاں سے مطلوبہ رسیور تک اور اسی طرح واپس
نی تھی۔ اس لئے اس کی چیکنگ ناممکن تھی ——— چارلس نے
خصوص فریکوئنسی سیٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر
ں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی ——— اور چند لمحوں بعد سیٹی کی آواز
پر ایک مشینی آواز غالب آ گئی۔
"ٹی۔ اے۔ بیس سنٹر اوور"۔ ——— بولنے والے کا لہجہ خالصتاً
مشینی تھا جیسے کوئی روبوٹ بول رہا ہو۔
"کرنل چارلس چیف آف ایف۔ ڈی کالنگ ——— ڈائریکٹر
جنرل اوور سیز مشن پروگرام اوور"۔ ——— کرنل چارلس نے باوقار
لہجے میں کہا۔
"کوڈ پلیز اوور"۔ ——— دوسری طرف سے اسی مشینی آواز
نے پوچھا۔
"ایف۔ ڈی۔ ون ——— مشن کوڈ الیون ہنڈرڈ تھرٹی ون
اوور"۔ ——— چارلس نے کہا۔
"اوکے ——— ہولڈ آن کریں اوور"۔ ——— دوسری طرف
سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی سیٹی کی آواز دوبارہ نکلنے لگی۔

"یس ــــ ڈائریکٹر جنرل اوور سیز مشن پروگرام رانسن سپیکنگ اوور" ــــ سیٹی کی آواز بند ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"جناب ــــ میں کرنل چارلس بول رہا ہوں۔ اوور سیز مشن سے اوور" ــــ کرنل چارلس نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"یس ــــ کیا بات ہے۔ تمہارا مشن تو اچھا جا رہا ہے۔ مجھے رپورٹیں مل رہی ہیں۔ لیکن کام کی رفتار اور تیز کر دو اوور" ایم۔ ڈی رانسن نے کہا۔

"تھینک یو ــــ ہم مسلسل کامیابی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ لیکن ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ ہمارے مقابلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لایا جا رہا ہے کسی اور نام سے ــــ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم ان سے واقف نہیں ہیں۔ اگر ہم ان کے مقابلے میں مصروف ہو گئے تو ہمارا اصل مشن سلو ہو جائے گا ــــ اور مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ریڈ آرمی ایک بار پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا چکی ہے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ریڈ آرمی کو یہاں بلا لیا جائے اور انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا دیا جائے۔ وہ اپنا علیحدہ ہیڈ کوارٹر قائم کر کے اپنے طور پر اس کے خلاف کام کریں ــــ ہم بہرحال ان کی بھرپور مدد کریں گے۔ البتہ ہم اپنا کام جاری رکھیں گے اس طرح کارکردگی سلو نہیں ہو گی اوور" کرنل چارلس کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔

"اوہ ہاں ــــ ریڈ آرمی ٹکرا تو چکی ہے اور کرنل ہمیرخ آج تک سیکرٹ سروس سے انتقام لینے کے لئے بے چین ہے۔ اگر فیصلہ کر چکے ہو تو ٹھیک ہے ــــ میں ریڈ آرمی کو بھجوا دیتا ہوں"

"اوور اینڈ آل" ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور چارلس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اُسے اٹھا کر دوبارہ الماری میں رکھا اور واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔

"کرنل ہمیرخ آج پہنچ جائے گا۔ اب آپ لوگ اپنا کام اور زیادہ تیز کر دیں ــــ بی۔ ایل پارٹی تو ختم ہو گئی۔ اب اعلیٰ سرکاری افسران کے قتل کی باری ہے۔ میرا خیال ہے پہلے وزیر خارجہ کا خاتمہ کیا جائے ــــ اس کے بعد لسٹ کے مطابق باقی افراد کو باری باری نشانہ بنایا جائے" ــــ چارلس نے کالبرج اور رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے باس ــــ ایسا ہی ہو گا۔ ایف۔ ڈی کا راستہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ کاش ہم اس اہم مشن میں الجھے ہوئے ہوتے تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی پتہ چلتا کہ ایف۔ ڈی کیا حیثیت رکھتی ہے" ــــ کالبرج نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ جب کہ رابرٹ نے کوئی تبصرہ نہ کیا۔ اور وہ دونوں دروازے کی طرف مڑ گئے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک انوکھا اور یادگار ایڈونچر

(حصہ دوم)

فیس آف ڈیتھ

مصنف :۔ مظہر کلیم ایم اے

- اسرائیل کی خوفناک تنظیم ریڈ آرمی فیس آف ڈیتھ کی حمایت اور عمران اور سیکرٹ سروس سے انتقام لینے کے لئے بھاگتا ہوا پہنچ گئی۔
- پاکیشیا سیکرٹ سروس سرکاری طور پر آنے کی بجائے ایک نئی تنظیم کی صورت میں فیس آف ڈیتھ کے مقابلے میں اتری جی ہاں نئی تنظیم فاسٹ ڈیتھ
- فاسٹ ڈیتھ ۔ جس کا لیڈر تنویر تھا اور جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے ماتحت تھے۔
- کیا عمران بھی تنویر کی ماتحتی میں کام کرنے لگا ــــ ؟ یا اس نے اپنی علیحدہ تنظیم قائم کر لی۔
- تنویر ۔ فاسٹ ڈیتھ کا لیڈر ــــ جس نے اپنی بے پناہ صلاحیتوں سے عمران کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ــــ کیسے ــــ ؟
- نعمانی، چوہان اور صدیقی ۔ سیکرٹ سروس کے ایسے ممبر جن کی صلاحیتیں اس کہانی میں عروج پر پہنچ گئیں اور موت بن کر فیس آف ڈیتھ اور ریڈ آرمی پر جھپٹ پڑے۔ ایک ایسی کہانی جو صدیوں نہ بھلائی جا سکے گی۔

یوسف برادرز تاجران کتب پاک گیٹ ملتان ۵

عمران سیریز ۱۰۱

سینچری نمبر

فیس آف ڈیتھ

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

ذیشان کتاب گھر اینڈ سپورٹس سنٹر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات
اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی
جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کے لئے
پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
[illegible] محمد یونس

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون!

"فیس آف ڈیتھ" سے شروع ہونے والی کہانی اس حصے میں آگے بڑھ رہی ہے۔ یہ کہانی اپنے پلاٹ، اپنے ٹیمپو کے اعتبار سے ایک بھرپور اور جامع کہانی ہے۔ یہ بین الاقوامی بلیک میلنگ کی کہانی ہے۔ پاکیشیا کے حلیف ملک بھاشانہ کو پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن سے روکنے کے لئے بین الاقوامی سطح پر جو کوششیں کی گئیں یہ ان کوششوں اور ان کے مقابلے کی ایک ایسی کہانی ہے جس میں ہر لمحہ انقلاب دھماکہ خیز ثابت ہوتا ہے۔

مجھے یقین ہے کہ آپ اس بھرپور اور ہمہ جہت کہانی سے یقیناً بھرپور انداز میں لطف اندوز ہوں گے اس میں سیکرٹ سروس کے ممبران خصوصاً تنویر، صدیقی، نعمانی اور چوہان کی صلاحیتیں اپنے عروج پر نظر آئیں گی اور اس کہانی میں ان کرداروں کو پہلی بار کھل کر کام کرنے کا موقع ملا ہے اور ان کی صلاحیتیں یقیناً آپ کو بھی حیران کر دیں گی۔

گذشتہ دنوں میں نے ایک ناول "پاور لینڈ" لکھا تھا جس کے سلسلے میں قارئین نے خطوط کی بھرمار کر دی۔ تعریف اور شکایت سے بھرپور خطوط۔ تعریف کہانی کی اور شکایت اس کے اختتام پذیر ہونے کی۔ بے شمار خطوط میں سے ایک خط بطور نمونہ پیش کر رہا ہوں۔

وار برٹن ضلع شیخوپورہ سے سجاد احمد اور ریحان احمد نے لکھا ہے کہ آپکا ہر ناول

ہمیں بے حد پسند آتا ہے۔ نیا ناول پاور لینڈ پڑھا۔ شروع میں یہ ناول اتنا اچھا تھا کہ ایک بار پکڑا تو چھوڑنے کو دل ہی نہ کرتا تھا لیکن جب اس کا اختتام آیا تو مجھے آپ پر بہت غصہ آیا کیونکہ آپ نے پاور لینڈ تنظیم کو تباہ نہیں کیا۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ کیا یوسف برادرز والوں کے پاس کاغذ ختم ہو گیا تھا یا آپکی ریڈی میڈ کھوپڑی جواب دے گئی تھی؟

سب قارئین کا گلہ بجا واقعی اس کہانی کا اختتام ویسے نہیں ہوا جیسے کہ عام کہانیوں کا ہوتا ہے۔ دراصل پاور لینڈ اتنی بڑی اور پاور فل تنظیم ہے کہ اس تنظیم کا اختتام اتنی آسانی سے نہیں ہو سکتا۔ اور اگر کر دیا جاتا تو یقیناً آپ خود گلہ کرتے۔ ابھی اس سلسلے میں کئی کہانیاں آپ پڑھیں گے اور پھر مناسب وقت پر اس کا اختتام بھی سامنے آ جائے گا۔ دراصل یوسف برادرز کی طرف سے ایک اعلان شائع ہونا رہ گیا جس میں یہ لکھا گیا تھا کہ پاور لینڈ کے سلسلے کی کئی کہانیاں ابھی زیر طبع ہیں۔ اس اعلان کے شائع نہ ہونے کی وجہ سے قارئین کو شکایت پیدا ہوئی۔ مجھے یقین ہے کہ اس وضاحت کے بعد قارئین کی شکایت دور ہو جائے گی۔ اور یہ بھی یقین رکھئے کہ پاور لینڈ کے سلسلے کی آنے والی کہانیاں آپ کو بے حد پسند بھی آئیں گی۔ بس تھوڑا سا انتظار ..... کہ انتظار کا بھی اپنا ہی لطف ہوتا ہے۔

والسلام
مظہر کلیم۔ ایم اے

بہاشانہ کے دارالحکومت باکا کے انتہائی شاندار فائیو سٹار ہوٹل انٹر کانٹی نینٹل کے ایک کمرے میں سیکرٹ سروس کے ممبران جمع تھے ___ وہ سب ہنگامی طور پر علیحدہ علیحدہ راستوں اور فلائیٹوں سے یہاں پہنچے تھے۔ ایکسٹو نے انہیں فوری طور پر روانگی کا حکم دیا تھا ___ اور پروگرام کے مطابق انہوں نے اس ہوٹل میں اکٹھا ہونا تھا۔ وہ سب نئے میک اپ میں تھے۔ اور مخصوص نشانیوں کی مدد سے انہوں نے ایک دوسرے کو پہچانا تھا ___ عمران ان میں شامل نہ تھا۔

"آخر یہاں پر مشن کیا ہے۔ ایکسٹو تو ہمیں یوں بھیج دیتا ہے جیسے ہم کوئی نجومی ہیں کہ زائچہ بنا کر خود ہی مشن کی تفصیلات معلوم کر لیں گے" ___ تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

یہاں اکٹھے ہونے سے پہلے جولیا نے جدید ترین گائیگر کی مدد

سے پورے کمرے کی چیکنگ کر لی تھی کہ کمرے میں کوئی ٹرانسمیٹر یا ٹیلی ویو چیکنگ سٹف موجود نہیں ہے۔

"یہ بات نہیں تنویر ــــــ ایکسٹو صورت حال کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔ اس نے مجھے ایک ٹیپ بھجوایا ہے۔ کہ ہم اکٹھے ہو کر اس ٹیپ کو سن لیں ــــــ اس میں تمام ہدایات موجود ہیں۔ ابھی سب کچھ پتہ چل جاتا ہے" ــــــ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اپنے بیگ سے ایک ٹیپ ریکارڈر اس نے میز پر رکھا اور بیگ کے ایک خفیہ خانے سے ایک مائیکرو ٹیپ نکال کر اس نے ریکارڈر میں فٹ کیا ــــــ اور پھر اس نے والیوم انتہائی آہستہ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

ہیلو ممبران ــــــ ایکسٹو آپ لوگوں سے مخاطب ہے۔ آپ لوگ ایک انتہائی اہم مشن پر بھاشانہ میں موجود ہیں چونکہ اتنا وقت نہیں تھا کہ آپ کو دانش منزل میں اکٹھا کر کے تفصیلات بتائی جاتیں۔ اس لئے میں نے یہ ٹیپ آپ کے پاس پہنچا دیا ہے ــــــ مختصر صورت حال یہ ہے کہ پاکیشیا اور بھاشانہ کے درمیان کنفیڈریشن کا منصوبہ طے ہو رہا ہے۔ جسے سبوتاژ کرنے کے لئے کچھ حکومتوں نے جن میں ہمارے اندازے کے مطابق کافرستان۔ روسیاہ اور اسرائیل شامل ہے ــــــ ایک خفیہ تنظیم بھاشانہ میں بھیجی ہے۔ جس نے اپنا نام الف۔ ڈی۔ ظاہر کیا ہے ــــــ الف۔ ڈی نے بھاشانہ میں تباہی مچا دی ہے۔ مسافر ہوائی جہاز کا حادثہ۔ اس کے بعد مسافر ٹرین کو اڑا

یا گیا۔ اور پھر باکاسے ملحقہ ڈیم کی تباہی۔ اس کے بعد یہاں کی طاقت ور سیاسی پارٹی بی۔ ایل پارٹی کے سات سو افراد کی ایک ہی وقت میں ہلاکت نے بھاشانہ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اور ان تمام تخریبی کاروائیوں کا مقصد کنفیڈریشن کے منصوبے کو سبوتاژ کرنا ہے ــــــ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ الف۔ ڈی اسرائیل کی کوئی خفیہ تنظیم ہے۔ کیونکہ ٹرین کے اڑانے میں ایک ایسے غیر ملکی کو دیکھا گیا ہے جس کا رنگ روپ بتا رہا تھا کہ وہ اسرائیلی ہو سکتا ہے ــــــ کافرستان چونکہ اس معاملے میں ملوث ہے اس لئے وہ بھاشانہ پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مقابلے میں نہ لایا جائے ــــــ بلکہ کافرستانی سیکرٹ سروس کو بلایا جائے۔ اس لئے بحیثیت سیکرٹ ایجنٹ تم بھاشانہ میں موجود نہیں ہو ــــــ تم پرائیویٹ طور پر اپنی تنظیم کا کوئی نام بھی رکھ لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں نے بھاشانہ حکومت کو یقین دلایا ہے کہ ایک ہفتے کے اندر الف۔ ڈی کو بے نقاب کر دیا جائے گا ــــــ اس لئے تم لوگوں کے پاس صرف ایک ہفتے کی مہلت موجود ہے۔ مجھے یہ شکایت پہنچی تھی کہ سیکرٹ سروس کے ممبران سے کام نہیں لیا جاتا اور کیس عمران حل کر لیتا ہے ــــــ اس لئے اس بار اس مشن کے دوران عمران تمہارے ساتھ نہیں ہوگا۔ یہ مشن تم نے خود مکمل کرنا ہے ــــــ جولیا تمہاری لیڈر ہوگی اور صفدر ڈپٹی لیڈر ــــــ لیکن اگر آپ آپس میں کسی اور کو لیڈر چن لیں تب بھی کوئی اعتراض نہیں ہے ــــــ بہرحال ایک ہفتے

کے اندر الیف۔ ڈی کو ہر صورت میں بے نقاب ہونا چاہیئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عمران اپنے طور پر کوئی کارروائی الیف۔ ڈی کے خلاف کرے تو اس سے سیکرٹ سروس کا کوئی تعلق نہیں ہوگا ___ یہ تمہاری صلاحیتوں کا امتحان ہے کہ تم لوگ کس طرح کام کرتے ہو۔ سرکاری طور پر تمہیں کہیں سے کوئی مدد نہیں مل سکتی البتہ اہم ترین اور ایمرجنسی صورت حال میں تم سر واجد حسین وزیر خارجہ کو فون پہ ایکسٹو کا حوالہ دے کر بات کر سکتے ہو۔ تمہاری رہائش کے لئے بندوبست کر دیا گیا ہے ___ عالمگیر ٹاؤن میں کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ تم لوگوں کی منتظر ہے ___ وہاں تین کاریں بھی موجود ہیں۔ اور دیگر تمام ضروری سامان بھی اس کے باوجود اگر کسی چیز کی ضرورت پڑے تو وہ بھی مہیا ہو جائے گی۔ ڈیمانڈ لکھ کر دروازے کے باہر لٹکے ہوئے لیٹر بکس میں ڈال دی جائے تو ڈیمانڈ پوری ہو جائے گی ___ کثیر مقدار میں کرنسی بھی کوٹھی میں موجود ہے۔ ان سب انتظامات کا مقصد صرف اتنا ہے کہ آپ لوگوں نے الیف۔ ڈی کے مقابلے میں ایکسٹو کے ہفتے میں کامیاب ہونا ہے ہر صورت میں ___ یہ نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کی عزت کا مسئلہ ہے بلکہ یہ پاکیشیا کے مستقبل کا مسئلہ ہے اس لئے ناکامی کا لفظ صرف قبر میں منکر نکیر کو بتایا جا سکتا ہے مجھے نہیں ___ ایکسٹو کا لہجہ آخر میں انتہائی سرد ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیپ ختم ہو گیا۔ جولیا نے ہاتھ بڑھا کر ریکارڈر کا بٹن آف کر دیا۔

"سب سے پہلے تو اس ٹیپ کو ختم کیا جائے اس کے بعد باقی باتیں ہوں گی"___ صفدر نے کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

صفدر نے ریکارڈر سے مائیکرو کیسٹ نکالا اور پھر تنویر سے لائٹر لے کر وہ باتھ روم میں چلا گیا ___ اور اس نے ٹیپ کو آگ لگا کر اچھی طرح خاکستر کر دیا۔ جب وہ باہر آیا تو کمرے میں موجود ہر شخص کا چہرہ گہری سنجیدگی لئے ہوا تھا۔

"ہاں تو دوستو ___ یوں منہ لٹکا کر بیٹھنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ ہمیں فوری حرکت میں آنا چاہیئے۔ ہمارے پاس مہلت بے حد کم ہے اور چیلنج بہت بڑا ہے ___ اسرائیلی تنظیمیں ویسے بھی بے حد فعال، تیز رفتار اور باوسائل ہوتی ہیں۔ اور یہ الیف۔ ڈی تو یقیناً ان کی کوئی خاص ہی تنظیم ہوگی جسے اتنے بڑے بین الاقوامی مشن پہ بھیجا گیا ہے ___ ایکسٹو کے پیغام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہم بھی ان کی طرح کسی مجرم تنظیم کے طور پر کام کریں لیکن ملک کے خلاف نہیں بلکہ الیف۔ ڈی کے خلاف۔ اس لئے ہمیں پہلے تو تنظیم کا نام اور کوڈ مقرر کر لینے چاہئیں تاکہ کام کے دوران کوئی الجھن پیدا نہ ہو"___ صفدر نے واپس آکر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہم کریں کیا ___ کوئی کلیو ___ کوئی راستہ ___ کچھ بھی تو نہیں ___ ایکسٹو نے تو ہمیں بس اندھیرے میں دھکیل دیا ہے۔ ایک نام بتا دیا الیف۔ ڈی اور بس"___ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسے موقعوں پر عمران کی کھوپڑی پتہ نہیں کیسے کام دکھاتی ہے نجانے کس طرح کوئی نہ کوئی کلیو نکال لیتا ہے" ____ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو کے پیغام سے ظاہر ہوتا ہے کہ عمران ہم سے علیحدہ کام کر رہا ہے ____ پرائیویٹ طور پر ____ اور الیف۔ڈی کے خلاف کامیابی کے ساتھ ساتھ ہمیں عمران سے پہلے کامیابی حاصل کرنا ہے ____ ورنہ ہم آئندہ شکایت کرنے کے بھی قابل نہ رہیں گے۔ اور جہاں تک کلیو کا تعلق ہے اس کا ایک ذریعہ ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں کی سیکرٹ سروس سے رابطہ قائم کریں ____ وہ یقیناً الیف۔ڈی کے خلاف کام کر رہی ہوگی۔ اس کا چیف کرنل شریف ہے۔ میں اُسے جانتا ہوں" ____ صفدر نے کہا۔

"لیکن کرنل شریف سے ہم سرکاری طور پر تو نہیں مل سکتے ایکسٹو نے تو اس کے لئے منع کیا ہے" ____ جولیا نے کہا۔

"آپ لوگ اگر اس مشن کا مجھے لیڈر چن لیں تو یقین رکھیں کہ ایکسٹو تو ایک ہفتہ کہتا ہے۔ میں تین روز میں الیف۔ڈی کے پرخچے اڑا دوں" ____ خاموش بیٹھا ہوا تنویر اچانک بول پڑا۔

"تم ہیں لیڈر ____ اوہ واقعی اس جیسے مشن کے لئے تنویر ہی مناسب لیڈر رہے گا" ____ جولیا نے سب سے پہلے کہا۔ اور تنویر جولیا کو حیرت سے دیکھنے لگا۔ جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہی ہو کہ سب سے زیادہ احتجاج تو جولیا کو کرنا چاہیئے تھا ____ لیکن سب سے پہلے تائید بھی اُسی نے کی ہے۔ اور تنویر تو کیا باقی ممبر بھی حیرت سے

ا کو دیکھنے لگے۔ اس قدر اہم مشن کے لئے تنویر کی لیڈر شپ تو ن سے زیادہ اور کیا ہو سکتا تھا ____ لیکن جولیا کا چہرہ بے حد یدہ تھا۔ اس کے چہرے پر دور دور تک کسی مذاق کا کوئی شائبہ نظر نہ آ رہا تھا ____ لیکن اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ دراصل س انداز سے مشن کی ذمہ داری سے بچنا چاہتی ہے۔

"کیا تم واقعی سنجیدہ ہو جولیا ____ یہ انتہائی اہم مشن ہے" ________ دفدر نے کہا۔

"تمہیں شاید اس لئے اعتراض ہے کہ تم لیڈر بننا چاہتے ہو ۔" ____ جولیا کی بجائے تنویر نے صفدر کی بات کا جواب بڑے ریہ انداز میں دیا۔

"یہ بات نہیں تنویر ____ مقصد تو کامیابی ہے۔ لیکن تم جانتے ایکسٹو نے کیا کہا ہے کہ وہ ناکامی کا لفظ نہیں سننا چاہتا" ____ ندر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو صفدر ____ اس مشن کے لئے ہمیں انتہائی تیز ترین تن بروئے کار لانا پڑے گا اور اس کے لئے تنویر سے اچھا لیڈر ں نہیں ہو سکتا ____ تنویر ایسے کاموں میں ماہر ہے جب ہم سوچنے سمجھنے اور احتیاطوں میں زیادہ وقت لگا دیتے ہیں۔ لئے میں سنجیدگی سے کہہ رہی ہوں کہ اس مشن کے دوران ہمارا لیڈر ہو" ____ جولیا نے کہا۔

"اوکے ____ مجھے کوئی اعتراض نہیں" ____ صفدر نے ے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگوں کا کیا خیال ہے"۔۔۔ جولیا نے باقی ممبرز سے
مخاطب ہو کر کہا۔
"ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے مس جولیا۔۔۔ تنویر ہمارا
ساتھی ہے"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
پھر اس کی بات کی باقی ممبرز نے بھی تائید کر دی اور تنویر کا
یک لخت چہرہ چمک اٹھا۔۔۔ زندگی میں پہلی بار وہ سیکرٹ سروس
کا لیڈر بن رہا تھا۔
"شکریہ۔۔۔ اس اعتماد کا شکریہ۔۔۔ آپ لوگ یقین رکھیں
میں ایکسٹو اور عمران دونوں کو بتا دوں گا کہ اگر ہم لوگوں پر اعتماد
کیا جائے تو ہمارے اندر کتنی صلاحیتیں موجود ہیں"۔۔۔ تنویر
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل
دونوں کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔
"اب میرے خیال میں مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت
نہیں۔ تنظیم کا نام اور کوڈ بھی طے کر لئے جائیں"۔۔۔ جولیا نے
کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے سر سے ٹنوں بوجھ اتر
گیا ہو۔
"کیا خیال ہے تنویر۔۔۔ کیا نام ہونا چاہئے اس تنظیم کا جس کے
تم چیف باس ہو"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اس تنظیم کا نام فاسٹ ڈیتھ ہو گا۔ تاکہ اس کا مخفف بھی ایف
ڈی بن جائے۔ اس طرح ایف۔ ڈی والے بھی بوکھلا جائیں۔
اور یہی ہمارا ماٹو ہو گا۔۔۔ فاسٹ ڈیتھ ٹو ایف۔ ڈی"۔

تنویر نے چہکتے ہوئے کہا۔
"گڈ۔۔۔ اچھا نام ہے فاسٹ ڈیتھ۔۔۔ ویری گڈ"۔
سب سے پہلے صفدر نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور باقی ممبرز نے
بھی اس نام کی تائید کر دی۔۔۔ کیوں کہ نام ان سب کو پسند
آیا تھا۔
"کوڈ کیا ہو گا"۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔
"میں چیف باس۔۔۔ جولیا باس۔۔۔ صفدر نمبر ون۔۔۔ کیپٹن
شکیل نمبر ٹو۔۔۔ نعمانی نمبر تھری۔۔۔ صدیقی نمبر فور۔۔۔ اور
چوہان نمبر فائیو۔۔۔ کوڈ تنویر فاسٹ ڈیتھ۔۔۔ یعنی ٹی۔ ایف۔ ڈی
ہو گا"۔۔۔ تنویر نے از خود کوڈ بھی مقرر کر دیا۔
"اوکے۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔ یہ تو طے ہو گیا اب آگے کیسے
چلیں"۔۔۔ جولیا نے کہا۔
"سنو دوستو۔۔۔ ہیڈ کوارٹر وہی کوٹھی ہو گی جو ایکسٹو نے
دی ہے۔ میں، جولیا اور چوہان وہاں رہیں گے۔ جب کہ کیپٹن
شکیل، صفدر، نعمانی اور صدیقی مختلف ناموں سے مختلف ہوٹلوں
میں رہیں گے۔۔۔ ہمارا بی۔ ٹو ٹرانسمیٹر پر ایک دوسرے سے رابطہ
رہے گا۔ اور اب رہا کلیو کا مسئلہ تو صفدر اور کیپٹن شکیل تم دونوں
فوری طور پر کرنل شریف کو تلاش کرو۔۔۔ اور پھر اسے اغوا کر
کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ میں ملٹری سیکرٹ سروس میں رہا ہوں
اور کرنل شریف کو اچھی طرح جانتا ہوں۔۔۔ وہ انتہائی کینہ پرور
اور سفاک قسم کا آدمی ہے۔ وہ آسانی سے قابو نہیں آئے گا البتہ

میں اس سے سب کچھ پوچھ لوں گا۔ اس طرح ہم آگے بڑھنے کے کلیو تلاش کر لیں گے" ۔۔۔۔ تنویر نے باقاعدہ ہدایات جاری کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ لیکن کرنل شریف کو اغوا کرنے کے لئے کار کی ضرورت پڑے گی" ۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ایک کار آپ ہیڈ کوارٹر سے لے سکتے ہیں۔ اور صدیقی اور نعمانی تم دونوں نے باقی شہر میں گھومنا ہے ۔۔۔۔ اسرائیلی قوم کا کوئی بھی آدمی اگر تمہیں شہر میں نظر آئے یا تم کسی ایسے شخص کی طرف سے مشکوک ہو جاؤ۔ تو اگر تم اسے اغوا کر سکو تو ٹھیک ورنہ اس کی بھرپور نگرانی کرو اور ہیڈ کوارٹر کو رپورٹ کرو۔ اور چوہان نے یہاں کے بڑے بڑے ہوٹلوں میں اس بات کو چیک کرنا ہے کہ آیا یہاں کوئی شخص موجود ہے جس کا نام اسرائیلی قومیت سے ملتا جلتا ہو ۔۔۔۔ اور جولیا اور میں زیر زمین دنیا کو چیک کریں گے۔ اس تنظیم نے یقیناً یہاں کی کسی مقامی مجرم تنظیم سے رابطہ کیا ہو گا ۔۔۔۔ اگر وہ ٹریس ہو جائے تو معاملہ آسان ہو جائے گا"۔ تنویر نے کسی ماہر سپہ سالار کی طرح باقاعدہ جنگی نقشہ مرتب کر دیا۔

"گڈ ۔۔۔۔ اسے کہتے ہیں لیڈر شپ" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور تنویر کا سینہ فخر سے پھول گیا۔ اور اس کے بعد وہ سب اپنے اپنے کاموں کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔۔۔۔ فاسٹ ڈیل اب ایکشن میں آ رہی تھی۔

عمران ایئر پورٹ سے باہر آیا۔ وہ ایک ادھیڑ عمر تاجر کے روپ میں تھا ۔۔۔۔ اس کے ہاتھ میں ایک بزنس بیگ تھا۔ جس میں بزنس کے متعلق کاغذات ہی بھرے ہوتے تھے۔ ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی وہ تیزی سے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا گیا۔ سر حسین احمد اور سر سلطان سے ملنے کے بعد اس نے بلیک زیرو کے ساتھ مل کر منصوبہ بندی کر لی تھی ۔۔۔۔ جس کے مطابق باقی ٹیم کو مختلف پروازوں کی صورت میں بھاشانہ بھیجا جانا تھا۔ اور انہوں نے علیحدہ کام کرنا تھا ۔۔۔۔ جب کہ عمران نے جوزف جوانا اور ٹائیگر کو اپنے ساتھ علیحدہ رکھا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ انہوں نے سرکاری حیثیت کو سامنے نہیں لے آنا ۔۔۔۔ اور عمران کا سیکرٹ سروس کے ساتھ شامل رہنے سے پورا گروپ نظروں میں آ سکتا ہے ۔۔۔۔ اس لئے اس نے علیحدہ رہنے کا فیصلہ کیا تھا۔ چنانچہ

اسی پروگرام کے تحت وہ سب فوری طور پر مختلف فلائٹوں کے ذریعے بھاشانہ میں داخل ہوئے تھے ــــــ عمران نے احتیاط کے طور پر جوزف ۔ جوانا اور ٹائیگر کو اپنے سے علیحدہ بھیجا تھا ۔ اور خود اکیلا آیا تھا ــــــ عمران نے جولیا گروپ کے لئے بھاشانہ میں موجود اپنے ایک ہمدرد کی معرفت ہیڈ کوارٹر اور دوسرا انتظام کرا دیا تھا ۔ اور خود اس نے اپنے لئے گلشن کالونی کی ایک کوٹھی کا بندوبست کیا تھا ــــــ اُسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی وہاں پہلے ہی پہنچ چکے ہوں گے ۔ کیوں کہ وہ ان تینوں کو بھیجنے کے بعد روانہ ہوا تھا ۔ جوزف اور جوانا پر اس نے اس بار بالکل مختلف میک اپ کیا تھا ــــــ وہ دونوں اب حبشی قومیت کی بجائے عام بھاشانی میک اپ میں تھے ــــــ اس کے لئے اس نے ماسک میک اپ کا سہارا لیا تھا ۔ اور چوں کہ اُسے خود اس کے لئے فرصت میسر نہ تھی اس لئے اس نے یہ کام ٹائیگر کے ذمہ لگا دیا تھا ۔

"کہاں چلنا ہے صاحب" ــــــ ٹیکسی میں عمران کے بیٹھتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے مؤدبانہ انداز میں میٹر کو ڈاؤن کرتے ہوئے کہا ۔

"سپر پارلش مارکیٹ لے چلو ــــــ مگر جلدی ــــــ ورنہ میرا سودا خراب ہو جائے گا" ــــــ عمران نے تاجروں کے سے انداز میں آنکھوں پر لگی ہوئی موٹے فریم کی عینک کو ناک کی نوک تک کھسکاتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی ــــــ بھاشانہ کا دار الحکومت باکا عمران کا دیکھا بھالا تھا جب

پاکیشیا اور بھاشانہ ایک ہی ملک تھے تو عمران یہاں سینکڑوں بار آ چکا تھا ــــــ اور یہاں زیر زمین دنیا میں اس کے بے شمار دوست موجود تھے ۔ اس لئے عمران کے لئے باکا کوئی اجنبی شہر نہ تھا ۔ اور انہی دوستوں کی وجہ سے اس نے وہاں پاکیشیا سے ہی جولیا گروپ اور اپنے لئے تمام ابتدائی انتظامات ٹیلی فون پر ہی مکمل کرا لئے تھے ۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سپر پارلش مارکیٹ کے پہلے چوک پر پہنچ گئی ــــــ اور عمران نے ٹیکسی رکوا کر کرایہ ادا کیا ۔ اور پھر وہ یوں تیز تیز قدم اٹھاتا مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا جیسے اُسے سودے کے لئے واقعی بے حد جلدی ہو ۔

ٹیکسی اس کے قریب سے ہو کر آگے چلی گئی تھی ۔ عمران چلتے چلتے ایک بڑی بلڈنگ میں داخل ہوا ــــــ اور پھر اس بلڈنگ کے عقبی دروازے سے نکل کر وہ ایک سڑک پر آ گیا ۔ یہاں جلد ہی اُسے ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور اس نے ڈرائیور کو گلشن کالونی چلنے کے لئے کہا ــــــ کافی دیر تک عمران سائیڈ مرر کی مدد سے تعاقب کو چیک کرتا رہا ۔ لیکن پھر مطمئن ہو کر بیٹھ گیا ۔ اب اس کا ذہن الیف ۔ ڈی کی طرف ہو گیا ــــــ اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا تھا ۔ اور ساتھ ساتھ اس نے جولیا گروپ کی بھی نگرانی کرنی تھی ــــــ چنانچہ وہ کوئی ایسا راستہ سوچ رہا تھا جس پر چل کر وہ جلد از جلد اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے ۔ لیکن بظاہر اُسے ایسا کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا ــــــ کیوں کہ الیف ۔ ڈی مکمل اندھیرے میں تھی ۔

"صاحب ـــ گلشن کالونی آگئی ہے" ـــ اچانک ڈرائیور نے کہا۔

اور عمران جو اپنے خیالوں میں گم ہو گیا تھا، چونک پڑا۔ ٹیکسی اس وقت کالونی کے پہلے چوک پر رینگ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے یہیں اتار دو" ـــ عمران نے کہا۔

اور ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔ عمران نے میٹر دیکھ کر کرایہ ادا کیا اور پھر نیچے اتر آیا ـــ وہ اس وقت تک وہاں کھڑا رہا۔ جب تک ٹیکسی آگے بڑھ کر اس کی نظروں سے غائب نہ ہو گئی ـــ اس کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا گیا۔ پھر ایک سائیڈ روڈ کراس کر کے جب وہ ایک اور مین روڈ پر پہنچا تو دائیں ہاتھ پر پہلی کوٹھی ہی اس کی مطلوبہ کوٹھی تھی ـــ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر اس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ٹائیگر نے باہر سر نکالا۔ ٹائیگر چونکہ اپنی اصل شکل میں تھا ـــ اس لئے عمران اُسے دیکھتے ہی پہچان گیا۔

"فرمائیے" ـــ ٹائیگر نے باہر نکل کر سر سے پیر تک عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

عمران چونکہ نئے میک اپ میں تھا۔ اس لئے اس کے پہچان لئے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"کیا سننا پسند کریں گے ـــ غزل ـــ قصیدہ ـــ ہجو

ناگ ـــ کیا راگ" ـــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں
ا۔
"اوہ عمران صاحب آپ" ـــ ٹائیگر عمران کی بات سنتے ہی
ک پڑا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں انتہائی حیرت کے آثار نمایاں
ـــ کیوں کہ عمران کا لہجہ اور چہرہ بالوں کا رنگ اور سٹائل
ب کچھ مختلف تھا۔ اس نے تو صرف عمران کے جواب سے اندازہ
یا تھا کہ اس قسم کا جواب عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں دے
تا۔
"معاف فرمائیے ـــ میرا تخلص عمران نہیں۔ بلکہ بے دُم ہے۔
ب پلیز اسے بے دُم نہ سمجھ لیجیئے۔ ویسے ایک بات ہے۔ میں
ں تو بے دُم ـــ تو پھر بے دُم کی بجائے بے دُم تخلص کیسا ہے
۔ واہ صاحب واہ ـــ آپ سے ملنے پر کیا خوب صورت تخلص
ذ آگیا ہے" ـــ عمران نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔
"اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ عمران ہیں۔ اب چاہے آپ
دُم ہیں یا بے دُم ـــ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا" ـــ ٹائیگر
ہنستے ہوئے کہا۔
"کمال ہے ـــ کیوں فرق نہیں پڑتا۔ ان دونوں کے فرق پر تو
ایچ۔ ڈی کے لئے مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔ اور آپ کہتے ہیں کہ
ق ہی نہیں پڑتا ـــ بہرحال اس وقت میں تھکا ہوا ہوں مقالے
ے لئے تو دو تین سال چاہئیں۔ اور میری ٹانگوں میں اتنی سکت
یں ہے کہ یہیں پھاٹک پر کھڑے کھڑے دو تین سال گزار

ووں ۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر جو کھڑکی کے عین درمیان راستہ روکے کھڑا تھا اوہ کی آواز نکال کر ایک طرف ہو گیا۔ اور عمران ذیلی کھڑکی سے داخل ہو گیا۔

"تم نے مجھے کیسے پہچان لیا۔ حالانکہ میں نے بدلے ہوئے میں بات کی تھی" ۔۔۔۔۔ عمران نے کوٹھی کے برآمدے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے ساتھ آتے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر

"آپ کا مخصوص جواب" ۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا

"اوہ ۔۔۔۔۔ یہ زبان ہی مجھے ایک روز مروا دے گی نہ چاہنے کے باوجود بھی خود بخود چل پڑتی ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر ہنس پڑا۔

برآمدے میں جوزف ۔۔۔۔۔ مقامی میک اپ میں جوانا اور جوزف بھی کھڑے تھے ۔۔۔۔۔ ٹائیگر کے اطمینان بھرے انداز میں ساتھ آنے کی وجہ سے وہ سمجھ گئے تھے کہ آنے والا عمران ہے ۔۔۔۔۔ حالانکہ وہ بالکل ہی مختلف میک اپ میں تھا۔ البتہ قد و قامت سے عمران ہی لگتا تھا۔

"باس ۔۔۔۔۔ آپ نے بلیک ڈیتھ کا سارا پروگرام ہی درہم برہم کر دیا تھا۔ ہم نے شائی لاک کو تقریباً ڈھونڈ ھ ہی لیا تھا کہ آپ کی ایمرجنسی کال ملی اور ہمیں یہاں دوڑ کر آنا پڑا" ۔۔۔۔۔ جوزف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا شائی لاک یہاں پہنچ گیا تھا۔ لیکن اسے وہ بلیک ڈیتھ

کہاں گئی۔ یہاں تو ڈارک براؤن ڈیتھ کھڑی نظر آ رہی ہے" ۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔ وہ غور سے ان دونوں کے میک اپ کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔ اور اس کی نظروں میں تحسین کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ ٹائیگر نے واقعی انتہائی کامیاب ماسک میک اپ کیا تھا ۔۔۔۔۔ عمران نے اسے خود میک اپ کی تربیت دی تھی۔ اور آج وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے شاگرد نے واقعی شاگردی کا حق ادا کر دیا ہے۔

"کیسا میک اپ ہے عمران صاحب" ۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جو اس کے پاس ہی کھڑا تھا بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"گڈ شو ۔۔۔۔۔ میرا خیال ہے اب فارغ پھرنے کی بجائے تم میک اپ کرنے کی دکان کھول لو ۔۔۔۔۔ عورتوں کے ذریعے ان کے شوہروں اور والدین کی تمام کمائی تیزی سے تمہارے اکاؤنٹ میں منتقل ہونا شروع ہو جائے گی" ۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور ٹائیگر کا چہرہ کھل اٹھا۔ عمران کی تعریف اس کے لئے سب سے بڑا تعریفی سرٹیفکیٹ تھا۔

"اوہ باس ۔۔۔۔۔ شائی لاک یہاں پہنچ گیا ہے۔ پھر تو اچھا ہوا کہ ہم یہاں آ گئے" ۔۔۔۔۔ جوزف نے خوش ہوتے ہوئے کہا لیکن جوانا خاموش کھڑا تھا۔

"کیا میک اپ کے ساتھ ساتھ تمہاری زبان بھی کاٹ دی گئی ہے ۔۔۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو کم از کم اشاروں سے ہی سلام دعا کر لو" ۔۔۔۔۔ عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا جواب تک

خاموش کھڑا تھا۔

"ماسٹر — جوزف تو جذباتی آدمی ہے۔ آپ کی ایمرجنسی کال سنتے ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہاں شاید میں کوئی نیا کیس شروع ہو گیا۔ شائی لاک نہ سہی کوئی اور سہی" — جوانا نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"یہاں الف۔ ڈی سہی" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ انہیں لئے ہوئے اندر کمرے میں آ گیا۔ یہاں بیٹھتے ہی اس نے مختصر طور پر ان تینوں کو نئے مشن کے سلسلے میں بریف کیا۔ صحیح پس منظر ذہن میں آ جانے کی وجہ ان کی کارکردگی میں کوئی فرق نہ رہے۔

"سر — اس کا مطلب ہے۔ الف۔ ڈی کے ساتھ ساتھ ہم سیکرٹ سروس سے بھی ٹکرانا پڑے گا۔ میرا مطلب ہے اپنی سیکرٹ سروس سے" — ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں — ٹکرانے کا لفظ تم نے غلط استعمال کیا ہے۔ ہم نے انہیں سپورٹ کرنی ہے اور کام بھی کرنا ہے مقصد تو الف۔ ڈی کا خاتمہ ہے۔ چاہے ان کے ہاتھوں ہو جائے یا ہمارے ہاتھوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ماسٹر — کیا اس کا کوئی آدمی آپ کی نظروں میں ہے" جوانا نے پوچھا۔

"ابھی نہیں — لیکن میں جلد ہی اسے ڈھونڈ نکالوں گا۔ فی الحال تم تینوں اپنی ڈیوٹی اچھی طرح سمجھ لو — تم تینوں نے شہر میں گھوم کر ایسے آدمی کو تلاش کرنا ہے۔ جس پر اسرائیلی قومیت کا شک

ہو سکے۔ چاہے وہ میک اپ میں ہی کیوں نہ ہو۔ جیسے ہی ایسا کوئی آدمی نظر آئے تم نے صرف اس کی نگرانی کرنی ہے — اور مجھے واچ ٹرانسمیٹر پہ اطلاع دینی ہے اور تمہارا کام ختم" — عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ سر — ایسا آدمی میں نے دیکھا ہے۔ ہم جب ٹیکسی پر بیٹھ کر یہاں آ رہے تھے تو ہوٹل گالا کے سامنے ٹریفک کے رش کی وجہ سے ہماری ٹیکسی تھوڑی دیر کے لئے رکی تھی اس وقت میں نے ایک آدمی کو ہوٹل کے گیٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تھا — دراصل میں اس کی چال دیکھ کر چونکا تھا۔ اس کی چال بتا رہی تھی کہ وہ شخص یقیناً مارشل آرٹ کا ماہر ہے۔ اور اس کی قومیت یقیناً اسرائیلی تھی — چونکہ مجھے اس سلسلے میں کوئی علم نہ تھا اس لئے میں نے اس پر مزید کوئی توجہ نہ دی تھی۔ البتہ میری نظریں اس کار کی نمبر پلیٹ پر ضرور پڑی تھیں — جس میں وہ بیٹھ رہا تھا۔ اور لاشعوری طور پر کار کا نمبر ابھی تک میرے ذہن میں موجود ہے" — ٹائیگر نے کہا۔ اور عمران حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ ٹائیگر تو واقعی اس کے بھی کان کاٹنے لگا تھا۔

"اچھا نمبر بتاؤ" — عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔ اور ٹائیگر نے نمبر دوہرا دیا۔

عمران نے درمیانی میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا۔ اور اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ کیفے آرگوٹ" ـــ دوسری طرف سے رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت آواز رسیور میں گونجی۔

"نادر سے بات کراؤ ـــ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں" ـــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــ ہولڈ آن کیجئے" ـــ دوسری طرف سے چونکتے ہوئے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔

"یس ـ نادر بول رہا ہوں" ـــ چند لمحوں بعد ہی ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"نادر ـــ میں پرنس ہوں۔ ایک کار کا نمبر نوٹ کرو ـ اور مجھے فوری طور پر پتہ کر کے بتلاؤ کہ یہ نمبر کس کو الاٹ ہے ـ اور اس کا پتہ" ـــ عمران نے کہا۔

"نوٹ کرائیے" ـــ دوسری طرف سے نادر نے جواب دیا اور عمران نے ٹائیگر کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں ابھی پتہ کرا دیتا ہوں۔ گلشن پہ ہی فون کروں" ـــ دوسری طرف سے نادر نے کہا۔

"ہاں ـــ میں وہیں موجود ہوں۔ لیکن پلیز جلدی" عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

نادر ہی وہ شخص تھا جس کی مدد سے اس نے یہ کوٹھی حاصل کی تھی۔ عمران کا پرانا دوست تھا اور دارالحکومت میں خاصا بااثر سمجھا جاتا تھا۔

"اس کا حلیہ تو بتاؤ۔ شاید کوئی شناسا ہی نکل آئے"

عمران نے رسیور رکھ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر نے تفصیل سے حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

"کیا تم صحیح کہہ رہے ہو" ـــ عمران حلیہ سنتے ہی اس طرح چونکا۔ جیسے اس کے جسم کو طاقتور کرنٹ لگ گیا ہو۔

"گو میں نے اسے سرسری طور پر ہی دیکھا تھا سر ـــ لیکن پھر بھی میری یادداشت اتنی کمزور نہیں ہے" ـــ ٹائیگر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ ٹائیگر ـــ تم نے انتہائی زبردست کلیو حاصل کر لیا ہے ـ اوہ ـــ تو یہ بھی یہاں موجود ہے" ـــ عمران کے چہرے پر یک لخت سنجیدگی اتر آئی تھی۔

"کون ہے یہ" ـــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسرائیل کی سب سے طاقتور تنظیم کا سربراہ کرنل ہمبرخ۔ اس کی تنظیم کا نام ہے ریڈ آرمی ـــ ہم پہلے بھی اس سے ٹکرا چکے ہیں۔ تو میرا اندازہ سو فی صد درست نکلا۔ یہ ایف ـ ڈی اسرائیلی تنظیم ہے ـ اور شاید ریڈ آرمی کا نیا نام رکھا گیا ہے" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر مجھے اس وقت ذرا سا بھی اندازہ ہوتا کہ یہ شخص ایسی حیثیت کا مالک ہے تو میں اسے کبھی بھی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتا" ـــ ٹائیگر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"اب بھی وہ میری نظروں سے نہیں چھپ سکتا۔ میں اسے پاتال کی گہرائیوں سے بھی نکال لاؤں گا ـــ تم خود سوچو ڈیتھ

اور وہ بھی بلیک ـــــ اُسے کون روک سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ـــــ یہ بلیک ڈیتھ کا کیا مطلب ہوا۔" ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہ نئی تنظیم ہے۔ جوزف اور جوانا پر مشتمل ـــــ تم دیکھنا کہ پاکیشیا دارالحکومت میں موجود مجرموں کا کس طرح ناطقہ بند ہو ہے ـــــ اور یہ بلیک ڈیتھ تنظیم اب بھاشانہ کے دارالحکوم باکا میں منتقل ہو گئی ہے۔ اب ٹائیگر اور عمران بھی اس تنظیم میں شامل ہو چکے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جوزف اور جوانا کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران یہاں اپنے گروپ کا نام بلیک ڈیتھ رکھنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

اُسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمرا نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــــ پرنس آف ڈم ڈم سپیکنگ" ـــــ عمران نے جان بوجھ کر ڈھمپ کو ڈم ڈم میں بدل دیا۔

"نادر بول رہا ہوں پرنس ـــــ میں نے آپ کی مطلوبہ کو ٹریس کر لیا ہے۔ یہ کار سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس نے دو روز قبل ایک شخص مارٹن کے نام پر خریدی ہے" ـــــ نادر نے کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ نے خریدی ہے مارٹن کے نام پر

کیا مطلب ہوا" ـــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے رجسٹریشن آفس سے معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ مارٹن کے نام پر یہ کار خریدی گئی ہے ـــــ اور پتہ ایسی کالونی کا درج ہے جو انتہائی غریب طبقے کی آبادی ہے۔ اس پر میں چونک پڑا۔ کہ پتہ جان بوجھ کر غلط لکھوایا گیا ہے ـــــ میں نے مزید ٹریس کیا کہ یہ کار کون سے ڈیلر سے خریدی گئی ہے۔ کیونکہ رجسٹریشن آفس میں میرے آدمی نے بتایا تھا کہ اسے صرف دو روز پہلے رجسٹرڈ کیا گیا ہے ـــــ اتفاق سے وہ شوروم جہاں سے کار خریدی گئی ہے میری ہی ملکیت ہے۔ چنانچہ میرے پوچھنے پر منیجر نے بتایا کہ اس کار کی ادائیگی سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس کی طرف سے کی گئی ہے ـــــ اور ان کا ڈرائیور ہی آکر لے گیا تھا۔ لیکن رسید پر نام مارٹن کا درج کرایا گیا" ـــــ نادر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ـــــ تھینک یو" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"تو یہ بات اب سامنے آگئی کہ سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس اسرائیل کا آدمی ہے ـــــ چلو پھر پہلے اسی سے دو دو ہاتھ ہو جائیں" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر جوزف اور جوانا بھی اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔

کرنل ہیمرخ دو روز سے بھاشانہ میں موجود تھا۔ اس نے اپنا ہیڈ کوارٹر الگ بنا لیا تھا ــــ اور ریڈ آرمی کے سارے ممبر شہر بھر میں پھیل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے ــــ دوسرے سارے افراد تو میک اپ میں تھے کیوں کہ انہیں بھاشانہ سیکرٹ سروس کی طرف سے بھی خطرہ لاحق تھا ــــ لیکن کرنل ہیمرخ اپنے اصل روپ میں تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نہ ڈھونڈھ سکا تو اس کی اصل شکل صورت دیکھ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس لازماً اس سے ٹکرائے گی اور اس کا مقصد بہرحال حل ہو جائے گا۔ اس لئے وہ کار لئے مختلف ہوٹلوں اور کیفوں میں چکر لگا رہا تھا۔ کار اُسے الیف۔ ڈی نے بھجوائی تھی ــــ اسی طرح ہیڈ کوارٹر کے لئے باقی انتظامات بھی الیف۔ ڈی نے ہی کئے تھے ــــ یہاں

آنے کے بعد الیف۔ ڈی کے سربراہ کرنل چارلس سے اس کی گفتگو ہو چکی تھی ــــ اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے بے فکر ہو کر کام کریں۔ انہیں ریڈ آرمی سنبھال لے گی ــــ بلکہ کرنل ہیمرخ نے کرنل چارلس کا شکریہ ادا کیا تھا کہ اس نے ریڈ آرمی کو یہ موقعہ دلایا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے پچھلے واقعات کا بھرپور انداز میں انتقام لے سکے ــــ کرنل ہیمرخ سیکرٹ سروس کے صرف چند افراد سے ہی واقف تھا۔ خاص طور پر ایک شخص علی عمران کا قد و قامت اس کا حلیہ اس کی گفتگو کا انداز اس کے ذہن میں نقش تھا ــــ اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اس کا حلیہ بریف کیا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے دیگر ساتھیوں کے حلیے بس معمولی سے اُسے یاد تھے ــــ لیکن اُسے اپنی یادداشت پر مکمل اعتماد تھا کہ وہ انہیں دیکھتے ہی پہچان لے گا۔

کرنل ہیمرخ ہوٹل سلا نار سے باہر جیسے ہی نکلا اس نے ہوٹل کے اندر جاتے ہوئے دو افراد کو واضح طور پر چونکتے ہوئے دیکھا۔ وہ دونوں اُسے دیکھ کر چونکے تھے ــــ دونوں اپنی چال ڈھال سے خاصے لڑاکے اور ٹھوس جسموں کے مالک نظر آتے تھے ــــ لیکن کرنل ہیمرخ کے لاشعور میں ان کے قد و قامت اور چال ڈھال کے متعلق کوئی شائبہ موجود نہ تھا ــــ لیکن ان کے چونکنے کا انداز ایسا تھا کہ اُسے یقین ہو گیا کہ یہ دونوں یا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں یا پھر ان کا تعلق بھاشانہ سیکرٹ سروس سے ہے۔

اس نے جان بوجھ کر پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے قدم آہستہ کر دیئے ——— کوٹ کی جیب سے ایک مخصوص انداز کی عینک نکال کر آنکھوں پر لگائی۔ اس عینک کے ایک شیشے میں یہ خصوصیت تھی کہ یہ ایک کمانی کے پچھلے سرے پر لگے ہوئے ٹیلی ویو بٹن کی مدد سے پچھلا منظر عینک کے شیشے پر واضح کر دیتا تھا ——— جب کہ دوسرا شیشہ عام سا شیشہ تھا اور باہر سے دونوں ایک جیسے ہی ڈارک نظر آتے تھے ——— اس طرح عینک پہننے والا بیک وقت آگے اور پیچھے واضح طور پر دیکھ سکتا تھا۔ کرنل ہمیرخ اطمینان سے آگے بڑھتا گیا ——— البتہ وہ بار بار پچھلے منظر کا بھی جائزہ لے رہا تھا۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق چونکنے والے دونوں افراد جو ہوٹل کے اندر داخل ہوئے تھے جلد ہی باہر آ گئے ——— اور اب وہ بھی پارکنگ کی طرف بڑھ رہے تھے، وہ دونوں آپس میں سرگوشی کے سے انداز میں باتیں بھی کر رہے تھے ——— کرنل ہمیرخ اپنی کار تک پہنچا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر اس نے عینک اتار کر واپس جیب میں رکھ لی ——— کیوں کہ کار میں بیک ویو مرر کی موجودگی کے بعد اس کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اور پھر وہ کار چلاتا ہوا ان دونوں کے قریب سے گزرتا چلا گیا ——— اس نے اچٹتی ہوئی نظریں ان دونوں پر ڈالیں اور کار کو باہر سڑک پر لے آیا۔ اس نے بیک مرر میں ان دونوں کو بھی ایک کار میں بیٹھتے ہوئے دیکھا ——— یہ بھی نئے ماڈل کی کار تھی۔ ان کی کار کو بیک مرر میں اچھی طرح پہچان کر اس نے کار کی رفتار تیز کر دی ——— اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ

ہے ان دونوں کا تعلق کسی بھی گروپ سے ہو۔ انہیں ہر حالت میں
یڈکوارٹر پہنچایا جانا چاہیئے ——— تاکہ کام کو کچھ تو آگے بڑھایا جا سکے۔
ں نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ اور
سے اپنے ساتھ سیٹ پر رکھ کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔ اور
س سے منسلک ایک باریک سی تار کھینچ کر اس نے اس کے ساتھ
گے ہوئے پوائنٹ کو اپنے کان میں ایڈجسٹ کر لیا ——— اس طرح
س طرح ایئر فون کان میں لگایا جاتا ہے۔

"یس ——— آر۔ اے۔ ٹو اٹنڈنگ" ——— چند لمحوں بعد
ہی ایک آواز اس کے کان میں گونجی۔

"تم کہاں موجود ہو ——— آر۔ اے ون اوور" ——— کرنل ہمیرخ
نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں سپر مارکیٹ میں ہوں جناب اوور" ——— دوسری طرف
سے جواب دیا گیا۔

اور اسی لمحے کرنل ہمیرخ کی گھومتی ہوئی نظریں ایک دکان کے
سائیڈ بورڈ پر پڑیں۔ اور اس نے اس پر روڈ کا نام پڑھ لیا۔ ویسے
بھی جوں کہ اسے یہاں گھومتے ہوئے دو روز ہو گئے تھے اس لئے
وہ سڑکوں چوکوں سے کسی حد تک واقف ہو چکا تھا ——— لیکن
تسلی کی خاطر اس نے سائن بورڈ پر روڈ کا نام پڑھنا مناسب
سمجھا تھا۔

"میں اعظم روڈ پر ہوں۔ دو مشکوک آدمی نیلے رنگ کی ڈاٹسن
میں میری کار کا تعاقب کر رہے ہیں ——— انہیں ہیڈکوارٹر پہنچانا

ہے زندہ حالت میں ـــــ تم باقی تمام ممبرز کو کال کر کے اعظم روڈ پر پہنچنے کے لئے کہہ دو۔ میں اعظم روڈ سے اگلے چوک سے دائیں ہاتھ تمیز الدین روڈ پر گھوم جاؤں گا جو سیدھی ساحل سمندر کی طرف جاتی ہے اور کسی حد تک سنسان بھی رہتی ہے ـــــ تم فوراً پہنچو اور انہیں کور کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو۔ اوور اینڈ آل

کرنل ہمیرخ نے کرخت لہجے میں آر۔ اے ٹو کو ہدایت کی اور کان سے ایئر فون اتار کر اس نے ٹرانسمیٹر کو واپس جیب میں ڈال لیا ـــــ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا اُسے معلوم تھا کہ ریڈ آرمی کی دونوں کاریں جلد ہی انہیں کور کر لیں گی۔

نیلی ڈاٹسن بڑی احتیاط سے اس کا تعاقب کر رہی تھی۔ ان کا انداز خاصا ماہرانہ تھا ـــــ اگر کرنل ہمیرخ شروع سے انہیں نظروں میں رکھے ہوئے نہ ہوتا تو پھر تعاقب کا پتہ چلانا واقعی اس کے لئے دشوار ہو جاتا۔

تمیز الدین روڈ پر اس کی توقع کے عین مطابق ٹریفک کا اتنا رش موجود نہ تھا ـــــ اکا دکا کاریں آجا رہی تھیں۔ اب نیلی ڈاٹسن کا فاصلہ کافی ہو گیا تھا۔ اور پھر ابھی اس نے ساحل تک پہنچنے کے لئے آدھا راستہ ہی طے کیا ہو گا کہ اس نے ریڈ آرمی کی دونوں کاروں کو نیلی کار کے پیچھے آتے ہوئے دیکھا ـــــ کرنل ہمیرخ کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ پھیل گئی۔ اب ریڈ آرمی کی ایک کار نیلی کار سے آگے اور ایک پیچھے تھی ـــــ سڑک پر چونکہ کاریں آجا رہی تھیں۔ اس لئے وہ شاید موقع کی انتظار میں تھے۔ اور پھر کرنل ہمیرخ

کو اچانک ایک تنگ سی بائی روڈ نظر آ گئی۔ اس نے تیزی سے اپنی کار اس بائی روڈ کی طرف موڑ دی تاکہ نیلی کار بھی اس کے پیچھے اس طرف مڑ جائے ـــــ اور اسے آسانی سے ٹریپ کیا جا سکے۔ ریڈ آرمی کی وہ کار جو نیلی کار سے آگے آ رہی تھی کرنل ہمیرخ کی کار کو بائی روڈ کی طرف مڑتے دیکھ کر دوبارہ نیلی کار سے پیچھے ہو گئی ـــــ اور کرنل ہمیرخ نے بائی روڈ پر مڑتے ہی اپنی کار درختوں کے ایک ذخیرے کی طرف گھمائی اور اسے درختوں کی آڑ میں کر کے روک دیا ـــــ تھوڑی دیر بعد نیلے رنگ کی کار اس بائی روڈ پر مڑی اور تیزی سے آگے بڑھنے لگی ـــــ چند لمحوں بعد ہی ریڈ آرمی کی دونوں کاریں اس کے پیچھے بائی روڈ پر مڑیں اور دوسرے لمحے ایک کار جیٹ جہاز کی سی سپیڈ میں دوڑتی ہوئی نیلی کار کو کراس کر کے تیزی سے اس کے سامنے ترچھی ہو کر اُسے دبانے لگی ـــــ اُسی لمحے دوسری کار بھی نیلی کار کے عقب میں عین اسی کے اوپر پہنچ گئی اور چند لمحوں بعد انہوں نے نیلی کار کو رک جانے پر مجبور کر دیا ـــــ اور پھر ریڈ آرمی کے افراد کاروں سے نکل کر تیزی سے نیلی کار کے گرد پھیلتے چلے گئے۔ اور کرنل ہمیرخ نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلاتے ہوئے اپنی کار کو درختوں کی آڑ سے نکالا اور واپس مین روڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ ریڈ آرمی اب ان دونوں کو لے کر آسانی سے ہیڈ کوارٹر پہنچ جائے گی۔

کرنل شریف اپنے دفتر میں خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس
وقت وہ دفتر میں اکیلا تھا ــــــ سرتوڑ کوششوں کے باوجود
ایف۔ ڈی کا کوئی سراغ حاصل نہ کر سکا تھا۔ حالاں کہ ایف۔ ڈی
پے درپے تخریبی کارروائیاں کئے چلی جا رہی تھی ــــــ لیکن وہ سب
کچھ اس ماہرانہ انداز میں کر رہے تھے کہ اپنے پیچھے کوئی کلیو نہ چھوڑ
رہے تھے ــــــ اور نہ ہی انہوں نے مقامی مجرموں میں سے کسی
کنکٹ کیا تھا کہ ان کے ذریعے وہ ان کا سراغ نکال لیتا۔ ادھر
حکومت کا دباؤ اس پر مسلسل بڑھتا جا رہا تھا ــــــ خاص طور پر
ڈاکٹر سبطین کے واقعے کے بعد تو وہ اور زیادہ معتوب ہو گیا تھا
کیپٹن تمیزی کو اس نے ڈاکٹر سبطین کی نگرانی پر مستقل لگا دیا تھا
کیوں کہ اُسے اب بھی یقین تھا کہ ڈاکٹر سبطین مجرموں سے متعلق
ہے ــــــ اس نے اس دیٹر کو دوبارہ بلا کر اس سے بھی مزید

پوچھ گچھ کی تھی۔ اس نے دوبارہ وہی نمبر بتایا تھا۔ اس لئے اس نے
کیپٹن تمیزی کو ڈاکٹر کی نگرانی پر تعینات کر دیا تھا ــــــ اس نے اس
کا فون بھی ٹیپ کرنے کے انتظامات کر لئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ
اس نے ویسٹرن کارمن سفارت خانے کے چیف سیکرٹری جان ہنٹ
کی نگرانی کے بھی انتظامات کرا دیئے تھے کہ شاید کوئی کلیو سامنے آ
جائے ــــــ لیکن اب تک ہر طرف خاموشی ہی تھی۔ کسی طرف سے
بھی کوئی امید افزا رپورٹ نہ مل رہی تھی۔
اچانک میز پر پڑا ہوا ٹیلی فون تیز آواز سے بج اٹھا۔ اور کرنل
شریف نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا ــــــ ان کی
میز پر دو ٹیلی فون تھے۔ ایک پی۔ اے سے لنک تھا جب کہ دوسرا
براہِ راست نمبروں کا فون تھا ــــــ اور کال براہِ راست نمبروں
والے فون پر تھی۔ یہ فون فیلڈ ورک کے لئے تھا تاکہ ایمرجنسی میں
براہِ راست فون کیا جا سکے۔
"یس ــــــ کرنل شریف سپیکنگ" ــــــ کرنل شریف نے
بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ کیوں کہ اس کا خیال تھا کہ فیلڈ ورک
ٹیلی فون پر کسی ممبر کی ہی کال ہو گی۔
"ج ــــــ ج ــــــ جناب ــــــ آپ سیکرٹ سروس کے
چیف ہیں ناں" ــــــ دوسری طرف سے ایک نامانوس سی
اور گھبرائی ہوئی سی آواز سنائی دی۔
"اوہ ــــــ کون ہو تم ــــــ میں سیکرٹ سروس کا چیف
ہوں" ــــــ کرنل شریف نے بڑی طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جج ـــــ جناب ـــــ ہماری باتیں اور تو کوئی نہیں سن رہا
انکوائری نے آپ کا ہی براہِ راست نمبر بتایا تھا۔ جناب میں
اہم اطلاع دینا چاہتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔
"نہیں ـــــ کوئی نہیں سن رہا۔ تم کھل کر بات کرو۔ کیا اطلا
دینا چاہتے ہو۔ پہلے اپنا تعارف کراؤ" ـــــ کرنل شریف
کہا۔

"جناب ـــــ میرا نام ریاض احمد ہے۔ میں سبزی کا مال فروخت
کرتا ہوں۔ میں اس وقت ایک پبلک بوتھ سے فون کر رہا ہوں
جناب جن لوگوں نے پی۔ایل بلڈنگ کی عمارت کو تباہ کیا ہے۔ ان
ایک آدمی کو میں جانتا ہوں ـــــ اس سلسلہ میں آپ کو اطلاع دی
چاہتا ہوں ـــــ مگر جناب ـــــ انہیں بھی شاید شک ہو گیا ہے
میری جان خطرے میں ہے۔ وہ بے حد خطرناک لوگ ہیں"
دوسری طرف سے ریاض احمد نے جواب دیا۔
"فوراً بتاؤ ـــــ یہ کون لوگ ہیں۔ فکر نہ کرو سیکرٹ سروس
تمہاری حفاظت کرے گی" ـــــ کرنل شریف ریاض احمد کی بات
سن کر بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔ اس کے تو کبھی تصور میں بھی
آسکتا تھا کہ جس کلیو کے پیچھے وہ اور اس کی ٹیم ماری ماری پھر رہی ہے
وہ اتنی آسانی سے ہاتھ آجائے گا۔
"جناب ـــــ لمبی بات ہے۔ اگر آپ یہاں آجائیں تو میں آپ
کو تفصیل سے سب کچھ بتا دوں گا۔ اور پھر آپ کی موجودگی میں مجھے
حوصلہ بھی رہے گا ـــــ اور جناب ـــــ اگر ہو سکے تو مجھے کچھ انعام

دلا دیجیے ـــــ غریب آدمی ہوں" ـــــ ریاض احمد نے بڑے
سے لہجے میں کہا۔
"اوہ ـــــ واقعی تمہیں انعام ضرور ملے گا۔ تم کون سے پبلک
سے بات کر رہے ہو" ـــــ کرنل شریف نے تیز لہجے
پوچھا۔
"جناب ـــــ آصف جاہ روڈ کے تیسرے بوتھ سے۔ لیکن میں
یہاں سے ہٹ جاؤں گا۔ آپ مجھے کیفے عاطف کے عقبی طرف
وہ جگہ محفوظ رہے گی ـــــ آپ اپنی کوئی نشانی بتا دیں۔ میں
کو پہچان کر خود بات کر لوں گا" ـــــ ریاض احمد نے کہا۔
"ٹھیک ہے ـــــ میں کار میں آرہا ہوں۔ سیاہ رنگ کی
کار ہے۔ میں نے نیلے رنگ کی ٹائی باندھ رکھی ہوگی"
شریف نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا۔
"بہتر جناب ـــــ میں انتظار کروں گا۔ اور وہ میرا انعام"
ض احمد نے کہا۔
"اوہ ـــــ تم فکر نہ کرو۔ اگر تمہاری اطلاع واقعی درست ثابت
تو تمہیں تمہاری توقع سے بڑھ کر انعام ملے گا" ـــــ کرنل شریف
یز لہجے میں کہا۔
ب ـــــ بہتر جناب" ـــــ دوسری طرف سے ریاض احمد
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور کرنل شریف نے رسیور کریڈل پہ
کا ـــــ اور پھر اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
بلد از جلد اس آدمی سے کلیو حاصل کرنا چاہتا تھا اور اس کام

میں اس کے خیال کے مطابق دیر نہیں ہونی چاہیے تھی۔ کیوں کہ ایسے لوگ کسی بھی انداز میں خوف زدہ ہو کر بھاگ جایا کرتے ہیں۔

اس لیے اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار ہیڈ کوارٹر سے باہر نکالی اور پھر آصف جاہ روڈ کی طرف بڑھتا گیا ــــــ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس کی کار آصف جاہ روڈ پر پہنچ گئی۔ اور کیفے عاطف کی سائیڈ میں نکلتی ہوئی ایک چھوٹی سڑک پر اس نے کار موڑ دی ــــــ کیوں کہ یہی چھوٹی سڑک گھوم کر کیفے عاطف کے عقب سے ہوتی ہوئی نیشنل گارڈن کی طرف جاتی تھی۔

کیفے عاطف کے عین عقب میں پہنچ کر اس نے کار روک دی۔ یہ جگہ بالکل ہی سنسان پڑی ہوئی تھی اور دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔

کرنل شریف بڑی بے چین نظروں سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک اس کی کار کی دوسری سائیڈ کا دروازہ کھلا۔ اور کرنل شریف بُری طرح چونک پڑا ــــــ آنے والا اس قدر احتیاط سے آیا تھا کہ کرنل شریف اس کے قدموں کی آہٹ بھی نہ سن سکا تھا ــــــ اور ویسے بھی اس کا دھیان سڑک کی طرف ہی تھا جب کہ آنے والا کیفے کی عقبی عمارت کی طرف سے آیا تھا۔

کرنل شریف نے چونک کر دیکھا۔ وہ ایک لمبا تڑنگا اور خاصے بھرے بھرے جسم کا نوجوان تھا ــــــ جس نے عام سا کوٹ اور پتلون پہن رکھی تھی۔

"کرنل شریف" ــــــ آنے والے نوجوان نے ساتھ والی

سیٹ پر بیٹھتے ہوئے غور سے کرنل شریف کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کا لہجہ مؤدبانہ ہی تھا۔

"ہاں میں کرنل شریف ہوں ــــــ کیا تم ریاض احمد ہو"

کرنل شریف نے چونک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان نے زبان سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تو بتاؤ جلدی سے ــــــ کیا اطلاع ہے۔ تفصیل بتاؤ"

کرنل شریف نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ میرے پاس کارڈ ہے" ــــــ ریاض احمد نے کہا۔ اور جیب میں رکھا ہوا ہاتھ اس نے تیزی سے باہر نکالا۔ کرنل شریف کو بس ریوالور کے دستے کی جھلک ہی نظر آئی تھی کہ اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی ــــــ اس نے جھٹکا لے کر اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا مگر ایک بار پھر اس کے سر پر شدید دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں اور شعور بیدار ہوا تو وہ چونک کر اٹھنے لگا ــــــ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ وہ لوہے کی کرسی پر نائلون کی رسیوں سے بندھا ہوا تھا ــــــ کمرہ خالی تھا۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ جو اسے سامنے نظر آ رہا تھا دوسری طرف سے بند تھا ــــــ کرنل شریف سمجھ گیا کہ اسے باقاعدہ ٹریپ کیا گیا ہے۔ اور اب وہ اپنی عقل پر ماتم کر رہا تھا کہ سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کے باوجود وہ کتنی آسانی سے مجرموں کے پھندے میں پھنس گیا ــــــ حالاں کہ اسے

اُسی وقت سمجھ جانا چاہیئے تھا کہ معاملے میں کوئی گڑبڑ ہے۔ جب اطلاع دینے والے نے اُسے سنسان جگہ پر بلایا تھا ـــــ ظاہر ہے کوئی عام آدمی ایسا نہ کرسکتا تھا وہ یقیناً کسی پُر ہجوم جگہ پر اُسے بلاتا تاکہ مجرموں کے حملے سے محفوظ رہے ـــــ لیکن اب پچھتانے سے کیا ہوتا تھا۔ اشتیاق اور تجسّس نے واقعی اُسے پاگل کر دیا تھا۔ ورنہ وہ اپنی حفاظت کا باقاعدہ بندوبست کرکے جاتا ـــــ لیکن اس کے باوجود وہ دل ہی دل میں ایک لحاظ سے مطمئن بھی تھا کہ چلو اسی بہانے کم از کم وہ مجرموں سے ٹکرایا تو سہی ـــــ اب یہ اس کی اپنی صلاحیتیں تھیں کہ وہ ان کے پھندے سے نکل سکتا ہے یا نہیں۔

کرنل شریف اب غور سے کمرے کی دیواروں چھت اور فرش کو دیکھنے لگا وہ اس کی بناوٹ چیک کرنا چاہتا تھا ـــــ تاکہ اس لحاظ سے وہ اس آبادی کا تعین کرسکے جہاں یہ کمرہ موجود ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا جائزہ مکمل ہوتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک مرد اور ایک عورت اندر داخل ہوئے ـــــ ان دونوں کے چہروں پر سیاہ رنگ کے نقاب پڑے ہوئے تھے۔ مرد کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے کوئی بھوکا بھیڑیا اپنے شکار کو دیکھتا ہے۔ اور کرنل شریف کے جسم میں بے اختیار سردی کی لہریں دوڑنے لگیں۔

صدیقی اور نعمانی نے فاسٹ ڈیتھ کے ہیڈ کوارٹر میں موجود کار تنویر سے لی ـــــ اور وہ دونوں شہر میں آوارہ گردی کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ صدیقی کار چلا رہا تھا جب کہ نعمانی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ارد گرد چلنے والے افراد اور گزرنے والی کاروں میں موجود افراد کا جائزہ لینے میں مصروف تھا ـــــ وہ تقریباً دو گھنٹے تک مسلسل شہر کا راؤنڈ لگاتے رہے لیکن انہیں ایک بھی مشکوک آدمی نظر نہ آیا۔

"یار نعمانی ـــــ میں تو تھک گیا ہوں۔ میرے خیال میں کہیں بیٹھ کر آرام بھی کیا جائے اور چائے بھی پی جائے" ـــــ صدیقی نے پاس بیٹھے ہوئے نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے وہ سامنے ہوٹل سلازار کا بورڈ نظر آ رہا ہے۔ بظاہر تو اچھا ہوٹل لگتا ہے وہیں چلتے ہیں" ـــــ نعمانی نے بھی اس کی

بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کار کو ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں موڑ دیا۔ اور اُسے پارکنگ میں روک کر وہ دونوں باہر نکلے اور مین گیٹ کی طرف بڑھتے گئے ـــــ گیٹ کے قریب جیسے ہی وہ پہنچے گیٹ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی ٹھوس جسم کا آدمی تیزی سے باہر نکلا ـــــ وہ غیر ملکی تھا۔ اور اُسے دیکھتے ہی دونوں بیک وقت چونکے۔ لیکن وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔

"یہ صریحًا اسرائیلی ہے ـــــ صاف اسرائیلی" ـــــ نعمانی نے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔ لیکن چوں کہ وہ گیٹ پر پہنچ چکے تھے۔ اس لئے اب وہیں سے واپس جانا دوسروں کو شک میں مبتلا کر دینے کے مترادف تھا ـــــ چنانچہ وہ دونوں تیزی سے ہال میں داخل ہوئے۔ ہال اس وقت تقریبًا بھرا ہوا تھا۔ وہ چند لمحے ہال کو دیکھتے رہے۔ پھر یوں کندھے اچکاتے ہوئے واپس مڑے جیسے انہیں بیٹھنے کے لئے جگہ پسند نہ آئی ہو ـــــ باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے پارکنگ کی طرف بڑھے وہ اسرائیلی آدمی بھی پارکنگ کی طرف ہی جا رہا تھا۔

"میرے خیال میں تنویر کو اطلاع کر دیں" ـــــ نعمانی نے کہا۔

"تنویر نے کہا تھا کہ اگر اغوا نہ کر سکیں تو اطلاع دیں اور ایک آدمی کو اغوا کرنا کون سا مشکل ہے" ـــــ صدیقی نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور نعمانی نے بھی سر ہلا دیا۔ وہ اسرائیلی ایک

سیاہ رنگ کی بالکل نئے ماڈل کی کار میں بیٹھ چکا تھا۔ اور چند لمحوں بعد کار ان کے قریب سے گزر کر کمپاؤنڈ گیٹ کی طرف مڑ گئی۔ اور ان دونوں نے اپنے قدم تیز کر لئے ـــــ چند ہی لمحوں بعد ان کی کار اس سیاہ رنگ کی کار کے تعاقب میں تھی۔

"اب کیا پلاننگ ہے اسے اغوا کرنے کی" ـــــ نعمانی نے پوچھا۔

"اگر یہ کسی سنسان سڑک پر گیا تو اسے وہاں آسانی سے گھیر لیں گے ـــــ اور اگر نہ گیا تو پھر صرف تعاقب اور پھر جیسے ہی موقع ملا" ـــــ صدیقی نے کہا اور نعمانی نے سر ہلانا شروع کر دیا۔

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ صدیقی بڑے ماہرانہ انداز میں اس کا تعاقب کر رہا تھا ـــــ اور چوں کہ سیاہ رنگ کی کار ایک ہی رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔ اس سے صاف ظاہر تھا کہ اُسے تعاقب کا شبہ نہیں ہوا ـــــ ورنہ فطری طور پر وہ سپیڈ بڑھا دیتا۔ چوک پر پہنچنے کے بعد سیاہ کار ایک اور سڑک پر مڑ گئی ـــــ اور صدیقی اور نعمانی دونوں کے چہروں پر معنی خیز مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیوں کہ اس سڑک پر پہلی سڑک کی نسبت کم ٹریفک تھی۔

"میرے خیال میں ساحل سمندر کے پاس ہی ہمیں موقع ملے گا" ـــــ صدیقی نے ٹریفک کی پوزیشن دیکھتے ہوئے کہا۔ اب ان کے آگے پیچھے اور کاریں بھی چل رہی تھیں ـــــ اور اسی لئے صدیقی نے یہ اندازہ لگایا تھا۔

کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد اچانک صدیقی نے سیاہ کار کو دائیں ہاتھ پہ ایک ذیلی سڑک کی طرف مڑتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اور آگے جانے والی کار کو کراس کرتا ہوا آگے بڑھ گیا ——— اُسے خطرہ تھا کہ کہیں لیٹ ہو جانے کی وجہ سے سیاہ رنگ کی کار کہیں غائب نہ ہو جائے ——— اور پھر ذیلی سڑک پہ پہنچتے ہی صدیقی نے کار ادھر موڑ دی۔

"ارے کہاں گئی وہ سیاہ کار" ——— نعمانی نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ دور تک جانے والی سڑک خالی نظر آ رہی تھی۔

"اوہ ——— پیچھے آنے والی کاریں بھی ادھر ہی مڑ آئی ہیں" ——— صدیقی نے بیک مرر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور نعمانی بھی چونک کر پیچھے آنے والی کاروں کو دیکھنے لگا ——— اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں کاریں انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں ان کے قریب پہنچ گئیں۔

"میرا خیال ہے ہمیں گھیرا جا رہا ہے" ——— صدیقی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے اس کے خدشے کی تصدیق ہو گئی کیوں کہ ایک کار نے آگے بڑھ کر انہیں سائیڈ پہ دبانا شروع کر دیا جب کہ دوسری کار ان کے عقب پہ یوں سوار تھی کہ وہ دوسری سائیڈ پہ مڑ بھی نہ سکتے تھے۔

"ہوشیار" ——— صدیقی نے کہا اور کار کی رفتار آہستہ کر کے اُسے روک دیا۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہ تھی۔ نعمانی

نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکالا ہی تھا۔ کہ دونوں کاروں سے مشین گنوں سے مسلح افراد نکل کر ان کی کار کے گرد پھیلتے گئے یہ چار آدمی تھے ——— اور نعمانی کے ہاتھ سے نہ صرف ریوالور چھین لیا گیا بلکہ ان دونوں کو کار کے دروازے کھول کر باہر بھی گھسیٹ لیا گیا۔

"خبردار ——— ورنہ بھون ڈالیں گے" ——— مشین گن برداروں نے ان کے جسموں سے مشین گنوں کی نالیاں لگاتے ہوئے کہا۔

اور صدیقی اور نعمانی دونوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اپنے ہاتھ اٹھا لیے ——— ان دونوں کی بڑی ماہرانہ انداز میں تلاشی لی گئی۔ اور صدیقی کی جیب سے ریوالور کے ساتھ ساتھ بی۔ٹو ٹرانسمیٹر اور اس ٹائپ کا دوسرا سامان بھی نکال لیا گیا ——— یہ حشر نعمانی کا بھی ہوا۔ مشین گنوں کی نالوں کے سائے میں انہیں پچھلی کار کی طرف لے جایا گیا اور اس کے بعد انہیں پچھلی کار کی عقبی نشستوں پہ بٹھا دیا گیا ——— کار میں بیٹھتے ہوئے ان دونوں نے دور مین روڈ کی طرف جاتی ہوئی وہ سیاہ رنگ کی کار دیکھی ——— اور وہ سمجھ گئے کہ انہیں باقاعدہ پلان کے تحت گھیرا گیا ہے۔

"ان کی آنکھوں پہ پٹی باندھ دو" ——— ایک مشین گن بردار نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور چند ہی لمحوں بعد ان کی آنکھوں پہ سیاہ رنگ کی موٹی پٹی باندھ دی گئی ——— اب انہیں روشنی کی رمق تک دکھائی نہ دے رہی تھی۔ کاروں کے ون سائیڈڈ ویو شیشے وہ پہلے ہی دیکھ چکے تھے کہ شیشے چڑھا دینے کے بعد

باہر سے کچھ نظر نہ آتا تھا اور چونکہ اندر سے بیرونی منظر دیکھا جاسکتا تھا۔ اس لئے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی۔

کافی دیر تک کار چلتی رہی۔ پھر ایک دھچکے سے رک گئی۔ اور ان لوگوں نے نیچے اترنے کے بعد انہیں بھی باہر نکال لیا —— اور ان کے بازو پکڑ کر انہیں پیدل کسی عمارت میں لے جایا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد انہیں کرسی پر بٹھا کر ان کے جسموں کے گرد رسیاں باندھی جانے لگیں —— اس کے بعد پٹیاں ہٹا دی گئیں اور صدیقی اور نعمانی دونوں آنکھیں جھپکا جھپکا کر ماحول کا جائزہ لینے لگے —— یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ بس درمیان میں وہی دو کرسیاں موجود تھیں جن پر انہیں بٹھایا گیا تھا —— کرسیاں ساتھ ساتھ تھیں۔ صدیقی اور نعمانی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور پھر انہوں نے پلکیں جھپکا کر ایک دوسرے کو آفی کوڈ میں ہوشیار کیا کہ انہیں یہاں سے ہر قیمت پر نکلنا ہے۔

کمرے میں اس وقت دو مشین گن بردار موجود تھے۔ باقی شاید واپس چلے گئے تھے —— اور چند ہی لمحوں بعد وہی اسرائیلی آدمی اندر داخل ہوا۔ جس کے تعاقب میں وہ اس حال تک پہنچے تھے۔

"ان کا میک اپ صاف کر دو" —— اسرائیلی نے ہال میں موجود ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا۔ اور وہ شخص سر جھکاتا ہوا تیزی سے کمرے کی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے" —— اسرائیلی نے آگے بڑھ کر ان دونوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے غرا کر پوچھا۔

"سیکرٹ سروس —— ہمارا کسی سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے" —— صدیقی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"اور اب تم کہو گے کہ تم تو عام سے شہری ہو۔ بے ضرر سے۔ لیکن تمہاری جیبوں میں ریوالور اور ٹرانسمیٹر بتا رہے ہیں کہ تم عام شہری نہیں ہو سکتے" —— اسرائیلی نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی مسکراہٹ ایسی تھی جیسے بھوکا بھیڑیا شکار کو دیکھ کر دانت نکالتا ہے۔

"ہم نے کب کہا ہے کہ ہم عام سے شہری ہیں —— تم خود ہی سوال کر رہے ہو اور خود جواب دے رہے ہو" —— صدیقی نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

جب کہ نعمانی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔ جیسے اس کا صدیقی سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

"تو پھر تم کون ہو" —— اسرائیلی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہمیں لوگ مجرم کہتے ہیں —— بس یہی ہماری شناخت ہے" صدیقی نے جواب دیا۔

"تم میرا تعاقب کیوں کر رہے تھے" —— اسرائیلی نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔ اب وہ غور سے صدیقی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"ہمارے باس نے حکم دیا تھا" —— صدیقی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

اسی لمحے وہ آدمی جسے میک اپ صاف کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

ہاتھ میں ایک چھوٹی سی مشین اٹھائے ان کے پاس پہنچ گیا۔ اس مشین کے ساتھ پیچھے دار تار منسلک تھی ـــــ جس کے سرے پر ایک کنٹوپ سا لٹک رہا تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے وہ کنٹوپ صدیقی کے پورے چہرے پر چڑھا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین کا بٹن آن کر دیا ـــــ صدیقی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے پر ریتی سی چل رہی ہو۔ اسے شدید کھجلی سی اٹھی لیکن وہ صرف ہونٹ بھینچ کر رہ گیا ـــــ ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ بے بس تھا۔ چند لمحوں بعد ہی کنٹوپ اس کے چہرے سے ہٹا لیا گیا۔

"ہونہہ ـــــ مقامی لگتے ہو" ـــــ اسرائیلی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور صدیقی دل ہی دل میں مسکرا دیا۔

ظاہر ہے بھارت اور پاکستان پہلے ایک ہی ملک تھے۔ اس لئے اصل شکل میں بھی اس نے مقامی ہی لگنا تھا ـــــ پھر کنٹوپ نعمانی کے چہرے پر چڑھا دیا گیا۔ اور چند لمحوں بعد جب کنٹوپ اتارا گیا تو صدیقی نے دیکھا کہ واقعی نعمانی اصل شکل میں آگیا تھا ـــــ یہ میک اپ واشر مشین واقعی کام کی چیز تھی۔

"ہاں اب بتاؤ کہ تمہارا کس تنظیم سے تعلق ہے اور تمہارا باس کون ہے" ـــــ اسرائیلی نے دوبارہ صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھ سے پوچھو میں بتاتا ہوں ـــــ اس بے چارے کو کیا پتہ، تو میرا ماتحت ہے" ـــــ اچانک نعمانی بول پڑا۔ اور اسرائیلی چونک کر نعمانی کی طرف دیکھنے لگا۔ اب اس کی پوری توجہ نعمانی

کی طرف مبذول ہو گئی تھی۔ اور نہ صرف توجہ بلکہ وہ ایک قدم بڑھ کر نعمانی کے سامنے آ کھڑا ہوا ـــــ ظاہر ہے جب بولنے والا دوسرے کو اپنا ماتحت بتا رہا تھا تو اصل معلومات اس آدمی سے ہی حاصل ہو سکتی تھیں۔

"مجھے سب کچھ بتانے میں کوئی عار نہیں ہے۔ لیکن صرف ایک شرط ہے کہ تم ہماری تسلی کرا دو کہ تمہیں یہاں کی حکومت نے تو اپنی مدد کے لئے نہیں بلایا" ـــــ نعمانی نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"حکومت نے ـــــ کیا مطلب ـــــ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو اور دیکھو میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تم سے بحث کرتا رہوں ـــــ اور اگر تم اس لئے وقت گزارنا چاہتے ہو کہ کوئی یہاں تمہاری مدد کو آئے گا تو اپنے ذہنوں سے یہ خیال کھرچ پھینکو" اسرائیلی نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میرا مقصد صرف اتنا تھا کہ تم سرکاری آدمی تو نہیں ہو" نعمانی نے کہا۔ اس نے باقی باتوں کا جواب گول کر دیا تھا۔

"نہیں ـــــ میرا حکومت سے کوئی تعلق نہیں" ـــــ اسرائیلی آدمی نے جواب دیا۔

"تو اس کا مطلب ہے تم بھی ہمارے ہی بھائی بند ہو۔ ٹھیک ہے تو سنو ـــــ ہماری تنظیم کا نام ایف۔ ڈی ہے" نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ایف۔ ڈی کا نام سنتے ہی اسرائیلی یوں بُری طرح چونکا جیسے اس کے پیروں تلے اچانک بم پھٹ پڑا ہو۔

"ایف۔ ڈی ــــ لیکن تم تو مقامی آدمی ہو۔ اور مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ایف۔ ڈی نے کسی مقامی آدمی کو انگیج نہیں کیا۔" اسرائیلی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے ــــ کیا مطلب ــــ کیا تم بھی ایف۔ ڈی سے متعلق ہو؟" ــــ نعمانی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں ایف۔ ڈی سے متعلق نہیں ہوں۔ میری تنظیم علیحدہ ہے تمہارے باس کا کیا نام ہے؟" ــــ اسرائیلی نے کہا۔

"چیف باس ایف۔ ڈی" ــــ نعمانی نے جواب دیا۔

"اور تمہاری تنظیم کا ہیڈ کوارٹر؟" ــــ اسرائیلی نے گہری نظروں سے نعمانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کا علم صرف چیف باس کو ہے۔ وہ ٹرانسمیٹر پر ہم سے رابطہ قائم کرتا ہے؟" ــــ نعمانی نے جواب دیا۔

"ہونہہ ــــ اس کا مطلب ہے تم مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ ٹھیک ہے ابھی میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کرنل ہمیرخ کو الو بنانے والے کا انجام کیا ہوتا ہے" ــــ اسرائیلی نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک ابھر آئی تھی۔

"کرنل ہمیرخ" ــــ نعمانی نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور اس کے چونکنے پر کرنل ہمیرخ بھی چونک پڑا۔

"تم میرے نام پر چونکے کیوں ہو؟" ــــ کرنل ہمیرخ نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"تمہارا تعلق اسرائیل کی ریڈ آرمی سے ہے۔ اور شاید تم اس کے سربراہ بھی ہو" ــــ نعمانی نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر ــــ تم مجھے کیسے جانتے ہو" ــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"ایف۔ ڈی والے اگر ریڈ آرمی کو نہ جانیں گے تو اور کس کو جانیں گے" ــــ نعمانی نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا۔

"بکواس مت کرو ــــ تمہارا فیس آف ڈیتھ سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا" ــــ کرنل ہمیرخ نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"فیس آف ڈیتھ ــــ اوہ تم غلط سمجھ رہے ہو۔ ہمارا تعلق فیس آف ڈیتھ سے نہیں بلکہ فاسٹ ڈیتھ سے ہے" ــــ نعمانی نے جواب دیا۔

"فاسٹ ڈیتھ ــــ یہ کون سی تنظیم ہے" ــــ کرنل ہمیرخ واقعی حیرت سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"تفصیلات بتانے کی کیا ضرورت ہے۔ ویسے چیف باس سے ان کی ملاقات کرا دیتے ہیں ــــ یہ خود ہی آپس میں تفصیلات طے کرتے رہیں گے" ــــ اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے سخت لہجے میں کہا۔

اور کرنل ہمیرخ اس کی بات سنتے ہی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا ــــ اس کے دونوں ساتھی اب مشین گنیں اٹھائے اور دروازے کے قریب خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

اور شاید یہ صدیقی کی طرف سے کوئی خاص اشارہ تھا کیونکہ

بات مکمل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھے نعمانی نے بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کو اوپر کی طرف اٹھایا ــــ اور اس کے دونوں بازو رسیوں میں سے باہر نکل آئے۔ رسیاں اب ڈھیلی پڑ چکی تھیں ــــ لیکن اس کے باقی جسم کے گرد بدستور موجود تھیں۔ ہاتھ باہر نکلتے ہی اس نے تیزی سے کرنل ہمیرخ کا بازو پکڑ کر مخصوص انداز میں زوردار جھٹکا دیا ــــ اور کرنل ہمیرخ جو صدیقی کی طرف متوجہ تھا پلک جھپکنے میں لڑکھڑا کر کرسی پر بیٹھے ہوئے نعمانی کی گود میں یوں آ گرا کہ اس کی پشت نعمانی کے سینے سے لگ گئی ــــ جب کہ اس کا منہ اپنے ساتھیوں کی طرف تھا۔ نعمانی کے دونوں بازوؤں نے بڑے مخصوص انداز میں اسے اپنے سینے کے ساتھ جکڑ لیا تھا ــــ ان میں سے ایک اس کے پیٹ کے گرد اور دوسرا اس کی گردن کے گرد چمٹا ہوا تھا۔

"خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو میں اسے ذبح کر ڈالوں گا۔" نعمانی نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے اس ہاتھ جو اس نے کرنل ہمیرخ کی گردن کے گرد لپیٹا ہوا تھا مخصوص انداز میں زوردار جھٹکا دیا ــــ اور ایک پتلا سا خنجر اس کی آستین کے اندر بنے ہوئے مخصوص خانے سے نکل کر اس کے ہاتھ میں آ گیا اور نعمانی نے خنجر کی تیز دھار سے کرنل ہمیرخ کا گلا دبا دیا۔ خنجر کی دھار صاف طور پر اتنی دکھائی دے رہی تھی کہ اگر نعمانی ذرا اور زیادہ دباتا تو یقیناً وہ کرنل ہمیرخ کی گردن کو آدھے سے زیادہ کاٹ ڈالتا۔

کرنل ہمیرخ کے ساتھیوں نے تیزی سے مشین گنیں سیدھی کیں ــــ لیکن اپنے باس کو اس طرح تیز خنجر کی زد میں دیکھ کر ان کے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے۔

کرنل ہمیرخ نے خنجر نعمانی کے ہاتھ میں آنے سے پہلے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش کی تھی ــــ لیکن جیسے ہی خنجر کی دھار اس کی گردن سے لگی اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس کی ذرا سی حرکت خود اس کے لئے موت کا باعث بن جائے گی۔

"مشین گنیں پھینک کر منہ دیوار کی طرف کر لو ــــ جلدی کرو۔" ــــ نعمانی نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے خنجر کو تھوڑا سا دبایا تو کرنل ہمیرخ کے گلے سے غرغراہٹ نما چیخ بلند ہوئی ــــ خون کی ایک دھار اس کی گردن سے بہہ کر اس کے گلے میں جانے لگی۔

"پھینک دو ــــ پھینک دو ــــ جیسا یہ کہتے ہیں کرو۔" اس نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کی گردن سے بہنے والے خون نے اس کے ساتھیوں پر ایسا اثر کیا کہ انہوں نے یوں مشین گنیں پھینک دیں جیسے ان مشین گنوں میں ان کی موت چھپی ہوئی ہو۔ اور انہوں نے تیزی سے مڑ کر دیوار کی طرف منہ کر لئے ــــ ان کے مشین گنیں پھینکتے ہی صدیقی نے حرکت کی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس نے اپنے جسم کے گرد موجود رسیاں علیحدہ کر دیں ــــ اور اٹھ کر ان مشین گنوں کی طرف بھاگا وہ ان دونوں مشین گنوں کو

اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ اُسی لمحے دیوار کی طرف منہ کئے کھڑے کرنل ہمیرخ کے دونوں آدمی بجلی کی سی تیزی سے پلٹے اور پھر مشین گنیں اٹھا کر سیدھا ہوتا ہوا صدیقی جیسے اڑتا ہوا سیدھا نعمانی اور کرنل ہمیرخ سے اس طرح آ ٹکرایا کہ وہ ان دونوں کو بھی ساتھ لئے کرسی سمیت نیچے فرش پر جا گرا ——— اب اسے اتفاق کہئے یا پھینکنے والوں کی چابک دستی کہ صدیقی کا جسم کچھ اس انداز سے کرنل ہمیرخ اور نعمانی سے ٹکرایا تھا کہ اس کا سارا بوجھ نعمانی کے اس بازو پر پڑا جس میں اس نے خنجر پکڑا ہوا تھا۔ اور اس اچانک بوجھ کی وجہ سے اس کی گرفت خنجر کے دستے پر ڈھیلی پڑ گئی ——— اور دھکا لگ کر نیچے گرنے کی وجہ سے خنجر اس کے ہاتھوں سے چھوٹ کر فرش پر جا گرا ——— مشین گنیں دھکا کھانے کی وجہ سے صدیقی کے ہاتھوں سے نکل کر ادھر ادھر جا پڑی تھیں ——— اور کرنل ہمیرخ کے دونوں ساتھی صدیقی کو پھینکنے کے ساتھ ہی ان مشین گنوں کی طرف دوڑے ——— اور پھر وہ دونوں اٹھتے ہی انہیں اٹھا کر سیدھے ہوئے تھے کہ صدیقی جو نیچے پشت کے بل گرا تھا کسی گیند کی طرح اچھلا ——— اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں مشین گنیں سیدھی کر کے فائر کھولتے وہ توپ سے نکلے گولے کی طرح ان دونوں سے جا ٹکرایا ——— اور وہ دونوں چیختے ہوئے الٹ کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرائے۔ صدیقی بھی ان کے اوپر گرا تھا۔

اور خنجر علیحدہ ہوتے ہی کرنل ہمیرخ بجلی کی سی تیزی سے تڑپا

اور نعمانی کی گرفت ختم ہو جانے کی وجہ سے وہ اچھل کر کھڑا ہوا جب کہ نعمانی اُسی طرح رسیوں کی ڈھیلی ڈھالی بندشوں کی وجہ سے کرسی سمیت فرش پر پڑا ہوا تھا ——— لیکن کرنل ہمیرخ اٹھتے ہی تیزی سے پاس پڑے ہوئے خنجر کو اٹھانے کے لئے جیسے ہی جھکا، فرش پر پڑے ہوئے نعمانی کی دونوں ٹانگیں نیم دائرے کی صورت میں گھومیں ——— اور کرنل ہمیرخ اچھل کر پشت کے بل دوبارہ نعمانی کے اوپر آ گرا۔ نعمانی کی ٹانگیں نیچے گرنے کی وجہ سے رسیوں سے باہر کی طرف کھسک آئی تھیں ——— اس کا اوپر والا دھڑ اب رسیوں کی زد میں تھا۔ نعمانی نے دونوں ہاتھوں سے دوبارہ کرنل ہمیرخ کو پکڑنا چاہا ——— لیکن کرنل ہمیرخ نے نیچے گرتے ہی پوری قوت سے اپنا سر نعمانی کے سر پر زور سے مارا اور نعمانی کے حلق سے چیخ نکل گئی اور اس کے بازو ڈھیلے پڑ گئے ——— اور کرنل ہمیرخ اچھل کر دوبارہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ لیکن جیسے ہی اس بار وہ اٹھ کر کھڑا ہوا۔ اس کا ایک ساتھی اڑتا ہوا اس سے آ ٹکرایا ——— اور وہ دونوں چیختے ہوئے نعمانی کی کرسی کے ساتھ ہی فرش پر ڈھیر ہو گئے۔ صدیقی ان دونوں کو دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتے ہی ان سے زیادہ برق رفتاری سے اٹھا اور اٹھتے ہوئے اس نے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا ——— اور وہ آدمی فضا میں اڑتا ہوا نئی کرنل ہمیرخ سے جا ٹکرایا جو نیچے گر کر دوبارہ اٹھا تھا۔ دوسرے آدمی نے سیدھا اٹھ کر کھڑے ہونے کی بجائے آواز کر صدیقی کے پہلو میں کسی لڑاکے مینڈھے کی طرح ٹکر دی نعمانی

صدیقی بھی چیختا ہوا نیچے گرا۔ اور وہ آدمی عین اس کے اوپر آگ
اس لیے نیچے گرتے ہوئے پوری قوت سے اپنے گھٹنے جوڑ
صدیقی کے پیٹ میں ضرب لگائی ۔۔۔۔ اور صدیقی پانی سے
ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ اور وہ آدمی گھٹنوں کی ضرب لگا
دوبارہ اوپر کو اچھلا شاید وہ دوبارہ اسی قسم کی خطرناک ضر
لگانا چاہتا تھا ۔۔۔۔ لیکن اس بار صدیقی تیزی سے کروٹ بد
گیا۔ اور وہ آدمی اپنے ہی زور میں فرش سے جا ٹکرایا۔
اس بار اس کے حلق سے چیخ نکلی ۔۔۔۔ اور پھر اس سے پہلے
وہ سیدھا ہو کر کھڑا ہوتا صدیقی ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس
اس کے ہاتھوں میں ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن آگئی۔ د
مشین گن کو وہ نال کی طرف سے ہی پکڑ سکا تھا ۔۔۔۔ اور اس
پاس اتنا وقت نہ تھا کہ وہ اسے سیدھا کرتا۔ کیونکہ اُٹ
ضرب لگانے والا کرنل ہمیرخ کا ساتھی ایک بار پھر اچھل کر کسی
مینڈھے کی طرح اسے ٹکر مارنے لگا تھا ۔۔۔۔ لیکن اب صدیقی
کسی حد تک سنبھل چکا تھا۔ اس نے تیزی سے قدم پیچھے ہٹایا ا
پھر اس کا مشین گن والا ہاتھ گھوما ۔۔۔۔ اور مشین گن کا دس
سی لٹھ کی طرح اپنی طرف آتے ہوئے اس آدمی کے سر پر پڑ
تے سے لگا۔ ۔۔۔۔ اور وہ چیختا ہوا دوبارہ فرش پر ڈھیر
صدیقی نے دوبارہ بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا۔ اور پ
تے ہوئے آدمی کے سر پر دوسرا دھماکہ ہوا ۔۔۔۔ یہ ضرب
دار تھی کہ اس بار وہ تڑپتا ہوا آدمی یک لخت ساک

گیا۔
ادھر کرنل ہمیرخ جیسے ہی اپنے ساتھی سے ٹکرا کر نیچے گرا۔
ہیں اٹھنے میں چند لمحے لگ گئے ۔۔۔۔ اور انہی لمحوں سے
مانی نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ وہ تیزی سے کھسکتا ہوا ڈھیلی
سیوں سے باہر نکل آیا ۔۔۔۔ اور پھر جیسے ہی وہ دونوں اٹھ کر
ڑے ہوتے نعمانی جو ان سے پہلے اٹھ کھڑا ہونے میں کامیاب
گیا ان پر جھپٹ پڑا ۔۔۔۔ اس نے انتہائی برق رفتاری سے
رنل ہمیرخ کے پہلو پر بھرپور انداز میں لات اور اس کے ساتھی
کے سینے پر سر کی ٹکر ماری ۔۔۔۔ اور وہ دونوں چیخ کر لڑکھڑاتے
وئے مخالف سمتوں میں ہٹتے چلے گئے۔ کرنل ہمیرخ تکلیف
کی شدت سے دوہرا ہو رہا تھا ۔۔۔۔ کہ نعمانی ایک بار پھر اپنی
جگہ سے اچھلا اور اس نے پوری قوت سے فلائنگ کک اس کے
ساتھی کے سینے پر ماری۔ جو لڑکھڑانے کے باوجود سیدھا کھڑا
تھا ۔۔۔۔ اور وہ آدمی تو گولی کی طرح کمرے کی سائیڈ دیوار سے
ٹکرا کر نیچے گرا۔ جب کہ نعمانی نے فلائنگ کک لگا کر قلابازی کھا
کر سیدھا ہوتے ہی دونوں پیر دوسری سمت میں دوسرے
ہوئے کرنل ہمیرخ کی ٹھوڑی کے عین نیچے مارے ۔۔۔۔ اور
کرنل ہمیرخ بھی چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ نعمانی
نے واقعی حیرت انگیز پھرتی اور مہارت کا مظاہرہ کیا تھا۔
"یہ لو مشین گن" ۔۔۔۔ اسی لمحے صدیقی کی چیختی ہوئی آواز
سنائی دی اور ساتھ ہی ایک مشین گن بھی اڑتی ہوئی نعمانی

کی طرف آئی - اور نعمانی نے اُسے جھپٹ لیا۔

"اسے چلانا نہیں ـــــ ورنہ ان کے باہر موجود ساتھی آجائیں گے"ـــــ صدیقی نے گن پھینکنے کے ساتھ ہی چیخ کر کہا۔

اور نعمانی نے گن پکڑتے ہی صدیقی کی طرح اُسے لٹھ کے طور پر استعمال کیا ـــــ اور اس بار اس کا نشانہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے ہوئے کرنل ہمیرخ کے ساتھی کا سر بنا۔ جو اب لوٹ پوٹ کر اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا ـــــ اور پہلی ہی ضرب اس قدر زوردار تھی کہ اس آدمی کی کھوپڑی درمیان سے چیخ کر دو واضح حصوں میں تقسیم ہو گئی ـــــ اور اس آدمی کا جسم اس طرح کانپا جیسے تشنج کا مریض کانپتا ہے اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

کرنل ہمیرخ پشت کے بل نیچے گرتے ہی کروٹ بدل کر اٹھنے لگا تھا کہ اس بار صدیقی نے مشین گن کا بٹ اس کے سر پر جما دیا ـــــ وہ اس دوران اس کے قریب پہنچ چکا تھا - اور کرنل ہمیرخ ضرب کھا کر نیچے گرا اور ایک بار پھر اٹھنے لگا - کہ صدیقی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے دوبارہ حرکت میں آیا - اور دوسری ضرب نے کرنل ہمیرخ کو بے ہوش ہو جانے پر مجبور کر دیا ـــــ اب اس کا جسم بھی بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

"گڈ شو" ـــــ نعمانی اور صدیقی دونوں کے منہ سے ایک دوسرے کے لئے بیک وقت نکلا - اور پھر وہ دونوں ہی ہنس پڑے ـــــ دونوں کے سانسوں کی رفتار تیز تھی لیکن دونوں

کے چہروں پر کامیابی کی چمک موجود تھی - انہوں نے واقعی حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا تھا۔

"ایک تو ختم ہو گیا دوسرے کو بھی ختم کر دو اسلئے کہ ایک تو ان کے ساتھیوں میں کمی ہو جائے گی دوسرا خطرہ ختم ہو جائے گا"۔
نعمانی نے تیز تیز لہجے میں صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا - اور صدیقی سر ہلاتا ہوا ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن لئے کرنل ہمیرخ کے اس ساتھی کی طرف بڑھ گیا ـــــ جسے وہ پہلے بے ہوش کر چکا تھا۔
صدیقی اس کے سر پر پہنچ کر ایک لمحے کے لئے رکا دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بلند ہوا اور ـــــ اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا بٹ فضا میں گھومتا ہوا پوری قوت سے بے ہوش پڑے ہوئے کرنل ہمیرخ کے ساتھی کے سر پر دھماکے سے پڑا ـــــ اور اس کی کھوپڑی کسی ناریل کی طرح پھٹ گئی اور اس آدمی کا جسم بھی صرف ایک لمحے کے لئے کانپا پھر ساکت ہو گیا ـــــ وہ عالم بیہوشی میں ہی عالم ارواح کی طرف کوچ کر گیا تھا - صدیقی نے بڑے اطمینان سے مشین گن کے بٹ پر لگے ہوئے خون کو اس آدمی کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دیا ـــــ اور پھر اٹھ کر وہ صدیقی کی طرف مڑا۔

"میرا خیال ہے کرنل ہمیرخ کا بھی خاتمہ کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے"ـــــ صدیقی نے مڑ کر نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیکن اگر اسے تنویر کے پاس اٹھا کر لے جایا جائے تو زیادہ بہتر نہیں ہے"ـــــ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا - لیکن اس سے پہلے کہ صدیقی اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک کمرے

کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک مشین گن بردار دروازے میں داخل ہوا ـــــ لیکن پلک جھپکنے میں اندر کا منظر دیکھتے ہی اس نے پھرتی سے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن سیدھی کرنی چاہی، مگر اسی لمحے صدیقی کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن نے شعلے اگل دیئے ـــــ ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی زوردار آواز ابھری اور وہ آدمی گولیوں کی بارش میں چیختا ہوا دروازے کے پیچھے راہ داری میں ایک دھماکے سے جا گرا ـــــ اور پھر تو جیسے کمرے کے باہر طوفان سا برپا ہو گیا۔ بے شمار لوگوں کی دوڑتی ہوئی آوازوں کے ساتھ ساتھ گولیوں کی تڑتڑاہٹ کی آوازیں ابھریں ـــــ اور اس سے پہلے کہ صدیقی اور نعمانی کچھ سمجھتے۔ ایک گولہ سا دروازے میں ترچھا سا ہو کر اندر آیا اور سیدھا مخالف سمت کی دیوار سے جا ٹکرایا ـــــ گولہ چونکہ راہ داری کے بائیں طرف سے پھینکا گیا تھا۔ اس لئے وہ درمیان میں آ کر گرنے کی بجائے ترچھا کر مقابل کی دیوار سے ٹکرایا تھا ـــــ اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور آدھی سے زیادہ دیوار یک لخت یوں غائب ہو گئی جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہ رہا ہو ـــــ اب دیوار کی دوسری طرف پھیلے ہوئے کھیت صاف نظر آ رہے تھے۔ یہ شاید اس کوٹھی کا عقبی حصہ تھا ـــــ اور اس کی بناوٹ ایسی تھی کہ آخر میں پائیں باغ وغیرہ ٹائپ کی کوئی چیز نہ رکھی گئی تھی۔ اسی لمحے گولیوں کی بوچھاڑ دروازے سے نکلی ـــــ اور پھر ایک آدمی اچھل کر دروازہ کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گیا۔ وہ شاید اب دونو

طرف سے اندر مار کرنا چاہتے تھے۔

"دوڑو نعمانی دیوار کی طرف" ـــــ صدیقی نے چیخ کر کہا۔ اور وہ دونوں دروازے کی طرف فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف دوڑتے چلے گئے ـــــ ان کی بے تحاشا فائرنگ کی وجہ سے دروازے کے اندر کسی کو داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی ـــــ اور ان دونوں نے دوسری طرف کھیتوں میں چھلانگ لگا دی اور پھر سیدھے دوڑنے کی بجائے وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ میں دوڑتے چلے گئے۔ ذرا ہی فاصلے پر انہیں ایک درختوں کا ذخیرہ سا نظر آیا ـــــ اور وہ دونوں اس ذخیرے کی طرف دوڑ پڑے وہ دونوں دیوار کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے تاکہ انہیں اندر سے ہٹ نہ کیا جا سکے ـــــ اسی لمحے ٹوٹی ہوئی دیوار سے انہوں نے کسی کو جھانکتے ہوئے دیکھا تو نعمانی نے ہٹ کر فائر کھول دیا۔ اور وہ آدمی تیزی سے واپس اندر ہو گیا۔

اس مکان کی دیوار ختم ہو کر اب دوسرے مکانوں کی دیواریں شروع ہو چکی تھیں ـــــ اور وہ بے تحاشا دوڑتے ہوئے اس ذخیرے تک پہنچے۔ اور اسی لمحے انہیں اس ذخیرے کی دوسری سائیڈ پر ایک مکان کی دیوار چھوٹی نظر آئی ـــــ اس مکان کے عقب میں شاید پائیں باغ بنایا گیا تھا اس لئے اس کی عقبی دیوار چھوٹی رکھی گئی تھی ـــــ ورنہ دوسری دیواروں کی اونچائی بتا رہی تھی کہ ان کے عقب میں باغ کی بجائے عمارتیں موجود

ہیں۔

"اس دیوار کی دوسری طرف کود جاؤ۔ ابھی ہماری تلاشی شروع ہو جائے گی"۔۔۔۔ نعمانی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ خود دوڑتا ہوا کسی چیل کی طرح زمین سے اچھلا اور ماہر ہائی جمپر کی طرح وہ ایک لمحے کے لئے دیوار کے اوپر رکا۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے دوسری طرف غائب ہو گیا۔ صدیقی نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور اچھل کر اس نے دیوار پہ ایک ہاتھ رکھ کر قلابازی کھائی۔۔۔۔ اور پھر اس طرح دوسری طرف قدموں کے بل جا گرا۔ جیسے اس نے پیراشوٹ سے چھلانگ لگائی ہو۔ یہ واقعی ایک چھوٹی سی عمارت کا عقبی باغ تھا۔

نعمانی اس دوران عمارت کی سائیڈ میں پہنچ چکا تھا مشین گنیں ان دونوں نے اپنے پاس ہی رکھی تھیں۔۔۔۔ کیوں کہ ان کے خیال کے مطابق کسی بھی لمحے ان کی ضرورت پڑ سکتی تھی۔ عمارت میں خاموشی تھی۔۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے عمارت خالی ہو۔ اور پھر جب وہ دوڑ کر عمارت کے سامنے والے رخ پہ پہنچے تو واقعی عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔۔۔۔ وہ برآمدے کی سائیڈ میں رک کر چند لمحوں کے لئے سانس ٹھیک کرتے رہے۔

"کاش۔۔۔۔ اس کرنل ہمیرخ کو گولی مارنے کا موقع مل جاتا"۔۔۔۔ نعمانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یار زندہ صحبت باقی۔۔۔۔ دوبارہ سہی۔۔۔۔ ویسے یہ کرنل ہمیرخ ہے کون"۔۔۔۔ صدیقی نے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔۔ تم نہیں جانتے۔ مجھے بھی صفدر نے بتایا تھا۔ یہ اسرائیل کی سب سے طاقتور تنظیم ریڈ آرمی کا سربراہ ہے۔ جب عمران ایک ٹیم لے کر اسرائیل گیا تھا تو ان کا سابقہ اسی سے وہاں پڑا تھا۔۔۔۔ ہم دونوں اس ٹیم میں شامل نہ تھے۔ اس لئے شاید وہ ہمیں اصل صورت میں بھی نہیں پہچان سکا"۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیا اور صدیقی سر ہلا کر رہ گیا۔

چند لمحے سانس برابر کرنے کے بعد وہ دونوں تیزی سے عمارت کے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھے۔۔۔۔ ابھی وہ پھاٹک کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں پھاٹک کے باہر کسی کار کے رکنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ دوسرے لمحے کار کا دروازہ کھلنے کی مخصوص آواز سنائی دی۔۔۔۔ اور صدیقی اور نعمانی تیزی سے پھاٹک کی سائیڈ میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔۔۔۔ مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور وہ دیوار سے چمٹے کھڑے تھے۔ لیکن ان کی پوری توجہ پھاٹک کی طرف ہی تھی۔۔۔۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی۔ اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے شاید تالا کھولا تھا۔ کیوں کہ ابھی تک تالا اس کے ہاتھ میں تھا۔۔۔۔ جیسے ہی وہ اندر آیا۔ نعمانی کا ہاتھ برق رفتاری سے حرکت میں آیا اور نوجوان اوغ کی آواز نکال کر وہیں پھاٹک کے پاس ہی ڈھیر ہو گیا۔ نعمانی نے جلدی سے آگے بڑھ کر باہر کی طرف جھانکا۔۔۔۔ اور پھر اس

۱؎ اس کے لئے انتہائی دلچسپ ناول پڑھیے "ناقابل تسخیر مجرم"

کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ کار خالی تھی۔ نوجوان اکیلا ہی آیا تھا۔
"آؤ صدیقی ـــــ قدرت ہماری مدد کر رہی ہے" ـــــ نعمانی نے کہا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔ صدیقی نے اس کی پیروی کی۔ باہر نکل کر انہوں نے ذیلی کھڑکی کو باہر سے بند کر کے اس کی کنڈی چڑھائی ـــــ اور پھر وہ دونوں ہی کار میں سوار ہو گئے۔ انجن چل رہا تھا اور چابی اگنیشن میں موجود تھی۔ اس لئے دوسرے ہی لمحے ان کی کار تیزی سے چکر کاٹ کر اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر ان کے اندازے کے مطابق وہ عمارت تھی جہاں سے وہ نکلے تھے۔ چوں کہ کار کے شیشے آج کل کے فیشن کے مطابق ون ویو تھے۔ اس لئے انہیں باہر سے دیکھ لئے جانے کا خطرہ نہ تھا ـــــ سٹیرنگ نعمانی کے ہاتھ میں تھا۔ اور پھر اندازے کے مطابق وہ اس کوٹھی کے سامنے پہنچے جہاں سے وہ نکلے تھے ـــــ اسی لمحے ایک گلی سے دو افراد نکل کر اس کوٹھی کے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے نظر آئے۔ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کرنل ہمیرخ کے ساتھی ہیں اور انہیں تلاش کر کے واپس آ رہے ہیں ـــــ نعمانی کار آگے بڑھائے لئے گیا۔ وہ دونوں افراد دوبارہ کوٹھی میں داخل ہو گئے تھے ـــــ کافی آگے جا کر نعمانی نے کار کو بڑے درخت کی آڑ میں روک دیا۔
"کیوں ـــــ رک کیوں گئے" ـــــ صدیقی نے چونک کر پوچھا۔
"میرا خیال ہے ہمیں خالی ہاتھ نہیں جانا چاہیئے"

عانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں ـــــ میں اس کا مشورہ نہیں دوں گا۔ ہمارے پاس شین گنیں ہیں مگر ان کا میگزین بہت کم ہے ـــــ اور وہ لوگ ب پوری طرح ہوشیار ہو چکے ہوں گے اور پھر کار کے مالک لو بھی کسی لمحے ہوش آ سکتا ہے" ـــــ صدیقی نے سنجیدہ لہجے ین کہا۔
"لیکن ہم اپنے چیف باس کو جا کر کیا جواب دیں گے۔ یہ لوگ تو ابھی یہ جگہ خالی کر جائیں گے" ـــــ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"اوہ ـــــ ہاں البتہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ ہم کچھ دیر رک کر ان کی نگرانی کریں۔ اس طرح ہم ان کا نیا ہیڈ کوارٹر دیکھ لیں گے" صدیقی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"میں بھی یہی چاہتا تھا" ـــــ نعمانی نے کہا اور صدیقی سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔
لیکن جب کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود نہ ہی پھاٹک کھلا اور نہ ہی کوئی آدمی باہر آیا تو صدیقی کو اچانک ایک خیال آ گیا۔
"یہ کہیں ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف سے نہ نکل بھاگیں" صدیقی نے چونکتے ہوئے کہا۔
"ارے ہاں ـــــ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے۔ تو تم یہیں ٹھہرو میں جا کر چیک کرتا ہوں" ـــــ نعمانی نے کہا۔

"لیکن خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ وہ کہیں سے بیرونی چیکنگ کر رہے ہوں ــــ اور تمہاری شکل تو وہ پہچانتے ہیں"ــــ صدیقی نے کہا۔

"فکر نہ کرو ــــ نعمانی ان کے لئے اتنا تر نوالہ ثابت نہیں ہو گا"ــــ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے قدموں میں پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر کوٹ کے اندر بغل میں رکھی۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا ــــ وہ چند لمحے ادھر ادھر دیکھتا رہا پھر یوں سڑک کراس کرنے لگا جیسے اُسے کہیں جانے کی بہت جلدی ہو ــــ سڑک کراس کر کے وہ اُسی ملحقہ گلی میں داخل ہو گیا۔ جہاں سے وہ دونوں افراد واپس آتے دکھائی دیئے تھے۔

صدیقی خاموش بیٹھا رہا۔ البتہ نعمانی کے اترنے کے بعد وہ کھسک کر نعمانی کی جگہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ــــ تاکہ فوری ضرورت پڑے تو وہ کار چلا سکے۔

نعمانی کو گئے ہوئے جب کافی دیر ہو گئی تو صدیقی فکر مند ہو گیا۔ اتنی دیر تو بہرحال نعمانی کو نہیں لگنی چاہیئے ــــ اور پھر چند لمحے مزید انتظار کرنے کے بعد اس نے نعمانی کا پتہ کرنے کا فیصلہ کیا ــــ اور پھر جیسے ہی اس نے باہر نکلنے کے لئے کار کا دروازہ کھولنا چاہا۔ کہ نعمانی اُسے گلی کے سرے پر نظر آیا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کار کی طرف ہی آ رہا تھا ــــ صدیقی رک گیا۔ نعمانی نے سڑک کراس کی اور پھر کار کا سائیڈ دروازہ کھول کر وہ سائیڈ

نشست پر بیٹھ گیا۔

"وہ نکل گئے ہیں۔ اُسی دیوار کی طرف سے ــــ انہوں نے زبردست احتیاط کا ثبوت دیا ہے۔ میں کوٹھی کے اندر سے بھی گھوم آیا ہوں۔ ہمارا سامان وہیں پڑا تھا ــــ اور یہ ایک کارڈ ملا ہے۔ اس پر کسی کا نام و پتہ لکھا ہوا ہے۔ میں اٹھا لایا کہ شاید یہ کام آ جائے"۔ نعمانی نے جیب سے کارڈ نکالتے ہوئے کہا۔

"تو پھر چلیں"ــــ صدیقی نے کہا۔

"ہاں چلو ــــ اب اور ہو بھی کیا سکتا ہے پہلے وہاں چلو جہاں ہماری کار موجود ہے۔ وہاں سے اپنی کار لے لیں۔ ورنہ کسی بھی چوک پر یہ چوری کی کار پکڑی جا سکتی ہے"ــــ نعمانی نے کہا اور صدیقی نے کار آگے بڑھا دی۔

ایک کیفے کے بورڈ سے انہیں معلوم ہوا کہ یہ نشاط کالونی ہے ــــ اور پھر چوک پر لگے ہوئے بورڈوں کی مدد سے وہ مختلف سڑکوں پر گھومتے ہوئے اس بائی روڈ پر پہنچ گئے جہاں سے انہیں اغوا کیا گیا تھا ــــ ان کی کار وہیں موجود تھی۔ انہوں نے اپنی کار اس کے قریب جا کر روکی۔ صدیقی نے انجن بند کیا اور پھر وہ دونوں ہی اچھل کر باہر نکلے۔

سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس کی رہائشی کوٹھی مرکزی سیکرٹریٹ کالونی میں تھی ـــــــ اس کالونی میں چونکہ حکومت کے اعلیٰ ترین افسران کی رہائش گاہیں تھیں اس لئے اس کالونی کی حفاظت کے لئے باقاعدہ پولیس کے مسلح دستے موجود تھے ـــــــ کالونی کے گرد خاردار تار کی اونچی باڑھ لگائی گئی تھی ۔ جس کے دونوں کونوں پر باقاعدہ چیک پوسٹیں بنی ہوئی تھیں ۔ اس کے علاوہ کالونی کا صرف ایک ہی راستہ تھا ـــــــ اور اس راستے پر باقاعدہ بیریر لگا ہوا تھا اور سائیڈ میں کیبن بنے ہوئے تھے جن میں حفاظتی گارڈ رہتی تھی ـــــــ عمران کی کار اس بیریر کے قریب جا کر رک گئی ۔ کار کا سٹیئرنگ عمران کے ہاتھ میں تھا ۔ جب کہ ساتھ والی نشست پر ٹائیگر اور پچھلی نشستوں پر جوزف اور جوانا براجمان تھے ـــــــ کار کے رکتے ہی ایک مسلح سپاہی تیزی

سے کار کے قریب آیا ۔ عمران نے بڑے اطمینان سے جیب سے ایک شناختی کارڈ نکالا ۔ اور سپاہی کے ہاتھ پر رکھ دیا ۔ سپاہی نے جیسے ہی کارڈ پر نظر ڈالی وہ یک لخت اٹن شن ہو گیا ۔

” ہمیں سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس صاحب سے ملنا ہے ـــــــ لیکن دیکھو اٹ از کانفیڈینشل ڈونٹ کال مسٹر رام داس “ ـــــــ عمران نے بڑے باوقار لہجے میں کہا ۔

” مگر سر ـــــــ لاگ بک میں تو درج کرنا ہوگا “

سپاہی نے ہکلاتے ہوئے کہا ۔ وہ کارڈ اس دوران عمران کو واپس کر چکا تھا ۔ جو اس نے بڑی لاپرواہی سے جیب میں ڈال دیا تھا ۔

” کچھ بھی لکھ دو ـــــــ اٹ از نو میٹر ـــــــ لیکن ہماری شناخت ظاہر نہیں ہو سکتی ۔ اتنا تو تم بھی جانتے ہو گے “ ـــــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا ۔

” اوکے سر ـــــــ ٹھیک ہے سر ـــــــ میں سمجھتا ہوں سر “

سپاہی نے فوراً ہی جواب دیا ۔

” کیا نام ہے ـــــــ اور کیا نمبر ہے تمہارا “ ـــــــ عمران کا لہجہ اور کرخت ہو گیا ۔

” صادق سر ـــــــ نمبر دو صفر دو چار صفر سر “

سپاہی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں جواب دیا ۔

” اوکے ـــــــ ہدایات کا خیال رکھنا ورنہ “ ـــــــ عمران نے کہا اور پھر کار کو آگے بڑھانے لگا ۔

سپاہی خود دوڑتا ہوا بیریر کی طرف بڑھا اور اس نے کار کے

بیرئر تک پہنچنے سے پہلے ہی بڑی پھرتی سے بیرئر اٹھا دیا، اور عمران کی کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"کمال ہے سر ——— آپ نے تو اتنا بڑا مسئلہ سیکنڈوں میں حل کر لیا ——— کیسا کارڈ تھا یہ" ——— ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مسئلے اگر حل ہونے پہ آئیں تو سیکنڈوں میں ہی ہوتے ہیں۔ ویسے یہ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس کا کارڈ تھا ——— ایسے شعبدے دکھانے ہی پڑتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

کار تیزی سے آگے بڑھتی گئی اور پھر پہلے تو وہ مختلف سڑکوں پر گھومتے رہے ——— کوٹھیوں کے گیٹ پر موجود تختیوں کی مدد سے وہ رام داس کی کوٹھی تلاش کر رہے تھے۔ اور پھر ایک عظیم الشان کوٹھی کے گیٹ پر انہیں رام داس کے نام کی تختی نظر آ گئی ——— عمران نے کار پھاٹک پر جا کر روک دی۔ کار کو رکتے دیکھ کر پھاٹک کے باہر کھڑے سپاہی نے جلدی سے پھاٹک کھول دیا ——— ظاہر ہے انہیں معلوم تھا کہ جو کچھ چیکنگ ہوتی ہے باہر ہی ہو جاتی ہے ——— مشکوک اور غلط آدمی تو اندر داخل ہی نہیں ہو سکتا۔

عمران پھاٹک کھلتے ہی کار آگے بڑھا کر لے گیا۔ اور اس نے پورچ میں جا کر کار روک دی ——— پورچ میں ایک لمبی سی کار پہلے سے موجود تھی۔ جس پر مرکزی سیکرٹریٹ کی تختی لگی ہوئی تھی۔

کار رکتے ہی عمران نیچے اتر آیا۔ اس نے باقی ساتھیوں کو بھی باہر آنے کا اشارہ کیا اور وہ سب ہی باہر آ گئے۔

"یس سر" ——— اچانک برآمدے سے ایک باوردی آدمی نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"صاحب سے کہو شیر زمان صاحب آئے ہیں فرام ترکی" عمران نے کرخت مگر باوقار لہجے میں ملازم سے کہا۔

اور وہ آدمی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ یہ عمران کے لہجے کا اثر تھا کہ اس نے کارڈ مانگنے کی ہمت ہی نہ کی تھی۔ برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتے ہی وہ تیزی سے مڑا۔

"تشریف لائیے جناب ——— ڈرائنگ روم میں جناب" ملازم نے کہا اور عمران آگے بڑھ گیا۔ باقی ساتھیوں نے ظاہر ہے اس کی پیروی کی ——— اور پھر وہ ایک وسیع و عریض اور انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گئے۔ ملازم انہیں وہاں پہنچا کر خود باہر نکل گیا ——— عمران غور سے ڈرائنگ روم کو دیکھتا رہا۔ البتہ اس کے کان بیرونی آہٹوں پہ جمے ہوئے تھے۔

چند لمحوں بعد ہی اندرونی دروازہ کھلا اور پھر ایک درمیانے قد اور خاصے سڈول جسم کا آدمی اندر داخل ہوا ——— اس نے باقاعدہ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ چہرے پر آمیرانہ شان تھی۔ کنپٹیوں کے بالوں سے سفیدی جھلک رہی تھی ——— لیکن اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ عیاری اور مکاری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔

عمران اُسے دیکھتے ہی چونک پڑا۔ وہ آدمی اندر آکر حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

"شیر زمان خرام ترکی" ـــــ عمران نے مسکرا کر مصافحے کے لئے ہاتھ آنے والے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"خرام ترکی ـــــ کیا مطلب ـــــ آپ لوگوں کی تو مجھے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ آپ کیسے یہاں پہنچ گئے" ـــــ آنے والے نے جو یقیناً سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس تھا۔ حیرت سے پُر لہجے میں کہا۔

"دلوں میں خلوص ہو مسٹر رام داس ـــــ تو عارضی رکاوٹیں درمیان میں حائل نہیں ہوتیں۔ بہرحال میں نے اپنی حکومت کی طرف سے آپ کو انتہائی خفیہ پیغام دینا تھا اس لئے اطلاع کے بغیر حاضر ہونا پڑا ـــــ اور اس کے لئے معذرت خواہ ہوں"

عمران نے باوقار اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ سوری ـــــ آپ تشریف رکھیں۔ دراصل حیرت کی وجہ سے مجھ سے یہ گستاخی ہوگئی ہے" ـــــ رام داس نے یک لخت نرم پڑتے ہوئے کہا۔ حکومت کی طرف سے کسی پیغام کا سن کر اس کا لہجہ بدل گیا تھا۔

"شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور پھر وہ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اُسی لمحے وہی ملازم اندر داخل ہوا۔

"کچھ پینے کے لئے لاؤ" ـــــ رام داس نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری سر ـــــ ہم اس کے لئے معذرت خواہ ہیں ـ ہمیں فوری واپس جانا ہے۔ اور ہمارا زیادہ دیر یہاں رکنا خطرے سے خالی نہیں ـــــ بس آپ ہم سے پیغام وصول کر لیں اور پھر ہمیں اجازت دیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ ایسی بھی کیا جلدی ہے" ـــــ رام داس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ جب پیغام پڑھیں گے تو آپ ہماری تائید کرنے پر مجبور ہو جائیں گے پلیز" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوکے ـــــ تم جاؤ ـــــ اور سنو ـــــ جب تک میں نہ بلاؤں اندر نہ خود آنا اور نہ کسی کو آنے دینا" ـــــ عمران کے دل کی بات رام داس نے خود ہی کر دی۔ اور عمران یوں سر ہلانے لگا جیسے رام داس کی زبردست ذہانت پر ایمان لے آیا ہو۔

ملازم نے باہر جاتے ہوئے دروازہ بند کر دیا۔

"مسٹر کامران ـــــ دروازہ بند کر دو تاکہ میں وہ پیغام جناب رام داس کو دکھا سکوں" ـــــ عمران نے قریب صوفے پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر نے اٹھ کر دروازے کی اندر سے چٹخنی چڑھا دی۔

"آپ مجھے مزید حیران کر رہے ہیں۔ آخر ایسا کیا پیغام ہے۔ جس کے لئے اتنی رازداری کی ضرورت ہے" ـــــ رام داس کے چہرے پر اب حیرت کے ساتھ ساتھ شکوک کی پرچھائیں بھی

لہرانے لگی تھیں۔ لیکن عمران کا چہرہ اس قدر مطمئن تھا جیسے واقعی وہ کسی سفارتی مشن پر آیا ہو۔

"یہ پیغام ہے آپ کے لئے"۔۔۔۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک لفافہ نکال لیا۔۔۔۔ لفافہ کو دیکھ کر رام داس کے چہرے پر اطمینان نمایاں ہو گیا۔

"یہ لیجئے۔۔۔۔ اسے پڑھ لیجئے"۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں لفافہ رام داس کی طرف بڑھایا۔ اور رام داس نے ہاتھ بڑھا کر لفافہ پکڑا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور رام داس کی کنپٹی پر پٹاخہ سا چھوٹا اور وہ لہراتا ہوا صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔۔۔۔ ایک ہی مخصوص اور پرقوت ضرب نے رام داس کو ہوش سے بے ہوشی کی سرحد میں داخل کر دیا۔ عمران نے لفافہ کو واپس جیب میں ڈالا۔۔۔۔ اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک باکس نکالا۔ یہ ریڈی میڈ میک اپ باکس تھا۔

"ٹائیگر۔۔۔۔ تم نے رام داس بننا ہے تاکہ ہم اسے یہاں سے اطمینان سے باہر لے جا سکیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے باکس کھول کر ٹائیگر کے چہرے پر رام داس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔۔۔۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ اور زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد اس نے جب ہاتھ ہٹائے تو ٹائیگر کی جگہ رام داس بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔ اس کے چہرے کے نقوش اور بالوں کا رنگ اور سٹائل بالکل رام داس جیسا تھا۔

"اب تم اٹھ کر اس کا لباس پہن لو۔ اسی لئے میں نے اس کی کنپٹی پر ضرب لگائی تھی تاکہ اس کا لباس خراب نہ ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے رام داس کا لباس اتار کر ایک طرف رکھا اور پھر اپنا لباس اتار کر اس نے رام داس کا لباس پہن لیا۔۔۔۔ اور عمران کے اشارے پر جوزف نے ٹائیگر کا لباس رام داس کو پہنا دیا۔ اور عمران ایک بار پھر رام داس کے چہرے پر جھک گیا۔۔۔۔ اس کے ہاتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد رام داس کی جگہ ٹائیگر صوفے پر پڑا نظر آ رہا تھا۔

"رام داس۔۔۔۔ اب تم نے ملازم کو بلانا ہے۔ اور اسے کہنا ہے کہ مہمان کی طبیعت اچانک خراب ہو گئی ہے۔ اور میں اسے ہسپتال چھوڑنے جا رہا ہوں۔۔۔۔ اس کے بعد باہر موجود کار تم نے از خود چلانی ہے۔ تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے کہ رام داس کو کون لے گیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کسی فلمی ہدایت کار کی طرح باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔ اس کا لہجہ بالکل رام داس سے ملتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھ کر دروازہ کی چٹخنی کھولی اور باہر نکل گیا۔۔۔۔ عمران کے اشارے پر جوانا نے صوفے پر پڑے ہوئے رام داس کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا اور پھر سب باہر آ گئے۔

"دیکھو۔۔۔۔ مہمان کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ میں اسے

سپیشل ہاسپٹل پہنچانے جا رہا ہوں۔ تم خیال رکھنا"۔۔۔ اس کو بلا کر بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔ ڈاکٹر کو یہاں بلا لیں"۔۔۔ ملازم جھجکتے ہوئے بولا۔

"اوہ نہیں یہ دوسرا مسئلہ ہے۔ تمہیں جو کچھ کہا جا رہا ہے وہ کرو"۔۔۔ ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ ملازم نے سہم کر کہا اور پھر ٹائیگر کے اشارے پر عمران اور اس کے ساتھی اپنی کار میں سوار ہو گئے بے ہوش رام داس کو جو ٹائیگر کے میک اپ میں تھا درمیان میں بٹھا لیا گیا۔۔۔ دونوں طرف جوزف اور جوانا بیٹھے تھے جنہوں نے اسے سنبھال رکھا تھا۔ جب کہ ٹائیگر نے رام داس کی کار کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔۔۔ کار کی چابیاں رام داس کی جیب سے مل گئی تھیں۔

چند لمحوں بعد دونوں کاریں پھاٹک سے باہر نکل کر کالونی کے بڑے گیٹ کی طرف بڑھنے لگیں۔۔۔ ٹائیگر نے اپنی کار آگے رکھی ہوئی تھی اور عمران کی کار اس کے پیچھے تھی۔

رام داس کی کار اور سٹیرنگ پر خود اسے بیٹھا دیکھ کر گیٹ موجود سپاہی دور سے ہی اٹین شن ہو گئے۔۔۔ اور انہوں نے جلدی سے بیریئر اٹھا لیا۔ ٹائیگر نے کھڑکی سے ہاتھ باہر نکال کر سپاہیوں کو ایسا اشارہ کیا جیسے وہ کہہ رہا ہو کہ پچھلی کار بھی اس کے ساتھ ہے۔۔۔ اور پھر دونوں کاریں تیز رفتاری سے کالونی

ٹ کراس کر کے باہر آ گئیں۔۔۔ رام داس کی موجودگی کے بعد ظاہر ہے کسی چیکنگ کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

کالونی سے کافی فاصلے پر آ کر عمران نے اپنی کار ٹائیگر کی کار کے برابر لا کر اسے رکنے کا اشارہ کیا۔۔۔ اور ٹائیگر نے کار ایک ن کر کے روک دی۔ عمران نے بھی اپنی کار اس سے ذرا آگے کر کے روک دی۔۔۔ اور ٹائیگر کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔ ٹائیگر کار سے ر کر عمران کی کار کی طرف بڑھا۔

"یہ لو ٹائم بم فٹ کر دو۔۔۔ جلدی۔۔۔ پانچ منٹ کا وقت لس کر دینا۔۔۔ جلدی کرو"۔۔۔ عمران نے جیب سے ایک بیہ انداز کا ٹائم بم نکال کر ٹائیگر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور ٹائیگر نے بڑی پھرتی سے واپس جا کر بم فٹ کرنا شروع کر دیا۔۔۔ چند ی لمحوں بعد وہ فارغ ہو کر واپس عمران کی ساتھ والی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔۔۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پتلی سی جھلی نکال کر ٹائیگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اسے پہن لو۔۔۔ اب رام داس کا میک اپ ختم۔۔۔ ورنہ ستے میں کوئی تمہیں دیکھ کر چونک سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سڑک پر چوں کہ اکا دکا ٹریفک تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے جھک کر جھلی کو بڑی پھرتی سے اپنے سر اور چہرے پر چڑھا کر اسے دونوں ہاتھوں سے مخصوص انداز میں تھپکنا شروع کر دیا۔۔۔ عمران نے چوں کہ اسے خود میک اپ کی ٹریننگ دے

رکھی تھی اس لئے وہ میک اپ میں ماہر تھا۔ چنانچہ دو چار تھپکیوں کے بعد اس کے بالوں کا سٹائل اور چہرے کے نقوش یک لخت بدل گئے ـــــ اور عمران نے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے ایکسیلیٹر پر مزید دباؤ ڈال دیا۔ اسی لمحے اُسے پیچھے ایک خوفناک دھماکہ سنائی دیا ـــــ اور عمران کے لبوں پر گہری مسکراہٹ طاری ہو گئی۔

"عمران صاحب ـــــ کار تباہ ہو گئی ہے" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا ـــــ میں تو سمجھا تھا کہ شاید شب برات پر پٹاخے چھوڑے جا رہے ہیں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ٹائیگر شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔ واقعی اس کا فقرہ بچگانہ تھا۔ تاہم بم وہ خود ہی لگا آیا تھا ـــــ اور ظاہر ہے ٹائم بم نے تو پھٹنا ہی تھا۔ عمران مسکراتا ہوا کار کو آگے بڑھائے لئے گیا۔ اُس کا رُخ اُسی کوٹھی کی طرف تھا جسے اس نے بلیک ڈیتھ کا ہیڈ کوارٹر رکھا تھا۔

وزیر خارجہ سر حسین احمد پاکیشیا سے واپس آنے کے بعد بے حد پریشان اور بے چین تھے ـــــ کیونکہ عمران نے ان سے ایک ہفتے کے اندر الیف۔ ڈی کو سامنے لے آنے کا وعدہ تو کر لیا تھا ـــــ اور صدر مملکت نے بھی اس وعدے پر کنفیڈریشن کے منصوبے کو ترک کرنے کا اعلان ملتوی کر دیا تھا ـــــ لیکن دو روز انہیں واپس آئے ہوئے گزر چکے تھے۔ اور ابھی تک عمران یا اس کے ساتھیوں کی نہ ہی آمد ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی ایسی کارروائی سامنے آئی تھی جس کے تحت یہ کہا جا سکتا کہ مجرموں کو گرفتار کیا جا سکے گا ـــــ ادھر صدر مملکت بار بار ان پر دباؤ ڈال رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک اور پریشانی بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی ـــــ کہ کافرستان نے اپنی فوجوں کی تعداد بھاشانہ کی سرحد پر دوگنی سے بھی زائد کر دی تھی اور آثار نظر آ

رہے تھے کہ کسی بھی وقت کافرستان بھاشانہ پر حملہ کر سکتا ہے۔ اس وجہ سے صورت حال روز بروز پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتی جا رہی تھی۔

اب تنگ آ کر انہوں نے سر سلطان سے خصوصی فون کال پر بات کی تھی ——— اور سر سلطان نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایکسٹو سے بات کر کے صحیح صورت حال سے انہیں آگاہ کر دیں گے۔ اور اس وقت سر حسین احمد سر سلطان کی جوابی کال کے ہی منتظر تھے۔

اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور سر حسین احمد نے لپک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— سر حسین احمد نے کہا۔

"جناب ——— ایک شخص آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو ویسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کا نمائندہ بتا رہا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ایک خفیہ پیغام آپ تک پہنچانا ہے" ——— دوسری طرف سے ان کے پی۔ اے نے کہا۔

"ویسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کا نمائندہ ——— اور مجھے پیغام دینا چاہتا ہے ——— اچھا بھیج دو" ——— سر حسین احمد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بات ان کی سمجھ میں نہ آئی تھی۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا غیر ملکی نوجوان اندر داخل ہوا ——— وہ اپنے قد و قامت سے اور چال ڈھال سے سیکرٹ سروس کا ہی رکن دکھائی دیتا تھا۔

"ہیلو سر ——— مجھے رچرڈ کہتے ہیں۔ میں ویسٹرن کارمن سیکرٹ سروس سے متعلق ہوں" ——— آنے والے نے بڑے مؤدبانہ انداز میں مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تشریف رکھئے ——— آپ کی آمد انتہائی غیر متوقع ہے" ——— سر حسین احمد نے مصافحہ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"جی ہاں ——— یہ ایک خفیہ سلسلہ ہے۔ اس لئے مجھے اس انداز میں آنا پڑا۔ پہلے میں نے سوچا کہ آپ کی رہائش گاہ پر آپ سے ملاقات کی جائے ——— لیکن پھر مجھے معلوم ہوا کہ آپ آج کل اپنا زیادہ وقت دفتر میں گزارتے ہیں۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ یہیں ملاقات کر لوں" ——— رچرڈ نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بڑے مؤدبانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے ——— فرمائیے ——— کیا پیغام ہے اور کس کا پیغام ہے" ——— سر حسین احمد نے اس کی لمبی بات سے گھبراتے ہوئے کہا۔

"سر ——— ویسٹرن کارمن کی سیکرٹ سروس نے ایک کیس کے سلسلے میں ایک ایسے مجرم کو پکڑا ہے جس سے آپ کے ملک کے متعلق کئی اہم دستاویزات ملی ہیں ——— ایسی دستاویزات جن کا تعلق آپ کے ملک کی سلامتی سے ہے۔ چیف باس نے مناسب سمجھا کہ سفارت خانے کے ذریعے انہیں آپ تک پہنچانے کی بجائے براہ راست آپ تک انہیں پہنچا دیا جائے" ——— رچرڈ نے کہا۔

اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک پھولا ہوا لفافہ نکالا۔ جس پر لاکھ سے کئی مہریں لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔ اس نے لفافہ سر حسین احمد کی طرف بڑھا دیا۔ سر حسین احمد نے بڑے پُر تجسس انداز میں لفافہ کھولا۔۔۔ اور اس میں موجود کاغذات باہر نکال لیے۔ اور پھر وہ ان کاغذات کے مطالعے میں مصروف ہو گئے۔ جب کہ سامنے بیٹھے ہوئے رچرڈ نے انہیں مطالعے میں مصروف پا کر کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا باکس نکالا۔۔۔ اور اُسے میز کی سطح سے نیچے رکھ کر اس کے نیچے چپکی ہوئی پٹی اتار دی۔ اور پھر ہاتھ کو بڑھا کر اُسے میز کے نیچے ایک سائیڈ پر ایسی جگہ لگا دیا۔ جہاں سے وہ عام طور پر نظر نہ آ سکتا ہو۔۔۔۔ باکس میز کی سطح سے چپک گیا۔ اور رچرڈ نے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار جھلک رہے تھے۔۔۔ جیسے اس نے اپنا کام مکمل کر لیا ہو۔۔۔ لفافے میں موجود تین کاغذات پڑھنے کے بعد سر حسین احمد نے سر اوپر اٹھایا۔ ان کے چہرے پر حیرت کے آثار تھے۔۔۔۔ کیوں کہ ان کاغذات سے صرف یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوئی خفیہ تنظیم اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں بھاشانہ کے مستقل مندوب کی نگرانی کر رہی ہے۔۔۔ اور وہ ان سے کسی اجلاس میں اپنی مرضی کا بیان دلانا چاہتے ہیں۔

"مسٹر رچرڈ۔۔۔۔ آپ کو معلوم ہے کہ ان کاغذات میں کیا درج ہے"۔۔۔۔ سر حسین احمد نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔۔۔۔ میں نے تو صرف امانت آپ تک منتقل

کر دی ہے اور بس۔۔۔۔ ان میں کیا ہے کیا نہیں یہ آپ جانیں اور چیف باس"۔۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"مسٹر رچرڈ۔۔۔۔ آپ اپنے چیف باس کا حکومت بھاشانہ کی طرف سے شکریہ ادا کر دیجئے گا۔ ہم ان کے ممنون احسان ہیں۔ کہ انہوں نے یہ مہربانی کی ہے۔۔۔۔ میں جلد ہی حسب ضابطہ بھی فون پر ان سے بات کر دوں گا"۔۔۔۔ سر حسین احمد نے کہا۔

"جناب۔۔۔ چیف باس نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ ان کاغذات کے سلسلے میں کوئی فون کال نہ کریں۔۔۔ کیوں کہ یہ کاغذات وہ ذاتی حد تک بھجوا رہے ہیں۔ ان کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔ رچرڈ نے جلدی سے کہا۔

"اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔۔۔۔ بہر حال میری طرف سے شکریہ ادا کر دیجئے"۔۔۔۔ سر حسین احمد نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رچرڈ اٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھا۔۔۔ مجھے اجازت دیجئے"۔۔۔۔ رچرڈ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور سر حسین احمد نے بھی اٹھ کر ان سے الوداعی مصافحہ کیا اور رچرڈ مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔ جب کہ سر حسین احمد کی نظریں ابھی تک بند دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ انہیں اس سب چکر کی سمجھ نہ آئی تھی۔۔۔۔ کیوں کہ سیکورٹی کونسل کا بھاشانہ ممبر رکن ہی نہ تھا اور اسی وجہ سے سیکورٹی کونسل میں بھاشانہ کا کوئی مستقل مندوب ہی نہ تھا۔۔۔۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں رچرڈ کی آمد اور ان کاغذات کی کوئی تک سمجھ نہ آ رہی تھی۔ ابھی وہ

بیٹھے سوچ ہی رہے تھے کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی ـــــ اور سر حسین احمد نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ سر حسین احمد نے رسیور اٹھاتے ہی کہا۔

"جناب ـــــ پاکیشیا سے سپیشل کال ہے" ـــــ دوسری طرف سے پی۔ اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ـــــ اسے سپیشل لائن پر آن کر دو" ـــــ سر حسین احمد نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

دوسرے لمحے ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی ـــــ اور سر حسین احمد نے اس کا رسیور اٹھا لیا۔ اس فون پر کال کا مطلب تھا کہ بات چیت سپیشل لائن پر ہو رہی ہے ـــــ جسے کال کرنے اور وصول کرنے والے کے علاوہ اور کوئی نہ سن سکتا تھا۔

"یس ـــــ حسین احمد سپیکنگ" ـــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں فرام پاکیشیا ـــــ میں نے ایکسٹو سے بات کی ہے۔ وہ براہِ راست آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں تاکہ آپ کو مناسب تفصیلات بتا سکیں ـــــ آپ چند لمحے ہولڈ آن کریں میں ان سے آپ کا رابطہ قائم کر دوں" ـــــ دوسری طرف سے سر سلطان نے کہا۔

"ٹھیک ہے مہربانی" ـــــ حسین احمد نے خوش ہوتے ہوئے

کہا۔ کیوں کہ ظاہر ہے ایکسٹو سے براہِ راست گفتگو سے وہ خاصے مطمئن ہو سکتے ہیں۔

"ہیلو ـــــ ایکسٹو سپیکنگ" ـــــ چند لمحوں بعد ایک باوقار اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں حسین احمد وزیر خارجہ بول رہا ہوں۔ صدر مملکت اور میں الیف۔ ڈی کے سلسلے میں بے حد پریشان ہیں ـــــ کیوں کہ ان کی طرف سے تخریبی کارروائیاں جاری ہیں اور ملک کے معروضی حالات روز بروز بگڑتے جا رہے ہیں ـــــ ادھر کافرستانی بھی اپنا دباؤ ہر لحاظ سے بڑھاتا جا رہا ہے" ـــــ سر حسین احمد نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ آپ کو کیا پریشانیاں درپیش ہیں۔ لیکن میرے آدمی آپ کے ملک میں پہنچ کر کام کا آغاز کر چکے ہیں ـــــ مجھے یقین ہے کہ آپ کی توقع سے بھی پہلے اس کے نتائج سامنے آنا شروع ہو جائیں گے ـــــ آپ مطمئن رہیں۔ ہم جب کسی کام کا بیڑہ اٹھا لیتے ہیں تو اُسے ہر صورت اور ہر قیمت پر مکمل کرتے ہیں۔ لیکن بہرحال کچھ وقت تو لگ ہی جائے گا" ـــــ ایکسٹو نے ٹھہرے ہوئے اور مطمئن لہجے میں کہا۔

"بہت شکریہ ـــــ آپ کی اس بات سے مجھے خاصا اطمینان ہو گیا ہے۔ ورنہ میں آپ کی کال سے چند لمحے پہلے بے حد پریشان تھا" ـــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"چند لمحے پہلے کیوں ـــــ ایسی کیا بات ہو گئی" ـــــ دوسری

طرف سے ایکسٹو نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ دراصل ایک الجھن سی ہے۔ ابھی چند لمحے پہلے ایک نوجوان غیر ملکی مجھ سے ملنے آیا تھا ـــــ اس نے کہا کہ وہ ویسٹرن کارمن کی سیکرٹ سروس سے متعلق ہے۔ وہ اپنا نام رچرڈ بتا رہا تھا ـــــ اس نے ایک لفافہ مجھے لا کر دیا ہے کہ اسے سیکرٹ سروس کے چیف نے ذاتی حیثیت سے بھیجا ہے۔ انہوں نے ایک کیس کے سلسلے میں ایک ملزم پکڑا ہے ـــــ جس سے چند ایسی دستاویزات ملی ہیں۔ جن کا تعلق بھاشانہ کی سلامتی سے ہے، کاغذات اس لفافے میں موجود تھے ـــــ ساتھ ہی ویسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کے چیف کا خط منسلک ہے۔ لیکن مسٹر ایکسٹو حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ان کاغذات میں درج ہے کہ کوئی خفیہ تنظیم اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل میں بھاشانہ کے مستقل مندوب کی نگرانی کر رہی ہے ـــــ اور ان سے کوئی اپنی مرضی کا بیان دلانا چاہتی ہے۔ لیکن الجھن یہ ہے کہ بھاشانہ تو سیکورٹی کونسل کا اس سال رکن ہی نہیں ہے ـــــ اس لئے سیکورٹی کونسل میں کسی مستقل مندوب کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے"۔ سر حسین احمد نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ نوجوان اب کہاں ہے" ـــــ ایکسٹو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ تو چلا گیا ہے" ـــــ سر حسین احمد نے جواب دیا۔

"جب آپ یہ کاغذات پڑھ رہے تھے تو وہ نوجوان کیا کر رہا تھا"۔ ایکسٹو نے باقاعدہ جرح کرتے ہوئے پوچھا۔

"نوجوان کیا کر رہا تھا ـــــ ظاہر ہے خاموش بیٹھا ہو گا"۔ سر حسین احمد نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ انہیں اس سوال کی تک ہی سمجھ نہ آئی تھی۔

"سر حسین احمد ـــــ جب ایسے حالات ہوں جن سے آپ کا ملک گزر رہا ہو تو انتہائی محتاط رہنا پڑتا ہے ـــــ بہرحال وہ خط جو ویسٹرن کارمن سیکرٹ سروس کے چیف نے بھیجا ہے۔ اس پر دیکھیں واٹر مارک میں بطخ کی تصویر کاغذ کے اندر موجود ہے یا نہیں"۔ ایکسٹو نے کہا۔

"بطخ کی تصویر واٹر مارک میں" ـــــ سر حسین احمد نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر انہوں نے میز پر پڑا ہوا کاغذ اٹھا کر اسے ٹیبل لیمپ کے سامنے کیا ـــــ لیکن کاغذ سادہ تھا۔ اس کے اندر کوئی واٹر مارک تصویر موجود نہ تھی۔

"نہیں ـــــ اس میں کوئی واٹر مارک تصویر موجود نہیں ہے"۔ سر حسین احمد نے سنجیدہ میں بولتے ہوئے کہا۔

"تو یہ کاغذ جعلی ہے۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے یہ ساری کارروائی آپ کے دفتر کے اندر کوئی وائرلیس بم وغیرہ لگانے کے لئے کی گئی ہے ـــــ آپ کو ان کاغذات کے مطالعے میں مصروف کر کے وہ نوجوان اپنا کام کر گزرا ہو گا ـــــ آپ فوراً ایک لمحہ دیر کئے بغیر کمرہ چھوڑ دیں اور ماہرین سے اس کی باقاعدہ چیکنگ کرائیں

جلدی پلیز" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا گڈ بائی" ۔۔۔۔ سر حسین احمد کا رنگ بم کا ذکر سنتے ہی یک لخت زرد پڑ گیا۔ انہوں نے بڑی تیزی سے رسیور کریڈل پر رکھا ۔۔۔۔ اور اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف تقریباً دوڑ پڑے۔ انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پھٹتے ہوئے بم پر چل رہے ہوں ۔۔۔۔ دروازے سے باہر نکلتے ہی وہ تیزی سے عمارت سے باہر کی طرف بڑھتے گئے۔ جب کہ ملحقہ کمروں میں موجود ان کا دفتری عملہ حیرت سے انہیں اس طرح باہر جاتے دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔ سر حسین احمد نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس عمارت سے دور جا کر پھر میٹنگ کے آرڈر کر دیں گے ۔۔۔۔ جان کا خوف انہیں دور سے دور لئے جا رہا تھا۔ اور پھر ابھی انہوں نے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر پورچ میں قدم رکھا ہی تھا کہ اس قدر خوف ناک دھماکہ ہوا کہ سر حسین احمد کو جیسے کسی نے اٹھا کر باہر دور پھینک دیا ہو ۔۔۔۔ دھماکے کی شدت نے ان کے پورے جسم حتیٰ کہ دماغ تک کو مفلوج کر دیا تھا اور وہ اچھل کر پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی سائیڈ میں منہ کے بل جا گرے تھے ۔۔۔۔ خوف ناک دھماکے کے بعد ہر طرف گرد و غبار چھا گیا تھا اور ساتھ ہی لوگوں کی چیخوں اور بھاگنے دوڑنے کی آوازیں آ رہی تھیں ۔۔۔۔ جب دھماکے کی بازگشت ختم ہوئی تو سر حسین احمد نے ڈرتے ڈرتے سر اٹھایا۔ سب سے پہلے انہوں نے اپنے جسم کا جائزہ لیا ۔۔۔۔ اور یہ دیکھ کر انہیں اطمینان

سا ہوا کہ وہ بالکل صحیح سلامت ہیں۔ اب سائرن بجنے اور چیخ و پکار کی آوازیں کافی بلند ہو چکی تھیں ۔۔۔۔ اور سر حسین احمد اٹھ کھڑے ہوئے۔ اب صورت حال کچھ واضح ہو چکی تھی۔ ان کے دفتر کی عمارت کا وہ پورا بلاک جس میں ان کا دفتر تھا ملبے کی صورت میں زمین بوس ہو چکی تھی۔

"آپ بخیریت ہیں جناب" ۔۔۔۔ اچانک انہیں قریب سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑے ۔۔۔۔ یہ سیکرٹری وزارت داخلہ تھے۔ جن کا دفتر ان کے دفتر سے قریب تھا ۔۔۔۔ وہ شاید دھماکے کی آواز سن کر بھاگتے ہوئے آئے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا ہے ۔۔۔۔ یہ کیا ہوا ہے" ۔۔۔۔ سر حسین احمد نے مشینی انداز میں پوچھا۔ الفاظ ان کے لبوں سے جیسے خود بخود پھسل رہے تھے۔

"کوئی خوف ناک واردات ہوئی ہے۔ بم کا دھماکہ ہے۔ آپ ہمارے دفتر میں چلیں ۔۔۔۔ جلد ہی صورت حال واضح ہو جائے گی" ۔۔۔۔ سیکرٹری وزارت داخلہ نے کہا۔

"بم کا دھماکہ ۔۔۔۔ اوہ ہاں ۔۔۔۔ واقعی یہ بم کا دھماکہ ہے۔ ایکسٹو نے سچ کہا تھا" ۔۔۔۔ سر حسین احمد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ایکسٹو ۔۔۔۔ یہ کون ہے جناب" ۔۔۔۔ سیکرٹری داخلہ نے جو ساتھ ہی چل رہے تھے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں کچھ نہیں ۔۔۔۔ پلیز ۔۔۔۔ معلوم کرائیے کوئی نقصان تو نہیں ہوا ۔۔۔۔ اوہ ۔۔۔۔ دفتر میں تو سب لوگ موجود تھے"

سر حسین احمد نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے سر" ـــــ سیکرٹری داخلہ نے کہا۔

اس دوران بے شمار سیکورٹی کے افراد اور پولیس عمارت کے ملبے کے گرد اکٹھے ہو چکے تھے ـــــ سیکرٹریٹ فائر بریگیڈ بھی پہنچ چکا تھا۔ اور ملبے کے اندر سے زخمیوں اور لاشوں کو باہر نکالا جا رہا تھا۔

سر حسین احمد کو وزارت داخلہ کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ وزیر داخلہ چوں کہ کہیں دورے پر گئے ہوئے تھے اس لئے ان کا دفتر خالی تھا ـــــ کافی دیر تک تو سر حسین احمد دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑے صوفے پر بے خیالی کے سے عالم میں بیٹھے رہے۔ ان کے دل میں بار بار ہول سا اٹھ رہا تھا ـــــ کہ اگر اتفاق سے سر سلطان اور ایکسٹو کی کال نہ آجاتی اور وہ ایکسٹو سے اس نوجوان کے بارے میں بات نہ کر لیتے تو ان کا اپنا جسم سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر ہزاروں من ملبے میں دبا پڑا ہوتا ـــــ اور انہیں ایکسٹو کی ذہانت پر بھی رشک آ رہا تھا کہ جس نے صرف چند لمحوں میں صرف بات چیت سے یہ اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ نوجوان کیوں آیا تھا ـــــ اب انہیں رشک آ رہا تھا کہ کاش ایکسٹو جیسا آدمی پاکیشیا میں بھی ہوتا۔ لیکن انہیں معلوم تھا کہ ایسے لوگ صدیوں بعد ہی پیدا ہوتے ہیں ـــــ اس کے ساتھ ساتھ اب انہیں مکمل یقین ہو گیا تھا کہ ایکسٹو پاکیشیا میں کام کرنے والے مجرموں کو ضرور گرفتار کر لے گا۔

تھوڑی دیر بعد بے شمار بڑے بڑے افسران ان کے کمرے میں پہنچ گئے ـــــ وہ سب انہیں اس طرح موت کے منہ سے بچ نکلنے پر مبارک باد دے رہے تھے۔ اخباری نمائندے بھی انٹرویو لینے آ گئے۔ صدر مملکت کا بھی فون آ گیا ـــــ وہ سب ان سے یہی بات پوچھ رہے تھے کہ آخر وہ بم پھٹنے سے چند لمحے پہلے اس طرح تیزی سے اٹھ کر دفتر سے کیوں نکلے تھے ـــــ کیوں کہ ایک زخمی نے یہ بیان دیا تھا کہ وزیر خارجہ کے کمرے میں بم پھٹنے سے چند لمحے پہلے وزیر خارجہ کمرے سے نکل کر بے تحاشا اور خلاف معمول انداز میں دوڑتے ہوئے باہر نکل گئے تھے ـــــ لیکن سر حسین احمد سمجھتے تھے کہ انہوں نے ایکسٹو کا نام نہیں لینا۔ اس لئے انہوں نے صرف اتنا کہا کہ نجانے کیوں ان کی طبیعت بیٹھے بیٹھے اس قدر گھبرائی کہ وہ لاشعوری طور پر اٹھ کر باہر نکل گئے ـــــ اور پھر ان کے اس بیان کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور چھٹی ساتویں حصے کے بروقت خبردار کر دینے کے متعلق باتیں شروع ہو گئیں۔ اور سر حسین احمد ان سے فارغ ہو کر مسلح سیکورٹی گارڈ کے پہرے میں واپس اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ـــــ البتہ انہوں نے کوٹھی پر پہرے کے انتظامات مزید سخت کر دینے کے خصوصی احکامات دے دیئے ـــــ کیوں کہ وہ سمجھتے تھے کہ ان پر باقاعدہ قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے۔ اور یہ حملہ دوبارہ بھی ہو سکتا ہے۔

کرنل چارلس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔۔۔ اس کی آنکھوں میں دہشت کے چراغ جل رہے تھے میز کے سامنے وہی نوجوان جس نے اپنا نام سر حسین احمد وزیر خارجہ کو رچرڈ بتایا تھا۔ سر جھکائے کھڑا تھا۔۔۔ ایک طرف کرسیوں پر کالرج۔۔۔ رابرٹ۔۔۔ آرنلڈ اور ہارسن بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل چارلس نے ان سب کو ہنگامی میٹنگ کے لئے کال کیا تھا۔

"ایسا کیوں ہوا۔۔۔ وہ وزیر خارجہ ایف۔ڈی کے حملے سے کیوں بچ نکلا۔۔۔ بولو۔۔۔ جواب دو"۔۔۔ کرنل چارلس نے انتہائی شدید غصے کے عالم میں میز پر زور زور سے مکے مارتے ہوئے کہا۔

"جناب۔۔۔ یہی رپورٹ ملی ہے کہ وہ بم پھٹنے سے صرف چند لمحے پہلے اپنے دفتر سے باہر بھاگ گیا تھا۔۔۔ صرف چند لمحے

پہلے"۔۔۔ رچرڈ نے ہکلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے کتنی دیر بعد وائرلیس بم پھاڑا تھا"۔۔۔ کرنل چارلس نے چیختے ہوئے پوچھا۔

"دس منٹ بعد۔۔۔ اور یہی وقت طے کیا گیا تھا تاکہ ہم محفوظ جگہ پر پہنچ جائیں جناب"۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"یہ منصوبہ بندی کس نے کی تھی۔۔۔ بولو۔۔۔ جواب دو"۔ اچانک کرنل چارلس کرسیوں پر بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑتے ہوئے غصیلے لہجے میں بولا۔

"میں نے کی تھی جناب۔۔۔ منصوبہ بندی میں کوئی خامی نہ تھی۔ بس اتفاق ہے کہ وہ بچ نکلا"۔۔۔ اچانک ہارسن نے جواب دیا۔

"کیا بم پھاڑنے سے پہلے اُسے فون کیا گیا تھا تاکہ اس بات کی تصدیق ہو سکے کہ وہ دفتر میں موجود بھی ہے یا نہیں۔۔۔ کیوں کہ دس منٹ کا وقفہ کسی کے نکل جانے کے لئے بہت ہوتا ہے"۔ کرنل چارلس نے میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔

"یس سر کیا تھا۔۔۔ فون انگیج تھا۔ فارن کال چل رہی تھی۔ سپیشل لائن پر۔۔۔ میں نے پی۔ اے کو چکر دے کر پوچھا تھا۔ تو اس نے بتایا تھا کہ پاکیشیا سے کال آئی ہے"۔۔۔ رچرڈ نے جواب دیا۔

"پاکیشیا سے کال۔۔۔ اوہ۔۔۔ تم نے اس تصدیق سے کتنی دیر بعد بم کو پھاڑنے کا بٹن دبایا تھا"۔۔۔ کرنل چارلس نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ قدرے نرم تھا۔

"جناب ـــــ کال میں نے فون بوتھ سے کی تھی۔ کال کرنے کے بعد میں ایک طرف کھڑی ہوئی اپنی کار کے پاس گیا ـــــ اور پھر کار میں بیٹھ کر میں نے بٹن پش کر دیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ تیرہ چار منٹ کا وقفہ ہوا ہو گا" ـــــ رچرڈ نے جواب دیا۔

"یہ بات ہے تو اسے واقعی اتفاق ہی کہا جا سکتا ہے۔ بہرحال الیف۔ ڈی کا یہ پہلا حملہ ہے جو ناکام گیا ہے ـــــ اور ہمیں اس ناکامی کے داغ کو ہر قیمت پہ دھونا ہو گا۔ اب معلوم کرو کہ وزیر خارجہ کہاں ہے" ـــــ کرنل چارلس نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر" ـــــ رچرڈ نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر واپس چلا گیا۔

"باس ـــــ یہ پاکیشیا سے کال آنا اور سر حسین احمد کا بے تحاشا یوں اپنے دفتر سے نکل بھاگنا اس میں کوئی راز ہے" کالرچ نے رچرڈ کے جانے کے بعد کہا۔

"وہ وزیر خارجہ ہے ـــــ ظاہر ہے فارن کالیں تو آتی جاتی رہتی ہوں گی۔ اور جہاں تک بم کے چیک کر لئے جانے کا سوال ہے تو یہ ناممکن ہے ـــــ اگر وہ پہلے چوکنا ہوتا تو وہ یوں اٹھ سے بیٹھ کر وہاں کال نہ ریسیو کرتا رہتا ـــــ بہرحال یہ محض اتفاق ہی ہے" ـــــ کرنل چارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی ـــــ اور کرنل چارلس نے ریسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ کرنل چارلس کے لہجے میں ابھی تک تلخی موجود تھی۔

"سر ـــــ ایک اہم اطلاع ہے۔ سیکرٹری خارجہ رام داس کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ اور ان کی کار کو مرکزی سیکرٹریٹ کالونی سے تھوڑے ہی فاصلے پر بم سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور سر ـــــ اس کے ساتھ ساتھ نمبر سکس نے ابھی ابھی یہ اطلاع دی ہے کہ اس نے رام داس صاحب کو کالونی سے نکل کر ایک کار میں جاتے دیکھا ـــــ ان کے ساتھ ایک اور کار تھی جس میں دو قوی ہیکل دیو نما انسان بیٹھے ہوئے تھے جن کے درمیان ایک بے ہوش آدمی کو اس طرح بٹھایا گیا تھا کہ وہ دونوں اسے سنبھالے ہوئے تھے۔ آگے ایک مقامی نوجوان اس کار کو چلا رہا تھا ـــــ مرکزی سیکرٹریٹ سے رام داس اپنی کار چلاتے ہوئے اور وہ کار والے اکٹھے ہی نکلے۔ کافی فاصلے پر آ کر رام داس صاحب نے اپنی کار روک دی ـــــ دوسری کار بھی رک گئی تھی۔ رام داس صاحب اپنی کار سے اتر کر دوسری کار کے پاس پہنچے ـــــ انہوں نے کوئی چیز اس کار کے ڈرائیور سے حاصل کی اور پھر اسے اپنی کار میں جا کر نصب کیا۔ اور خود واپس دوسری کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئے اور وہ کار آگے بڑھ گئی ـــــ چند لمحوں بعد رام داس صاحب کی شکل اچانک بدل گئی تھی۔ لباس وہی تھا۔ لیکن شکل بالکل تبدیل تھی ـــــ نمبر سکس اس گاڑی کا بڑی ہوشیاری سے تعاقب کرتا رہا۔ یہ کار گلشن کالونی کی ایک کوٹھی جس کا نمبر بارہ ہے میں چلی گئی ہے ـــــ نمبر سکس اس کی

نگرانی کر رہا ہے "۔۔۔۔ دوسری طرف سے تفصیل بتائی گئی۔
"ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میں ابھی اس بارے میں اقدام کرتا ہوں "
کرنل چارلس نے کہا اور وہ رسیور رکھتے ہی رابرٹ کی طرف مڑا۔
" رابرٹ ۔۔۔۔ رام داس کو اغوا کر کے گلشن کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں لے جایا گیا ہے۔ تم اپنا گروپ لے کر اس پہ ریڈ کرو۔ اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دو ۔۔۔۔ کوئی آدمی زندہ نہ بچنے پائے۔ فل ریڈ "۔۔۔۔ کرنل چارلس نے تیز لہجے میں کہا۔
" وہ رام داس ۔۔۔۔ وہ تو ہمارا آدمی ہے "۔۔۔۔ رابرٹ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔
" اُسے بھی ختم کر دو۔ جو آدمی نظروں میں آ جائے اس کے بعد اس کا زندہ رہنا انتہائی خطرناک ہو سکتا ہے "۔۔۔۔ کرنل چارلس نے اپنی بات پہ زور دیتے ہوئے کہا۔
" لیکن باس ۔۔۔۔ جس طرح رپورٹ دی گئی ہے۔ اس کے مطابق تو رام داس کی اپنی حرکات ہی مشکوک ہیں "
ہارسن نے کہا۔
" اوہ نہیں ۔۔۔۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ ساری چکر بازی تھی۔ جو آدمی ان قوی ہیکل آدمیوں کے درمیان بے ہوش بٹھایا گیا تھا وہی دراصل رام داس تھا ۔۔۔۔ اور ظاہر ہے اس کے میک اپ میں اُسے اغوا کرنے والوں کا آدمی ہو گا "۔۔۔۔ کرنل چارلس نے کہا اور ہارسن سر ہلانے لگا۔

" لیکن باس ۔۔۔۔ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ مقامی سیکرٹ سروس کی کارروائی ہو سکتی ہے "۔۔۔۔ رابرٹ کے جانے کے بعد کالبرج نے کہا۔
" مقامی سیکرٹ سروس ۔۔۔۔ اوہ مجھے یاد آیا۔ ممبر الیون ٹھرٹی نے رپورٹ دی ہے کہ سیکرٹ سروس کا کرنل شریف اس تک پہنچ گیا تھا ۔۔۔۔ اس نے اس پر تشدد کیا۔ لیکن الیون تھرٹی نے مردہ بن کر اس سے جان چھڑائی۔ اور فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر ڈاکٹر سبطین نے بھی ہیڈ کوارٹر کو خفیہ اطلاع دی ہے کہ الیون تھرٹی کے بعد وہ ڈاکٹر سبطین پر چڑھ دوڑا ۔۔۔۔ اس نے اس پر زبردست تشدد کیا۔ اور الیون ۔ ڈی کے متعلق پوچھ گچھ کی۔ ڈاکٹر سبطین نے بڑی مشکل سے ایک سفارت کار کو بلا کر اور صدر مملکت سے بات کر کے اپنی جان بچائی ۔۔۔۔ اور اب بھی سیکرٹ سروس کا آدمی ڈاکٹر سبطین کی نگرانی کر رہا ہے "۔۔۔۔ کرنل چارلس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
" اوہ ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے مقامی سیکرٹ سروس ہمارے کلیو پر چل نکلی ہے۔ یہ تو انتہائی خطرناک صورت حال ہے "
کالبرج نے تشویش سے پُر لہجے میں کہا۔
" ہاں ۔۔۔۔ اس لئے تو میں نے الیون تھرٹی کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اور ڈاکٹر سبطین کو بھی اب تک قتل کیا جا چکا ہو گا۔ کیوں کہ بہر حال یہ دونوں نظروں میں آ چکے ہیں ۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ساتھ میں نے ہیڈ کوارٹر سے کہا ہے کہ سیکرٹ سروس کے چیف کرنل شریف

کو تلاش کر کے اس کا بھی خاتمہ کر دیا جائے "۔۔۔۔۔ کرنل چارلس نے کہا اور باقی افراد نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

الف۔ڈی کا اصول ہی یہی تھا کہ ان کی تنظیم کے متعلق کوئی بھی آدمی اگر نظروں میں آجائے تو اس کا خاتمہ یقینی طور پر کر دیا جاتا تھا۔۔۔۔ اس اصول کا صرف ڈائریکٹرز کو ہی علم تھا۔ چھوٹے ممبرز کو یہ اصول نہ بتایا گیا تھا تاکہ وہ خوف کے مارے رپورٹ دینے سے ہی گریز نہ کریں۔

" تو پھر یقیناً رام داس والی کارروائی بھی سیکرٹ سروس کی ہی ہو گی "۔۔۔۔۔ کالیچرن نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل چارلس کوئی جواب دیتا اچانک میز پر پڑا ہوا سرخ رنگ کا ٹیلی فون بج اٹھا۔۔۔۔۔ اور کرنل چارلس اس کی گھنٹی بجتے سن کر چونک پڑا۔ کیونکہ یہ سپیشل فون تھا۔ جس سے براہ راست کالیں آتی تھی۔۔۔۔ اور سوائے خاص خاص افراد کے اس کے نمبروں کا اور کسی کو علم نہ تھا۔ اور وہ سارے خاص افراد اس وقت اس کے کمرے میں موجود تھے۔۔۔۔ اس کے باوجود فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ اس لئے تو وہ چونکا تھا۔

" یس "۔۔۔۔۔ کرنل چارلس نے رسیور اٹھا کر کہا۔

" کرنل چارلس۔۔۔۔۔ میں کرنل ہمیرخ بول رہا ہوں "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے رعب دار آدمی کے کرنل ہمیرخ کی آواز سنائی دی۔ اور کرنل چارلس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے تھے واقعی اپنے خاص آدمیوں کے علاوہ یہ فون نمبر کرنل ہمیرخ کے پاس بھی

تھا اور اس کا کرنل چارلس کو بھی خیال نہ آیا تھا۔

" اوہ کرنل ہمیرخ۔۔۔۔۔ سنائیے۔۔۔۔۔ مشن کیسا جا رہا ہے۔ کوئی کلیو ملا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا "۔۔۔۔۔ کرنل چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو کلیو ابھی تک نہیں ملا۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ لوگ یہاں آئے بھی نہیں۔۔۔۔۔ لیکن ایک نئی تنظیم سامنے آئی ہے "۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

" نئی تنظیم۔۔۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔۔۔ کرنل چارلس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

" الف۔ڈی "۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

" الف۔ڈی۔۔۔۔۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔۔۔۔۔ کیا آپ جیسی شخصیت بھی اب مذاق کرنے لگی "۔۔۔۔۔ کرنل چارلس نے تلخ لہجے میں کہا۔

" میں مذاق نہیں کر رہا کرنل چارلس۔۔۔۔۔ واقعی ایک نئی تنظیم سامنے آئی ہے۔ میں نے اس کے دو آدمی پکڑ لیے تھے لیکن وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔۔۔۔۔ بہرحال میں ان کے پیچھے ہوں اور سنو۔۔۔۔۔ ان کی تنظیم کا نام بھی الف۔ڈی ہی ہے۔ اس بات پر آپ کی طرح میں بھی چونکا تھا۔ اور میں نے بھی اسے مذاق سمجھا تھا۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ ان کی تنظیم کا نام فاسٹ ڈیتھ ہے۔۔۔۔۔ جن کا مخفف الف۔ڈی ہی بنتا ہے "۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

" فاسٹ ڈیتھ۔۔۔۔۔ اوہ۔۔۔۔۔ یہ کس ملک کی تنظیم ہے۔ اور کن

مقاصد کے تحت آئی ہے۔ ایسی تنظیم کا نام پہلے تو کبھی نہیں سنا"۔ کرنل چارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی تفصیلات معلوم نہیں ہو سکیں۔ لیکن ان دو آدمیوں کی حیرت انگیز ذہانت۔ پھرتی اور دلیری سے یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ تنظیم الف۔ ڈی کے مقابلے میں ہی آئی ہے ——— اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ پاکیشیا کی کوئی اور خفیہ تنظیم ہو جسے سیکرٹ سروس کی بجائے بھیجا گیا ہو" ——— کرنل ہمیرخ نے جواب دیا۔

"اوہ ——— واقعی ایسا ہی ہو گا۔ پھر تو اُسے فوری طور پر کرش کرنا ہو گا"۔ ——— کرنل چارلس نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے آپ مجھ پر چھوڑ دیں۔ ریڈ آرمی ایسی تنظیموں کو مسل دینے کی پوری طاقت رکھتی ہے ——— میں نے تو صرف آپ کو مطلع کرنے کے لئے فون کیا ہے۔

"گڈ بائی"۔ ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

کرنل چارلس نے رسیور رکھ دیا۔ لیکن اس کی پیشانی پر بہت سی سلوٹیں نمودار ہو گئی تھیں۔

"حالات تیزی سے بگڑتے جا رہے ہیں۔ حکومت ہمارے منصوبے کے مطابق اعلان نہیں کر رہی ——— ادھر مقامی سیکرٹ سروس اور یہ نئی تنظیم الف۔ ڈی بھی سامنے آ گئی ہے۔ ہمارے مشن فیل ہونے شروع ہو گئے ہیں ——— اس کا کوئی فوری حل ہونا چاہیئے۔ کوئی ایسا حل کہ حکومت فوری طور پر کنفیڈریشن کا منصوبہ

ترک کرنے کے اعلان پر مجبور ہو جائے"۔ ——— کرنل چارلس نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

"اس کی تو یہی صورت ہے باس ——— کہ کوئی بہت بڑا آپریشن کیا جائے۔ اتنا بڑا کہ حکومت بُری طرح بوکھلا جائے"۔ ——— کالرج نے کہا۔

"بڑے آپریشن تو ہم نے کر ڈالے۔ اب کون سا بڑا آپریشن کیا جائے"۔ ——— کرنل چارلس نے کہا۔

"باس ——— اگر ہم ان کا مین پاور ہاؤس اڑا دیں تو یہ اتنا بڑا دھچکا ہو گا جسے بھاشانہ برداشت نہ کر سکے گا"۔ ——— ہارسن نے کہا۔

"مین پاور ہاؤس ——— کیا مطلب"۔ ——— کرنل چارلس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"باس ——— مجھے اتفاق سے یہ معلومات ملی ہیں کہ ایکریمیا کی مدد سے بھاشانہ کے دارالحکومت باکا میں ایک بہت بڑا ایٹمی بجلی گھر بنایا گیا ہے ——— اس پر اربوں ڈالر خرچ آئے ہیں۔ یہ بجلی گھر اتنا بڑا ہے کہ اس سے پورے ملک کو بجلی سپلائی کرنے کے انتظامات کئے گئے ہیں ——— اور اسی بجلی گھر کی وجہ سے بھاشانہ میں ترقی کی رفتار بے حد تیز ہو گئی ہے۔ اگر یہ بجلی گھر اڑا دیا جائے تو بھاشانہ کے لئے اتنا بڑا نقصان ہو گا کہ جسے وہ صدیوں تک چاٹتا رہے گا"۔ ہارسن نے کہا۔

"لیکن باس ——— بجلی گھر کو اڑانے کی بجائے اگر اسے اڑانے کی دھمکی دی جائے تو یہ زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتی ہے"۔ ——— کالرج

نے کہا۔

"دھمکی ــــ وہ کیسے ــــ اس طرح تو وہ چوکنا ہو جائیں گے اور اس بجلی گھر کی حفاظت کا انتہائی سخت انتظام کر لیا جائے گا"

کرنل چارلس نے کہا۔

"باس ــــ اس بجلی گھر کے وجود پر کافرستان کی موجودہ معیشت کا انحصار ہے۔ الیف۔ڈی نے اب تک جو کچھ کیا ہے۔ وہ بھی عوام اور حکومت کے سامنے ہے ــــ حکومت اور عوام ہم سے انتہائی خوف زدہ بھی ہیں اگر ہم یہ دھمکی دے دیں کہ اگر کنفیڈریشن کا منصوبہ دو روز کے اندر ترک کرنے کا باقاعدہ اعلان نہ کیا گیا تو بجلی گھر اڑا دیا جائے گا ــــ تو یقیناً یہ دھمکی حکومت کے لئے انتہائی موثر ثابت ہوگی۔ اور پھر عوام بھی بجلی گھر کو بچانے کے لئے باہر نکل آئیں گے ــــ اور وہ حکومت پر زبردست دباؤ ڈالیں گے۔ کہ الیف۔ڈی کی شرط منظور کر لی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سیاسی پارٹیاں جنہیں ہم اقتدار میں لے آنا چاہتے ہیں۔ وہ بھی سرگرم ہو جائیں گے ــــ اس طرح حکومت مجبور ہو جائے گی کہ ہماری مرضی کے مطابق اعلان کرے" ــــ کالبرج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن ہمیں دوسرے پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے ــــ فرض کیا کسی بھی وجہ سے حکومت یہ اعلان نہیں کرتی اور ہمیں یہ بجلی گھر اڑانا ہی پڑتا ہے۔ تب"

کرنل چارلس نے کہا۔

"ہاں ــــ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ تو پھر اس کے لئے یہ ضروری ہے

کہ ہم اعلان کرنے سے پہلے اس بجلی گھر کے اندر ایسا بم فٹ کر دیں جسے جس وقت بھی چاہیں استعمال کر سکیں ــــ یا اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر وہاں کسی ایسے آدمی کی جگہ ہمارا آدمی موجود ہونا چاہیئے جو اشارہ ملنے پر وہ بم وہاں فٹ کر دے" ــــ کالبرج نے کہا۔

"دونوں ہی صورتیں ممکن ہیں۔ اور میرے خیال میں اس طرح صورت حال بہت بہتر ہو جائے گی۔ ہارسن ــــ کیا یہ کام تم اپنے ذمے لے سکتے ہو" ــــ کرنل چارلس نے کہا۔

"بالکل جناب ــــ اگر آپ حکم دیں تو میں آج ہی کارروائی کا آغاز کر دوں" ــــ ہارسن نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ جس قدر جلد ہو سکے یہ کام مکمل کر دو۔ مجھے جیسے ہی رپورٹ ملے گی دھمکی کا اعلان کر دوں گا ــــ ویسے مجھے یقین ہے کہ یہ دھمکی اتنی موثر ثابت ہوگی کہ حکومت گھٹنے ٹیکنے پر بہرحال مجبور ہو جائے گی" ــــ کرنل چارلس نے فیصلہ کن انداز میں کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ اٹھا کر میٹنگ برخواست کرنے کا اشارہ کیا ــــ اور اس کے ساتھی اٹھ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

ان کے جانے کے بعد کرنل چارلس چند لمحے بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ اس کے ذہن میں فاسٹ ڈیتھ نے کھلبلی مچائی ہوئی تھی ــــ کیوں کہ ہمبرج کی بات سے اندازہ ہوتا تھا کہ فاسٹ ڈیتھ توقع سے

زیادہ تیز ثابت ہوئی ہے۔ اور ظاہر ہے جو دو افراد ریڈ آرمی کو چکر دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے لوگ ہوں گے ہیں ——— آخر کار سوچ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ اس خطرناک تنظیم کو صرف ریڈ آرمی پر ہی نہیں چھوڑ دینا چاہیئے ——— بلکہ اس سلسلے میں خود بھی کوئی اقدام کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس سر ——— لوئیس سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"لوئیس ——— سپیشل گروپ کے چیف میجر نتارا کو میرے پاس بھیج دو ——— ابھی اور فوراً" ——— کرنل چارلس نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا ——— آنے والے کے چہرے پر بے پناہ کرختگی اور درشتی موجود تھی۔ یہ سپیشل گروپ کا چیف میجر نتارا تھا۔ اسرائیل کی سب سے خوفناک شخصیت ——— جو سفاکی اور بربریت میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔

"یس باس" ——— میجر نتارا نے کرخت لہجے میں کہا۔

کرنل چارلس چونکہ جانتے تھے کہ میجر نتارا کا انداز ہی ایسا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کے لہجے کو نظر انداز کر دیا۔

"بیٹھو میجر" ——— کرنل چارلس نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور میجر نتارا سر ہلاتا ہوا

کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ایک تنظیم ہمارے مقابلے پر آئی ہے۔ اس کا نام فاسٹ ڈیتھ ہے۔ سنا ہے انتہائی دلیر اور خوفناک تنظیم ہے ——— میں چاہتا ہوں کہ اس تنظیم کو فوری طور پر کرش کر دیا جائے" ——— کرنل چارلس نے کہا۔

"ہو جائے گی باس ——— اور کچھ" ——— میجر نتارا نے یوں اطمینان بھرے انداز میں کہا جیسے ابھی تالی بجا کر ہوا میں اڑتے ہوئے مچھر کو مسل ڈالے گا۔

"ریڈ آرمی کا کرنل ہمیرخ ان کے پیچھے ہے۔ تم ایسا کرو کہ کرنل ہمیرخ کی نگرانی کرو ——— اور پھر جیسے ہی اس تنظیم کا کلیو ملے۔ ان پر پوری قوت سے چڑھ دوڑو" اس تنظیم کا کوئی آدمی بھی دوسرا سانس نہ لینے پائے" ——— کرنل چارلس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"باس ——— کیا کرنل ہمیرخ سے بھی ٹکر لینی پڑے گی" میجر نتارا نے پوچھا۔

"ٹکر لینے کی ضرورت نہیں ——— میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ تنظیم جلد از جلد کرش کر دی جائے اور بس ——— کس طرح ہوتی ہے اس سے مجھے مطلب نہیں" ——— کرنل چارلس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"کرنل ہمیرخ کے علاوہ اور کوئی کلیو نہیں ہے اس تنظیم کا" میجر نتارا نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں ——— ابھی چند لمحے پہلے اس نے ان کی موجودگی کی اطلاع

دی ہے۔ اور اس کے بقول اس نے اس تنظیم کے دو افراد بھی پکڑ لیے لیکن وہ ان کے پنجے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ـــــ اور اسی بات سے مجھے خدشہ پیدا ہوا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کرنل ہمیرخ ان کے مقابلے میں کامیاب نہ ہو سکے اور یہ تنظیم ہمارے لئے درد سر بن جائے ۔ـــــ کرنل چارلس نے کہا۔

" واقعی باس ـــــ یہ حیرت انگیز بات ہے کہ ریڈ آرمی کی گرفت میں آئے ہوئے افراد نکل جائیں۔ اس کا تو واقعی یہی مطلب ہے کہ وہ لوگ ریڈ آرمی سے کہیں زیادہ تیز ہیں ـــــ بہرحال میں انہیں دیکھ لوں گا۔ اگر مجھے کوئی براہ راست کلیو مل جاتا تو زیادہ بہتر تھا؛ میجر نتارا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور کرنل چارلس نے سر ہلا دیا ـــــ اب اس کے چہرے پر مکمل اطمینان کی جھلکیاں ابھر آئیں تھیں۔ کیوں کہ وہ سپیشل ایکشن گروپ کی کارکردگی سے پوری طرح واقف تھا ـــــ کہ یہ لوگ جس کے پیچھے پڑ جائیں اسے پاتال کی گہرائیوں سے بھی کھینچ لاتے ہیں اور پھر خوف ناک بلکہ دردناک موت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

" کرنل شریف ـــــ تم مقامی سیکرٹ سروس کے چیف ہو۔ الیف۔ ڈی کے مقابلے میں اب تک تمہاری کارکردگی کیا رہی ہے " ـــــ کرنل شریف کی طرف بڑھنے والے مرد نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا ـــــ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اگر کرنل شریف نے جواب دینے میں ایک لمحے کا بھی توقف کیا تو وہ اسے ابھی کچا چبا جائے گا ـــــ جبکہ ایک عورت ایک طرف خاموش کھڑی تھی۔

" تم کون ہو ـــــ اور مجھے کیسے جانتے ہو " ـــــ کرنل شریف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" میری بات کا جواب دو ـــــ سوال پوچھنے کی اجازت نہیں ہے " ـــــ اچانک مرد کا ہاتھ گھوما اور کرنل شریف کے گال پر اس قدر زوردار تھپڑ پڑا کہ اس کا منہ گھوم گیا۔ اور ہونٹوں سے خون

کی کپکپی سی نکلی۔

"میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتا ـــــ جب تک تم مجھے اپنی شناخت نہیں کراؤ گے" ـــــ کرنل شریف نے بھی سخت لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں ابھی شناخت کرا دیتا ہوں" ـــــ مرد نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

اور پھر اس نے اپنی کمر سے بندھا ہوا ہنٹر کھول لیا۔ ہنٹر کے چمڑے میں خاردار تاریں گوندھی گئی تھیں ـــــ اور کرنل شریف جانتا تھا کہ اس قسم کا ہنٹر کھال کے بخیئے ادھیڑنے میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔

"ٹھہرو ـــــ اس قسم کے تشدد کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ کوئی عام آدمی نہیں۔ تشدد سے تم مجھ سے کچھ نہیں اگلوا سکتے ـــــ تم مجھے بتاؤ کہ آخر تم یہ کیوں پوچھنا چاہتے ہو۔ اگر تمہارا تعلق الیف۔ ڈی سے ہے تب بھی تمہارا کچھ پوچھنا بے کار ہے۔ تم مجھے گولی مار سکتے ہو اور بس" ـــــ کرنل شریف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اور اگر میرا تعلق الیف۔ ڈی سے نہ ہو تو" ـــــ مرد نے خوفناک ہنٹر کو لہراتے ہوئے کہا۔

"تو ظاہر ہے تم الیف۔ ڈی کے خلاف کام کر رہے ہو گے۔ ایسی صورت میں میں تعاون کروں گا ـــــ لیکن شرط یہ ہے کہ تم اپنی پوری شناخت کراؤ۔ کیوں کہ ایسی کوئی تنظیم میری نظروں

میں نہیں ہے جو الیف۔ ڈی کے خلاف کام کر رہی ہو۔ اور اگر کر بھی رہی ہو تو آخر کیوں ـــــ اوہ ـــــ اوہ کہیں تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تو نہیں" ـــــ اچانک کرنل شریف نے کسی خیال کے تحت چونکتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس ـــــ وہ کیا ہوتا ہے ـــــ سنو کرنل شریف ـــــ میری تنظیم کا نام فاسٹ ڈیتھ ہے۔ اور ہمیں تمہارے ملک میں ہونے والے اقدامات سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا مقابلہ صرف الیف۔ ڈی سے ہے ـــــ وہ ہماری مقابل تنظیم ہے۔ ہمارا یہاں آنے کا مقصد صرف اس تنظیم کا خاتمہ ہے۔ اس میں اگر تمہارے ملک کا فائدہ ہوتا ہے تو ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ـــــ یہ تو ہوئی ہماری شناخت ـــــ باقی رہی تم سے اگلوانے کی بات ـــــ تو مجھے پوری دنیا میں اس کام پر سب سے زیادہ مہارت حاصل ہے۔ ابھی چند لمحوں بعد تمہاری ہڈیاں بھی زبان بن جائیں گی ـــــ اگر کہو تو تجربہ کر دکھاؤں" ـــــ مرد نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فاسٹ ڈیتھ ـــــ میرے لئے بہرحال یہ نیا نام ہے۔ لیکن تم مجھ سے آخر کیوں کلیو حاصل کرنا چاہتے ہو ـــــ تم خود ان کے خلاف براہِ راست کام کیوں نہیں کرتے" ـــــ کرنل شریف نے کہا۔

"سنو ـــــ اب تک میں نے تمہیں بہت برداشت کیا ہے۔ ورنہ میں ایسی باتیں سننے کا عادی نہیں ہوں ـــــ مجھے کیا کرنا چاہیئے

کیا نہیں۔ یہ سوچنا میرا اپنا کام ہے ——— تم صرف یہ بتاؤ کہ تمہارا کارکردگی کیا رہی ہے۔ تفصیل سے بتاؤ" ——— مرد نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں اب تک اس تنظیم کے مقابلے میں بُری طرح ناکام رہا ہوں۔ کوئی کلیو سامنے نہیں آیا ——— وہ لوگ اپنے پیچھے کوئی کلیو چھوڑتے ہی نہیں۔ ایک آدمی کو ہوٹل اولگا میں گھیرا تھا تو وہ مجھے ڈاج دے کر نکل گیا ——— اس کے بعد اس کا کہیں پتہ نہیں چلا۔ مجھے اعتراف ہے کہ ہم ابھی تک اس تنظیم کے خلاف اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں" ——— کرنل شریف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اس کو یقین تھا کہ یہ لوگ الیف۔ ڈی سے ہی تعلق رکھتے ہیں ——— فاسٹ ڈیتھ کا مخفف الیف۔ ڈی ہی بنتا ہے اور یہ چکر دے کر اس سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے اس نے ڈاکٹر سبطین والا کلیو سرے سے ہی گول کر دیا تھا۔

"بکواس مت ——— یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سیکرٹ سروس اتنے دنوں میں کہیں کوئی کلیو ہی حاصل نہ کر سکے ——— کیا یہاں کی سیکرٹ سروس احمقوں کا ٹولہ ہے" ——— مرد نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"تم جو چاہو سمجھ لو ——— میں نے جو سچ تھا وہ بتا دیا ہے"۔ کرنل شریف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سچ ابھی سامنے آجائے گا" ——— مرد نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے ہنٹر کی تڑاپ کی آواز کے ساتھ

ہی کرنل شریف کے حلق سے اس قدر تیز چیخ نکلی کہ کمرہ گونج اٹھا۔ خاردار تاروں والے ہنٹر کی ایک ہی ضرب نے اس کی کھال ادھیڑ دی تھی ——— کرنل شریف کا دل ڈوبنے لگا۔

"ٹھہرو ——— میرا خیال ہے یہ سچ کہہ رہا ہے" ——— اچانک ایک طرف کھڑی عورت نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور مرد کا گھومتا ہوا ہاتھ یک لخت رک گیا۔

"آپ نہیں جانتیں مس جولیا ——— یہ پورا شیطان ہے۔ یہ ایسے نہیں بتائے گا" ——— مرد نے انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔ اور سامنے بیٹھا درد کی شدت سے نڈھال کرنل شریف جولیا کا نام سنتے ہی بُری طرح چونک پڑا۔

"اوہ مس جولیانا ——— اوہ ——— اب مجھے یاد آگیا۔ تم تنویر ہو۔ تمہارا انداز تمہاری آواز مجھے مانوس لگ رہی تھی ——— لیکن میرے ذہن میں نہ آرہا تھا" ——— کرنل شریف نے تیز لہجے میں کہا۔

اور تنویر نقاب کے اندر اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔ واقعی غصے میں اس سے حماقت ہوگئی تھی کہ اس نے جولیا کا نام لے دیا ——— کرنل شریف پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں تھا اور ایک کیس میں اس نے سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر کام کیا تھا اس لئے وہ ہر ممبر کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"کیا بکواس کر رہے ہو" ——— تنویر نے اپنی طرف سے بات بنانے کی کوشش کی۔ لیکن اسی لمحے جولیا نے چہرے پر

چڑھا ہوا نقاب اتار دیا۔

"اب فضول ہے تنویر ـــــ کرنل شریف تمہیں پہچان چکا ہے" جولیا نے کہا۔

اور تنویر نے ایک طویل سانس لے کر ہنٹر کو دوبارہ اپنی بیلٹ سے لپیٹ لیا ـــــ اور پھر اس نے بھی چہرے پر چڑھا ہوا نقاب اتار دیا۔

"لیکن تم نے مجھ پر اس طرح تشدد کیوں کیا۔ تم ویسے مجھ سے پوچھ سکتے تھے ـــــ آخر ہماری حکومت نے تمہیں امداد کے لئے بلایا ہوگا۔ تمہارے ساتھ تعاون میرا فرض تھا" ـــــ کرنل شریف نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری حکومت نے ہی منع کیا تھا کہ کرنل شریف کے سامنے شناخت پیش نہ کریں اور اپنے طور پر کام کریں" ـــــ تنویر نے کہا۔

"اوہ ـــــ تو صدر مملکت ابھی تک مجھ سے ناراض ہیں۔ مجھے اب بھی یقین ہے کہ ڈاکٹر سبطین لازماً الف۔ڈی کا ایجنٹ ہے" ـــــ کرنل شریف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر سبطین ـــــ وہ کون ہے" ـــــ تنویر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"پہلے مجھے کھولو۔ مجھے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ فرسٹ باکس لے آؤ ـــــ تم نے میری کھال ادھیڑ دی ہے" کرنل شریف نے تیز لہجے میں کہا۔ اب اس کے چہرے پر اط

اطمینان تھا جیسے وہ اپنے ہی آدمیوں میں آ گیا ہو۔

"مس جولیا ـــــ فرسٹ ایڈ باکس اٹھا لائیں اسے واقعی بہت تکلیف ہو رہی ہے" ـــــ تنویر نے پلٹ کر جولیا سے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے اس کی ملازمہ ہو۔

جولیا کو کرنل شریف کے سامنے تنویر کے اس انداز پر بے پناہ غصہ آیا ـــــ لیکن ظاہر ہے اس نے خود ہی تنویر کو لیڈر بنایا تھا۔ وہ اب کیا کہتی۔ وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور کمرے سے باہر نکلتی گئی۔

"تم بتاؤ تو سہی ـــــ یہ ڈاکٹر سبطین کون ہے" ـــــ تنویر نے اس کی پشت کی طرف آتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔ اس نے کرنل شریف کی رسیاں کھولنے کے لئے گانٹھ کی طرف ہاتھ بڑھائے تھے ـــــ اور کرنل شریف نے ہوٹل اولگا میں ڈیوڈ سے ملاقات اس کے ڈاج دینے اور پھر ویٹر کے دیئے ہوئے ٹیلی فون کی مدد سے ڈاکٹر سبطین کے متعلق تمام تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

اس دوران تنویر گانٹھ کھولنے کی جدوجہد میں مصروف رہا۔ گانٹھ شاید بہت پیچیدہ ہو گئی تھی کہ کھلنے میں ہی نہ آ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جولیا فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے اندر داخل ہوئی تو کرنل شریف اسی طرح رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ جولیا کو دیکھتے ہی تنویر ایک طویل سانس لیتا ہوا سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی مس جولیا ـــــ کرنل شریف نے جو کچھ بتانا تھا وہ بتا چکے ہیں" ـــــ تنویر نے دوبارہ کرنل شریف

کے سامنے آتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ یک لخت بدل گیا تھا۔

"کک ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ کرنل شریف نے تنویر کا بدلا ہوا لہجہ محسوس کرتے ہی منہ پھاڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

لیکن دوسرے لمحے تنویر کا جیب میں رکھا ہوا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا ۔۔۔ اور پھر کرنل شریف کو حیرت کی شدت سے اپنا پھٹا ہوا منہ بھی بند کرنے کی مہلت نہ ملی۔ اور تنویر کے ہاتھ میں نظر آنے والے ریوالور کی گولی سیدھی اس کے حلق میں گھستی چلی گئی ۔۔۔ تنویر مسلسل ٹریگر دبائے چلا گیا۔ اور کرنل شریف کا پہلے سے لہولہان جسم مزید لہو میں نہاتا گیا۔

"یہ کیا کیا تم نے ۔۔۔ کیا ضرورت تھی اسے مارنے کی" جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تھی ضرورت مس جولیا ۔۔۔ میں بہتر سمجھتا ہوں ۔۔۔ باس نے کہا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام سامنے نہیں آنا چاہئے اس لئے ہمارے پہچان لئے جانے کے بعد اس کی موت مقدر ہو چکی تھی" ۔۔۔ تنویر نے مسکرا کر ریوالور کو واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پہ ایسا اطمینان تھا جیسے اس کی درندہ صفت جبلت کو مکمل تسکین مل گئی ہو۔

"آیئے" ۔۔۔ تنویر نے مسکرا کر کہا اور واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اب وہ فوری طور پہ ڈاکٹر سبطین کی کوٹھی پہ ریڈ کرنا چاہتا تھا ۔۔۔ تاکہ اس سے الیف۔ڈی کے متعلق کوئی کلیو حاصل کر سکے۔

ہال کمرے میں پہنچتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیوں کہ نعمانی اور صدیقی بڑے جوشیلے انداز میں وہاں پہلے سے موجود صفدر، کیپٹن شکیل اور چوہان سے باتیں کر رہے تھے ۔۔۔ اور کسی ریڈ آرمی کا ذکر ہو رہا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ الیف۔ڈی ریڈ آرمی کا ہی دوسرا نام ہے" ۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ۔۔۔ کیسی ریڈ آرمی" ۔۔۔ تنویر نے صفدر سے پوچھا۔

"پہلے یہ بتایئے کہ کرنل شریف کا کیا ہوا۔ ابھی گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی تھی" ۔۔۔ صفدر نے چونک کر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ہمیں پہچان گیا تھا اس لئے اس کا خاتمہ ضروری تھا۔ چوہان تم اس کی لاش کو اٹھا کر کسی سڑک پر پھینک آؤ ۔۔۔ اس طرح یہ قتل بھی الیف۔ڈی کے کھاتے میں پڑ جائے گا۔ لیکن تم کس ریڈ آرمی کی بات کر رہے ہو۔ مجھے بتاؤ میں تمہارا لیڈر ہوں" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔

اور نعمانی نے اسرائیلی آدمی کے تعاقب اور پھر اس کے ہیڈ کوارٹر میں پھنسنے اور پھر وہاں سے نکلنے اور بعد میں چیکنگ تک تمام تفصیلات دوبارہ دوہرا دیں ۔۔۔ وہ شاید یہ تفصیلات پہلے صفدر اور کیپٹن شکیل کو بتا چکا تھا۔

"یہ کرنل ہمیرخ تھا ۔۔۔ اسرائیلی ریڈ آرمی کا سربراہ ۔۔۔ نعمانی

اور صدیقی نے واقعی حیرت انگیز کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس کے ہیڈکوارٹر سے نکل کر آنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ــــــ ہم جب عمران کے ساتھ اسرائیل گئے تھے تو ہمارا واسطہ اسی ریڈ آرمی سے پڑا تھا ــــــ انتہائی خطرناک اور تیز ترین تنظیم ہے"۔ صفدر نے تنویر کے سامنے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

کیوں کہ اس مشن میں تنویر ان کے ہمراہ نہ گیا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے جب تک اُسے ریڈ آرمی کے متعلق تفصیلات نہ بتائی جاتیں اس پر پوری وضاحت نہ ہو سکتی تھی۔

"تم نے یقیناً ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈوں سے کام لیا ہوگا۔ اچھا ہوا عمران نے یہ فن سب کو سکھا دیا ہے"۔ ــــــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا اور صدیقی نے سر ہلا دیا۔

"اوہ ــــــ تو کرنل ہمیر رخ ہی الیف۔ ڈی کا انچارج ہے۔ لیکن نعمانی تم سے حماقت ہوئی ــــــ تم اگر ہمیں اطلاع کر دیتے تو کم از کم آج ہی الیف۔ ڈی کی تباہی لازمی تھی۔ اب انہیں کہاں تلاش کیا جائے"۔ ــــــ تنویر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ ریڈ آرمی کا سنتے ہی ڈاکٹر سبطین کو بھی بھول گیا تھا۔

"یہ ایک کارڈ ان کے ہیڈکوارٹر سے ملا ہے۔ اس پر کوئی نامانوس سا نام و پتہ لکھا ہوا ہے۔ پتہ نہیں کون سی زبان ہے"۔ ــــــ نعمانی نے جیب سے ایک چھوٹا سا کارڈ نکالتے ہوئے کہا۔

"دکھانا مجھے"۔ ــــــ صفدر نے کہا۔ اور پھر کارڈ لے کر وہ بُرا سا منہ بنا کر رہ گیا۔ واقعی اس پر کوئی عجیب سی زبان لکھی ہوئی تھی۔

لکھائی کا انداز ایسا تھا کہ جیسے اس پر کسی کا نام و پتہ لکھا ہوا ہو۔

"یہ تو عبرانی زبان لگتی ہے۔ عمران ہوتا تو یقیناً اسے پڑھ لیتا"۔ صفدر نے کارڈ تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو اُسے لینے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا چکا تھا۔

"عبرانی ــــــ مجھے دکھاؤ۔ میں عبرانی پڑھ لیتی ہوں۔ میں نے سکول کے زمانے میں اسے بطور آپشنل لنگویج پڑھا ہوا ہے"۔ جولیا نے عبرانی کا نام سنتے ہی کہا۔ اور تنویر نے کارڈ جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

جولیا چند لمحے اُسے دیکھتی رہی پھر اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ جیسے وہ اسے پڑھ رہی ہو۔

"اوہ ــــــ اس پر ایک فون نمبر اور پتہ لکھا ہوا ہے بست نگر کوٹھی نمبر سترہ ــــــ فون نمبر سکس زیرو سکس زیرو ون۔ اور ہاں کونے میں باریک الفاظ میں نام بھی موجود ہے ــــــ اوہ ــــــ فیس آف ڈیتھ ــــــ ہاں ــــــ یہ فیس آف ڈیتھ ہے"۔ ــــــ جولیا نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"فیس آف ڈیتھ ــــــ اوہ ــــــ الیف۔ ڈی ــــــ اس کا مطلب ہے الیف۔ ڈی سے فیس آف ڈیتھ بنتا ہے ــــــ اوہ ــــــ زبردست کلیو ہے یہ پتہ یقیناً الیف۔ ڈی کے ہیڈکوارٹر کا ہوگا"۔ ــــــ تنویر نے خوشی سے اچھلتے ہوئے کہا۔ اور باقی ممبروں کے چہرے بھی مسرت سے کھل اٹھے ــــــ اگر یہ سچ تھا تو پھر یقیناً انہوں نے حیرت انگیز کلیو حاصل کر لیا تھا۔ ایسا کلیو جس کی وہ خواب میں بھی

توقع نہ کر سکتے تھے۔

"میرا خیال ہے ہمیں بھرپور انداز میں اس پتے پر ریڈ کرنا چاہیئے بغیر وقت ضائع کئے" ——— تنویر نے اپنی مسرت کو دباتے ہوئے کہا۔

"ریڈ ——— اور اس طرح ——— ارے نہیں ——— پہلے ہمیں اس جگہ کی مکمل نگرانی کرنی چاہیئے۔ تاکہ کم از کم اس کا محل وقوع اور اندر موجود افراد کی تعداد وغیرہ کا پتہ چل جائے ——— بلکہ بہتر یہ ہے کہ پہلے اندر سے کسی نکلنے والے کو اغوا کیا جائے۔ پھر اس سے معلومات حاصل کر کے انہیں چھیڑا جائے" ——— جولیا نے کہا۔

"نہیں ——— میں وقت ضائع کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ ویسے بھی باس نے ہمیں بے حد کم وقت دے رکھا ہے۔ اور میں اس وقت کو فضول قسم کی نگرانیوں میں پڑ کر ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ فوری اور فل ایکشن یہ میرا طریقہ کار ہے ——— اور چونکہ میں فاسٹ ڈیتھ کا لیڈر ہوں۔ اس لئے یہ میرا حکم ہے کہ ابھی اور اسی وقت ریڈ ہو گا ——— چلو سب تیاری کر دو" ——— تنویر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"تنویر ——— اس قدر جوش میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو فیصلہ ہو سوچ سمجھ کر ہونا چاہیئے ——— یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے نجانے انہوں نے اپنے ہیڈ کوارٹر میں دفاع کے کیسے کیسے انتظامات کر رکھے ہوں" ——— صفدر نے کہا۔

"مجھے بزدلی کا سبق مت سکھاؤ مسٹر صفدر ——— یہ ریڈ ابھی ہو گا۔ بس یہ میرا فیصلہ ہے ——— اور اگر تم لوگ میرا ساتھ نہیں دینا چاہتے تو پھر میں اکیلا ہی وہاں جا گھسوں گا۔ میں دیکھتا ہوں مجھے کون روکتا ہے" ——— تنویر نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے ——— واقعی ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ ہمیں جو بھی کلیو ملے اُسے فوراً چیک کرنا چاہیئے" ——— کیپٹن شکیل نے تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— ایسے ہی سہی ——— بہر حال تنویر لیڈر ہے ہم نے تو اس کا حکم تو بجا لانا ہی ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ——— تو ٹھیک ہے ——— سب لوگ ریڈ کی مکمل تیاری کریں۔ البتہ چوہان ——— تم اس پتے پر پہلے پہنچ جاؤ۔ ٹرانسمیٹر ساتھ لے جاؤ۔ جب تک ہم تیاری کریں تم اس کا محل وقوع چیک کر دو۔ اور اگر ہو سکے تو اندر سے بھی دیکھ لینا ——— تاکہ جب ہم وہاں پہنچیں تو کم از کم بنیادی معلومات ہمیں حاصل ہوں" ——— تنویر نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اور اس کرنل شریف کی لاش کا کیا کریں ——— کیا اسے یہیں چھوڑ دیں" ——— چوہان نے کہا۔

"ارے ہاں ——— تم ایسا کرو کار لے جاؤ۔ باقی دو کاروں میں ہم آجائیں گے۔ تم کرنل شریف کی لاش راستے میں کہیں پھینک دینا ——— اس طرح ایک ہی وقت میں دو کام ہو جائیں گے" ——— تنویر نے کہا۔ اور چوہان سر ہلاتا ہوا اندرونی کمرے کی طرف

بڑھ گیا۔
باقی ساتھی بھی اٹھ کر ریڈ کی تیاریوں کے لئے سٹور روم کی طرف بڑھ گئے ____ ظاہر ہے اتنی بڑی تنظیم کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کے لئے خصوصی تیاریوں کی ضرورت لازمی تھی ۔

کرنل ہمیرخ کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ آنکھوں سے شدید رسندی کے آثار نمایاں تھے ____ فاسٹ ڈیتھ کے دو آدمیوں نے ریڈ آرمی کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ کیپٹن نجین اور کیپٹن فاسٹران دونوں کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے تھے ____ کرنل ہمیرخ خود بال بال بچا تھا۔ ورنہ جس طرح انہوں نے اُسے بے ہوش کر دیا تھا صرف ایک گولی اس کا خاتمہ کر سکتی تھی ____ اور پھر جس طرح وہ دونوں وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے اس نے کرنل ہمیرخ کے دماغ کی چولیں ہلا کر رکھ دی تھیں ____ وہ آج تک ریڈ آرمی کو ہی دنیا کی تیز ترین اور فعال تنظیم سمجھتا تھا اور اس کا خیال تھا کہ دنیا بھر میں صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ایک ایسی تنظیم ہے جو اس کے مقابلے پر اتر سکتی ہے ____ لیکن اب یہ نئی تنظیم فاسٹ ڈیتھ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے بھی زیادہ تیز اور فعال نظر آ رہی تھی۔

ان کے دو آدمیوں نے ہی ایسی کارکردگی دکھائی تھی جس کا وہ تصو
بھی نہ کر سکتا تھا ــــــ یہ تو میجر ہیرس نے عقل مندی کی تھی کہ ت
عقبی راستے سے ہیڈ کوارٹر خالی کر دیا تھا ــــــ ورنہ ہو سکتا تھا
فاسٹ ڈیتھ الٹ کر ان کے ہیڈ کوارٹر پہ حملہ کر دیتی۔ میجر ہیر
کو بھی اس بات پہ سخت غصہ تھا کہ یہ دونوں آدمی ان کے ہاتھ
سے بچ نکلے ہیں ــــــ اور اس نے چیلنج کیا تھا کہ وہ فاسٹ ڈ
سے اس کا عبرت ناک انتقام لے گا۔ چنانچہ وہ باقی ساتھیو
لے کر شہر گیا ہوا تھا تاکہ اس طرح ان کے متعلق کوئی کلیو
حاصل کیا جا سکے ــــــ کرنل ہمیرخ میجر ہیرس کی صلاحیتوں
اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اُسے یقین تھا کہ میجر ہیرس لاز
کامیاب لوٹے گا ــــــ اس کے ساتھ ساتھ اس نے ایف۔ ڈ
کے چیف کرنل چارلس کو بھی فاسٹ ڈیتھ کی موجودگی سے آگا
کر دیا تھا ــــــ اس وقت تو وہ کسی خیال کے تحت کرنل چارلس
بات کر بیٹھا تھا ــــــ لیکن اب اُسے احساس ہو رہا تھا کہ اس طر
ریڈ آرمی کی کارکردگی پہ کوئی اچھا تاثر نہ پڑے گا ــــــ اول تو
یہ بات سامنے نہ لانی چاہیئے تھی۔ لیکن اب اگر کر بیٹھا ہے تو
اُسے لازماً ان لوگوں کو ڈھونڈھ کر ختم کرنا ہے ــــــ تاکہ ریڈ آ
کی ساکھ قائم رہ سکے۔ اور اب اس ساکھ کا تمام تر انحصا
میجر ہیرس پہ تھا۔

اُسی لمحے کمرے میں تیز گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور
کرنل ہمیرخ نے چونک کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک

ٹرانسمیٹر نکال کر میز پر رکھا۔ سیٹی کی آواز اس ٹرانسمیٹر میں سے نکل
رہی تھی ــــــ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا تو سیٹی کی آواز
بہ انسانی آواز غائب آگئی۔

"ہیلو ــــــ ریڈ آرمی میجر ہیرس کالنگ چیف اوور" ــــــ یہ
آواز میجر ہیرس کی تھی۔

"یس ــــــ کرنل ہمیرخ اٹنڈنگ اوور" ــــــ کرنل ہمیرخ
نے جواب دیا۔

"کرنل ــــــ میں نے علی عمران کو پہچان لیا ہے۔ وہ مقامی آدمی
کے میک اپ میں ہے ــــــ لیکن وہ مجھ سے نہیں چھپ سکتا
اوور" ــــــ دوسری طرف سے میجر ہیرس کی جوش سے پُر
آواز سنائی دی۔

"علی عمران ــــــ اوہ ــــــ اس کا مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ
سروس بھی یہاں موجود ہے۔ لیکن پھر اس فاسٹ ڈیتھ کا کیا
مطلب ہوا اوور" ــــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"باس ــــــ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ لوگ مختلف گروپوں
میں کام کر رہے ہیں۔ کیونکہ عمران کے ساتھ دو قوی ہیکل دیوزاد
تھے اور ایک ایسا نوجوان تھا جو وہاں اسرائیل میں اس کے
ساتھ نہ تھا ــــــ ادھر وہ دونوں آدمی جو اپنے آپ کو فاسٹ ڈیتھ
کے رکن بتا رہے تھے وہ بھی ہمارے لئے اجنبی تھے۔ اس لئے میں
نے آئیڈیا لگایا ہے کہ یہ لوگ علیحدہ علیحدہ نام رکھ کر کام کر رہے
ہیں اوور" ــــــ میجر ہیرس نے کہا۔

"ہوسکتا ہے ــــ بہرحال عمران سے سب کچھ معلوم ہو... ہے۔ کہاں ہے وہ اوور" ــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"وہ اس وقت گلشن کالونی کی ایک کوٹھی میں ہے۔ اور با... الیف۔ ڈی کا ایک ممبر بھی ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ اُسے ... ذاتی طور پر جانتا ہوں ــــ اس نے بتایا ہے کہ اس نے ا... باس کو ان کی یہاں موجودگی کی اطلاع دے دی ہے۔ ا... کے کہنے کے مطابق یہ لوگ یہاں کے سیکرٹری وزارت خارجہ... اغوا کرنے کے لئے آئے ہیں ــــ اس ممبر کے کہنے کے مطابق سیکرٹری الیف۔ ڈی کا مخبر ہے اوور" ــــ میجر ہیرس نے جواب دیا۔

"اوہ ــــ اس کا مطلب ہے کہ الیف۔ ڈی لازماً عمران ریڈ کرے گی اوور" ــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"جی ہاں ــــ لگتا تو ایسا ہے۔ لیکن میرا خیال ہے ہمیں ان سے پہلے کارروائی کر کے اس کا خاتمہ کر دینا چاہیئے ــــ میں چاہتا ہوں کہ یہ کریڈٹ ریڈ آدمی کو مل جائے اوور" ــــ میجر ہیرس نے کہا۔

"نہیں ــــ الیف۔ ڈی کا ٹکراؤ اس سے پہلے عمران سے ک... نہیں ہوا۔ اس لئے یہ لوگ اس کی ذہانت اور دلیری کے با... میں کچھ نہیں جانتے انہیں اس سے ٹکرانے دو ــــ مجھے یقین ... کہ عمران انہیں انگلیوں پر نچائے گا۔ جب یہ لوگ ناکام ہو جائیں گے تو پھر ریڈ آدمی آگے بڑھے گی۔ اور جب ریڈ آدمی کامیاب

...ہے گی تو الیف۔ ڈی کو ریڈ آدمی کی اہمیت کا احساس ہوگا اوور" ...رنل ہمیرخ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ کامیاب ہو جائیں اوور" ...جر ہیرس نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تب بھی کوئی بات نہیں۔ ہمارے ملک کا قصد تو حل ہو جائے گا ــــ بہرحال تم فی الحال نگرانی کرو۔ لیکن ...یال رکھنا کہ عمران تمہاری نظروں سے بچ نہ نکلے اوور" ...رنل ہمیرخ نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ــــ جیسے آپ کہیں اوور" ــــ میجر ہیرس نے قدرے مایوس لہجے میں کہا۔

"اوور اینڈ آل" ــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف ...کر کے اُسے میز کی دراز میں ڈال دیا۔ وہ میجر ہیرس کی مایوسی کو اچھی طرح سمجھتا تھا ــــ لیکن چونکہ اُسے مکمل یقین تھا کہ عمران جیسا شخص اتنی آسانی سے الیف۔ ڈی کے قابو میں نہیں آ سکتا۔ اور پھر جب ریڈ آدمی اُسے پکڑے گی تو کرنل چارلس کو ریڈ آدمی کی کارکردگی کا صحیح احساس ہو سکے گا ــــ اس طرح دراصل وہ اس بات کا اثر دھونا چاہتا تھا جو وہ غلطی سے کرنل چارلس سے کہہ بیٹھا تھا کہ فاسٹ ڈیتھ کے دو ارکان ان کے قبضے سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں ــــ اور دراصل یہی وجہ تھی جس کی بنا پر اس نے میجر ہیرس کو فوری کارروائی سے روک دیا تھا۔ ورنہ وہ لازماً الیف۔ ڈی سے پہلے عمران پر چڑھ دوڑتا۔

ٹائیگر بڑے اطمینان سے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کے ماسک میک اپ کی وجہ اب کوئی اُسے رام داس کے طور پر نہ پہچان سکے گا۔

"ٹائیگر۔۔۔ ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"۔۔۔ اچانک عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تعاقب۔۔۔ اور ہمارا"۔۔۔ ٹائیگر عمران کی بات کر چونک پڑا۔

"ہاں۔۔۔ کیوں کیا اب تم اتنے بوڑھے ہو چکے ہو کہ تمہارا تعاقب کوئی نہیں کر سکتا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بے اختیار جھینپ گیا۔

اس کی تیز نظریں اب بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ سڑک پر بے شمار کاریں ان کے پیچھے آ رہی تھیں۔۔۔ لیکن وہ کسی پر بھی شک نہ کر سکا۔

"وہ ہلکے نیلے رنگ کی کار دیکھ رہے ہو فوکسی ہے۔۔۔ یہ کافی دیر سے ہمارے پیچھے ہے۔ ویسے تعاقب انتہائی شاندار طریقے سے ہو رہا ہے۔۔۔ اگر میں پوری طرح چوکنا نہ ہوتا تو شاید میں بھی اسے مارک نہ کر سکتا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن باس۔۔۔ ہم مشکوک کس طرح ہوئے۔ اور پھر جس سڑک پر میں آپ کی کار میں آیا تھا وہاں تو کوئی کار نہ تھی"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اس وقت یہ کار ہم سے آگے کافی فاصلے پر تھی۔۔۔ بہرحال تھی ہمارے آس پاس ہی۔ اور اب یہ تو بعد میں پتہ چلے گا کہ وہ ہم سے مشکوک کس طرح ہوئے ہیں اور ان کا تعلق کس تنظیم سے ہے۔۔۔ اور کیا یہ سیکرٹ سروس کا آدمی ہے یا الیف۔ ڈی کا"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اسے گھیرا جائے"۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"ابھی نہیں۔۔۔ ابھی رام داس ہمارے ساتھ ہے۔ پہلے اسے کسی محفوظ ٹھکانے پر پہنچا دیں اس کے بعد اس سے بھی نمٹ لیں گے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"تو پھر کیا آپ اسے اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیڈ کوارٹر جائیں گے"۔۔۔ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ تم دیکھتے جاؤ میں کیا کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار بلیک ڈیتھ کے ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہو گئی ـــــ کار کو پورچ میں روک کر وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے باہر آ گئے۔

"ٹائیگر ـــــ تم جلدی سے لباس بھی بدل لو اور نیا میک اپ بھی کر لو۔ اس کے بعد ہم رام داس کو لے کر یہاں کے خفیہ راستے سے باہر نکل جائیں گے ـــــ تم ہمارے ساتھ باہر نکلو گے۔ لیکن تم نے باہر جا کر اس نیلی کار والے کی نگرانی کرنی ہے۔ بی سکس ٹرانسمیٹر جیب میں رکھنا ـــــ اس کا ماسٹر ریکارڈ آن کر دینا۔ اور اس نیلی کار سے سو گز کے فاصلے کے اندر ہی رہنا۔ یہ یقیناً کسی کو ہمارے متعلق ٹرانسمیٹر پہ اطلاع دے گا ـــــ تم نے اس کال کو کیچ کرنا ہے۔ اس طرح ہمیں تفصیلی معلومات مہیا ہو جائیں گی۔ میں اس دوران رام داس سے بات چیت مکمل کر لوں گا۔"

عمران نے ٹائیگر کو تفصیلی ہدایات دیں۔ اور پھر جوانا کو اشارہ کیا کہ وہ رام داس کو اٹھا کر عمارت کی عقبی سمت میں پہنچ جائے۔ جوزف بھی ان کے ہمراہ تھا ـــــ جب کہ ٹائیگر دوڑتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں لباس اور ماسک میک اپ کا سامان موجود تھا ـــــ عمران نے ایک کمرے سے بیگ اٹھایا اور پھر جوزف اور جوانا کو لے کر وہ عمارت کے عقب میں پہنچ کر رک گئے۔ وہ ٹائیگر کا انتظار کر رہے تھے ـــــ چند ہی لمحوں بعد ٹائیگر بھی وہاں پہنچ گیا اب وہ بالکل ہی نئے میک اپ میں تھا۔ اس نے جینت لباس پہنا ہوا تھا۔

"بی سکس ٹرانسمیٹر لے لیا؟" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی اور بی۔ ون پوائنٹ بھی" ـــــ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور عمران نے جھک کر ایک طرف موجود گٹر کے ڈھکن کو ہٹایا اندر سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترتا گیا ـــــ باقی لوگوں نے اس کی پیروی کی۔ سیڑھیاں اترنے کے بعد وہ بجائے کسی گندے پانی کے گٹر کے ایک سرنگ میں موجود تھے۔ جس کے دہانے کو گٹر کی شکل دے دی گئی تھی ـــــ عمران کے کہنے پر آخر میں اترنے والے جوزف نے دہانے پر ڈھکن دوبارہ رکھ دیا تھا۔

"آپ پہلے یہاں آئے ہوئے ہیں" ـــــ ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں ـــــ میں ایک بار پہلے بھی ایک کیس کے سلسلے میں اس کوٹھی کو استعمال کر چکا ہوں" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

سرنگ خاصی طویل ثابت ہوئی۔ کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد سرنگ کا اچانک اختتام آ گیا ـــــ اب وہاں اسی طرح سیڑھیاں اوپر کو جا رہی تھیں۔ اور پھر عمران سب سے پہلے اوپر پہنچ گیا۔ اس نے اسی طرح دہانے پر رکھا ہوا ڈھکن ایک طرف کو ہٹایا اور اپنا سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر باہر آ گیا ـــــ ٹائیگر جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گئے۔ جوزف نے ڈھکن دوبارہ برابر کر دیا ـــــ اور اب ایک اور کوٹھی میں موجود تھے جو خالی ہی نظر آ رہی تھی۔

"اس عقبی دروازے سے باہر نکل جاؤ۔ یہ عقبی گلی تمہیں گھما کر اسی سڑک پر پہنچا دے گی جہاں وہ پہلی کوٹھی موجود تھی۔ یہ کوٹھی پہلی کوٹھی کے عقب میں دسویں کوٹھی ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹائیگر عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"لیکن باس۔۔۔۔ اگر کار کی ضرورت پڑ گئی تو"۔۔۔۔ دروازے کے پاس جا کر وہ اچانک مڑتے ہوئے بولا۔

"تو خرید لینا۔۔۔۔ اب اتنی بچت تو تم نے کر ہی رکھی ہوگی۔ کہ ایک کار ہی خرید لو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر بھی ہنستا ہوا مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر عمارت کے سامنے کے رخ کی طرف بڑھ گیا۔

"اسے کرسی سے باندھ دو۔ ذرا اس سے بھی دو دو باتیں کر کے دیکھ لیں۔۔۔۔ بہت بڑا عہدے دار ہے اس لئے ذرا احتیاط سے باندھنا"۔۔۔۔ عمران نے ایک کمرے میں پہنچ کر جوانا سے کہا۔

"اس کا عہدہ سر سلطان والا ہے"۔۔۔۔ جوزف نے پہلی بار زبان کھولی وہ اب تک بالکل ہی خاموش تھا۔

"ہاں۔۔۔۔ بالکل یہ بھارت کا سر سلطان ہے"۔۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس سے پوچھنا کیا ہے"۔۔۔۔ اچانک جوانا نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔ وہ رام داس کو ایک کرسی پر بٹھا کر رسی سے باندھ چکا تھا۔

"صرف اتنا کہ اس نے شادی کی ہے یا نہیں۔ اور اگر کی ہے تو کیوں کی ہے۔۔۔۔ اور اگر نہیں کی تو کیوں نہیں کی"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جوانا خاموش ہو گیا ظاہر ہے اب وہ اس کے جواب میں کیا کہہ سکتا تھا۔

"ارے۔۔۔۔ خاموش کیوں ہو گئے۔ کم از کم اسے ہوش میں تو لے آؤ بڑی دیر ہو گئی ہے اسے بے ہوش ہوئے۔۔۔۔ اب تک بہت آرام کر لیا ہوگا اس نے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور دوسرے لمحے جوانا کا ہاتھ گھوما اور رام داس کے چہرے پر پڑنے والے اس کے بھرپور تھپڑ سے کمرہ گونج اٹھا۔۔۔۔ ایک ہی تھپڑ رام داس کو طویل بے ہوشی سے نکال کر ہوش کی سرحدوں میں لے آنے کے لئے کافی ثابت ہوا۔۔۔۔ رام داس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ تھپڑ کی شدت سے اس کے منہ سے خون کے قطرے باہر کو نکلتے تھے۔۔۔۔ اور چہرہ تکلیف کی وجہ سے قدرے بگڑ سا گیا۔ شاید تھپڑ نے اس کی روح کی گہرائیوں تک ضرب لگائی تھی۔۔۔۔ کیونکہ آنکھیں کھلتے ہی رام داس کے منہ سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔

"خبردار۔۔۔۔ اب آواز نکالی تو گردن مروڑ کر رکھ دوں گا"۔۔۔۔ جوانا نے غراتے ہوئے کہا۔ اور رام داس یک لخت سہم گیا۔

"کک۔۔۔۔ کک۔۔۔۔ کون ہو تم۔۔۔۔ میں کہاں ہوں"۔۔۔۔ رام داس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری وزارت خارجہ صاحب۔۔۔۔ آپ کے تعلقات

اسرائیل سے کتنے گہرے ہیں ذرا اس کی وضاحت کر دیجیے "۔
عمران نے رام داس کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کک ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ اسرائیل سے ۔۔۔ اسرائیل سے تو ہمارے تعلقات نہیں ہیں " ۔۔۔ رام داس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جوزف ۔۔۔ اب تمہاری باری ہے۔ ذرا رام داس کو تعلقات کا مطلب تو سمجھاؤ۔ یہ گاڑیاں خرید کر اسرائیلی تخریب کاروں کو تو دے سکتے ہیں لیکن تعلقات کے معنی ان کی سمجھ میں نہیں آتے "۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے رام داس کے حلق سے پہلے سے زیادہ اونچی چیخ نکلی ۔۔۔ اس بار جوزف کا بھرپور مکہ اس کی ناک پر پڑا تھا۔ اور اس کی ناک پچک سی گئی اور اس میں سے بے تحاشا خون بہنے لگا۔

"پھر آواز نکال رہے ہو " ۔۔۔ جوانا نے اچانک بازو اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور رام داس ایک بار پھر کسی بچے کی طرح سہم گیا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مجھے مت مارو ۔۔۔ میں بے قصور ہوں۔ میں بے قصور ہوں " ۔۔۔ رام داس نے تقریباً روتے ہوئے کہا۔ تکلیف کی شدت سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا ۔۔۔ اور کرسی پر بندھے ہوئے جسم کو تکلیف کی شدت سے مسلسل جھٹکے سے لگ رہے تھے۔

"رام داس صاحب ۔۔۔ یہ دونوں آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کی عادت ہے کہ یہ زندہ آدمی کو نوچ

کر کھانا زیادہ پسند کرتے ہیں " ۔۔۔ عمران نے بڑے
ہ لہجے میں انکشاف کرتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ مگر یہ تو مقامی ...... میں سچ کہہ رہا
ں کہ میرا الف۔ ڈی سے کوئی تعلق نہیں " ۔۔۔ رام داس
خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یہ افریقہ کے سب سے خوف ناک قبیلے کے آدمی ہیں۔
کی شکلیں اتنی خوف ناک ہوتی ہیں کہ آدمی دیکھ کر ہی خوف
سے بے ہوش ہو جائے ۔۔۔ اس لئے میں نے ان کے چہرے
میک اپ کر دیا ہے تاکہ یہ یہاں رہ سکیں " ۔۔۔ عمران
نے ان کے مقامی میک اپ کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مم ۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں " ۔۔۔ رام داس نے
زیادہ خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ سچ بولنا تمہارا فرض ہے ۔۔۔ کیوں
جوانا ۔۔۔ یہ سچ بول رہا ہے " ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر جوانا
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ خود ہی بتا دے گا ماسٹر ۔۔۔ کہ یہ سچ بول رہا ہے۔ یا
جھوٹ " ۔۔۔ جوانا نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

اور دوسرے لمحے اس نے جھپٹ کر ایک ہاتھ سے رام داس
کو گردن سے پکڑ لیا ۔۔۔ اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس
کے سر پر زور زور سے چپتیں مارنی شروع کر دیں۔ رام داس
کے حلق سے نکلنے والی چیخوں نے کمرے کی چھت اڑا دی یوں

لگ رہا تھا جیسے اس کے سر پر چپت کی بجائے ایٹم بم پھٹ رہا ہو۔

اور عمران جوانا کے اس دلچسپ انداز پر بے اختیار مسکرا دیا ——— کیوں کہ اس طرح آدمی مر تو نہیں سکتا تھا ——— لیکن گردن کی پشت پر موجود اعصابی نظام گرفت میں ہونے کی وجہ سے سر پر پڑنے والی ہلکی سی چپت بھی اس کی روح تک کو لرزا سکتی تھی ——— اور پھر جوانا جیسے ہاتھی کی چپتیں۔ جوانا کا ہاتھ مسلسل چل رہا تھا۔

"بب ——— بب ——— بتاتا ہوں" ——— رام داس جب پیٹتے پیٹتے نڈھال ہو گیا تو اس کی گھٹی گھٹی آواز نکلی۔

"ٹھہر جاؤ جوانا ——— ابھی اسے جلدی سمجھ آگئی ہے"۔ عمران نے اشارے سے جوانا کو روکتے ہوئے کہا۔ اور جوانا رام داس کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔

"پپ ——— پپ ——— پانی ——— پانی دو ——— ورنہ میں مر جاؤں گا" ——— رام داس نے اپنی گردن اور سر کو جھٹکے دیتے ہوئے کہا۔

"پانی بھی مل جائے گا رام داس ——— لیکن ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہیں پانی پلاتے رہیں ——— جلدی بتاؤ ورنہ اس بار ......" ——— عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— ایف۔ ڈی نے مجھے رقم دی ہے۔ میں

ان کے لئے مخبری کرتا ہوں۔ وزیر خارجہ صاحب کے پاکیشیا جانے کے بارے میں انہیں بتایا تھا۔ اور مجھے کچھ علم نہیں" ——— رام داس نے رک رک کر کہا۔

"کس طرح رابطہ قائم کرتے ہو" ——— عمران نے پوچھا۔

"انہوں نے ایک ٹرانسمیٹر مجھے دیا ہے جو میری رہائش گاہ کے نیچے تہہ خانے میں ہے۔ اس سے بات ہوتی ہے ——— سرخ نقاب پہن کر اس مشین کی سکرین پر باس کی تصویر نظر آتی ہے"۔ رام داس نے شاید اب ذہنی طور پر شکست تسلیم کر لی تھی۔

"فریکونسی بتاؤ" ——— عمران نے پوچھا۔

"فریکونسی ——— زیرو۔ ساؤتھ۔ ون الیٹ تھرٹی سکس ہے"۔ رام داس نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"بکواس مت کرو ——— تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ زیرو ساؤتھ تو فریکونسی ہو ہی نہیں سکتی" ——— عمران نے کڑک دار لہجے میں کہا۔

"مم ——— مم ——— میں سچ کہہ رہا ہوں یہی ہے۔ تم جا کر دیکھ لو میں سچ کہہ رہا ہوں" ——— رام داس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور عمران اس کے انداز سے ہی سمجھ گیا کہ رام داس سچ کہہ رہا ہے ——— لیکن زیرو ساؤتھ کسی ٹرانسمیٹر میں بھی فریکونسی نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب ہے جو مشین رام داس کو دی گئی ہے وہ کوئی جدید ترین ایجاد ہے ——— جس سے دوسری سائیڈ کو ٹریس

نہیں کیا جا سکتا۔

"پاکیشیا میں سر حسین احمد کی کیا مصروفیات تھیں تم نے الیف ٹو کو سپلائی کی تھیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں نے ان کی کال کی ٹیپ مہیا کی تھی"۔۔۔۔ رام داس نے بتایا۔

"کس طرح بھیجی تھی ٹیپ ۔۔۔۔ کہاں بھیجی تھی"۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اسی مشین میں ایک خانہ ہے۔ اس میں کوئی چیز ڈال دی جائے تو وہ برقی لہروں میں تبدیل ہو کر کسی اور جگہ ریسیو کر لی جاتی ہے ۔۔۔۔ صرف شرط یہ بتائی گئی تھی کہ بے جان چیز ہو"۔۔۔۔ رام داس نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ روسیاہ کی جدید ترین ایجاد باقاعدہ اسرائیل کے استعمال میں ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے پانی لا دو۔ میرا سانس گھٹا جا رہا ہے"۔۔۔۔ رام داس نے کہا۔

اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ اس کی جیب سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی ۔۔۔۔ اور عمران نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ سیٹی کی آواز اسی ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھی۔

"اس کو پانی پینے کے لئے جہنم کی طرف بھیج دو۔ ان جیسے

غداروں کے لئے وہاں اللہ تعالیٰ نے خاص قسم کا پانی تیار کر رکھا ہے"۔۔۔۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دباتے ہوئے مڑ کر جوانا سے کہا۔

اور اس سے پہلے کہ رام داس عمران کی بات سمجھتا جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے ایک ہاتھ سے اس کی گردن پکڑی۔ اور دوسرے ہاتھ سے رام داس کا سر پکڑ کر اسے یوں گھما دیا جیسے لٹو کو ہاتھ سے گھمایا جاتا ہے ۔۔۔۔ کڑکڑاہٹ کی آواز کے ساتھ رام داس کے حلق سے غرغراہٹ سی نکلی اور اس کی آنکھیں ایک لمحے میں بے نور ہو گئیں ۔۔۔۔ جوانا نے ہاتھ ہٹائے تو اس کا سر ایک طرف کاندھے پر جا گرا۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔۔ ٹائیگر کالنگ اوور"۔۔۔۔ ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔۔ بلیک ڈیتھ اٹنڈنگ اوور"۔۔۔۔ عمران نے لہجے کو بدلتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ ہیڈ کوارٹر پر بارہ مسلح افراد نے زبردست ریڈ کیا ہے۔ وہ چار کاروں میں آئے تھے ۔۔۔۔ انہوں نے اندر داخل ہونے سے پہلے بے تحاشا فائرنگ کی اور دستی بم پھینکے۔ اور پھر جب وہ اندر داخل ہوئے ہیڈ کوارٹر خالی ملا ۔۔۔۔ چنانچہ وہ مایوس ہو کر لوٹ گئے۔ میں نے ان کی ایک کار کے نیچے پی۔ ون بٹن لگا دیا ہے ۔۔۔۔ وہ جہاں جائیں گے چیک ہو جائیں گے۔ اور باس ۔۔۔۔ ان کی نگرانی ایک اور پارٹی کر رہی ہے۔ وہ دو پارٹیاں

ایک دوسرے کے پیچھے ہیں اوور ۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"اب تم کہاں سے کال کر رہے ہو اوور ۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔۔۔۔ میں اسی دوسری پارٹی کا پیچھا کر رہا ہوں۔ اس نے کال کر کے کرنل ہمبرخ کو اطلاع دی ہے۔ کال میں نے چیک کر لی ہے اوور ۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تمہیں چیک تو نہیں کر لیا گیا اوور ۔۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں جناب ۔۔۔۔۔۔ چیک تو نہیں کیا گیا۔ میں نے خاص خیال رکھا ہے۔ گلشن کالونی کے پہلے چوک کے کیفے سے فون کر رہا ہوں۔ اوور ۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم فوراً وہاں سے واپس آجاؤ ۔۔۔۔۔۔ باقی کام یہیں بیٹھ کر ہو جائے گا۔ دھیان سے آنا اوور ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہیں جناب ۔۔۔۔۔۔ عقبی دروازے پر اوور ۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"ہاں وہیں ۔۔۔۔۔۔ جلدی کرو ۔۔۔۔۔۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔ اوور اینڈ آل ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"جوانا اور جوزف ۔۔۔۔۔۔ تم اس رام داس کو کھول دو یہاں سے جاتے ہوئے اسے کہیں راستے میں پھینک دیں گے۔

میں وہاں عقبی دروازے پر جا رہا ہوں۔ تاکہ ٹائیگر کو اندر لے آیا جا سکے ۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

مست نگر ایک کافی وسیع رہائشی کالونی تھی۔ یہ چونکہ باکا کی بہت پرانی آبادی تھی ۔۔۔۔۔۔ اس لئے اس میں موجود رہائشی کوٹھیوں کا طرز تعمیر بھی خاصا قدیم تھا۔ لیکن اس کالونی میں موجود کوٹھیاں رقبے کے لحاظ سے بہت بڑی بڑی تھیں ۔۔۔۔۔۔ کوٹھی نمبر سترہ بھی ایک خاصی وسیع کوٹھی تھی۔ جس کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ یوں لگتا تھا جیسے کوئی قلعہ ہو۔

کوٹھی سے کچھ فاصلے پر ایک کیفے کے سامنے چوہان کی کار کھڑی تھی ۔۔۔۔۔۔ چوہان کار سے نیچے اتر کر پہلے تو بڑے اطمینان سے چلتا ہوا اس کوٹھی کے سامنے سے گزرتا گیا۔ اور پھر دو تین

گلیاں چھوڑ کر وہ ایک سائیڈ گلی میں داخل ہوا۔ اور پھر گھومتا ہوا وہ اس کے عقب میں پہنچ گیا ـــــ عقبی دیوار بھی ناقابل عبور تھی۔

وہ ادھر ادھر کا جائزہ لیتا ہوا واپس اپنی کار تک پہنچ گیا کوٹھی کی دیواریں اتنی اونچی تھیں کہ وہ کسی طرح بھی اندر نہ جھانک سکتا تھا ـــــ اس لئے صرف باہر سے ہی چیک کر کے وہ واپس آ گیا تھا۔ لیکن اُسے احساس ہو گیا تھا کہ اس قلعہ نما کوٹھی میں ریڈ کرنا انتہائی مشکل ہے ـــــ نجانے اندر کتنے افراد موجود ہوں۔

وہ چند لمحے کار کے قریب کھڑا رہا۔ پھر کیفے کے اندر داخل ہو گیا تاکہ وہاں بیٹھ کر چائے کا ایک کپ پی لے ـــــ کیوں کہ اس طرح باہر کھڑے رہنے سے اس پر شک بھی کیا جا سکتا تھا۔

چائے پینے کے ساتھ ساتھ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اس کوٹھی کے اندر ریڈ آخر کس طرح ہو گا ـــــ اتنی اونچی دیواریں پھلانگنا ناممکن تھا۔ اور اندر کی صورت حال کا کچھ علم نہ تھا۔ بہر حال اب فیصلہ تنویر اور صفدر کے ہاتھوں میں تھا ـــــ کرنل شریف کی لاش کو وہ آتے ہوئے ایک ویران سڑک پر پھینک آیا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل شریف کی موت بھی الیف۔ ڈی کے کھاتے میں ہی پڑے گی ـــــ لیکن بہر حال وہ اس لاش کو اور کہاں لیے جلتے

جلتے

چلئے پی کہ وہ جیسے ہی کیفے سے باہر نکلا اس نے اپنے ساتھیو کی دونوں کاریں ایک طرف درختوں کے پیچھے رکتے دیکھیں۔ جو ہا تیز تیز قدم اٹھاتا ان کی طرف بڑھ گیا ـــــ یہاں چوں کہ درخت خاصے گھنے تھے اور اصل کوٹھی اور ان کاروں کے درمیان ان

گھنے درختوں نے ایک فصیل سی کھڑی کر دی تھی۔ اس لئے کوٹھی کی طرف سے ان کے دیکھ لئے جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔

"کیا چیک کیا جوہان؟" ـــــ تنویر نے کار سے باہر نکلتے ہی پوچھا۔

"یہ تو پورا قلعہ ہے تنویر ـــــ تیس تیس فٹ اونچی دیواروں کی دوسری طرف کیا دیکھا جا سکتا ہے۔ البتہ میں اس کی عقبی سمت بھی راؤنڈ لگا آیا ہوں ـــــ وہاں بھی یہی صورت حال ہے۔"

جوہان نے جواب دیا۔

"واقعی یہ تو ایک مکمل قلعہ ہے۔" ـــــ صفدر نے درختوں کی اوٹ سے کوٹھی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ریڈ تو بہر حال کرنا ہے ـــــ میرا خیال ہے بموں سے اس کی سامنے کی دیواریں اڑا دی جائیں۔" ـــــ تنویر نے کہا۔

"مگر یہ شہر کی اندرونی کالونی ہے۔ بموں کے دھماکوں سے پولیس فوراً موقع پر پہنچ جائے گی ـــــ اور ویسے بھی ہنگامی حالات میں کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ اس لئے میرا خیال ہے، ایک آدمی کسی طرح اندر جائے اور پھر اندر کی صورت حال سے باہر والوں کو مطلع کرے ـــــ اگر اندر آدمی کم ہیں تو انہیں کور کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر زیادہ ہیں تو پھر یہی ہو سکتا ہے کہ دور مارگنوں کی مدد سے چاروں طرف سے اس پر اس قدر فائرنگ کی جائے کہ اندر کوئی شخص زندہ نہ بچ سکے۔" ـــــ کیپٹن شکیل

نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر نو ۔۔۔ یہ اندر جانے اور باہر آنے والی کارروائی تجربہ نہیں ہوتی۔ صاف اور سیدھا کام ہونا چاہیئے۔ مقصد تو ان لوگوں کی ہلاکت ہے ۔۔۔ اس لئے میرے خیال میں یہی بہتر ہے کہ اس کوٹھی پر طاقتور دستی بموں کی بارش کر دی جائے۔ اور اس قدر تیزی سے اس پر بم برسائے جائیں کہ وہ لوگ سنبھل بھی نہ سکیں ۔۔۔ بعد میں پولیس خود تحقیقات کرتی پھرے گی۔ اور اگر کوئی بچ گیا تو پھر پولیس جانے اور وہ جانے" ۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر آپریشن شروع کرو ۔۔۔ ایسے ہی سہی" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور تنویر نے آپریشن شروع کرنے کا اشارہ کیا۔ اور اس کے تمام ساتھیوں نے کار کی سیٹوں کے نیچے سے چھوٹے راکٹ برسانے والی گنیں باہر نکال لیں ۔۔۔ یہ جاپانی گنیں تھیں ان کی نالیں چوڑی مگر خاصی چھوٹی تھیں۔ لیکن انتہائی طاقتور سپرنگوں کی وجہ سے اس میں چلنے والے راکٹ خاصی دور تک مار کرتے تھے ۔۔۔ اس میں بھی مشین گن کی طرح راکٹ میگزین چلتے تھے۔ اور ایک بار ٹریگر دبانے کے بعد جب تک اسے دوبارہ نہ دبایا جاتا۔ یہ راکٹ مسلسل پھینکتی چلی جاتی تھیں۔

"چاروں طرف پھیل جاؤ ۔۔۔ جب میں ٹرینچ فائر کروں تو آپریشن شروع کر دو۔ اور صرف تین منٹ تک فائرنگ کے

سب نے یہاں سے نکل جانا ہے" ۔۔۔ تنویر نے باقاعدہ ایات دیتے ہوئے کہا۔

اور جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل تیزی سے کوٹھی کی طرف ھنے لگے ۔۔۔ گنیں انہوں نے اوور کوٹوں کے اندر چھپائی ئی تھیں۔ چوہان۔ صدیقی اور نعمانی کچھ فاصلہ دے کر ان کے پیچھے جا رہے تھے۔ جب کہ تنویر صرف وہیں رک گیا تھا ۔۔۔ اس نے سامنے کے رخ سے فائرنگ کرنی تھی۔ جب کہ منصوبے کے مطابق جولیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے عقبی سمت سے اور چوہان۔ صدیقی اور نعمانی نے دائیں طرف سے فائرنگ کرنی تھی ۔۔۔ بائیں طرف چونکہ دوسری کوٹھی کی دیوار تھی۔ اس لئے اس طرف سے فائرنگ نہ ہو سکتی تھی۔

تنویر گن ہاتھ میں پکڑے کار کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔ اس کی نظریں اپنے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں ۔۔۔ اس کے تمام ساتھی جب گلی میں غائب ہو چکے تھے۔ تنویر گن ہاتھ میں پکڑے سڑک کی طرف بڑھنے لگا ۔۔۔ اس نے ایک ہاتھ جیب میں ڈالا تا کہ ٹرینچ فائر کرنے والا ریوالور باہر نکال سکے کہ اچانک سائیڈ میں موجود عمارت سے کوئی چیز اڑتی ہوئی آئی اور تنویر کی پشت سے ٹکرائی ۔۔۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور تنویر اچھل کر منہ کے بل درخت کے تنے کے ساتھ ہی ۔۔۔ گھاس پر گرا۔ اس نے نیچے گرتے ہی ایک لمحے کے لئے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن پھر اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے ۔۔۔ اور وہ بے حس و حرکت

ہوگیا۔ اس کے گرد ہلکے نیلے رنگ کا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ جو اب تیزی سے فضا میں غائب ہوتا جا رہا تھا۔

دوسرے لمحے سائیڈ والی عمارت سے دو افراد تیزی سے باہر نکلے ___ انہوں نے چست لباس پہنا ہوا تھا۔ وہ عمارت سے نکل کر دوڑتے ہوئے تنویر کے پاس پہنچے۔ اور انہوں نے بڑی پھرتی سے اُسے سیدھا کیا ___ تنویر کی آنکھیں بند تھیں۔ ان میں سے ایک نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا مائیک نما آلہ نکال کر منہ سے لگا لیا ___ انگوٹھے کی مدد سے اس نے اس کے ایک کونے کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ الیون دن کالنگ چیف باس اوور"۔ بولنے والے کا لہجہ خاصا تیز تھا۔

"یس ___ چیف دن اوور" ___ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیڈر کو چیت کر دیا گیا ہے۔ ان کے باقی ساتھی سائیڈ کی گلی اور عقبی سمت میں گئے ہیں اوور" ___ الیون دن نے کہا۔

"یس ___ انہیں چیک کر لیا گیا ہے۔ ان پر قابو پایا جا رہا ہے۔ جب پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلے تو تم اس لیڈر کو اٹھا کر اندر لے آنا اوور اینڈ آل" ___ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

"اگر کمپیوٹر لانگ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کو چیک نہ کر لیتا تو یقیناً آج ہیڈ کوارٹر زبردست تباہی کی زد میں آ جاتا"۔

ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالتے ہوئے وہ اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر بولا۔

"اب ___ ان بے چاروں کو کیا معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر کے اردگرد دو سو گز کے دائرے میں موجود ہر عمارت میں کمپیوٹر لانگ نصب ہے ___ اور وہاں ہونے والی مکھی کی بھنبھناہٹ بھی کمپیوٹر میں چیک ہو جاتی ہے" ___ دوسرے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ باتیں کر رہے تھے کہ بڑے پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھل گئی۔ وہ آٹومیٹک انداز میں کھلی تھی ___ کیوں کہ اُسے کھولنے والا نظر نہ آ رہا تھا۔

"آؤ ___ کسٹی ٹو ___ اسے اٹھا لو۔ سب لوگ کور ہو گئے ہیں جلدی کرو" ___ الیون دن نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور دوسرے آدمی نے جھک کر گھاس میں پڑے ہوئے تنویر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے سڑک کراس کر کے کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی ذیلی کھڑکی خود بخود بند ہو گئی۔

میجر نثارا کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ سٹیرنگ اس کے مضبوط ہاتھوں میں تھا ــــــ جب کہ کار میں اس کے علاوہ چار افراد موجود تھے۔ جو سب اُسی کی طرح مضبوط اور ٹھوس جسموں کے مالک نظر آ رہے تھے ــــــ یہ چاروں سپیشل ایکشن گروپ کے ممبر تھے۔ یہ گروپ انہی پانچوں افراد پر ہی مشتمل تھا ــــــ میجر نثارا ان کا لیڈر تھا۔ یہ گروپ انتہائی سخت تربیت یافتہ تھا۔ اور بجلی کی طرح کام کرنے کا عادی تھا۔

کرنل چارلس سے فاسٹ ڈیتھ کے خاتمے کا مشن لیتے ہی میجر نثارا نے فوراً اپنے ساتھیوں کو لیا اور ہیڈ کوارٹر سے باہر آ گیا۔

"میجر ــــــ کرنل ہمیرخ کو کہاں تلاش کیا جائے گا"۔

فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے میجر نثارا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میتھس ــــــ کرنل ہمیرخ کسی سڑک پر لگا ہوا کوئی سائن بورڈ تو نہیں ہے۔ کہ ہم سیدھے کار دوڑاتے اس تک پہنچ جائیں۔ اُسے بہرحال تلاش کرنا پڑے گا" ــــــ میجر نثارا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یہی بات تو میں پوچھ رہا ہوں میجر ــــــ کہ اس کے لئے آپ نے کیا پلاننگ کی ہے" ــــــ میتھس نے جواباً کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ریڈ آرمی اور اس کے گروپ کے آدمی عام طور پر رائل فیلڈر گروپ کے ٹرانسمیٹر استعمال کرتے ہیں۔ اور میرے پاس رائل فیلڈر گروپ کا ہی ٹرانسمیٹر موجود ہے۔ جیسے ہی ان میں سے کوئی یہ ٹرانسمیٹر آن کرے گا کال میرا ٹرانسمیٹر کیچ کر لے گا ــــــ اور اس طرح ہم ان کی باتیں سن کر کوئی آئیڈیا بنالیں گے" ــــــ میجر نثارا نے اُسی طرح تیز لہجے میں جواب دیا اور میتھس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار کی پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے تینوں افراد خاموش تھے۔

کار مختلف سڑکوں پر دوڑ رہی تھی۔ اس کی کوئی منزل نہ تھی۔ میجر نثارا صرف کال چیک کرنے کے لئے کار دوڑاتا پھر رہا تھا۔ کیوں کہ رائل فیلڈر گروپ ٹرانسمیٹر کا دائرہ کار صرف چار کلومیٹر تھا۔ اس لئے وہ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس ٹرانسمیٹر کی رینج میں آجائے ــــــ بس ایک آئیڈیا تھا جو صحیح بھی ثابت ہو سکتا تھا

اور غلط بھی ۔۔۔۔ اور ظاہر ہے اس کے علاوہ ان کے پاس اور کوئی چارہ کار بھی تو نہ تھا۔ وہ آخر کرنل ہمیرخ کو کس طرح ڈھونڈتے۔

”اچانک کار کے ڈیش بورڈ سے ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں اور میجر نتاشا اور اس کے ساتھی یہ آوازیں سنتے ہی چونک پڑے۔ میجر نتاشا نے بڑے معنی خیز انداز میں سر ہلاتے ہوئے کار کی رفتار آہستہ کر دی ۔۔۔۔ اور پھر اس نے اُسے سائیڈ میں کر کے روک دیا۔ اس کا آئیڈیا درست ثابت ہوا تھا۔ اس کے ٹرانسمیٹر نے کال کیچ کر لی تھی ۔۔۔۔ کار اس نے اس لئے روک دی تھی کہ کہیں وہ اس کی رینج سے باہر نہ نکل جائے۔ ٹرانسمیٹر پر اب گفتگو شروع ہو گئی تھی ۔۔۔۔ اور آوازیں سنتے ہی میجر نتاشا نے معنی خیز نظروں سے میتھس کی طرف دیکھا اور میتھس نے سر ہلا دیا۔

گفتگو کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس کے درمیان ہو رہی تھی۔ میجر ہیرس جو ریڈ آرمی کا نمبر ٹو تھا ۔۔۔۔ وہ خاموش بیٹھے یہ گفتگو سنتے رہے۔ ان میں سے کسی نے زبان نہ کھولی تھی کیونکہ اس طرح ان کی آواز بھی ان آوازوں میں شامل ہو سکتی تھی ۔۔۔۔ جب ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا تو میجر نتاشا نے ایک طویل سانس لے کر کار کو آگے بڑھایا۔

”ریڈ آرمی پیچھے ہٹ گئی ہے۔ اب گلشن کالونی پر ریڈ ایف ڈی کرے گی“ ۔۔۔۔ میجر نتاشا نے کہا۔

”ہاں باس ۔۔۔۔ وہ کسی علی عمران کی بات کر رہے تھے“ میتھس نے کہا۔

”ہاں ۔۔۔۔ میجر ہیرس کا خیال ہے کہ اس سے فاسٹ ڈیتھ کا پتہ چل سکتا ہے بہر حال اب ہمیں گلشن کالونی میں میجر ہیرس کو تلاش کرنا ہو گا“ ۔۔۔۔ میجر نتاشا نے کہا۔

”وہ میں کر لوں گا باس ۔۔۔۔ وہ میری نظروں سے نہیں چھپ سکتا“ ۔۔۔۔ میتھس نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

”میں بھی اُسے چیک کر لوں گا۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا ایف۔ ڈی کے ریڈ کا ہم بھی انتظار کریں یا خود ہی چڑھ دوڑیں“ میجر نتاشا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کرنل چارلس نے اپنے کسی گروپ کو بھیجا ہو گا۔ بہتر تو یہی ہے کہ ابھی مداخلت نہ کی جائے ۔۔۔۔ کہیں ان کی کوئی بڑی پلاننگ ڈسٹرب نہ ہو جائے“ ۔۔۔۔ میتھس نے کہا۔

”ٹھیک ہے ۔۔۔۔ ویسے یہ کوئی اور ٹیم ہو گی۔ فاسٹ ڈیتھ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر کرنل چارلس کو فاسٹ ڈیتھ کے اڈے کا علم ہوتا تو پھر اُسے یہ ہدایات ہمیں دینے کی ضرورت نہ ہوتی کہ ہم کرنل ہمیرخ کی نگرانی کر کے ان کا پتہ چلائیں“ ۔۔۔۔ میجر نتاشا نے کہا اور میتھس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیسے ہی وہ گلشن کالونی میں داخل ہوئے انہیں وہاں افراتفری کا سا عالم نظر آیا۔ دور ایک کوٹھی کی طرف سے زبردست فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

"اوہ ۔۔۔ ریڈ شروع ہو گیا"۔۔۔ میجر نتارا نے چونک کر کہا اور پھر تیزی سے اپنی کار ایک سائیڈ پر بنی ہوئی جنرل پارکنگ میں روک دی۔

وہاں اور بھی بہت سی کاریں کھڑی تھیں اور لوگ دہشت زدہ ہوئے ان کاروں میں دبکے ہوئے تھے ۔۔۔ یہاں سے وہ کوٹھی صاف نظر آ رہی تھی جہاں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے۔

اُسی لمحے میجر ہیریس کی کار دوڑتی ہوئی ان کے سامنے سے گزری اور ساتھ ہی موجود کیفے کے پاس رک گئی ۔۔۔ میجر ہیریس اپنی اصل شکل میں تھا۔ اس لئے سب نے ہی اُسے پہچان لیا۔

"ارے ۔۔۔ میجر ہیریس کی نگرانی کی جا رہی ہے"۔

اچانک میتھس نے کہا۔

"نگرانی ۔۔۔ میجر ہیریس کی ۔۔۔ کیسے"۔۔۔ میجر نتارا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"وہ درمیانے قد کا نوجوان ۔۔۔ اس کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ میجر ہیریس کو نظروں میں رکھے ہوئے ہے"۔۔۔ میتھس نے کیفے کے برآمدے کے پاس کھڑے ہوئے ایک مقامی نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ۔۔۔ کیوں کہ وہ بظاہر یہی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ میجر ہیریس کی طرف متوجہ نہیں ہے ۔۔۔ لیکن چور نظروں سے اُسے دیکھ بھی لیتا تھا چوں کہ وہ خود بھی اس طرح نگرانی کرتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ اُسے دیکھتے ہی پہچان گئے۔

اُسی لمحے ٹوں ٹوں کی آوازیں کار کے ڈیش بورڈ سے بلند ہوئیں اور میجر نتارا اور میتھس دونوں چونک پڑے۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔ میجر ہیریس کالنگ چیف اوور"۔۔۔ ایک آواز ابھری۔

"یس ۔۔۔ کرنل ہمیرخ اٹنڈنگ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل ہمیرخ کی آواز سنائی دی۔

"باس ۔۔۔ ایف۔ڈی کا چھاپہ ناکام رہا ہے۔ کوٹھی خالی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی شاید پہلے ہی نگرانی سے باخبر ہو کر کسی خفیہ راستے سے نکل گئے تھے اوور"۔۔۔ میجر ہیریس نے کہا۔

"مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ عمران اتنا تر نوالہ نہیں ہے۔ بہرحال اب ہم نے اُسے بھی ڈھونڈھنا ہے اور فاسٹ ڈیتھ کو بھی۔ اس کے لئے تم نے کیا سوچا ہے اوور"۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے پوچھا۔

"باس ۔۔۔ اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم شہر میں گھومیں پھریں۔ عمران کہیں نہ کہیں تو نظر آئے گا یا اس کے وہ دیو ہیکل ساتھی وہ تو بہرحال آسانی سے نہیں چھپ سکتے اوور"۔۔۔ میجر ہیریس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ ویسے تم کچھ دیر وہاں رکنا۔ عمران بے حد کایاں آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ عارضی طور پر کہیں چھپا ہوا ہو اور ریڈ ختم ہونے پر سامنے آ جائے ۔۔۔ بس پانچ دس منٹ

دیکھ لینا اوور" ۔۔۔۔۔ کرنل ہمبرخ نے کہا۔

" ٹھیک ہے باس ۔۔۔۔ میں انتظار کر لیتا ہوں اوور "

" اوور اینڈ آل " ۔۔۔۔ کرنل ہمبرخ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" میجر ہیرس کو احساس ہی نہیں کہ اس کی بھی نگرانی ہو رہی ہے ۔ اور مقامی آدمی کی وجہ سے یقیناً یہ اس عمران یا فاسٹ ڈیتھ کا ہی آدمی ہو گا " ۔۔۔۔ میجر نتارا نے کہا۔

" بالکل جناب ۔۔۔۔ تو کیا اسے کور کیا جائے " ۔۔۔۔ میتھس نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

" ابھی نہیں ۔۔۔۔ اگر یہ ان کا آدمی ہے تو لازماً یہ اپنے آدمیوں سے رابطہ قائم کرے گا ۔ اس طرح ہم اصل ٹھکانے تک پہنچ سکتے ہیں " ۔۔۔۔ میجر نتارا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

وہ نوجوان اب تیزی سے چلتا ہوا کیفے کے اندر چلا گیا تھا۔

" آرکو " ۔۔۔۔ میجر نتارا نے مڑ کر پیچھے بیٹھے ہوئے آدمیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

" یس میجر " ۔۔۔۔ آرکو نے چونک کر کہا۔

" اس نوجوان کے پیچھے جاؤ ۔ کہیں یہ فرار نہ ہو جائے ۔ اسے چھیڑنا نہیں صرف نگرانی کرنی ہے ۔۔۔۔ لیکن ہوشیاری سے " میجر نتارا نے کہا۔

اور آرکو دروازہ کھول کر نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ کیفے کی طرف بڑھتا گیا۔

پھر جیسے ہی وہ اس نوجوان کے پیچھے کیفے میں داخل ہوا ۔ اُسی نے میجر ہیرس کی کار آگے کی طرف کھسکی ۔۔۔۔ اور پھر وہ مڑ کر تیز رفتاری سے چوک کی طرف بڑھتی گئی ۔ پولیس گاڑیوں کے سائرن اب دور سے سنائی دینے لگے تھے ۔۔۔۔ پولیس اب پہنچ رہی تھی اور میجر نتارا کے ہونٹوں پر یہاں کی پولیس کی کارکردگی دیکھ کر مسکراہٹ دوڑنے لگی ۔۔۔۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسرائیل میں اگر ایسا حادثہ ہوتا تو پولیس زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ کے اندر وہاں پہنچ جاتی ۔۔۔۔ اور ارد گرد کے پورے علاقے کی ناکہ بندی کر لی جاتی ۔ لیکن یہاں وہ دیکھ چکا تھا کہ پولیس بس رسمی کارروائی کرنے تک محدود تھی ۔۔۔۔ وہ اس سے زیادہ درد سر مول لینے کی قائل ہی نہ تھی ۔

اور چند ہی لمحوں بعد پولیس کی کئی گاڑیاں ان کے سامنے سے گزرتی چلی گئیں ۔۔۔۔ میجر ہیرس بھی شاید پولیس گاڑیوں کے سائرن سن کر ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

" وہ نوجوان " ۔۔۔۔ اچانک میتھس نے کہا ۔ اور میجر نتارا نے چونک کر دیکھا ۔ نگرانی کرنے والا نوجوان کیفے سے نکل کر خاصی تیز رفتاری سے چلتا ہوا سڑک کی طرف بڑھا جا رہا تھا ۔۔۔۔ وہ شاید سڑک کراس کر کے دوسری طرف جا رہا تھا اور پھر آرکو بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا دکھائی دیا ۔۔۔۔ نوجوان خاصا چوکنا اور ہوشیار دکھائی دیتا تھا۔

" میتھس ۔۔۔۔ یہ خاصا ہوشیار آدمی ہے ۔ کہیں آرکو کو چکر نہ

دوبے جائے۔ تم علیحدہ رہ کر اس کے پیچھے جاؤ۔ اگر یہ کسی گاڑی پر جائے تو مجھے کال کر دینا ـــــ ویسے اس کا انداز بتا رہا ہے کہ یہ اسی کالونی کی کسی کوٹھی میں ہی جائے گا" ـــــ میجر نتارا نے ساتھ بیٹھے میتھس سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور میتھس سر ہلاتا ہوا کار سے نیچے اترا اور سڑک کی دوسری جانب بڑھ گیا ـــــ وہ نوجوان اب ایک سائیڈ گلی میں داخل ہو گیا تھا۔ جب کہ آدکو گلی کے سرے پر ہی رک گیا تھا۔ وہ شاید اس کے موڑ تک جانے کا انتظار کر رہا تھا ـــــ اور پھر آدکو بھی گلی میں چلا گیا اور اس کے بعد میتھس بھی گلی میں غائب ہو گیا۔ میجر نتارا خاموش بیٹھا رہا۔

تقریباً پندرہ منٹ کے طویل انتظار کے بعد میتھس واپس آتا دکھائی دیا ـــــ وہ خاصی تیز رفتاری سے اور پُرجوش انداز میں چل رہا تھا۔ اور میجر نتارا کے لبوں پر معنی خیز مسکراہٹ تیرنے لگی ـــــ وہ میتھس کے ہر انداز کو اچھی طرح جانتا تھا کہ ایسا جوش اس میں اس وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ کوئی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

"باس ـــــ وہ آدمی یہاں سے کافی دور ایک کوٹھی کے عقبی دروازے میں چلا گیا ہے۔ آدکو کو میں وہیں چھوڑ آیا ہوں" میتھس نے کھڑکی سے سر اندر کرتے ہوئے میجر نتارا سے پرجوش لہجے میں کہا۔

"دروازہ کسی نے کھولا تھا یا وہ دیوار پھاند کر گیا تھا" ـــــ

رانے پوچھا۔

دروازہ اندر سے کھولا گیا تھا۔ اس نے مخصوص انداز میں دروازے
ستک دی تھی" ـــــ میتھس نے جواب دیا۔
ہمارے تعاقب کا کوئی شک تو اُسے نہیں ہوا"
ارانے پوچھا۔

نہیں جناب ـــــ ویسے اس قدر ہوشیار اور چوکنا آدمی
نے پہلے کبھی نہیں دیکھا" ـــــ میتھس نے جواب دیا۔
او۔ تسکے ـــــ پھر ہم صحیح ٹارگٹ پر پہنچ گئے ہیں۔ اسلحہ لے لو۔
فوراً ریڈ کرنا ہے۔ کوشش کرنا کہ ان میں سے ایک کم از کم
ہاتھ آجائے" ـــــ میجر نتارا نے دروازہ کھول کر نیچے
نے ہوئے کہا۔ اور کار میں موجود باقی اور افراد بھی نیچے اتر آئے۔
پھر وہ سب علیحدہ علیحدہ ہو کر میتھس کی رہنمائی میں آگے بڑھنے
گے۔

صدر مملکت کے چہرے پر شدید جھنجلاہٹ کے آثار
نمایاں تھے ——— وہ اس وقت اپنے دفتر میں بیٹھے ہوئے
بار مٹھیاں بھینچ رہے تھے۔ ابھی ابھی انہیں رپورٹ ملی تھی کہ
کافرستان کے ساتھ ملحق سرحدوں پر حالات بے حد کشیدہ
ہوگئے ہیں ——— اور کمانڈر انچیف نے صورت حال کی سنگینی
دیکھتے ہوئے اپنی فوجوں کو فوری نوٹس پر جنگ کے لئے تیار
جلنے کا حکم دے دیا تھا ——— کمانڈر انچیف کا خیال تھا۔
کافرستان اب ہر صورت میں پاکیشیا پر حملہ کرنے کے
تیار ہو چکا ہے۔

یہ رپورٹ ملتے ہی صدر مملکت نے وزیر خارجہ سر حسین
کو فوری طور پر دفتر میں طلب کر لیا تھا ——— اور اب وہ ا
کا انتظار کر رہے تھے۔

اسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور صدر مملکت نے چونک کر رسیور
اٹھا لیا۔

"سر ——— وزیر خارجہ صاحب آنے کی اجازت چاہتے
ہیں ——— دوسری طرف سے ان کے پی اے نے مؤدبانہ لہجے
میں کہا۔

"جلدی بھیجو انہیں ——— جلدی" ——— صدر مملکت نے غصیلے
لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور واپس کریڈل پر پھینک دیا۔
ان کے انداز پر پوری طرح جھنجلاہٹ حاوی ہو چکی تھی۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور سر حسین احمد اندر داخل ہوئے۔

"آئیے سر حسین احمد آئیے ——— میں کتنی دیر سے آپ کا انتظار
کر رہا ہوں" ——— صدر مملکت نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جناب ——— اطلاع ملتے ہی میں آگیا ہوں"
سر حسین احمد نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تشریف رکھیے ——— ابھی کمانڈر انچیف نے اطلاع دی ہے۔
کافرستان نے پاکیشیا پر حملہ کرنے کی پوری تیاری کر لی ہے۔
آخر یہ سب کیا ہو رہا ہے" ——— صدر مملکت نے بے چین
لہجے میں کہا۔

"مجھے خود سمجھ میں نہیں آرہا کہ ہمارے ساتھ کیا کھیل کھیلا جا رہا
ہے۔ پہلے پے در پے تخریبی کارروائیاں کی گئیں ——— وہ کچھ
ہلکی تو قاتلانہ حملے شروع ہو گئے۔ ادھر کافرستان نے حملے
کی تیاری کر لی ہے" ——— سر حسین احمد نے ہونٹ چباتے ہوئے

جواب دیا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اب کنفیڈریشن والے منصوبے کے خاتمے کا سرکاری اعلان کر ہی دینا چاہئے ——— اب میں مزید دباؤ برداشت نہیں کر سکتا۔ خواہ مخواہ ہم پاکیشیا والوں سے بگاڑ میں پھنس گئے ہیں" ——— صدر مملکت نے کہا۔

"جناب ——— اگر اس منصوبے کے ترک کر دینے کے اعلان کے ساتھ ہی سب کچھ ٹھیک ہو سکتا ہے تو کر دیجئے ——— حالانکہ ٹھیک ہونے کے بعد بھی تو اس منصوبے کا اچانک اعلان کیا جا سکتا ہے" ——— سر حسین احمد نے نرم لہجے میں کہا۔

"کک ——— کیا مطلب ——— کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اس کے بعد بھی حالات ٹھیک نہیں ہوں گے" ——— صدر مملکت نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا تو یہی خیال ہے جناب ——— اگر مجرموں کا یہی منصوبہ ہے تو مجھے کہنے دیجئے کہ اس سے زیادہ احمقانہ منصوبہ اور نہیں ہو سکتا" ——— سر حسین احمد عمران کے ساتھ اس زاویے پر بات چیت کر چکے تھے۔ اس لئے اب وہ بڑے اعتماد سے بات کر رہے تھے۔

"اوہ ——— واقعی سر حسین احمد ——— آپ نے واقعی ایک انوکھے زاویے پر سوچا ہے۔ پھر مجرموں کا آخر مقصد کیا ہے"

صدر مملکت کی پیشانی پر بے شمار آڑھی ترچھی لکیریں بنی اور مٹنی شروع ہو گئی تھیں۔

"جناب ——— ہماری حکومت کا خاتمہ اور اپنی مرضی کی حکومت برسر اقتدار لانے کا منصوبہ ——— اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"

سر حسین احمد نے جواب دیا۔

صدر مملکت چند لمحے خاموش بیٹھے سامنے بیٹھے ہوئے سر حسین احمد کے چہرے کو گھورتے رہے ——— جیسے وہ کسی گہری سوچ میں ہوں۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سر حسین احمد ——— آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ واقعی یہ انتہائی گہری سازش ہے۔ اور اب یہ بات بھی حالات کے تحت ایڈجسٹ ہوتی ہے کہ کافرستان ہماری سرحدوں پر کیوں دباؤ ڈال رہا ہے ——— واقعی یہی منصوبہ ہو گا ان لوگوں کا۔ ایسی صورت میں تو کنفیڈریشن کا منصوبہ ترک کرنے کا اعلان خود کشی کے سوا اور کچھ نہ ہو گا ——— یہ تو حکومت کی طرف سے شکست کا اعلان ہو گا اور حکومت کی شکست کا احساس ہوتے ہی وہ اپنا دباؤ مزید بڑھا دیں گے" ——— صدر مملکت نے کہا۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہے ہوں۔

"بالکل سر ——— یہی بات میں کہنا چاہتا تھا"

سر حسین احمد نے جواب دیا۔

"لیکن سر حسین احمد ——— ایسے حالات کب تک رہیں گے۔ آخر ان کا حل کیا ہو گا۔ دیکھیں ——— خوفناک تخریبی کارروائیاں ہو رہی ہیں۔ قاتلانہ حملے کئے جا رہے ہیں۔ اور ہماری سیکرٹ سروس بھی خاموش ہے اور پاکیشیا والے بھی کچھ نہیں کر رہے۔

آپ اخبارات پڑھتے ہیں۔ کس طرح پریس چیخ رہا ہے۔ عوام سر پیٹ رہے ہیں ــــ پی۔ ایل پارٹی کی تباہی کے بعد تو حالات اور بھی زیادہ نازک ہو گئے ہیں" ــــ صدر مملکت کے لہجے میں ایک بار پھر جھنجلاہٹ عود کر آئی۔

"آپ کو اطلاع ملی ہے کہ سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کیا گیا ہے ــــ اور اب ان کی مسخ شدہ لاش ایک ویران سڑک پر پڑی ہوئی ملی ہے۔ اسی طرح سیکرٹ سروس کے چیف کرنل شریف کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے" ــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"اوہ ــــ رام داس اور کرنل شریف ــــ دونوں۔ ویری بیڈ نیوز ــــ اوہ ــــ آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ کچھ تو بتائیں۔ آخر عوام کو کیا منہ دکھائیں" ــــ صدر مملکت نے میز پر مسلسل مکے مارنے شروع کر دیئے۔ یہ ان کی جھنجلاہٹ کی انتہا تھی۔

"سر ــــ اس کے دو حل ہیں" ــــ سر حسین احمد نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"دو حل ــــ کون کون سے" ــــ صدر مملکت نے چونکتے ہوئے کہا۔

"سر ــــ ایک تو یہ کہ آپ فوری طور پر کنفیڈریشن کا اعلان دیں تاکہ مخالف طاقتیں اپنا سا منہ لے کر رہ جائیں"

سر حسین احمد نے کہا۔

"نہیں ــــ ان حالات میں یہ ناممکن ہے۔ یہ ملک کے سا

ظلم ہوگا۔ اور رائے عامہ بھی اس کے خلاف ہو جائے گی۔ اور حالات مزید بگڑ جائیں گے ــــ دوسرا حل بتایئے"

صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جناب ــــ دوسرا حل یہ ہے کہ پہلے تو آپ عوام سے براہ راست خطاب فرمایئے اور انہیں بتایئے کہ کس طرح کافرستان کی طرف سے بلیک میل کیے جانے کی کوشش کی جا رہی ہے ــــ اور کس طرح مجرم اپنی دہشت پسندانہ سرگرمیوں سے حکومت پر ناجائز دباؤ ڈال رہے ہیں ــــ اور آپ عوام کو بتایئے کہ کافرستان کے بہادر عوام اس بلیک میلنگ کے سامنے کبھی نہیں جھکیں گے اور اگر ہو سکے تو کافرستان کو بھی دھمکی دے دی جائے کہ اگر کافرستان پر حملہ کیا گیا تو اسے اکیلا نہ سمجھا جائے ــــ اس طرح کم از کم عوام کا مورال بلند ہو جائے گا اور مجرموں کے حوصلے پست ہو جائیں گے ــــ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ جس طرح ہمارے ملک میں تخریبی کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ اسی طرح ہم اپنی کوئی تنظیم کافرستان بھیجیں جو وہاں اس قسم کی کارروائیاں کرے ــــ تاکہ کافرستان اپنے آپ میں الجھ کر ہم پر دباؤ ختم کرنے پر مجبور ہو جائے" ــــ سر حسین احمد نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کی پہلی بات درست ہے۔ میں آج ہی عوام سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خطاب کرتا ہوں ــــ لیکن دوسری بات سے مجھے اتفاق نہیں ہے۔ ایسے حالات میں اپنا ملک تو بچایا نہیں جا

رہا کہ ہم کافرستان میں کارروائیاں شروع کریں۔ کافرستان کو تو اس طرح بہانہ مل جائے گا ــــــ اور وہ عالمی رائے عامہ کو ہمارے خلاف کر دے گا۔" ــــــ صدر مملکت نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــــ آپ تقریر فرمائیں۔ اس کے بعد باقی باتیں بھی طے کر لی جائیں گی۔ میرا خیال ہے ہمیں عالمی رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کے لئے حکومت شوگران، حکومت ایکریمیا سے مذاکرات کرنے چاہئیں ــــــ انہیں حالات بتائے جائیں اور اقوام متحدہ میں بھی اس بلیک میلنگ کے خلاف عالمی پیمانے پر احتجاج کرنا چاہیئے ــــــ اور کافرستان میں تو کم از کم اسرائیل کا نام کھل کر لینا چاہیئے۔ تاکہ اسلامی برادری ہمارے ساتھ ہو جائے" ــــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"لیکن اس کے لئے ہمیں ٹھوس ثبوت چاہئیں۔ آپ کے پاس ایسا کوئی ثبوت ہے کہ یہ تخریبی کارروائیاں اسرائیل کی شہ پر ہو رہی ہیں" ــــــ صدر مملکت نے کہا۔

"ثبوت بھی مہیا کر دیئے جائیں گے" ــــــ سر حسین احمد نے کہا۔

"جب ثبوت مہیا ہو جائیں تب ہم بات بھی کریں گے فی الحال آپ پاکیشیا کے سر سلطان سے بات کیجئے ــــــ ان کے وعدے کو آج چوتھا روز ہے۔ لیکن ابھی تک انہوں نے کوئی کارکردگی بھی نہیں دکھائی" ــــــ صدر مملکت نے تیز لہجے میں کہا۔

"ان کی کارکردگی کا ایک ثبوت تو میری زندگی ہے۔ اگر ان

لوگوں سے ہمارا رابطہ نہ ہوتا تو کم از کم اس وقت میں زندہ نہ ہوتا" سر حسین احمد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ ــــــ کیا مطلب ــــــ آپ کھل کر بات کریں" صدر مملکت نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیونکہ انہیں تو یہی رپورٹ دی گئی تھی کہ سر حسین احمد اچانک اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گئے تھے اور اس طرح وہ بچ نکلے ــــــ اور اب سر حسین احمد اپنے زندہ بچ جانے کو پاکیشیا کی کارکردگی بتا رہے تھے۔ اور سر حسین احمد نے نوجوان کی آمد ڈیسٹرن کا رمن کا خط اور پھر ایکسٹو سے بات چیت اور ایکسٹو کا فوری فیصلہ ــــــ اور اس کی یہ ہدایت کہ سر حسین احمد فوراً کمرہ چھوڑ دیں۔ ساری باتیں پوری تفصیل سے بتا دیں۔ اور صدر مملکت حیرت سے یہ ساری تفصیل سنتے رہے۔

"اوہ ــــــ واقعی ایکسٹو انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اوہ جس ٹیم کا لیڈر اس قدر ذہین ہے کہ بات چیت سے اتنے بڑے خطرے کو بھانپ لیتا ہے ــــــ یہ لوگ یقیناً اپنا وعدہ پورا کریں گے۔ ٹھیک ہے اب مجھے تسلی ہو گئی ہے۔ اب میں ڈٹ کر عوام کا مورال بلند کر دوں گا" ــــــ صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے سر حسین احمد کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا ــــــ یہ اشارہ تھا سر حسین احمد کے جانے کا ــــــ چنانچہ سر حسین احمد صدر مملکت سے مصافحہ کر کے دروازے کی طرف مڑ گئے۔ ان کے چہرے پر اطمینان تھا کہ انہوں نے صدر مملکت کو کم از کم کسی نہ کسی معاملے

پر اپنا ہمنوا بنا لیا ہے۔ اور ان کے خیال کے مطابق یہ ان کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

درد کی شدید ترین لہر نے تنویر کو بے ہوشی سے ہوش کی سرحدوں میں دھکیل دیا ــــ اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اور دوسرے لمحے وہ چونک کر اٹھنے لگا۔ لیکن پھر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا ــــ اس کے جسم نے معمولی سی حرکت کرنے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ گردن سے نیچے اس کا پورا جسم مفلوج ہو چکا تھا۔ البتہ صرف وہ سر ہلا سکتا تھا ــــ دیکھ سکتا تھا ــــ سوچ سکتا تھا ــــ بول سکتا تھا ــــ لیکن حرکت نہ کر سکتا تھا۔ وہ اس وقت ایک عام سی کرسی پر بغیر بندھے ہوئے بیٹھا ہوا تھا۔

تنویر نے فوراً ہی سر گھما کر دیکھا اور اس کی آنکھوں سے شدید پریشانی کے آثار جھلکنے لگے ــــ فاسٹ ڈیتھ کے تمام

ممبرز اسی کی طرح ایک قطار میں کرسیوں پر بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے تھے ــــ ان سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ ان میں سے چند تو ہوش میں آ چکے تھے باقی کی آنکھیں بدستور بند تھیں۔ ایک آدمی ان کے بازوؤں میں انجکشن لگانے میں مصروف تھا ــــ جب کہ اس بڑے سے ہال نما کمرے کی سامنے والی دیوار کے ساتھ پانچ کرسیاں موجود تھیں۔ جن پر پانچ نقاب پوش بیٹھے ہوئے تھے درمیان والے کا نقاب گہرے سرخ رنگ کا تھا جب کہ باقی افراد کے نقاب سیاہ رنگ کے تھے ــــ نقابوں سے ان کی نظر آنے والی آنکھوں میں سانپ جیسی چمک عیاں تھی۔

جب سب ممبرز کو انجکشن لگ گئے۔ اور باری باری وہ سب ہوش میں آ گئے تو سرخ نقاب پوش کرسی سے اٹھا اور وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب آ کر رک گیا ــــ اس کا رخ تنویر کی طرف ہی تھا۔

"تم ان کے لیڈر ہو" ــــ نقاب پوش نے غراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ــــ میں لیڈر ہوں" ــــ تنویر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تمہارا کیا تعلق ہے" نقاب پوش نے دوسرا سوال کیا۔

"ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دشمن ہیں۔ ان سے اکثر ہماری ٹکر رہتی ہے" ــــ تنویر نے جواب دیا۔

"شٹ اپ ـــــ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہو۔ حکومت کھاشانہ کی درخواست پر الیف۔ ڈی کے مقابلے کے لئے یہاں آئے ہو ـــــ یہ بات طے ہے۔ بس مجھے صرف اس بات کا جواب دے دو کہ تمہیں اس عمارت کا کلیو کیسے ملا" ـــــ نقاب پوش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا تعلق الیف۔ ڈی سے ہے" ـــــ تنویر نے الٹا سوال کر دیا۔

"سوال نہیں ـــــ صرف جواب ـــــ ورنہ تمہارے یہ مفلوج جسم میرے ایک اشارے پر مردہ ہو سکتے ہیں" ـــــ نقاب پوش نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"تو پھر جواب بھی ان مردہ جسموں سے ہی حاصل کر لینا۔ سمجھے۔ تم شاید سمجھ رہے ہو کہ ہم صرف چند افراد احمقوں کی طرح یہاں چڑھ دوڑے ہیں اور اس وقت تمہارے قبضے میں ہیں۔ سنو مسٹر نقاب پوش ـــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ فاسٹ ڈیتھ کا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ تمہاری دوسری بات درست ہے کہ کھاشانہ حکومت نے فاسٹ ڈیتھ کی خدمات کرائے پر حاصل کی ہیں ـــــ اور جہاں تک ہماری گرفتاری کا تعلق ہے تو یہ گرفتاریاں جان بوجھ کر دی گئی ہیں۔ ہم خود سامنے اس لئے آئے ہیں تاکہ شبے کو یقین میں بدلا جا سکے ـــــ اور اب تک تمہاری یہ عمارت فاسٹ ڈیتھ کے گھیرے میں ہو گی۔ یہاں بولا جانے والا ایک ایک لفظ فاسٹ ڈیتھ کے

ہیڈ کوارٹر میں سنا جا رہا ہو گا۔ اور پھر جیسے ہی میں خاص لفظ بولوں گا۔ تمہاری اس عمارت کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی" ـــــ تنویر نے بڑے پر یقین لہجے میں کہا۔

اور صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا تینوں حیرت سے تنویر کو دیکھنے لگے ـــــ جو اس مشکل وقت میں اپنی طبیعت کے بالکل برعکس انتہائی ذہانت سے سچویشن کو ہینڈل کر رہا تھا۔

"اوہ ـــــ یہ غلط فہمی اپنے ذہنوں سے نکال دو کہ تم اس عمارت میں ہو جس پر ریڈ کرنے تم آئے تھے۔ وہ عمارت تو صرف ڈمی کے طور پر سامنے رکھی گئی ہے اور بس ـــــ باقی رہی یہ بات کہ یہاں کی باتیں کہیں سنی جا رہی ہیں ایسا ناممکن ہے۔ اس عمارت میں ایسے جدید ترین سائنسی آلات موجود ہیں۔ کہ یہاں سے تمہاری روحیں بھی ہماری اجازت کے بغیر باہر نہیں جا سکتیں" ـــــ نقاب پوش نے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ تم اگر غلط فہمی کا شکار رہنا چاہتے ہو تو رہو۔ لیکن ایک بات ہے۔ فاسٹ ڈیتھ کو تمہارے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے ـــــ ہمیں بتایا گیا تھا کہ الیف۔ ڈی کسی ملک کی سرکاری تنظیم ہے۔ لیکن ہماری تحقیقات نے بتایا ہے۔ کہ الیف۔ ڈی بھی ہماری طرح ایک پیشہ ورانہ مجرم تنظیم ہے جس کی خدمات معقول معاوضے پر کوئی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ فاسٹ ڈیتھ کے اصولوں کے خلاف ہے کہ وہ ایسی تنظیموں کے خلاف کام کرے ـــــ اس لئے اگر تم ہم

سے تعاون کرو۔ تو ہم خود تمہارے ساتھ مل کر بھاشانہ کے خلاف کام کرنے پر تیار ہیں"۔۔۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"ہوں ۔۔۔۔ خاصے ذہین آدمی ہو۔ اچھا فریب دینا جانتے ہو۔ تمہیں شاید علم نہیں ہے کہ ایک خاص آدمی نے تم میں سے دو آدمیوں کو پہچان لیا ہے ۔۔۔۔۔ کہ وہ دو آدمی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں۔ ایسا اس وقت ہوا ہے جب تم سب بے ہوش تھے ۔۔۔۔۔ اس لئے فریبانہ باتیں چھوڑو اور سیدھی طرح میرے سوالوں کے جواب دو۔ ورنہ میں حلق میں انگلی ڈال کر سب کچھ اگلوا لیتا ہوں"۔۔۔۔۔ نقاب پوش نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم ان دونوں کی بات کر رہے ہو جو مجھ سے چوتھے اور چھٹے نمبر پر ہیں ۔۔۔۔ یہ دونوں کچھ عرصہ پہلے واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق تھے۔ لیکن اب نہیں ہے۔ بلکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس تو ان دونوں کے خون کی پیاسی ہے"۔۔۔۔۔ تنویر نے مڑ کر صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ یہ اس طرح باتیں کئے جائیں گے۔ میرا خیال ہے۔ ان سب کو زندہ ہی برقی بھٹیوں میں پھنکوا دیا جائے۔ ان کے لئے یہی سزا کافی ہے"۔۔۔۔۔ ایک سیاہ رنگ کے نقاب پوش نے کرسی سے اٹھ کر آگے بڑھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں رابرٹ ۔۔۔۔ پہلے یہ بتائیں گے کہ انہیں اس عمارت

کا کلیو کہاں سے ملا۔ اس کے بعد ان کی موت زندگی کا فیصلہ ہوگا"۔ سرخ نقاب پوش نے مڑ کر اپنے ساتھی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو باس انہیں ایم سی مشین کے حوالے کر دیجئے وہ ان کے لاشعور سے سب کچھ کھینچ کر باہر نکال لے گی"۔۔۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"مشین کی ضرورت تو تب ہو جب میں ان سے کچھ نہ پوچھ سکوں۔ یہ ابھی بتائیں گے"۔۔۔۔۔ باس نے کہا۔ اور اس نے مڑ کر ایک اور نقاب پوش کو اشارہ کیا۔ وہ نقاب پوش سر ہلاتا ہوا تیزی سے اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا ۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد وہ ایک چھوٹی سی ٹرالی کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس ٹرالی کے اوپر ایک مستطیل سی مشین رکھی ہوئی تھی ۔۔۔۔۔ اس مشین کا ڈیزائن ایسا تھا جیسے بڑا سا کمپیوٹر ہو۔ اس کے ساتھ دو لچھے دار تاریں لٹک رہی تھیں۔ جن کے آخری سرے پر دو چٹکیاں لگی ہوئی تھیں ۔۔۔۔۔ نقاب پوش نے مشین لا کر تنویر کے ساتھ رو کی۔ اور پھر اس نے ایک چٹکی تنویر کے ایک ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور دوسری چٹکی کرسی کے بازو پر رکھے ہوئے اس کے دوسرے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں پھنسا دی ۔۔۔۔۔ اس کے بعد اس نے ایک تار کا گچھا مشین کے اندر سے نکالا اور اسے کھول کر اس نے دیوار کی جڑ میں لگے ہوئے بجلی کے پلگ سے کنکٹ کر دیا۔

"آن کر دو"۔۔۔۔۔ باس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

اور مشین کے ساتھ کھڑے ہوئے نقاب پوش نے مشین پر

لگے ہوئے سرخ رنگ کے ہینڈل کو جھٹکا دے کر نیچے کی طرف کر دیا ــــــ تنویر سمیت سب لوگ گردنیں موڑ کر اس ساری کارروائی کو دیکھ رہے تھے۔ تنویر کا چہرہ سپاٹ تھا۔ اس پر کوئی تاثر موجود نہ تھا۔

"ان مشینی شعبدوں سے تم فاسٹ ڈیتھ سے کچھ نہیں اگلوا سکتے" ہینڈل نیچے ہوتے ہی تنویر نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ تم میں کتنا دم خم ہے" ــــــ باس نے طنزیہ انداز میں کہا۔

مشین کے درمیان میں موجود ڈائل پر سرخ رنگ کی باریک سوئی ہینڈل کے دبتے ہی تیزی سے مخالف سمت کی طرف بڑھنے لگی تھی ــــــ اور مشین میں سے زوں زوں کی ہلکی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ڈائل کے عین درمیان میں ہندسوں کے درمیان ایک سرخ رنگ کی لمبی سی لکیر عموداً موجود تھی ــــــ سوئی جیسے ہی اس نشان پر پہنچی۔ اچانک کمرے میں تنویر کی زوردار چیخ گونج اٹھی ــــــ اس کی چیخ سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کند چھری سے اُسے ذبح کیا جا رہا ہو۔ اس نشان پر پہنچنے کے بعد سوئی کی رفتار گو آہستہ ہو گئی تھی ــــــ لیکن وہ آگے بڑھتی ضرور تھی۔ اور تنویر کا چہرہ یک لخت بُری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں باہر کو اُبل آئی تھیں ــــــ اور یوں لگتا تھا جیسے اس کی جان دردناک عذاب کی گرفت میں آ گئی ہو۔ جیسے جیسے سوئی آگے بڑھتی جا رہی تھی تنویر کے حلق سے نکلنے والی چیخوں نے جیسے

چھت کو اٹھانا شروع کر دیا۔ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی ــــــ اور تنویر کے باقی ساتھیوں نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔

"بتاؤ ــــــ ورنہ ابھی تمہارے جسم کی ایک ایک رگ ٹوٹ جائے گی" ــــــ باس نے چیختے ہوئے کہا۔

"روک دو ــــــ میں بتاتی ہوں ــــــ روک دو اسے" اچانک جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔

اور باس نے جلدی سے ہاتھ اونچا کیا تو نقاب پوش نے بجلی کی سی تیزی سے ہینڈل کو اونچا کر دیا ــــــ اور سرخ رنگ کی سوئی تیزی سے واپس پہلے ہندسے پر پہنچ گئی۔ تنویر کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں ــــــ خوفناک تکلیف کے اچانک بند ہو جانے کی وجہ سے اس کے اعصاب اور ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے ــــــ اور وہ نیم بے ہوش سا ہو گیا تھا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔ البتہ اس کے چہرے کا رنگ معمول پر آتا جا رہا تھا۔

"بتاؤ ــــــ اس عمارت کا کلیو کہاں سے حاصل کیا۔ ورنہ اس بار تمہاری باری ہو گی" ــــــ باس نے جولیا سے مخاطب ہو کر کرخت لہجے میں کہا۔

"ہمیں کرنل ہمیرخ کے اڈے سے ایک کارڈ ملا تھا جو عبرانی زبان میں تھا ــــــ اس پر اس عمارت کا پتہ اور فون نمبر لکھا ہوا تھا۔ اور ساتھ ہی الیف۔ ڈی بھی لکھا ہوا تھا۔ اس لئے ہم سمجھ گئے کہ یہی الیف۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر ہو گا" ــــــ جولیا نے

سچ بات بتادی۔

"ہوں ــــ تو یہ حماقت کرنل ہمیرخ سے ہوئی۔ اور اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ تمہارا تعلق واقعی فاسٹ ڈیتھ سے ہے۔ کیوں کہ کرنل ہمیرخ نے یہی بتایا تھا" ــــ باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ بہرحال اب تمہاری موت مقدر ہو چکی ہے۔ لیکن لڑکی تم نے چوں کہ سچ بتا دیا ہے اس لئے تمہارے ساتھ یہ رعایت کی جاسکتی ہے کہ تمہیں آسان موت مارا جائے باقی اس لیڈر کی موت یقیناً دردناک ہوگی ــــ اور تمہارے باقی ساتھیوں کی بھی" ــــ باس نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔

"اس لڑکی کی دونوں آنکھیں نکال دو اور زبان کاٹ ڈالو۔ اسے ہاں ــــ اس کے دونوں ہاتھ بھی کلائی تک کٹ جانے چاہئیں۔ تاکہ یہ کسی کو لکھ کر بھی کچھ نہ بتا سکے ــــ زخموں پر تیزاب ڈال کر انہیں جلا دینا تاکہ یہ فوری طور پر خون نکل جانے کی وجہ سے نہ مر جائے ــــ اور پھر اسے کسی سڑک پر چھوڑ دینا۔ یہ اس کے ساتھ یہی آسانی کر سکتے ہیں۔ اور باقی لوگوں کے جسم کی بڑی بڑی ہڈیاں توڑ ڈالو ــــ آنکھیں نکال دو اور زبانیں کاٹ ڈالو۔ اور پھر ان کو کوڑے کے ڈھیروں پہ پھینکوا دو۔ تاکہ یہ سسک سسک کر آخر کار دم توڑ دیں ــــ یہی ان کا انجام ہو سکتا ہے" ــــ باس نے اپنے ساتھیوں سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ــــ اس قدر لمبی کارروائی کی کیا ضرورت ہے مشین گنوں سے ان کے جسم چھلنی کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال دیتے ہیں" ــــ رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں ــــ پھر تو ان کی تنظیم کے نام کے مطابق ان کی موت فاسٹ ڈیتھ ہو جائے گی۔ میں فاسٹ ڈیتھ کی بجائے سلو ڈیتھ کا قائل ہوں" ــــ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یس باس ــــ حکم کی تعمیل ہو گی" ــــ باقی نقاب پوشوں نے کھڑے ہو کر کہا۔

"میں ذرا کرنل ہمیرخ سے بات کر لوں۔ آخر اس نے اتنی بڑی حماقت کیوں کی ــــ میں اس کی شکایت اعلیٰ حکام تک پہنچاؤں گا" ــــ باس نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔

"ان کی سزا میرے ذمہ رہی۔ آپ لوگ دوسرے کام نمٹا سکتے ہیں" ــــ رابرٹ نے باقی ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے ــــ اعتراض بھی تم ہی کر رہے تھے۔ اس لئے تم پر عمل درآمد بھی تم ہی کرو" ــــ باقی نقاب پوشوں نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ سارے ایک ایک کر کے دروازے سے باہر نکل گئے ــــ وہ نقاب پوش جو ٹرالی لے کر آیا تھا۔ اس نے چٹکیاں

تنویر کی انگلیوں سے علیحدہ کیں اور پھر مشین کا کنکشن پلگ سے علیحدہ کر کے وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا۔

"میں نے تو کوشش کی تھی کہ تمہیں آسان موت میسر ہو، لیکن تمہاری قسمت ہی خراب ہے ــــــ بہرحال اب مجبوری ہے" ــــــ رابرٹ نے اپنے ساتھیوں کے جانے کے بعد ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم مسلمان ہیں مسٹر رابرٹ ــــــ اور ہمارا عقیدہ ہے کہ موت اور زندگی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ تم لوگوں کے ہاتھوں میں کچھ نہیں ــــــ بہرحال تم سے جو ہو سکتا ہے تم کر لو۔ اگر ہمارے جسم مفلوج نہ ہوتے تو کم از کم یہ حسرت تو دل میں نہ رہتی کہ ہم اس طرح بے بسی کے عالم میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن اب مجبوری ہے" ــــــ صفدر نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ ــــــ بڑا زعم ہے تم لوگوں کو اپنے جسم پر" ــــــ رابرٹ نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اور پھر مڑ کر وہ کمرے کے ایک کونے میں رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا ــــــ اس نے رسیور اٹھایا۔ اور پھر ڈائل پر ابھرے ہوئے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔

"رابرٹ سپیکنگ ــــــ بلیو روم میں موجود سات افراد کو بلیک روم میں پہنچانے کا بندوبست کرو۔ جلدی" رابرٹ نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ کھڑا ہو گیا۔

"یہ لڑکی بڑی خوب صورت ہے ــــــ کاش مجھے اس کے ساتھ ایک رات گزارنے کا موقع مل جاتا" ــــــ رابرٹ نے اب شیطانی انداز میں جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور جولیا نے اس کے جواب میں انتہائی نفرت آمیز انداز میں فرش پر تھوک دیا۔

"اوہ ــــــ تمہاری یہ جرأت کہ تم میری بات کا یہ جواب دو۔ اب میں اپنی حسرت ضرور پوری کروں گا ــــــ یہ میرا چیلنج ہے" ــــــ رابرٹ نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا سات لمبے تڑنگے افراد اندر داخل ہوئے ــــــ انہوں نے آگے بڑھ کر کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تنویر اور اس کے ساتھیوں کو آٹے کے بوروں کی طرح اٹھا کر کاندھوں پر لادا ــــــ اور کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ رابرٹ ان کے آخر میں تھا۔

مختلف راہ داریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک لفٹ کے ذریعے عمارت کے نیچے بنے ہوئے ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے ــــــ یہ کمرہ شاید اذیت گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ کیوں کہ اس کمرے کی دیواروں کے ساتھ بڑے بڑے خوفناک قسم کے چاقو، چھرے، کھانڈے سجاوٹ کے انداز میں لٹکے ہوئے تھے ــــــ اور ایک دیوار کے ساتھ اذیت دینے والی مشین بھی موجود تھی۔

"انہیں فرش پر لٹا دو اور جیکی کو یہاں بھیج دو تاکہ ان پر کام شروع کیا جا سکے" ـــــ رابرٹ نے کہا۔ اور تنویر اور اس کے ساتھیوں کو فرش پر پھینک دیا گیا۔ اور انہیں لے آنے والے مڑ کر باہر چلے گئے ـــــ وہ سب خاموش ہونٹ بھینچے پڑے ہوئے تھے۔ اس بار وہ واقعی بے بس ہو کر رہ گئے تھے۔ ان کا پورا جسم بے حس تھا ـــــ وہ کسی قسم کی کوئی مدافعت کر ہی نہ سکتے تھے۔

چند ہی لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم سانڈ نما آدمی اندر داخل ہوا ـــــ اس کا سر چھوٹا اور جسم بے تحاشا پھیلا ہوا تھا۔ اس نے تیز سرخ رنگ کی ایک بنیان اور جینز پہنی ہوئی تھی۔ بنیان کے سامنے کے رخ پر موت کا نشان ایک کھوپڑی اور دو ہڈیاں موجود تھا ـــــ اس کی چھوٹی چھوٹی کرنجی آنکھیں فرش پر پڑے ہوئے تنویر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر سانپ کی طرح چمکنے لگیں۔

"حکم جناب ـــــ ان کا کیا کرنا ہے" ـــــ جیکی نے بھیڑیئے کے سے انداز میں دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"چیف باس نے ان پر سلو ڈیتھ کا حکم جاری کیا ہے۔ اس لڑکی کی دونوں آنکھیں نکالنی ہیں۔ زبان کاٹنی ہے ـــــ اور دونوں ہاتھ کلائیوں تک کاٹ کر زخموں پر تیزاب ڈال کر جلا دینا ہے ـــــ اور باقی لوگوں کی آنکھیں نکالنی ہیں۔ زبانیں کاٹنی ہیں اور جسم کی تمام بڑی بڑی ہڈیاں توڑ ڈالنی ہیں"

رابرٹ نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہو ـــــ ہو ـــــ باس کا شکریہ ـــــ یہ تو بڑی دلچسپ سزا ہے۔ جیکی کے مطلب کا کام۔ آپ فکر نہ کریں۔ حکم کی پوری طرح تعمیل ہو گی" ـــــ جیکی نے یوں ہنستے ہوئے کہا جیسے کسی بچے کو اس کا من پسند کھلونا مل گیا ہو ـــــ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ انتہا درجے کا اذیت پسند واقع ہوا ہے۔ اسی لئے وہ اس ہولناک منظر کے تصور سے ہی لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"ایک بات ہے جیکی ـــــ اس لڑکی سے میں کچھ لطف اندوز ہونا چاہتا ہوں۔ کیا اس کا انتظام ہو سکتا ہے" ـــــ رابرٹ نے جیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جیسے آپ حکم فرمائیں سر ـــــ میں اس کی سزا کو آخر میں رکھ دیتا ہوں۔ جب تک میں ان چھ آدمیوں کی ہڈیاں توڑوں آپ اس لڑکی کے ساتھ جو چاہیں سلوک کرتے رہیئے ـــــ ویسے بھی ان چھ افراد کی چیخوں کے درمیان لطف کچھ اور بھی بڑھ جائے گا" ـــــ جیکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لیکن اس کا جسم تو مفلوج ہے۔ یہ تو لاش ہے" رابرٹ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ یہ بات تو ہے ـــــ لیکن جناب ـــــ میرے پاس تو ایسی کوئی دوا نہیں ہے۔ جس سے اس کی مفلوجیت دور کی جا سکے" ـــــ جیکی نے جواب دیا۔

"دوا انٹی سیلیم تو چیف باس کے دفتر میں ہے۔ اور وہاں سے

لے آنی ناممکن ۔۔۔ چلو حسرت ہی سہی ۔ ذبح کرو ۔ تم اپنا کام شروع کرو" ۔۔۔ رابرٹ نے چند لمحے سوچنے کے بعد اپنا ارادہ ترک کرتے ہوئے کہا ۔

"ایک صورت اور ہے ۔ اگر آپ پسند کریں"
جیکی نے کہا ۔

"وہ کون سی صورت ہے" ۔۔۔ رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

"آپ جانتے ہیں کہ اعصابی نظام کو سمجھنے کا میں دنیا بھر میں ماہر تسلیم کیا جاتا ہوں ۔۔۔ اگر اس لڑکی کے دائیں پنڈلی کے اندر موجود ایک رگ کو چیر دیا جائے تو مفلوج اعصاب حرکت میں لائے جا سکتے ہیں ۔۔۔ لیکن اس سے پنڈلی پر خاصا بڑا زخم ہو جائے گا ۔ جس میں سے نکلنے والے خون کو دوا سے روکنا پڑے گا اور اس میں خاصا وقت لگ سکتا ہے ۔۔۔ تقریباً آدھا گھنٹہ ۔ اور دوسری بات یہ کہ اس لڑکی کو شدید تکلیف ہو گی ۔ کیا آپ اس کو تکلیف میں تڑپتا ہوا پسند فرمائیں گے" ۔۔۔ جیکی نے کہا ۔

"تمہارا مطلب ہے یہ لڑکی پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپے گی" ۔۔۔ رابرٹ نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا ۔

"بالکل جناب ۔۔۔ بالکل یہی کیفیت ہو گی اس کی"
جیکی نے دانت نکالتے ہوئے جواب دیا ۔

"اوہ ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ یہ تو انتہائی پر لطف سچوئشن ہو گی ۔

نان دار اور سنسنی خیز" ۔۔۔ رابرٹ نے پرجوش لہجے میں کہا ۔
اس کی آنکھوں میں مزید چمک ابھر آئی تھی ۔

"سنو رابرٹ ۔۔۔ اگر تم نے ہماری ساتھی کی عزت پامال کرنے کی کوشش کی تو تمہارا انجام عبرت ناک ہو گا ۔۔۔ انتہائی عبرت ناک" ۔۔۔ اچانک تنویر نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا ۔

"تم ۔۔۔ تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو ۔ احمق آدمی تمہاری یہ بولتی ہوئی زبان ابھی بند کر دی جائے گی ۔ لیکن میں تمہاری آنکھیں سب سے آخر میں نکلواؤں گا ۔۔۔ تاکہ تم اپنی آنکھوں سے اس لڑکی کا تماشا دیکھ سکو" ۔۔۔ رابرٹ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا ۔

"بکواس بند کرو رابرٹ ۔۔۔ تم بزدل ہو کمینگی کی حد تک بزدل ۔ کسی بے بس کے ساتھ اس قسم کا سلوک بزدلی اور کمینگی کی انتہا ہے" ۔۔۔ اچانک صفدر نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا ۔

"اوہ ۔۔۔ تو یہ مینڈک بھی ٹرانے لگا ہے ۔ جیکی ۔۔۔ پہلے ان کی زبانیں کاٹ ڈالو" ۔۔۔ رابرٹ نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا ۔

"باس ۔۔۔ میں تو حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں ۔ لیکن اس طرح یہ چیخنے سے بھی معذور ہو جائیں گے ۔ یہ زبانیں کٹ جانے کے بعد لاشوں کی طرح پڑے اپنے [illegible] رہیں گے ۔

اس طرح سارا لطف ہی غارت ہو جائے گا۔۔۔۔۔ جیکی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ رابرٹ کوئی جواب دیتا۔ اچانک کمرے کے کونے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ اور رابرٹ نے تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس باس۔۔۔۔۔ رابرٹ بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ رابرٹ نے دوسری طرف سے کچھ سنتے ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔۔۔۔۔ جیکی بلیک روم میں پہنچ گیا ہے۔ آپ کے حکم کی تعمیل بس اب شروع ہونے والی ہے۔ ہم کارروائی کا آغاز کرنے ہی والے تھے کہ آپ کا فون آگیا باس"۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔۔۔ میں جلدی نمٹا کر آپ کے پاس پہنچ جاؤں گا"۔۔۔۔۔ رابرٹ نے دوسری طرف سے بات سن کر جواب دیا اور پھر ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"چلو جیکی۔۔۔۔۔ تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔ پہلے اس لڑکی کی مفلوجیت دور کر دو۔ اور پھر اسے میرے حوالے کر کے تم اپنی کارروائی کا آغاز کر دو۔۔۔۔۔ باس بھی پوچھ رہا تھا ابھی"۔ رابرٹ نے جیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔۔۔ ابھی لو"۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا۔ اور تیزی سے کمرے کی دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف

بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے کچھ تلاش کرنے لگا۔ چند لمحے تلاش کرنے کے بعد اس نے الماری بند کر دی۔

"اوہ باس۔۔۔۔۔ اس میں رسی موجود نہیں۔ وہ مجھے سٹور سے لانی پڑے گی"۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا۔

"رسی۔۔۔۔۔ رسی کا کیا کرنا ہے"۔۔۔۔۔ رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔۔۔۔۔ اس لڑکی کے ہاتھ اور پیر باندھنے پڑیں گے ایسا نہ ہو کہ مفلوجیت ختم ہوتے ہی یہ ہمارے لئے مصیبت بن جائے"۔ جیکی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ پھر جلد آؤ۔ پہلے بھی کافی دیر ہو گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ باس خود ہی یہاں پہنچ جائے"۔ رابرٹ نے بے چین لہجے میں کہا۔

"ابھی لایا باس"۔۔۔۔۔ جیکی نے کہا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہاری تنظیم میں کیا حیثیت ہے مسٹر رابرٹ"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

"میری حیثیت۔۔۔۔۔ کیوں۔۔۔۔۔ تمہیں میری حیثیت سے کیا دلچسپی پیدا ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔ رابرٹ نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم میری بات کا جواب دو۔ بعد میں وضاحت بھی کر دوں

گا۔" —— کیپٹن شکیل نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری بات کا جواب دینے پر مجبور نہیں ہوں اور شاید تم آنے والی تکلیف سے اپنے ذہن کو ہٹانے کے لئے ایسی بے مقصد باتیں کر رہے ہو۔" —— رابرٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم ہم سے اتنے خوف زدہ آخر کیوں ہو۔ ہماری حالت تو تم دیکھ رہے ہو —— اس کے باوجود بھی تم خوف زدہ ہو۔" کیپٹن شکیل نے دوسرے انداز سے وار کرتے ہوئے کہا۔

"خوف زدہ —— اور رابرٹ —— ہا —— ہا —— ہم کسی سے خوف زدہ نہیں ہوتے۔ اور تمہاری تو حیثیت ہی کچھ نہیں۔ میں ایف۔ ڈی کا ڈائریکٹر ہوں۔" —— رابرٹ نے ساتھ ہی جواب بھی دے دیا۔

"باس کا کیا نام ہے۔" —— کیپٹن شکیل نے دوسرا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے ابھی گونگا اور اندھا تو ہو ہی جانا ہے۔ اس لئے بتا دینے میں کوئی حرج بھی نہیں —— سنو —— ایف۔ ڈی اسرائیل کی انتہائی ٹاپ رینک تنظیم ہے۔ یہ ایسی تنظیم ہے جس کی لغت میں ناکامی کا لفظ سرے سے لکھا ہی نہیں گیا —— کرنل چارلس ایف۔ ڈی کا چیف باس ہے۔ اور ہم چار افراد ڈائریکٹران ہیں۔ ہمارے شعبے الگ الگ ہیں —— میرا نام رابرٹ ہے۔ میرے باقی تین ساتھی ڈائریکٹران کا نام کالمرج۔ ہیرس اور آرنلڈ ہے۔

بس یا اور بھی کچھ پوچھنا ہے۔" —— رابرٹ نے بڑے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"یہ تمہارا باس کیا نفسیاتی مریض ہے۔ ورنہ عام طور پر تو مخالفوں کو گولی مار دی جاتی ہے —— لیکن اس نے ہمارے ساتھ نیا ہی سلوک کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔" —— کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نفسیاتی مریض —— اوہ نہیں —— وہ بھی تمہیں گولی مار دیتا۔ لیکن اس کے نئے فیصلے کا مطلب جہاں تک میں سمجھا ہوں صرف اتنا ہے کہ وہ یہاں کی حکومت پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہے کہ جس تنظیم کو حکومت نے ایف۔ ڈی کے مقابلے کے لئے خاص طور پر طلب کیا ہے ایف۔ ڈی نے اس کا کیا حشر کیا ہے۔ وہ عبرت کے طور پر تمہیں حکومت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔" —— رابرٹ نے جواب دیا۔

"یہ ریڈ آرمی بھی کیا ایف۔ ڈی کے تحت ہے۔"

کیپٹن شکیل یوں سوالات کر رہا تھا جیسے کوئی اخباری رپورٹر کوئی سنسنی خیز خبر نکالنے کے لئے کسی اہم شخصیت کا انٹرویو کر رہا ہو۔

"نہیں —— ایف۔ ڈی کا ریڈ آرمی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ علیحدہ تنظیم ہے۔" —— رابرٹ نے جواب دیا۔

"تو پھر وہ یہاں کیوں آئے ہیں —— کیا ان کا مشن علیحدہ ہے۔" —— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ارے نہیں ــــــ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں ہمارے خلاف کام کرنے آرہی ہے۔ چونکہ ریڈ آرمی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا چکی تھی ــــــ اس لئے باس نے مناسب سمجھا کہ ریڈ آرمی کو کال کر لیا جائے۔ تاکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے منتشی رہے اور الیف۔ ڈی بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا کام کرتی رہے ــــــ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بجائے آگئے تم جیسے حقیر چوہے جواب اپنے انجام تک پہنچنے کے لئے بے بس پڑے ہوئے ہیں" ــــــ رابرٹ نے استہزائیہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شکیل کوئی جواب دیتا۔ جیکی دوبارہ کمرے میں داخل ہوا ــــــ اس کے ہاتھ میں نائلون کی رسی کا گچھا موجود تھا۔

"تم نے بہت دیر لگا دی جیکی" ــــــ رابرٹ نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس ــــــ سٹور بند پڑا تھا۔ اُسے کھلوانا پڑا۔ اس لئے دیر ہو گئی۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں" ــــــ جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا جلدی کرو۔ اب مزید دیر قابل برداشت نہیں ہے" رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

اور جیکی سر ہلاتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے فرش پر پڑی ہوئی جولیا کو ایک ہاتھ سے یوں الٹا دیا جیسے

جولیا کوئی کھلونا ہو۔ پھر اس نے اس کے دونوں ہاتھ پشت پر کر کے کلائیوں کو رسی کی مدد سے باندھنا شروع کر دیا ــــــ جولیا کے دونوں ہاتھ یوں ڈھلکے تھے جیسے کسی لاش کے ہاتھ ہوں۔ سنجانے انہیں کون سی دوا دی گئی تھی کہ ان کے جسم مکمل طور پر فالج زدہ سے ہو کر رہ گئے تھے۔

تنویر اور اس کے ساتھی بڑی بے بسی کے عالم میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہے تھے ــــــ ہونٹ دانتوں سے کاٹ کاٹ کر ان کے ہونٹ زخمی ہو گئے تھے۔ اس بار واقعی وہ بے بس تھے۔ اور اب تنویر سمیت سب کو یہ خیال آرہا تھا کہ کاش اس موقع پر عمران ہوتا تو وہ یقیناً اس سچویشن کو کنٹرول کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی حل نکال لیتا ــــــ وہ تھا ہی ایسا شخص ــــــ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ انہوں نے خود ہی ایکسٹو سے کہہ کر اپنی کارکردگی شو کرنے کے لئے علیحدہ کام کرنے کے لئے کہا تھا ــــــ اور ان کی کارکردگی کا نتیجہ یہ نکل رہا تھا کہ وہ سب بے بس و مجبور ہو کر ایسے سنگ دل دشمنوں کے رحم و کرم پر پڑے تھے کہ جو نہ صرف ان کا عبرتناک حشر کرنے والا تھا ــــــ بلکہ جولیا کی عزت بھی شدید ترین خطرے میں تھی اور وہ جو دوسروں کی عزت کی خاطر جان لڑا دیا کرتے تھے آج احتجاج کرنے کے بھی قابل نہ رہے تھے۔

جیکی نے جولیا کے ہاتھ پشت پر باندھنے کے بعد اسے سیدھا کیا ــــــ اور پھر اس کی ٹانگیں بھی اس نے باندھ دیں۔

"رک جاؤ ۔۔۔۔ میں کہتا ہوں رک جاؤ"۔۔۔۔ اچانک تنویر نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

مگر اسی لمحے جیکی نے گھوم کر پوری قوت سے اس کے جبڑے پر لات ماری اور تنویر کے حلق سے چیخ سی نکل گئی۔

"خاموش پڑے رہو کتے ۔۔۔۔ بھونکنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ جیکی نے دہاڑتے ہوئے کہا۔

تنویر کا منہ لات کھانے سے گھوم گیا تھا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں موجود نفرت یک لخت الاؤ میں تبدیل ہو گئی۔

"تم کتے کے بچے ہو ۔۔۔۔ تم کتے کی اولاد ہو ۔۔۔۔ جیکی کتے، کاش میں ٹھیک ہوتا"۔۔۔۔ تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"چھوڑو اسے ۔۔۔۔ تم اپنا کام کرو"۔۔۔۔ رابرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیکی سر ہلاتا ہوا ایک دیوار کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔۔ اس نے دیوار سے لٹکے ہوئے ایک بڑے سے چھرے کو ہک سے اتارا اور چھرے کی تیز دھار پہ انگلی پھیرتا ہوا جولیا کی طرف بڑھا۔

اور عین اسی لمحے دروازہ کھلا اور جیکی اور رابرٹ دونوں چونک پڑے ۔۔۔۔ دروازے پر سرخ نقاب پہنے چیف باس کھڑا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ ابھی تک کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اور اس لڑکی کو باندھا کیوں گیا ہے"۔۔۔۔ چیف باس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ باس ۔۔۔۔ اس لڑکی کی ہڈیاں نہیں توڑنی تھیں۔ صرف آنکھیں نکالنی تھیں۔ زبان کاٹنی تھی اور ہاتھ کلائیوں سے جدا کرنے تھے ۔۔۔۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اسے باندھ دیا جائے"۔ رابرٹ نے بوکھلا کر کہا۔

"یہ کتے کا بچہ جھوٹ بول رہا ہے۔ یہ ہماری ساتھی کی عزت پامال کرنا چاہتا تھا"۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔ تو یہ بات ہے، رابرٹ ۔۔۔۔ تمہاری یہ عادت غلط ہے۔ جو تمہیں حکم دیا گیا ہے تم صرف اس کی تعمیل کرو"۔ چیف باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔۔ بہتر باس ۔۔۔۔ جیکی ۔۔۔۔ چلو ایک سرے سے شروع ہو جاؤ۔ پہلے ان کی ہڈیاں توڑ دو"۔۔۔۔ رابرٹ نے جلدی سے جیکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ۔۔۔۔ بہتر باس"۔۔۔۔ جیکی نے جلدی سے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر دوبارہ اسی دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے لوہے کا ایک بہت بڑا گرز نما ہتھوڑا ہک سے اتارا ۔۔۔۔ اور ایک ہاتھ میں خنجر اور دوسرے ہاتھ میں ہتھوڑا لئے وہ تیزی سے تنویر کی طرف بڑھا ۔۔۔۔ کیونکہ ترتیب کے لحاظ سے تنویر کا نمبر پہلا تھا۔ تنویر نے آنکھیں بند کر لیں، اور ظاہر ہے اس کے سوا وہ اور کر بھی کیا سکتا تھا۔

جیکی نے تنویر کے قریب پہنچ کر خنجر اور ہتھوڑا ایک طرف رکھا۔ اور پھر جھک کر اس نے تنویر کے جسم کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر

سیدھا کیا۔ اور پھر وہ ہتھوڑا اٹھا کر اس کے دستے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر سر سے اونچا کیا ـــــ اس وقت وہ تنویر کی دونوں ٹانگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔

رابرٹ اور چیف باس خاموش کھڑے یہ کارروائی دیکھ رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں اشتیاق کی چمک تھی ـــــ جیسے ابھی کوئی تماشا ہونے والا ہو۔

جیکی کے ہاتھ تیزی سے نیچے کی طرف آئے اور پھر کمرہ زبردست دھماکے اور خوفناک چیخ سے گونج اٹھا ـــــ روح کی گہرائیوں سے نکلنے والی دردناک چیخ۔

دروازے پر دستک ہوتے ہی عمران نے دروازہ کھول دیا۔ اور ٹائیگر اچھل کر اندر آ گیا ـــــ عمران نے دروازہ بند کر کے کنڈی چڑھا دی۔

"کوئی تمہارے تعاقب میں تو نہیں تھا" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں جناب ـــــ میرا تعاقب کس نے کرنا ہے" ـــــ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور پھر دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے عمارت کے اندرونی کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"وہ ٹرانسمیٹر کیچر کہاں ہے ـــــ مجھے دو" ـــــ عمران نے کمرے میں پہنچتے ہی کہا جہاں رام داس کی لاش بدستور موجود تھی۔

"یہ لیجئے" ـــــ ٹائیگر نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"اوکے ——— تم تینوں ایسا کرو کہ مختلف سمتوں پہ جا کر نگرانی کرو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ خطرہ ابھی دور نہیں ہوا۔ میں اس کال اور بی۔ دن بٹن کی کارکردگی کو ذرا اطمینان سے چیک کر لوں"۔ عمران نے ایک طرف رکھا ہوا اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔

اور وہ تینوں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔ عمران نے اپنا بیگ اٹھایا ——— اور پھر ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے بیگ کھول کر اس کی تہہ میں رکھا ہوا ایک چھوٹا سا ریڈیو نما باکس نکالا ——— اور اس کا ایک خانہ کھول کر اس نے ٹائیگر کا لایا ہوا بی۔ دن ٹرانسمیٹر کسی کیسٹ کی طرح اس خانے میں ڈال دیا۔ اور پھر خانہ بند کر کے اس نے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے اس باکس کی ایک سطح کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی ——— اب سکرین پہ شہر کا ایک تفصیلی نقشہ چمکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو سکرین پہ سرخ رنگ کا ایک نقطہ چمکا اور تیزی سے شمال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران غور سے اس نقطے کو دیکھ رہا تھا ——— چند لمحوں بعد شمال میں ایک جگہ پہنچ کر وہ نقطہ رک گیا۔ اور پھر وہیں رک کر جلنے بجھنے لگا۔ اس کے ساتھ ہی اس باکس سے ایک آواز ابھری۔

"ہیلو ہیلو میجر ہیرس کالنگ چیف اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ قدرے مؤدبانہ تھا۔

اور عمران میجر ہیرس کا نام سن کر ہی بے اختیار سر ہلانے لگا۔ وہ اس شخص کو اچھی طرح جانتا تھا ——— کیوں کہ یہ ریڈ آرمی کا سب

سے خطرناک ایجنٹ تھا اور اسرائیل میں مشن کے دوران اس نے انتہائی ذہانت سے اُسے کور کر لیا تھا۔

"یس ——— کرنل ہمیرخ اٹنڈنگ اوور" ——— ایک اور آواز سنائی دی۔

اور عمران نے پُرمسرت نظروں سے سکرین پہ جلتے بجھتے نقطے کو دیکھا ——— اس نقطے کا مطلب تھا کہ یہاں کال کرنل ہمیرخ رسیو کر رہا ہے۔ جس پوائنٹ پہ نقطہ جل بجھ رہا تھا۔ یہ ذیشان کالونی تھی ——— لیکن اس میں چوں کہ کوٹھیوں کی تفصیل نہ دی گئی تھی۔ اس لیے صرف ذیشان کالونی کا ہی پتہ چل سکتا تھا۔ بہرحال یہ بھی ایک اہم کلیو تھا ——— بعد میں ذیشان کالونی کی نگرانی کر کے کرنل ہمیرخ کے اڈے کو بھی ٹریس کیا جا سکتا تھا۔

"باس ——— الیف۔ ڈی کا چھاپہ ناکام رہا ہے۔ کوٹھی خالی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی شاید پہلے ہی نگرانی سے باخبر ہو کر کسی خفیہ راستے سے نکل گئے تھے" ——— میجر ہیرس کی آواز سنائی دی۔ اور یہ عمران کے لئے نیا انکشاف تھا کہ میجر ہیرس بھی اس سے باخبر تھا ——— حالاں کہ جس شخص کو اس نے تعاقب میں دیکھا تھا وہ کسی صورت میں بھی میجر ہیرس نہ ہو سکتا تھا۔ پھر الیف۔ ڈی کے چھاپہ سے تو یہی مطلب نکلتا تھا کہ الیف۔ ڈی اور ریڈ آرمی علیحدہ علیحدہ کام کر رہی ہیں اور ریڈ آرمی الیف۔ ڈی کی نگرانی کر رہی ہے۔

"مجھے پہلے سے ہی معلوم تھا کہ عمران آسانی سے تر نوالہ نہیں ہے۔

بہرحال اب ہم نے اُسے بھی ڈھونڈھنا ہے اور فاسٹ ڈیتھ کو بھی ——— اس کے لئے تم نے کیا سوچا ہے اوور"

کرنل ہمیرخ نے کہا۔

اور عمران فاسٹ ڈیتھ کا نام سن کر چونک پڑا۔ فاسٹ ڈیتھ یعنی ایف۔ڈی ——— اس کا ذہن اُلجھ سا گیا۔ کہ کیا ریڈ آرمی کو بھی ایف۔ڈی کا علم نہیں ہے یا یہ فاسٹ ڈیتھ کوئی علیحدہ تنظیم ہے ——— اور اُسی لمحے اُسے خیال آیا کہ میجر ہیرس نے پہلے صرف ایف۔ڈی کہا ہے اور اب ایف۔ڈی کی بجائے اس نے فاسٹ ڈیتھ کا باقاعدہ نام لیا ہے ——— اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ایف۔ڈی اور فاسٹ ڈیتھ علیحدہ علیحدہ تنظیمیں ہیں۔ اور اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا۔ اُسے خیال آ گیا تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھی بھی تو یہاں آئے ہوئے ہیں ——— کہیں انہوں نے تو اپنا نام فاسٹ ڈیتھ نہیں رکھ لیا۔ بہرحال یہ سوچنے کے لئے ابھی کافی وقت پڑا تھا۔

"باس ——— اب یہی ہو سکتا ہے کہ ہم شہر میں گھومیں پھریں۔ عمران کہیں نہ کہیں تو نظر آئے گا یا اس کے وہ دیو ہیکل ساتھی ——— وہ تو بہرحال آسانی سے نہیں چھپ سکتے اوور"

میجر ہیرس نے کہا اور عمران کے لبوں پہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ٹھیک ہے ——— ویسے تم کچھ دیر وہاں رکنا۔ عمران بے حد کائیاں آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے وہ عارضی طور پہ کہیں چھپا ہوا ہو اور ریڈ ختم ہونے کے بعد سامنے آ جائے ——— بس پانچ دس

منٹ دیکھ لینا اوور" ——— کرنل ہمیرخ نے میجر ہیرس کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

اور عمران دل ہی دل میں کرنل ہمیرخ کی ذہانت کو داد دینے لگا۔ کیوں کہ اس کا خیال ہی تھا کہ یہاں سے فارغ ہو کر وہ واپس اُسی کوٹھی میں جائے گا ——— کیوں کہ ایک بار ریڈ ناکام ہونے کے بعد وہ جگہ سب سے زیادہ محفوظ ہو گئی تھی۔

"ٹھیک ہے باس ——— میں انتظار کر لیتا ہوں اوور"

میجر ہیرس کی آواز سنائی دی۔

"اوور اینڈ آل" ——— کرنل ہمیرخ نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی نہ صرف باکس سے آواز نکلنی بند ہو گئی۔ بلکہ وہ جلتا بجھتا ہوا نقطہ بھی سکرین سے غائب ہو گیا ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پہلے والے بٹن کو دوبارہ پریس کیا۔ اور پھر باکس کی پچھلی طرف ہاتھ لے جا کر اس نے وہاں موجود ایک اور بٹن دبا دیا ——— دوسرے لمحے سکرین پہ سبز رنگ کا ایک نقطہ تیزی سے چمکنے لگا۔ یہ بی۔ دن پوائنٹ کو ظاہر کر رہا تھا۔ عمران غور سے اس نقطے کی جگہ کو دیکھنے لگا ——— یہ نقطہ جس جگہ چمک رہا تھا وہ علاقہ مست نگر تھا۔ شہر کی ایک پرانی آبادی ——— عمران نے نقشے میں اس نقطے کے چمکنے کی پوزیشن کو خاص طور پر چیک کیا۔ اور پھر ہاتھ بڑھا کر باکس کی دوسری طرف موجود بٹن آف کر دیا۔ اور باکس سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے بیگ میں رکھا ——— اور باکس کو بھی واپس بیگ میں رکھنے لگا کہ اچانک دوڑتے ہوئے

قدموں کی آوازیں کمرے کی طرف آتی دکھائی دیں۔ اور عمران چونک پڑا۔

"باس ۔۔۔ چند آدمیوں نے کوٹھی کو گھیر رکھا ہے۔ وہ شاید حملہ کرنا چاہتے ہیں" ۔۔۔ دروازے میں موجود ٹائیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ تو تم کسی کو بہرحال پیچھے لگا لائے" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ پھر تیزی سے اٹھ کر باہر کی طرف لپکا۔

ٹائیگر آگے دوڑ گیا تھا۔ اُسی لمحے عمارت کی عقبی سمت سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں ۔۔۔ اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا ۔۔۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی طاقت ور بم پھینکا گیا ہو۔ اُسی لمحے عمارت کی اندرونی سائیڈ سے بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

اور عمران جو برآمدے میں پہنچ چکا تھا بغل میں لٹکی ہوئی مشین گن نکال کر تیزی سے اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں چڑھتا گیا۔ اس کے پیروں میں جیسے بجلی دوڑ رہی تھی ۔۔۔ چند ہی لمحوں میں وہ اوپر والی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ فائرنگ اور دھماکوں کی آوازوں میں اب لمحہ بہ لمحہ شدت آتی جا رہی تھی ۔۔۔ عمران جھکے جھکے انداز میں چھت کی عقبی منڈیر کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ منڈیر تک پہنچتا۔ اس کے کانوں میں ایک تیز چیخ گونجی ۔۔۔ اور عمران چیخ سے ہی سمجھ گیا کہ یہ ٹائیگر کے حلق سے نکلی ہے بے اختیار اس نے آگے کی طرف اونچا ہو کر

نیچے دیکھنا چاہا۔ اس کا خیال یہی تھا کہ کسی کو اوپر دیکھنے کا خیال بھی نہ آئے گا ۔۔۔ لیکن جیسے ہی اس کا نصف جسم منڈیر سے آگے کی طرف جھکا۔ سائیں کی تیز آواز سے کوئی گرم گرم سلاخ عمران کے بائیں کاندھے میں گھسی اور عمران کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ اس نے جلدی سے دونوں ہاتھ منڈیر پر رکھ کر اپنے آپ کو سنبھالنا چاہا ۔۔۔ لیکن اچانک دھکا کچھ اس انداز میں لگا تھا کہ وہ اپنے آپ کو فوری طور پر سنبھال نہ سکا اور دوسرے لمحے وہ سر کے بل قلابازیاں کھاتا ہوا دوسری منزل سے نیچے گرنے لگا۔ اُسی لمحے ۔۔۔ نیچے سے ایک اور چیخ سنائی دی ۔۔۔ اور پھر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ عمران نے آدھے راستے میں ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا ۔۔۔ اور پھر پیرا ٹروپنگ کے سے انداز میں اس نے نیچے گرتے ہی قلابازی کھائی اور ایک اونچی سی باڑ کے پیچھے جا گرا ۔۔۔ اُسی لمحے ایک گولی سائیں کی آواز سے اس کے بالوں کے بالکل قریب سے نکل گئی۔ اس نے اس کی حدت کو پوری طرح اپنے سر پر محسوس کیا تھا ۔۔۔ مشین گن ابھی تک عمران کے ہاتھوں میں تھی۔ کاندھے سے البتہ خون تیزی سے بہہ رہا تھا اور درد کی ایک تیز لہر پورے جسم میں بجلی کی رو کی طرح مسلسل دوڑ رہی تھی۔

نیچے گرتے ہوئے عمران نے سچوئشن دیکھ لی تھی۔ عقبی دیوار آدھی سے زیادہ گر چکی تھی ۔۔۔ اُسے شاید بم سے اڑا دیا گیا تھا۔ اس کے ساتھی عمارت کے ساتھ باڑ کے پیچھے چھپے ہوئے تھے۔

جب کہ حملہ آوروں میں سے دو زمین پر پڑے تھے اور دو دیوار کے ساتھ والی باڑ کے پیچھے تھے ——— دونوں اطراف سے مسلسل گولیاں چل رہی تھیں۔ وہ سب جگہیں بدل بدل کر فائرنگ کر رہے تھے۔

عمران صرف ایک لمحے کے لئے وہاں رکا دوسرے لمحے اس نے مشین گن سیدھی کی اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ کی تیز آواز کے ساتھ ہی دیوار کے نیچے باڑ میں سے ایک تیز چیخ برآمد ہوئی۔ اور وہیں سے کوئی گرا ——— لیکن دوسرے لمحے عمران کی سائیڈ والی باڑ سے بھی چیخ سنائی دی۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا تھا اور عمارت کی عقبی دیوار کے پرخچے اڑ گئے ——— شاید اس پر بم پھینکا گیا تھا۔ اور اڑتی ہوئی اینٹوں نے اس کے کسی ساتھی کو چھاپ لیا تھا ——— عمران نے بڑی پھرتی سے جگہ بدلی اور ایک بار پھر دوسری سائیڈ میں نال کو رکھ کر ٹریگر دبایا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر ایک طرف جا گرا ——— اس بار وہ بال بال بچا تھا۔ کیوں کہ دوسری طرف سے ایک چھوٹا سا راکٹ ٹھیک اس کی مشین گن کی نال سے ٹکرایا تھا ——— اور نہ صرف مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی بلکہ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور عمارت کا ایک حصہ اندر کی طرف دب گیا ——— عمران نے ایک لمبی چھلانگ لگائی۔ لیکن اس کی چھلانگ اونچائی کی بجائے لمبائی کے انداز میں تھی ——— اور وہ بم پھٹنے والی جگہ سے کافی دور باڑ کے پیچھے گرا۔ اسی لمحے اُسے اپنے ایک اور ساتھی کی

چیخ سنائی دی اور پھر عقبی عمارت کی سائیڈ سے فائرنگ رک گئی۔ اب صرف دوسری طرف سے فائرنگ ہو رہی تھی ——— اور فائرنگ کرنے والا انتہائی تیز رفتاری سے جگہ بدل رہا تھا۔ عمران اس کی حیرت انگیز پھرتی اور مستعدی سے بے حد متاثر تھا ——— لیکن وہ جس جگہ گرا تھا وہاں چپکا پڑا رہا۔ اُسے معلوم تھا کہ مخالف سمت سے یہی سمجھا جائے گا کہ وہ سب ختم ہو چکے ہیں ——— اس لئے لازماً کوئی باہر آئے گا اور عمران کا خیال درست ثابت ہوا۔

چند لمحے فائرنگ ہوتی رہی پھر چند لمحوں کے لئے خاموشی طاری ہو گئی ——— شاید دوسری طرف موجود آدمی سچوئشن کو سمجھ رہا تھا۔ اور پھر ایک لمبا تڑنگا آدمی بڑے محتاط انداز میں باڑ کے پیچھے سے نکلا ——— اس کے ہاتھ میں ڈبل گن تھی۔ جس میں سے راکٹ بھی چھوڑے جا سکتے تھے اور اُسے مشین گن کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔

باہر نکل کر وہ چند لمحے تیزی سے ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر دوڑتا ہوا اس طرف کو آیا جہاں پہلے عمران موجود تھا ——— اور جہاں اس نے راکٹ مارا تھا۔

پھر جیسے ہی وہ اس باڑ کے قریب آیا۔ عمران اچانک اپنی جگہ سے اچھلا اور تقریباً اڑتا ہوا اس آدمی پر آ گرا ——— لیکن وہ آدمی کچھ ضرورت سے زیادہ ہی ہوشیار تھا۔ وہ انتہائی تیزی سے گھوما۔ اور عمران عین اس کے قدموں میں زمین پر منہ کے بل گرا ——— اس آدمی نے گھومتے ہی ڈبل گن کو سیدھا کیا لیکن

عمران نے نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے اس آدمی کے سینے پر پڑے اور وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا پشت کے بل زمین پر گرا ــــــ اور عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ مگر وہ آدمی بھی عمران جیسی پھرتی سے اچھل کر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا ــــــ البتہ اچانک دھکا لگنے سے ڈبل گن اس کے ہاتھوں سے نکل گئی تھی۔ اب وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔ عمران کے بائیں کاندھے سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔

"ارے آپ ــــــ واہ کمال ہے"ــــــ اچانک عمران نے یوں مسکراتے ہوئے اپنا ہاتھ بڑھایا جیسے بہت پرانے دوست سے سالوں بعد اچانک ملاقات ہو گئی ہو ــــــ اور عمران کے اس اچانک فقرے نے مقابل میں کھڑے نوجوان کو ایک لمحے کے لئے حرکت کرنے سے معذور کر دیا ــــــ شاید یہ فقرہ اور انداز اس کی توقع کے سراسر خلاف تھا۔ اور پھر یہی لمحہ اس پر بھاری پڑ گیا۔ کیونکہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک زوردار جھٹکا دیا اور وہ نوجوان اس کے سر کے اوپر سے گھومتا ہوا عمارت کی عقبی دیوار سے جا ٹکرایا ــــــ لیکن دوسرا لمحہ عمران کے لئے بھی حیرت انگیز ثابت ہوا۔ کیونکہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے کی بجائے وہ نوجوان حیرت انگیز طور پر کسی توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اچھل کر واپس عمران سے آ ٹکرایا ــــــ اور وہ دونوں ہی گھاس پر گرے۔ ظاہر ہے عمران نیچے تھا اور وہ نوجوان اس کے اوپر ــــــ نیچے گرتے ہی اس نوجوان کے دونوں گھٹنے تیزی سے جڑے اور عمران کو یوں محسوس

ہوا جیسے اس کی دونوں طرف کی پسلیوں نے اچانک اپنی جگہ چھوڑ دی ہو ــــــ ایک لمحے کے لئے اس کا سانس رکا لیکن دوسرے لمحے اس نے جھٹکا دے کر اپنا سر پوری قوت سے اپنے اوپر جھکے ہوئے نوجوان کے چہرے پر مارا ــــــ اور نوجوان گھوم کر سائیڈ کے بل زمین پر گرا۔ عمران کا جسم پرکار کی طرح گھوما اور اس کی ایک لات پوری قوت سے پہلو کے بل گرتے ہوئے نوجوان کے سینے پر پڑی ــــــ اور نوجوان ایک لمحے کے لئے ہوا میں اچھلا اور پھر دھم سے زمین پر گر پڑا۔ ضرب خاص دل کے مقام پر اس قدر بھرپور قوت سے پڑی تھی کہ ٹھوس جسم اور بے پناہ قوت کا مالک نوجوان حریف اسے سہار نہ سکا اور بے ہوش ہو گیا ــــــ عمران اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اسے دور سے پولیس گاڑیوں کے سائرنوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے اس طرف لپکا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے ــــــ اور پھر یہ دیکھ کر اس نے دانت بھینچ لئے کہ ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا تینوں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کے پیٹ میں اور جوزف اور جوانا کے سینوں میں گولیوں کے کئی نشانات تھے ــــــ عمران نے جلدی سے ان کی نبضیں چیک کیں۔ وہ موت کی سرحدوں کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جہاں وہ پڑے تھے وہاں ارد گرد خون تالاب کی صورت میں اکٹھا ہو رہا تھا ــــــ عمران خود زخمی تھا۔ لیکن اب صورت حال خاصی تشویش ناک ہو چکی تھی۔ ادھر پولیس آ رہی تھی اور ادھر اس کے ساتھی موت کے منہ میں جا رہے تھے ــــــ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا اس گٹر کے دہانے

پر پہنچا۔ جہاں سے وہ نکل کر اس کوٹھی میں آئے تھے۔ اس نے گٹر کا ڈھکن ایک طرف کیا اور پھر واپس دوڑتا ہوا آیا ـــــ اور جوانا کو جو گٹر سے سب سے زیادہ فاصلے پر پڑا تھا اٹھا کر دائیں کاندھے پر ڈال لیا ـــــ دیو قامت جوانا کو اس نے یوں ایک جھٹکے سے اٹھا لیا تھا جیسے ورلڈ چیمپئن ویٹ لفٹر کسی ہلکے سے وزن کو اٹھا رہا ہو۔

اس کے ساتھ ہی وہ بھاگ کر گٹر کے دہانے پر آیا۔ اس نے جوانا کو کاندھوں سے پکڑ کر نیچے لٹکایا ـــــ اور پھر ایک مخصوص انداز میں اُسے جھٹکا دے کر چھوڑ دیا۔ ہلکا سا دھماکہ ہوا اور جوانا پہلو کے بل نیچے سرنگ کے فرش پر گرا ـــــ عمران واپس آیا اور اس بار اس نے جوزف کو اٹھا کر اُسے اسی طرح نیچے لٹکا کر پھینک دیا۔ اس کی پھرتی اور تیزی اس وقت قابل دید تھی۔ اگر چاہتا تو ایک کو گھسیٹ کر بھی دہانے تک لے جاتا ـــــ کیوں کہ گھاس کی وجہ سے گھسیٹنے سے خراشیں نہ آتی تھیں۔ لیکن اس طرح یہی گھاس ان کا پتہ دے دیتی۔ اور گٹر تک گھسیٹنے کا نشان صاف نظر آنے لگ جاتا

سائرن اب کافی نزدیک آ چکے تھے۔ جوزف کو پھینک کر وہ واپس آیا اور اس بار اس نے ٹائیگر کو اٹھا کر ایک کندھے پر لادا اور اس نوجوان کو جس سے وہ لڑتا رہا تھا اٹھا کر اپنے زخمی کاندھے پر ڈالا اور گٹر کی طرف دوڑ لگا دی ـــــ ٹائیگر کو نیچے پھینک کر وہ حریف نوجوان کو اٹھائے سیڑھیاں اترنے لگا۔ حریف نوجوان کو

اس نے اس لئے نیچے نہ پھینکا تھا کہ اس طرح وہ نیچے پڑے ہوئے جوزف۔ جوانا یا ٹائیگر میں سے کسی ایک پہ جا کر گرتا ـــــ اور جس پہ گرتا کم از کم وہ لازماً مدت کی سرحد میں داخل ہو جاتا نیچے اتر کر اس نے جلدی سے اس نوجوان کو ایک طرف لٹایا ـــــ اور پھر دوبارہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آ گیا۔ اب سائرن کوٹھی کے سامنے کی سمت بالکل سر پہ سنائی دینے لگے تھے ـــــ عمران گٹر سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا عمارت کی سائیڈ میں سے ہوتا ہوا عمارت کے اندر داخل ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ اس کمرے میں موجود تھا جس میں اس کا بیگ موجود تھا ـــــ اس نے بیگ اٹھایا اور اس بار وہ بھاگ کر سامنے کے راستے جانے کی بجائے کمرے میں موجود کھڑکی کی طرف بڑھا ـــــ اس نے پھرتی سے کھڑکی کھولی۔ کھڑکی کی دوسری طرف چوں کہ لوہے کی جالی موجود نہ تھی اس لئے وہ آسانی سے دوسری طرف کود گیا ـــــ پہلے چوں کہ کھڑکی اندر سے بند تھی اس لئے اُسے گھوم کر سامنے کے رخ سے آنا پڑا تھا۔ نیچے کودتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے بھاگا ـــــ اور پھر گٹر کی سیڑھیاں اتر کر اس نے بیگ کو اپنی ٹانگوں میں دبایا اور پاس پڑے ہوئے گٹر کے دہانے کو کھینچ کر منہ پر اچھی طرح جما دیا ـــــ اور شاید چند لمحوں کا ہی فرق پڑا تھا۔ کیوں کہ اُسی لمحے اُسے قریب سے بھاگتے دوڑتے بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگی تھیں۔ پولیس شاید عقبی سمت سے گھوم کر اندر آ گئی تھی۔

عمران آہستہ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ذہن میں تھا کہ اگر کسی ذہین پولیس آفیسر نے گٹر کا ڈھکن اٹھا کر اندر جھانک لیا تو وہ پھنس جائے گا ۔۔۔۔ اس لئے نیچے اترتے ہی اس نے ایک طرف ہٹ کر بیگ رکھا۔ اور ایک بار پھر ان سب کو اٹھا کر باری باری دہانے سے کافی فاصلے پر جا کر لٹا دیا ۔۔۔۔ اب وہ محفوظ تھے۔ عمران انہیں ایک طرف لٹا کر دوڑتا ہوا سرنگ میں آگے بڑھتا گیا۔ اس کے ساتھی جاں بلب تھے اور عمران نے فوراً ان کے لئے کچھ کرنا تھا ۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس دہانے پر پہنچ گیا جو پہلی کوٹھی میں نکلتا تھا۔ جس پر الیف۔ ڈی نے۔ بڑے کرکے اسے تباہ کر دیا تھا۔ عمران گٹر سے باہر نکل آیا ۔۔۔۔ یہ کوٹھی اسی طرح تباہ شدہ حالت میں پڑی تھی۔ البتہ ایک سائیڈ پر بنا ہوا باتھ روم محفوظ حالت میں تھا ۔۔۔۔ عمران اس باتھ روم میں داخل ہوا۔ اور اندر داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں چمک اٹھیں اسے وہاں پلاسٹک کی ایک بڑی بالٹی پڑی ہوئی نظر آ گئی۔ جس میں پانی بھرا ہوا تھا ۔۔۔۔ ساتھ ہی اس نے ٹشو کلینگ پیپر کا پورا فیتہ اتار لیا۔ اور پھر فیتہ اور بالٹی اٹھائے وہ واپس دہانے پر آیا۔ فیتہ اس نے نیچے پھینکا اور پھر بالٹی اٹھا کر وہ نیچے اتر آیا ۔۔۔۔ دہانہ ایک بار پھر اس نے بند کر دیا۔

ساتھیوں کے زخم دھونے اور بینڈیج کے لئے پانی کی انتہائی ضرورت تھی۔ اس لئے وہ بالٹی لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا ۔۔۔۔ اس نے اپنا بیگ اٹھا کر اس کے نیچے لگی ہوئی زپ کھولی۔ یہ مخصوص خانہ تھا۔ جس میں اس نے فرسٹ ایڈ کا سامان انتہائی ایمرجنسی کے لئے رکھا ہوا تھا ۔۔۔۔ سامان باہر نکال کر وہ سب سے پہلے ٹائیگر پر جھکا۔ اس نے پانی کی مدد سے زخم صاف کیا۔ اور پھر تیز چاقو کی مدد سے اس نے بڑی مہارت سے اس کی ناف کے گرد اندر موجود تین گولیاں باہر نکال لیں ۔۔۔۔ گولیاں زیادہ گہری نہ گئی تھیں۔ شاید جھٹکا لگنے کی وجہ سے اس کے اعصاب تن گئے تھے ۔۔۔۔ اور اسی وجہ سے گولیوں کو مزید گہرائی میں جانے سے روک دیا تھا۔ بہرحال زخم خاصا خطرناک تھا۔ اس نے گولیاں نکال کر زخم پر بیگ سے نکالی ہوئی کریم لگائی۔ جس سے زخم جلد ہی مندمل ہو جاتا تھا۔ اور انفیکشن نہیں ہوتا ۔۔۔۔ اس کے اوپر اس نے ٹشو کلینگ پیپر کی دو تین پٹیاں کر دیں۔ اب اس ٹشو پیپر کے سوا اس کے پاس اس وقت اور کچھ نہ تھا ۔۔۔۔ ویسے اصولاً ٹائیگر کو خون کی ضرورت تھی۔ لیکن ظاہر ہے اس سرنگ میں وہ خون منتقل کرنے کا سامان کہاں سے لاتا۔ جو کچھ اس نے کیا تھا۔ وہی اتنا تھا کہ شاید عام آدمی اس بارے میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ ٹائیگر کے بعد وہ جوزف کی طرف متوجہ ہوا ۔۔۔۔ جوزف کے سینے میں دو گولیاں موجود تھیں۔ ایک تو پسلی کی ہڈی کے قریب تھی اور دوسری اوپر گوشت میں ہی رک گئی تھی ۔۔۔۔ عمران نے پوری توجہ اور مہارت سے دونوں گولیاں نکال لیں۔ جوزف کے سخت جسم کی وجہ سے گولیاں خطرناک ثابت نہ ہوئی تھیں، ورنہ عام آدمی ہوتا تو ایک گولی لازماً آگے بڑھ کر دل میں گھس جاتی اور

اس کے بعد شاید اُسے دوسرا سانس لینے کی بھی مہلت نہ ملتی۔ جوزف کی بینڈیج کرنے کے بعد سب سے آخر میں وہ جوانا کی طرف بڑھا۔ جوانا کی نبض بتا رہی تھی کہ وہ اپنی بے پناہ قوت مدافعت اور ٹھوس جسم کی وجہ سے ان سب سے بہتر حالت میں ہے ——— اس کے سینے کے گوشت میں ہی چار گولیاں موجود تھیں۔ جو عمران نے نکال کر اس کی بینڈیج بھی کر دی۔

ان سے فارغ ہو کر وہ اپنے زخم کی طرف متوجہ ہوا۔ گولی صرف گوشت پھاڑ کر سائیڈ سے نکل گئی تھی ——— عمران نے زخم دھو کر اس پر بھی بینڈیج کر دی۔ اس دوران اس کی توجہ اس نوجوان حریف پر تھی ——— کیوں کہ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ ہوش میں نہ آجائے۔ لیکن اُسے کچھ ایسی چوٹ لگی تھی کہ اُسے ہوش ہی نہ آ رہا تھا۔

عمران سرنگ کی دیوار سے پشت لگائے چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ اس پر کیا جانے والا حملہ بے حد زوردار اور شدید تھا۔ حملہ آوروں نے واقعی کمال دلیری مہارت اور بے جگری کا ثبوت دیا تھا ——— لیکن وہ تعداد میں بھی تھوڑے سے تھے۔ اسی لئے جلد ختم ہو گئے۔

چند لمحے آرام کرنے کے بعد عمران اٹھا اور فرش پر پڑے ہوئے اس نوجوان کی طرف بڑھ گیا ——— اس نے اس کے لباس کی تلاشی لی۔ لیکن لباس میں سے کوئی خاص چیز برآمد نہ ہوئی اب عمران سوچ رہا تھا کہ یہاں سے نکل کر فوری طور پر کہاں جائے۔

ٹھکانے تو کئی اس کی نظروں میں تھے۔ لیکن مسئلہ تھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ لے جانے کا ——— اچانک اس کے کانوں میں ایک کراہ سی سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ یہ کراہ اس نوجوان حریف کے حلق سے نکلی تھی ——— وہ شاید ہوش میں آ رہا تھا۔ عمران اٹھ کر تیزی سے اس کی طرف لپکا۔ اور دوسرے لمحے اس نے جھک کر مخصوص انداز میں اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو ہک کی صورت میں موڑ کر نوجوان کی کنپٹی پر ضرب لگائی ——— اور نوجوان کا جسم تڑپ کر ایک بار پھر ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی نبض پکڑ کر دیکھی۔ اور پھر طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا ——— نوجوان ایک بار پھر گہری بے ہوشی کی وادی میں داخل ہو چکا تھا۔ نبض بتا رہی تھی کہ اب کم از کم ایک گھنٹے تک وہ ہوش میں نہیں آ سکتا۔

عمران ایک بار پھر واپس پہلی کوٹھی کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ دہانے سے باہر آ کر وہ سائیڈ کی دیوار سے ہوتا ہوا کوٹھی کی ٹوٹی ہوئی سامنے والی دیوار سے نکل کر باہر سڑک پر آ گیا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ اس طرف بڑھ گیا جہاں جنرل پارکنگ موجود تھی ——— اس کی کار تو کوٹھی کے ساتھ ہی بموں سے تباہ ہو چکی تھی۔ اور اب اُسے ایک طاقتور اور چوڑی باڈی کی کار چاہیئے تھی۔ تاکہ اپنے ساتھیوں کو وہاں سے نکال کر لے جا سکے۔ جنرل پارکنگ میں پہنچتے ہی اس کی نظریں ایک طرف کھڑی ہوئی بلنڈ اور ریڈ پر پڑی ——— اس پر کچھ گرد سی نظر آ رہی تھی۔ اس کا

مطلب تھا کہ وہ کئی دنوں سے وہاں کھڑی ہے۔ عمران جانتا تھا کہ لوگ اکثر پارکنگ میں اپنی گاڑیاں کھڑی کر کے باہر چلے جاتے ہیں ـــــ ان کا خیال ہوتا ہے کہ خالی کوٹھیوں کی نسبت پارکنگ میں ان کی گاڑیاں زیادہ محفوظ رہتی ہیں۔ عمران تیزی سے اس لینڈ اوور کی طرف بڑھا ـــــ لینڈ اوور کے دروازے بند تھے۔ لیکن کار کا بند دروازہ کھولنا عمران کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ چنانچہ پتلی سی تار کی مدد سے چند ہی لمحوں میں وہ اس کا دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گیا ـــــ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ پارکنگ کا چوکیدار شاید کیفے میں گیا ہوا تھا۔ یا پھر وہ بھی انسانی تجسس کی خاطر اسی کوٹھی میں گیا ہو گا جہاں عمران اور اس نوجوان حریف کے ساتھیوں کی لڑائی ہوئی تھی۔ اور جہاں اب پولیس موجود تھی۔ عمران سیٹ پر بیٹھا ـــــ اور پھر ماسٹر کی سے اگنیشن کو بھی چالو کر دیا۔ عمران نے لینڈ روور سٹارٹ کی اور اس کی نظریں پیٹرول گیج پر جم گئیں ـــــ پیٹرول ٹینک آدھا بھرا ہوا تھا۔ عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلایا اور لینڈ اوور کو بڑے اطمینان سے چلاتا ہوا پارکنگ سے باہر آ گیا ـــــ اس نے اُسے براہِ راست تباہ شدہ کوٹھی میں لے جانے کی بجائے سائیڈ روڈ پر لے جا کر اس جگہ کھڑا کر دیا جہاں کوٹھی کی سائیڈ دیوار کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو کر ٹوٹا ہوا تھا ـــــ لینڈ اوور سے اتر کر وہ اسی سوراخ کے ذریعے دوبارہ کوٹھی میں داخل ہوا اور پھر گٹر میں اتر کر اس نے بڑی احتیاط سے ٹائیگر کو اٹھایا اور باہر لا کر اس نے لینڈ اوور کی

پچھلی سیٹ پر لٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے باری باری جوزف جوانا اور اس نوجوان حریف کو بھی گٹر سے نکالا اور لینڈ اوور میں لٹا دیا ـــــ سائیڈ روڈ ہونے کی وجہ سے اس طرف ٹریفک بالکل نہ تھی۔ اس لئے وہ اطمینان سے اپنا کام کرتا رہا۔ اور کسی قسم کی کوئی مداخلت نہ ہوئی ـــــ اب عمران کے چہرے پر مکمل اطمینان تھا۔ بیگ وہ آخری پھیرے میں ساتھ اٹھا کر لے آیا تھا۔ البتہ باکس اور فیتہ وہیں پڑے رہ گئے تھے ـــــ عمران نے لینڈ اوور کو بیک کیا اور پھر مین روڈ پر آ کر وہ اسے چوک کی طرف دوڑاتا گیا۔ کالونی سے کافی فاصلے پر آ کر اس نے ایک پبلک بوتھ کے پاس لینڈ اوور روکی اور نیچے اتر کر فون بوتھ میں داخل ہو گیا ـــــ اس نے سکے ڈال کر نمبر گھمائے اور پھر رسیور کو پکڑ کر شیشے سے باہر کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیفے آر گو" ـــــ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"نادر سے بات کراؤ ـــــ پرنس آف ڈھمپ سپیکنگ"۔ عمران نے کہا۔

"یس سر ـــــ ہولڈ کیجئے" ـــــ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ انداز میں کہا گیا۔

"ہیلو ـــــ پرنس میں نادر بول رہا ہوں۔ آپ ٹھیک تو ہیں مجھے بڑی تشویش تھی۔ کوٹھی پر ریڈ ہوا جب وہ ناکام ہو گیا تو میں سمجھ گیا کہ آپ لنک کوٹھی میں چلے گئے ہوں گے۔ لیکن ابھی

ابھی لنک کوٹھی سے واپس آیا ہوں۔ وہاں زبردست جنگ ہوئی ہے۔ تین لاشیں ملی ہیں ——— لیکن وہاں جگہ جگہ اتنا خون پھیلا ہوا ہے کہ لگتا ہے کہ ان تین کے علاوہ بھی دس بارہ آدمی ہلاک نہیں تو زخمی ضرور ہوئے ہیں ——— لیکن پولیس حیران تھی کہ وہ زخمی بالاشیں غائب تھیں۔ پولیس نے پوری کوٹھی کی تلاشی لی۔ اردگرد کی گلیاں چیک کیں ——— لیکن خون کے دھبے صرف گھاس تک ہی محدود تھے۔ باہر نہ گئے تھے۔ آپ بخیریت ہیں ناں ——— ارے ہاں ——— کوٹھی کے اندر سے سیکرٹری وزارت خارجہ رام داس کی لاش بھی ملی ہے۔ ان کی گردن توڑی گئی ہے " ——— نادر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

" انہوں نے وہ لنک سرنگ چیک کی تھی " ——— عمران نے پوچھا۔

" اوہ ——— تو آپ لنک سرنگ میں اتر گئے تھے ——— بہت خوب ——— ایک پولیس آفیسر نے ڈھکن اٹھا کر جھانکا تھا۔ لیکن اول تو اسے کچھ نظر نہ آیا ہوگا۔ دوسرا وہ اسے گٹر سمجھ کر نظرانداز کر گیا ہوگا ——— بہرحال حکم فرمائیے " ——— نادر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" تم وہاں کیسے پہنچے تھے " ——— عمران نے پوچھا۔

" اوہ پرنس ——— میں کالونی سے گزر رہا تھا کہ پولیس کی گاڑیوں کو سائرن بجاتے ہوئے میں نے لنک کوٹھی کی طرف جاتے دیکھا تو میں چونک پڑا ——— میں نے سوچا کہ شاید آپ کو میری مدد

کی ضرورت ہو تو میں وہاں پہنچ گیا۔ پولیس آفیسر میرا دوست تھا اس لئے میں اندر چلا گیا ——— ابھی ابھی وہاں سے واپس پہنچا ہوں " نادر نے جواب دیا۔

" پولیس نے کیا نتیجہ نکالا ہے " ——— عمران نے پوچھا۔

" وہی الیف۔ ڈی کا چکر ——— کیوں کہ جو لاشیں ملی ہیں ۔ وہ غیر ملکی افراد کی ہیں۔ اس لئے یہی سمجھا گیا ہے کہ یہاں دو گروپوں کے درمیان لڑائی ہوئی ——— ایک گروپ دوسرے کو ختم کر کے نکل گیا " ——— نادر نے جواب دیا۔

" اس کوٹھی کی ملکیت وغیرہ کے بارے میں تفتیش تو نہیں کی گئی " عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" اوہ نہیں پرنس ——— ویسے آپ بے فکر رہیں۔ ملکیت کے سلسلے میں ہم سامنے نہیں آ سکتے۔ میں نے پختہ بندوبست کئے ہوئے ہیں " ——— نادر عمران کا مقصد سمجھ گیا تھا۔

" او کے ——— اب میری بات سنو۔ میرے ساتھی خاصے زخمی ہیں۔ میں نے اسی سرنگ میں ہی آپریشن کر کے گولیاں نکال دی ہیں ——— لیکن انہیں فوری طور پر کسی ڈاکٹر اور خون کی ضرورت پڑے گی۔ اس لئے کسی ڈاکٹر اور خون وغیرہ کا بندوبست کرو۔ اور کوئی محفوظ اڈہ اور ایک کار بھی چاہئے ——— تمہاری پہلی کار تو ختم ہو گئی۔ سارا بل اکٹھا ہی ادا ہو جائے گا " ——— عمران نے کہا۔

" اوہ ——— بل کی بات چھوڑیں پرنس ——— مجھے تو آپ کی خدمت کر کے دلی مسرت ہوتی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کے ساتھی زخمی

ہیں اور میں خواہ مخواہ اتنی دیر بکواس کرتا رہا۔ آپ کہاں سے فون کر رہے ہیں " ۔۔۔۔ نادر نے تیز لہجے میں کہا۔

" میں راول سٹریٹ کے پبلک فون بوتھ نمبر تھری سکس سے بات کر رہا ہوں۔ ہم لینڈ اوور میں ہیں " ۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔۔ میرے آدمی وہاں ابھی پہنچ رہے ہیں۔ وہ آپ کو ہمراہ لے جائیں گے۔ ایک پرائیویٹ ہسپتال میں آپ کے ساتھیوں کو معیاری طبی امداد ملے گی اور اڈہ بھی اور کار بھی۔ سب کچھ ۔۔۔۔ بس چند منٹ انتظار کیجئے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ ورنہ خواہ مخواہ کوڈ وغیرہ کے چکر میں وقت ضائع ہو گا " ۔۔۔۔ نادر نے کہا۔

" ٹھیک ہے ۔۔۔۔ جلدی سے آ جاؤ۔ گاڑیاں لیتے آنا۔ لینڈ اوور چوری کی ہے۔ میں اسے یہیں چھوڑنا چاہتا ہوں " ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" او۔ کے ۔۔۔۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ پانچ چھ منٹ میں " ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اطمینان بھرے انداز میں فون بوتھ کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

کیپٹن تمیزی کو کرنل شریف کی موت کے بعد فوری طور پر ترقی دے کر سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا گیا تھا۔ اور اسے خاص طور پر یہ ہدایت کی گئی تھی کہ اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کام کر کے الیف۔ ڈی کو بے نقاب کرنا ہے ۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی خود بھی جانتا تھا کہ اس وقت اہم مسئلہ الیف۔ ڈی کا ہی بنا ہوا ہے۔

اس وقت وہ اپنے دفتر میں بیٹھا ایک ممبر کی طرف سے بھیجی ہوئی رپورٹ کا مطالعہ کر رہا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" یس ۔۔۔۔ تمیزی سپیکنگ " ۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے رسیور اٹھا کر باوقار لہجے میں کہا۔

" باس ۔۔۔۔ میں جعفری بول رہا ہوں۔ الیف۔ ڈی کے

دو گروپوں میں گلشن کالونی میں زبردست جنگ ہوئی ہے۔ پولیس وہاں پہنچی ——— اور وہاں سے غیر ملکیوں کی تین لاشیں ملی ہیں۔ باقی کوٹھی کے عقبی لان میں جگہ جگہ اس قدر خون پھیلا ہوا ہے کہ لگتا ہے کہ دس بارہ آدمی مزید ہلاک ہوئے ہیں یا شاید زخمی ہوئے ہیں۔ لیکن نہ ہی ان کی لاشیں ملی ہیں اور نہ ہی وہ زخمی ——— لیکن باس میں نے ان کا کھوج نکال لیا ہے۔ ایک مقامی نوجوان نے چار زخمیوں کو ایک لینڈ اوور میں ڈال کر راول روڈ پر لے گیا وہاں سے اس نے پبلک فون بوتھ سے کسی کو فون کیا ——— اور تھوڑی دیر بعد وہاں دو کاریں اور ایک اسٹیشن ویگن پہنچ گئی۔ اور پھر ان زخمیوں کو اس ویگن میں ڈال کر لے جایا گیا ——— میں نے ان کا تعاقب کرنے کی کوشش کی لیکن میرے موٹر سائیکل کا پٹرول اچانک ختم ہو گیا اور وہ لوگ نکل گئے ——— لیکن باس ——— میں نے ان میں سے ایک آدمی کو پہچان لیا ہے۔ وہ کیفے آرگو کا مشہور غنڈہ نادر ہے ——— جعفر نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ان زخمیوں کو کہاں سے اٹھایا گیا تھا" ——— کیپٹن تمیزی نے پوچھا۔

"باس ——— جب پولیس واپس چلی گئی تو میں اپنا موٹر سائیکل لینے کے لئے جنرل پارکنگ میں گیا۔ وہاں میں نے ایک نوجوان کو جس کے بائیں کاندھے پر عجیب سی پٹی بندھی ہوئی تھی ——— ایک لینڈ اوور کے پاس مشکوک انداز میں دیکھا۔ میں اس کی طرف سے مشکوک ہو گیا ——— کیوں کہ پٹی مخصوص بینڈیج کی بجائے ٹشو ٹیپ

پیپر سے کی گئی تھی جو بڑی عجیب لگ رہی تھی۔ چنانچہ میں نے انتہائی احتیاط سے اس کا تعاقب کیا ——— وہ نوجوان لینڈ اوور لے کر اس کوٹھی کی سائیڈ میں گیا جسے پہلے بموں سے تباہ کر دیا گیا تھا۔ مگر وہ بعد ازاں پولیس کو مکمل طور پر خالی ملی تھی۔ میں ایک طرف چھپ کر چیک کرتا رہا۔ میں نے دیکھا باس کہ وہ نوجوان ایک گٹر کا دہانہ کھول کر نیچے اترا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک آدمی کو کاندھے پر اٹھا کر باہر آیا وہ آدمی بے ہوش تھا ——— اور اُسے بھی اسی طرح ٹشو ٹیپ پیپر کی بینڈیج کی گئی تھی اس نے اس آدمی کو لینڈ اوور میں لٹایا۔ اور پھر دوبارہ گٹر میں اتر گیا ——— اس طرح اس نے تین اور افراد کو باہر نکالا۔ آخری بار اس کے ہاتھ میں ایک بیگ بھی تھا۔ آخری آدمی غیر ملکی تھا وہ ان کا ساتھی لگتا تھا۔ جن کی لاشیں پولیس کو پچھلی کوٹھی سے ملی تھیں ——— اور وہ زخمی بھی نہ تھا صرف بے ہوش تھا۔ ان سب کو وہ نوجوان لینڈ اوور میں ڈال کر کالونی سے باہر نکل گیا ——— میں نے موٹر سائیکل پر اس کا تعاقب کیا۔ میں بے حد محتاط تھا۔ وہ وہاں سے سیدھے راول روڈ پر گئے اور پھر پبلک فون بوتھ پر لینڈ اوور روک کر اس نوجوان نے کسی کو فون کیا ——— میں کافی دور تھا۔ تاکہ انہیں شک نہ پڑ سکے تھوڑی دیر بعد وہاں سٹیشن ویگن اور دو کاریں پہنچ گئیں۔ وہ سب مقامی غنڈے تھے ——— زخمیوں کو ویگن میں منتقل کیا گیا۔ اور وہ نوجوان کار میں بیٹھ گیا۔ لینڈ اوور کو وہیں چھوڑ دیا گیا۔ میں نے پھر تعاقب کی کوشش کی لیکن اچانک پٹرول ختم ہو جانے کی

وجہ سے ممکن نہ ہوسکا۔ البتہ نادر کو میں نے بخوبی پہچان لیا ہے۔ وہ نوجوان نادر کے ساتھ ہی کار میں بیٹھا تھا"۔۔۔۔۔ جعفری نے مزید تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔۔۔۔۔ تم نے بے حد اہم کلیو حاصل کر لیا ہے جعفری۔ اگر تمہاری کارکردگی اسی طرح رہی تو میں تمہاری ترقی کی سفارش کروں گا۔۔۔۔۔ ان کاروں اور ویگن کے نمبر چیک کئے گئے"۔ کیپٹن تمیزی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"نو سر۔۔۔۔۔ میں کافی فاصلے پر تھا"۔۔۔۔۔ جعفری نے جواب دیا۔

"اوکے۔۔۔۔۔ بہرحال نادر والا کلیو بہت اہم ہے۔ تم سیدھے کیفے آرگو پہنچو۔ میں بھی وہاں آرہا ہوں۔ اب نادر سب کچھ خود ہی بتلائے گا"۔۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اُسے واقعی اس کلیو پر بے پناہ مسرت ہو رہی تھی۔ کہ کام کو آگے بڑھانے کے لئے کوئی کلیو تو ملا۔۔۔۔۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ چاہے نادر کے جسم سے خون کا آخری قطرہ کیوں نہ نچوڑنا پڑا وہ اس سے ساری معلومات بہرحال اگلوا لے گا۔

کیپ پہن کر وہ تیزی سے دفتر سے باہر نکلا۔ اور پھر اپنی سرکاری کار میں بیٹھ کر ہیڈ کوارٹر سے باہر آگیا۔۔۔۔۔ اس کا رخ کیفے آرگو کی طرف ہی تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کیفے آرگو کے سامنے کار روک چکا تھا۔ باہر آکر اس نے ادھر ادھر دیکھا تو ایک ستون کی آڑ سے نکل کر

جعفری اس کی طرف بڑھا۔

"کیا پوزیشن ہے۔۔۔۔۔ نادر واپس آگیا ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے پوچھا۔

"ابھی چند لمحے پہلے پہنچا ہے۔ وہ دفتر میں ہوگا"۔۔۔۔۔ جعفری نے کہا۔ اور کیپٹن تمیزی سر ہلاتا ہوا کیفے کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"میں ساتھ آؤں جناب"۔۔۔۔۔ جعفری نے پوچھا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ ہاں آؤ"۔۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کیفے آرگو میں داخل ہو گئے۔۔۔۔۔ ہال نچلے درجے کے غنڈوں اور طوائفوں سے بھرا ہوا تھا۔ بدوضع قہقہے لگ رہے تھے۔ کیپٹن تمیزی چونکہ باقاعدہ یونیفارم میں تھا۔ اس لئے اس کے اندر داخل ہوتے ہی ہال میں یک لخت یوں خاموشی طاری ہوگئی جیسے ان سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔

کیپٹن تمیزی ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کی طرف توجہ دیئے بغیر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔۔۔۔۔ کاؤنٹر پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان کھڑا تھا۔ کیپٹن تمیزی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر ہلکی سی پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔۔۔۔۔ لیکن جلد ہی اس نے اپنا چہرہ سپاٹ کر لیا۔

"مجھے جانتے ہو"۔۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر بڑے پراسرار لہجے میں کہا۔

"لیس سر ـــــ آپ کیپٹن تمیزی ہیں۔ کرنل شریف صاحب کے اسسٹنٹ۔ سیکرٹ سروس میں ہیں آپ۔ آپ کو کون نہیں جانتا جناب "ـــــ کاؤنٹر مین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن صاف پتہ چل رہا تھا کہ مسکراہٹ اس نے زبردستی اپنے چہرے پر طاری کی ہے۔

"اب میں اسسٹنٹ نہیں ہوں۔ سیکرٹ سروس کا چیف ہوں سمجھے ـــــ میں چاہوں تو یہاں کھڑے کھڑے تمہارے پورے سیفے کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں "ـــــ کیپٹن تمیزی نے بڑے تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ آپ واقعی ایسا کر سکتے ہیں۔ بہرحال حکم فرمائیے "ـــــ کاؤنٹر مین نے واقعی مرعوب ہوتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے سیکرٹ سروس کا چیف بے پناہ اختیارات کا مالک ہو سکتا تھا۔

"نادر کہاں ہے "ـــــ کیپٹن تمیزی نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس اپنے دفتر میں ہیں جناب ـــــ کیا میں انہیں اطلاع کر دوں جناب "ـــــ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"ہاں ـــــ اُسے بتاؤ کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں"۔ کیپٹن تمیزی نے کہا۔

اور کاؤنٹر مین نے جلدی سے کاؤنٹر پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر دبا دیا۔

"لیس "ـــــ دوسری طرف سے نادر کی آواز سنائی دی۔

"جناب ـــــ شوکت بول رہا ہوں کاؤنٹر سے۔ سیکرٹ سروس کے چیف جناب کیپٹن تمیزی صاحب تشریف لائے ہیں وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں "ـــــ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے چیف کیپٹن تمیزی ـــــ وہ تو اسسٹنٹ ہیں "ـــــ نادر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب ـــــ اب وہ چیف ہیں "ـــــ شوکت نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے ـــــ انہیں میرے دفتر میں بھیج دو"۔ نادر نے جواب دیا۔

"بہتر باس "ـــــ شوکت نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"باس آپ کا دفتر میں انتظار کر رہے ہیں۔ آپ دائیں ہاتھ پر مڑ کر سیڑھیاں چڑھ جائیں اوپر باس کا دفتر ہے "۔ شوکت کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اُسے کہو یہاں آئے۔ وہ نواب بن کر اوپر بیٹھ گیا ہے۔ بلاؤ اُسے یہاں "ـــــ کیپٹن تمیزی کو غصہ آ گیا تھا۔

"بب ـــــ بہتر جناب "ـــــ کاؤنٹر مین نے کہا اور اس نے دوبارہ انٹرکام کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کیا۔

"باس ـــــ کیپٹن صاحب کہہ رہے ہیں کہ آپ خود نیچے آئیں"۔ شوکت کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا میں آ رہا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے نادر نے جواب دیا۔

اور شوکت نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اُسے خطرہ تھا کہ باس اکڑ جائے گا۔ اور پھر ایک مسئلہ کھڑا ہو جائے گا ـــــ اور باس نادر کی طبیعت بھی ایسی ہی تھی۔ وہ حد سے زیادہ اکھڑ مزاج واقع ہوا تھا۔ لیکن نجانے کیا بات تھی کہ وہ بڑی آسانی سے نیچے آنے پر مان گیا تھا۔

"باس آپ کے استقبال کے لئے آ رہے ہیں"

شوکت نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کیپٹن تمیزی سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کیپٹن تمیزی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد دائیں راہ داری سے ایک لمبے قد اور خاصے سڈول جسم کا نوجوان نمودار ہوا ـــــ اس کے دائیں گال پر زخم کا ایک طویل نشان تھا جو کان کے نچلے حصے سے لے کر گردن کے آخر تک چلا گیا تھا ـــــ اس نشان نے اس کے چہرے کو خاصا دہشت انگیز بنا دیا تھا۔ یہ نادر تھا۔ کیفے آرگو کا مالک۔

"ہیلو جناب کیپٹن صاحب ـــــ خوش آمدید ـــــ مجھے یہ خبر سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ چیف بن گئے ہیں"

نادر نے قریب آ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا ـــــ لیکن جواب میں کیپٹن تمیزی نے ہاتھ آگے نہ بڑھایا۔

"زیادہ بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں۔ مجھے تم سے کچھ معلومات چاہئیں ـــــ اگر اپنی اور اپنے کیفے کی خیریت چاہتے ہو تو سچ بتا دینا" ـــــ کیپٹن تمیزی نے بڑے نخوت بھرے اور سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور نادر نے مصافحے کے لئے آگے بڑھا ہوا اپنا ہاتھ ایک جھٹکے سے واپس کھینچ لیا ـــــ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ پڑ گیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ ہال میں موجود ہر شخص کی نظریں ان پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ اور کیپٹن تمیزی نے بداخلاقی کی انتہا کر دی۔

"جی فرمائیے ـــــ کیا پوچھنا چاہتے ہیں آپ" ـــــ نادر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھے ہوئے تھا۔

"دفتر چلو ـــــ وہاں بات کرتے ہیں" ـــــ کیپٹن تمیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ نادر کی کیفیت سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا ـــــ وہ اُسے نفسیاتی طور پر ڈاؤن کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر پورے ہال کے سامنے یہ رویہ اپنایا تھا۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔

"سوری سر ـــــ میں نے دفتر بند کر دیا ہے۔ آپ نے جو پوچھنا ہے یہیں پوچھ لیں یا پھر آپ کے ہیڈ کوارٹر چلے چلتے ہیں۔ وہاں اطمینان سے باتیں بھی ہو جائیں گی اور وہ فائل بھی یقیناً وہاں موجود ہو گی جس میں اس رشوت کی تفصیل موجود ہو گی جو آپ اور آپ کا محکمہ ہم سے وصول کرتا رہا ہے" ـــــ نادر نے اونچی آواز میں جواب دیا۔ اس نے بھی بھرے ہال میں اپنی بے عزتی کا بدلہ

چکا دیا تھا۔

کیپٹن تمیزی اس کی بات سن کر یک لخت بھڑک اٹھا۔ اس کے ذہن میں بھی نہ تھا کہ ایک عام سا غنڈہ سیکرٹ سروس کے چیف کے ساتھ اس قسم کی بات کرنے کی جرأت کرے گا۔

"یو شٹ اپ ——— میں تمہیں غیر ملکی مجرموں کے ساتھ تعاون کرنے کے جرم میں گولی بھی مار سکتا ہوں" ——— کیپٹن تمیزی نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

"جناب ——— آپ با اختیار ہیں جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ میرے پاس مکمل ثبوت موجود ہے کہ آپ نے سیکرٹ سروس کا چیف بننے کے لئے کرنل شریف کو خود ہی ہلاک کر دیا ہے۔ ——— اور میری موت کے ساتھ ہی یہ ثبوت اعلیٰ حکام تک پہنچا دیا جائے گا" ——— نادر اب پوری طرح انتقام لینے پر تل گیا تھا۔

"اوہ ——— تم بکواس کر رہے ہو۔ تم نے اتنا بڑا الزام مجھ پر لگانے کی جرأت کیسے کی۔ نکالو کہاں ہے ثبوت ——— نکالو ورنہ ابھی گولی مار دوں گا" ——— کیپٹن تمیزی کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس نے ہولسٹر سے اپنا سروس ریوالور نکال لیا تھا۔ نادر نے ایسی باتیں کھلے عام کر کے پورے ملک میں چہ میگوئیوں کو راستہ دے دیا تھا ——— اور کیپٹن تمیزی جانتا تھا کہ اس نے کرنل شریف کو ہلاک نہیں کیا ہے۔ اس لئے نادر کے پاس کوئی ثبوت بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن چہ میگوئیوں کو کون روک سکتا ہے۔

"ثبوت وقت آنے پر دے دیا جائے گا۔ بہر حال آپ فرمائیے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں" ——— نادر نے استہزائیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے واقعی کیپٹن تمیزی سے اپنی بے عزتی کا بھرپور انتقام لے لیا تھا۔

"تم میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلو۔ ابھی تم اس وقت حراست میں ہو۔ جعفری اسے گرفتار کر لو" ——— کیپٹن تمیزی نے چیختے ہوئے کہا۔ اور جعفری ریوالور نکال کر تیزی سے نادر کی طرف بڑھا۔

"آپ دونوں اس وقت میرے کیفے میں موجود ہیں جناب چیف صاحب ——— اور میرے اشارے پر آپ کے جسموں میں پلک جھپکانے میں سینکڑوں سوراخ ہو سکتے ہیں۔ اور اس کے بعد آپ کی لاشیں بھی کسی کو میسر نہ آئیں گی ——— اس لئے اپنا دماغ ٹھنڈا رکھیئے۔ میں آپ سے مکمل تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں" ——— نادر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

اور دوسرے لمحے کیپٹن تمیزی اور جعفری یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کیفے میں موجود تمام ویٹرز اور عملے کے دیگر لوگوں کے ہاتھوں میں اچانک خوفناک ریوالور نظر آنے لگ گئے تھے۔ اور ان سب کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ نادر کے ذرا سے اشارے پر واقعی ان دونوں کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ مجھے ——— سیکرٹ سروس کے چیف کو" ——— کیپٹن تمیزی نے بھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی میری بے عزتی کر کے یہ سلسلہ شروع کیا

ہے۔ حالاں کہ یہ میرے تعاون کی کھلی دلیل ہے۔ کہ میں آپ کے استقبال کے لئے اپنے دفتر سے خود اٹھ کر یہاں آگیا تھا۔ اور اب بھی میں تعاون کی ہی بات کر رہا ہوں ——— اگر اس کے باوجود آپ زبردستی کرنے اور رعب کے چکر میں ہیں تو پھر جو ہو گا اس کی ذمہ داری آپ پر ہی ہوگی"——— نادر نے مسکراتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

اب کیپٹن تمیزی کے دماغ پہ چھائی ہوئی رعب داب کی گرد تیزی سے چھٹنے لگی ——— وہ سمجھ گیا تھا کہ نادر ٹیڑھی کھیر ہے۔ جس قدر وہ ٹیڑھا ہوگا نادر اس سے زیادہ ہی ٹیڑھا ہوتا جائے گا اور رہ گئی انتقام لینے کی بات ——— تو وہ بعد میں بھی ہو سکتی ہے۔

"ویری گڈ مسٹر نادر ——— آپ اس کٹھن امتحان میں پورے اترے ہیں۔ اگر آپ دب جاتے یا منتیں شروع کر دیتے تو یہ اس بات کی دلیل ہوتی کہ آپ کا ضمیر مجرم ہے ——— اسی لئے میں نے آپ کا امتحان لیا تھا"——— کیپٹن تمیزی نے بڑے ذہانت آمیز انداز میں ساری بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی اور اس نے ریوالور اپنے ہولسٹر میں ڈال لیا۔

اور ہال میں موجود ہر شخص نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ کیوں کہ جس طرح واقعات آگے بڑھ رہے تھے۔ اس کا نتیجہ غلط ہی نکل سکتا تھا۔

"آؤ چل کر دفتر میں بیٹھتے ہیں۔ کچھ مِنے پلانے کا ہی سلسلہ ہو جائے"——— کیپٹن تمیزی نے نادر کے کندھے کو تھپکتے ہوئے

بڑے دوستانہ انداز میں کہا۔

"ضرور جناب ضرور ——— ہم تو پیدا ہی آپ کی خدمت کے لئے ہوئے ہیں"——— نادر نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے راہ داری کی طرف بڑھ گئے۔ جعفری بھی ان کے پیچھے تھا۔

دفتر میں پہنچ کر وہ دونوں بڑے اطمینان سے کرسیوں پر بیٹھ گئے ——— جب کہ نادر نے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی اونچی نشست کی کرسی سنبھال لی۔

"اب فرمائیے کیا پئیں گے"——— نادر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہسکی"——— کیپٹن تمیزی نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا اور نادر نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر وہسکی لانے کا حکم دے دیا۔

"ہاں جناب ——— اب فرمائیے آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں"——— نادر نے رسیور رکھ کر غور سے کیپٹن تمیزی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھو نادر ——— تمہارا پیشہ کچھ بھی ہو مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں۔ لیکن میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم محب وطن ہو۔ اس وقت بھاشانہ جس نازک اور خطرناک دور سے گزر رہا ہے۔ اس سے ہر شخص واقف ہے ——— مجرموں نے یہاں کی پوری زندگی کو تل پٹ کر کے رکھ دیا ہے۔ کروڑوں روپے کا نقصان

وہ ملک کو پہنچا چکے ہیں اور پہنچا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں ہر شخص کا یہ فرض ہے کہ وہ مجرموں کے متعلق معمولی سی معلومات بھی رکھتا ہو تو اسے ہم تک پہنچائے تاکہ ان مجرموں کی سرکوبی کی جا سکے ــــ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم سچ سچ بتا دو گے کہ تم نے راول روڈ کے پبلک بوتھ سے جن زخمی افراد اور ان کے لیڈر نوجوان کو دو کاروں اور ایک سٹیشن ویگن میں پک کیا ہے ان کے متعلق پوری تفصیل بتا دو" ــــ کیپٹن تمیزی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

کیپٹن تمیزی کی بات سن کر نادر بُری طرح چونکا۔ اس کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ کیپٹن تمیزی اس سارے واقعے سے واقف ہو سکتا ہے ــــ لیکن اس نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"اوہ کیپٹن صاحب ــــ آپ کو یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے میرے ساتھ تو ایسا کوئی واقعہ نہیں گزرا" ــــ نادر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو نادر ــــ اس بات سے انکار کرنے کی ضرورت نہیں یہ سب کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ جن لوگوں کو تم لے گئے ہو وہ مجرم نہیں ہو سکتے بلکہ مجرموں کے مقابل ہوں گے ــــ کیوں کہ وہ لوگ مقامی تھے جب کہ جن سے ان کا مقابلہ گلشن کالونی میں ہوا وہ غیر ملکی تھے۔ میں صرف ان سے اس لئے ملنا چاہتا ہوں تاکہ ان سے مل کر مجرموں کی سرکوبی

سکیں۔ یہ ہم سب کا مشترکہ فرض ہے" ــــ کیپٹن تمیزی نے دسرا رخ اختیار کرتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی ذہین آدمی تھا اور ن کی نفسیات کو بخوبی سمجھتا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ نادر کوئی جواب دیتا دفتر کا دروازہ کھلا۔ رایک نوجوان ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوا جس میں ہسکی کی نئی بوتل کے ساتھ تین جام بھی موجود تھے ــــ اس نے خوں جام اور بوتل میز پر رکھی اور خالی ٹرے لے کر واپس لا گیا۔

"آپ یقین کریں جناب ــــ آپ کو شدید غلط فہمی ہوئی ہے۔ دسکتا ہے اس آدمی کی شکل مجھ سے ملتی جلتی ہو۔ لیکن بہر حال یرا اس واقعے سے قطعاً کوئی تعلق نہیں" ــــ نادر نے وہسکی ، بوتل کھولتے ہوئے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اسی لمحے کیپٹن تمیزی کا ران پر رکھا ہوا ہاتھ آہستگی سے جیب کھسک گیا ــــ چوں کہ میز کی سطح کرسی سے خاصی اونچی ی اور نادر جام بھرنے میں مصروف تھا اس لئے وہ کیپٹن کی لت کو نہ دیکھ سکا۔

"سوچ لو ــــ ایسا نہ ہو کہ بعد میں یہ بات ظاہر ہو جائے اس نت پھر تمہاری حقیقت محب وطن کی نہیں بلکہ مجرم کی ہو جائے ں ــــ کیوں کہ معلومات چھپانا بھی جرم میں ہی شمار ہوتا ہے" کیپٹن تمیزی نے آہستگی سے ہاتھ جیب سے باہر نکالتے ہوئے کہا۔

"آپ یقین کریں جناب ـــ آخر آپ یقین کیوں نہیں کرتے" نادر نے اب قدرے جھنجلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور وہسکی سے بھرے ہوئے جام جعفری اور کیپٹن تمیزی کی طرف کھسکا دیئے۔

کیپٹن تمیزی نے وہ ہاتھ جو جیب سے باہر نکالا تھا ویسے ہی نیچے رکھا ـــ جب کہ دوسرا ہاتھ اٹھا کر اس نے جام کو پکڑ کر اپنی طرف مزید کھسکایا تو کونے پر رکھی ہوئی سگریٹ کی ڈبیا کھسک کر نیچے گر گئی۔

"اوہ" ـــ کیپٹن تمیزی نے شرمندہ سے لہجے میں کہا، اور پھر جھک کر ڈبی اٹھانے لگا۔

"میں اٹھا دیتا ہوں جناب" ـــ جعفری نے فوراً ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ـــ اتنے تکلف کی ضرورت نہیں ہے"۔ کیپٹن تمیزی نے جھک کر نہ صرف ڈبیا اٹھائی۔ بلکہ اس کا دوسرا ہاتھ تیزی سے میز کے نیچے ایک سائیڈ میں پھیلا اور پھر اس کے ہاتھ میں موجود ایک چھوٹا سا بٹن میز کے نیچے چپک گیا ـــ یہ ڈرائنگ پن جیسا بٹن تھا جس کا ایک سرا چپٹا اور دوسرے سرے پر باریک نوک تھی جو اس نے میز کی سطح کے اندر دبا دی تھی۔ اس طرح وہ بٹن سطح کے ساتھ مکمل طور پر جڑ سا گیا تھا ـــ اور اب سوائے میز کو اٹھا کر دیکھنے یا پوری طرح ہاتھ پھیرنے کے اس بٹن کو چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

کیپٹن تمیزی نے ڈبی اٹھا کر میز پر رکھی اور پھر بڑے اطمینان سے وہسکی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا لیا ـــ ایک چسکی لینے کے بعد اس نے گلاس واپس میز پر رکھا۔ اور پھر بڑے اطمینان سے سگریٹ کی ڈبیا اٹھا کر اس میں سے سگریٹ باہر نکالنے لگا۔

"ہاں ـــ ایسا ہو سکتا ہے ـــ واقعی ـــ اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ اس آدمی کا جسم تم سے قدرے دبلا تھا۔ لیکن دور سے واقعی اس کا احساس نہ ہو سکا تھا" ـــ کیپٹن تمیزی نے یوں سر ہلایا جیسے اب وہ اپنے ذہن میں تجزیہ کر رہا ہو۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں جناب ـــ آپ میرا پورا ریکارڈ دیکھ لیں۔ میں چھوٹے موٹے جرم بے شک کر لوں۔ لیکن جہاں ملکی سلامتی یا تحفظ کا سوال ہو۔ وہاں میں کبھی آگے نہیں بڑھ سکتا ـــ ویسے مجھے اب تشویش سی ہو گئی ہے کہ ایسا کون شخص ہو سکتا ہے جس کی شکل مجھ سے اس قدر ملتی ہو کہ آپ جیسے ذہین بھی دھوکا کھا جائیں" ـــ نادر نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"جعفری ـــ تم بھی تو میرے ساتھ تھے۔ تم بتاؤ۔ اس وقت کیا نہیں لگتا تھا کہ وہاں نادر ہو" ـــ کیپٹن تمیزی نے ساتھ بیٹھے ہوئے جعفری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب ـــ میں نے تو آپ کو اس وقت بھی کہا تھا کہ یہ شخص نادر سے ملتا ضرور ہے لیکن یہ نادر نہیں ہو سکتا۔ اس کی چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ بھی موجود تھی اور نادر تو قطعاً نہیں لنگڑاتا" جعفری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ـــــ اوہ واقعی ـــــ تم نے اچھا یاد دلایا۔ واقعی اس کی چال میں لنگڑاہٹ تھی۔ مسٹر نادر ـــــ میں معذرت خواہ ہوں کہ تم پر خواہ مخواہ شک کر بیٹھا۔ ویسے تمہیں پڑتال ضرور کرنی چاہیئے کہ ایسا کون آدمی ہو سکتا ہے ـــــ تمہارے وسائل یقیناً ہم سے زیادہ ہیں۔ تم اسے جلد تلاش کر لو گے۔ لیکن ایک وعدہ کرو اگر اس کے متعلق تمہیں پتہ چل جائے تو ہمیں اطلاع ضرور دینا" ـــــ کیپٹن تمیزی نے ایک لمبا گھونٹ لے کر خالی گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"بالکل جناب ـــــ میں تو اب ضرور پڑتال کروں گا۔ یہ شخص تو میرے لئے بھی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اور میرا وعدہ ہے کہ آپ کو اطلاع فوراً دوں گا" ـــــ نادر نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ـــــ اب ہمیں اجازت ـــــ تھینک یو"
کیپٹن تمیزی نے سر ہلاتے ہوئے کرسی سے اٹھ کر کہا۔ جعفری بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

اور پھر باقاعدہ نادر سے مصافحہ کر کے وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

کیفے آرگو سے باہر آتے ہی کیپٹن تمیزی تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھا۔

"میرے لئے کیا حکم ہے" ـــــ جعفری نے پوچھا۔

"تم اپنے موٹر سائیکل پر میرے پیچھے آؤ۔ تعاقب کا خیال

رکھنا" ـــــ کیپٹن تمیزی نے کہا۔ اور پھر خود کار میں سوار ہو گیا۔ جب کہ جعفری مڑ کر اپنے موٹر سائیکل کی طرف بڑھ گیا۔

کیپٹن تمیزی نے کار سٹارٹ کی اور پھر تیزی سے مین روڈ پر اسے دوڑاتا گیا ـــــ دو بلاک آگے جانے کے بعد اس نے کار ایک سائیڈ گلی میں موڑی اور اسے وہیں روک لیا۔ چونکہ یہ گلی آگے جا کر بند ہو جاتی تھی ـــــ اور اس گلی میں دونوں طرف کی عمارتوں کے عقبی دروازے تھے اس لئے اس گلی میں کسی قسم کی کوئی آمد و رفت نہ تھی ـــــ جعفری بھی چند لمحوں بعد وہاں پہنچ گیا۔

کیپٹن تمیزی نے کار روکتے ہی سائیڈ سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے موجود ایک باکس کا ڈھکن کھولا ـــــ اور اس میں سے ایک مستطیل شکل کی مشین نکال کر اپنی گود میں رکھ لی۔

"جعفری ـــــ تم کونے پر جا کر نگرانی کرو۔ کوئی اس گلی میں آنے لگے تو مجھے اشارہ کر دینا" ـــــ کیپٹن تمیزی نے کہا۔ اور جعفری سر ہلاتا ہوا پیدل ہی واپس چل پڑا۔

کیپٹن تمیزی نے جلدی جلدی سے مشین کی ناب گھمانی شروع کی اور اسے ایک مخصوص جگہ روک کر اس نے اس کا سائیڈ بٹن دبا دیا تو مشین کے اوپر ایک سفید رنگ کی پلیٹ سی ابھر کر باہر آ گئی ـــــ کیپٹن تمیزی نے دوسرا بٹن دبایا تو مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی۔ اور اس پلیٹ پر بے شمار نمبروں کی ایک فہرست ابھر آئی ـــــ مشین سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکل رہی

تھیں۔ کیپٹن تمیزی نے ایک بار پھر غور سے ناب کو چیک کیا، اور پھر مشین کو سامنے ڈیش بورڈ کے اوپر فرنٹ شیشے کے ساتھ ٹکا کر رکھ دیا ——— اب وہ آسانی سے اُسے دیکھ سکتا تھا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر اس مشین کا ایک اور بٹن دبا دیا۔

"جناب ——— میں نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ وہ دونوں چلے گئے ہیں۔ وہ کافی دور جا چکے ہیں۔ پھر میں واپس اطلاع دینے آیا ہوں" ——— ایک نامانوس سی آواز ابھری۔

"وہ دونوں اکٹھے گئے ہیں" ——— یہ آواز نادر کی تھی۔

"نہیں جناب ——— کیپٹن صاحب تو کار پر گئے ہیں جب کہ ان کے ساتھی موٹر سائیکل پر تھے ——— لیکن وہ دونوں آگے پیچھے ایک ہی سمت میں گئے ہیں" ——— پہلی آواز نے جواب دیا۔

"انہوں نے کسی کو نگرانی کرنے کا اشارہ تو نہیں کیا یا کوئی اور مشکوک آدمی" ——— نادر نے پوچھا۔

"نہیں جناب ——— میں نے پوری طرح چیک کر لیا ہے" پہلی آواز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ——— جاؤ ——— اور ویسے خیال رکھنا اگر کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو مجھے اطلاع دینا" ——— نادر نے کہا۔

اور پھر اس آدمی کے قدموں کی چاپ سنائی دی جو جلد ہی معدوم ہو گئی ——— ساتھ ہی دروازہ بند ہونے کی آواز بھی اسی مشین سے نکلی اور کیپٹن تمیزی نے سر ہلا دیا۔ اس کی آنکھوں

میں چمک ابھر آئی تھی۔ کیوں کہ اُسے یقین تھا کہ جس مقصد کے لئے اس نے یہ سارا کھڑاگ پھیلایا ہے وہ لازماً پورا ہو گا ——— اُسے معلوم تھا کہ تسلی ہوتے ہی نادر لازماً ان لوگوں کو فون کرے گا جن کے ساتھ وہ شامل تھا ——— اسی لئے اس نے وہاں میز کے نیچے بٹن لگایا تھا اور ساتھ ہی نادر کو حتی الامکان مطمئن کرنے کی کوشش کی تھی کہ اس کا شک دور ہو جائے۔

اور پھر وہ چونک پڑا۔ کیوں کہ مشین سے رسیور اٹھانے اور نمبر گھمانے کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی تھی ——— کیپٹن تمیزی کی نظریں اب پلیٹ پر جمی ہوئی تھیں جس پر بے شمار نمبروں کی ایک فہرست نظر آ رہی تھی ——— یہ پورے شہر کے فون نمبروں کی فہرست تھی۔ اور چند لمحوں بعد ہی ایک نمبر تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور کیپٹن تمیزی کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیوں کہ یہ نمبر کیفے آدگو کا تھا ——— اس کی نظریں پلیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ اچانک فہرست کے ایک کونے میں موجود ایک اور نمبر تیزی سے جلنے بجھنے لگا ——— اور کیپٹن تمیزی اس نمبر کو دیکھنے کے لئے آگے کی طرف جھک گیا۔

"یس" ——— ایک آہستہ سی آواز مشین سے نکلی۔ بولنے والے کا لہجہ نامانوس تھا۔

"پرنس ——— میں نادر بول رہا ہوں۔ ابھی چند لمحے پہلے ایک حیرت انگیز واقعہ ہوا ہے۔ میں آپ کو کوٹھی میں چھوڑ کر واپس آیا ہی تھا کہ سیکرٹ سروس کا چیف کیپٹن تمیزی اپنے

ساتھی کے ساتھ میرے پاس پہنچ گیا "۔۔۔۔۔ نادر کی آواز سنائی دی۔

"سیکرٹ سروس کا چیف کیپٹن تمیزی ۔۔۔۔۔ لیکن چیف تو کرنل شریف ہے "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے پرنس کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"پہلے میں بھی اس بات پر حیران ہوا تھا۔ لیکن پھر پتہ چلا۔ کہ کرنل شریف ہلاک ہو چکا ہے ۔۔۔۔۔ اور کیپٹن تمیزی جو پہلے اس کا اسسٹنٹ تھا چیف بن گیا ہے "۔۔۔۔۔ نادر نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ اچھا ۔۔۔۔۔ تو پھر کیا کہتا تھا وہ "۔۔۔۔۔ پرنس نے پوچھا۔

"پرنس ۔۔۔۔۔ اس نے بڑے واضح الفاظ میں مجھے بتایا۔ کہ میں ان لوگوں کا نام بتاؤں۔ جنہیں میں بادل روڈ کے پبلک فون بوتھ سے دو کاردوں اور ایک سٹیشن ویگن پر اٹھا کر لے گیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ اور اس کے ساتھی یہ سارا واقعہ خود دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔۔ اور انہوں نے مجھے پہچان لیا تھا "۔۔۔۔۔ نادر نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ یہ بہت سیریس بات ہے پھر "۔۔۔۔۔ پرنس کا لہجہ یک لخت سخت ہو گیا۔

"لیکن پرنس ۔۔۔۔۔ میں بھی کچی گولیاں نہیں کھیلتا۔ میں نے ان پر ثابت کر دیا۔ کہ انہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تو وہاں موجود نہ تھا ۔۔۔۔۔ اور میں نے انہیں ثبوت پیش کر دیا کہ میں اس

وقت فلاں جگہ فلاں فلاں لوگوں میں موجود تھا۔ اس پر وہ مزید سوچنے پر مجبور ہو گیا ۔۔۔۔۔ اور پھر ان کی تسلی ہو گئی کہ واقعی میں وہاں موجود نہ تھا اور وہ مطمئن ہو کر چلے گئے "۔۔۔۔۔ نادر نے کہا۔

"تم نے ان سے پوچھا کہ انہوں نے سٹیشن ویگن اور کاروں کا تعاقب نہیں کیا ۔۔۔۔۔ اس طرح وہ خود ہی پتہ چلا لیتے کہ تم ہمیں کہاں لے گئے تھے۔ تم سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی "۔ پرنس نے کہا۔

اور کیپٹن تمیزی بے اختیار اس طرح اپنا سر ہلانے لگا جیسے پرنس کی ذہانت پر ایمان لے آیا ہو۔

"اس بات کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ ویسے پرنس انہیں پتہ نہ چل سکا ہو گا اس لئے تو وہ میرے پاس آئے تھے "۔۔۔۔۔ نادر نے کہا۔

"اب تم کہاں سے فون کر رہے ہو "۔۔۔۔۔ پرنس نے پوچھا۔

"اپنے دفتر سے ۔۔۔۔۔ کیوں "۔۔۔۔۔ نادر نے حیرت بھرے انداز میں چونک کر پوچھا۔

"تو سب سے پہلے چیک کرو کہ وہ کہیں کوئی خفیہ آلہ تو نصب نہیں کر گئے ۔۔۔۔۔ کیونکہ اتنی واضح بات کرنے کے بعد ان کا اس طرح مطمئن ہو کر جلد جانا کچھ جچتا نہیں ۔۔۔۔۔ ہو سکتا ہے وہ کوئی خفیہ آلہ لگا گئے ہوں تاکہ باہر جا کر اطمینان سے تمہاری فون

کال سنیں اور سب کچھ معلوم کرلیں اور ہوسکتا ہے کہ اس وقت بھی وہ ہماری باتیں سن رہے ہوں "۔۔۔۔۔ پرنس نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔۔۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے پرنس۔ وہ میرے بالمقابل بیٹھے رہے ہیں اور ملے بھی نہیں اور نہ ہی میں باہر گیا ہوں "۔ نادر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اُسی لمحے کیپٹن تیزی نے جلدی سے مشین کا بٹن آف کیا اور مشین کو اٹھا کر سائیڈ کی سیٹ پر پھینکا ۔۔۔۔۔ اور پھر گاڑی کو تیزی سے بیک کرنے لگا۔ جعفری کا موٹر سائیکل چونکہ ایک سائیڈ میں تھا۔ اس لئے وہ آسانی سے گاڑی نکال کرلے گیا۔ باہر مین روڈ پر آتے ہی اس نے تیزی سے گاڑی کو ٹرن کیا۔ اور اسے تیزی سے بھگاتا ہوا آگے بڑھتا گیا ۔۔۔۔۔ گاڑی چلانے کے ساتھ ساتھ اس نے گاڑی کے نیچے لگا ہوا وائرلیس ٹیلی فون رسیور ہک سے باہر نکالا ۔۔۔۔۔ اور رسیور پر ہی لگے ہوئے بٹنوں میں سے اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری "۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس سپیکنگ ۔۔۔۔۔ ایک نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کس کوٹھی اور کس علاقے میں فکس ہے۔ لیکن فوری ۔۔۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی "۔۔۔۔۔ کیپٹن تیزی نے تیز لہجے میں کہا۔ وہ کار کو بھی چلا رہا تھا ۔۔۔۔۔ کیونکہ اُسے اتنا معلوم تھا کہ جس نمبر پر کال کی گئی ہے وہ شہر کے شمالی علاقے

کا نمبر ہے۔ پلیٹ پر نمبروں کی فہرست اس انداز میں ترتیب دی گئی تھی کہ اس سے سمت معلوم ہوجاتی تھی ۔۔۔۔۔ اس لئے وہ ساتھ ساتھ کار چلائے چلا جارہا تھا۔ تاکہ جب تک اصل لوکیشن کا پتہ چلے وہ اس کے قریب پہنچ چکا ہو ۔۔۔۔۔ کیونکہ اُسے پرنس کی ذہانت پر یقین ہوگیا تھا کہ نادر وہ بٹن ڈھونڈھ نکالے گا اور ہوسکتا ہے کہ اس بٹن کے سامنے آنے پر پرنس فوری طور پر وہ جگہ خالی کردے ۔۔۔۔۔ اس طرح اہم کلیو ضائع ہوسکتا تھا۔

"یس سر ۔۔۔۔۔ نوٹ کرایئے "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی مستعدی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

اور کیپٹن تیزی نے اُسے وہ نمبر نوٹ کرا دیا۔ جس پر پرنس کو کال کی گئی تھی۔

"جلدی ۔۔۔۔۔ جس قدر جلد ممکن ہوسکے۔ لیکن بالکل درست بتانا۔ غلطی معاف نہیں کی جائے گی۔ بہت سیریس مسئلہ ہے "۔ کیپٹن تیزی نے لہجے کو مزید سخت بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر ۔۔۔۔۔ صرف ایک منٹ کی مہلت دیجیئے "۔ دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

اور کیپٹن تیزی خاموش ہوگیا۔ وہ ایک ہاتھ سے رسیور کانوں کو لگائے ہوئے تھا ۔۔۔۔۔ اور دوسرے اکیلے ہاتھ سے سٹیرنگ سنبھالے ہوئے تھا۔

"سر ۔۔۔۔۔ یہ نمبر رشید نگر کی کوٹھی نمبر تین سو بارہ میں نصب ہے۔ اور کسی امیر الدین کے نام پر ہے "۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد

آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"رشید نگر کوٹھی نمبر تین سو بارہ ——— کیا تم نے اچھی طرح تسلی کر لی ہے۔ کوئی غلطی تو نہیں۔ ایک بار پھر چیک کر دو۔ لیکن پہلے نمبر دوہراؤ تاکہ مجھے معلوم ہو کہ تم صحیح نمبر ڈائل کر رہے ہو"۔ کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"یس سر ——— میں نے چیک کر لیا ہے۔ رشید نگر کوٹھی نمبر تین سو بارہ امیر الدین" ——— آپریٹر نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے نمبر دوہرا دیا۔ نمبر درست تھا۔

"او۔ کے ——— اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ اٹ از ٹاپ سیکرٹ" ——— کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں سر ——— آپ بے فکر رہیں سر"۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اور کیپٹن تمیزی نے او۔ کے کہہ کر رسیور کان سے ہٹا کر دوبارہ ہک میں لٹکا دیا ——— اس طرح رابطہ ختم ہو گیا۔ اُسے تسلی ہو گئی تھی کہ لوکیشن درست بتائی گئی ہے۔ کیونکہ رشید نگر واقعی شہر کے شمالی علاقے میں واقع تھا ——— چند لمحوں بعد اس نے رسیور دوبارہ ہک سے نکالا اور اس کے ایک کونے میں موجود بٹن دبا دیا۔ اس بٹن کے دبتے ہی فون کا رابطہ اصل نمبر جو ہیڈ کوارٹر میں تھا اس سے قائم ہو جاتا تھا۔ اور وہاں کال سنی جا سکتی تھی ——— چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے کال اٹنڈ کر لی۔

"ہیڈ کوارٹر سیکرٹ سروس" ——— ایک آواز رسیور پہ ابھری۔

"کیپٹن تمیزی سپیکنگ" ——— کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"یس باس ——— راشد بول رہا ہوں سر" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک لخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"راشد ——— اس وقت ہیڈ کوارٹر میں کتنے ممبرز موجود ہیں" ——— کیپٹن تمیزی نے پوچھا۔

"آٹھ سر ——— جعفری اور واجد کہیں گئے ہوئے ہیں۔ باقی موجود ہیں" ——— راشد نے جواب دیا۔

"تم وہاں موجود سب ساتھیوں کو لے کر فوراً رشید نگر کی کوٹھی نمبر تین سو بارہ پہ پہنچو ——— میں اور جعفری بھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔ ہیڈ کوارٹر چونکہ وہاں سے نزدیک ہے۔ اس لئے تم لوگ پہلے پہنچ جاؤ گے تو تم نے انتہائی احتیاط سے اس کوٹھی کی نگرانی کرنی ہے ——— اگر وہاں سے کوئی نکل کر جائے تو اس کا احتیاط سے تعاقب کیا جائے۔ ہر قسم کی ریڈ کے لئے تیار ہو کر جائیں۔ ہری اپ" ——— کیپٹن تمیزی نے کہا۔ اور بٹن آف کر کے اس نے رسیور کو دوبارہ ہک میں لٹکا دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرا اطمینان ابھر آیا تھا ——— اُسے یقین تھا کہ اب پرنس چاہے بھی تو ان کی نظروں سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ اس نے بیک مرر پر نظر ڈالی اور پھر اُسے اپنے پیچھے دور جعفری موٹر سائیکل پہ آتا دکھائی دیا۔ اس نے کار کی رفتار آہستہ

کرنی شروع کر دی اور اُسے سڑک کی ایک سائیڈ پر کر لیا تھوڑی دیر بعد جعفری موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔ لیکن وہ رکا نہیں بلکہ پیچھے ہی۔۔۔۔ کیپٹن تیزی نے اُسے قریب آنے کا اشارہ کیا اور پھر جیسے ہی جعفری برابر آیا۔

"جعفری ۔۔۔۔ تم فوراً کٹ روڈ سے ہو کر رشید نگر پہنچو۔ باقی ممبرز کو بھی میں نے کال کر لیا ہے۔ وہ بھی وہاں پہنچنے والے ہیں۔ وہاں کوٹھی نمبر تین سو بارہ کو گھیر نا ہے ۔۔۔۔ چوں کہ کٹ روڈ پر کار نہیں جا سکتی۔ اس لئے مجھے چکر کاٹ کر بیرونی روڈ سے جانا پڑے گا۔ تم موٹر سائیکل پر کٹ روڈ پر سے نکل جاؤ۔"

کیپٹن تیزی نے اُسے ہدایت کی اور جعفری سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا گیا۔

جعفری کے آگے بڑھ جانے کے بعد اچانک کیپٹن تیزی کو ایک خیال آیا تو اس نے سائیڈ سیٹ پر پڑی ہوئی مشین کو اٹھا کر دوبارہ ڈیش بورڈ کے اوپر رکھا اور اس کا بٹن دبا دیا لیکن چند لمحوں بعد اس نے بٹن آف کر دیا ۔۔۔۔ کیوں کہ اب مشین سے کوئی آواز نہ آ رہی تھی اور پلیٹ پر بھی کوئی ہندسے جل بجھ نہ رہے تھے۔

"اس کا مطلب ہے کہ بٹن ٹریس کر لیا گیا ہے۔"

کیپٹن تیزی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور مشین کو دوبارہ سائیڈ سیٹ پر رکھ دیا۔

اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ پرنس کون ہو سکتا ہے کیوں کہ

لہجے اور گفتگو سے وہ مقامی لگ رہا تھا۔ نہ ہی اس کا لہجہ غیر ملکی تھا اور نہ ہی انداز ۔۔۔۔ لیکن کسی مقامی آدمی کا الیف۔ ڈی سے اس طرح خوفناک انداز میں ٹکراتا اور پھر مقامی زخمیوں کو اس طرح وہاں سے نکال لے جانا اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا ۔۔۔۔ لیکن پھر اس نے سر جھٹک کر اپنی سوچ کو بدل لیا ۔۔۔۔ جو کچھ بھی تھا۔ بہرحال جلد سامنے آ جانا تھا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لافانی شاہکار

بلیک ڈیتھ

مصنف ——— مظہر کلیم ایم۔ اے

- بلیک ڈیتھ — عمران، جوزف اور جوانا پر مشتمل ایک خوفناک تنظیم۔
- فاسٹ ڈیتھ — پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں پر مشتمل ایک علیحدہ تنظیم۔ جس کا لیڈر تنویر تھا۔
- فلیس آف ڈیتھ اور ریڈ آرمی کے مقابلے میں بلیک ڈیتھ اور فاسٹ ڈیتھ جیسی تنظیمیں جب میدان میں اتریں تو خوفناک مقابلے اپنے عروج پر پہنچ گئے۔
- عمران — جس کی بے پناہ ذہانت اور برق رفتار اقدامات نے اسرائیل کی دونوں خوفناک تنظیموں میں دراڑیں ڈال دیں۔
- تنویر اور اس کے ساتھی — جنہوں نے اپنی ذہانت، جرأت اور بے پناہ جذبوں سے موت کے خوفناک چہرے کو آخر کار مسخ کر کے ہی چھوڑا۔
- چار خوفناک تنظیموں میں ہونے والا ایسا ٹکراؤ — جس کی مثال اس سے پہلے کہیں نہیں ملتی — خون منجمد کر دینے والا سسپنس اور جسم میں آگ بھر دینے والا ایکشن — ایک ایسی کہانی جسے یقیناً مدتوں یاد رکھا جائے گا۔

——— جاسوسی ادب میں ایک نیا سنگِ میل ———

یوسف برادرز تاجران کتب پاک گیٹ ملتان ؒ

عمران سیریز
بلیک ڈیتھ
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! السلام مسنون!

فیس آف ڈیتھ سے شروع ہونے والی ہولناک اور تباہ کن کہانی بلیک ڈیتھ میں آکر اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہے۔

اسرائیل کی دو خوفناک تنظیموں فیس آف ڈیتھ اور ریڈ آرمی نے جس ہولناک تباہی کا آغاز کیا تھا، اس تباہی کو روکنے کے لئے عمران اور سیکرٹ سروس کے ممبران نے جن حیرت انگیز صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے اسے پڑھ کر آپ بے اختیار داد دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔

موجودہ صدی میں بین الاقوامی جرائم نے جس قدر منظم شکل اختیار کر لی ہے اس کا سلسلہ بے حد طویل ہے۔ ایسی ایسی تنظیمیں سامنے آتی ہیں کہ جو حکومتوں کا تختہ الٹنے اور کروڑوں عوام کی قسمتوں سے کھیلنے کے بھرپور وسائل رکھتی ہیں۔ اسے آپ موجودہ دور کا المیہ سمجھ لیجئے یا مجرمانہ ذہنیت کی برق رفتاری۔ بہرحال ایسی تنظیمیں دنیا کے امن و سلامتی کو ہر لمحہ بارود کے ڈھیر پر معلق رکھتی ہیں اور امن و سلامتی کے خواہشمند دنیا بھر کے معصوم اور نہتے عوام ایسی تنظیموں کے خوفناک شکنجوں میں پھنس کر بے بسی سے پھڑپھڑاتے رہ جاتے ہیں۔ لیکن اسی دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہوتے ہیں جو اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر اور اپنے سروں پر کفن باندھ کر امن و سلامتی کے قیام اور

کروڑوں معصوم عوام کی جانوں کے تحفظ کے لئے سر بکف میدان میں اُتر آتے ہیں اور پھر اپنے خون کے ہر قطرے سے ایسی تنظیموں کی قسمت پر موت اور ذلت کی لکیریں کھینچ دیتے ہیں۔

یہ کہانی بھی ایسی ہی تنظیموں اور ان کے مقابلے میں اترنے والے جیالوں کی کہانی ہے جس کی ہر سطر اور جس کا ہر صفحۂ حیات، بہادری اور جانبازی کے لازوال کارناموں سے پُر ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کہانی اپنے اندر ہر وہ معیار رکھتی ہے جس کے آپ ہمیشہ خواہشمند رہے ہیں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔اے

جس وقت سے جیکی نے رابرٹ کی شیطانی خواہش کے پیش نظر جولیا کے ہاتھ اور پاؤں باندھنے شروع کئے تھے۔ تنویر کا ذہنی ابال اپنے نقطۂ عروج پر پہنچ گیا تھا —— لیکن جسمانی طور پر مفلوج ہونے کی وجہ سے وہ کچھ کر نہ پا رہا تھا۔ لیکن اس کے ذہن پر لمحہ بہ لمحہ سرخ آندھی سی چڑھتی جا رہی تھی —— اور پھر اچانک اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں سُست رفتاری سے دوڑنے والا خون تیز ہونا شروع ہو گیا ہو۔ اور پھر خون کی یہ گردش لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی چلی گئی —— لیکن اس کا جسم اُسی طرح ساکت و صامت پڑا ہوا تھا۔ اور جب جیکی نے جولیا کو باندھ کر سیدھا کیا تو جولیا کے چہرے پر موجود بے بسی کے تاثرات سے تنویر کو روح کی گہرائیوں تک ہلا کر رکھ دیا۔

"رک جاؤ —— میں کہتا ہوں رک جاؤ" —— اچانک تنویر کے حلق سے خود بخود چیخ سی نکلی اُسی لمحے جیکی نے گھوم کر پوری

قوت سے تنویر کے جبڑے پر لات ماری۔ اور تنویر کے حلق سے چیخ سی نکلی۔

"خاموش پڑے رہو کتے ——— بھونکنے کی ضرورت نہیں۔"

جیکی نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور تنویر کو یوں محسوس ہوا جیسے جیکی کے الفاظ گرم سلاخوں کی طرح اس کی رگوں میں اترتے چلے گئے ہوں ——— اس کے ذہن پر ہذیان سا طاری ہو گیا۔

"تم کتے کے بچے ہو۔ تم کتے کی اولاد ہو۔ جیکی کتے ——— کاش میں ٹھیک ہوتا۔" ——— تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے سرخ دھبے سے چھلنے لگے تھے۔ لیکن جیکی کی لات اور اس کے الفاظ نے تنویر پر ایک نیا ردعمل شروع کر دیا تھا۔ بے بسی ——— جھنجلاہٹ ——— غصے اور وحشت نے اپنی انتہا پر پہنچ کر اس کی رگوں کو اس قدر تناؤ میں ڈالا کہ اچانک تنویر کو احساس ہونے لگا کہ اس کا جسم حرکت کر سکتا ہے ——— اس وقت سرخ نقاب پوش والا اندر داخل ہوا۔ اور رابرٹ نے اس کے سامنے جب جھوٹ بولا تو تنویر سے رہا نہ گیا ——— اس نے صاف بتا دیا کہ یہ رابرٹ جولیا کی عزت پامال کرنا چاہتا ہے۔ اور آنے والے نے اصل احکام کی تعمیل کا حکم دے دیا ——— چنانچہ جیکی ہتھوڑا لے آیا۔ وہ اب تنویر سے شروع ہو کر سب کی ہڈیاں توڑنا چاہتا تھا۔ تنویر نے اس دوران فرش پر پھیلے ہوئے اپنے ہاتھوں کو آہستہ سے حرکت دی۔ اور یہ محسوس کر کے اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا کہ واقعی اس کا جسم

حرکت کر رہا تھا۔ شاید غصے اور وحشت کی انتہا نے اس نامعلوم دوا کا اثر زائل کر دیا تھا۔ جس کے تحت انہیں مفلوج کر دیا گیا تھا۔ تنویر اب موقع کی انتظار میں تھا ——— اور پھر جب جیکی نے اس کے ساتھ خنجر زمین پر رکھ کر ہتھوڑا اٹھایا اور اسے سر سے بلند کر لیا۔ تو تنویر نے ذرا سا ہاتھ کھسکایا ——— اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ خنجر کے دستے پر جم گیا۔ خنجر اس کے پھیلے ہوئے ہاتھ کے بالکل پاس ہی پڑا تھا ——— اور چونکہ ان سب کی توجہ جیکی پر مرکوز تھی جو ہتھوڑا فضا میں بلند کر رہا تھا اور ویسے بھی رابرٹ اور اس سرخ نقاب پوش اور تنویر کے ہاتھ کے درمیان جیکی کا بھاری جسم موجود تھا۔ کیونکہ جیکی اس کی ٹانگوں کے قریب کھڑا تھا ——— پھر جیسے ہی جیکی کے سر سے بلند ہتھوڑا پکڑے ہوئے ہاتھ نیچے آئے۔ تنویر بجلی کی سی تیزی سے تڑپا ——— اس کا جسم اس قدر تیزی سے سائیڈ میں ہٹا تھا کہ جیسے بجلی چمکتی ہے اور ہتھوڑا ایک زبردست دھماکے سے فرش سے جا ٹکرایا ——— کیونکہ تنویر ایک لمحہ پہلے اپنے جسم کو موڑ کر ٹانگیں ہٹا چکا تھا۔ اور دوسرے لمحے کمرہ ایک خوفناک چیخ سے گونج اٹھا ——— روح کی گہرائیوں سے نکلنے والی چیخ ——— اور یہ چیخ رابرٹ کے حلق سے نکلی تھی۔ تنویر نے مڑتے ہی پوری قوت سے بھاری خنجر سامنے کھڑے ہوئے رابرٹ پر پھینکا تھا ——— اور بھاری خنجر اڑتا ہوا سیدھا رابرٹ کے سینے میں ترازو ہو گیا۔ وہ بری طرح چیخ مار کر پشت کے بل پیچھے فرش پر گرا ——— یہ سب کچھ انتہائی خلاف توقع تھا۔ اس لئے سرخ

نقاب پوش اور جیکی دونوں ہی حیرت سے بت بنے رہ گئے۔ اور پھر تنویر کے پیروں میں تو بجلیاں دوڑنے لگیں ——— خنجر رابرٹ پر پھینکتے ہی اس نے قلابازی کھائی اور دوسرے لمحے وہ توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح سرخ نقاب پوش سے ٹکرایا۔ اور اُسے لیتا ہوا دروازے کی دہلیز میں جا گرا۔

جیکی شاید عقل کے لحاظ سے فارغ ہی تھا۔ کیونکہ وہ ہتھوڑا لئے ان دونوں کی طرف بھاگا ——— لیکن تنویر نے نیچے گرتے ہی ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور ہتھوڑا اٹھا کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے جیکی سے آ ٹکرایا ——— اور جیکی چیختا ہوا پشت کے بل فرش پر گرا۔ ادھر سرخ نقاب پوش نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا لیکن تنویر شاید آج اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لے آیا تھا۔ یا اس کے ذہن پر انتقام کی سرخ آندھی چڑھی ہوئی تھی ——— کہ جیکی کو نیچے گراتے ہی اس کا جسم الٹی قلابازی کھا کر ہوا میں بلند ہوا۔ الٹی قلابازی کی وجہ سے اس کی دونوں ٹانگیں پلٹ کر اٹھتے ہوئے سرخ نقاب پوش کے عین سر پر پڑیں ——— اور دوسرے لمحے تنویر نے دونوں ٹانگوں کو سرخ نقاب پوش کی گردن میں ڈال کر اپنے جسم کو آگے کی طرف جھکایا ——— اور اس کی پشت جیسے ہی فرش سے ٹکرائی وہ تیزی سے کروٹ بدل گیا۔ اور پھر اس نے مسلسل کروٹیں بدلنی شروع کر دیں ——— سرخ نقاب پوش کی گردن تنویر کی دونوں ٹانگوں کے درمیان کسی شکنجے کی طرح جکڑی ہوئی تھی۔ اور تنویر کے انتہائی تیزی سے کروٹیں بدلنے کی وجہ سے وہ اس کے ساتھ ہی دروازے کے

اندر نہ صرف گھسٹ کر آ گیا تھا بلکہ کمرے کے فرش پر الٹ پلٹ ہو رہا تھا ——— ادھر جیکی نیچے گرتے ہی لوٹ پوٹ کر اٹھا۔ وہ اب تیزی سے رابرٹ کی طرف دوڑا۔ جو فرش پر چت پڑا ہوا تھا۔ اور بھاری خنجر دستے تک اس کے سینے میں گھسا ہوا تھا۔ وہ ختم ہو چکا تھا ——— جیکی نے جلدی سے اس کے سینے میں ترازو خنجر باہر نکالا۔ اور خنجر نکال کر وہ جیسے ہی مڑا۔ اُسی لمحے تنویر سرخ نقاب پوش کو چھوڑ کر تیزی سے اٹھا ——— اور اس نے فضا میں اچھل کر نیم دائرے کی صورت میں اپنی لات گھمائی اور خنجر جیکی کے ہاتھ سے نکل کر فضا میں بلند ہوا۔ جسے تنویر نے فرش پر پیر لگتے ہی بڑی مہارت سے دبوچ لیا ——— اور جیکی آنکھیں پھاڑے کھڑا دیکھتا ہی رہ گیا ——— اس قدر تیزی ——— پھرتی ——— مستعدی اور مہارت کا مظاہرہ اس نے شاید زندگی میں پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ خنجر ہاتھ میں لیتے ہی تنویر تیزی سے پلٹا۔ اور پلک جھپکنے میں وہ نہ صرف سر کو بار بار جھٹکتے ہوئے سرخ نقاب پوش کے سر پر پہنچ گیا ——— بلکہ پلٹتے وقت اس کے ہاتھ سے خنجر نکل کر رابرٹ کی طرح جیکی کے سینے میں بھی ترازو ہو گیا ——— تنویر کو شاید اپنی خنجر زنی کی مہارت پر اس قدر یقین تھا کہ اس نے پلٹتے ہوئے خنجر پھینکنے کے بعد دوبارہ پلٹ کر یہ دیکھنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی کہ کیا اس کا خنجر نشانے پر بھی لگا ہے یا نہیں ——— بھاری خنجر اس بار جیکی کے سینے میں دستے تک گھس گیا تھا اور جیکی چیخ مار کر پشت کے بل ایک زبردست دھماکے سے فرش پر گرا ——— اور چند لمحے تڑپنے کے بعد اس

کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے۔ وہ بھی ایک ہی وار سے ختم ہو چکا تھا۔ تنویر جولیا کی عزت کی طرف بڑھنے والے ہاتھوں سے بڑے بھرپور انداز میں انتقام لے چکا تھا ۔۔۔۔ اور رابرٹ اور جیکی جو انہیں مفلوج کر کے اپنے آپ کو ہی سب کچھ سمجھ بیٹھے تھے۔ اب ان سے زیادہ بے بسی کے عالم میں فرش پر پڑے ہوئے تھے ۔۔۔۔ جب کہ جولیا کی عزت اُسی طرح محفوظ تھی۔

تنویر نے سرخ نقاب پوش کے سر پر پہنچتے ہی دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے باندھ کر سر سے بلند کیا ۔۔۔۔ اور پھر اس کا دوہتڑ پوری قوت سے سر کو جھٹک کر اٹھتے ہوئے سرخ نقاب پوش کی گردن کی پشت پر پڑا اور نقاب پوش چیختا ہوا منہ کے بل فرش پر گرا ۔۔۔۔ تنویر تیزی سے فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس نے دونوں ٹانگیں جوڑ کر پوری قوت سے فرش پر منہ کے بل پڑے ہوئے سرخ نقاب پوش کی پشت پر جمپ کیا ۔۔۔۔ اور سرخ نقاب پوش کا جسم ایک لمحے کے لئے یوں تڑپا جیسے اس کی روح قفس عنصری سے پھڑپھڑا کر نکل رہی ہو ۔۔۔۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔ اور وہ اُسی طرح منہ کے بل خاک چاٹتا ہوا فرش پر پڑا رہ گیا ۔۔۔۔ تنویر نے بجلی کی تیزی سے اسے سیدھا کیا اور پھر اس کا بازو اٹھا کر چھوڑ دیا۔ بازو ایک جھٹکے سے فرش پر گرا ۔۔۔۔ اس طرح تنویر کو معلوم ہو گیا کہ سرخ نقاب پوش اگر مرا نہیں تو کم از کم بے ہوش ضرور ہو گیا ہے۔ اب تنویر ہانپتا ہوا سیدھا کھڑا ہو گیا ۔۔۔۔ اس کا چہرہ خون کی روانی سے

اس قدر سرخ ہو چکا تھا کہ جیسے خوب پکا ہوا ٹماٹر ہو۔ لیکن اس کی آنکھوں میں فتح اور کامیابی کی بے پناہ چمک موجود تھی۔

"زندہ باد تنویر ۔۔۔۔ میں تمہاری عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ تم نے واقعی لیڈری کا حق ادا کر دیا ہے" ۔۔۔۔ اُسی لمحے صفدر کے منہ سے جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز نکلی۔ اور پھر کیپٹن شکیل اور اس کے باقی ساتھیوں نے بھی بے اختیار اسی طرح کے فقرے کہے ۔۔۔۔ جب کہ جولیا خاموش پڑی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے چہرے پر اور تنویر پر جمی ہوئی نگاہوں میں ایسے تاثرات تھے جیسے وہ تنویر کی بجائے کسی دیوتا کو دیکھ رہی ہو ۔۔۔۔ تنویر نے واقعی اپنی جان پر کھیل کر نہ صرف اس کی عزت بچائی تھی بلکہ اس کی عزت کی طرف بڑھنے والے ہاتھوں سے بھرپور انتقام بھی لے لیا تھا ۔۔۔۔ اور جولیا کے چہرے کے تاثرات نے تنویر کو اپنے ساتھیوں کے تحسین آمیز فقروں سے زیادہ مسرت بخش دی۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے جیکی کے سینے سے بھاری خنجر کھینچ کر اسے اس کے کپڑوں سے صاف کیا ۔۔۔۔ اور پھر سب سے پہلے اس نے جولیا کے ہاتھوں اور پیروں میں بندھی ہوئی رسیاں اس خنجر سے کاٹ ڈالیں ۔۔۔۔ لیکن جولیا تو ظاہر ہے اُسی طرح بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔

اُسی لمحے کونے میں پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور تنویر چونک کر مڑا ۔۔۔۔ اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا وہ فون کے قریب پہنچ گیا۔

"یس" ــــ تنویر نے رسیور اٹھا کر کہا۔ اس کا لہجہ بالکل نقاب پوش کی طرح تھا۔

"باس ــــ کالبرچ بول رہا ہوں۔ غضب ہو گیا۔ سپیشل ایکشن گروپ نے گلشن کالونی میں ایک کوٹھی پر حملہ کیا۔ نجانے وہاں کون لوگ تھے۔ جن سے ان کا مقابلہ ہوا ــــ اب میجر بنارا غائب ہے۔ البتہ اس گروپ کے تینوں ممبرز میتھس۔ راکو اور فیلن ہلاک ہو چکے ہیں ــــ ان کی لاشیں وہیں کوٹھی پر سے ہی پولیس کو ملی ہیں۔ وہاں کثیر مقدار میں جگہ جگہ خون بھی پڑا ہوا پایا گیا۔ کوٹھی کے اندر سے سیکرٹری خارجہ رام داس کی لاش بھی ملی ہے۔ علاقے کے لوگوں کے بیان کے مطابق وہاں بے تحاشا فائرنگ اور راکٹ بموں کے دھماکے پولیس کے آنے تک گونجتے رہے ہیں ــــ مجھے جیسے ہی اطلاع ملی میں نے وہاں کی رپورٹ حاصل کی اور آپ کو مطلع کر رہا ہوں" ــــ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ قدرے گھبرایا ہوا اور پریشان تھا ــــ لیکن اب تنویر کی سمجھ میں یہ بات نہ آ رہی تھی کہ وہ اس کا کیا جواب دے۔ اُسے تو کسی بات کا علم ہی نہ تھا ــــ نہ ہی اس کوٹھی کا اور نہ ہی رام داس کا۔ لیکن بولنے والے کا لہجہ بتا رہا تھا کہ یہ ان کے لئے بُری خبر ہے۔

"اوہ ــــ یہ تو واقعی بہت بُری خبر ہے۔ بہر حال میں دیکھ لوں گا۔ سنو ــــ تم ایسا کرو کہ میرے دفتر سے انٹی سلیم لے کر یہاں بلیک روم میں پہنچو۔ تم نے خود آنا ہے۔ اکیلے۔ سمجھے"

تنویر نے بڑے محتاط انداز میں سرخ نقاب پوش کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

وہ جیکی اور رابرٹ کی باتیں سن چکا تھا کہ اس مفلوجیت کو دور کرنے کے لئے انٹی سلیم دوا چاہیئے جو چیف باس کے دفتر میں ہے ــــ اور سرخ نقاب پوش کی حیثیت دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہی الیف۔ ڈی کا چیف باس ہو گا۔

"انٹی سلیم ــــ لیکن کیا باس آپ فاسٹ ڈیتھ کی مفلوجیت دور کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں تو رابرٹ سزا دینے لے گیا تھا" کالبرچ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــ میں یہاں آیا ہوں۔ ابھی نیا انکشاف ہوا ہے کہ یہ لوگ تو ہمارے حامی ہیں۔ ایک غلط فہمی کی وجہ سے ہم آپس میں ٹکرا گئے تھے ــــ بہر حال تم فوراً انٹی سلیم لے کر بلیک روم میں پہنچو۔ باقی باتیں وہیں ہوں گی" ــــ تنویر نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ــــ پھر تو سرنج بھی ساتھ لانی ہو گی۔ ٹھیک ہے میں لے کر آ رہا ہوں باس" ــــ کالبرچ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

تنویر نے جلدی سے رسیور واپس کریڈل پر رکھا۔

"تنویر ــــ تم اس سرخ نقاب پوش کے جسم کو ایک کونے میں ڈال دو۔ یہ راہ داری سے نظر آ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آنے والا وہیں سے بدک جائے" ــــ صفدر نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ تم نے اچھا سوچا ہے۔ مجھے تو اس پہلو کا خیال ہی نہ آیا تھا" ——— تنویر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے بڑھ کر اس نے فرش پہ پڑے ہوئے سرخ نقاب پوش کو بازو سے پکڑا اور اُسے گھسیٹتا ہوا ایک کونے کی طرف لے گیا ——— جہاں سے وہ راہ داری یا دروازے سے نظر نہ آسکتا تھا۔ جیکی اور رابرٹ کی لاشیں پہلے ہی ایسے زاویے پر تھیں کہ کمرے کے اندر آئے بغیر انہیں نہ دیکھا جاسکتا تھا۔

تنویر نے خنجر اٹھایا اور پھر دروازے کے قریب دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا ——— تقریباً پانچ منٹ بعد راہ داری میں تیز تیز قدموں کی آوازیں ابھریں۔ جو لمحہ بہ لمحہ دروازے کے قریب آتی جا رہی تھیں ——— تنویر کے اعصاب تن گئے۔ اور پھر جیسے ہی آوازیں دروازے پر پہنچیں۔ تنویر مستعد ہو گیا۔ دوسرے لمحے ایک آدمی ہاتھ میں ایک ڈبا پکڑے اندر داخل ہوا ——— اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر دیکھتا۔ تنویر کا ہاتھ تیزی سے بلند ہوا۔ وہ شاید اس کی پشت میں خنجر کا وار کرنا چاہتا تھا ——— لیکن وہ آدمی عین اُسی لمحے بجلی کی سی تیزی سے مڑ گیا۔ اور تنویر کا وار تو خالی گیا۔ لیکن اس کا جسم آنے والے کالرچ سے ٹکرایا ——— اور کالرچ کے ہاتھوں سے وہ ڈبا نکل کر دور جا گرا۔ اور کالرچ اور تنویر ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے فرش پہ گرے ——— کالرچ نے نیچے گرتے ہی انتہائی پھرتی سے عمودی انداز میں لات ماری اور تنویر کے ہاتھ

سے خنجر نکل کر دور جا گرا۔ مگر تنویر نے پلٹ کر پوری قوت سے اپنا سر اس کی ناک پہ مارنا چاہا ——— مگر کالرچ اس کے اندازے سے کہیں زیادہ تیز اور پھرتیلا تھا۔ وہ نہ صرف تیزی سے ایک طرف ہٹا بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے تنویر کو اپنے سر کے اوپر سے اچھال دیا ——— اور پھر وہ دونوں بیک وقت چابی کے گڈوں کی طرح اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

وہ چند لمحوں تک ایک دوسرے کو نظروں ہی نظروں میں تولتے رہے ——— پھر یک لخت تنویر نے جھکائی دی اور کالرچ کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ تنویر کا داؤ کامیاب رہا۔ جھکائی دے کر تنویر ایک لمحے کے لئے رک گیا تھا ——— اور کالرچ جھکائی کی وجہ سے جیسے ہی ٹیڑھا ہوا۔ تنویر کی فلائنگ کک پوری قوت سے کالرچ کے پہلو پر پڑی اور وہ چیختا ہوا سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا ——— لیکن دیوار سے ٹکرانے کے بعد وہ بجائے نیچے گرنے کے کسی گیند کی طرح واپس پلٹا۔ اور اس بار اس نے ہوا میں ہی قلابازی کھا کر اپنی دونوں ٹانگیں تنویر کی گردن کے گرد ڈالیں ——— اور پھر اس کا پورا جسم تنویر کے قدموں کی طرف جھکا اور اس کے ساتھ کالرچ کا جسم کسی کمان کی طرح مڑتا گیا۔ اور تنویر اس سے بھاری جسم کا مالک ہونے کی وجہ سے قلابازی نہ کھا سکا اور رکوع کے بل نیچے جھکتا گیا ——— اُسی لمحے کالرچ نے دونوں ہاتھوں سے تنویر کی پنڈلیاں پکڑیں اور پوری قوت سے پلٹ گیا ——— تنویر کا سر اس کے جسم کے اوپر سے ہوتا ہوا اس

طرح مڑا کہ تنویر کے پیر کالرچ کے ہاتھوں میں اور سر اس کی ٹانگوں میں پھنس کر مخالف سمت میں چلا گیا ـــــ اور تنویر الٹی صورت میں کمان کی طرح ٹیڑھا ہوتا گیا۔ یہ جوجٹسو کا سب سے خطرناک داؤ تھا ـــــ اس داؤ میں پھنس کر بڑے سے بڑے لڑاکے کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی تھی۔ اور کالرچ بڑی مہارت سے تنویر کو اس خوفناک داؤ میں پھنسا لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"میرا نام کالرچ ہے۔ پوری دنیا میرے نام سے کانپتی ہے۔ بس ایک جھٹکا اور ـــــ پھر تم زندگی بھر حرکت نہ کر سکو گے"

کالرچ نے انتہائی فاخرانہ انداز میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو مخالف سمت میں جھٹکا دیا ـــــ لیکن شاید تنویر اسی ایک لمحے میں سنبھل گیا تھا جو لمحہ کالرچ نے دعوٰی کرنے میں گزار دیا تھا ـــــ اس نے انتہائی پھرتی سے پہلوؤں پر جھکے ہوئے اپنے دونوں بازوؤں کو پوری قوت سے کالرچ کے دونوں پہلوؤں میں مارا ـــــ یہ ضرب اتنی زوردار تھی کہ کالرچ پوری قوت سے جھٹکا نہ دے سکا اور تنویر کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے سے بچ گئی ـــــ تنویر نے پلک جھپکنے میں اسی انداز کا دوسرا وار کیا اور کالرچ دھڑام سے نیچے گرا۔ اور تنویر اس کے جسم کے اوپر پشت کے بل گرا ـــــ لیکن دوسرے لمحے وہ تیزی سے پلٹا اور اس نے کالرچ کو ایک لمحے کے لئے اپنے ساتھ پلٹا کر اپنے اوپر ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دونوں پیر اس کے پیروں کے اوپر جمے ـــــ اور تنویر کالرچ کی گردن

پکڑے انتہائی تیز رفتاری اور طاقت سے اوپر کو اٹھ کر پھر دوسری طرف جھکتا گیا ـــــ اور اس بار اُسی جوجٹسو کے خوفناک داؤ میں کالرچ پھنس گیا۔

"سرخ نقاب پوش جا رہا ہے"۔۔ ـــــ اچانک صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

لیکن تنویر اُس لمحے ایسی پوزیشن میں پھنسا ہوا تھا کہ اگر وہ ذرا بھی ڈھیلا ہو جاتا تو پھر کالرچ یقیناً اُسے لے ڈوبتا۔ چنانچہ تنویر نے کچھ سنے بغیر انتہائی تیزی سے اپنے جسم کو آگے کی طرف جھکا دیا ـــــ اور پھر کمرے میں کالرچ کی خوفناک چیخ گونج اٹھی۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ اور اس کا جسم ڈھیلا ہو کر فرش پر پھیلتا چلا گیا ـــــ تنویر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

لیکن اس وقت تک سرخ نقاب پوش دروازے سے نکل کر جا چکا تھا ـــــ اُسے بس اچانک ہی ہوش آ گیا تھا۔ اگر وہ چاہتا تو فرش پر پڑا ہوا خنجر اٹھا کر تنویر کی پشت میں مار سکتا تھا لیکن شاید اس نے سوچا کہ رسک لینے کی بجائے باہر جا کر ساتھیوں کو لے آئے۔

تنویر تیزی سے دروازے کی طرف بھاگا۔ اور اس نے دروازہ بند کر کے اندر سے چٹخنی چڑھا دی ـــــ فولاد کا بنا ہوا مضبوط دروازہ اب آسانی سے نہ ٹوٹ سکتا تھا۔ کالرچ فرش پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا ـــــ البتہ اس کا چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا اور آنکھیں باہر کو ابل آئی تھیں۔

"جلدی کرو تنویر ـــــ وہ انٹی سلیم انجکٹ کر دو۔ یہ لوگ ابھی بھرپور حملہ کریں گے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور تنویر سر ہلاتا ہوا بجلی کی سی تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے ڈبے کی طرف بڑھا ـــــ اس نے ڈبہ اٹھا کر کھولا تو اس میں ایک چھوٹی سی سرنج اور ایک شیشی رکھی ہوئی تھی۔ جس پر ربڑ کا ڈھکن تھا ـــــ تنویر نے جلدی سے سرنج کی سوئی ڈھکن کے اندر ڈالی اور پھر شیشی میں موجود سبز رنگ کے محلول سے پوری سرنج بھر لی ـــــ شیشی کا صرف دسواں حصہ خالی ہوا تھا۔ اُسی لمحے اس کی نظریں شیشی پر لگے ہوئے لیبل پر پڑیں تو اس نے چونک کر اُسے دیکھا ـــــ شیشی کے لیبل پر سرخ رنگ سے چند الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ اس نے غور سے انہیں پڑھا۔ تو دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا ـــــ اس پر خاص طور پر درج تھا کہ ہاف سی سی سے زیادہ ڈوز نہ دی جائے ورنہ فوری موت کا خطرہ ہے ـــــ اور تنویر اس لئے مسکرایا تھا کہ اس کے اپنے ساتھی اس کے ہاتھوں ہلاک ہو جاتے۔ کیوں کہ اس کا خیال تھا کہ یہ پوری سرنج ایک آدمی کو لگے گی ـــــ بہرحال اسے خوش قسمتی ہی کہا جا سکتا تھا کہ اس کی نظریں لیبل پر پڑ گئیں۔ اُسی لمحے راہداری میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ابھریں اور پھر فولادی دروازے پر فائرنگ شروع ہو گئی۔

"بم لے آؤ ـــــ بم مار کر اڑا دو۔ اندر بھی بم پھینکو۔ سب کو اڑا دو" ـــــ دور سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور

تنویر اس آواز کو پہچان گیا۔ یہ سرخ نقاب پوش کی آواز تھی۔

تنویر نے ڈبا ایک طرف پھینکا۔ اور پھر اس نے انتہائی تیزی سے تھوڑی تھوڑی دوا اپنے ساتھیوں کے بازوؤں میں انجکٹ کرنی شروع کر دی ـــــ سرنج پر بنے ہوئے نشانات کی وجہ سے وہ ہاف سی سی کی مقدار کا اندازہ لگا رہا تھا۔ البتہ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی اور مہارت سے چل رہے تھے ـــــ زیادہ سے زیادہ بیس سیکنڈ میں اس نے اپنے سارے ساتھیوں کے بازوؤں میں انٹی سلیم انجکٹ کر دیا ـــــ اور پھر سرنج کو ایک طرف رکھ کر وہ دروازے کی سائیڈ میں جا کر رک گیا۔ فولادی دروازے پر ابھی تک باہر سے فائرنگ ہو رہی تھی ـــــ اور دوڑ کر آنے اور جانے والوں کے قدموں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ سب انتہائی بُری طرح اس چوہے دان میں پھنس گئے تھے۔ اس پورے کمرے میں نہ ہی کوئی کھڑکی تھی اور نہ کوئی روشندان صرف وہی فولادی دروازہ تھا ـــــ باقی ٹھوس دیواریں تھیں۔ جن پر پرانے زمانے کے آلات جنگ لٹکے ہوئے تھے۔ ایک دیوار کے ساتھ اذیت دینے والی مشین نصب تھی ـــــ آہستہ آہستہ اس کے سارے ساتھی حرکت میں آ گئے۔ اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ سارے اٹھ کر کھڑے ہو گئے ـــــ طویل بے ہوشی کے بعد اب جسم کو حرکت دینا انہیں عجیب سا لگ رہا تھا۔

"اب یہاں سے نکلیں کیسے ـــــ یہ تو ابھی اس کمرے کو جہنم بنا دیں گے" ـــــ صفدر نے کہا۔ اور پھر اس کے آخری الفاظ

ایک خوف ناک دھماکے میں دب گئے۔ دھماکے کے ساتھ ہی فولادی دروازہ ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر اندر کمرے میں آگرا ــــــ اب وہاں خلا سا پیدا ہو گیا۔ دروازے کے ٹوٹتے ہی وہ سب تیزی سے سمٹ کر دروازے کے ساتھ راہ داری کی مخالف سمت میں آ گئے ــــــ اُسی لمحے کسی کا ہاتھ دروازہ کی سائیڈ پر نظر آیا اور پھر ایک بم اچھل کر عین کمرے کے درمیان کی طرف بڑھا۔ مگر دوسرا ہی لمحہ ان سب کے لئے حیرت انگیز ثابت ہوا ــــــ کیوں کہ عین اُسی لمحے چوہان کسی عقاب کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے زمین کی طرف گرتے ہوئے بم کو زمین پر گرنے سے پہلے ہی نہ صرف جھپٹ لیا بلکہ پش فائر کے سے انداز میں انتہائی تیز رفتاری سے واپس دروازے کی طرف اچھال دیا ــــــ دوسرے لمحے دروازے کی دوسری طرف راہ داری میں ایک خوف ناک اور کان پھاڑ دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی راہ داری انسانی چیخوں سے بھر گئی۔ اور ساتھ ہی لوہے کی چیزوں کے گرنے کی آوازیں سنائی دیں ــــــ اور پھر صفدر نے ہمت کی۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ سے نکلا۔ اور دروازہ کراس کر کے راہ داری میں نہ صرف پہنچ گیا۔ بلکہ اس نے دروازے کے عین سامنے موجود دیوار میں پیدا ہو جانے والے بڑے سے سوراخ کے اندر جھانکا۔ یہ کوئی طویل سرنگ سی تھی جو اس جگہ سے خم کھا کر آگے بڑھ رہی تھی ــــــ چوہان کا واپس پھینکا ہوا بم دروازے کے سامنے اسی دیوار سے ٹکرایا تھا اور اس نے دیوار کے اس حصے کو اڑا دیا تھا ــــــ راہ داری میں

چھ افراد فرش پر پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے۔ سامنے دروازے پر بھی ایک آدمی فرش پر پڑا ہوا تھا ــــــ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ایک آدمی کے پاس ایک تھیلا سا تھا۔ اور صفدر اس تھیلے کی ساخت دیکھ کر ہی سمجھ گیا کہ اس تھیلے میں بم رکھنے کے خانے بنے ہوئے ہیں ــــــ اس نے انتہائی پھرتی سے ایک مشین گن جھپٹی اور پھر سامنے راہ داری کے دروازے کی طرف اس کا رخ کر کے بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔

دوسرے لمحے اس کے سب ساتھی اس کے پیچھے راہ داری میں آ گئے۔

”اس سرنگ میں داخل ہو جاؤ ــــ بھاگو ــــ میں انہیں روکتا ہوں“ ــــــ صفدر نے چیخ کر کہا۔

اور وہ تیزی سے چھلانگیں لگاتے ہوئے دیوار کے ٹوٹے ہوئے حصے کو پھلانگتے ہوئے سرنگ میں داخل ہو گئے ــــ صفدر مسلسل فائرنگ کئے چلا جا رہا تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ سب ساتھی اندر پہنچ گئے ہیں تو وہ فائرنگ کرتا ہوا آگے بڑھا ــــ اور پھر اس نے بڑی پھرتی سے ایک ہاتھ سے وہ بموں والا تھیلا جھپٹا۔ اور تیزی سے پیچھے ہٹتا گیا ــــ سوراخ کے سامنے آ کر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے سرنگ کے اندر چھلانگ لگا دی۔ اس کے سب ساتھی سرنگ میں رک کر شاید اس کا انتظار کر رہے تھے۔

”بھاگو ــــ سامنے یہ سرنگ آگے جا رہی ہے“

صفدر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بموں سے بھرے

ہوئے تھیلے سے ایک بم نکالا۔ اور اُسے اس طرف اچھال دیا جس طرف سے سرنگ خم کھا کر آ رہی تھی ــــ ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور پھر یوں پے درپے دھماکے ہوتے گئے جیسے سرنگ اس طرف سے نیچے بیٹھتی جا رہی ہو ــــ صفدر بم پھینک کر تیزی سے آگے کی طرف دوڑا۔ اب اس کے ہاتھ میں دوسرا بم تھا۔ اور اس نے بھاگتے ہوئے دوسرا بم عین اس جگہ پھینکا جہاں اس ٹوٹی ہوئی دیوار کا سوراخ تھا ــــ ایک اور خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور دوسرے لمحے اس جگہ گرد و غبار پھیل گیا۔ اور ایک بار پھر ایسے دھماکے ہوئے جیسے اس جگہ سے بھی سرنگ بیٹھ گئی ہو۔

"اب بھاگو ــــ میں نے پیچھے سے آنے کا راستہ معدوم کر دیا ہے" ــــ صفدر نے کہا۔

"تیز چلو۔ وہ لازماً سرنگ کے دہانے کی طرف اکٹھے ہوں گے" کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور اس کے بعد تو جیسے ان کے درمیان ورلڈ سٹینڈرڈ کی ریس شروع ہو گئی ــــ وہ سب اس قدر تیز رفتاری سے دوڑ رہے تھے جیسے ان کے پیروں میں بجلیاں بھر گئی ہوں ــــ سرنگ شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا اختتام ہی نہ آ رہا تھا۔ پھر ایک جگہ سرنگ تیزی سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی ختم ہو گئی۔ اب سامنے ٹھوس دیوار تھی۔

"ٹھہرو ــــ میں اس کا میکنزم دیکھتا ہوں" ــــ تنویر نے کہا۔

"ہٹ جاؤ ــــ میکنزم دیکھنے کا وقت نہیں ہے" صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اپنے ساتھیوں کو پیچھے ہٹا کر اس نے تھیلے میں سے بم نکالا اور پوری قوت سے سامنے والی دیوار پر پھینک دیا ــــ ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور گرد و غبار سے سرنگ کا وہ حصہ بھر گیا۔

وہ سب سانس روکے کھڑے تھے۔ چند لمحوں بعد ہی سورج کی تیز روشنی ابھری اور باہر کا منظر سامنے آ گیا ــــ ہرے بھرے کھیت صاف نظر آ رہے تھے۔ وہ تیزی سے اس خلا کو پھلانگتے ہوئے باہر آ گئے ــــ یہ شاید کسی ٹوٹے ہوئے فارم کی عمارت تھی۔ جس کی چار دیواری تک منہدم ہو چکی تھی۔

باہر نکلتے ہی انہیں دور سے بہت سے لوگوں کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں ــــ آوازیں خاصی دور تھیں اور اس طرف سے آ رہی تھیں جدھر درختوں کا ایک کافی بڑا جھنڈ تھا۔

"کھیتوں میں چھپ جاؤ ــــ جلدی کرو ــــ وہ پہنچنے والے ہیں" صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب منہدم چار دیواری پھلانگتے ہوئے کھیتوں میں دوڑتے گئے ــــ فارم والے ٹوٹے ہوئے کمرے کو انہوں نے درختوں اور اپنے درمیان آڑ کی صورت میں رکھا تھا۔ تاکہ ادھر سے آنے والے لوگ انہیں چیک نہ کر سکیں ــــ اور پھر وہ سب کھیتوں میں بکھر کر فصلوں کے اندر ساکت و جامد ہو کر بیٹھ گئے۔ چند ہی لمحوں بعد انہیں دس افراد دوڑ کر اس فارم کی طرف بڑھتے دکھائی دیئے ــــ ان سب کے

ہاتھوں میں سب مشین گنیں تھیں۔ اور وہ بڑے بے تحاشا انداز میں دوڑتے ہوئے آ رہے تھے ——— پھر جیسے ہی وہ دسوں اس فارم کی چار دیواری کے اندر پہنچے۔ صفدر ایک جھٹکے سے اٹھا۔ اس کے دونوں ہاتھوں میں دو بم دبے ہوئے تھے ——— اور پھر اٹھتے ہی اس کے دونوں ہاتھ ایک دوسرے کے پیچھے یوں حرکت میں آئے جیسے وہ باؤلنگ کرا رہا ہو ——— اور اس کے دونوں ہاتھوں سے نکلنے والے بم راکٹوں کی طرح اڑتے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے ٹھیک اس فارم کی عمارت کی طرف بڑھتے گئے۔ اس کے بعد ایک خوفناک دھماکہ ہوا ——— اور پہلے دھماکے کی بازگشت بھی ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ دوسرا خوفناک دھماکہ ہوا۔ اور ان دو طاقتور بموں نے اس ٹوٹی ہوئی عمارت کے پرخچے اڑا دیئے۔

"اب بھاگو ——— جس قدر دور نکل سکو نکل جاؤ" ——— صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب اٹھ کر بے تحاشا کھیتوں کے اندر بھاگتے چلے گئے ——— تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل بھاگنے کے بعد وہ ایک بڑی سڑک پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان سب کے حلیے انتہائی خراب ہو چکے تھے ——— کپڑے مسلے ہوئے اور مٹی دگرد سے پورا جسم اٹا ہوا تھا۔

"ایسا کرو۔ ایک ایک کر کے واپس پہنچو۔ اس طرح اکٹھے ہم نظروں میں بھی آ سکتے ہیں۔ اور اپنے حلیے کی وجہ سے مشکوک بھی ہو سکتے ہیں" ——— صفدر نے رائے دیتے ہوئے کہا۔ اور ان سب نے سر ہلا دیا۔ وہ وہاں سے بکھر کر علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔

میجر پرمود گلشن کالونی سے نکلنے کے بعد شہر میں آوارہ گردی کرتا رہا ——— اس کے ذہن پر بری طرح جھنجلاہٹ سوار تھی۔ آگے بڑھنے کے لئے کوئی کلیو ہی نہیں مل رہا تھا۔ اُسے یوں لگ رہا تھا جیسے اُسے گھپ اندھیرے میں بھٹکنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہو ——— اس کی فطرت ایسی تھی کہ جو کام وہ اپنے ذمہ لے لیتا۔ وہ جب تک مکمل نہ ہو جاتا اُسے چین ہی نہ آتا تھا۔ اس لئے باوجود خاصا تھک جانے کے وہ شہر کی سڑکوں پر کار دوڑاتا پھر رہا تھا ——— اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ آخر عمران، اس کے ساتھی اور وہ فاسٹ ڈیتھ والے کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ اس کی تیز نظریں کاروں میں بیٹھے ہوئے افراد کے ساتھ ساتھ فٹ پاتھوں پر چلنے والے افراد کا بھی مسلسل جائزہ لے رہی تھی ——— لیکن اُسے کہیں بھی کوئی مشکوک آدمی نظر نہ آیا تھا۔

ایک موڑ پر جیسے ہی اس نے کار موڑی۔ وہ بے اختیار چونک پڑا ـــــ اس نے ایک سرکاری کار کو تیز رفتاری سے آگے کراس ہوتے دیکھا۔ اس کے چونکنے کی وجہ دراصل اس کار کے ڈیش بورڈ کے اوپر رکھی ہوئی ایک چھوٹی سی مشین تھی۔ جس پر سفید رنگ کی ایک پلیٹ باہر کو نکلی ہوئی تھی جس میں سرخ رنگ کے نمبروں کی فہرستیں صاف نظر آ رہی تھیں ـــــ سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے نوجوان کی نظریں اس پلیٹ پر جمی ہوئی تھیں۔ اور میجر ہیرس اس مشین اور پلیٹ کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ مشین خفیہ فون کالیں چیک کرتی ہے ـــــ فون کالوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کو نہ صرف اس مشین کے ذریعے سنا جا سکتا ہے بلکہ اس مشین کے ذریعے دونوں طرف کے فون کے نمبروں کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے ـــــ ایسی مشین کو اس طرح کھلی سڑک پر رکھ کر چیک کرنے کا مطلب واضح تھا کہ وہ آدمی کار چلانے کے ساتھ ساتھ کوئی کال بھی چیک کر رہا ہے ـــــ سرکاری گاڑی کا پتہ اُسے اس طرح چلا تھا کہ اس کار کی نمبر پلیٹ سرخ رنگ کی تھی۔ اور اُسے معلوم تھا کہ یہاں سرخ رنگ کی نمبر پلیٹ صرف سرکاری گاڑیوں پر ہی نصب کی جاتی ہے ـــــ چوں کہ یہ گاڑی اُسے کراس کر گئی تھی۔ اس لئے میجر ہیرس سوچتے سوچتے کافی آگے بڑھ گیا ـــــ لیکن پھر ایک مناسب جگہ دیکھتے ہی اس نے اپنی کار کو ٹرن کیا اور اُسی طرف کو بڑھ گیا جدھر سرکاری کار جا رہی تھی گو ایسا بھی ہو سکتا تھا کہ یہ کوئی سرکاری کام ہو۔ لیکن سرکاری

کام اس طرح کھلے عام نہیں کئے جاتے۔ اس لئے اس نے مناسب سمجھا کہ بجائے یوں آوارہ گردی کے اسے ہی چیک کرے۔ شاید کوئی بات سامنے آ ہی جائے ـــــ وہ تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ وہ جلد از جلد اس سرکاری گاڑی کے پیچھے پہنچ جانا چاہتا تھا ـــــ اور تھوڑی دیر بعد اُسے وہ گاڑی نظر آگئی۔ اس نے کار کو اور آگے بڑھایا اور پھر مناسب سا فاصلہ رکھ کر اس نے اس کا تعاقب شروع کر دیا ـــــ کار میں صرف ایک ہی آدمی تھا جو سٹیرنگ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی ـــــ میجر ہیرس نے ڈیش بورڈ کا ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک باریک سی جھلی باہر نکال لی۔ خانہ بند کر کے جھلی اس نے اپنی گود میں رکھ لی۔ اور ادھر ادھر دیکھنے لگا ـــــ یہ سڑک چوں کہ شہر کے باہر سے گزرنے والی سڑک تھی اس لئے اس پر صرف ہیوی ٹریفک رواں دواں تھی۔ البتہ اکا دکا کار آتی جاتی نظر آتی تھی ـــــ میجر ہیرس نے جیسے ہی ارد گرد کی جگہ خالی دیکھی۔ اس نے جھلی اٹھا کر سٹیرنگ پر رکھی اور پھر دونوں بازوؤں سے سٹیرنگ کو تھام کر اس نے دونوں ہاتھوں سے جھلی کا منہ کھولا ـــــ اور اُسے جلدی سے اپنے سر پر چڑھا لیا۔ یہ جھلی کسی لفافے کی طرح تھی جس کا ایک سرا کھلا ہوا تھا۔ سر پر جھلی پہن کر اس نے سٹیرنگ کو دوبارہ متوازن کیا اور پھر اُسے دوبارہ بازوؤں میں تھام کر ایک جھٹکے سے منہ پر چڑھا کر نیچے گردن تک لے آیا ـــــ اب اس نے ایک ہاتھ سے

سٹیرنگ تھاما اور دوسرے ہاتھ سے جھلی کو کھینچ کر گردن تک برابر کرنا شروع کر دیا ـــــ وہ ساتھ ساتھ بیک مرر پر اپنی شکل بھی دیکھ رہا تھا۔ اس کا ہاتھ خاصی تیز رفتاری سے کام کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد جھلی کو گردن کے نچلے حصے تک لے آ کر اس نے اُسی ہاتھ سے مخصوص انداز میں جھلی کو تھپتھپانا شروع کر دیا ـــــ اور باریک جھلی اس کی جلد کے ساتھ چپکتی چلی گئی۔ اور اس کے خد و خال دوبارہ واضح ہوتے گئے ـــــ چند ہی لمحوں بعد وہ دوبارہ اپنی اصل شکل میں آ گیا۔ لیکن اس کے چہرے گردن کی جلد کا رنگ بدل چکا تھا ـــــ اب جلد ہلکی سانولے رنگ کی ہو گئی تھی۔ اور سفید رنگ کے بال مٹیالے سے ہو گئے تھے۔ اس طرح وہ اپنی رنگت کے لحاظ سے غیر ملکی لگنے کی بجائے مقامی ہی لگ رہا تھا۔ اچھی طرح جھلی کو سیٹ کرنے کے بعد جب اُسے اطمینان ہو گیا۔ کہ اب قریب سے دیکھنے پر بھی اس جھلی کو چیک نہیں کیا جا سکتا۔ تو اس نے ناک کے نتھنوں، منہ اور آنکھوں کے گرد کٹی ہوئی جگہ کے کناروں کو ایڈجسٹ کر دیا تاکہ کناروں کی وجہ سے یہ جھلی چیک نہ ہو سکے ـــــ ادھر سے مطمئن ہونے کے بعد اس نے دوبارہ ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا اور اس کے اندر رکھے ہوئے باکس میں بنے ہوئے دو خانوں میں سے ایک سے اور جھلی کھینچ لی ـــــ یہ پہلی جھلی سے جو اس نے اس باکس کے دوسرے خانے سے کھینچی تھی حجم میں زیادہ لمبوتری تھی۔ اس نے ایک ہاتھ سے اس جھلی کو دوسرے ہاتھ پر چڑھانا شروع کر دیا ـــــ یہ جھلی

دستانے کی طرح ہاتھ پر چڑھ گئی اور اس کا آخری سرا اس کے کوٹ کی آستین میں غائب ہو گیا ـــــ اس نے انگلیوں کے درمیان خلا کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے ایڈجسٹ کر دیا۔ اور پھر اسی طرح اُسی خانے سے دوسری جھلی کھینچ کر دوسرے ہاتھ پر چڑھا لی۔ اب وہ مکمل طور پر مقامی آدمی کا روپ دھار چکا تھا ـــــ اس کا چہرہ۔ گردن اور ہاتھوں کا رنگ مقامی آدمیوں جیسا ہو چکا تھا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے کار کو مزید تیز کیا۔ اور سرکاری کار کے ساتھ درمیانی فاصلہ تیزی سے گھٹنا شروع ہو گیا میجر ہیرس اب اس سرکاری کار کو قریب سے چیک کرنا چاہتا تھا ـــــ اس نے مناسب سمجھا تھا کہ رنگ و روپ بدل لے تاکہ اگر کوئی ایسا آدمی کار میں سوار ہو جو اس کے رنگ و روپ کی وجہ سے مشکوک ہو سکتا ہو تو نہ ہو سکے۔

چند لمحوں بعد اس نے کار کو کراس کیا۔ اور غور سے اندر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھا ـــــ اس نے بھی اُسے اُسی طرح گہری نظروں سے دیکھا تھا اور میجر ہیرس تیزی سے کار آگے نکال لے گیا۔ اب اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔ کیونکہ وہ اس آدمی کو دیکھتے ہی پہچان گیا تھا کہ اس کا تعلق یقیناً اُسی کے پیشے سے ہے ـــــ ایسے آدمیوں کے دیکھنے کا انداز ہی علیحدہ ہوتا ہے۔ اور اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ وہ کوئی خاص کلیو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا ـــــ تھوڑی دور جانے کے بعد ایک چوک آ گیا۔ اور میجر ہیرس نے کار کو

دائیں طرف موڑ لیا۔ کیوں کہ باقی سڑکیں مضافات کی طرف جاتی تھیں ——— جب کہ یہ سڑک ایک بڑی رہائشی کالونی رشید نگر کی طرف جا رہی تھی۔ اس کا اندازہ تھا کہ سرکاری کار اس کالونی کی طرف ہی جائے گی ——— اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد ہی اُسے کار اُسی طرف مڑتی نظر آئی اور میجر پرمس نے اطمینان کا سانس لیا۔ اب وہ کار آگے بڑھائے لئے گیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس نئی اور وسیع و عریض کالونی کے پہلے چوک پر پہنچ گیا ——— چوک پر ہی ایک کیفے کا بورڈ اُسے نظر آیا تو اس نے کار اس کے سامنے روک دی۔ اور خود دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا ——— اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کیفے میں چائے پینے کے لئے رکا ہو۔ چند لمحوں بعد سرکاری کار اُسے کراس کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی ——— میجر پرمس کیفے کے برآمدے میں رک کر اُسے دور جاتے دیکھتا رہا۔ لیکن جب کار آگے جا کر دائیں طرف مڑ گئی تو میجر پرمس واپس اپنی کار میں بیٹھا۔ اور اس نے کار آہستہ آہستہ آگے بڑھانا شروع کر دی ——— پھر وہ بھی اُسی چوک سے دائیں طرف مڑا۔ اور آگے آ کر ایک اور بڑے چوک پر پہنچ گیا ——— یہ ایک سینما، کیفے اور ایک بڑا کالونی شاپنگ سنٹر تھا۔ سرکاری کار اُسے کافی آگے جا کر ایک شاپنگ سنٹر کے اختتام پر کھڑی نظر آئی ——— اس نے اپنی کار ایک کیفے کی سائیڈ میں روکی اور نیچے اتر آیا۔ سرکاری کار میں سے ایک نوجوان باہر نکل کر ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا ——— اور چند لمحوں بعد ایک طرف

سے ایک اور نوجوان آ کر اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور وہ دونوں باتیں کرنے لگے۔

میجر پرمس تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔ وہ حتی الوسع دکانوں کے ستونوں کی آڑ لے کر آگے بڑھ رہا تھا ——— اور پھر وہ اس شاپنگ سنٹر کی آخری دکان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ دونوں اس دکان کے اختتام پر ذرا ہٹ کر کھڑے تھے۔ میجر پرمس آخری ستون کی آڑ میں رک گیا۔

"میرا خیال ہے پہلے اندر جا کر چیک کر لیا جائے کہ کوٹھی کے اندر کتنے آدمی ہیں پھر ریڈ کیا جائے" ——— آنے والا نوجوان کار والے سے کہہ رہا تھا۔

"نہیں ——— زیادہ دیر سے ناکامی بھی ہو سکتی ہے۔ وہ پرنس مجھے بے حد ذہین لگتا ہے ——— نادر نے جب بٹن چیک کر لیا ہو گا تو ہو سکتا ہے کہ وہ فوری یہاں سے نکل جائے۔ تم نے ارشد سے پوچھا ہے کہ کوئی کوٹھی سے نکلا تو نہیں" ——— کار والے نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں باس ——— کوئی نہیں نکلا۔ اور باس اندر وہ کار بھی کھڑی نظر آئی ہے جس میں وہ پرنس نادر کے ساتھ بیٹھ کر گیا تھا" ——— آنے والے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے ——— پھر ریڈ شروع کیا جائے۔ تم اپنے ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ کوٹھی کے گرد انتہائی چوکنا حالت میں رہیں۔ میں اور تم اندر جائیں گے ——— اگر حالات ذرا بھی خطرے کا

باعث ہوئے تو میں واچ ٹرانسمیٹر پہ ڈینجر کا سگنل دوں گا۔ اور پھر تم نے مل کر حملہ کر دینا ہے ـــــ بہرحال کوشش یہی ہو گی کہ وہ پرنس زندہ پکڑا جائے" ـــــ کار والے باس نے کہا۔ اور دوسرا آدمی سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس چلا گیا۔

میجر پیرس کے لبوں پہ معنی خیز مسکراہٹ تھی۔ اس کی چھٹی حس نے بالکل راست اندازہ لگایا تھا ـــــ یہ لوگ بھی اس کے ہم پیشہ تھے۔ اور اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ ان کا تعلق یقیناً مقامی سیکرٹ سروس سے ہے ـــــ کیوں کہ سوائے سیکرٹ سروس کے اور کوئی پارٹی اس طرح کھلے عام سرکاری گاڑی استعمال نہیں کر سکتی ـــــ لیکن اب اُسے صرف اس بات سے دلچسپی تھی کہ یہ پرنس کون ہے جس پہ ریڈ کرنے کے لئے یہ یہاں پہنچے ہیں ـــــ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال کوندے کی طرح لپکا اور دوسرے لمحے وہ بُری طرح اچھل پڑا ـــــ اُسے یاد آ گیا تھا کہ اسرائیل میں بھی عمران اپنے آپ کو اکثر پرنس ہی کہلاتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اُسے یقین ہو گیا کہ یہ پرنس علی عمران ہی ہو گا۔ لیکن اب سوال دوسرا پیدا ہو گیا تھا کہ کیا علی عمران جس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ یہاں حکومت کے خلاف کام کر رہا ہے ـــــ کیوں کہ مقامی سیکرٹ سروس تو بہرحال حکومت کی ہی نمائندگی کرتی تھی اور اس کا عمران سے ٹکراؤ ظاہر کرتا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔

حالاں کہ ایسا ممکن نہ تھا۔ ریڈ آرمی کو بجاشا نہ میں بلایا ہی اس اطلاع پہ گیا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس حکومت کی امداد کے لئے آ رہی ہے ـــــ اس سوال کے بعد تو یہ پرنس کم از کم علی عمران نہیں ہو سکتا تھا۔ بہرحال وہ وہیں رکا رہا۔ تاکہ جو بھی نتیجہ نکلے وہ سامنے آ جائے گا۔

جانے والا نوجوان چند ہی لمحوں بعد واپس آ گیا۔ اور اس نے اپنے باس کو اشارہ کیا ـــــ اور باس نے مڑ کر کار کا دروازہ کھولا اور پھر اس میں سے دو مشین گنیں نکال لیں۔ ایک اس نے اس نوجوان کی طرف بڑھا دی جب کہ دوسری اس نے اپنے کوٹ کے اندر رکھی ـــــ اور پھر وہ دونوں تیزی سے سامنے والی بائی روڈ کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے آگے بڑھ جانے کے بعد میجر پیرس آڑ سے نکلا ـــــ اور پھر وہ بھی عام آدمی کی طرح آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے پیچھے چلنے لگا۔ سیکرٹ سروس کے ارکان تیزی سے آگے بڑھے جا رہے تھے ـــــ اور پھر وہ ایک کوٹھی کے گیٹ پہ پہنچ کر رک گئے۔ میجر پیرس تیزی سے ایک سائیڈ پہ ہو گیا۔ تاکہ اگر وہ مڑ کر دیکھیں تو وہ انہیں نظر نہ آ سکے۔

وہ دونوں چند لمحے گیٹ پہ رکے رہے۔ اور پھر باس نے ہاتھ اٹھا کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا ـــــ کافی دیر تک وہ اُسے دباتا رہا اور پھر خاموش کھڑا ہو گیا۔ لیکن جب چند منٹوں تک انہیں اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔ تو باس نے اپنے ساتھی

کو اشارہ کیا۔ اور اس کے بعد اس نے اچھل کر دونوں ہاتھ چھوٹے سے پھاٹک کے اوپر رکھے —— اور پھر اچھل کر وہ پھاٹک پر چڑھا اور تیزی سے اندر کود گیا۔

میجر پیرس خاموش وہیں کھڑا رہا۔

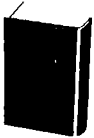

عمران کو نادر سے بات کئے ہوئے صرف آٹھ دس منٹ ہی انتظار کرنا پڑا کہ دو کاریں اور ایک اسٹیشن ویگن پبلک بوتھ کے پاس آ کر رکیں —— اور پھر ایک کار میں سے نادر باہر نکل آیا۔

"جلدی پہنچ گئے نادر" —— عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ اور نادر چونک پڑا۔ کیوں کہ عمران میک اپ میں تھا۔ اس لئے وہ آواز سے ہی اُسے پہچان سکتا تھا۔

"اوہ پرنس آپ —— کہاں ہیں زخمی۔ لینڈا اوور میں" نادر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کو مڑ کر ہدایات دینے لگا۔ کہ لینڈا اوور میں موجود زخمیوں کو احتیاط سے سٹیشن ویگن میں منتقل کر دیا جائے —— اور اس کے ساتھیوں نے جلدی سے لینڈا اوور کے پچھلے حصے کا پردہ اٹھایا۔ اور پھر وہ اندر گھس گئے۔

"ان میں سے ایک جو ملکی ہے اُسے نہیں لے جانا وہ میرے ساتھ جائے گا" —— عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور نادر نے سر ہلاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو دوبارہ ہدایات دینی شروع کر دیں۔

چند ہی لمحوں میں جوزف۔ جوانا اور ٹائیگر کو سٹیشن ویگن میں اور اس بے ہوش غیر ملکی کو اس کار میں شفٹ کر دیا گیا جس سے نادر اترا تھا۔

"انہیں بی سی ہسپتال پہنچاؤ۔ میں نے ڈاکٹر سے بات کر لی ہے —— جلدی جاؤ —— لیکن احتیاط سے" —— نادر نے کہا۔ اور پھر سٹیشن ویگن تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

"آئیے پرنس —— میں آپ کو نئی کوٹھی میں لے چلوں۔ یہ کار آپ رکھ لیتا۔ میں دوسری کار میں واپس جاؤں گا" نادر نے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے ساتھ کار میں بیٹھ گیا۔ نادر نے کار اسٹارٹ کی۔ دوسری کار بھی اس کے پیچھے آنے لگی۔

"یہ کون لوگ ہیں پرنس ـــــ جن سے آپ کا ٹکراؤ ہوا ہے" نادر نے مڑ کر پیچھے پڑے ہوئے بے ہوش آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہی پوچھنے کے لئے تو اسے ساتھ لے جا رہا ہوں"

عمران نے مختصر سا جواب دیا اور نادر خاموش ہو گیا۔ سٹیشن ویگن ان سے پہلے کسی بائی روڈ پر مڑ چکی تھی۔

"تم نے میرے ساتھیوں کو کس ہسپتال میں بھیجا ہے"

عمران نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"ہمارے گروپ کا ایک بہت قابل ڈاکٹر ہے۔ اس نے ایک خفیہ ہسپتال قائم کیا ہوا ہے ـــــ جہاں ان لوگوں کا علاج ہوتا ہے جو پولیس سے بچنا چاہتے ہوں۔ اُسے ہم کوڈ میں بی سی ہسپتال کہتے ہیں ـــــ اس کا انچارج ڈاکٹر رحمت اللہ ہے ـــــ بھاشانہ کا مشہور ڈاکٹر" ـــــ نادر نے جواب دیا۔

"اس کا فون نمبر بھی بتا دو اور کوڈ ـــــ جس سے میں کسی بھی وقت اپنے ساتھیوں کے متعلق پوچھ بھی سکوں۔ اور اگر ضرورت پڑے تو انہیں وہاں سے لے بھی سکوں" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کا فون نمبر تھری زیرو تھری ون تھری ہے۔ آپ صرف اُسے نادر کا نام لے کر بات کریں گے ـــــ وہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا۔ آپ اُسے بتا دیں کہ آپ پرنس ہیں"

نادر نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں نے اس سے بات کر لی ہے۔ آپ کے ساتھیوں کا وہاں بہترین علاج ہو گا۔ آپ بے فکر رہیں" ـــــ نادر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ عمران نے کہا۔ وہ اب کسی اور سوچ میں غرق تھا۔

شہر کی بیرونی سڑک سے گزرنے کے بعد وہ جلد ہی ایک وسیع و عریض کالونی میں پہنچ گئے ـــــ اور پھر کالونی کے ایک چوک سے مڑ کر وہ ایک کوٹھی کے سامنے رک گئے۔ کوٹھی کے گیٹ پر تالا پڑا ہوا تھا ـــــ نادر نے نیچے اتر کر جیب سے چابی نکالی اور اس کا تالا کھول کر پھاٹک کو دھکیل کر کھول دیا۔ اور پھر دوبارہ سٹیرنگ پر بیٹھ کر وہ کار کو اندر لے گیا ـــــ یہ ایک چھوٹی مگر عمارت کے لحاظ سے خاصی جدید انداز کی کوٹھی تھی۔ نادر نے کار پورچ میں روک دی۔ دوسری کار بھی ان کے پیچھے ہی اندر آ گئی۔

"بس ٹھیک ہے ـــــ شکریہ ـــــ تم واقعی احسان کر رہے ہو" ـــــ عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں پرنس ـــــ یہ تکلف والی باتیں نہ کیا کریں۔ ہم تو بس آپ کے خادم ہیں۔ آپ کے پرستار۔ وہاں پاکیشیا میں بھی اور اب یہاں بھاشانہ میں بھی" ـــــ نادر نے نیاز مندانہ لہجے میں کہا۔

"اور کل جہنم میں بھی ـــــ یہ بھی تو ساتھ کہو" ـــــ عمران

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور نادر بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ جیسے لوگ جہنم میں نہیں جا سکتے۔ ورنہ وہاں جانے والے بے چارے مجرموں کو وہاں سے بھی نکلنا پڑے گا"۔ نادر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور عمران بھی اس بار ہنس پڑا۔

"اچھا پرنس ــــ اس کوٹھی میں کھانے پینے کا سامان ۔ میک اپ ــــ لباس ــــ اسلحہ ــــ کرنسی ــــ ہر چیز آپ کو الماریوں میں مل جائے گی۔ اس کے علاوہ بھی کوئی چیز چاہیئے تو میں حاضر ہوں"ــــ نادر نے کہا۔

"یار ــــ اصل چیز تو تم نے رکھی ہی نہیں۔ اس لئے تو کوٹھی بھائیں بھائیں اور سائیں سائیں کر رہی ہے"ــــ عمران نے کہا۔

"اصل چیز ــــ وہ کون سی"ــــ نادر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ارے وہ جسے کہتے ہیں کہ جس کے وجود سے تصویر کوٹھی میں رنگ بھرتا ہے ــــ ارے وہ کیا کہتے ہیں تن ۔ من ۔ دھن"۔ عمران نے بے اختیار پیشانی پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ جیسے وہ کسی خاص لفظ کو یاد کر رہا ہو۔

"اچھا اچھا ــــ آپ کا مطلب ہے زن یعنی عورت ۔ نادر نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ بھی آسکتی ہے اگر آپ"ــــ نادر نے معنی خیز نظروں سے کہا۔

"ارے ارے ــــ یہ ظلم نہ کرنا۔ میں تو تصویر کوٹھی کی بات

کر رہا ہوں۔ یہ تو اصل کوٹھی ہے۔ بس تم تصویر میں ہی اس کا رنگ بھرتے رہو"ــــ عمران نے خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اور نادر بے اختیار ہنس پڑا۔

"باس ــــ بے ہوش آدمی کو اندر بڑے کمرے میں پہنچا دیا ہے"ــــ نادر کے ایک ساتھی نے نادر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ اچھا ــــ میں ذرا اس سے بھی انٹرویو کر لوں۔ بیچارہ کافی دیر سے بے ہوش پڑا ہے"ــــ عمران نے کہا۔

اور نادر سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی مڑے اور پھر وہ ایک کار میں بیٹھ گئے۔ کار تیزی سے مڑی اور چند لمحوں بعد پھاٹک سے باہر نکل گئی۔

عمران نے جا کر پھاٹک کو اندر سے بند کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا واپس عمارت میں داخل ہو کر اس بڑے کمرے میں پہنچ گیا ــــ جہاں ایک کرسی پر بے ہوش آدمی کو بٹھایا گیا تھا۔ اور نادر کے ساتھیوں نے نہ صرف اسے بٹھا دیا تھا بلکہ وہ اسے رسیوں سے باندھ بھی گئے تھے ــــ عمران نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمایاں ہو گئے ــــ نبض بتا رہی تھی کہ اسے کسی بھی لمحے ہوش آنے والا ہے۔ چنانچہ عمران نے سوچا کہ جب تک اسے ہوش آئے۔ اس وقت تک وہ کوٹھی کا اچھی طرح جائزہ لے لے ــــ چنانچہ اس نے اس کمرے کی الماریاں کھول

کر جیک کیس اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ تقریباً دس منٹ میں وہ کوٹھی کا مکمل طور پر جائزہ لے کر جب واپس اس بڑے کمرے میں داخل ہوا۔ تو وہ آدمی ہوش میں آچکا تھا۔ اور آنکھیں کھولے غور سے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔

"بڑی دیر لگا دی ہوش میں آتے آتے ——— میرے خیال میں بہت تھک گئے تھے" ——— عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور وہ آدمی چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا ——— عمران کا لہجہ اس قدر بے تکلفانہ تھا۔ جیسے وہ اس کا گہرا دوست ہو۔ اس لئے ہوش میں آنے والے آدمی کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"کون ہو تم" ——— اسی آدمی نے پوچھا۔

"تعارف ——— ہاں تعارف بہت ضروری ہے۔ اچھے لوگ تعارف کرائے بغیر بات چیت کا آغاز نہیں کرتے۔ تو پہلے میں اپنا تعارف کرا دیتا ہوں ——— مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں۔ کافرستان کی سرحد پر ایک ہمالیائی ریاست ہے ڈھمپ مجھ خوش نصیب کو اس ریاست کے پرنس ہونے کا فخر حاصل ہے" ——— عمران نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— تو تمہارا تعلق کافرستان سے ہے"

اس آدمی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ہمارا علاقہ کافرستان کی سرحد پر ہی ہے"

عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارا نام پرنس ہے تو پھر وہ عمران تمہارے ساتھی کا نام ہو گا" ——— اس آدمی نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

"عمران ——— ارے ہاں ——— وہ احمق ——— وہ تو ہمارا درباری مسخرہ ہے۔ تم اسے کیسے جانتے ہو" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"درباری مسخرہ" ——— اس آدمی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں ——— ہمارے والا ——— حضور جناب کنگ آف ڈھمپ کے دربار کا مسخرہ ہے" ——— عمران نے اسے باقاعدہ سمجھاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کرنل ہمبرخ اور میجر ہیرس تو اس کے مطلب پر یوں پریشان تھے جیسے......" ——— اور بات کرتے کرتے وہ آدمی یکلخت یوں چپ ہو گیا جیسے بے خیالی میں اس کے منہ سے غلط بات نکل گئی ہو۔

"تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا۔ جناب کون سی ریاست کے پرنس یا کنگ ہیں" ——— عمران نے فوراً ہی موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"یہ تم نے مجھے باندھ کیوں رکھا ہے۔ کھولو مجھے اور میرے ساتھی کہاں ہیں" ——— اس آدمی نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے دوسری بات شروع کر دی۔ اس کا انداز ایسا تحکمانہ تھا جیسے وہ اپنے کسی ماتحت کو حکم دے رہا ہو۔

"تمہارے ساتھیوں کا تو پولیس کفن دفن کا انتظام کر رہی ہو گی۔ اور سوچو کہ تمہارے ساتھی کتنے خوش قسمت ہیں کہ مفت میں کفن دفن ہو رہا ہے ان کا۔۔۔۔ اور تم ہیں میں نے نہیں باندھا۔ بے شک قسم لے لو"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔۔۔ تو میرے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ سنو۔۔۔ اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو مجھے کھول دو۔ ورنہ یاد رکھو میں اپنے ساتھیوں کا انتقام بھی تم سے لوں گا۔۔۔ اور پھر تمہاری روح صدیوں تک بھٹکتی رہے گی"۔۔۔۔ اس آدمی نے انتہائی غصیلے اور بھڑکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خوب۔۔۔ بڑا دم خم ہے۔ اچھا اب فضول باتیں ختم۔ گپ شپ کا پیریڈ ختم ہو گیا۔ اب بولو۔ تمہارا نام کیا ہے اور الیف۔ ڈی سے تمہارا تعلق ہے یا ریڈ آرمی سے"۔۔۔۔ اچانک عمران کا لہجہ بدل گیا۔ اور وہ یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے وہ عمران کی بجائے کسی نئے آدمی کو دیکھ رہا ہو۔۔۔۔ عمران کے چہرے کے تاثرات یک لخت بدل گئے تھے۔ اور لہجے میں بھی غرّاہٹ ابھر آئی تھی۔

"اگر میں تمہاری بات کا جواب نہ دوں تو"۔۔۔۔ اس آدمی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تو میں جواب حاصل کرنا جانتا ہوں"۔۔۔۔ عمران نے پہلے جیسے لہجے میں کہا۔ اور آگے بڑھ کر اس نے اپنا ایک ہاتھ بڑھایا۔ اور دوسرے لمحے اس کی دو انگلیاں اس آدمی کے نتھنوں میں

گھستی گئیں۔ عمران نے انگلیوں کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو اس آدمی کے حلق سے یوں چیخ نکلی جیسے عمران کی انگلیاں اس کے نتھنوں کی بجائے اس کے دل میں گھڑ گئی ہوں۔

"ٹھٹ۔۔۔ ٹھہرو۔۔۔ بب۔۔۔ بتاتا ہوں"۔

اس نے یوں پھڑکتے ہوئے انداز میں کہا جیسے اگر ایک لمحہ اور عمران کی انگلیاں اس کی ناک میں رہیں تو اس کی روح جسم سے نکل جائے گی۔

"بتاؤ۔۔۔ جلدی بتاؤ"۔۔۔۔ عمران نے انگلیوں کو ایک بار پھر ہلکا سا جھٹکا دیا۔ اور اس بار اس آدمی کے حلق سے پہلے سے زیادہ کربناک چیخ نکلی۔۔۔۔ اس کی آنکھیں تکلیف کی شدت سے ابل آئی تھیں۔

"مم۔۔۔ میجر نتارا۔۔۔۔ سپیشل ایکشن گروپ الیف۔ ڈی۔ ہٹاؤ۔۔۔ ان انگلیوں کو ہٹاؤ"۔۔۔۔ میجر نتارا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے انگلیاں باہر نکال لیں۔۔۔ اس کی انگلیاں خون میں لتھڑی ہوئی تھیں اور عمران کی انگلیاں باہر نکلتے ہی میجر نتارا کی ناک سے خون کی دھاریں سی نکل کر اس کے منہ اور گردن پر بہنے لگیں۔۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان سے اپنی انگلیاں اس کے لباس سے صاف کرنی شروع کر دیں۔۔۔۔ میجر نتارا جیسے سخت جان آدمی سے اتنی آسانی سے سب کچھ اگلوا لینے کا کارنامہ دراصل اس کی انگلیوں میں لگے ہوئے مخصوص انداز کے بلیڈوں نے سرانجام دیا تھا۔

عمران جانتا تھا کہ ناک کی اندرونی سطح پر ایک رگ ایسی ہوتی ہے۔ جس کا تعلق براہ راست اعصابی نظام سے ہوتا ہے ——— اس لئے عمران نے انگلیاں اندر ڈال کر جب انگلیوں کو جھٹکا دیا تو بلیڈ باہر کو آ گئے —— اور پھر اس رگ پر ان کی خراشوں نے میجر نتارا کو بولنے پر مجبور کر دیا تھا۔ یہ خون بھی انہی خراشوں سے نکل رہا تھا —— لیکن عمران جانتا تھا کہ قدرتی مدافعاتی نظام کی وجہ سے جلد ہی خون خود بخود رک جائے گا اور وہی ہوا۔ چند ہی لمحوں بعد خون کی روانی ختم ہو گئی —— البتہ میجر نتارا کے نتھنوں اور اس کے چہرے اور گردن پر جمے ہوئے خون کی لکیریں اب نمایاں تھیں۔

"ہاں تو میجر نتارا ——— تم نے اس کوٹھی کا کیسے پتہ چلایا۔ اور تم کرنل ہمبرٹ اور میجر ہیرس کی بات کر رہے تھے۔ سب کچھ تفصیل سے بتا دو" —— عمران نے انگلیاں صاف کر کے ایک بار پھر انہیں میجر نتارا کے نتھنوں کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ —— یہ تو انتہائی خوفناک ترین سزا ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ صرف نتھنوں میں انگلیاں ڈالنے سے اس قدر خوفناک تکلیف ہو سکتی ہے —— تم —— تم کوئی جادوگر ہو۔ ورنہ میجر نتارا سے کوئی بات اگلوا لینا ناممکن ہی ہو سکتا ہے"۔ میجر نتارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے خود یقین نہ آ رہا ہو کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

"میں نے پہلے کہا تھا کہ گپ شپ کا پیریڈ ختم ہو گیا ہے۔

اس لئے میرے سوال کا جواب دو" ——— عمران کا لہجہ بدستور سرد تھا۔ اور اس کی انگلیاں ایک بار پھر نتھنوں تک پہنچ چکی تھیں۔

"بس ——— جو میں نے بتا دیا ہے وہی کافی ہے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اب چاہے تم میری بوٹیاں اڑا دو اور کچھ نہیں بتاؤں گا" ——— میجر نتارا موت تو قبول کر سکتا ہے۔ لیکن شکست نہیں" —— اچانک میجر نتارا نے کہا۔ وہ شاید اب اپنی انا کا چیلنج قبول کر چکا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ اس پر پوری طرح قائم رہنے کا بھی فیصلہ کر چکا ہے۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میرے پاس اگلوانے کا صرف ایک ہی گر ہے ——— یہ تو بالکل ابتدائی عمل تھا میجر نتارا" ——— عمران نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا ——— میجر نتارا کی چونکہ اس الماری کی طرف پشت تھی اس لئے وہ نہ دیکھ سکا کہ عمران کیا کر رہا ہے ——— عمران جب واپس لوٹا تو اس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ اس نے بیگ کرسی کے پاس فرش پر رکھ کر اسے کھولا تو اس میں پلمبروں کے مطلب کا سامان بھرا ہوا تھا ——— یہ شاید یہاں اس لئے رکھا گیا تھا کہ ضرورت پڑنے پر کسی پلمبر کو بلانے کی بجائے خود ہی ضروری کام نپٹا لئے جائیں۔

میجر نتارا حیرت سے اس سامان کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات تھے۔ جیسے بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی ہو کہ

آخر اس سامان کے ذریعے پرنس کیا کرنا چاہتا ہے۔

عمران نے بیگ میں سے ایک ہتھوڑا اور ایک لمبی سی سلاخ باہر نکالی ـــــ جس کا آگے کا سرا نوکیلا تھا۔ عمران نے وہ سلاخ اور ہتھوڑا اٹھا لیا۔

"تم کیا کرنا چاہتے ہو" ـــــ میجر نتارا نے حیرت بھرے انداز میں سلاخ اور ہتھوڑے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارے دماغ میں سے اپنے سوال کا جواب باہر نکالنا چاہتا ہوں ـــــ جب زبان خاموش ہو جائے تو پھر اسی طرح ہی جواب مل سکتا ہے۔ میں یہ سلاخ تمہارے ایک کان میں رکھ کر اسے ہتھوڑے سے اندر ٹھونکتا جاؤں گا ـــــ حتیٰ کہ یہ دوسرے کان سے نکل آئے گی اور ساتھ ہی جواب بھی باہر آ جائے گا۔ تم بے شک جواب نہ دو" ـــــ عمران نے سلاخ کو اس کے دائیں کان کے اندر سوراخ میں رکھتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہتھوڑے والا ہاتھ فضا میں بلند کیا۔

"رک جاؤ رک جاؤ ـــــ پاگل آدمی رک جاؤ ـــــ یہ کیا حماقت ہے۔ رک جاؤ" ـــــ ہتھوڑے کے فضا میں بلند ہوتے ہی میجر نتارا بری طرح چیخ پڑا۔ یہ تصور ہی اس کے لئے روح فرسا تھا کہ اس کے کانوں میں سلاخ ٹھونکی جائے گی۔

"واہ ـــــ کیسے رک جاؤں ـــ پھر جواب کیسے ملے گا"

عمران نے کہا۔

"ارے بتاتا ہوں ـــــ رک جاؤ ـــــ مت ٹھونکو اسے"

میجر نتارا حلق کے بل چیخا۔

"اچھا ـــ تو بتاؤ نا ـــ جہاں تمہاری زبان رکی وہیں ہتھوڑا چل پڑے گا" ـــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ انسانی نفسیات کی گہرائیوں سے واقف تھا کہ عام انداز کا تشدد میجر نتارا کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا ـــ لیکن یہ سلاخ ٹھونکنے والا کام ہی اس کے تیور سے ہٹ کر ہے۔ اور پھر جب کسی آدمی کو یہ بتا دیا جائے کہ اس کے کان میں سلاخ ٹھونکی جائے گی تو انسان خواہ کتنی ہی قوت مدافعت کا مالک ہو نفسیاتی طور پر شدید ہراساں ہو جاتا ہے۔

"میں بتاتا ہوں ـــ کرنل چارلس نے مجھے بلا کر کہا تھا۔ کہ فاسٹ ڈیتھ کے دو ممبر کرنل ہمیرخ کے قبضے سے نکل گئے ہیں۔ انہیں تلاش کر کے ختم کرنا ہے ـــ لیکن وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ فاسٹ ڈیتھ کے ممبر کہاں سے ملیں گے۔ چنانچہ میں نے کرنل ہمیرخ کی ٹرانسمیٹر کال کو چیک کیا تو پتہ چلا کہ میجر ہیرس گلشن کالونی سے بات کر رہا ہے ـــــ اس نے وہاں الیف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر سے معلوم کیا تھا کہ کوئی عمران کوٹھی میں اپنے ساتھیوں سمیت گیا ہے۔ جس پر الیف۔ ڈی ریڈ کرنے والی ہے ـــ کرنل ہمیرخ نے اُسے انتظار کرنے کے لئے کہا۔ کیونکہ اس کے خیال کے مطابق عمران الیف۔ ڈی کے بس کا نہ تھا ـــــ چنانچہ میں گلشن کالونی پہنچا وہاں میجر ہیرس اپنی اصل شکل میں تھا۔ اور پھر ہم نے چیک کیا کہ ایک نوجوان کوٹھی کے برآمدے میں کھڑا اس کی نگرانی کر رہا ہے ـــــ اس وقت کوٹھی پر ریڈ ہو چکا تھا۔ لیکن

لگنے کی بجائے میرے انگوٹھے پر لگ گیا تو مجھے کتنی تکلیف اٹھانی پڑے گی ۔۔۔ لہذا یہ پروگرام ختم ۔" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اور میجر نتارا کے کان میں رکھی ہوئی سلاخ نکال کر اس نے بیگ میں پھینک دی ۔ البتہ ہتھوڑا اس کے ہاتھ میں ابھی تک لٹک رہا تھا ۔

" ارے ہاں ۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا ۔ اس میں آسانی بھی رہے گی ۔ ایک ہی وار سے بہت سے دانت باہر آجائیں گے ویسے بھی یہ اخیال ہے ۔ دانتوں کے بغیر تمہاری شکل زیادہ خوبصورت ہو جائے گی ۔۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ تم بھی کیا یاد کرو گے کہ میں نے تمہیں کس قدر خوب صورت بنا دیا ہے ۔ ویسے بھی لڑکیاں بغیر دانتوں والوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں ۔۔۔ کم از کم کاٹتے تو نہیں ۔ ذرا دکھانا کس ٹائپ کے دانت ہیں تمہارے ۔"
عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا ۔ اور ہتھوڑا فرش پر رکھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے میجر نتارا کے منہ میں ہاتھ ڈالا اور انہیں مخالف سمت میں اوپر نیچے زور لگا کر ہٹا دیا ۔ میجر نتارا کا منہ پوری حد تک کھل گیا ۔

" واہ واہ ۔۔۔ بڑے خوب صورت دانت ہیں تمہارے ۔ بالکل موتیوں جیسے ۔" ۔۔۔ عمران نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ ہٹا لئے ۔
" بے شک توڑ دو دانتوں کو ۔۔۔ کچھ کر لو ۔۔۔ لیکن میں

پھر میجر ہیرس نے ٹرانسمیٹر کال پہ کرنل ہمیرخ کو بتایا کہ چھاپہ ناکام ہوا ہے ۔۔۔ اس کے بعد میجر ہیرس چلا گیا ۔ ہم اس نوجوان کا پیچھا کرتے ہوئے عقبی کوٹھی میں پہنچے وہاں زبردست جنگ ہوئی اور پھر میں لڑتے ہوئے بے ہوش ہو گیا ۔ اب یہاں ہوش آیا ہے ۔۔۔ بس یہ بات ہے ۔" ۔۔۔ میجر نتارا نے تیز تیز لہجے میں پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا ۔

اور عمران چونکہ اس کال کا ٹیپ سن چکا تھا جو میجر ہیرس نے کرنل ہمیرخ کو چھاپے کی ناکامی کے متعلق کی تھی ۔۔۔ اس لئے وہ سمجھ گیا کہ میجر نتارا درست کہہ رہا ہے ۔

" اچھا ۔۔۔ اب الف ۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو ۔"
عمران نے کہا ۔

" پتہ نہیں ۔۔۔ یہ نہیں ہو سکتا ۔۔۔ بے شک سلاخ ٹھونک دو ۔ لیکن میں غداری نہیں کر سکتا ۔۔۔ ہرگز نہیں کر سکتا ۔"
میجر نتارا ایک بار پھر بگڑ گیا ۔

اور عمران اس کی ٹائپ کو اچھی طرح سمجھ گیا کہ میجر نتارا فوری طور پر ہراساں ہو کر تو سب کچھ بتا دیتا ہے ۔۔۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ اس کا ذہن جب اس خوف کو قبول کر لیتا ہے تو وہ پھر ضد پر آجاتا ہے ۔

" ارے ۔۔۔ پھر سلاخ کیا ٹھونکنا ۔ اب اتنی سی بات کے لئے کیوں اتنی تکلیف اٹھائی جائے کہ ہتھوڑے چلاتے رہو ۔ تم خود سوچو ۔۔۔ اگر ہتھوڑا اس پتلی سی سلاخ کے سرے پہ

غداری نہیں کرسکتا" ——— میجر نتارا نے چیخ کر کہا۔

"بالکل بالکل ——— ہرگز غداری نہ کرنا۔ مجھے خود غداری کرنے والوں سے بڑی چڑ ہے۔ اسی لئے تو میرے دانت ابھی تک سلامت ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جھک کر فرش پر پڑا ہوا ہتھوڑا اٹھا لیا۔

لیکن اسی لمحے اسے قریب کے کمرے میں رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ اور عمران یہ آواز سن کر چونک پڑا ——— یہاں اسے کون فون کرسکتا تھا۔ صرف ایک ہی شخص جانتا تھا نادر۔ اور نادر ظاہر ہے سوائے کسی ایمرجنسی کے فون نہ کرسکتا تھا ——— چنانچہ اس نے جلدی سے ہتھوڑا رکھا اور مڑ کر کمرے کے دروازے سے نکل کر ساتھ والے کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں ٹیلی فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی ——— اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

اور پھر اس کی توقع کے مطابق فون واقعی نادر کا تھا۔ وہ اس سے باتیں کرتا رہا ——— نادر نے اسے بتایا کہ سیکرٹ سروس کا چیف کیپٹن تیزری اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اس کے پاس آیا تھا ——— انہوں نے عمران اور نادر کو چیک کرلیا تھا۔ اور پھر مطمئن ہوکر چلے گئے تھے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ سیکرٹ سروس والے اس طرح آسانی سے مطمئن نہیں ہوا کرتے ——— اس سے صاف ظاہر تھا کہ انہوں نے وہاں کوئی ایسا آلہ لگایا ہے۔ جس سے وہ بعد میں بات چیت سن سکیں۔ اور انسانی نفسیات کے

مطابق نادر نے فوراً ہی عمران سے کنٹکٹ کرلیا تھا۔ چنانچہ اس کے کہنے پر جب نادر نے تلاشی لی ——— تو پھر اس نے میز کی سطح کے نیچے چپکا ہوا وہ بٹن تلاش کرلیا جس کے ذریعے بات چیت سنی جاسکتی تھی۔ نادر کے لئے بھی یہ ایک نیا انکشاف تھا۔

"اوہ پرنس ——— میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے" ——— نادر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"سب کچھ ہوجاتا ہے ——— میرے خیال میں اس بٹن کے ذریعے وہ لوگ اس کوٹھی کا بھی پتہ چلالیں گے ——— بہرحال اب تم فوراً زیرزمین چلے جاؤ۔ ورنہ وہ دوبارہ تم پر آچڑھیں گے۔ اور میں بھی یہ کوٹھی خالی کردیتا ہوں" ——— عمران نے کہا۔ اور جلدی سے رسیور رکھ کر وہ تیزی سے مڑا اور دوبارہ اسی کمرے میں پہنچ گیا۔ جہاں میجر نتارا موجود تھا۔

"تو تم نہیں بتاؤ گے کہ ایف۔ ڈی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے" عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں اب پہلے سے کہیں زیادہ سختی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"نہیں ——— تم چاہے کچھ کرلو" ——— میجر نتارا نے اسی طرح پرعزم لہجے میں کہا۔

"تو ٹھیک ہے ——— اب میرے پاس تمہارے دانت توڑنے کا بھی وقت نہیں رہا۔ اور ویسے بھی یہ کام جہنم کے فرشتوں کے کرنے کا ہے۔ میں ان کا بوجھ کیوں ہلکا کروں ——— تم چھٹی ہی کرو۔ میں خود ہی ڈھونڈھ لوں گا" ——— عمران نے سخت لہجے

میں کہا۔ پھر جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔ یہ ریوالور اس نے الماری سے باہر نکلتے وقت جیب میں ڈال لیا تھا۔

"کیا تم مار ڈالو گے ——— بندھے ہوئے کو۔ مجھے کھول دو پھر تمہارا جو جی چاہے کرو" ——— میجر نتارا عمران کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ عمران واقعی اسے گولی مارنے والا ہے۔

"میرے پاس اتنا وقت نہیں رہا۔ جو وقت تھا وہ گزر گیا ہے" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور اس نے ریوالور کا میگزین باہر نکال کر دیکھا ——— گولیاں اس میں بھری ہوئی تھیں۔ اس نے میگزین واپس بند کیا اور دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ لیکن ریوالور کی نال کا رخ اس نے ذرا نیچے رکھا تھا ——— ٹرچ کی آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی میجر نتارا کے حلق سے زوردار چیخ نکل گئی ——— گولی اس کے نچلے گھٹنے کے موڑ پر پڑی تھی عمران نے دوسری بار ٹریگر دبایا اور میجر نتارا کے حلق سے دوسری چیخ نکلی۔ اس کے دوسرے گھٹنے کا جوڑ بھی ٹوٹ گیا تھا۔

"بتاتا ہوں ——— مت مارو ——— اس طرح مت مارو" میجر نتارا نے چیختے ہوئے کہا۔

"بتاؤ تو وعدہ رہا کہ زندہ چھوڑ دوں گا ——— ورنہ اس طرح ساری ہڈیاں توڑ کر آخری گولی پیشانی میں پڑے گی" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وائٹ راک کالونی۔ کوٹھی نمبر تین" ——— میجر نتارا نے چیختے ہوئے کہا۔

"صحیح پتہ بتاؤ ——— باکا میں اس نام کی کوئی کالونی نہیں ہے" ——— عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ اس بار گولی میجر نتارا کی ران میں گھس گئی۔

"بتایا تو ہے ——— بتایا تو ہے" ——— میجر نتارا نے چیخ کر روتے ہوئے لہجے میں کہا۔

اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس بار ٹریگر دبایا تو گولی میجر نتارا کے عین دل پر پڑی ——— اور میجر نتارا کا جسم چند لمحے بمشکل تڑپ سکا۔ اور اس کی پھٹی ہوئی آنکھیں تیزی سے بے نور ہوتی گئیں۔

عمران نے ریوالور جیب میں رکھ لیا۔ اسے دراصل جلدی تھی ——— اسے خطرہ تھا کہ کسی بھی وقت سیکرٹ سروس یہاں چڑھائی کر سکتی ہے۔ اس لئے اس نے زیادہ وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا ——— اگر اسے ایک فی صد بھی یقین ہو جاتا کہ میجر نتارا پتہ بتا دے گا تو وہ اسے نہ مارتا۔ لیکن جب اس نے دو گولیاں کھانے کے باوجود غلط پتہ بتایا تو عمران سمجھ گیا کہ غداری کا لفظ اس کے ذہن سے چپک چکا ہے ——— اور اب وہ مر کر بھی صحیح پتہ نہ بتائے گا۔ اس لئے عمران نے مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اور زندہ اسے کسی قیمت پر نہ چھوڑ سکتا تھا ——— کیونکہ اس طرح مجرموں کی طاقت میں اضافہ ہی ہو سکتا تھا کمی نہیں۔

ریوالور جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا ——— اس نے جلدی سے ایک خانے میں لٹکے ہوئے

لباسوں میں سے ایک لباس باہر نکالا اور اپنا لباس اتار کر نیا لباس پہننے لگا —— لباس اُسے فٹ آیا تھا۔ اس کے بعد اس نے میک اپ باکس نکالا۔ اور اس میں سے ٹیوبیں نکال کر اس نے اپنے چہرے اور بالوں پر نیا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ برق رفتاری سے چل رہے تھے —— تھوڑی دیر بعد وہ مکمل طور پر میک اپ بدل چکا تھا۔ وہ ایک عام سا مقامی غنڈہ لگ رہا تھا —— میک اپ سے فارغ ہو کر اس نے باکس بند کر کے اُسے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈالا۔ ایک اور ریوالور اور گولیوں کا پیکٹ بھی اٹھا کر اس نے جیبوں میں منتقل کیا —— بڑے نوٹوں کی پانچ چھ گڈیاں بھی اسی طرح اس کی جیب میں منتقل ہو گئیں۔ وہ الماری بند ہی کر رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں الماری کے نچلے خانے میں رکھے ہوئے کاغذ کے ایک دستے پر پڑیں —— اس کے ساتھ ہی سٹیشنری کا پورا سامان موجود تھا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی —— نادر واقعی بے حد دور اندیش تھا۔ اس نے ضرورت کے کسی پہلو کو نظر انداز نہ کیا تھا۔ عمران نے جھک کر ایک کاغذ کھینچا اور ساتھ پڑی پنوں کی ڈبی اور مارکر بھی اٹھا لیا۔ اس کے بعد اس نے الماری بند کر دی —— اور اس کی صاف سطح پر کاغذ کو رکھ کر مارکر سے اس پر کیپٹن تمیزی کے لئے پیغام لکھنا شروع کر دیا —— مارکر سے جلد ہی جلد ہی چند لائنیں کاغذ پر گھسیٹ کر وہ واپس مڑا اور اس نے ڈبی سے سوئی پن

نکال کر اس کی مدد سے کاغذ کو نیچے نادرا کے سینے سے نتھی کر دیا۔ اور پھر مارکر اور ڈبی کو ایک طرف پھینک کر وہ واپس مڑا۔ اور تیزی سے کوٹھی کی عقبی سمت کی طرف بڑھ گیا —— اس نے جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ دیوار پر موجود تھا۔ چند لمحے دیوار پر لیٹا ہوا وہ عقبی گلی کا جائزہ لیتا رہا —— لیکن نہ صرف گلی خالی تھی بلکہ وہاں اُسے کوئی آدمی کہیں چھپا ہوا بھی محسوس نہ ہوا تو اس نے چھلانگ لگائی اور عقبی گلی میں اتر گیا —— اس کے بعد وہ یوں اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا جیسے اس کا اس کوٹھی سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

چند ہی لمحوں بعد وہ کوٹھی کے عین سامنے چوک پر موجود کیفے کے سامنے پہنچ گیا —— کیفے میں داخل ہو کر اس نے ایسی میز کا انتخاب کیا۔ جس سے نہ صرف وہ کوٹھی کے پھاٹک کا جائزہ لے سکتا بلکہ ارد گرد کا علاقہ بھی اس کی نظروں میں آ سکتا تھا —— اور ویٹر کو اس نے کافی لانے کا آرڈر دے کر بڑے مطمئن انداز میں کرسی کی پشت سے پشت لگا لی۔ اب وہ صرف کیپٹن تمیزی کے آنے کا انتظار کر رہا تھا —— اس نے یہی پروگرام بنایا تھا کہ وہ کم از کم ایک گھنٹہ یہاں بیٹھ کر چیک کرے گا۔ اگر کیپٹن تمیزی نے فون کال کی مدد سے اس کوٹھی کا پتہ چلا لیا ہے تو پھر وہ یقیناً اس دوران یہاں پہنچ جائیں گے —— ورنہ وہ یہی سمجھے گا کہ وہ لوگ اس کوٹھی کا پتہ نہیں چلا سکے۔ اس طرح کم از کم اُسے اطمینان ضرور ہو جائے گا۔

چند لمحوں بعد کافی اس کی میز پر سرو کر دی گئی اور کافی پینے کے ساتھ ساتھ اب وہ جولیا اور اس کے گروپ کے متعلق سوچ رہا تھا ___ انہیں بھی یہاں آئے ہوئے تین روز گزر گئے تھے نجانے اب تک ان کی کارکردگی کیا رہی تھی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ کیپٹن تیزی کی طرف سے اطمینان ہوتے ہی وہ ان سے فوری طور پر رابطہ قائم کرے گا تاکہ ان کی طرف سے بھی وہ باخبر رہے۔ اُسے اپنے ممبرز کی صلاحیتوں پر یوں تو پورا اعتماد تھا کہ وہ لوگ آسانی سے قابو میں آنے والے نہیں ___ لیکن اس کے باوجود ان سے باخبر رہنا بھی ضروری تھا۔ چنانچہ وہ اطمینان سے کافی پینے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ باہر کے حالات کا بھی جائزہ لے رہا تھا۔ لیکن ابھی تک اُسے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا تھا جسے وہ مشکوک سمجھتا۔ بہرحال وہ انتظار کرتا رہا۔ اور اطمینان سے کافی پیتا رہا۔

کرنل چارلس کا چہرہ بُری طرح بجھا ہوا تھا۔ اس ہ انداز ایسا تھا جیسے کوئی جواری مسلسل ہارنے کے بعد مایوس ور دل گرفتہ ہو چکا ہو ___ حالات تیزی سے الیف۔ ڈی کے خلاف ہوتے جا رہے تھے۔ وزیر خارجہ قتل ہونے سے بچ گئے ___ رام داس بھی مارا جا چکا ہے۔ ریڈ آرمی نے کسی ہ سٹ ڈیتھ کی خبر دی۔ اُنسے اغوا کر کے لے جانے والے غائب وگئے۔ کوٹھی خالی ملی ___ اس کے بعد ایک گروپ کرنل ہمیرخ ی وجہ سے الیف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر پر چڑھ دوڑا۔ زبردست فاظتی انتظامات کی وجہ سے وہ گروپ پکڑا گیا ___ لیکن اب رنل چارلس اپنی حماقت پر افسوس کر رہا تھا کہ اس نے رابرٹ اہامان کو انہیں فوراً ہی گولیوں سے کیوں نہ بھون ڈالا۔ اور برت ناک سزا کے چکر میں پڑ کر انہیں مہلت دے دی۔ اور پھر

ان کا ہیڈ کوارٹر سے بچ کر نکل جانے کے ساتھ ساتھ اس کے اہم ترین اور فعال ساتھی کالبرج کی موت ۔ رابرٹ کا قتل اور ایف ۔ڈی کے پندرہ سولہ مزید ممبروں کا خاتمہ ۔۔۔ ادھر سپیشل گروپ کا خاتمہ ۔ میجر ستارا کی گمشدگی ۔ یہ ساری ایسی خبریں تھیں جس نے کرنل چارلس کے ذہن کو ہلا کر رکھ دیا تھا اُسے سمجھ نہ آرہی تھی کہ آخر اچانک یہ ایسا چکر کیسے چلنا شروع ہو گیا ۔۔۔ ایف ۔ڈی جیسی تنظیم کو آج تک بڑے بڑے بادشاہ ممالک میں ایسے دھچکے نہ لگے تھے ۔ کہاں بھاشانہ جیسے پس ماندہ ملک میں اس کے ساتھ یہ سب ہو رہا تھا ۔۔۔ اور اس گروپ ؟ جسے اب وہ فاسٹ ڈیتھ والا گروپ ہی سمجھنے پر مجبور ہو گیا تھا ۔ ہیڈ کوارٹر سے بچ کر نکل جانے کے بعد اُسے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر خالی کرنا پڑا تھا ۔۔۔ اور اس طرح ایسے انتظامات جو انہوں نے پہلے بڑے اطمینان سے کئے تھے ہنگامی طور پر شفٹ نہ ہو سکتے تھے انہیں تباہ کرنا پڑا ۔۔۔ اس کی اپنی جان بھی بس اتفاق سے بچی تھی ۔ ورنہ اُسے یقین تھا کہ اگر اُسے عین اس وقت ہوش نہ آتا جب کہ کالبرج اور وہ فاسٹ گروپ کا لیڈر آپس میں اُلجھے ہوئے نہ ہوتے تو پھر اس کی موت بھی یقینی تھی ۔۔۔ اب مین ممبرز میں سے صرف دو آدمی بچے تھے ۔ ہارسن اور آرنلڈ ۔

ادھر ایف ۔ڈی کی سرگرمیاں بالکل ختم ہو کر رہ گئی تھیں ۔ ملک میں امن امان بحال ہوتا جا رہا تھا ۔۔۔ اور جس خوف کی

فضا ایف ۔ڈی نے پیدا کر دی تھی وہ فضا تیزی سے زائل ہوتی جا رہی تھی ۔۔۔ خاص طور پر بھاشانہ کے صدر کی جرأت مندانہ تقریر اور ایف ۔ڈی کی خاموشی نے حالات کو تیزی سے بدل دیا تھا ۔۔۔ اور عوام برسرعام یہ کہہ رہے تھے کہ چاہے پورا ملک ہی کیوں نہ تباہ ہو جائے وہ مجرموں کے ہاتھوں بلیک میل نہ ہوں گے ۔۔۔ یہ ساری باتیں اس بات کا ثبوت تھیں ۔ کہ ایف ۔ڈی کا زور ٹوٹ گیا ہے ۔ اور اب تو ایف ۔ڈی کو اپنی جان بچانے کی فکر لاحق ہو گئی ہے ۔۔۔ ریڈ آرمی بھی خاموش تھی ۔ اس نے بھی کوئی کارنامہ سرانجام نہ دیا تھا ۔ یوں لگتا تھا جیسے اس جیسی فعال تنظیم کو کسی نے باندھ کر رکھ دیا ہو ۔

"اب ایک زوردار دھماکہ ہونا چاہئے ۔ ابھی اور فوراً ۔ تاکہ بھاشانہ کو معلوم ہو جائے کہ ایف ۔ڈی کو شکست نہیں دی جا سکتی "۔۔۔ کرنل چارلس نے زوردار انداز میں سامنے پڑی ہوئی میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا ۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور دو آدمی آگے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے ۔۔۔ یہ آرنلڈ اور ہارسن تھے ۔ کرنل چارلس نے انہیں بلوایا تھا ۔

"یس باس "۔۔۔ دونوں نے اندر آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا ۔

"بیٹھو "۔۔۔ کرنل چارلس نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا ۔ اور میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کیا ۔

وہ دونوں مؤدبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میرے خیال میں موجودہ حالات کے متعلق تفصیل بتانے کی تو ضرورت نہیں ۔۔۔ آپ دونوں اس سے بخوبی واقف ہوں گے"۔۔۔ کرنل چارلس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔۔۔ ہمیں کالرچ اور رابرٹ کی موت کا بے حد دکھ ہے۔ لیکن کیا کیا جا سکتا ہے۔ جنگ میں تو ایسا ہوتا ہی رہتا ہے"۔۔۔ ہارسن نے جواب دیا۔

"اب ہمیں اور بھی زیادہ تیز رفتاری سے کام کرنا ہوگا۔ میجر ہارسن پہلے تم رپورٹ دو کہ مین پاور ہاؤس والا مشن کہاں تک پہنچا ہے"۔۔۔ کرنل چارلس نے ہارسن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ۔۔۔ ہم کامیابی کے نزدیک پہنچ گئے ہیں۔ مین پاور ہاؤس کے چیف انجینئر کی جگہ میرے آدمی میتھو نے لے لی ہے لیکن وہ ابھی اپنے آپ کو پوری طرح ایڈجسٹ نہیں پا رہا ۔۔۔ کیونکہ مین پاور ہاؤس فوج کی تحویل میں ہے اور وہاں اتنے سخت اور کڑے حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ۔۔۔ حتیٰ کہ پاور ہاؤس کے جنرل منیجر کی بھی روزانہ باقاعدہ تلاشی لی جاتی ہے۔ اس لئے ایف۔ ڈی جس سے اس پاور ہاؤس کو اڑایا جائے گا۔ اندر نہیں پہنچ پا رہی ۔۔۔ البتہ اب میرے آدمی ایک اور پہلو پر کوشش کر رہے ہیں۔ فوج کا سیکورٹی انچارج کرنل عمر ہے۔ جو اس قدر سخت آدمی ہے کہ کسی پر ایک لمحے کے لئے بھی اعتبار نہیں کرتا

میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ کرنل عمر کی جگہ اپنا آدمی مقرر کر دوں۔ اس کے لئے کرنل عمر کا واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچنے کا انتظار ہے۔ وہ ایک ہفتے بعد صرف چند گھنٹوں کے لئے اپنے بچوں سے ملنے جاتا ہے ۔۔۔ اس لئے میں نے پروگرام بنایا ہے کہ وہ بچوں سے مل کر جیسے ہی واپس پاور ہاؤس جانے لگے گا اسے راستے میں اغوا کر لیا جائے گا۔ اور اس کی جگہ میرا آدمی لے لے گا۔ جب کہ اس کا خاتمہ کر کے اس کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے گا۔ میں نے اس کی جگہ اپنا آدمی تیار کر لیا ہے ۔۔۔ اسے وردی بھی مہیا کر دی گئی ہے اور کرنل عمر کی حرکات و سکنات اس کے چلنے اور بولنے کا انداز۔ غرضیکہ پوری تفصیل کی اسے ریہرسل کرائی جا رہی ہے ۔۔۔ یہ مشن جیسے ہی مکمل ہوا۔ پھر ایف۔ ڈی کو پاور ہاؤس میں نصب کر دیا جائے گا۔ اور اس کے بعد ہم بڑے اطمینان سے حکومت کو دھمکی دے دیں گے ۔۔۔ اور اس کے بعد حکومت چاہے الٹی کیوں نہ کھڑی ہو جائے وہ پاور ہاؤس کو تباہی سے نہ بچا سکے گی"۔۔۔ میجر ہارسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کرنل عمر والا کام کتنے روز بعد ہوگا"۔۔۔ کرنل چارلس نے پوچھا۔

"دو روز بعد کرنل عمر اپنے بچوں کو ملنے جائے گا۔ اس کے بعد دو روز ایف۔ ڈی کو نصب ہونے میں لگیں گے"۔ ہارسن نے جواب دیا۔

"چار روز ۔۔۔ اس کا مطلب ہے چار روز تک ہم خاموش

بیٹھے رہیں نا ۔۔۔۔ کرنل چارلس نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا ۔

" خاموش بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے باس ۔۔۔۔ ہم اس دوران کوئی جہاز ۔ کوئی ٹرین ۔ کوئی بڑا ڈیم ۔۔۔ کوئی بڑی اور اہم عمارت اڑا سکتے ہیں " ۔۔۔ اس بار آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا ۔

" ہاں ۔۔۔ کچھ نہ کچھ ضرور ہونا چاہیئے ۔ کوئی بڑا دھماکہ ۔ ایسا دھماکہ کہ ایک بار پھر حکومت کی جڑیں تک ہل جائیں " ۔۔۔ کرنل چارلس نے ایک بار پھر اضطراری انداز میں میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا ۔

" باس ۔۔۔ یہاں باکلسے چند میل دور ایک بہت بڑا آئل ڈپو ہے ۔ اس ڈپو میں آئل کا ذخیرہ کیا جاتا ہے ۔ اس ڈپو کے اردگرد فوجی سامان کی سپلائی کے بڑے بڑے ڈپو ہیں ۔۔۔ جن میں اسلحہ بھی ہے اور بارود کے ذخیرے بھی " ۔۔۔ آرنلڈ نے کہا ۔

" تو پھر یہ آئل بھی فوجی مقاصد کے لئے ذخیرہ کیا جاتا ہوگا " کرنل چارلس نے چونک کر کہا ۔

" بالکل باس ۔۔۔ بہت بڑا ذخیرہ ہے ۔ اگر ہم اس آئل ڈپو کو تباہ کر دیں تو نہ صرف یہ ایک خوفناک تباہی ہوگی ۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ فوجی سامان کے ڈپو بھی تباہ ہو جائیں گے ۔۔۔ اور یہ حکومت اور یہاں کے عوام کے لئے ایک خوفناک دھچکہ ثابت ہوگا " ۔۔۔ آرنلڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" او کے ۔۔۔ اسے ان چار دنوں کے اندر اندر تباہ ہونا چاہیئے " ۔۔۔ کرنل چارلس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا ۔

" تو پھر سر اس مشن پہ کام کروں " ۔۔۔ آرنلڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا ۔

" تم اکیلے نہیں ۔۔۔ بلکہ میں اور میرا گروپ بھی اس مشن میں پورا حصہ لے گا ۔۔۔ البتہ ہارسن اپنے مشن میں مصروف رہے گا " کرنل چارلس نے کہا ۔

" آپ میرے گروپ پر اعتماد کریں باس ۔۔۔ ہم بڑی آسانی سے اس ٹارگٹ کو ہٹ کر لیں گے ۔ آپ کا یہاں ہیڈ کوارٹر میں رہنا بے حد ضروری ہے " ۔۔۔ آرنلڈ نے کہا ۔

" باس ۔۔۔ میری ایک تجویز ہے ۔ آرنلڈ تو آئل ڈپو مشن پہ کام کرے ۔ میں مین پاور ہاؤس ٹارگٹ پہ کام کر رہا ہوں ۔ آپ اس گروپ کے خلاف کام کریں جس نے کالبرج اور رابرٹ کو قتل کیا ہے ۔۔۔ اور ہمیں فوری طور پر ہیڈ کوارٹر چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے ۔ یہ گروپ کسی بھی وقت دوبارہ ہمارے راستے میں رکاوٹ بن سکتا ہے ۔۔۔ ان کے خاتمے کے بغیر ہماری مکمل کامیابی ہر لمحے مشکوک ہی رہے گی " ۔۔۔ میجر ہارسن نے کہا ۔

" لیکن ریڈ آرمی بھی تو کام کر رہی ہے ۔ وہ انتہائی فعال تنظیم ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ وہ لازماً اس پہ قابو پا لے گی " کرنل چارلس نے کہا ۔

" باس ۔۔۔ ریڈ آرمی کی ابھی تک تو کوئی واضح کارکردگی نظر نہیں آئی ۔ جب کہ ان کی حماقت کی وجہ سے ہی ہمارا ہیڈ کوارٹر تباہ ہوا ہے ۔۔۔ اس لئے میرا خیال ہے ۔ اس گروپ کو صرف

ان پر چھوڑ دینا عقل مندی نہیں کہلائے گا۔ ہمیں خود بھی ان کے خلاف کام کرنا ہوگا"۔۔۔۔ آرنلڈ نے میجر بارسن کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔ واقعی ہمیں ریڈ آرمی پر سب کچھ نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ ٹھیک ہے۔ پھر یہ فیصلہ ہو گیا کہ میں اور میرا گروپ فاسٹ ڈیتھ کے خلاف کام کرے گا۔۔۔ اور تم دونوں اپنے اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرنے کی کوشش کروگے"۔۔۔۔ کرنل جارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔۔ ایسا ہی ہوگا۔ اس بات کا ہمیں یقین ہے کہ الیف۔ ڈی بہر حال کامیاب ہوگی"۔۔۔۔ ان دونوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل جارلس کے بجھے ہوئے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"الیف۔ ڈی کو شکست دینے والا ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ نہ الیف۔ ڈی اُسے پیدا ہونے دے گی۔۔۔۔ ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو"۔۔۔۔ کرنل جارلس نے کہا۔

اور وہ دونوں اٹھے اور مؤدبانہ انداز میں سلام کرکے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔۔ ان کے جانے کے بعد کرنل جارلس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔۔۔ تونیس سپیکنگ"۔۔۔۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"مائیکل کو بھیج دو"۔۔۔۔ کرنل جارلس نے تحکمانہ لہجے میں

اور رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ مائیکل تھا۔ کرنل جارلس گروپ کا نمبر ٹو۔

"یس باس"۔۔۔۔ مائیکل نے اندر داخل ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"مائیکل۔۔۔۔ تم اپنا پورا گروپ لے کر شہر میں پھیل جاؤ۔ جو گروپ ہیڈ کوارٹر سے نکلا ہے۔ ہم نے اُسے تلاش کرنا ہے۔ جیسے ہی اس کا کوئی آدمی نظر آئے اس کی نگرانی کرو۔۔۔۔ اور پھر مجھے ٹرانسمیٹر پر مطلع کرو میں خود بھی انہیں تلاش کروں گا۔ ہمیں فوراً انہیں ڈھونڈھنا ہے"۔۔۔۔ کرنل جارلس نے کہا۔

"بہت بہتر باس"۔۔۔۔ مائیکل نے سر جھکاتے ہوئے جواب دیا۔ اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چوہان سڑک کے ساتھ ساتھ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے تمام ساتھیوں کو ایک ایک کر کے ٹیکسیاں اور بسیں مل گئی تھیں ــــ لیکن اُسے ابھی تک کوئی سواری نہ مل رہی تھی۔ اس لئے وہ خاموشی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے گیا ہو گا کہ اُسے اپنے پیچھے کسی کار کی آواز سنائی دی۔ چوہان نے مڑ کر دیکھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید ٹیکسی ہو۔ لیکن دوسرے لمحے وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ کیوں کہ یہ ایک کار نہیں تھی بلکہ تین سٹیشن ویگنوں اور چار کاروں کا ایک کارواں سا تھا ــ جو تیزی سے اس طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جدھر چوہان جا رہا تھا۔ چوہان اُسی انداز میں آگے بڑھا جا رہا تھا۔ سڑک کے کنارے پر گھنے درختوں کی قطار سی چلی گئی تھی اور چوہان ان درختوں کے نیچے چل رہا تھا ــــ چوں کہ اس کا حلیہ اور کپڑے اس

انداز کے تھے کہ دیکھنے والے مشکوک ہو سکتے تھے۔ اور اُسے خطرہ تھا کہ اگر کہیں کوئی پولیس کی گشتی گاڑی آگئی تو پھر وہ یقیناً اُسے ہیڈ کوارٹر لے جائیں گے ــــ اس لئے وہ دانستہ درختوں کی آڑ لے کر چل رہا تھا۔ اس کا پروگرام یہی تھا کہ جیسے ہی کوئی ٹیکسی آتی دکھائی دے گی وہ درختوں کی اوٹ سے نکل کر سامنے آجائے گا ــــ ورنہ اسی طرح درختوں کی آڑ لے کر آگے بڑھتا جائے گا۔

کارواں تیزی سے اس کے قریب سے ہوتا ہوا گزر گیا۔ اور پھر ایک کار میں بیٹھے ہوئے شخص کے چہرے کی ایک جھلک سی چوہان کو نظر آئی ــــ اور چوہان بُری طرح چونک پڑا۔ یہ وہی شخص تھا جو انہیں ہیو روم سے اٹھا کر بیک روم میں لے گیا تھا۔ وہ اس کا چہرہ اچھی طرح پہچانتا تھا ــــ کارواں آگے بڑھ گیا تھا۔ چوہان نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ لیکن ٹیکسی تو ایک طرف کوئی کار تک نظر نہ آ رہی تھی ــــ وہ سمجھ گیا کہ الیف۔ڈی ان کے نکل جانے کی وجہ سے اپنا ہیڈ کوارٹر چھوڑ کر کسی اور جگہ شفٹ ہو رہے ہیں اور نئی جگہ کا پتہ معلوم کرنا بے حد ضروری تھا ورنہ وہ دوبارہ اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہ جائیں گے ــــ چنانچہ اُسے اور تو کچھ نہ سوجھا۔ اس نے بے تحاشا بھاگنا شروع کر دیا۔ لیکن ظاہر ہے کار کی رفتار اور ایک انسان کی رفتار میں زمین و آسمان کا فرق تھا ــــ کاریں چند ہی لمحوں میں اس کی نظروں سے غائب ہو گئیں۔ لیکن وہ اُسی طرح بھاگتا رہا ــــ اور پھر اچانک ایک بائی روڈ سے ایک نوجوان سپورٹس ٹائپ موٹر سائیکل پر برآمد ہوا۔ اس وقت چوہان

اُسی بائی روڈ کے سرے پر ہی تھا۔ موٹر سائیکل کو دیکھتے ہی چوہان تیزی سے مڑا ۔۔۔ اور اس نے دونوں ہاتھ اور بازو اس طرح پھیلا دیئے جیسے موٹر سائیکل کو آگے بڑی سڑک پر جانے سے روکنا چاہتا ہو۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ پاگل ہو گئے ہو ۔۔۔ مرنے کا ارادہ ہے"۔ نوجوان نے اس کے قریب آ کر پورے زور سے بریکیں لگاتے ہوئے کہا۔ ۔۔۔ اور سپورٹس موٹر سائیکل کے بڑے پہیے چیخ مار کر عین چوہان کے قریب رک گئے۔

"آگ ۔۔۔ خوفناک آگ" ۔۔۔ چوہان چیختا ہوا نوجوان کی طرف بڑھا۔

"کہاں ۔۔۔ کہاں ہے آگ" ۔۔۔ اس کی توقع کے عین مطابق نوجوان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

اور یہی چوہان چاہتا تھا کہ اس کی توجہ ہٹ جائے ۔ اور موٹر سائیکل پر اس کی گرفت کمزور پڑ جائے ۔۔۔ چنانچہ نوجوان کے ادھر ادھر دیکھتے ہی چوہان کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما۔ اور نوجوان چیخ مار کر کسی گیند کی طرح اچھل کر سڑک پر جا گرا۔ موٹر سائیکل کے ہینڈل پر چوہان پہلے ہی ہاتھ رکھ چکا تھا ۔۔۔ نوجوان کے موٹر سائیکل سے ہٹتے ہی وہ اچھل کر اس پر سوار ہوا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ نوجوان اٹھ کر کوئی احتجاج کرے یا اس کے پیچھے بھاگے ۔ موٹر سائیکل نے ایک زوردار جمپ لیا ۔۔۔ اس کا اگلا پہیہ ہوا میں اٹھا ہوا کافی فاصلے تک بڑھتا گیا۔ اور پھر سڑک پر جیسے ہی وہ پہیہ لگا ۔ چوہان

نے اُسے اُسی طرف موڑا جدھر کار رواں گیا تھا۔ اور دوسرے لمحے اس نے فل ایکسیلیٹر دبا دیا ۔۔۔ اور سپورٹس موٹر سائیکل گولی سے بھی زیادہ تیز رفتار سے آگے بڑھتا گیا۔ چوہان نے ایک لمحے کے لئے بھی پیچھے مڑ کر نہ دیکھا کہ موٹر سائیکل کا مالک کس حال میں ہے ۔ اور کیا کر رہا ہے ۔۔۔ اُس کے ذہن میں تو بس صرف ایک ہی خیال تھا کہ اس نے ایف رڈی کے نئے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلانا ہے۔

موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا چند ہی لمحوں میں چوہان ایک چوک پر پہنچ گیا جہاں سڑکیں مختلف سمتوں میں جا رہی تھیں ۔۔۔ چوہان نے موٹر سائیکل چوک پر روک دیا۔ اُسی لمحے اس کی نظر ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ایک نوجوان پر پڑی ۔۔۔ یہ نوجوان ایک میز اپنے سامنے رکھے بیٹھا تھا۔ جس پر ایک بڑی سی صندوقچی رکھی ہوئی تھی جس پر کسی زیر تعمیر مسجد کا نام لکھا ہوا تھا ۔۔۔ چوہان سمجھ گیا کہ یہ نوجوان کسی مسجد کا چندہ اکٹھا کرنے کے لئے یہاں موجود ہے ۔۔۔ اس نے تیزی سے موٹر سائیکل موڑا اور اسی نوجوان کی طرف بڑھتا گیا۔

"جناب ۔۔۔ مسجد زیر تعمیر ہے ۔ چندہ دیجئے" ۔۔۔ نوجوان نے اُسے اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر مسرت بھرے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا ۔۔۔ اس نے یہی سمجھا تھا کہ موٹر سائیکل سوار کوئی آدمی ہے اور خود ہی چندہ دینے آیا ہے۔ چوہان نے جلدی سے اپنی جیبوں کو ٹٹولنا شروع کر دیا ۔۔۔ کرنسی جیب میں موجود تھی۔ اس نے ایک بڑا نوٹ نکال کر نوجوان کی طرف بڑھایا۔

"اوہ ـــــ جزاک اللہ جناب ـــــ میں رسید کاٹ دیتا ہوں" ـــــ نوجوان نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔ شاید اتنا بڑا نوٹ دیکھ کر خوشی سے اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔

"رہنے دو رسید ـــــ ہاں یہ بتاؤ کہ ابھی تین سٹیشن ویگنوں اور چار کاروں پر مشتمل میرے دوستوں کا ایک گروپ یہاں سے گزرا ہے۔ وہ کس طرف گیا ہے" ـــــ چوہان نے کہا۔

"وہ ـ ہاں جناب ـــــ ابھی وہ گزرے ہیں وہ دائیں طرف گئے ہیں ذیشان کالونی کی طرف جناب" ـــــ نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس سمت ہاتھ سے بھی اشارہ کر دیا۔

چوہان نے شکریے کے سے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے موٹر سائیکل اس سمت والی سڑک کی طرف موڑ دیا۔ دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے موٹر سائیکل دوڑاتا ہوا اس سڑک پر بڑھا جا رہا تھا ـــــ اس سڑک پر ٹریفک قدرے موجود تھا۔ شاید ذیشان کالونی خاصی آباد ہو گی۔ ایف۔ڈی والوں کا کارواں ابھی تک نظر نہ آیا تھا ـــــ لیکن سپورٹس موٹر سائیکل پوری رفتار سے اڑی چلی جا رہی تھی۔ اور چوہان کو یقین تھا کہ وہ کالونی میں داخل ہونے سے پہلے ہی انہیں پکڑ لے گا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں اس موٹر سائیکل والے نوجوان کا شکریہ ادا کر رہا تھا جو عین وقت پر اس کی مدد کے لئے وہاں پہنچ گیا تھا ورنہ ظاہر ہے بھاگ کر تو وہ قیامت تک نہ پہنچ سکتا تھا

کچھ ہی دیر بعد اسے دور سے وہ سٹیشن ویگنیں جاتی ہوئی نظر آ گئیں۔ کاریں ان کے آگے تھیں ـــــ اور چوہان نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے رفتار آہستہ کر لی۔ اب وہ کافی فاصلہ رکھ کر ان کا تعاقب کر رہا تھا تاکہ وہ اس کی شکل نہ دیکھ سکیں ـــ ورنہ ظاہر ہے وہ اسے پہچان جاتے۔

کاریں اور سٹیشن ویگنیں اب کالونی کی حدود میں داخل ہو چکی تھیں۔ اور پھر مختلف سڑکوں پر مڑنے کے بعد وہ ایک عظیم الشان کوٹھی کے پھاٹک کے سامنے رک گئے ـــــ اور چوہان نے ان سے بہت دور ایک نو تعمیر شدہ کوٹھی کی دیوار کی آڑ میں موٹر سائیکل روک لیا۔ اور موٹر سائیکل سٹینڈ کر کے وہ تیزی سے آگے بڑھا۔ اور دیوار کی اوٹ لے کر بڑے محتاط انداز میں اس طرف جانے لگا جدھر وہ کوٹھی تھی ـــــ کوٹھی کا پھاٹک کھل چکا تھا۔ اور کاریں اور سٹیشن ویگنیں اب اندر جا رہی تھیں۔ جب چوہان پھاٹک کے سامنے پہنچا تو پھاٹک بند ہو چکا تھا ـــ چوہان اس کے سامنے سے گزرتا گیا۔ اس نے کوٹھی کا نمبر اچھی طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔ اور اس طرح آسانی سے ایف۔ڈی کے نئے ہیڈ کوارٹر کا پتہ لگ جانے پر اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا ـــــ کچھ فاصلہ آگے بڑھنے کے بعد وہ واپس مڑا اور تیزی سے اس جگہ کی طرف بڑھنے لگا جدھر وہ اپنا موٹر سائیکل چھوڑ آیا تھا ـــــ اب وہ جلد از جلد اس جگہ پہنچنا چاہتا تھا جہاں ان کا اپنا ہیڈ کوارٹر تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی اب تک وہاں پہنچ چکے ہوں گے۔

اور اس کے نہ پہنچنے پر یقیناً پریشان ہوں گے۔ ایک لمحے کے لئے اُسے خیال آیا کہ وہ موٹر سائیکل کو یہیں چھوڑ کر ٹیکسی پکڑ لے۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے موٹر سائیکل کے مالک نے اب تک پولیس کو اطلاع دے دی ہو ـــــ اور پولیس نے چیکنگ شروع کر دی ہو۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ خیال ذہن سے جھٹک دیا۔ وہ یہاں کی پولیس کی کارکردگی کو اچھی طرح جانتا تھا آخر یہاں اُسی طرح کی ہی پولیس تھی جیسے پاکیشیا میں تھی ـــــ یہ کوئی یورپ کا علاقہ تو نہ تھا کہ پولیس برق رفتاری سے حرکت میں آ جاتی چنانچہ اس نے موٹر سائیکل سنبھالا اور تیزی سے واپس مڑ گیا ـــــ اب وہ بڑے اطمینان سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ چوں کہ اس کے ذہن کے کسی کونے میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ اُسے کوئی چیک کر سکتا ہے یا اس کا تعاقب کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے اس نے نہ ہی مڑ کر دیکھا اور نہ ہی اُسے ان باتوں کا خیال آیا۔ حالاں کہ اُسے معلوم نہیں تھا کہ اس کا موٹر سائیکل سڑک پر آتے ہی قریبی کوٹھی سے ایک نیلے رنگ کی کار نکلی اور پھر وہ اس کے تعاقب میں لگ گئی۔

چوہان تیزی سے موٹر سائیکل دوڑاتا مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ـــــ پھاٹک پر پہنچ کر اس نے موٹر سائیکل روکا اور پھر مخصوص انداز میں رک رک کر تین بار کال بیل کا بٹن دبا دیا ـــــ تھوڑی ہی دیر بعد صدیقی نے ذیلی کھڑکی کھول کر باہر جھانکا۔

"اوہ چوہان ـــــ تم آ گئے ـــــ ہم تمہارے لئے پریشان تھے" صدیقی نے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"یار ـــــ دیکھ نہیں رہے میرے پاس موٹر سائیکل ہے۔ اور اب میں موٹر سائیکل سمیت تو اس کھڑکی سے نہیں گزر سکتا۔ اس لئے پھاٹک تو کھولو" ـــــ چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ـــــ مجھے تو خیال ہی نہیں رہا۔ بس پریشانی کی وجہ سے اچانک تمہیں اپنے سامنے دیکھ کر خیال نہیں رہا۔ ٹھہرو۔ میں کھولتا ہوں ـــــ یہ کس کا موٹر سائیکل اڑا لائے" صدیقی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"بس ایک اللہ کا بندہ بر وقت پہنچ گیا تھا۔ جلدی کرو۔ میرے پاس ایک بہت بڑی خوش خبری بھی ہے" چوہان نے کہا۔ لیکن اس دوران صدیقی مڑ کر کھڑکی میں غائب ہو چکا تھا ـــــ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور چوہان موٹر سائیکل اندر لے گیا۔ صدیقی نے مڑ کر پھاٹک بند کر کے کھڑکی کی کنڈی بھی لگا دی ـــــ چوہان موٹر سائیکل پھاٹک کے اندر ہی لئے کھڑا تھا تاکہ صدیقی بھی پھاٹک بند کر دے تو اکٹھے ہی آگے جائیں۔

"ہاں اب بتاؤ ـــــ کس خوش خبری کی بات کر رہے تھے" صدیقی نے موٹر سائیکل کی عقبی نشست پر سوار ہوتے ہوئے کہا۔

"میں نے ایف۔ ڈی کا نیا ہیڈ کوارٹر دیکھ لیا ہے" چوہان نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

"نیا ہیڈ کوارٹر ——— کیا مطلب ——— کیا وہ ہیڈ کوارٹر انہوں نے چھوڑ دیا ہے" ——— صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

موٹر سائیکل اس وقت تک پورچ میں پہنچ چکا تھا۔ برآمدے میں صفدر اور نعمانی موجود تھے۔

"تو اور کیا ——— وہ وہاں ہمارے نئے حملے کے انتظار میں بیٹھے رہتے" ——— چوہان نے موٹر سائیکل روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ صدیقی پہلے ہی اتر چکا تھا۔ اس نے موٹر سائیکل سٹینڈ کر دیا۔

"کہاں رہ گئے تھے چوہان ——— یہ موٹر سائیکل کہاں سے اڑا لائے ہو" ——— صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"صفدر صاحب ——— چوہان کہہ رہا ہے کہ وہ الیف۔ ڈی کا نیا ہیڈ کوارٹر دیکھ آیا ہے" ——— چوہان کے جواب دینے سے پہلے صدیقی نے تیز لہجے میں کہا۔

"نیا ہیڈ کوارٹر" ——— اس بار صفدر اور نعمانی بھی چونک پڑے۔

"ہاں صفدر صاحب ——— اسی لئے تو مجھے دیر ہو گئی" ——— چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے کاروان نظر آنے سے لے کر ہیڈ کوارٹر دیکھنے تک تمام تفصیل بتا دی۔

"ہرا ——— یہ کام ہوا ——— ویری گڈ چوہان ——— تم نے واقعی میدان مار لیا۔ میں یہاں آ کر سوچ رہا تھا کہ ہم سے کسی کو لازماً اس کوٹھی کے سامنے پہنچنا چاہیئے تھا ——— تاکہ اگر الیف۔ ڈی

والے وہاں سے شفٹ ہوں تو ان کا نیا پتہ معلوم ہو سکے۔ اس وقت تو افراتفری کی وجہ سے اس کا خیال نہ آیا تھا ——— بہرحال ویری گڈ کلیو" ——— صفدر نے بے اختیار چوہان کا کاندھا تھپکتے ہوئے کہا اور چوہان کا سینہ بے اختیار پھول گیا۔

"کیا ہوا ——— چوہان آ گیا ہے" ——— اچانک راہ داری سے تنویر اور جولیا نے باہر نکلتے ہوئے پوچھا۔ ان کی آوازیں شاید ان کے کانوں تک پہنچ گئی تھیں۔ وہ سب اپنا لباس بدل چکے تھے۔

"چوہان نے بڑا کارنامہ انجام دیا ہے مس جولیا ——— وہ الیف ڈی کے نئے ہیڈ کوارٹر کا پتہ معلوم کر کے آیا ہے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور پھر جب انہیں تفصیل معلوم ہوئی تو تنویر اور جولیا بھی اس اہم ترین کلیو پر بے حد خوش ہوئے ——— وہ باتیں کرتے ہوئے بڑے کمرے میں آ گئے۔

"کیا خیال ہے ——— فوری ریڈ کیا جائے۔ ابھی وہ اس نئی جگہ پر ایڈجسٹ ہو رہے ہوں گے آسانی سے قابو آ جائیں گے" ——— تنویر نے پُرجوش لہجے میں کہا۔

"نہیں تنویر ——— ہم پہلے بھی جوش میں آ کر غلطی کر چکے ہیں اور قسمت ہر موقع پر ساتھ نہیں دیتی ——— ہمیں سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہیئے" ——— جولیا نے فوراً ہی کہا۔

"تنویر ——— دراصل ایسی تنظیموں کا صرف ایک ہی اڈہ نہیں

ہوتا ہے یہ لوگ بیک وقت کئی اڈے رکھتے ہیں تاکہ فوری طور پر شفٹ ہو سکیں ——— اس لئے یہ نہ سوچو کہ وہ کسی بالکل اجنبی جگہ پہ گئے ہوں گے جہاں انہوں نے اپنی حفاظت کا کوئی انتظام پہلے سے نہ کر رکھا ہو گا ——— یقیناً وہاں پہلے سے ایسے انتظامات موجود ہوں گے ۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں ہمیں اس بار واقعی سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئیے " ——— صفدر نے جولیا کی تائید کرتے ہوئے کہا ۔

" تو پھر کیا پروگرام ہے ——— بہرحال تم میری طبیعت جانتے ہو میں دیر برداشت نہیں کر سکتا " ——— تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا ۔

" دیر کی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ ہم رات کو اس ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کریں گے ——— لیکن باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے تاکہ اس بار کوئی بڑا خطرہ سامنے نہ آئے " ——— صفدر نے جواب دیا ۔

" میری ایک اور تجویز ہے " ——— اچانک کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" کون سی تجویز کی بات کر رہے ہو " ——— تنویر نے چونک کر پوچھا ۔

" الف ۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کا ہمیں معلوم ہو گیا ہے ۔ کیوں نہ خود اس پر ریڈ کرنے کی بجائے ہم حکومت سے رابطہ قائم کریں اور فوجی دستوں کا ریڈ اس پر کرا دیں ——— اس طرح

حکومت کو بھی پتہ چل جائے گا کہ ہم لوگ واقعی کام کر رہے ہیں اور یہ لوگ بھی بچ کر نہ نکل سکیں گے ——— بات تو ایک ہی ہے کہ ہم ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر کے ان کی لاشیں حکومت کے حوالے کریں یا حکومت کو اطلاع کر دیں ——— اور وہ خود ہی ان پر حملہ کر کے اپنے ہاتھوں سے سارے کام انجام دے دے ——— اس طرح ناکامی کا بھی کوئی چانس باقی نہیں رہے گا اور ہماری کارکردگی بھی ظاہر ہو جائے گی " ——— کیپٹن شکیل نے کہا ۔

" تمہاری بات دل کو تو لگتی ہے ۔ لیکن اس میں دو قباحتیں ہیں ——— ایک تو یہ کہ ہم یہاں غیر سرکاری طور پر آئے ہیں ۔ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام استعمال نہیں کر سکتے ۔ دوسری بات یہ کہ یہاں ہم کسی سے رابطہ قائم کریں ——— اور آخر وہ کس طرح ہماری بات کا یقین کریں گے " ——— صفدر نے بحث کرتے ہوئے کہا ۔

" اس کا بھی حل ہو سکتا ہے ۔ ہم لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر ایکسٹو سے رابطہ قائم کریں ۔ اور اُسے اطلاع دے دیں وہ خود ہی یہاں کسی کو مطلع کر دے گا " ——— کیپٹن شکیل نے جواب دیا ۔

" ارے نہیں ——— یہ غضب نہ کرنا ——— ایکسٹو نے اس بات پر غصے میں آ جانا ہے کہ جب ہمیں ہیڈ کوارٹر کا علم ہو گیا ہے تو پھر ہم خود آگے بڑھنے کی بجائے دوسروں کو کیوں

آلے کر رہے ہیں" ——— تنویر نے فوراً ہی کہا۔

"ارے ہاں ——— یاد آگیا ——— ارے کمال ہے ——— یاد ہی نہیں رہا۔ ایکسٹو نے سر واجد حسین وزیر خارجہ کا نام ٹیپ میں لیا تھا۔ کہ ضرورت پڑنے پر ہم ایکسٹو کا حوالہ دے کر اس سے بات کر سکتے ہیں" ——— صفدر نے اچانک چونکتے ہوئے کہا اور وہ سب بھی سر ہلانے لگے۔ جیسے انہیں بھی یاد آگیا ہو کہ ایکسٹو نے ہدایات کا جو ٹیپ انہیں بھیجا تھا اور جو انہوں نے ہوٹل میں بیٹھ کر سنا تھا ——— اس میں اس بات کا بھی ذکر موجود تھا کہ اہم ترین اور ایمرجنسی صورت حال میں سر واجد حسین وزیر خارجہ سے ایکسٹو کے حوالے سے بات ہو سکتی ہے۔

"تو ٹھیک ہے ——— کیپٹن شکیل کی بات درست ہے۔ ہمیں سر واجد حسین سے بات کرنی چاہیئے اسطرح کام آسانی سے اور مکمل ہو جائے گا ——— اور حکومت کو بھی پتہ چل جائے گا کہ پاکیشیا کی ٹیم واقعی کام کر رہی ہے" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چلو ——— اگر تم سب اس بات پر رضامند ہو تو ٹھیک ہے ایسے ہی سہی" ——— تنویر نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد رضامند ہوتے ہوئے کہا۔ شاید وہ بھی پہلے ہیڈ کوارٹر کے تجربے کے بعد دوبارہ تمام تر ذمہ داری اپنے سر لینے سے کترا رہا تھا۔

"چوہان ——— پتہ بتاؤ" ——— صفدر نے اٹھ کر ٹیلی فون کی طرف کھسکتے ہوئے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈی شان کالونی ——— کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ" ——— چوہان نے فوراً ہی پتہ بتا دیا۔

اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے رسیور اٹھایا۔ اور پھر انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے ——— چند لمحوں تک گھنٹی بجنے کے بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس انکوائری" ——— دوسری طرف سے کسی عورت کی آواز سنائی دی۔

"مس ——— وزیر خارجہ سر واجد حسین کے دفتر اور رہائش گاہ کے فون نمبر بتا دیجئے" ——— صفدر نے آواز بدلتے ہوئے لیکن باوقار لہجے میں کہا۔

"نوٹ کیجئے" ——— دوسری طرف سے لیڈی آپریٹر نے کہا۔ اور پھر اس نے دفتر اور رہائش گاہ کے فون نمبر دوہرا دیئے۔ صفدر نے دونوں نمبر ذہن نشین کر کے شکریہ ادا کیا اور کریڈل دبا دیا۔

اس وقت چونکہ وزیر خارجہ صاحب کے دفتر میں ملنے کا امکان کم تھا۔ اس لئے صفدر نے ان کی رہائش گاہ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ——— وزیر خارجہ ہاؤس" ——— چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"سر واجد حسین صاحب سے بات کرائیے"۔۔۔۔ صفدر نے باوقار لہجے میں کہا۔

"کون صاحب بول رہے ہیں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں پاکیشیا سے بات کر رہا ہوں۔۔۔۔ انہیں صرف ایکسٹو کا حوالہ دے دیجئے"۔۔۔۔ صفدر نے جان بوجھ کر پاکیشیا کا نام لے دیا۔

"ایکس ٹو۔۔۔۔ یہ کیا چیز ہے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا۔ ظاہر ہے بولنے والا ان کا پی۔ اے ہوگا۔ اسے ایکسٹو کی کیا خبر ہو سکتی تھی۔

"آپ حوالہ دیجئے۔۔۔۔ اور پلیز جلدی۔۔۔۔ اٹ از ایمرجنسی"۔۔۔۔ صفدر نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔۔۔۔ ہولڈ کیجئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ٹیلی فون پر ایک باوقار سی آواز ابھری۔

"یس۔۔۔۔ واجد حسین سپیکنگ"۔

"سر واجد حسین۔۔۔۔ اگر آپ کا پی۔ اے یہ کال سن رہا ہے تو پلیز اُسے بتا دیجئے میں ایک سیکرٹ بات کرنا چاہتا ہوں"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔۔۔۔ لیکن آپ پہلے اپنا تعارف کرائیے"۔ سر واجد حسین نے چونکتے ہوئے کہا۔

"حوالہ آپ کو مل چکا ہے۔ تعارف بعد میں ہو جائے گا۔ پہلے آپ لائن کو محفوظ کیجئے"۔۔۔۔ صفدر نے ٹھوس لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔۔۔۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے"۔۔۔۔ سر واجد حسین نے کہا۔ اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سر واجد حسین کی آواز دوبارہ رسیور پر ابھری۔

"ہیلو۔۔۔۔ لائن کلیر ہو چکی ہے۔ اب آپ اطمینان سے بات کر سکتے ہیں"۔۔۔۔ سر واجد حسین نے کہا۔

"سر واجد حسین۔۔۔۔ ہمارا تعلق پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو سے ہے۔ گو ہم سیکرٹ سروس کے ممبر تو نہیں۔۔۔۔ لیکن یوں سمجھ لیجئے کہ یہ سیکرٹ سروس سے ہٹ کر ایک متوازی تنظیم ہے۔ ہماری تنظیم کا نام فاسٹ ڈیتھ ہے۔ ایکسٹو نے ہمیں الیف۔ ڈی کے مقابلے کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ ہم تین روز سے یہاں مسلسل کام کر رہے ہیں۔۔۔۔ ہم نے الیف۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کر لیا اور اس پر حملہ بھی کیا۔ لیکن ہمارا حملہ ناکام رہا۔ اور ہمیں گرفتار کر لیا گیا۔۔۔۔ لیکن ہم وہاں سے نکل آنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہمارے حملے کی وجہ سے الیف۔ ڈی کو فوری طور پر اپنا ہیڈ کوارٹر شفٹ کرنا پڑا۔ کیوں کہ ہماری وجہ سے ان کے بیس پچیس اہم آدمی بھی مارے گئے تھے۔۔۔۔ اور ان کا ہیڈ کوارٹر بھی نظروں میں آ گیا تھا۔ لیکن ہم نے ان کے نئے ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ چلا لیا ہے پہلے

ہم نے یہی سوچا کہ ان کے نئے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا جائے۔ لیکن اس کے بعد ہم نے پروگرام بدل دیا ——— کیوں کہ ظاہر ہے اب وہ لوگ بے حد چوکنا ہوں گے۔ دوسری بات یہ کہ ہماری نفری بے حد کم ہے ——— اور تیسری اور اہم بات یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت کو بھی ہماری سرگرمیوں کا پتہ چل سکے۔ کہ ہم الیف۔ ڈی کے خلاف کام کر رہے ہیں ——— چنانچہ ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اس نئے ہیڈ کوارٹر پر حکومت خود بھرپور انداز میں ریڈ کرے۔ فوجی دستوں کی مدد سے ——— تاکہ وہاں سے کوئی آدمی نکل نہ سکے۔ اور وہ سب گرفتار بھی ہو جائیں اور حکومت کو پتہ بھی چل جائے کہ کام ہو رہا ہے ——— اور یقیناً ان کے ہیڈ کوارٹر سے ایسے شواہد بھی مل جائیں گے جس سے اس تنظیم کی تفصیلات سامنے آسکیں گی۔ اس طرح عوام کو بھی حوصلہ ہوگا ——— اگر آپ کا ریڈ ناکام رہا تو پھر ہم خود کوشش کریں گے۔ ہم نے تو بہرحال کام کرنا ہی ہے" ——— صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ مسٹر ——— یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا واقعی آپ الیف۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کر چکے ہیں۔ پلیز جلدی سے پتہ بتائیے ——— میں پورے بھاشانہ کی فوج اس پر چڑھا دوں گا۔ ہمارے لئے تو ایک ایک لمحہ قیامت کا گزر رہا ہے۔ ہم تو خود پریشان تھے کہ جناب ایکسٹو نے تو ہمیں صرف ایک ہفتہ کہا تھا کہ ایک ہفتہ میں الیف۔ ڈی کو بے نقاب کر دیا جائے

گا۔ اور تین روز گزر چکے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس کامیابی کی کوئی خبر نہیں تھی" ——— سر واجد حسین نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"پتہ نوٹ کر لیجیے ——— ذی شان کالونی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ۔ لیکن ریڈ انتہائی محتاط انداز میں اور خفیہ طور پر ہونا چاہیئے۔ ذرا سی بے احتیاطی سے یہ لوگ نکل جائیں گے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ ——— آپ بے فکر رہیں۔ اگر یہ لوگ واقعی وہاں موجود ہیں تو ان کی روحیں بھی باہر نہ سکیں گی" ——— سر واجد حسین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ——— اجازت" ——— صفدر نے کہا۔

"ارے ارے ——— سنیئے سنیئے" ——— دوسری طرف سے سر واجد حسین نے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن صفدر رسیور رکھ چکا تھا ——— اسے معلوم تھا کہ سر واجد حسین اب ان کے متعلق تفصیلات پوچھیں گے اور وہ فی الحال مزید کچھ نہ بتانا چاہتا تھا۔

"کہیں وہ ہماری فون کال سے اس کوٹھی کا پتہ نہ چلا لیں" ——— جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ——— ہمیں یہ کال کسی فون بوتھ سے کرنی چاہیئے تھی" تنویر نے بھی جولیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ——— سر واجد حسین وزیر خارجہ ہیں۔ سی سیکرٹ سروس کے چیف نہیں کہ اس قسم کے حربے انہیں

آتے ہوں گے۔ اور دوسری بات یہ کہ ان کے لئے ایف۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر ہماری تفصیلات سے زیادہ اہم ہے ——— وہ یقیناً فوری طور پر اس پر ریڈ کی کارروائی میں مصروف ہو جائیں گے“ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”بہر حال یہ مسئلہ تو طے ہوا۔ صبح اخبارات میں یقیناً تفصیل آ جائے گی ——— اور اگر ریڈ کامیاب رہا تو اس کا مطلب ہے ہمارا مشن مکمل ہو گیا“ ——— تنویر نے انگڑائی لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”وہ ریڈ آدمی تو ابھی باقی رہتی ہے“ ——— نعمانی نے کہا۔

”ارے ہاں ——— وہ واقعی رہتی ہے۔ چلو ادھر سے فارغ ہو کر اسے تلاش کریں گے“ ——— تنویر نے جواب دیا۔

”تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم خود ہی حاضر ہو گئے ہیں“ اچانک ایک کرخت سی آواز دروازے سے سنائی دی۔

اور وہ سب بری طرح چونکے جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں ——— ان سب کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں کیونکہ دروازے پر مشین گن اٹھائے کرنل ہمیرخ بذات خود موجود تھا ——— اور پھر دوسرے لمحے تین اور مسلح افراد بھی اندر آ گئے۔ سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”اپنے ہاتھ سروں سے اونچے کر لو۔ اور سامنے والی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں صرف دو تک گنوں گا۔ ایک ......“ کرنل ہمیرخ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

اور پھر سب سے پہلے صفدر نے اپنے ہاتھ سر سے اونچے کر لئے۔ اور وہ اٹھ کر تیزی سے دیوار کی طرف الٹے قدموں کھسکتے ہوئے پیچھے ہٹ کر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے۔ ان سب کے چہروں پر ابھی تک شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ وہ لوگ اپنے ہی ہیڈ کوارٹر میں اس طرح گرفت میں آ سکتے ہیں۔

”تم لوگوں نے ابھی ابھی کسے فون کیا تھا ——— جلدی سے بتا دو۔ ورنہ میں صرف دو تک گنوں گا اور اس کے بعد تم سب کی لاشیں یہاں پڑی ہوں گی“ ——— کرنل ہمیرخ نے سرد لہجے میں کہا۔

”فون ——— کیسا فون ——— اور تم کون ہو“ ——— اچانک صفدر نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”ایک ......“ ——— کرنل ہمیرخ نے جواب دینے کی بجائے گنتی شروع کر دی۔

”دو ...... فائر ......“ ——— اچانک کرنل ہمیرخ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ کی تیز آوازوں اور انسانی چیخوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

عمران کو کیفے میں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ تین کاریں وہیں کیفے کے پاس آکر رکیں ــــــ اور ان میں سے نو افراد اتر کر تیزی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھ گئے۔ جہاں سے عمران آیا تھا ــــــ ان کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کے رکن ہیں اور عمران کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس کا خیال درست ثابت ہوا کہ کیپٹن تمیزی نے فون کال کی مدد سے اس کوٹھی کا پتہ چلا لیا تھا ــــــ چوں کہ آنے والے کوٹھی کے گرد پھیل کر رک گئے تھے۔ اس لئے عمران خاموش بیٹھا ان کی حرکات سکنات دیکھتا رہا ــــــ وہ سب شاید کسی کی آمد کے منتظر تھے اور عمران ان کا انتظار دیکھ کر سمجھ گیا کہ ابھی ان کا باس کیپٹن تمیزی نہیں پہنچا ــــــ اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد ایک اور کار کیفے کے قریب آکر رکی۔ لیکن پھر آہستہ آہستہ کھسکتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ پہلے شاید

کار والے کا ارادہ کیفے کے سامنے اُسے روکنے کا تھا۔ لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا ــــــ اور اُسے آہستہ آہستہ چلاتے ہوئے آگے بڑھ گیا۔ شاپنگ سنٹر کے آخر میں جا کر اس نے کار روکی۔ اور ابھی عمران اٹھ کر ادھر جانے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ ایک اور کار کیفے کے سائیڈ میں آکر رکی اور اس کا ڈرائیور نیچے اترا۔ اُسے دیکھتے ہی عمران بُری طرح چونک پڑا ــــــ کیوں کہ وہ نوجوان حالاں کہ مقامی رنگ د روپ کا تھا۔ لیکن اس کے نقوش ایسے تھے جنہیں عمران اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ ریڈ آرمی کا تیز ترین اور فعال ایجنٹ میجر ہیرس تھا ــــــ وہ کار سے اتر کر ادھر ہی بڑھ گیا جدھر پہلی کار گئی تھی۔ اور عمران نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر میز پر رکھے ہوئے ایش ٹرے کے نیچے رکھا۔ اور خود کیفے سے باہر آگیا ــــــ وہ سمجھ گیا تھا کہ میجر ہیرس نے مقامی نظر آنے کے لئے صرف اپنا رنگ تبدیل کیا ہے۔ اُس کے اصل نقوش اسی طرح تھے ــــــ مقامی سیکرٹ سروس کے پیچھے اس طرح میجر ہیرس کی آمد عمران کی نظروں میں انتہائی خطرناک تھی۔

کیفے سے باہر آکر وہ ستونوں کی آڑ لے کر ادھر ہی بڑھتا گیا۔ جدھر پہلی کار گئی تھی اور اس کے بعد میجر ہیرس گیا تھا ــــــ اور پھر اس نے کار میں سے نکلے ہوئے ایک نوجوان کو پہلے آنے والے ایک آدمی سے باتیں کرتے دیکھا ــــــ میجر ہیرس ان کے بالکل قریب ہی ایک ستون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔ وہ اتنا قریب تھا کہ یقیناً ان دونوں کی باتیں سن رہا ہوگا ــــــ وہ

دونوں چند لمحے آپس میں باتیں کرکے تیزی سے عمران والی کوٹھی کی طرف بڑھ گئے ——— میجر ہیرس بڑے محتاط انداز میں ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عمران بھی ستون کی اوٹ سے نکل کر میجر ہیرس کی طرف بڑھنے لگا ——— عمران کو یہ تو معلوم تھا کہ اس کوٹھی میں سے سیکرٹ سروس والوں کو صرف میجر نتارا کی لاش اور اس کے سینے پر چسپاں عمران کا لکھا ہوا پیغام ہی ملے گا۔ اس پیغام پر عمران نے کیپٹن تمیزی کو دوست بن کر لکھا تھا کہ یہ لاش الف۔ڈی کے سپیشل ایکشن گروپ کے لیڈر میجر نتارا کی ہے۔ وہ اسے حکومت کے حوالے کر دے ——— اور اس کی خوب تشہیر کی جائے تاکہ عوام کا حوصلہ بلند ہو سکے۔ اُسے معلوم تھا کہ کیپٹن تمیزی کے لئے یہی بہت ہوگا ——— اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ کیپٹن تمیزی اسے اپنا کارنامہ بنا کر حکومت کے سامنے پیش کرے گا لیکن اُسے اس کی پرواہ نہ تھی ——— لیکن اب میجر ہیرس کی موجودگی نے اُسے چونکا دیا تھا۔ اور اب وہ میجر ہیرس کو ہر صورت میں قابو کرنا چاہتا تھا تاکہ ریڈ آرمی کو قابو کیا جا سکے۔ اور اُسے معلوم تھا کہ ریڈ آرمی اور الف۔ڈی چوں کہ ایک ہی ملک کی تنظیمیں ہیں ——— اس لئے یقیناً یہ دونوں تنظیمیں ایک دوسرے سے مل کر کام کر رہی ہوں گی۔ اور انہیں الف۔ڈی کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہوگا ——— چنانچہ اب وہ میجر ہیرس کے ذریعے ریڈ آرمی اور الف۔ڈی تک پہنچنا چاہتا تھا۔ کوڈ ٹرانسمیٹر کیچر کی مدد سے اُسے یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر ذیشان کالونی

میں ہے۔ لیکن کوٹھی کا نمبر معلوم نہ ہو سکا تھا اور ذیشان کالونی خاصی بڑی کالونی تھی ——— اس کالونی میں ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کرنے میں خاصا وقت لگ سکتا تھا جب کہ میجر ہیرس کے ذریعے فوری ہیڈ کوارٹر کا پتہ چل سکتا تھا۔

عمران نے دیکھا کہ سرکاری کار میں آنے والا جو یقیناً سیکرٹ سروس کا نیا چیف کیپٹن تمیزی تھا اُسی کوٹھی کا پھاٹک پھلانگ کر اندر چلا گیا تھا ——— اور پھر اس نے پھاٹک کھول کر اپنے ساتھی کو اندر بلا لیا تھا۔ جب کہ میجر ہیرس ایک اور کوٹھی کے برآمدے میں چھپا ہوا تھا۔ اس کی نظریں بھی اسی کوٹھی پر جمی ہوئی تھیں ——— عمران تیزی سے آگے بڑھتا گیا اور پھر وہ آسانی سے میجر ہیرس کے قریب ایک بڑے ستون کی آڑ میں جا کر رک گیا۔ یہاں سے وہ ستون بالکل ہی قریب تھا۔ جہاں میجر ہیرس چھپا ہوا تھا ——— چوں کہ میجر ہیرس کی تمام تر توجہ اُسی کوٹھی کی طرف تھی۔ اور اُسے شاید یہ توقع بھی نہ تھی کہ اس کی بھی نگرانی ہو سکتی ہے۔ اس لئے وہ چوکنا نہ تھا ——— ابھی عمران کو وہاں پہنچے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک عمران کو ٹرانسمیٹر کی ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں اُسی ستون کے پیچھے سے آ رہی تھیں جہاں میجر ہیرس چھپا ہوا تھا ——— اور عمران سمجھ گیا کہ میجر ہیرس کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا گیا ہے۔

"ہیلو ——— میجر ہیرس سپیکنگ اوور" ——— چند ہی لمحوں بعد میجر ہیرس کی دبی دبی آواز سنائی دی۔

"کرنل ہمیرخ بول رہا ہوں ـــــ تم کہاں ہو اوور"

کرنل ہمیرخ کی آواز سنائی دی۔

"سر ـــــ میں مقامی سیکرٹ سروس کا پیچھا کرتے ہوئے رشید نگر میں آیا ہوں۔ مقامی سیکرٹ سروس کا چیف کیپٹن تمیزی کسی پرنس کا پیچھا کرتا ہوا یہاں آیا ہے ـــــ اب وہ اندر گھسے ہوئے ہیں جب کہ میں باہر موجود ان کی نگرانی کر رہا ہوں اوور"

میجر ہیرس نے رپورٹ [illegible] نے کہا۔

"پرنس ـــــ [illegible] اوور" ـــــ کرنل ہمیرخ نے پوچھا۔

"سر ـــــ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے۔ یہ پرنس علی عمران ہی ہو سکتا ہے۔ کیوں کہ وہی اپنے آپ کو اسرائیل میں بھی پرنس کہلواتا تھا ـــــ لیکن یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ وہ بھاشانہ کے لئے مجرم تو نہیں ہو سکتا وہ تو ان کا حمایتی ہی ہو گا۔ پھر یہ مقامی سیکرٹ سروس اس کے پیچھے کیوں لگی ہوئی ہے ـــــ اوہ سر ـــــ سیکرٹ سروس کی ایک کار کوٹھی کی طرف آ رہی ہے۔ وہ کوٹھی کے پھاٹک کے اندر چلی گئی ہے۔ میرے خیال میں کوٹھی خالی ہے اوور" ـــــ میجر ہیرس نے کہا۔

"سنو میجر ـــــ میں نے فاسٹ ڈیتھ کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا ہے۔ میں اپنے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھا معمول کے مطابق آؤٹ چیکنگ سکرین کو دیکھ رہا تھا کہ میں نے ایک آدمی کو موٹر سائیکل پر وہاں قریب ہی ایک نو تعمیر شدہ کوٹھی میں رکتے ہوئے دیکھا۔

اس آدمی کے کپڑے اور حلیہ اس طرح کا تھا جیسے وہ کسی سے زبردست جنگ کر کے آ رہا ہو ـــــ وہ آدمی موٹر سائیکل وہیں سٹینڈ کر کے آگے بڑھ گیا۔ اس کے چلنے کا انداز بتا رہا تھا کہ اس کا تعلق یقیناً زیر زمین دنیا سے ہے ـــــ میں نے اس کی طرف سے مشکوک ہو کر اس کی مزید چیکنگ کی۔ لیکن وہ جلد ہی واپس آ کر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر واپس چل پڑا ـــــ میں نے خود اس کا تعاقب کیا۔ میں اس کے متعلق تفصیل جاننا چاہتا تھا۔ وہ شخص وہاں سے سیدھا عالم گیر ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو بیندرہ میں پہنچا ـــــ وہاں تک تو صورت حال واضح نہ تھی۔ لیکن جو شخص اس کی کال بیل کے جواب میں باہر نکلا۔ اسے دیکھ کر ساری صورت حال واضح ہو گئی۔ یہ انہی دو میں سے ایک تھا جو ہمارے ہیڈ کوارٹر سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے ـــــ فاسٹ گروپ کے دو آدمی۔ چنانچہ یہ بات یقینی ہو گئی کہ یہ کوٹھی فاسٹ ڈیتھ کا ہیڈ کوارٹر ہے میں نے اس انکشاف کے ہوتے ہی سارے گروپ کو وہاں کال کر لیا ہے۔ تاکہ فوری طور پر اس پر چھاپہ مارا جا سکے ـــــ تم بھی فوراً وہاں پہنچ جاؤ اوور" ـــــ دوسری طرف سے کرنل ہمیرخ کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے باس ـــــ لیکن یہاں کا کیا کروں اوور"

میجر ہیرس نے کہا۔

"مقامی سیکرٹ سروس کا کیا ہے۔ انہیں تو کسی وقت بھی ان کے ہیڈ کوارٹر سے ٹریس کیا جا سکتا ہے ـــــ ویسے بھی یہ لوگ

اس قابل نہیں کہ ان پر وقت ضائع کیا جا سکے ۔ کوئی اور مجرم ہو گا پرنس ــــ علی عمران تو ان کا حمایتی ہے ۔ اس پر چھاپہ مارنے کی انہیں کیا ضرورت ہے ۔ تم فوراً یہاں پہنچو ۔ یہاں تمہاری زیادہ ضرورت ہے اوور اینڈ آل ۔" ــــ کرنل ہمیرخ نے کہا ۔ اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں ۔ اور پھر آوازیں ختم ہوتے ہی میجر ہیرس تیزی سے ستون کی آڑ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس چل پڑا ــــ عمران اور زیادہ اوٹ میں ہو گیا ۔ اور پھر جیسے ہی میجر ہیرس آگے بڑھا وہ تیزی سے ستون کی آڑ سے نکلا اور بجائے سیدھا چلنے کے وہ دوڑ کر سامنے والی پتلی سی گلی میں گھس گیا ــــ اُسے معلوم تھا کہ میجر ہیرس کیفے کی سائیڈ میں کھڑی ہوئی اپنی کار کی طرف ہی جائے گا جب کہ یہ گلی گھوم کر دوسرے چوک پر نکلتی تھی جہاں سے اُسے ٹیکسی کار آسانی سے مل سکتی تھی ۔ کیوں کہ وہاں ٹیکسی سٹینڈ تھا ــــ عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور چند ہی لمحوں بعد وہ دوسری سڑک پر آ گیا ۔ اس کی توقع کے مطابق وہاں کافی ٹیکسی کاریں موجود تھیں ــــ عمران نے لپک کر ایک ٹیکسی کا دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا ۔

" جلدی کرو ــــ عالم گیر ٹاؤن لے چلو ۔ ڈبل کرایہ دوں گا ۔ لیکن انتہائی تیزی دکھاؤ ۔" ــــ عمران نے پیچھے مڑ کر دیکھتے ہوئے ڈرائیور سے کہا ۔

اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی ۔

اور عمران کی توقع کے عین مطابق اس نے شارٹ کٹ راستہ استعمال کیا تھا ۔ ٹیکسی خاصی تیز رفتاری سے چل رہی تھی ــــ اور پھر تقریباً آٹھ منٹوں میں ٹیکسی عالم گیر ٹاؤن کے پہلے چوک پر پہنچ گئی ۔ عمران نے ٹیکسی وہیں رکوائی ۔ وعدے کے مطابق ڈرائیور کو ڈبل کرایہ دیا ــــ اور جب وہ ٹیکسی ڈرائیور شکریہ ادا کر کے آگے بڑھ گیا تو عمران تیزی سے کوٹھی نمبر ایک سو پندرہ کی طرف بڑھ گیا ــــ اُسے معلوم تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے لئے اس نے پاکیشیا سے روانگی سے پہلے اسی کوٹھی کا ہی بندوبست کرایا تھا ــــ اس لئے اب یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ فاسٹ ڈیتھ دراصل سیکرٹ سروس کے ممبران نے ہی اپنے گروپ کا نام رکھا ہے ــــ اور چوں کہ اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ کرنل ہمیرخ کوٹھی کی نگرانی کر رہا ہے ۔ اس لئے وہ براہِ راست کوٹھی کے اندر نہ جا سکتا تھا ــــ چنانچہ اس نے ایک اور ہی راستہ اختیار کیا ۔ اور وہ گھومتا ہوا اس کوٹھی کے سائیڈ میں بنی ہوئی دوسری کوٹھی کی دوسری سمت میں پہنچ گیا ــــ اور چند لمحوں بعد وہ اس کوٹھی کی سائیڈ کی عقبی دیوار پر چڑھ چکا تھا ۔ اس نے چند لمحے دیوار پر رک کر اندر کا جائزہ لیا ــــ لیکن عقبی سمت میں نہ ہی کوئی آدمی تھا اور نہ کوئی کتا وغیرہ نظر آ رہا تھا ۔ چنانچہ وہ آہستہ سے اندر کودا اور پھر دبے پاؤں دوڑتا ہوا عمارت کے سائیڈ میں لگے ہوئے فلش پائپوں تک پہنچ گیا ــــ چند لمحوں بعد وہ ان پائپوں پر کسی بندر کی طرح چڑھ کر عمارت کی چھت پر پہنچ چکا تھا ۔

اُسے معلوم تھا کہ دونوں کوٹھیوں کی سائیڈ آپس میں ملی ہوئی ہے کیوں کہ وہ اس کوٹھی میں پہلے بھی کئی بار رہ چکا تھا ــــــ اس کوٹھی کا بندوبست بھی اس نے نادر کے ذریعے ہی کرایا تھا۔ چھت کے کنارے پر تیزی سے رینگتا ہوا وہ اصل کوٹھی کی چھت پر آسانی سے پہنچ گیا ــــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سیڑھیاں اترتا ہوا درمیانی منزل کی راہ داری میں پہنچ گیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس پسٹل میں میگزین فل تھا ــــــ اور یہ مشین گن کے سے انداز میں کام کرتا تھا۔ البتہ اس کی رینج مشین گن سے کم ہوتی تھی۔ یہ پسٹل اس نے رشید نگر والی کوٹھی کی الماری سے نکالا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی وہ اس راہ داری میں چلتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا، جہاں نچلے کمروں کے روشندان تھے ــــــ اور ایک کمرے سے کسی کے بات کرنے کی اونچی آواز آ رہی تھی۔ آواز نامانوس سی تھی ــــــ عمران نے اس روشندان کو آہستہ سے کھسکایا۔ اور پھر اندر جھانکنے لگا۔ دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ تقریباً تمام ممبران اس کمرے میں موجود تھے۔ اور صفدر ٹیلی فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس نے شاید جان بوجھ کر لہجہ بدل رکھا تھا۔

"ٹھیک ہے جناب ــــــ اجازت" ــــــ صفدر نے اچانک تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ وہ فون پر بات چیت ختم کر چکا تھا۔

"کہیں وہ ہماری فون کال سے اس کوٹھی کا پتہ نہ چلا لیں"

صفدر کے رسیور رکھتے ہی جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ــــــ ہمیں یہ کال کسی فون بوتھ سے کرنی چاہئے تھی"

تنویر نے بھی جولیا کی تائید کر دی۔

"ایسی کوئی بات نہیں ــــــ سر واجد حسین وزیر خارجہ ہیں کسی سیکرٹ سروس کے چیف نہیں۔ کہ اس قسم کے حربے نہیں آتے ہوں گے ــــــ اور دوسری بات یہ کہ ان کے لئے الیف۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر ہماری تفصیلات سے زیادہ اہم ہے۔ وہ یقیناً فوری طور پر اس پر ریڈ کی کارروائی میں مصروف ہو جائیں گے" ــــــ صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور عمران سمجھ گیا کہ جولیا گروپ الیف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کو نہ صرف ٹریس کر چکا ہے بلکہ وہ اس کی تفصیلات سر واجد حسین کو فون پر بتا چکا ہے تاکہ حکومت اس پر ریڈ کرے ــــــ البتہ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی کہ انہوں نے خود اس پر ریڈ کیوں نہیں کیا۔

"بہر حال یہ مسئلہ تو طے ہوا۔ صبح اخبارات میں یقیناً تفصیل آ جائے گی ــــــ اور اگر ریڈ کامیاب رہا۔ تو اس کا مطلب ہے ہمارا مشن مکمل ہو گیا" ــــــ تنویر نے انگڑائی لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ ریڈ آدمی تو ابھی باقی رہتی ہے" ــــــ نعمانی نے کہا۔

"ارے ہاں ــــــ وہ واقعی رہتی ہے۔ چلو ادھر سے فارغ ہو کر اُسے تلاش کریں گے" ــــــ تنویر نے جواب دیا۔ اس کے

بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے گروپ کا لیڈر وہی ہو۔ اور عمران زیر لب مسکرا دیا —— کیونکہ ظاہر ہے تنویر اپنی عادت سے مجبور تھا ورنہ جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل کی موجودگی میں وہ لیڈر کیسے بن سکتا تھا۔

"تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے —— ہم خود حاضر ہو گئے ہیں" —— اچانک ایک کرخت آواز دروازے سے سنائی دی۔ اور کمرے میں بیٹھے ہوئے ممبران کے ساتھ ساتھ عمران بھی چونک پڑا —— دوسرے لمحے اس نے اپنا مشین پسٹل روشندان کے کونے میں رکھ کر سیدھا کر لیا اور خود ذرا سا دور ہٹ گیا۔ کیونکہ روشندان بالکل دروازے کی سیدھ میں تھا۔ دروازے میں کرنل ہمیرخ موجود تھا —— اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ پھر اس کے تین ساتھی تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ اور ادھر ادھر کھڑے ہو گئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی مشین گنیں تھیں لیکن عمران دل ہی دل میں شکر ادا کر رہا تھا کہ وہ سب عمران کے مشینی پستول کے ٹارگٹ میں تھے۔

پھر کرنل ہمیرخ نے سب ممبران کو ہاتھ اونچے کر کے دیوار کے ساتھ کھڑے ہونے کا حکم دیا —— یہ وہی دیوار تھی جس کے روشندان کے پیچھے عمران موجود تھا۔ ممبران دیوار کے ساتھ کھڑے ہوئے تو وہ عمران کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

"تم لوگوں نے ابھی کسے فون کیا تھا —— جلدی بتا دو۔ میں صرف دو تک گنوں گا۔ اور اس کے بعد تم سب کی لاشیں

یہاں پڑی ہوں گی" —— کرنل ہمیرخ کی سرد آواز سنائی دی۔

عمران ویسے ان کی اس طرح اچانک آمد پر خود بھی حیران تھا کیونکہ اس نے بھی ذرا سا کھٹکا نہ سنا تھا —— ویسے اسے معلوم تھا کہ کرنل ہمیرخ کے ساتھ صرف یہی چھ افراد نہیں ہوں گے۔ اس کے اور ساتھی کوٹھی کے صحن، برآمدے اور عقبی طرف موجود ہوں گے۔ میجر ہیرس بھی کمرے میں موجود نہ تھا —— جب کہ عمران کو معلوم تھا کہ وہ اب تک پہنچ چکا ہو گا۔

"فون —— کیسا فون —— اور تم کون ہو؟" —— صفدر کی آواز سنائی دی۔

"ایک......" —— کرنل ہمیرخ نے گنتی شروع کر دی۔ اور عمران نے مشین پسٹل کے ٹریگر پر انگلی جما دی۔ اس نے اپنے ٹارگٹ منتخب کر لئے تھے —— اسے معلوم تھا کہ کرنل ہمیرخ صرف حکم دے گا۔ فائرنگ اس کے ساتھی کریں گے۔ اس لئے اس کے ساتھیوں کا پہلے خاتمہ ضروری تھا —— ورنہ پہلے اگر کرنل ہمیرخ پر گولی چلائی گئی تو اس کے ساتھی دو چار ممبران کو بہرحال گولی مارنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

"دو...... فائر" —— اچانک کرنل ہمیرخ نے کہا۔ لیکن ابھی اس کے منہ سے لفظ فائر پوری طرح ادا نہ ہوا تھا کہ عمران نے پوری قوت سے ٹریگر دبایا اور ساتھ ہی ہاتھ گھما دیا —— مشین پسٹل سے مشین گن کی طرح ریٹ ٹیٹ کی آوازیں نکلیں اور پلک جھپکنے میں کرنل ہمیرخ کے تینوں ساتھی فرش چاٹتے نظر آئے —— اسی لمحے

عمران کو انتہائی تیزی سے ایک طرف ہٹنا پڑا۔ کیوں کہ گولیاں چلتے ہی کرنل ہمیرخ نے روشندان پر فائر کھول دیا تھا۔

اب عمران فوری طور پر سامنے نہ جا سکتا تھا۔ لیکن دوسرے ہی کمرے میں تیز چیخ کی آواز سنائی دی ـــــ اور پھر کوئی دھڑام سے گرا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اندر سے تیز فائرنگ کی آوازیں گونجنے لگیں ـــــ اس کے بعد تو عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوٹھی کے اندر خوف ناک جنگ شروع ہو گئی ہو۔ عمران مشین پسٹل پکڑے تیزی سے واپس پلٹا ـــــ وہ چیخ اور کسی کے گرنے کے بعد کمرے سے اور کمرے کے باہر سے ہونے والی فائرنگ سے ساری صورت حال سمجھ گیا تھا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران ان تین افراد کے گرتے ہی فوری حرکت میں آ گئے ہیں ـــــ اور اب شاید ان تینوں کی مشین گنوں سے وہ اندر سے فائرنگ کر رہے ہیں۔ وہ چیخ لازماً کرنل ہمیرخ کی ہونی چاہیے۔ کسی نہ کسی نے لازماً اس پر چھلانگ لگائی ہو گی یا اس پر گولی چلائی ہو گی ـــــ اس لئے اب روشندان سے جھانک کر اندر دیکھنا وقت ضائع کرنے کے مترادف تھا چنانچہ وہ پسٹل ہاتھ میں پکڑے تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھتا گیا ـــــ اور پھر موڑ مڑتے ہی وہ بجائے نیچے اترنے کے اوپر بنے ہوئے ایک بڑے سے روشن دان کو کھول کر اس کے اندر رینگتا گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کے نیچے ایک سن شیڈ ایسا موجود ہے جو درمیان سے جھکا ہوا اور سائیڈوں سے اٹھا ہوا ہے ـــــ اس سن شیڈ پر وہ ہر طرف سے محفوظ ہو کر اپنے ساتھیوں کی مدد کر سکتا

چنانچہ روشندان سے باہر سن شیڈ پر قدم رکھتے ہی وہ تیزی سے سائیڈ میں ہوا ـــــ اور پھر اس نے پورچ کے ستون کی آڑ میں ایک آدمی کو مشین گن سے فائرنگ کرتے دیکھا۔ اس نے مشین پسٹل سیدھا کیا اور فائر کھول دیا ـــــ ریٹ ٹیٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ آدمی اچھل کر دوسری طرف پہلو کے بل گرا۔ اُسی لمحے اس شیڈ پر فائرنگ ہوئی ـــــ لیکن شیڈ چوں کہ اس طرف سے اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ اس لئے گولیاں اس سے ٹکرا کر آسمان کی طرف بلند ہو گئیں۔

جیسے ہی برسٹ ختم ہوا عمران نے دوبارہ فائر کیا ـــــ اور اس بار اس کا نشانہ باڑ کے پیچھے لیٹا ہوا ایک آدمی تھا۔ عمران پر فائرنگ بھی اسی نے کی تھی ـــــ دوسرے لمحے باڑ کے پیچھے سے چیخ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اور پھر کوٹھی میں دوڑتے ہوئے قدموں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یہ آوازیں سائیڈ سے ہو کر عقبی سمت کی طرف مڑ گئی تھیں ـــــ عمران سمجھ گیا کہ چوں کہ وہ خود سامنے کے رخ پر تھا۔ اس لئے ریڈ آرمی عقبی سمت سے فرار ہو رہی ہے۔ ابھی عمران سن شیڈ سے نیچے چھلانگ لگانے کا سوچ ہی رہا تھا۔ کہ پے در پے خوف ناک دھماکے ہونے لگے ـــــ اور اس کے ساتھ ہی عمارت کی دوسری سائیڈ سے گرد و غبار کا بادل سا اٹھا۔ یوں لگتا تھا جیسے آدھی عمارت تباہ ہو گئی ہو ـــــ عمران تیزی سے اٹھا اور اس نے نیچے چھلانگ لگانے کی بجائے دوبارہ روشندان میں چھلانگ لگائی اور گھسٹ کر قلابازی کھاتا ہوا سیڑھیوں پر جا گرا ـــــ سیڑھیوں پر جیسے ہی اس کے قدم پڑے وہ انتہائی تیز رفتاری سے سیڑھیاں

چڑھتا ہوا چھت پر پہنچا وہ دوڑ کر اس کی عقبی سمت کے کنارے سے رک گیا ۔۔۔ اس نے کونے سے سر اٹھا کر محتاط انداز میں عقبی باغ کی طرف جھک کر دیکھا وہ ایک طویل سانس لے کر اونچا ہو گیا ۔ عقبی باغ خالی تھا ۔۔۔ صرف ایک آدمی کی دیوار پھلانگ کر دوسری سمت کودنے کی جھلک نظر آئی تھی ۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ لوگ نکل گئے ہیں ۔ دوسرے لمحے اس نے تنویر اور صفدر کو مشین گنیں اٹھائے تیزی سے عقبی طرف آتے دیکھا ۔

"آتش بازی والے جا چکے ہیں ۔ تمہارے دیئے ہوئے پیسے ختم ہو چکے تھے" ۔۔۔ عمران نے اوپر سے ہانک لگاتے ہوئے کہا اور تنویر اور صفدر دونوں نے چونک کر اوپر دیکھا ۔

"یار ۔۔۔ اور آتش بازی دیکھنی تھی تو اچھی خاصی رقم خرچ کر ڈالنی تھی ۔ آخر تنویر کی خوشی روز روز ہونی تھی" ۔۔۔ عمران نے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا ۔

"عمران صاحب ۔۔۔ آپ" ۔۔۔ صفدر اور تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

ظاہر ہے وہ عمران کو اس کی آواز سے ہی پہچان سکے ہوں گے ورنہ عمران اصل شکل و صورت میں تو نہیں تھا ۔

اور عمران تیزی سے مڑا ۔ اور پھر سیڑھیاں اترتا نیچے جانے لگا اس نے جان بوجھ کر رفتار آہستہ رکھی تھی تا کہ اتنی دیر میں صفدر اور تنویر گھوم کر برآمدے تک پہنچ جائیں جہاں سیڑھیوں کا اختتام ہوتا تھا ۔۔۔ اسے خطرہ تھا کہ وہ میک اپ میں نیچے اترا تو اس کے

ساتھی ہی اسے ریڈ آرمی میں شامل سمجھ کر گولیوں سے ریڈنہ کر دیں ۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اوپر سے ہی صفدر اور تنویر سے بات بھی کر لی تھی ۔ جب وہ سیڑھیاں اتر کر برآمدے کے قریب پہنچا تو نہ صرف صفدر اور تنویر وہاں موجود تھے بلکہ باقی ممبران بھی وہاں موجود تھے ۔۔۔ ان سب کی نظریں سیڑھیوں کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں ۔ چوہان نے اپنا ایک بازو پکڑا ہوا تھا اور جولیا اس پر پٹی باندھنے میں مصروف تھی ۔ برآمدے میں دو لاشیں پڑی تھیں ۔

"واہ واہ ۔۔۔ کیسی شان دار شادی ہے ۔ لوگ تو شادی پر ایک آدھ جانور کی قربانی کرتے ہیں یہاں تو انسانوں کو بھینٹ چڑھایا گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے سیڑھیوں سے ہی ہانک لگاتے ہوئے کہا ۔

"خاموش رہو ۔۔۔ صورت حال بہت نازک ہے" ۔ تنویر نے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا ۔

"ابھی سے تنویر ابھی سے ۔۔۔ ابھی تو ابتدائے شادی ہے ۔ آگے آگے دیکھنا کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ عمران نے برآمدے میں قدم رکھتے ہوئے کہا ۔

"عمران صاحب ۔۔۔ تنویر ہمارے گروپ کا لیڈر ہے" ۔ صفدر نے شاید اس لئے فوراً عمران کو منع کر دینا ضروری سمجھا کہ عمران شاید اس بات پر تنویر کا لحاظ کر جائے ۔

"ارے باپ رے ۔۔۔ گروپ شادی اور جولیا اکیلی ۔۔۔ ارے یہ تو بھی ظلم ہے ۔ صریحاً ظلم ہے" ۔۔۔ عمران نے حیرت سے

آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یوشٹ اپ ——— بڑی مشکل سے تمہاری اس زبان سے نجات ملی تھی۔ بجانے پھر کہاں سے آن ٹپکے" ——— جولیا نے مڑکر غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر میں نہ آن ٹپکتا تو تم اب تک پکے ہوئے آموں کی طرح کمرے کے فرش پہ ٹپک چکے ہوتے ——— اور ریڈ آرمی اس وقت تمہیں برف میں لگا کر دعوت اڑا رہی ہوتی" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا نے ہونہہ کہہ کر منہ موڑ لیا۔

ظاہر ہے عمران کی بات درست تھی۔ یہ عمران ہی تھا جس نے عین موقع پہ فائرنگ کر کے انہیں بچا لیا تھا ——— ورنہ وہ جس بُری طرح گھر گئے تھے۔ ان کا بچ نکلنا تقریباً ناممکن تھا۔

"عمران صاحب ——— کرنل ہمیرخ بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ دوبارہ حملہ کریں ہمیں فوری یہاں سے نکل جانا چاہیئے" ——— کیپٹن شکیل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"ارے وہ کیسے نکل گیا ——— وہ تو کمرے میں موجود تھا" عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"جب آپ نے روشندان سے اس کے ساتھیوں پہ فائرنگ کی۔ — اس وقت تو ہم حیران تھے کہ آخر یہ اچانک ہماری مدد پہ کون آن پہنچا ہے۔ بہرحال اب ہمیں معلوم ہوگیا ہے۔ تو کرنل ہمیرخ نے روشندان پہ فائرنگ کی ——— اُسی لمحے چوہان نے کمال جرأت

کا مظاہرہ کیا۔ اور اچھل کر کرنل ہمیرخ پہ جا گرا۔ مگر کرنل ہمیرخ اس دوران نال ذرا سی نیچے کر چکا تھا ——— اور گولیاں چوہان کا بازو چیر گئیں۔ لیکن کرنل ہمیرخ بھی دھکا کھا کر دروازے کے پیچھے جا گرا۔ ہم سب تیزی سے مشین گنوں کی طرف لپکے ——— مگر کرنل ہمیرخ اس دوران اٹھ کر کہیں چھپ گیا تھا۔ ہم نے فوراً اندر سے فائرنگ شروع کر دی۔ جب کہ وہ باہر ہی ڈٹ گئے ——— انہیں شاید معلوم تھا کہ آخر کار ہمارا میگزین ختم ہو جائے گا اور وہ ہمیں چھاپ لیں گے۔ کہ اس دوران ان پہ باہر سے فائرنگ شروع ہوگئی جو یقیناً آپ نے کی تھی۔ اور ان کے دو آدمی مرے تو وہ فرار ہوگئے۔

"لیکن وہ فائرنگ کی بجائے بم مار کر تمہارے اس پورے کمرے کو بھی اڑا سکتے تھے۔ جب کہ بھاگتے ہوئے انہوں نے سائیڈ پہ بمباری کی ہے" ——— عمران نے اس سائیڈ والی عمارت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو تباہ ہو چکی تھی۔

"میرا خیال ہے۔ بم ان کے اس ساتھی کے پاس تھے جو سائیڈ ن تھا ——— اور اسی نے بھاگتے ہوئے یہ بم پھینکے ہیں تاکہ ہم فوری طور پر ان کے عقب میں نہ پہنچ جائیں" ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں ——— ایسا ہی ہوگا۔ بہرحال کرنل ہمیرخ اپنے پانچ ساتھیوں ں بھینٹ دے کر نکل گیا۔ جلدی سے سامان باندھو۔ ہمیں فوراً ب یہاں سے نکلنا ہے ——— وہ اگر حملہ نہ بھی کریں تو پولیس تو حملہ رے گی ہی" ——— عمران نے کہا اور وہ سب تیزی سے اندرونی وں کی طرف دوڑ گئے۔

جب وہ سب میگزین اٹھاتے واپس برآمدے میں آئے تو پولیس گاڑیوں کے سائرن بھی سنائی دینے لگے۔

"اب وقت ہے اگر کرنل ہمیرخ اور اس کے ساتھی باہر سے بھی نگرانی کر رہے ہوں گے۔ تو پولیس کی وجہ سے وہ بھی سامنے نہ آئیں گے"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھے۔

"ارے ادھر سے نہیں۔۔۔ ادھر سے تو پولیس فوراً ہمیں چھاپ لے گی۔ چھت پر چلو وہاں سے سائیڈ کوٹھی کی چھت سے ہو کر دوسری طرف نکلیں گے"۔۔۔ عمران نے چیخ کر انہیں روکتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران کے پیچھے وہ سب تیزی سے سیڑھیاں چڑھ کر چھت پر آ گئے۔

عمران کے پہنچتے ہی وہ سب لاشعوری طور پر عمران کی رہنمائی میں کام کرنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔ چھت سے ملحقہ کوٹھی کی چھت پر پہنچ کر وہ سب تیزی سے فلش پائپ سے اتر کر عقبی سمت میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ یہ وہی کوٹھی تھی جس کے راستے عمران پہنچا تھا۔ ان سب کے چھت پر چلنے اور اترنے سے خاصا شور اندر محسوس ہوا ہو گا۔۔۔ لیکن یا تو یہ کوٹھی خالی تھی یا پھر اس کے مکین فائرنگ اور دھماکوں سے سہم کر باہر نہ نکلے ہوں گے۔۔۔ بہرحال عقبی دیوار میں لگا ہوا دروازہ کھول کر وہ پچھلی گلی میں پہنچ گئے۔

"جلدی سے میرے پیچھے آؤ۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ ابھی پولیس گھیر لے گی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور پھر وہ دوڑتے ہوئے عمران کے پیچھے ایک دو گلیوں سے گزر کر ایک کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گئے۔۔۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ وہ مسلسل بٹن دبائے چلا گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان نے بڑے غصیلے انداز میں باہر جھانکا۔

لیکن عمران نے اسے زور سے دھکا دیا اور وہ غریب چیخ مار کر پشت کے بل اندر جا گرا۔۔۔ اور عمران تیزی سے کھڑکی پار کر کے اندر پہنچ گیا۔ ظاہر ہے اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کرنی تھی۔

"ارے ارے۔۔۔ تمہارے کپڑے خراب ہو گئے۔ ڈاکٹر تو صاحب کے پیسے بھی تمہاری تنخواہ سے کاٹ لے گا"۔ عمران نے نیچے گرے ہوئے نوجوان کو اٹھاتے ہوئے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔ وہ اب ہاتھوں سے اس کے کپڑے جھاڑ رہا تھا۔۔۔ اور نوجوان حیرت سے آنکھیں پھاڑے ان بن بلائے مہمانوں کو دیکھ رہا تھا جو بیگ اٹھائے یوں اندر آ گئے تھے جیسے یہ کوٹھی نہ ہو کوئی مسافر خانہ ہو۔

"آ۔۔۔ آپ کون ہیں"۔۔۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ڈاہنسن سے جا کر کہو پرنس آف ڈھمپ اپنے سرکس

سمیت آئیلٹ "۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سرکس "۔۔۔۔۔ نوجوان نے حیرت سے مزید آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اب وہ عمران کے ساتھیوں کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ انسانوں کی بجائے سرکس کے سدھائے ہوئے شیر اور چیتے ہوں۔

"اگر تم نے مزید حیرت ظاہر کی تو تمہاری آنکھیں ابل کر باہر آگریں گی اور ڈاکٹر رابنسن کسی اندھے کو ملازم رکھنے پر تیار نہ ہو گا۔۔۔۔۔ اس لئے یہ حیرت کی پریکٹس ختم کرو اور جا کر پیغام دو "۔ عمران نے نوجوان کو کاندھے سے پکڑ کر واپس عمارت کی طرف اس کا رخ گھماتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اور نوجوان چلنے کی بجائے دوڑتا ہوا عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ ڈاکٹر رابنسن کون ہے "۔۔۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے پوچھا۔

"یہ مویشیوں کا ڈاکٹر ہے۔ تمام سرکسوں والے اپنے جانوروں کا علاج کرانے انہیں یہیں لے آتے ہیں "۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ سب بھی اب عمارت کی طرف ہی چل رہے تھے۔

"یو شٹ اپ۔۔۔۔۔ زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں۔ پہلے تم نے مداخلت کر کے کرنل ہمیرخ اور اس کے ساتھیوں کو فرار ہونے میں مدد دی ہے۔۔۔۔۔ فاسٹ ڈیتھ کو تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ تم اب جا سکتے ہو "۔۔۔۔۔ تنویر نے غصے سے

بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔۔۔۔۔ ناراض کیوں ہو رہے ہو ڈیتھ لیڈر صاحب۔ میں تو ذرا تم لوگوں کی ڈیتھ کو مزید فاسٹ کرنے آیا ہوں۔ غضب خدا کا۔۔۔۔۔ تین دن ہو گئے ہیں تمہیں یہاں آئے ہوئے۔ اور ابھی تک تم زندہ ہو۔ اس کے باوجود نام رکھ رکھا ہے فاسٹ ڈیتھ "۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا

اور تنویر کے علاوہ باقی سب ساتھی بری طرح ہنسنے لگے۔ جب کہ تنویر کا چہرہ غصے سے مزید بگڑ گیا۔

"پرنس۔۔۔۔۔ کہاں ہے پرنس "۔ یہ کوئی آوارہ گرد اندر آ گئے ہیں۔ بلاؤ پولیس کو بلاؤ۔۔۔۔۔ جلدی بلاؤ "۔۔۔۔۔ اچانک برآمدے سے کسی کے دھاڑنے کی آواز سنائی دی۔

اور وہ سب چونک کر برآمدے کی طرف دیکھنے لگے جہاں ایک دبلا پتلا بالکل بانس کی طرح لمبا بوڑھا کھڑا تھا۔۔۔۔۔ اس کا سر انڈے کی طرح صاف تھا۔ البتہ مونچھیں گلہری کی دموں کی طرح ہونٹوں کے دونوں کناروں سے نیچے لٹک رہی تھیں۔

"ارے ڈاکٹر رابنسن۔۔۔۔۔ ارے میں نے سمجھا تھا کہ اب تک تم سر پہ بال اگانے کا کوئی فارمولا ایجاد کر چکے ہو گے۔۔۔۔۔ مگر تم تو وہی چھلے ہوئے انڈے کی طرح ہو "۔۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے اصل لہجے میں کہا۔

اور بوڑھا حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ اب ظاہر ہے وہ شکل سے تو عمران کو نہ پہچان سکتا تھا۔

"تم ——— تم پرنس آف ڈھمپ ہو۔ لیکن تمہاری شکل تو کسی مردے دفنانے والے کی طرح ہے۔ وہ پرنس کہاں ہے جو واقعی پرنس لگتا ہے" ——— ڈاکٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس بار عمران کے سارے ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔ تنویر کے حلق سے نکلنے والا قہقہہ ان سب سے بلند تھا۔ پروفیسر نے عمران کی شکل پر واقعی دلچسپ تبصرہ کیا تھا۔

"وہ زندوں کو دفنانا تھا۔ اس لئے میں نے اُسے زندہ ہی دفن کر دیا ——— لیکن آج مجھے اس محاورے پر یقین آگیا ہے کہ مردہ بولے تو کفن پھاڑ کر ہی بولتا ہے۔ اور تمہارا کفن تو تمہاری عقل ہی تھی۔ وہ تو یقیناً پھٹ چکی ہوگی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے کہیں تم نے پرنس سے زبان تو تبدیل نہیں کر لی۔ لہجہ وہی ——— زبان وہی ——— انداز وہی ——— لیکن شکل کفن چوروں جیسی" ——— ڈاکٹر رابنسن نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ عمران سے یوں لپٹ گیا جیسے صدیوں کے بعد کوئی بچھڑا ہوا عزیز ملا ہو۔

"ارے ارے ——— کون سی چکی کا آٹا کھاتے ہو۔ غضب خدا کا ——— ارے میری پسلیاں" ——— عمران نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا اور ڈاکٹر نے بے اختیار ہنستے ہوئے اُسے چھوڑ دیا ——— ڈاکٹر کے چہرے پر مسرت کا آبشار بہہ رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اُسے دنیا کی سب سے قیمتی چیز اچانک میسر آ

گئی ہو۔

"ارے معاف کیجئے ——— پرنس سے بیس سال بعد ملاقات ہوئی ہے۔ اس لئے میں اوور ہو گیا۔ مجھے ڈاکٹر رابنسن کہتے ہیں" ڈاکٹر رابنسن کی نظریں اب عمران کے ساتھیوں پر پڑیں۔ جو حیرت سے ان دونوں کا ملاپ دیکھ رہے تھے۔

"یہ مس شررشرار ہیں۔ غصہ ان کی ناک پر دھرا رہتا ہے۔ میں نے بڑی کوشش کی ہے کہ ان کی ناک سے پھسل کر نیچے گر جائے ——— لیکن بنجانے مقناطیس کی ناک بنوا رکھی ہے" عمران نے جولیا کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"شررشرار ——— یہ کیا نام ہوا" ——— ڈاکٹر رابنسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میرا نام صوفیہ ہے ——— پرنس گزشتہ دنوں پاگل خانے رہتے ہیں۔ اس لئے الٹی سیدھی بکواس کرتے رہتے ہیں" جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ——— وہ تو میں تمہیں دیکھنے گیا تھا میں کوئی خود تھوڑی گیا تھا ——— اچھا پھر اپنا تعارف خود ہی کرا لو" عمران نے روٹھنے والے انداز میں کہا۔ اور ڈاکٹر بے اختیار ہنس پڑا ——— چونکہ جولیا نے اپنا نام غلط بتایا تھا اس لئے سب نے اپنے اپنے فرضی نام بتا دیئے۔

"اور اب تم ہم سب کی شان نزول بھی پوچھو گے" عمران نے تعارف کے خاتمے کے بعد سوال کرتے ہوئے کہا۔

"ہرگز نہیں پوچھوں گا۔ میرے لئے نزدل ہی کافی ہے۔ شان کی مجھے ضرورت نہیں"۔۔۔ ڈاکٹر رابنسن نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آئیے۔۔۔ اندر تشریف لے آئیے۔ راجہ جاؤ۔ سب کے لئے جو کچھ کچن میں پڑا ہوا ہو، لے آؤ۔۔۔ جلدی کرو، چائے بھی بنا لاؤ"۔۔۔ ڈاکٹر نے قریب کھڑے ملازم سے کہا اور ملازم سر ہلاتا ہوا ایک راہ داری کی طرف چلا گیا۔

ڈاکٹر رابنسن انہیں لے کر اندر آ گیا۔

"تشریف رکھیئے"۔۔۔ ڈاکٹر نے صوفوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"یار ڈاکٹر ہمیں بہت جلدی ہے۔ سرکس کا شو شروع ہونے والا ہے۔۔۔ چلو بھئی باری باری میک اپ کر لو۔ ہم سیدھے یہیں سے شو میں چلیں گے"۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میک اپ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ ڈاکٹر رابنسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے۔۔۔ دس گز لمبی ڈگریاں تو لے ڈالیں۔ لیکن میک اپ کے معنی نہیں آتے۔۔۔ آؤ بیٹھو۔ میں سمجھاتا ہوں"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا۔۔۔ سمجھ گیا۔۔۔ تو تم ابھی تک اسی جاسوسی کے چکر میں الجھے ہوئے ہو۔ اور اسی لئے شکل بھی بدل رکھی ہے"۔

ڈاکٹر رابنسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ جب کہ صفدر سب سے پہلے اپنا بیگ اٹھائے سامنے موجود باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ چوں کہ باتھ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس لئے اُسے بغیر پوچھے ہی باتھ روم کا پتہ چل گیا تھا۔ اس نے اندر جا کر دروازہ بند کر لیا تھا۔۔۔ چوں کہ ضروری سامان کا بیگ ہر ایک کے پاس تھا۔ اس لئے ظاہر ہے میک اپ باکس بھی اس بیگ میں ہی ہو گا۔

"سناؤ ڈاکٹر۔۔۔ وہ تمہاری مردہ خلیوں والی تحقیق کہاں تک پہنچی"۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔۔۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں مردہ خلیوں پر ریسرچ کر رہا ہوں۔ تمہاری میری ملاقات تو بیس سال بعد ہو رہی ہے"۔ ڈاکٹر نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ حیرت کی شدت کی وجہ سے اس کی ہونٹوں کے کناروں سے لٹکی ہوئی مونچھیں بُری طرح پھڑپھڑانے لگی تھیں۔

"اسی لئے تو کہتا ہوں کہ کفن پھاڑ کر مت بولا کرو۔ لگتا ہے تم نے بولنے کے شوق میں ساری عقل ہی پھاڑ ڈالی ہے۔ حضرت ابھی پچھلے سال تو بین الاقوامی سائنس کانفرنس میں آپ نے اسی موضوع پر مقالہ پڑھا ہے۔۔۔ اور آج پوچھ رہے ہیں تمہیں کیسے پتہ"۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ حیرت ہے کہ تم جاسوسی جیسے غیر سائنسی پیشے میں

الجھنے کے باوجود سائنسی مقالے پڑھتے ہو۔ بہرحال ریسرچ جاری ہے۔ ابھی کوئی ٹھوس نتیجہ نہیں نکلا" ـــــ پروفیسر نے جواب دیا۔

"کنڈوپ سرکل تھیوری آزمائی ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"کک ـــ کیا ـــ کنڈوپ سرکل تھیوری ـــ اوہ۔ واقعی ـــ ارے اس کا تو مجھے خیال ہی نہیں آیا۔ ارے ارے واقعی میری عقل غائب ہوگئی ہو ـــ اوہ پرنس تم ـــ یہ تم آخر ہو کیا چیز" ـــــ پروفیسر عمران کی بات سنتے ہی بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"میری بات چھوڑو۔ اس تھیوری کو آزماؤ۔ تمہارا کام ہو جائے گا۔ نہ ہو تو پھر یہ ریسرچ چھوڑ کر کہیں گھاس کھودنے کا پیشہ اختیار کر لینا" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بالکل ہوگی ـــ لازماً ہوگی۔ ارے۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ اور واقعی سامنے کی بات تھی میں خواہ مخواہ دوسرے چکروں میں پڑا رہا" ـــــ ڈاکٹر نے عقیدت مندانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم اس پر غور کرو ـــ میں ذرا فون کر لوں" ـــــ عمران نے فون اپنی طرف کھسکاتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر نے واقعی صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔

عمران اس کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ اور پھر اس نے

فون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ ڈاکٹر رحمت اللہ ہسپتال" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب سے بات کراؤ ـــ میں نادر کا آدمی بول رہا ہوں پرنس" ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس ـــ ہولڈ کیجئے" ـــــ دوسری طرف سے چونکے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز رسیور میں گونجی۔

"ڈاکٹر رحمت اللہ سپیکنگ" ـــــ بولنے والے کا لہجہ بے حد باوقار تھا

"ڈاکٹر صاحب ـــ میں پرنس بول رہا ہوں۔ نادر نے میرے کچھ ساتھی آپ کے پاس بھیجے تھے۔ ان کی کیا پوزیشن ہے" عمران نے کہا۔

"اوہ ـــ وہ تین مریض جو نادر نے بھیجے تھے" ـــــ ڈاکٹر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں وہی" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"ان تینوں کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ لیکن ان کا ابتدائی آپریشن کس نے کیا تھا" ـــــ ڈاکٹر نے کہا۔

"اوہ ـــ وہ ڈاکٹر وہ میں نے خود ایمرجنسی ٹریٹمنٹ کے لئے کیا تھا۔ کیوں کیا ان سے بگاڑ تو نہیں پیدا ہوا" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ سرجن ہیں" ۔۔۔۔ ڈاکٹر نے جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"ارے سرجن کہاں ۔۔۔ میرا تو سرجری سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تسلیم نہیں کرتا۔ اس قدر پیچیدہ اور نازک آپریشن ماہر سرجن کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا ۔۔۔ آپ خود کو چھپا رہے ہیں۔ بہرحال اگر واقعی یہ آپریشن آپ نے کئے ہیں تو آپ میرے نزدیک ایک عظیم ترین سرجن ہیں۔ کہ بغیر ضروری اوزار کے اس قسم کے پیچیدہ آپریشن کر کے آپ نے واقعی حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا ہے ۔۔۔ آپ مبارک باد کے قابل ہیں۔ بہرحال ان آپریشنز کی وجہ سے ان تینوں کی جانیں بچ گئیں۔ اگر یہ حیرت انگیز آپریشنز فوری نہ کئے جاتے تو پھر ان کی موت یقینی تھی" ڈاکٹر رحمت اللہ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اب کیا وہ کام کرنے کے قابل ہیں" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ارے نہیں ۔۔۔ ابھی تین چار روز مزید انہیں بیڈ ریسٹ چاہیئے۔ ورنہ ٹانکے ٹوٹ جائیں گے" ۔۔۔ ڈاکٹر رحمت اللہ نے جواب دیا۔

"اوکے ۔۔۔ تھینک یو" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"پرنس ۔۔۔ کنڈوپ سرکل تھیوری میں آٹو بان کیسے فٹ

ہوں گے۔ ان کے بغیر تو کام نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ اسی لمحے ڈاکٹر رابنسن نے آنکھیں کھولتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ شاید اب تک اسی چکر میں الجھا ہوا تھا۔

"ارے یہی تو فٹ نہیں ہوتے۔ اگر فٹ ہو جاتے تو اب تک میں اپنے سارے آباؤ اجداد کو زندہ نہ کر چکا ہوتا" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور ڈاکٹر رابنسن چند لمحے اسے دیکھتا رہا۔ اور پھر اس کے چہرے پر غصے کے آثار پھیلتے گئے۔

"تو تم نے کیوں مجھے اس میں الجھایا تھا" ۔۔۔ ڈاکٹر نے غراتے ہوئے کہا۔

"اس لئے تاکہ تم سوچتے رہو۔ میں ذرا اس دوران فون کر لوں۔ تمہاری زبان ہی کسی طرح نہ رک رہی تھی" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی شیطان ہو ۔۔۔ اصلی شیطان" ۔۔۔ ڈاکٹر نے شرمندہ سے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا ہی شاگرد ہوں ڈاکٹر ۔۔۔ اصلی شاگرد" عمران نے جواب دیا۔ اور ڈاکٹر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ عمران واقعی آکسفورڈ میں اس سے پڑھ چکا تھا۔

عمران کے تقریباً سارے ساتھی ہی نئے میک اپ میں آ گئے تھے۔ صرف چوہان میک اپ میں مصروف تھا ۔۔۔ ملازم لئے اور دوسرا سامان میز پر رکھ گیا تھا۔ اور اس کے ساتھی خود کام و دہن کی آزمائش میں مصروف ہو گئے تھے۔

"ڈاکٹر ــــ میں نے سنا تھا تم پہلے باکانگر میں رہتے تھے۔ پھر یہاں شفٹ ہوئے" ــــ عمران نے اچانک چونک کر پوچھا۔

"ہاں ــــ پہلے میں وہیں رہتا تھا۔ جب سے میں یہاں آیا تھا وہیں رہا تھا۔ یہاں تو پچھلے سال یوں سمجھو سائنس کانفرنس سے کچھ روز پہلے شفٹ ہوا تھا ــــ کیوں ــــ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ اور یہ تو بتاؤ آخر تمہیں یہ سب معلومات کیسے حاصل ہو جاتی ہیں ــــ کیا تم میری نگرانی کرتے رہتے ہو" ــــ ڈاکٹر رابنسن کے چہرے پر ایک بار پھر حیرت کے تاثرات پھیلنے لگے تھے۔

"بس بس زیادہ حیرت کی ضرورت نہیں۔ جب تم مستقل طور پر اس علاقے میں آ کر بسے تھے تو میں ایک بار تمہیں ملنے آیا تھا۔ اس لئے مجھے معلوم تھا کہ تم باکانگر میں رہتے ہو ــــ لیکن سائنس کانفرنس میں تمہارا پڑھا ہوا مقالہ جب سائنس میگزین میں چھپا تو تمہارا پتہ عالمگیر ٹاؤن کا دیا ہوا تھا۔ اس سے مجھے پتہ چل گیا کہ تم اپنی رہائش بدل چکے ہو ــــ اور آج اتفاق سے یہاں سے گزرتے ہوئے مجھے یاد آ گیا کہ اپنا ڈاکٹر رابنسن بھی تو یہیں رہتا ہے چلو مل لیں"۔ عمران نے کہا۔

"حیرت ہے اتنی سیدھی اور صاف سی بات پہلے میری سمجھ میں کیوں نہیں آئی ــــ کیا تم نے کوئی جادو وغیرہ تو نہیں سیکھ لیا کہ تمہارے یہاں آتے ہی میری عقل غائب ہو گئی ہے"۔ ڈاکٹر رابنسن نے اپنے انڈے کے چھلکے کی طرح صاف سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بے اختیار لہجے میں کہا۔

"وہ باکانگر والی کوٹھی بیچ ڈالی ــــ بہت شان دار کوٹھی تھی۔ پورا محل تھا" ــــ عمران نے پوچھا۔

"نہیں ــــ چونکہ میری بیوی وہیں فوت ہوئی تھی۔ اور اسے یہ رہائش گاہ بے حد پسند تھی۔ اس لئے میں نے اسے فروخت نہیں کیا ــــ اب بھی کبھی کبھی میں وہاں جا کر دو چار روز گزار آتا ہوں" ــــ ڈاکٹر رابنسن نے جواب دیا۔

"او کے ــــ ذرا اس کی چابی مجھے دینا۔ میں بھی دیکھوں تم نے اسے کس حالت میں رکھا ہوا ہے۔ میں بھی سوچ رہا تھا کہ پچھلے دنوں لیڈی رابنسن کیوں خواب میں آ کر شکایت کر رہی تھی کہ تم نے اس کی رہائش گاہ کا خیال رکھنا چھوڑ دیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تمہارے خواب میں آئی تھی ــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ ڈاکٹر رابنسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کیوں ــــ میرے خواب میں آنے سے اس کے جوتے گھس جاتے ہیں" ــــ عمران نے آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ــــ ضرور آئی ہو گی۔ میں تو یہ سوچ رہا تھا۔ کہ میرے خواب میں آنے کی بجائے وہ تمہاری طرف کیسے چلی گئی۔ بیوی وہ میری تھی اسے پہلے میرے خواب میں آنا چاہئے تھا"۔ ڈاکٹر رابنسن نے جواب دیا۔

"تمہاری خواب میں آ کر اس نے پھنسنا تھا۔ جیسی تمہاری کھوپڑی ہے ویسا ہی تمہارا خواب ہو گا ــــ اچھا وہ چابی دو۔ ذرا

جلدی ہی۔۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا

"راجر۔۔۔۔" ڈاکٹر رابنسن نے اونچی آواز سے کہا۔

"جناب۔۔۔۔" ملازم نے اندر آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ باکانگر والی کوٹھی کی چابی لاکر پرنس کو دو" ڈاکٹر رابنسن نے کہا۔

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا اگر ہم کچھ دن تمہاری کار استعمال کرلیں تو۔۔۔۔" عمران نے اور پھیلتے ہوئے کہا۔

"کار۔۔۔۔ ارے مجھے کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ میں تو دو دو ہفتے گھر سے ہی نہیں نکلتا۔ کھڑی سوکھتی رہتی ہے۔ لے جاؤ بھائی لے جاؤ" ۔۔۔۔ ڈاکٹر رابنسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر ایک الماری کھولی اور اس کی دراز سے چابیوں کا رنگ نکال کر اس نے عمران کے آگے ڈال دیا۔۔۔۔ اسی لمحے ملازم نے بھی چابیوں کا ایک سیٹ لاکر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔

"اچھا ڈاکٹر۔۔۔۔ بہت بہت شکریہ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ اس سے مصافحہ کرکے باہر کی طرف چل پڑا۔ باقی ساتھیوں نے بھی ڈاکٹر سے مصافحہ کیا۔۔۔۔ اور پھر وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے باہر برآمدے میں آگئے۔ پورچ میں سبز رنگ کی شیورلیٹ کار موجود تھی۔۔۔۔ گو اس پر گرد کی کئی تہیں چڑھ چکی تھیں۔

"اسے صاف تو کردو" ۔۔۔۔ عمران نے ملازم سے کہا اور

ملازم سر ہلاتے ہوئے اندر گیا اور پھر وہاں سے کپڑا لاکر وہ کار کو صاف کرنے لگا۔

"اب میرے خیال میں پولیس اپنی کارروائی کرکے جاچکی ہو گی اور کرنل ہمیرخ اور اس کے ساتھی بھی جاچکے ہوں گے۔ اس لئے اب ہم اطمینان سے جاسکتے ہیں۔۔۔۔ ویسے بھی اب آپ نئے لوگ ہیں تو۔۔۔۔" عمران نے مسکراتے ہوئے صفدر اور جولیا سے کہا۔

"لیکن آپ یہ تو بتائیں کہ آپ وہاں اچانک کیسے پہنچ گئے" صفدر نے کہا۔

"ارے ہاں۔۔۔۔ یہ دلچسپ کہانی ہے۔ کبھی فرصت ملی تو ضرور سناؤں گا۔ فی الحال تو مجھے نیند آرہی ہے" عمران نے کہا۔ اور پھر کار کا دروازہ کھول کر سٹیئرنگ پر بیٹھ گیا۔ باقی ساتھی بھی کار میں سوار ہوگئے۔۔۔۔ اور عمران نے کار سٹارٹ کی اور پھر اُسے موڑتے ہوئے وہ پھاٹک کی طرف لے آیا۔ ملازم نے دوڑ کر پھاٹک کھول دیا۔۔۔۔ اور عمران کار کو باہر لے آیا۔ مختلف جگہوں سے گزرتے ہوئے وہ مین روڈ پر پہنچ گئے۔ اب وہاں کہیں بھی پولیس کا کوئی آدمی نظر نہیں آرہا تھا۔ عمران کا خیال درست تھا کہ مطلع صاف ہوچکا تھا۔۔۔۔ عمران مختلف سڑکوں سے گزر کر شہر کے وسط میں ایک پرانی کالونی میں داخل ہوا۔۔۔۔ اور پھر اس نے ایک انتہائی قدیم انداز کی قلعہ نما کوٹھی کے سامنے جاکر کار روک دی۔ یہ ڈاکٹر رابنسن کی پرانی رہائش گاہ

تھی۔ عمران نے چابی نکال کر صفدر کو دی جو اس کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور صفدر نے نیچے اتر کر پھاٹک پر لگا ہوا تالا کھولا اور دھکیل کر پرانے انداز کا بنا ہوا پھاٹک کھول دیا۔ عمران کار اندر لیتا گیا ——— اور چند لمحوں بعد وہ سب پورچ میں کار رکتے ہی باہر نکل آئے۔ وہ سب حیرت بھرے انداز میں اس عظیم الشان اور محل نما کوٹھی کو دیکھ رہے تھے۔

"کیا دیکھ رہے ہو۔ اس سے خوب صورت رہائش گاہ پورے دارالحکومت میں اور نہیں ملتی ——— ڈاکٹر تو مردم بیزار ہے۔ اس لئے شہر سے دور جا بسا ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا اب ہم نے یہاں مستقل رہنا ہے" ——— جولیا نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو ایسا ہی ہو سکتا ہے ——— میں ابھی باقی سب کو بھگا دیتا ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے جھینپ کر منہ پرے کر لیا۔ فقروں کے مفہوم لانے میں عمران کا کوئی ثانی نہیں تھا ——— وہ اچھے بھلے سیدھے سادھے فقرے کا مفہوم اس طرح بدل دیتا تھا کہ فقرہ بولنے والا خواہ مخواہ جھینپ جاتا تھا۔

چند لمحوں بعد وہ سب کوٹھی میں گھوم پھر کر اس کا اچھی طرح جائزہ لے چکے تھے۔

"ہاں ——— اب بتاؤ کہ سر واجد حسین کو تم نے الف۔ ڈی

کے ہیڈکوارٹر کا جو پتہ دیا تھا وہ کہاں سے حاصل کیا تھا۔ کیا کسی نجومی کی خدمات حاصل کی تھیں" ——— عمران نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ بتائیں کہ آپ وہاں کیسے پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہم بھی آپ کو تفصیل بتائیں گے۔ ورنہ نہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"اچھا تو تنویر کے لیڈر بنتے ہی تم میں بھی بلیک میلروں جیسی خصوصیات آگئیں ——— ویسے تم لوگوں نے تنویر کو اتنا بڑا اعزاز بخش کیسے دیا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے عمران صاحب ——— تنویر نے وہ کام کر دکھائے ہیں کہ ہم سوچ رہے ہیں کہ آپ کو ان کا شاگرد بنا دیں" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے جوش میں آکر الف۔ ڈی کے ہیڈکوارٹر پر حملے اور وہاں سے نکلنے کے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے ——— اس کے بعد چوہان کا کارنامہ کہ کس طرح اس نے ان کا نیا اڈہ دیکھ لیا تھا" ——— صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تنویر کو دیکھنے لگا۔ تنویر فخریہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"کمال ہے بھئی ——— واقعی تنویر میں تو بے پناہ خصوصیات ہیں۔ میں تو اب تک یہی سمجھتا رہا کہ اسے بس عشق کرنا ہی آتا ہے" ——— عمران نے بڑے پُرخلوص لہجے میں کہا۔ اور تنویر مسکرا دیا۔

"عمران صاحب ـــــ اس بار تو نعمانی ۔ صدیقی ۔ چوہان سب نے ہی کام دکھایا ہے ۔ چوہان اگر اندر آتے ہوئے بم کو فضا میں ہی کیچ کر کے واپس پھینکنے کا حیرت انگیز کارنامہ سرانجام نہ دیتا تو یقین کیجئے ہماری قبریں وہیں بنتیں" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مطلب یہ ہوا کہ اس بار صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں ہی پیچھے رہے اور باقی اس میں آگے بڑھ گئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ۔ یہ تو موقع ملنے کی بات ہے" ـــ تنویر نے فوراً صفدر اور کیپٹن شکیل کا دفاع کرتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ابھی تک نہیں بتایا کہ آپ عین موقع پر وہاں کیسے پہنچ گئے" ـــــ صفدر نے کہا۔

اور عمران نے ذراسی بات بدل کر انہیں بتایا کہ کس طرح میجر ہیرس کو آنے والی کرنل ہمیرخ کی کال اس نے سن لی ۔ اور اسے معلوم ہو گیا کہ وہ تم پر ریڈ کرنے والے ہیں ـــــ چنانچہ میں ان سے پہلے یہاں پہنچ گیا ۔ باقی باتیں تم زیادہ جانتے ہو۔

"نعمانی ـــــ ذرا فون اٹھاؤ ۔ میں ذرا سر واجد سے بات کروں۔ اس ایف ۔ ڈی کا کیا ہوا ۔ اب تک تو ریڈ ہو چکا ہو گا"

عمران نے کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی چھوٹی میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نعمانی سے کہا ـــــ اور نعمانی نے اٹھ کر فون اٹھایا ۔ اور اسے لا کر عمران کے سامنے درمیانی میز پر

رکھ دیا۔

"کیا نمبر تھا سر واجد حسین کی رہائش گاہ کا" ـــــ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے صفدر سے پوچھا اور صفدر نے نمبر دوہرا دیا۔

"ہیلو ـــــ وزیر خارجہ ہاؤس" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"سر واجد حسین صاحب سے بات کراؤ ۔ میں پاکیشیا سے عمران بول رہا ہوں ـــــ ایکسٹو کا حوالہ دے کر بات کرو" عمران نے کہا ۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"اوہ یس سر ـــــ ہولڈ کیجئے" ـــــ دوسری طرف سے فوراً ہی کہا گیا ۔ اور پھر چند لمحوں بعد سر واجد حسین کی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ـــــ واجد حسین سپیکنگ" ـــــ سر واجد حسین کے لہجے میں عجیب سی مسرت پنہاں تھی ۔ اور عمران بے اختیار مسکرا دیا ۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چھاپہ کامیاب رہا۔

"سر واجد حسین میں علی عمران بول رہا ہوں ۔ سنائیے ۔ ایف ڈی کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپے کا کیا نتیجہ نکلا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران صاحب ـــــ آپ بھی یہیں ہیں ۔ لیکن ہیڈ کوارٹر کی اطلاع دینے والے تو کوئی اور صاحب تھے"

سر واجد حسین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں وہ فاسٹ ڈیتھ والے لوگ تھے۔ انہیں میں نے کہا تھا کہ آپ کو اطلاع دے دیں" ۔۔۔ عمران نے مسکرا کر ممبرز کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا منہ بن گیا۔ کہ محنت تو انہوں نے کی اور اب کریڈٹ عمران لے رہا ہے ۔۔۔ جب کہ صفدر اور کیپٹن شکیل مسکرا دیئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ عمران اپنا تعلق براہِ راست فاسٹ ڈیتھ سے ثابت نہیں کرنا چاہتا۔ اس لئے ایسی بات کر رہا ہے۔

"فوج کے دستے نے وہاں چھاپہ مارا ہے۔ وہاں موجود چار افراد کو زندہ گرفتار کر لیا گیا ۔۔۔ وہاں سے ایسا سامان اور ایسی فائلیں ملی ہیں کہ جن سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ایف۔ڈی جس کا پورا نام فیس آف ڈیتھ ہے۔ اسرائیل کی خفیہ تنظیم ہے ۔۔۔ اور ان کا مشن بھاشانہ میں انقلاب لا کر کافرستان کی مرضی کی حکومت لانا ہے۔ یہ تنظیم اسرائیل اور کافرستان کی سازش سے کام کر رہی ہے ۔۔۔ بہرحال وہاں سے اتنا ثبوت مل گیا ہے کہ ہم نہ صرف اپنی عوام کو مطمئن کر سکتے ہیں بلکہ بین الاقوامی طور پر کافرستان اور اسرائیل کو خراب کر سکتے ہیں ۔۔۔ صبح کے اخبارات میں تمام تفصیل آ رہی ہے۔ تم لوگوں نے واقعی اپنے دعوے کے مطابق حیرت انگیز تیز رفتاری سے کام کر دکھایا ہے ۔۔۔ صدر مملکت بھی بے حد خوش تھے۔ میں ابھی سوچ رہا تھا کہ سر سلطان سے بات کروں کہ آپ کا فون آ گیا" ۔۔۔ سر واجد حسین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ چاروں آدمی جو گرفتار ہوئے ہیں وہ اس وقت کہاں ہیں" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ فوج کی تحویل میں ہیں۔ ان سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔ لیکن ابھی ابھی مجھے ملٹری سیکرٹ سروس کے چیف نے اطلاع دی ہے کہ یہ چاروں عام ممبر ہیں ۔۔۔ اصل سرغنہ ریڈ کے وقت ہیڈ کوارٹر میں موجود نہ تھا۔ اس کا نام کرنل چارلس بتایا گیا ہے۔ بہرحال ابھی ان سے مزید پوچھ گچھ ہو گی" ۔۔۔ سر واجد حسین نے کہا۔

"اوکے ۔۔۔ ان کا خیال رکھنا۔ کہیں یہ لوگ فرار نہ ہو جائیں۔ سرغنہ بھی پکڑا جائے گا۔ آغاز تو ہوا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ وہ جمود تو ٹوٹ گیا ہے۔ ارے ہاں۔ سیکرٹ سروس کے چیف کیپٹن تیزی نے بھی اطلاع دی ہے کہ اس نے ایف۔ڈی کے ایک خاص ایجنٹ میجر ستارا کو پکڑا۔ لیکن وہ لڑائی میں مارا گیا ہے ۔۔۔ اس کی لاش بھی بین الاقوامی مبصرین کے سامنے بطور ثبوت رکھنے کے لئے محفوظ کر لی ہے۔ اب بس سرغنہ مل جائے تو یہ مسئلہ ختم ہو" ۔۔۔ سر واجد حسین نے کہا۔

"وہ بھی مل جائے گا۔ غنہ مل گیا ہے تو سر اکیلا کہاں جا سکتا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور سر واجد حسین بے اختیار ہنس پڑے۔

"اچھا اجازت ۔۔۔ گڈ بائی" ۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر

دوسری طرف سے بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"چھاپہ جزوی طور پر کامیاب رہا ہے ــــــ کرنل چارلس نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے" ــــــ عمران نے رسیور رکھ کر ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے اب ریڈ آرمی اور یہ کرنل چارلس باقی رہ گئے ہیں انہیں ڈھونڈھنا ہے" ــــــ صفدر نے کہا۔

"کرنل ہمیرخ کا ہیڈ کوارٹر تو مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ چوہان نے ذی شان کالونی میں جس جگہ موٹر سائیکل کھڑا کیا تھا۔ وہیں قریب ہی اس کا ہیڈ کوارٹر ہے ــــــ شاید ساتھ والی کوٹھی ہو"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"واہ عمران صاحب ــــــ اب مجھے خیال آرہا ہے کہ دہیں سے میرے پیچھے نیلے رنگ کی نئے ماڈل کی سیڈان لگی تھی۔ چوں کہ اس وقت مجھے کسی کے تعاقب کا خیال تک نہ تھا۔ اس لئے میں نے توجہ نہ دی تھی ــــــ وہ نیلے رنگ کی سیڈان میں نے عالم گیر ٹاؤن پہنچنے تک کئی بار دیکھی تھی" ــــــ چوہان نے جواب دیا۔

"ارے پھر تو مسئلہ حل ہو گیا۔ اس نیلے رنگ کی سیڈان کو تو آسانی سے ڈھونڈھا جا سکتا ہے ــــــ کیا خیال ہے۔ ہو جائے جوابی کارروائی" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل ہونی چاہیئے۔ وقت کیوں ضائع کیا جائے" ــــــ تنویر نے فوراً ہی کہا۔

"لیکن اب لیڈری کا کیا فیصلہ ہو گا۔ کون لیڈر ہو گا"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بھئی میں تو اعزازی اداکار ہوں۔ لیڈر تو فاسٹ ڈیتھ کا تنویر ہی ہے" ــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کا عمران کی آمد کے بعد سکڑا ہوا سینہ ایک بار پھر پھولتا گیا۔

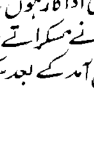

مین پاور ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک درختوں کے ایک چھوٹے سے ذخیرے کے اندر سے ہو کر گزرتی تھی۔ اور چوں کہ یہ سڑک شہر سے صرف مین پاور ہاؤس تک ہی جاتی تھی۔ ں لئے اس پر صرف پاور ہاؤس کی گاڑیاں ہی گزرتی تھیں۔ البتہ تفٹ کی تبدیلی کے وقت اس سڑک پر بے پناہ رش ہو جاتا تھا ــــــ کیوں کہ سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں پاور ہاؤس

کا عملہ چھٹی کر کے اور ڈیوٹی جائن کرنے کے لئے مختلف سواریوں کے ذریعے یہاں سے گزرتا تھا ـــــ باقی اوقات میں سڑک سنسان پڑی رہتی تھی۔

اس وقت چوں کہ شفٹ کی تبدیلی کا کوئی وقت نہ تھا۔ اس لئے سڑک بالکل ہی سنسان تھی ـــــ البتہ ذخیرے کے اندر مختلف درختوں کی اوٹ میں تقریباً چھ افراد چھپے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک درخت کے پیچھے ایف۔ ڈی کا سیکنڈ چیف میجر ہارسن موجود تھا ـــــ اس کی بغل سے سٹین گن لٹکی ہوئی تھی۔ اس کی تیز نظریں شہر کی طرف سے آنے والی سمت پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک گھنے درخت کے پیچھے ایک بھاری جسم لیکن لمبے قد کا آدمی فوجی وردی میں ملبوس کھڑا تھا ـــــ وردی پر کرنل رینک کے نشانات بنے تھے۔

"کراؤڈ" ـــــ ہارسن نے فوجی وردی والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس" ـــــ کراؤڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کوئی پریشانی تو نہیں ـــــ سب کچھ ٹھیک ہے ناں۔ کرنل عمر کے روپ میں آ کر کوئی الجھن تو محسوس نہیں کر رہے" ہارسن نے پوچھا۔

"نو باس ـــــ میں کام کے لئے بالکل تیار ہوں" کراؤڈ نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارے چارج سنبھالنے کے ایک گھنٹے بعد تھیو ایف۔ ڈی اپنے بیگ کے اندر چھپا کر وہاں آئے گا ـــــ تم نے اس بیگ کو بغیر دیکھے اوکے کر دینا ہے۔ اس کے بعد جب وہ شفٹ بدل کر جائے گا تو تلاشی کے وقت وہ تمہیں اوکے کا لفظ کہے گا۔ اس کا مطلب ہو گا کہ ایف۔ ڈی صحیح طور پر نصب ہو چکی ہے۔ اگر وہ اوکے نہیں کہے گا تو پھر دوسری شفٹ میں وہ دوبارہ بیگ لے کر آئے گا ـــــ اسے تم نے دوبارہ بغیر کھولے چیک کر دینا ہے کیوں کہ ایف۔ ڈی کو وہاں بغیر ایڈجسٹ کئے نہیں چھوڑا جا سکتا ـــــ بہرحال جب وہ اوکے کہہ دے تو تم نے اپنے آپ کو اچانک بیمار ظاہر کرنا ہے۔ اور اپنے اسسٹنٹ کو انچارج بنا کر وہاں سے چلے جانا ہے ـــــ تعاقب سے باخبر رہتے ہوئے تم نے مجھے رپورٹ کرنی ہے۔ سب کچھ انتہائی احتیاط سے ہونا چاہیئے۔ ذرا سا شبہ بھی سارا کھیل بگاڑ دے گا" ہارسن نے کراؤڈ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ـــــ آپ بے فکر رہیں۔ سب کام بالکل صحیح طریقے سے ہو گا" ـــــ کراؤڈ نے جواب دیا۔

اور اسی لمحے ایک درخت کے پیچھے سے سیٹی کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے ـــــ شہر کی سمت سے آنے والی سڑک پر ایک فوجی جیپ کا ہیولہ ابھرتا نظر آ رہا تھا۔ اور پھر اسی لمحے ایک درخت کے پیچھے سے ایک دبلا پتلا آدمی نکلا اور تیزی سے سڑک پر اس انداز میں لیٹ گیا جیسے وہ زندہ ہونے

کی بجائے کوئی لاش ہو۔ اس کے جسم پر مین پاور ہاؤس کے مزدوروں جیسی پرانی سی یونی فارم تھی —— جو جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی اور مسلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

جیپ تیزی سے اسی ذخیرے کی طرف ہی بڑھی چلی آ رہی تھی۔ اور درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے سب افراد بڑے چوکنے اور مستعد نظر آنے لگ گئے تھے —— ہارسن نے بغل میں لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر ہاتھ میں پکڑ لی تھی۔ ان کا منصوبہ یہی تھا کہ سڑک پر لاش پڑی دیکھ کر کرنل عمر لازماً جیپ روکے گا اور نیچے اتر کر لاش کو دیکھے گا —— اسی وقت کرنل عمر پر قابو پا لیا جائے گا اور اس کی جگہ کراوڈ لے لے گا۔

جیپ جیسے ہی ذخیرے میں داخل ہوئی۔ اس کی رفتار ایک جھٹکے سے آہستہ ہو گئی —— ڈرائیونگ سیٹ پر کراوڈ جیسے قد و قامت کا آدمی فوجی وردی میں ملبوس بیٹھا ہوا صاف نظر آ رہا تھا —— جیپ میں وہ اکیلا تھا۔ یہ مین پاور ہاؤس کی سپیشل سیکورٹی کا انچارج کرنل عمر تھا۔ جو معمول کے مطابق ہفتے بعد اپنے بچوں میں چند گھنٹے گزار کر واپس ڈیوٹی پر جا رہا تھا۔

جیپ سڑک پر پڑے ہوئے آدمی کے پاس پہنچ کر رک گئی کرنل عمر اب ہارسن کے بالکل سامنے تھا —— اس کی تیز نظریں سڑک پر پڑے ہوئے آدمی پر جمی ہوئی تھیں، جو ٹیڑھے میڑھے انداز میں سڑک پر پڑا ہوا تھا —— کرنل عمر یقیناً ضرورت سے زیادہ محتاط قسم کا آدمی تھا۔ اس نے چند لمحوں تک سڑک پر پڑے

ہوئے آدمی کا جائزہ لیا۔ اور پھر اس نے غور سے ادھر ادھر دیکھا وہ خاص طور پر سڑک کے کناروں کی زمین کو چیک کر رہا تھا۔ اُسے شاید قدموں کے نشانات کی تلاش تھی —— لیکن اردگرد اونچی گھاس ہونے کی وجہ سے قدموں کے نشانات کا تو سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا —— البتہ اس کی نظریں ایک جگہ جم گئیں جہاں گھاس اس انداز میں مسلا ہوا تھا جیسے وہاں سے کوئی حال ہی میں گزرا ہو۔

ہارسن ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ اُسے کرنل عمر کی طرف سے اس طرح کی احتیاط کی ہرگز توقع نہ تھی —— اس کا تو خیال تھا کہ کرنل عمر لاش دیکھتے ہی جیپ روکے گا۔ اور انسانی نفسیات کے مطابق اچھل کر نیچے آئے گا —— لیکن کرنل عمر اس کی توقع کے برعکس نکلا۔ ہارسن دراصل چاہتا تھا کہ کرنل عمر نیچے اترے تب اس پر حملہ کیا جائے —— ورنہ وہ جیپ کے اندر بھی کرنل عمر پر گولی چلا سکتا تھا۔ لیکن اس طرح جیپ پر خون یا دوسرے نشانات پیدا ہو سکتے تھے جن کی وجہ سے سیکورٹی کے دوسرے لوگ چونک سکتے تھے —— اس لئے وہ خاموش کھڑا تھا۔

چند لمحے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد کرنل عمر نے ایک طویل سانس لیا اور پھر وہ اچھل کر جیپ سے نیچے اتر آیا —— اس کا ہاتھ ہولسٹر میں رکھے ہوئے ریوالور کے دستے پر جما ہوا تھا۔ اُسے شاید اردگرد کے ماحول کی طرف سے تسلی ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ نیچے اتر آیا —— جیپ سے اتر کر وہ تیزی سے سڑک پر پڑے ہوئے

آدمی کی طرف بڑھا۔
اور اُسی لمحے ہارسن نے مشین گن کا رخ کرنل عمر کے سر کی پشت کی طرف کرتے ہوئے ٹریگر دبا دیا ---- ریٹ ٹیٹ کی تیز آواز کے ساتھ ہی کرنل عمر دھکا کھا کر اچھلا اور اس نے مڑنے کی کوشش کی۔ لیکن فائرنگ مسلسل جاری تھی ---- دوسرے لمحے وہ ایک دھماکے سے ہاتھ پاؤں فضا میں چلاتا ہوا سڑک پر گر گیا ---- اس کے گرتے ہی ہارسن نے فائرنگ بند کر دی۔ سڑک پر پڑا ہوا آدمی فائرنگ شروع ہوتے ہی بجلی کی سی تیز رفتاری سے سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا ---- اور پھر سڑک کے کنارے پر پہنچتے ہی وہ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس طرح وہ فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ گیا۔

کرنل عمر کے نیچے گرتے ہی درختوں کے پیچھے موجود افراد تیزی سے باہر کی طرف لپکے ---- اور ان میں سے دو کرنل عمر کو گھسیٹ کر تیزی سے سڑک سے ہٹا کر دور ذخیرے کے اندر لے گئے ---- جب کہ باقی افراد نے جیبوں سے بڑے بڑے رومال نکالے اور انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر پھیلا ہوا خون ان رومالوں میں جذب کرنے لگے ---- ان کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔ اور چند لمحوں بعد ہی سڑک پہلے کی طرح صاف ہو چکی تھی۔

"کراؤڈ ---- سیٹ سنبھالو" ---- ہارسن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور کراؤڈ جو کرنل عمر کے میک اپ اور یونی فارم میں

میں تھا سر ہلاتا ہوا درخت کے پیچھے سے نکلا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا ---- جیپ کا انجن چل رہا تھا۔ اس نے بیٹھتے ہی جیپ کو آگے بڑھایا۔ اور جیپ دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔

کراؤڈ بڑے اطمینان سے بیٹھا جیپ چلا رہا تھا۔ اس کے ذہن میں کرنل عمر کی تمام عادات۔ انداز گفتگو۔ چلنے کا انداز۔ اور اسی قسم کی تمام تفصیلات محفوظ تھیں ---- اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ کرنل عمر کے مین پاور ہاؤس میں ساتھی کون کون سے ہیں اور کرنل عمر ان سے کیسے پیش آتا ہے۔

تھوڑی دیر بعد مین پاور ہاؤس کی کمپاؤنڈ وال نظر آنے لگ گئی۔ وہاں فوج کے دستے بڑی مستعدی سے پہرہ دے رہے تھے ---- سڑک پاور ہاؤس کے مین گیٹ تک چلی گئی تھی۔ جہاں فوج کے ساتھ ساتھ سیکورٹی والوں کا پہرہ تھا۔ کراؤڈ کی جیپ جیسے ہی گیٹ پر پہنچی۔ اس نے جیپ کو ایک سائیڈ میں روکا اور اچھل کر نیچے آ گیا ---- سیکورٹی کے افسران اور فوجی دستے نے اُسے سیلوٹ کیا۔ وہ سر ہلاتا ہوا سائیڈ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ سائیڈ کیبن میں موجود فوجی افسر جو کیپٹن رینک کا تھا اُسے دیکھتے ہی اٹھ کھڑا ہوا ---- اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور پھر سامنے پڑا ہوا ایک رجسٹر کھول کر اُسے کراؤڈ کے سامنے کر دیا ---- کراؤڈ نے بڑے اطمینان سے سائیڈ میں رکھے ہوئے قلم دان سے ایک قلم کھینچا اور رجسٹر میں بھرے ہوئے خانوں کے آخر ملی خالی خانے کے آخر میں دستخط کر دیئے۔ اس

نے کرنل عمر کے دستخطوں پر بڑی محنت کی ہوئی تھی۔ اس لئے اُسے اطمینان تھا کہ ان میں رتی بھر بھی فرق نہیں آئے گا۔

"سب او۔ کے ہے ـــــ یا کوئی گڑبڑ ـــــ کوئی مشکوک آدمی"

کراؤڈ نے دستخط کر کے قلم بجائے واپس قلم دان میں رکھنے کے میز پر رکھتے ہوئے کیپٹن سے پوچھا ـــــ یہ بھی کرنل عمر کی مخصوص عادت تھی کہ وہ اپنے قلم کی بجائے قلم دان سے قلم لے کر دستخط کرتا تھا ـــــ اور پھر اُسے قلم دان میں رکھنے کی بجائے میز پر ہی چھوڑ دیتا تھا۔

"نو سر آل ـــــ او کے ہے ـــــ" کیپٹن نے مستعد لہجے میں جواب دیا۔ اور کراؤڈ سر ملاتا ہوا واپس مڑا۔ اور اپنی جیپ کی طرف بڑھتا گیا ـــــ اس کے جیپ میں بیٹھتے ہی گیٹ کھول دیا گیا۔ اور کراؤڈ جیپ دوڑاتا ہوا گیٹ کراس کر گیا۔

گیٹ سے ذرا آگے جا کر ایک اور چیکنگ پوسٹ تھی۔ جہاں صرف سیکورٹی کے افراد موجود تھے ـــــ یہ سب کرنل عمر کے ماتحت تھے۔ ساتھ ہی ایک بڑا سا شیڈ بنا ہوا تھا جس میں ایک لمبی میز پڑی تھی۔ جس پر پاور ہاؤس میں آنے والے سامان کو کرنل عمر چیک کرتا تھا۔ اور اس کے ساتھی آنے جانے والوں کی جامہ تلاشی لیتے تھے ـــــ چوں کہ شفٹ تبدیل ہونے کا وقت قریب تھا اس لئے کراؤڈ شیڈ کے ساتھ بنے ہوئے اپنے مخصوص دفتر میں جا کر کرسی پر بیٹھ گیا ـــــ اس کے نائب نے مختلف کاغذات اس کے سامنے رکھے اور کراؤڈ کرنل عمر کے

سے انداز میں کاغذات کو چیک کر کے ان پر دستخط کرتا رہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سائرن بجنے کی آواز سنائی دی۔ یہ شفٹ کی تبدیلی کا سائرن تھا ـــــ اور سائرن کی آواز سنتے ہی کراؤڈ تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور تیزی سے باہر آ گیا ـــــ سیکورٹی افسران بھی اب شیڈ میں اکٹھے ہو چکے تھے ـــــ یہ شیڈ باہر سے آنے والوں کی چیکنگ کے لئے تھا۔ باہر جانے والوں کے لئے دوسری طرف علیحدہ شیڈ تھا۔ جہاں کرنل عمر کا اسسٹنٹ اس کی جگہ کام کرتا تھا ـــــ کرنل عمر چوں کہ آنے والوں کی طرف سے زیادہ ہوشیار رہتا تھا کہ وہ کوئی ایسی چیز اندر لے جانے میں کامیاب نہ ہو سکیں جو پاور ہاؤس کے لئے خطرناک ثابت ہو سکے ـــــ اس لئے اندر جانے والوں کی نگرانی وہ خود کرتا تھا اور انتہائی سختی سے چیکنگ کرتا تھا۔

کراؤڈ کرنل عمر کی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ آنے والے اب اندر آ کر اس شیڈ میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ ان کا سامان وغیرہ میز پر رکھ دیا گیا تھا ـــــ کراؤڈ ایک ایک بیگ کو خود کھولتا۔ اُسے چیک کرتا اور پھر اس پر چاک سے اپنے دستخط کر دیتا۔ ان کے دستخطوں کے بغیر کوئی سامان اندر نہ جا سکتا تھا۔

کراؤڈ سامان چیک کر کے آگے بڑھاتا گیا جب کہ اس کے ساتھی جامہ تلاشی لے لے کر آنے والوں کو آگے بڑھاتے جا رہے تھے ـــــ اور چند لمحوں بعد چیف انجینئر آگے بڑھا۔ اس نے اپنا بیگ ہاتھ میں ہی پکڑا ہوا تھا۔ کراؤڈ نے چونک کر

اس کی طرف دیکھا اور چیف انجینئر مسکرا دیا۔ کراوڈ نے سر ہلایا اور چیف انجینئر نے بیگ اس کے سامنے رکھ دیا — یہ ایک خاصا بڑا بریف کیس تھا۔ کراوڈ نے اس کے اوپر لگی ہوئی زپ کو ایک جھٹکے سے کھولا تو چیف انجینئر کا رنگ یک لخت زرد پڑ گیا — کراوڈ نے زپ کھولنے کے ساتھ ہی اُسی تیز رفتاری سے اُسے بند کیا اور پھر چاک سے بیگ پر اپنے دستخط کر دیئے — چیف انجینئر کا زرد پڑتا ہوا رنگ تیزی سے بحال ہو گیا۔ اس نے جلدی سے بیگ اٹھایا اور اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا اندرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

کراوڈ اسی طرح دوسرے سامان کی مکمل چیکنگ میں مصروف رہا۔ اور تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ فارغ ہوا — آنے والے تمام افراد اندر جا چکے تھے۔

"یہ ڈیوٹی بے حد سخت ہے۔ نجانے یہ ہنگامی حالات کب ختم ہوں گے" — کراوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیا — کراوڈ دراصل اپنی بیماری کے لئے ابھی سے حالات کو سازگار کر لینا چاہتا تھا۔

وہ دفتر میں آ کر بیٹھ گیا۔ اور چند لمحے سانس لینے کے بعد وہ معمول کے مطابق اٹھا اور اپنے اسسٹنٹ اور ڈرائیور کو ساتھ لے کر جیپ میں سوار ہو کر پاور ہاؤس کے جنرل راؤنڈ پر نکل کھڑا ہوا — یہ اس کا معمول تھا۔ تقریباً تمام شعبوں کا اندرونی راؤنڈ مکمل کرنے کے بعد وہ واپس اپنے دفتر پہنچ گیا۔

اور پھر دفتر کے ساتھ بنے ہوئے ریسٹ روم میں جا کر آرام کرسی پر لیٹ کر اس نے ٹانگیں پھیلا لیں — اردلی نے چائے کا کپ لا کر ساتھ والی میز پر رکھ دیا۔ اور کراوڈ چائے پینے اور اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گیا — چائے ختم کرنے کے بعد اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبار اپنی آنکھوں پر رکھا اور پھر آرام کرنے کے لئے اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ کرنل عمر چونکہ اسی طرح کرتا تھا اس لئے کراوڈ بھی پوری طرح اس کی پیروی کر رہا تھا — ویسے وہ دل ہی دل میں دعا کر رہا تھا کہ چیف انجینئر کے روپ میں میتھو ایف۔ ڈی کو صحیح طریقے سے مین ٹرانسفارمر میں نصب کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ تاکہ اس کی جان اس سخت ترین ڈیوٹی سے آج ہی چھوٹ جائے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ نجانے کرنل عمر کس طرح اس قدر سخت ڈیوٹی کو روزانہ نبھاتا تھا — شاید فوج کی سخت ترین ٹریننگ نے اُسے اس قابل بنا دیا تھا۔ ورنہ کراوڈ تو ایک ہی بار میں خاصا تھک گیا تھا۔

بہرحال وقت گزرتا رہا اور پھر صبح کاذب سے ذرا پہلے کراوڈ اٹھا اور واپس دفتر میں آ کر بیٹھ گیا — ساری رات اس نے اُسی آرام کرسی پر ہی لیٹے لیٹے گزار دی تھی۔ چونکہ وہ ذہنی اور اعصابی تناؤ کی وجہ سے سو نہ سکا تھا — اس لئے اس کی آنکھوں میں ہلکی سی سرخی تیر آئی تھی۔ اور چہرے پر بھی تھکن کے آثار نمایاں تھے۔

اب جانے والوں کی شفٹ کو اس نے بھگتانا تھا۔ کیوں کہ کرنل عمر کا طریقہ کار یہی تھا کہ ایک شفٹ وہ جانے والوں کی اور ایک شفٹ آنے والوں کی خود چیک کرتا تھا ——— اسی لئے ہارسن نے اس کا پاور ہاؤس میں پہنچنے کا ایسا وقت مقرر کیا تھا کہ وہ چیف انجینئر کے اندر جاتے وقت بھی اُسے خود چیک کرے اور اس کے باہر جاتے وقت بھی وہی چیک کرے۔

تھوڑی دیر بعد سائرن بجا اور کراوڈ اٹھ کر باہر شیڈ میں آگیا ——— اب فیکٹری کے اندر سے لوگ نکل نکل کر اس شیڈ میں جمع ہو رہے تھے۔ کراوڈ ان کی تلاشی میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد چیف انجینئر وہی بیگ اٹھائے اس کے پاس پہنچ گیا ——— کراوڈ نے چونک کر اُسے دیکھا اور چیف انجینئر نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔ کراوڈ نے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔

"اوکے" ——— چیف انجینئر نے آہستہ سے کہا۔ اور کراوڈ نے اطمینان سے سر ہلاتے ہوئے اُسے باہر جانے کا اشارہ کر دیا ——— اس کی آنکھیں مسرت سے چمکنے لگی تھیں۔ ان کا اہم ترین مشن کامیاب ہو گیا تھا۔ اب صرف یہاں سے نکلنا باقی رہ گیا تھا۔

چیکنگ سے فارغ ہو کر کراوڈ جب اپنے دفتر جانے لگا تو اچانک لڑکھڑا سا گیا ——— اور پھر وہ دل پہ ہاتھ رکھ کر قدرے جھکا۔

"کیا ہوا سر ——— کیا ہوا" ——— اس کے ایک اسسٹنٹ نے جلدی سے اُسے سنبھال لیا۔

"پانی لاؤ ——— جلدی ——— میرا دم گھٹ رہا ہے" کراوڈ نے پھنسے پھنسے لہجے میں کہا۔

اور دوسرا اسسٹنٹ دوڑتا ہوا دفتر میں گیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی اس نے پانی کا گلاس لا کر کراوڈ کے ہاتھ میں دے دیا ——— سیکورٹی کے تمام افسران اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر تشویش کے آثار تھے۔

کراوڈ نے پانی پیا اور پھر گلاس واپس کر دیا۔

"جمیل" ——— کراوڈ نے اپنے چیف اسسٹنٹ سے مخاطب ہو کر آہستہ سے کہا۔

"یس سر" ——— چیف اسسٹنٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"میں ڈاکٹر سریش کے پاس جا رہا ہوں تاکہ اچھی طرح چیکنگ ہو سکے ——— تم میرے پیچھے کام سنبھال لینا" ——— کراوڈ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں سر ——— آپ اچھی طرح چیک کرائیں اور ریسٹ کریں۔ کام صحیح طور پر ہوتا رہے گا" ——— چیف اسسٹنٹ نے کہا۔

"ہنگامی حالات میں چھٹی بھی تو نہیں ملتی" ——— کراوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر ___ صحت سے اوپر کوئی چیز نہیں ۔ آپ کچھ روز ویسے ریسٹ کر لیں ۔ یہاں کون سی آپ کی چیکنگ ہو رہی ہے ۔ جب آپ پوری طرح فٹ ہو جائیں تو آجائیں" ___ چیف اسسٹنٹ نے کہا ۔ اور کراوڈ سر ہلاتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا ۔

"ڈرائیور کو بلاؤں سر" ___ چیف اسسٹنٹ نے کہا ۔

"نہیں ___ میں خود جاؤں گا" ___ کراوڈ نے کہا ۔ اور جیپ میں بیٹھ کر اس نے اپنے عملے کو الوداعی ہاتھ ملایا ۔ اور جیپ موڑ کر تیزی سے آوٹ گیٹ کی طرف بڑھ گیا ۔ آوٹ گیٹ پر جیپ روک کر اس نے ڈیوٹی پر موجود کیپٹن کو بلایا ۔ خود جیپ میں ہی بیٹھا رہا تھا ۔

"یس سر" ___ کیپٹن نے قریب آکر فوجی انداز میں سیلوٹ کرتے ہوئے کہا ۔

"میری طبیعت کچھ گڑبڑ سی ہو رہی ہے ۔ میں ڈاکٹر کے پاس جا رہا ہوں ۔ تم ہوشیار رہنا" ___ کراوڈ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"یس سر ___ بے فکر رہیں سر" ___ کیپٹن نے جواب دیا اور کراوڈ نے سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی ۔ آوٹ گیٹ کراس کر کے سڑک پر پہنچتے ہی اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا ۔

شہر پہنچ کر اس نے جیپ ایک تنگ سی گلی میں موڑی اور اُسے روک کر وہ تیزی سے نیچے اترا اور اس نے ایک مکان کے دروازے پر دستک دی ___ دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا ۔ دروازہ کھولنے والا ہارسن خود تھا ۔

"آؤ ___ سب او ۔ کے ہے ناں" ___ ہارسن نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا ۔

"یس سر" ___ کراوڈ نے کہا اور پھر دروازے کے اندر داخل ہو گیا ۔ ہارسن نے دروازہ بند کر دیا اور اس کے ساتھ آگیا ۔ یہ ایک بڑی عمارت کا عقبی حصہ تھا ___ اس عمارت کے سامنے کے رخ ایک کمرشل سنٹر بنا ہوا تھا ۔ جب کہ عقبی حصے میں ایک بڑا رہائشی یونٹ تھا ۔

"میتھو بھی پہنچ گیا ہے ۔ اس نے بھی او ۔ کے رپورٹ دی ہے ۔ چیف باس بھی آئے ہوئے ہیں" ___ ہارسن نے کراوڈ سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"چیف باس ___ اور یہاں ہمارے ہیڈ کوارٹر میں" ___ کراوڈ نے جو ہارسن کا نمبر ٹو اور اس کا دست راست تھا چونکتے ہوئے کہا ۔

"ہاں ___ نئے ہیڈ کوارٹر پر فوج نے ریڈ کر دیا ۔ یہ تو شکر ہے کہ چیف باس اور ان کا گروپ اس وقت ہیڈ کوارٹر سے باہر تھا" ___ ہارسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

"فوج نے ریڈ کر دیا ___ کیا مطلب باس ۔ فوج نے کیسے

ریڈ کر دیا۔" ——— کراؤڈ نے حیرت سے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اس بات پر تو سب حیران ہیں کہ آخر حکومت کو اس ہیڈ کوارٹر کا کیسے پتہ چلا ——— اس ہیڈ کوارٹر کا تو ریڈ آرمی تک کو علم نہ تھا۔" ——— ہارسن نے جواب دیا۔ اور پھر وہ اُسے لئے ہوئے ایک بڑے کمرے میں داخل ہو گیا۔

اس کمرے میں ایک بڑی میز کے پیچھے چیف باس کرنل چارلس موجود تھا۔ اس کا چہرہ ستا ہوا اور قدرے پژمردہ سا نظر آتا تھا۔

"کیا رپورٹ ہے" ——— کرنل چارلس نے ہارسن کے ساتھ ایک فوجی کو دیکھتے ہی چونک کر کہا۔ چوں کہ ہارسن اُسے پہلے ہی بریف کر چکا تھا کہ کرنل عمر کی جگہ کراؤڈ کو بھیجا گیا ہے۔ اور وہ واپسی میں یہیں آکر رپورٹ دے گا ——— اس لئے کرنل چارلس زیادہ پریشان نہ ہوا۔

"باس ——— سب کام او۔ کے ہے۔ اب مین پاور ہاؤس ہمارے قبضے میں ہے۔ ہم جب چاہیں اور جس وقت چاہیں اُسے یہیں بیٹھے بیٹھے مکمل طور پر تباہ کر سکتے ہیں" ——— ہارسن نے مسکراتے ہوئے اور فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"گڈ ——— کافی دنوں کے بعد یہ پہلی اچھی خبر سنی ہے۔ لیکن ابھی آرنلڈ کی طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی۔ حالاں کہ ہمارا خیال تھا کہ آئل ڈپو والا مشن پاور ہاؤس کے مشن سے پہلے ہٹ ہو جائے

گا" ——— کرنل چارلس نے کہا۔

"باس ——— آپ کے آنے سے پہلے آرنلڈ نے کال کی تھی۔ وہ آئل ڈپو کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ لیکن ابھی وہ اُسے ہٹ کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے ——— ان کا خیال ہے کہ آج رات وہ اسے ہٹ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے" ——— ہارسن نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا ——— پھر ایسا ہے کہ ابھی ہم ایف۔ ڈی کی طرف سے یہ اعلانات کروا دیتے ہیں کہ اگر حکومت فوری طور پر مستعفی نہ ہوئی تو پہلے ایک بڑا دھماکہ بطور نمونہ کیا جائے گا ——— اور اس کے بعد مین پاور ہاؤس تباہ کر دیا جائے گا۔ اس طرح حکومت اور عوام کی خوش فہمی بھی دور ہو جائے گی کہ انہوں نے ایف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مار کر اس کا خاتمہ کر دیا ہے ——— تم نے ابھی صدر مملکت کی تقریر سنی ہے۔ انہوں نے کس طرح فخریہ انداز میں اس بات کا اعلان کیا ہے" ——— کرنل چارلس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ ضروری ہے باس ——— صدر مملکت نے تو کھل کر اسرائیل اور کافرستان کا بھی نام لے دیا ہے۔ اور یہ اعلان کیا ہے کہ ان کے قبضے میں ایسے ثبوت موجود ہیں جنہیں وہ بین الاقوامی مبصروں کے سامنے پیش کر دیں گے" ——— ہارسن نے جواب دیا۔

"ہاں ایک فائل ایسی ہے۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ہیڈ کوارٹر پر حکومت اس طرح ریڈ کر دے گی ——— بہرحال اب جوابی کارروائی

انتہائی ضروری ہے۔ اسرائیل اور کافرستان نے تو بہرحال سرکاری سطح پر اس کی تردید کر دینی ہے۔ اور اس فائل کو خود ساختہ اور جعلی قرار دے دینا ہے ـــــ لیکن ظاہر ہے صدر بھاشانہ کی اس تقریر نے ہمارے ملک کے اعلیٰ حکام میں کھلبلی مچا دی ہو گی۔ سپر لانگ رینج ٹرانسمیٹر بھی حکومت کے قبضہ میں چلا گیا ہے۔ ورنہ اب تک ہماری جواب طلبی بڑے سخت انداز میں ہو چکی ہوتی۔ بہرحال میں نے تو انہیں کسی نہ کسی طرح رپورٹ دینی ہے ـــــ لیکن میں چاہتا ہوں کہ رپورٹ دیتے وقت ہماری پوزیشن اس وقت سے زیادہ مضبوط ہو" ـــــ کرنل چارلس نے کہا۔

"یس باس ـــــ یہ درست ہے" ـــــ ہارسن نے جواب دیا۔

"ٹرانسمیٹر پر آرنلڈ کو کال کرو۔ اور مجھ سے بات کراؤ تاکہ اس سے حتمی پروگرام بنا کر میں اعلان نشر کرا دوں" ـــــ کرنل چارلس نے کہا۔

"نشر ـــــ کیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اعلان کرنا ہے" ـــــ ہارسن نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ میں سی۔ ایف کو استعمال کروں گا" ـــــ کرنل چارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ـــــ کمیونیکیشن فریزر یعنی سی۔ ایف کے ساتھ یہ آسانی سے ہو جائے گا۔ لیکن باس ـــــ سی۔ ایف یہاں کیسے آئے گا" ـــــ ہارسن نے کہا۔

"تمہارے پاس ٹی۔ ایف وائرلیس آپریٹنگ مشین موجود ہے نا جس سے تم پاور ہاؤس میں نصب ٹی۔ ایف کو تباہ کر دو گے" ـــــ کرنل چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس ـــــ وہ یہاں موجود ہے" ـــــ ہارسن نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اس میں سی۔ ایف سسٹم بھی موجود ہے۔ تم آرنلڈ کو کال کرو" کرنل چارلس نے کہا۔

اور ہارسن سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ کراؤڈ بھی اس کے پیچھے ہی چلا گیا ـــــ ظاہر ہے اب اس نے اپنا میک اپ صاف کرنا تھا۔

"باس ـــــ اصل کرنل عمر کا کیا کیا۔ اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کرنل عمر کی اس طرح اچانک گمشدگی سے وہ لوگ مشکوک نہ ہو جائیں" ـــــ کراؤڈ نے باہر آتے ہوئے ہارسن سے پوچھا۔

"کرنل عمر کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا گیا ہے۔ اور تم فکر نہ کرو۔ اب چاہے وہ الٹے ہی کیوں نہ کھڑے ہو جائیں۔ وہ ایف۔ ڈی کو چیک نہ کر سکیں گے ـــــ اسے میں نے ایسی جگہ فٹ کر دیا ہے جہاں کا خیال کسی کو آ ہی نہیں سکتا۔ اور اگر آ بھی جائے تو پھر انہیں پاور ہاؤس کی مین مشینری کو بند کرنا پڑے گا ـــــ اور اس ایف۔ ڈی میں ایسا سسٹم موجود ہے کہ جیسے ہی مین مشین کا درمیان گھومتا ہوا پنکھا جس میں ایف۔ ڈی کو نصب کیا گیا ہے بند ہو گا ایف۔ ڈی خود بخود پھٹ جائے گی ـــــ اور اس کے ساتھ ہی پورے پاور ہاؤس کی تباہی یقینی ہو جائے گی" ـــــ ہارسن نے

آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

اور کراؤڈ سر ہلاتا ہوا باتھ روم کی طرف مڑ گیا۔ ہارسن نے اپنے کمرے سے وائرلیس ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اُسے لا کر چیف باس کے سامنے رکھا ۔۔۔۔ اور اس پر آرنلڈ کی مخصوص فریکوئنسی سیٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز گونجنے لگی۔

"ہیلو ہیلو ۔۔۔۔ ہارسن کالنگ آرنلڈ اوور" ۔۔۔۔ ہارسن نے بار بار بٹن دبا کر فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ۔۔۔۔ آرنلڈ اٹنڈنگ اوور" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی آرنلڈ کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"آرنلڈ ۔۔۔۔ چیف باس سے بات کرو اوور" ۔۔۔۔ ہارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر کا رخ بدل کر اُسے کرنل چارلس کی طرف کھسکا دیا۔

"آرنلڈ ۔۔۔۔ کیا پوزیشن ہے اوور" ۔۔۔۔ کرنل چارلس نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ ہم آئل ڈپو کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ انتظامات تیزی سے جاری ہیں۔ ہم آج رات اس ڈپو کو تباہ کرنے میں یقیناً کامیاب ہو جائیں گے اوور" ۔۔۔۔ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"لیکن یہ کام تو گذشتہ رات کو مکمل ہو جانا چاہیئے تھا۔ پھر اس میں دیر کیوں ہوئی اوور" ۔۔۔۔ چیف باس نے قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس ۔۔۔۔ گذشتہ رات ہم نے آگے بڑھنے کی کوشش کی تھی لیکن عین وقت پر ہمیں ان کے ایک ایسے خفیہ حفاظتی نظام کا پتہ چل گیا جس کا علم پہلے نہ تھا ۔۔۔۔ اس نظام کو بے کار کیئے بغیر آئل ڈپو تباہ نہ ہو سکتا تھا۔ بلکہ ہم سب مارے جاتے۔ اس لیئے میں نے پروگرام آئندہ رات تک ملتوی کر دیا ۔۔۔۔ آج ہم اس نظام کو ختم کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اور پھر رات کو آئل ڈپو تباہ ہو جائے گا اوور" ۔۔۔۔ آرنلڈ نے وضاحت کرتے ہوئے جواب دیا۔

"دیکھو ہارسن نے مین پاور ہاؤس میں الیف۔ ڈی نصب کرنے میں کامیابی حاصل کر لی ہے ۔۔۔۔ اور اُسے جس وقت بھی ہم چاہیں تباہ کر سکتے ہیں۔ لیکن میں نے اس کی تباہی کو آئل ڈپو کی تباہی کے بعد عمل میں لانا ہے ۔۔۔۔ میں الیف۔ ڈی کی طرف سے اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ اگر حکومت نے ہمارے مطالبات نہ مانے تو ہم پاور ہاؤس کو تباہ کر کے بھاشانہ کو سو سال پیچھے دھکیل دیں گے۔ اس کے لئے میں چوبیس گھنٹوں کی مہلت دوں گا ۔۔۔۔ اور نمونے کے طور پر میں یہ اعلان کر دوں گا کہ الیف۔ ڈی ایک زبردست دھماکہ کرے گی تاکہ بھاشانہ کے عوام اور حکومت کو یہ یقین ہو سکے کہ الیف۔ ڈی جو چاہے کر سکتی ہے ۔۔۔۔ اور ظاہر ہے وہ دھماکہ اس آئل ڈپو کا ہی ہوگا۔ لیکن میرے اعلان کے بعد اگر یہ دھماکہ نہ ہو سکا تو پھر الیف۔ ڈی کی پوزیشن پہلے سے بھی کمزور ہو جائے گی۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ اب یہ دھماکہ بے حد ضروری ہو گیا ہے۔ کیوں کہ

ہمارے نمبر ٹو ہیڈ کوارٹر پر فوج نے چھاپہ مارا ہے۔ ہمارے چار آدمی بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں ۔۔۔۔ اور ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام سامان پر بھی قبضہ کر لیا گیا ہے اوور ۔۔۔۔ کرنل چارلس نے کہا۔

"اوہ ۔۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فوج کو ہمارے ہیڈ کوارٹر کا علم کیسے ہو گیا اوور" ۔۔۔۔ آرنلڈ کی حیرت سے پُر آواز سنائی دی۔

"یہ تو فوج کو ہی علم ہو گا کہ وہ کیسے وہاں تک آن پہنچے۔ بہر حال اب نیا ہیڈ کوارٹر نمبر تھری بنا دیا گیا ہے ۔۔۔۔ ایسی صورت حال کے بعد الیف۔ ڈی کے لئے یہ دھماکہ ناگزیر صورت اختیار کر گیا ہے۔ اسے ہر حالت میں پروگرام کے مطابق ہونا چاہئے اوور" ۔۔۔۔ کرنل چارلس نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ۔۔۔ آئل ڈپو آج رات لازماً تباہ ہو جائے گا۔ آپ اعتماد سے اس کا اعلان کر دیں اوور" ۔۔۔۔ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"گڈ ۔۔۔ میں صحیح خوش خبری سننا چاہتا ہوں۔ اوور اینڈ آل" کرنل چارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"آرنلڈ لازماً کامیاب ہو گا باس ۔۔۔ وہ اس قسم کے کاموں کا ماہر ہے" ۔۔۔۔ ہارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ آؤ اب آپریشن روم میں چل کر میں سی۔ الیف پر اپنا اعلان نشر کر دوں۔ تاکہ پورے بھاشانہ میں بھونچال آ جائے"

کرنل چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔ اب اس کے چہرے پر مایوسی اور پژمردگی کی بجائے اعتماد اور کامیابی کی چمک تھی۔

اس بڑے کمرے سے نکل کر وہ دونوں ایک راہ داری سے ہوتے ہوئے اس کے اختتام پر موجود سیڑھیاں اتر کر ایک بڑے تہہ خانے میں پہنچ گئے ۔۔۔ اس تہہ خانے کی ایک دیوار کے ساتھ ایک کافی بڑی مشین کھڑی ہوئی تھی۔

"اسے آن کر دو" ۔۔۔ کرنل چارلس نے مشین کے سامنے سٹول پر بیٹھتے ہوئے ہارسن سے کہا۔

اور ہارسن نے سائیڈ میں لگا ہوا الیکٹرک سوئچ آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی مشین میں زندگی کی لہر سی دوڑ گئی ۔۔۔ یہ مشین اسرائیلی سائنس دانوں کی جدید ترین ایجاد تھی۔ یہ بیک وقت بہت سے کام کرتی تھی ۔۔۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر کے علاوہ الیف۔ ٹی آپریٹنگ اور سی۔ الیف آپریٹنگ بھی اس سے ہو سکتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ کسی دور دراز کے ٹارگٹ کو بھی اس میں فوکس کیا جا سکتا تھا ۔۔۔ اسی طرح کے اور بے شمار کام اس مشین سے لئے جا سکتے تھے۔ الیف۔ ڈی یہ مشین اپنے ہمراہ لائی تھی۔ اور شروع سے ہی اسے ہیڈ کوارٹر نمبر تھری میں ہی نصب کیا گیا تھا۔ اس کے یہاں نصب کرنے کی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ جگہ دار الحکومت کا سنٹر تھا۔ اور یہاں سے اس مشین کو آپریٹ کیا جاتا تو شہر میں پیدا ہونے والی آوازوں کی کثرت سے اسے کسی بھی طرح چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔

کرنل چارلس نے اس کے مختلف بٹن دبائے اور پھر ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا ـــــ درمیان میں لگے ہوئے مختلف ڈائلوں کی سوئیاں اس ناب کو گھماتے ہی حرکت میں آ گئیں۔ کرنل چارلس کی نظریں ان ڈائلوں پر جمی ہوئی تھیں ـــــ اور وہ بڑی احتیاط سے ناب کو گھما رہا تھا۔ جب تمام سوئیاں مخصوص مقام پر پہنچیں تو مشین کے شمالی سمت لگا ہوا ایک بڑا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور اس کے نیچے موجود بڑا سا ڈائل روشن ہو گیا ـــــ جس میں دو مختلف رنگوں کی سوئیاں موجود تھیں جو مخالف سمتوں میں تھیں۔ بلب کے روشن ہوتے ہی دونوں سوئیاں ایک دوسرے کی طرف بڑھنے لگیں ـــــ جب دونوں سوئیاں عین درمیان میں آ کر ایک دوسرے سے ملیں تو جلتا بجھتا بلب مسلسل جلنے لگا۔ اور کرنل چارلس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا ـــــ سی۔الیف آپریشن اب پوری طرح تیار تھا۔ صرف ایک بٹن دبانے ہی پورے ملک کے ریڈیو اسٹیشنوں اور ٹیلی ویژن سنٹروں کی نشریات یک لخت جام ہو جاتیں اور پھر مائیک پر جو کچھ بھی کرنل چارلس کہتا وہ ملک کے ہر ریڈیو سیٹ اور ٹی۔وی سیٹ سے واضح طور پر سنا جاتا ـــــ اور حکومت اُسے روک نہ سکتی تھی اور نہ ہی اس بات کو چیک کیا جا سکتا تھا کہ یہ نشر کہاں سے ہو رہا ہے ـــــ کیونکہ شہر میں پیدا ہونے والی لاتعداد آوازیں چیکنگ کا راستہ روک دیتیں۔

ہارسن ساتھ ہی خاموش کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کرنل چارلس نے مشین کا ایک خانہ کھولا اور اس کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی بٹن

آن کیا تو مشین کے درمیان میں لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر ٹیلی ویژن کی نشریات دکھائی دینے لگیں ـــــ اس وقت ٹیلی ویژن پر خبرنامہ جاری تھا۔ اور خبریں الیف۔ڈی کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ اور وہاں سے ملنے والے کاغذات کی تفصیل پر مبنی تھی۔ کرنل چارلس اور ہارسن دونوں ہی چونک کر اُسے دیکھنے لگے ـــــ ہیڈ کوارٹر کے اندر کی فلم سکرین پر دکھائی جانے لگی اور اس کے ممبر افراد کو بھی دکھایا گیا جو ہیڈ کوارٹر سے گرفتار ہوئے تھے۔ کرنل چارلس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

اُسی لمحے نیوز ریڈر نے ایک اور خبر سنائی کہ الیف۔ڈی کا ایک اہم رکن میجر نتارا ابھی مقامی سیکرٹ سروس کے ساتھ مقابلے میں مارا گیا ہے ـــــ اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر میجر نتارا کی لاش بھی دکھائی جانے لگی۔ کرنل چارلس یہ خبر سنتے ہی بُری طرح اچھلا۔

"اوہ تو میجر نتارا ابھی مارا جا چکا ہے" ـــــ کرنل چارلس نے فیصلے انداز میں کہا۔

"باس ـــــ یہ مقامی سیکرٹ سروس تو اس قابل نہیں کہ میجر نتارا جیسے آدمی کا مقابلہ کر سکے پھر یہ کیسے ہو گیا" ہارسن نے کہا۔

"یہ میجر نتارا اور اس کے گروپ کا خاتمہ الیف۔ڈی کے لئے بہت بڑا نقصان ہے ـــــ اور میں میجر نتارا کی موت کا بھاشانہ سے ایسا انتقام لوں گا کہ اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا کر

رکھ دوں گا"۔۔۔۔۔ کرنل چارلس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہارسن کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر ایک ہینڈل کو جھٹکے سے نیچے کر دیا۔۔۔۔۔ ہینڈل کے نیچے ہوتے ہی مشین میں گونج سی پیدا ہوئی اور ٹیلی ویژن سکرین پر نیوز ریڈر کی تصویر غائب ہو گئی۔

"سنو۔۔۔۔۔ بھاشانہ کے لوگو غور سے سنو۔۔۔۔۔ میں فیس آف ڈیتھ جسے آپ سب الیف۔ڈی کے نام سے جانتے ہیں کا چیف باس آپ سے مخاطب ہوں۔۔۔۔۔ حکومت نے ابھی ابھی جو کچھ آپ کو ٹیلی ویژن سکرین پر دکھایا ہے یہ سب جعل سازی اور فراڈ ہے۔۔۔۔۔ الیف۔ڈی کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ الیف۔ڈی چاہے تو اس ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا سکتی ہے۔ اب تک الیف۔ڈی اس لئے نرم اقدامات کرتی رہی ہے کہ ہمیں بھاشانہ کے عوام سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔۔۔۔۔ بھاشانہ کے جیالے عوام ہمارے لئے باعث فخر ہیں۔ کیونکہ الیف۔ڈی بھی بھاشانہ کی ہی ایک محب وطن تنظیم ہے۔۔۔۔۔ الیف۔ڈی کوئی غیر ملکی تنظیم نہیں ہے جیسا کہ حکومت نے اسے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تنظیم بھاشانہ کے محب وطن افراد نے بھاشانہ کو غیر ملکی تسلط سے بچانے کے لئے قائم کی ہے۔۔۔۔۔ موجودہ حکومت بھاشانہ کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ یہ پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن کر کے بھاشانہ کو دوبارہ پاکیشیا کا غلام بنانا چاہتی ہے۔ یہ حکومت پاکیشیا کی ایجنٹ ہے۔۔۔۔۔ اور اس کے مفادات کے لئے

یہاں کام کر رہی ہے۔ یہ حکومت بھاشانہ کے ساتھ غداری کر رہی ہے۔ اس لئے الیف۔ڈی نے اس حکومت کا مقابلہ کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔

"سنو بھاشانہ کے جیالے عوام۔۔۔۔۔ میری بات غور سے سنو۔۔۔۔۔ میں حکومت کو چیلنج کر رہا ہوں کہ اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر بھاشانہ کی حکومت نے پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن کے منصوبے کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا باقاعدہ سرکاری اعلان نہ کیا اور موجودہ وزیر خارجہ سر واجد حسین جو کہ پاکیشیا کا خاص ایجنٹ ہے کو اس کے عہدے سے معزول کرنے کا اعلان نہ کیا تو پھر بھاشانہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی۔ پہلے اقدام کے طور پر بھاشانہ کا مین پاور ہاؤس دھماکے سے اڑا دیا جائے گا۔۔۔۔۔ الیف۔ڈی نے ایسے انتظامات کر لئے ہیں۔ کہ جب بھی الیف۔ڈی چاہے یہ پاور ہاؤس صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اور آپ کو جان لینا چاہیئے کہ اس پاور ہاؤس کی تباہی کے بعد بھاشانہ کی معیشت کو زبردست دھچکا پہنچے گا اور بھاشانہ آئندہ سو سال تک معاشی طور پر سر اٹھانے کے قابل نہ ہو سکے گا۔۔۔۔۔ ہم ایسا اقدام نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ بھاشانہ کو کنفیڈریشن کی آڑ میں دوبارہ پاکیشیا کا غلام بنا دیا جائے۔۔۔۔۔ اس غلامی سے تو بہتر ہے کہ بھاشانہ کا وجود ہی ختم کر دیا جائے۔ غلامی سے موت زیادہ بہتر ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ اس بات کی یقین دہانی کے لئے کہ اگر ہماری بات نہ

مانی گئی تو چوبیس گھنٹے بعد پاور ہاؤس کو واقعی اڑا دیا جائے گا ۔ ایف رڈی نمونے کے طور پر آج رات ایک ایسا دھماکہ کرے گی ، کہ جس سے خوف ناک تباہی پھیلے گی —— انتہائی خوف ناک ، اس لئے بھاشانہ کے جیالے عوام اب یہ تمہارا فرض ہے کہ تم سڑکوں پر نکل آؤ اور حکومت کو مجبور کر دو کہ وہ پاکیشیا کی غلامی کے منصوبے سے باز آجائے —— اور پاکیشیا کے حامی وزیر خارجہ کو معزول کر دے ۔ ورنہ پھر خوف ناک اور مسلسل تباہیوں کے لئے تیار رہو ۔ یہ آخری وارننگ ہے " —— کرنل چارلس نے کہا ، اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہینڈل کو جھٹکا دے کر اوسنچ کر دیا ۔

" بہت خوب باس —— آپ نے بہت خوب صورت انداز میں بات کی ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اب حکومت ہماری مرضی پر چلنے پر مجبور ہو جائے گی " —— ہارسن نے کہا ۔

" اسے ایسا کرنا پڑے گا ۔ میں اسے مجبور کر دوں گا "

کرنل چارلس نے کہا ۔ اور مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے ۔ ہارسن نے آگے بڑھ کر ایلکٹرک سوئچ بھی آف کر دیا ۔

" میرا خیال ہے باس —— اس دوران ہمیں اس فاسٹ ڈیتھ کا کچھ کرنا چاہیئے ۔ ہیڈ کوارٹر پر فوج کے ریڈ میں بھی مجھے فاسٹ ڈیتھ کا ہی ہاتھ نظر آتا ہے " —— ہارسن نے آپریشن روم سے نکلتے ہوئے کہا ۔

" لیکن وہ سب تو اس طرح غائب ہو چکے ہیں جیسے گدھے کے

سر سے سینگ —— ان کا تو کہیں نشان تک نظر نہیں آیا "

کرنل چارلس نے کہا ۔

اور پھر وہ جیسے ہی بڑے کمرے میں پہنچے ، میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی —— اور کرنل چارلس اور ہارسن دونوں ہی چونک پڑے ۔ کرنل چارلس نے جلدی سے اس کی فریکونسی چیک کی اور دوسرے لمحے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا —— کیوں کہ دوسری فریکونسی جو اس ٹرانسمیٹر پر نظر آ رہی تھی ریڈ آرمی کی مخصوص فریکونسی تھی ۔ اس سے ظاہر تھا کہ یہ کال ریڈ آرمی کی طرف سے کی جا رہی ہے —— کرنل چارلس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا ۔

" ہیلو ہیلو —— کرنل ہمیرخ کالنگ اوور " —— بٹن آن ہوتے ہی کرنل ہمیرخ کی تیز آواز گونجی ۔

" یس —— کرنل چارلس اٹنڈنگ اوور " —— کرنل چارلس نے بٹن دباتے ہوئے کہا ۔

" کرنل چارلس —— میں نے آپ کے ہیڈ کوارٹر پر فوج کے حملے اور آپ کا نشریہ دونوں سن لئے ہیں ۔ آپ کا یہ ہیڈ کوارٹر جس پر چھاپہ مارا گیا ہے ذی شان کالونی میں تھا اوور "

کرنل ہمیرخ نے کہا ۔

" ہاں —— وہیں تھا ۔ یہ ہیڈ کوارٹر نمبر ٹو تھا ۔ کیوں اوور "

کرنل چارلس نے چونکتے ہوئے پوچھا ۔

" اوہ —— اگر مجھے پہلے اس کا علم ہوتا تو آپ کے ہیڈ کوارٹر

پرچھاپہ نہ پڑ سکتا ۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ فاسٹ ڈیتھ کا ایک آدمی کیوں ذی شان کالونی میں موٹر سائیکل پہ آیا تھا ۔ وہ یقیناً آپ کا تعاقب کرتے ہوئے آیا تھا ——— وہ صرف وہاں آکر واپس چلا گیا ۔ میں نے اس کا تعاقب کر کے فاسٹ ڈیتھ کا ہیڈ کوارٹر معلوم کر لیا ——— اور پھر اپنے گروپ کے ساتھ اس پہ ریڈ کیا ۔ ہم فاسٹ ڈیتھ کا خاتمہ کرنے کے قریب ہی تھے کہ ان کے حمایتوں کا ایک اور گروپ درمیان میں کود پڑا اور اس طرح ہمیں واپس ہونا پڑا ——— اس دوران پولیس آ گئی ۔ پولیس نے اندر تلاشی لی تو اُنہیں کچھ بھی نہ ملا ۔ وہ فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔ بہر حال میرے آدمی ان کے پیچھے ہیں ۔ ہم بہر حال انہیں تلاش کر لیں گے لیکن آپ نے یہ پاور ہاؤس والا زبردست دباؤ ڈالا ہے ۔ اب تو وہ پوری طرح ہوشیار ہو جائیں گے اوور ” ——— کرنل ہمیرخ نے کہا ۔

” وہ چاہے کچھ بھی کر لیں ۔ پاور ہاؤس کی تباہی میری انگلیوں کی ایک ضرب کی محتاج ہے ——— ویسے ہم آج رات نمونے کے طور پر ایک دھماکہ کر رہے ہیں ۔ ایسا دھماکہ کہ حکومت اپنے زخم چاٹتی رہ جائے گی اوور ” ——— کرنل چارلس نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

اُسے دراصل کرنل ہمیرخ کی اس بات کو سن کر خوشی ہوئی تھی کہ فاسٹ ڈیتھ کے ہیڈ کوارٹر پہ اس کا حملہ ناکام رہا ہے ۔ اس طرح وہ ایف ۔ ڈی کے خلاف بولنے کے قابل نہ رہا تھا ۔

” ٹھیک ہے ضرور کیجئے ——— کیا کوئی ٹرین اڑانی ہے اوور “ کرنل ہمیرخ نے ہنستے ہوئے کہا ۔

” ارے ٹرین اڑانا تو ایف ۔ ڈی کے لئے معمولی سی بات ہے ۔ ہم اس بار فوجی انداز کا دھماکہ کریں گے ——— ایک بہت بڑا آئل ڈپو ہے فوجی ۔ آج اس کی تباہی مقدر ہو چکی ہے ۔ بہر حال آپ اس فاسٹ ڈیتھ کا کچھ کریں ——— یہ لوگ اب حد سے باہر ہوتے جا رہے ہیں ۔ اور اگر آپ ان پہ قابو نہ پا سکتے ہوں تو پھر ہمیں بتلائیے ہم خود ان سے نپٹ لیں گے “ ——— کرنل چارلس نے کہا ۔

” کرنل ——— آپ ریڈ آرمی کی توہین کر رہے ہیں ۔ ریڈ آرمی کے لئے کچھ ناممکن نہیں ہے ۔ دراصل بات صرف اتنی ہے ۔ کہ یہ لوگ آپ کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں ——— اور آپ کی سرگرمیوں کا ہمیں علم نہیں ہوتا ۔ اگر ان کا ٹکراؤ براہِ راست ہم سے ہوتا تو اب تک ایک بار کیا سینکڑوں بار ان کا خاتمہ ہو چکا ہوتا اوور “ کرنل ہمیرخ نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

” ہمارے پیچھے پڑے ہونے سے آپ کا کیا مطلب ہے ۔ فاسٹ ڈیتھ کا ہم سے تو کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا اوور “ کرنل چارلس نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

” ٹکراؤ نہ ہوا ہو گا ۔ بہر حال انہوں نے آپ کا ہیڈ کوارٹر ٹریس کر لیا ۔ اور شاید انہی کی وجہ سے آپ کو اپنا مین ہیڈ کوارٹر چھوڑنا پڑا ——— بہر حال آپ بے فکر رہیں ۔ فاسٹ ڈیتھ کا جلدی ہی خاتمہ ہو جائے گا اوور اینڈ آل “ ——— کرنل ہمیرخ نے سخت

لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل چارلس نے منہ بنا کر سر جھٹکتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہونہہ۔۔۔۔۔ نجانے یہ ریڈ آرمی والے اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہیں۔ اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ فاسٹ ڈیتھ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ تو میں دیکھتا کہ کس طرح چھاپہ ناکام ہوتا ہے۔ میں ایک ایک کو چن کر ختم کر دیتا"۔۔۔۔۔ کرنل چارلس نے کہا اور ہارسن خاموش کھڑا رہا۔ اب وہ کیا کہتا کہ فاسٹ ڈیتھ والوں نے تو انہیں اس حالت میں پہنچایا ہے کہ سپیشل ایکشن گروپ ختم ہو گیا۔۔۔۔۔ کالمیج اور رابرٹ ختم ہو گئے۔ ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا۔ لیکن ظاہر ہے وہ چیف باس سے کوئی بات کر کے اس وقت اپنی شامت تو نہ بلوا سکتا تھا۔ اس لئے خاموش رہا۔

پوری ذی شان کالونی چھان مارنے کے باوجود بلیو سیڈان انہیں کہیں نظر نہ آئی۔۔۔۔۔ چوہان نے وہ جگہ بھی دکھا دی تھی جہاں اس نے موٹر سائیکل پارک کیا تھا۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے اردگرد کی کوٹھیوں کا تفصیلی جائزہ لے لیا۔۔۔۔۔ لیکن وہ سب عام سی رہائشی کوٹھیاں نظر آ رہی تھیں۔ اور ان میں بھی کہیں بلیو سیڈان جو ان کے خیال کے مطابق کرنل ہمبرخ کی تھی کسی کوٹھی میں نظر نہ آئی تھی۔

"اب ایک ہی حل ہے کہ یہاں کسی جگہ بیٹھ کر چلہ کاٹا جائے اور کوئی جن آ کر بتلائے گا کہ ریڈ آرمی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ وہ سب اس وقت ایک کیفے کے لان میں بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے۔ لان کے ایک طرف ریڈیو پر پروگرام چل رہے تھے۔ کہ

اچانک خبرنامے کا وقت ہو گیا اور ریڈیو سے خبریں نشر ہونے لگیں۔ چوں کہ ریڈیو کی آواز کو ایک مائیکرو فون سے منسلک کر دیا گیا تھا۔ اس لئے وہ یہ آواز بخوبی سن رہے تھے ـــــ خبر نامے میں ایف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپے۔ اور میجر نتارا کی مقامی سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہلاکت کی خبر بھی شامل تھی ـــــ ساتھ ہی صدرِ مملکت کی خصوصی تقریر کا اقتباس بھی نشر کیا جا رہا تھا وہ سب خاموشی سے بیٹھے یہ خبریں سن رہے تھے۔

"یہ میجر نتارا کون ہے جسے مقامی سیکرٹ سروس نے ہلاک کیا ہے" ـــــ تنویر نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"معلوم نہیں ـــــ ایف۔ ڈی کا ہی کوئی رکن ہو گا" صفدر نے جواب دیا۔

"اب اسے میجر نتارا کی بجائے میجر بے چارہ ہی کہنا چاہیئے کہ مقامی سیکرٹ سروس والے بھی اُسے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گئے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب عمران کے اس دل چسپ تبصرے پر ہنس دیئے۔

خبر نامہ جاری تھا کہ اچانک نیوز ریڈر کی آواز مدہم پڑتی گئی۔ اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اچانک ایک بھاری سی آواز ریڈیو سے گونجی ـــــ اور وہ سب یہ آواز سنتے ہی بُری طرح چونک پڑے۔ کیوں کہ بولنے والا اپنے آپ کو ایف۔ ڈی کا چیف باس کہہ رہا تھا۔ اردگرد بیٹھے ہوئے باقی لوگ بھی یہ آواز سنتے ہی بُری طرح چونک پڑے۔

ایف۔ ڈی کے چیف باس نے پوری تقریر کر ڈالی۔ اور مین پاور ہاؤس اڑانے کی دھمکی کے ساتھ ساتھ آج رات ایک اور خوف ناک دھماکہ کرنے کی بھی دھمکی دی ـــــ جب نشریہ ختم ہوا تو اناؤنسر کی آواز دوبارہ سنائی دینے کی بجائے ریڈیو پر میوزک بجنا شروع ہو گیا ـــــ اور عمران سمجھ گیا کہ ریڈیو پر اس پیغام نے کھلبلی مچا دی ہو گی۔

ایف۔ ڈی کی طرف سے یہ اس قدر خوف ناک دھمکی دی تھی۔ کیفے میں بیٹھے ہوئے لوگ فوراً ہی حکومت کے خلاف اور خاص طور پر پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن کے خلاف تیز تیز باتیں کرنے لگے ـــــ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ خوف کی وجہ سے اٹھ کر وہاں سے جانے لگے۔

"بڑا خوف ناک ٹارگٹ منتخب کیا ہے ایف۔ ڈی نے" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ کیا اس پاور ہاؤس پر کوئی سیکورٹی نہ ہو گی" ـــــ صفدر نے کہا۔

"مجھے فوراً سر واجد حسین سے بات کرنی ہو گی۔ ورنہ حکومت تو اس اعلان کے بعد بُری طرح بوکھلا جائے گی ـــــ اور ہو سکتا ہے کہ وہ واقعی کنفیڈریشن کے منصوبے کو ترک کرنے کا اعلان ہی کر دے ـــــ حالاں کہ یہ ان کی سب سے بڑی حماقت ہو گی" ـــــ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"میرا خیال ہے اب یقیناً ایسا ہوگا۔ اگر حکومت نے نہ کیا تو عوام سڑکوں پر نکل آئیں گے۔" ——— جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر واجد حسین سے فون پر بات ہو سکتی ہے۔ اور پبلک فون بوتھ تو یہاں کہیں نظر نہیں آ رہا" ——— صفدر نے کہا۔

"میں ٹرانسمیٹر وائرلیس فون کر لیتا ہوں۔ میری واچ ٹرانسمیٹر میں اس کا سسٹم موجود ہے" ——— عمران نے جلدی سے واچ ٹرانسمیٹر کے بٹن کو مخصوص انداز میں دباتے ہوئے کہا۔ مگر جیسے ہی اس نے بٹن کو دبایا۔ گھڑی میں سے ایک مدھم سی آواز ابھری اور عمران بری طرح چونک پڑا ——— آواز کرنل ہمیرخ کی تھی۔ عمران نے گھڑی کو کان سے لگا لیا۔ اور دوسرے لمحے اس کے سنجیدہ چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ قدرت نے خود ہی ان کے لئے راستہ بنا دیا تھا ——— کرنل ہمیرخ اور کرنل چارلس کی گفتگو اسے واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔ اس سے صاف مطلب تھا کہ جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے کرنل ہمیرخ کا ہیڈ کوارٹر وہاں سے قریب ہی تھا ——— اس لئے واچ ٹرانسمیٹر نے اس کی کال کیچ کر لی تھی۔ باقی ممبران حیرت سے عمران کو دیکھتے رہے ——— لیکن وہ سب عمران کے چہرے پر پھیلے ہوئے تاثرات کو دیکھ کر خاموش بیٹھے رہے۔ جب کال ختم ہو گئی تو عمران نے ہاتھ ہٹا کر ونڈ بٹن کو دوبارہ دبا دیا۔ اب

وہ یہاں سے سر واجد حسین کو کال نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ جس طرح کرنل ہمیرخ کی کال اس کے ٹرانسمیٹر نے کیچ کر لی تھی۔ اس طرح ہو سکتا تھا کہ اس کی کال کرنل ہمیرخ کا ٹرانسمیٹر کیچ کر لیتا۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ——— صفدر نے سب سے پہلے پوچھا اور عمران نے کرنل ہمیرخ اور کرنل چارلس کے درمیان ہونے والی ساری گفتگو دہرا دی۔

"اوہ ——— اس کا مطلب ہے کہ وہ کوئی فوجی آئل ڈپو تباہ کرنا چاہتے ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ——— اور دوسری بات یہ بھی سامنے آئی ہے کہ مین پاور ہاؤس میں انہوں نے کوئی تباہ کن بم نصب کر دیا ہے۔ جسے وہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر پھاڑ سکتے ہیں" عمران نے جواب دیا۔

"تو اب کیا کیا جائے ——— کیا وہ جگہ معلوم ہو سکتی ہے جہاں کرنل ہمیرخ نے کال کی ہے" ——— جولیا نے کہا۔

"نہیں ——— یہ تو اتفاق سے کال کیچ ہو گئی۔ ویسے اگر میرے پاس ٹرانسمیٹر کیچر ہوتا تو پھر معلوم ہو سکتا تھا ——— بہرحال اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ان دونوں ٹارگٹس کو بچانے کے لئے کیا کیا جائے" ——— عمران نے کہا۔

"پہلے تو وہ آئل ڈپو تلاش کیا جائے جسے یہ لوگ آج رات تباہ کرنا چاہتے ہیں" ——— تنویر نے کہا۔

"اس کا تو مجھے علم ہے۔ دارالحکومت سے چند میل دور ایک

ہی فوجی مین آئل ڈپو ہے۔ اس کے گرد اسلحہ کی سپلائی کے بڑے بڑے ڈپو ہیں۔ وہ میں نے دیکھا ہوا ہے ——— چوں کہ صرف یہی ایک آئل ڈپو ہے۔ اس لئے یقیناً اسے تباہ کرنے کے لئے کارروائی کی جا رہی ہو گی ——— لیکن مسئلہ یہ ہے کہ اگر آج رات اس تباہی کو روک دیا گیا تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ کرنل چارلس غصے میں آکر مین پاور ہاؤس دیئے ہوئے وقت سے پہلے ہی اڑا دے ——— اور پاور ہاؤس کی تباہی واقعی بھاشانہ کی معیشت کی مکمل تباہی ہو گی۔ کیوں کہ پورے بھاشانہ کو بجلی اسی پاور ہاؤس سے ہی سپلائی کی جاتی ہے ——— ادھر حکومت بھی بوکھلائی ہوئی ہو گی۔ میرے خیال میں بیک وقت دونوں جگہ کام کیا جائے۔ پاور ہاؤس میں موجود بم کو بھی ناکارہ کیا جائے اور آئل ڈپو کو بھی بچایا جائے تب ہی بات بنے گی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے ——— ہمیں تو وہاں کوئی گھسنے بھی نہ دے گا" تنویر نے کہا۔

"ہاں ——— اس کا بھی حل نکالنا ہو گا۔ اس کے لئے مجھے سر واجد حسین سے بات کرنا ہو گی۔ لیکن پہلے ہمیں اپنا پروگرام طے کر لینا چاہیئے ——— میرا خیال ہے ہمیں بیک وقت دونوں سائیڈوں پر کام کرنا چاہیئے" ——— عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— جیسا آپ کہیں" ——— صفدر نے کہا۔

"تو ایسا ہے کہ آپ لوگ آئل ڈپو پر کام کریں۔ میں پاور ہاؤس

کو چیک کرتا ہوں" ——— عمران نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا۔

"آپ اکیلے کام کریں گے" ——— صفدر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"وہاں اکیلے آدمی کا کام ہے۔ بم تلاش ہی کرنا ہے۔ آپ لوگ ایسا کریں گے کہ آئل ڈپو پر جا کر وہاں سیکورٹی چیک کریں گے اور مجرموں کی ٹوہ لگائیں گے ——— اگر انہوں نے آج رات اسے تباہ کرنا ہے تو ہو سکتا ہے وہاں بھی انہوں نے کوئی بم نصب کیا ہو" عمران نے کہا۔

"میرا خیال ہے اگر وہ نصب کر چکے ہوتے تو پھر رات کا وقت نہ دیتے۔ وہ اُسے نمونے کے طور پر فوری پھاڑ ڈالتے۔ رات کا وقت دینے کا مطلب ہے کہ وہ رات کو اس پر حملہ کریں گے" نعمانی نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ بہر حال ہمیں ہر پہلو کا خیال رکھنا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر پہلے کوئی سرکاری اتھارٹی حاصل کی جائے۔ تب ہی بات آگے بڑھ سکتی ہے" ——— تنویر نے کہا۔

"ہاں ——— آؤ چلیں وہاں ہیڈ کوارٹر چل کر سر واجد حسین سے بات کریں یا پھر راستے میں کوئی پبلک فون بوتھ سے بات کر لیں گے" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور وہ سب اٹھ کر باہر کی طرف چل دیئے۔ صفدر نے بیرے کو پے منٹ کی اور وہ سب کار میں بیٹھ کر سڑک پر آگئے۔ کالونی سے نکل کر وہ جب شہر میں پہنچے تو وہاں واقعی افراتفری کا عالم تھا۔

دکانیں بند ہو رہی تھیں۔ لوگ انتہائی خوف زدہ تھے۔ جگہ جگہ ایف۔ڈی کے بارے میں تبصرے ہو رہے تھے ـــــ ایک جگہ تو انہوں نے باقاعدہ حکومت کے خلاف جلوس بھی دیکھا جو بھاشانہ کو بچانے کے لئے کنفیڈریشن کے خلاف نعرے لگا رہا تھا۔

"بہت خطرناک وار کیا ہے ایف۔ڈی نے" ـــــ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اور ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ عمران کو ایک پبلک بوتھ نظر آگیا ـــــ عمران نے گاڑی اس کے قریب روکی اور پھر اتر کر وہ بوتھ میں گھس گیا۔ جیب سے سکے نکال کر ڈالنے ہی لگا تھا کہ اچانک اُسے خیال آگیا کہ اُسے سر واجد حسین کے دفتر کے نمبروں کا تو علم نہیں ـــــ اور ایسے ہنگامی حالات میں ظاہر ہے وہ گھر پر تو نہیں ہو سکتے۔ اس نے رسیور واپس ہک پر رکھا اور بوتھ سے نکل کر گاڑی کے پاس آیا۔

"صفدر ـــــ سر واجد حسین کے دفتر کے نمبروں کا علم ہے تمہیں" ـــــ عمران نے کھڑکی پر جھکتے ہوئے صفدر سے پوچھا۔

"ہاں" ـــــ صفدر نے جواب دیا اور پھر اس نے دفتر کا نمبر دوہرا دیا۔

عمران سر ہلاتا ہوا واپس مڑا اور اس بار اس نے سکے ڈال کر دفتر کے نمبر گھما دیئے ـــــ چند لمحے گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس ـــــ پی۔اے ٹو فارن منسٹر" ـــــ ایک بھاری سی

آواز سنائی دی۔

"سنیئے ـــــ میں پاکیشیا سے ایکسٹو کا نمائندہ عمران بول رہا ہوں۔ سر واجد حسین سے بات کرائیے۔ اٹ از ایمرجنسی" عمران نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ سوری سر ـــــ وہ تو پریذیڈنٹ ہاؤس ایک ہنگامی میٹنگ میں شرکت کے لئے گئے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جہاں بھی ہوں ان سے بات کرائیے۔ یہ بھاشانہ کی سلامتی کا مسئلہ ہے" ـــــ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے ـــــ میں ٹرائی کرتا ہوں سر"

دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران خاموش ہو گیا۔ پھر ایک منٹ کی بجائے دو منٹ گزر گئے ـــــ اس کے بعد رسیور پر آواز ابھری۔

"یس واجد حسین سپیکنگ" ـــــ سر واجد حسین کی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ میں نے ایف۔ڈی کا نشریہ سن لیا ہے اور میں نے وہ ٹارگٹ بھی تلاش کر لیا ہے جسے وہ آج رات اڑانا چاہتے ہیں ـــــ اسی طرح میں پاور ہاؤس کو بھی بچانا چاہتا ہوں۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی سرکاری اتھارٹی موجود نہیں ہے" ـــــ عمران نے باوقار لہجے میں کہا۔

"اب یہ سب کچھ فضول ہے عمران صاحب ــــ صدر مملکت کنفیڈریشن کے منصوبے کو سرکاری طور پر ختم کرنے کا اعلان کرنے ہی والے ہیں۔ اور میں نے بھی بھاشانہ کی سلامتی کی خاطر مستعفی ہونے کا فیصلہ کر لیا ہے" ــــ سر واجد حسین نے مایوس سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ آپ مجرموں کے سامنے جھک کر ان کا حوصلہ بڑھا رہے ہیں۔ وہ تو کل یہ بھی کہہ دیں گے کہ حکومت ان کے حوالے کر دی جائے تو کیا آپ ایف۔ ڈی کو اقتدار بھی دے دیں گے" ــــ عمران کو شاید سر واجد حسین اور صدر بھاشانہ کی کمزوری پر غصہ آ گیا تھا۔ اس لئے اس نے خاصے غصیلے انداز میں یہ فقرہ کہا تھا۔

"لیکن عمران صاحب ــــ اب ہم اور کر بھی کیا سکتے ہیں۔ عوام کا ردعمل انتہائی خوف ناک ہے۔ پورے شہر میں ہڑتالیں اور جلوس شروع ہو گئے ہیں ــــ ہر شخص خوف زدہ ہے اور حکومت پر ایسا کرنے کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے" ــــ سر واجد حسین نے کہا۔

"آپ ہرگز ایسا نہ کیجئے۔ آپ یقین رکھیں کہ ایف۔ ڈی بہر حال ناکام رہے گی" ــــ عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"صدر مملکت نہیں مان رہے۔ میں کیا کر سکتا ہوں" سر واجد حسین نے کہا۔

"آپ ان سے میری بات کرائیے۔ میں انہیں قائل کر لوں گا"

عمران نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آپ بھی کوشش کر دیکھئے۔ ایسا ہے کہ آپ فوراً پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ جائیے ــــ میں گیٹ پر آپ کی آمد کی اطلاع بھجوا دوں گا۔ وہ آپ کو مجھ تک پہنچا دیں گے۔ حوالے کے لئے کوئی لفظ مقرر کر لیجئے" ــــ سر واجد حسین نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ یہ حوالہ کافی رہے گا" ــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے فوراً آ جائیے میں اس دوران صدر صاحب کو آپ سے ملاقات پر آمادہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں"

سر واجد حسین نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اور پھر وہ آکر کار میں بیٹھ گیا ــــ دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھی۔

"کیا رہا" ــــ صفدر نے پوچھا۔

"وہ ایف۔ ڈی کے سامنے ہتھیار ڈالنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ ایسا نہ کریں میں خود آپ کے صدر سے بات کرتا ہوں" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ــــ یہ تو انتہائی شرم ناک کمزوری کا مظاہرہ ہے۔ کہ حکومت اس طرح مجرموں کے مقابلے میں شکست تسلیم کرے" تنویر نے کہا۔

"کیا کریں ــــ کاش! یہ سب کچھ پاکیشیا میں ہو رہا ہوتا۔ پھر میں دیکھتا کہ ایف۔ ڈی کیسے دھمکی دیتی ہے ــــ بہر حال میں

ہرگز ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں پریذیڈنٹ ہاؤس پر اتر جاؤں گا۔ آپ لوگ واپس ہیڈ کوارٹر چلے جائیں۔ اور وہاں جا کر آئل ڈپو پر ریڈ کو بچانے کی تیاری کریں ـــــ میں پریذیڈنٹ ہاؤس سے سیدھا وہیں واپس آؤں گا" ـــــ عمران نے کہا۔

اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی وہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سامنے پہنچ گئے ـــــ عمران نے گیٹ پر کار روکی اور خود نیچے اتر گیا۔ پاس والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے اس کی جگہ سنبھال لی ۔ اور کار تیزی سے آگے بڑھ گئی۔

عمران گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

"مجھے سر واجد حسین صاحب سے ملنا ہے۔ میرا نام پرنس آف ڈھمپ ہے" ـــــ عمران نے سیکورٹی آفیسر کے پاس جا کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ ـــــ اوہ آئیے ـــــ وزیر خارجہ آپ کے منتظر ہیں۔ آئیے" ـــــ سیکورٹی آفیسر نے فوراً ہی کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس نے میز کی دراز سے ایک کارڈ نکال کر اس پر پرنس آف ڈھمپ کا نام لکھا ـــــ اس کا اندراج ایک رجسٹر پر کر کے اس نے رجسٹر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ تاکہ عمران اس پر دستخط کر سکے ـــــ عمران نے قلم پکڑ کر اس پر پرنس کے دستخط کئے ۔ اور سیکورٹی آفیسر نے کارڈ پر وہ رجسٹر کا نمبر ڈالا اور کارڈ عمران کے ہاتھ میں دیتے ہوئے وہ اندرونی دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ آگے ایک اور چیک پوسٹ تھی۔ جہاں عمران کی باقاعدہ تلاشی لی گئی اور اس کا اسلحہ وہاں رکھ لیا گیا ـــــ اور کارڈ پر ان کی مہر لگا دی گئی۔

ان کارروائیوں سے فارغ ہو کر وہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں داخل ہو گئے ـــــ اور پھر مختلف راہداریوں سے گزر کر سیکورٹی آفیسر ایک دروازے پر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس کم ان" ـــــ اندر سے سر واجد حسین کی آواز سنائی دی اور سیکورٹی آفیسر دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ جناب" ـــــ سیکورٹی آفیسر نے ایک طرف ہٹ کر عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ ـــــ مم ـــــ مگر......" ـــــ سر واجد حسین بری طرح چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔

عمران چونکہ میک اپ میں تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ عمران جس سے ان کی ملاقات سر سلطان کے پاس ہوئی تھی۔ اس کی شکل اور تھی۔

"سر ـــــ پریذیڈنٹ صاحب ملاقات پر راضی ہو گئے ہیں یا نہیں" ـــــ عمران فوراً ہی اصل آواز میں بول پڑا ۔ تاکہ سر واجد حسین کسی اور ہی چکر میں نہ پڑ جائیں۔

"اوہ پرنس ـــــ اوہ آپ ـــــ اچھا اچھا ٹھیک ہے ـــــ تم

"جاؤ" ـــــ سر واجد حسین نے نیم گھبراہٹ آمیز لہجے میں کہا۔ اور فقرے کا آخری حصہ انہوں نے سیکورٹی آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا تھا ـــــ جو سر واجد حسین کے تاثرات دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ اور سیکورٹی آفیسر کندھے اچکاتے ہوئے خاموشی سے باہر نکل گیا۔

"تو آپ میک اپ میں ہیں۔ اگر آپ ایک لمحہ مزید بات نہ کرتے تو میں یقیناً سیکورٹی آفیسر کو آپ کی گرفتاری کا حکم دینے والا تھا ـــــ بہرحال میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ میک اپ کے ذریعے اس قدر تبدیلی بھی لائی جا سکتی ہے" ـــــ سر واجد حسین نے اٹھ کر باقاعدہ عمران سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ابھی میں نے اپنی شکل ہی بدلی ہے۔ ہمارے بعض دوست تو جنس بھی بدل لیتے ہیں" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور سر واجد حسین باوجود اس قدر ذہنی تناؤ کے بے اختیار ہنس پڑے ـــــ اور عمران چاہتا بھی یہی تھا کہ ان کے ذہن پر موجود بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے تاکہ وہ نارمل ہو کر بات کر بھی سکیں اور سن بھی سکیں۔

"آئیے ـــــ صدر مملکت بڑی بے چینی سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ میں نے بڑی مشکل سے انہیں راضی کیا ہے۔ کہ آپ علی عمران صاحب سے بات کرنے تک اس فیصلے کو ملتوی کر دیں ـــــ بہرحال اب انہیں قائل کرنا آپ کا کام ہے" ـــــ سر واجد حسین نے

کہا اور پھر اٹھ کر کمرے کے اندر موجود ایک بغلی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران ان کے پیچھے چل رہا تھا۔

دروازے کی دوسری طرف سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک فولادی دروازے پر ہوا ـــــ جس کے باہر دو نوجوان انتہائی مستعد انداز میں پہرہ دے رہے تھے۔

"یہ پرنس آف ڈھمپ ہیں" ـــــ سر واجد حسین نے قریب جا کر ان دونوں سے عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر" ـــــ ان میں سے ایک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر آگے بڑھ کر دروازہ کھول لیا۔

اور عمران سر واجد حسین کے پیچھے چلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔ یہاں صدر مملکت کا پی۔ اے موجود تھا۔

"صدر صاحب کو اطلاع دیں کہ پرنس آف ڈھمپ آئے ہیں" ـــــ سر واجد حسین نے پی۔ اے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور عمران کو ایک صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ عمران خاموشی سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا ـــــ جب کہ پی۔ اے انٹرکام پر عمران اور سر واجد حسین کی آمد کی اطلاع دینے میں مصروف ہو گیا۔

"تشریف لے جائیے سر ـــــ جناب صدر آپ کے منتظر ہیں" ـــــ پی۔ اے نے انٹرکام کا رسیور رکھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں سر واجد حسین اور عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور سر واجد حسین عمران کو آنے کا اشارہ کر کے پی۔ اے کے ساتھ بنے ہوئے رنگین شیشے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

عمران جب ان کے پیچھے اندر داخل ہوا تو وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیوں کہ اندر والا کمرہ بالکل ہی سادہ تھا ـــــ ایک بڑی میز اور اس کے آگے رکھی ہوئی چند کرسیوں کے علاوہ وہاں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہ تھی ـــــ میز پر چھ سات مختلف رنگوں کے فون اور ایک انٹرکام پڑا تھا۔ دیواریں سپاٹ تھیں۔ ان پر کسی قسم کا کوئی آرائشی سامان نہ تھا ـــــ میز کے پیچھے ایک منحنی سا دبلا پتلا شخص بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے بہترین تراش کا سوٹ پہنا ہوا تھا نیلے رنگ کی شوخ ٹائی باندھی ہوئی تھی ـــــ اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے ہلکے سے آثار نمایاں تھے۔ لیکن آنکھوں میں خاصی تیز چمک تھی۔ یہ پاکیشیا کے صدر تھے۔

"آئیے ـــــ تشریف رکھیئے" ـــــ صدر صاحب نے وہیں بیٹھے بیٹھے سرداجد حسین اور عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو الو کی طرح دیدے پھاڑے صدر اور کمرے کو یوں دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار کسی ویرانے سے نکل کر آبادی میں آیا ہو۔

"یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کے خصوصی نمائندہ جناب علی عمران صاحب ہیں اور پرنس آف ڈھمپ ان کا کوڈ نام ہے" ـــــ سرداجد حسین نے باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"انہی سے میری بات فون پر ہوئی تھی" ـــــ صدر مملکت نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"جی ہاں جناب ـــــ نام تو یہی ہے۔ لیکن شکل دوسری ہے"

عمران نے بڑے سنجیدہ انداز میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"شکل دوسری ہے ـــــ کیا مطلب" ـــــ صدر مملکت اس فقرے پر بُری طرح چونک پڑے۔

"جناب ـــــ یہ میک اپ میں ہیں۔ کیوں کہ مجرم انہیں پہچانتے ہیں" ـــــ سرداجد حسین نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــــ بہرحال مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی اصل شکل نہ دیکھ سکا" ـــــ صدر مملکت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اچھا ہوا ہے جناب ـــــ ورنہ آپ رات کو خواب میں بھی ڈرتے رہتے۔ میرے ڈیڈی قبلہ نے بھی مجھے اسی لئے گھر سے نکالا ہوا ہے ـــــ کیوں کہ میری شکل دیکھنے کے بعد اول تو انہیں نیند نہیں آتی۔ اور اگر محترمہ نیند آ بھی جاتی ہے اور ساتھ اپنے بچے یعنی ڈراؤنے خواب لے آتی ہے" ـــــ عمران کی زبان حسب معمول چل پڑی۔ اور صدر مملکت کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات پھیلتے گئے۔

"جناب عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے ایف۔ ڈی کے دونوں ٹارگٹس تلاش کر لئے ہیں ـــــ اور یہ ایف۔ ڈی کو دونوں ٹارگٹس پر ناکام بنا دینے کا دعویٰ کرتے ہیں" سرداجد حسین نے بات بگڑتے ہوئے دیکھ کر فوراً موضوع بدلتے ہوئے کہا ـــــ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ اگر عمران نے اسی طرح کی گفتگو کا سلسلہ شروع کر دیا جیسے سر سلطان کے گھر میں ان کے ساتھ کی تھی۔ تو صدر مملکت شاید اپنے ہاتھوں سے عمران

کو شوٹ کر دینے سے بھی گریز نہ کریں۔

"اوہ — دو ٹارگٹس کون سے"— صدر مملکت نے فوراً ہی چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ایک ریڈ ٹارگٹ اور ایک بلیو ٹارگٹ — ویسے بائی دی وے جناب — آپ کو کیا شوق ہے مجرموں کے ہاتھوں بلیک میل ہونے کا"— عمران نے یوں منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اُسے صدر مملکت کی کمزوری پر غصہ آرہا ہو۔

"اوہ — آپ جانتے ہیں کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں"— صدر مملکت نے یک لخت غصے سے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ کوئی شخص ان سے اس طرح بھی بات کر سکتا ہے۔

"عمران صاحب — پلیز — ملک اس وقت انتہائی نازک صورت حال سے گزر رہا ہے"— سر واجد حسین نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"جناب آپ ناراض نہ ہوں — دراصل بات یہ ہے کہ حکومت ایک بے حد طاقت ور چیز ہوتی ہے۔ اس کا فرض مجرموں کی بلیک میلنگ سے نہ صرف اپنے آپ کو بچانا ہے بلکہ عوام کو بھی بچانا ہے — آج اگر آپ نے مجرموں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تو کل آپ کس منہ سے سٹینڈ لے سکیں گے۔ اگر کل مجرموں نے پاور ہاؤس کے ساتھ ساتھ ڈیم اڑانے کا چیلنج کر دیا اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ ایف۔ ڈی کے کرنل چارلس کو صدر بنا دیا جائے تو کیا

آپ اس کے لئے سیٹ خالی کر دیں گے — کیا عوام نے آپ کو صدر اس لئے بنایا ہے کہ آپ مجرموں کے سامنے جھک جائیں۔ آپ کی حیثیت گھر کے چوکیدار جیسی ہے — اور عوام نے آپ کو ملک کی اور اپنی حفاظت کے لئے یہ عہدہ دیا ہے۔ اگر کل کوئی مجرم گھر پر حملہ کرے تو چوکیدار کا یہی کام ہوتا ہے کہ بجائے ان مجرموں سے لڑ کر گھر اور اس کے مکینوں کی حفاظت کرے بلکہ ان کے سامنے جھک کر ان کے لئے خود گھر کا دروازہ کھول دے۔ جواب دیجئے۔ کیا آپ کا یہ اقدام بالکل ایسا نہیں ہے"— عمران نے بڑے جوشیلے انداز میں کہا۔ اور صدر مملکت کو تو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ وہ حیرت سے بت بنے بیٹھے تھے۔

"مگر میں تو ملک کو تباہی سے بچانا چاہتا ہوں"— صدر مملکت نے کمزور سے لہجے میں کہا۔

"کل کافرستان یا کوئی اور ملک بھاشا نہ پر حملہ کر دے تو آپ مقابلہ کرنے کی بجائے اُسے خوش آمدید کہیں گے۔ تاکہ ملک تباہی سے بچ جائے — جناب صدر — تباہی سے بچانا اس کو نہیں کہتے۔ بلکہ ملک کو تباہی سے بچانے کا مطلب ہوتا ہے کہ پوری قوت سے دشمنوں کا مقابلہ کیا جائے — طاقت۔ قوت اور حوصلے سے ان کے سر کچل دیئے جائیں۔ مجھے سیاست سے کوئی واسطہ نہیں ہے — آپ بلے تنک پاکیشیا کے ساتھ کنفیڈریشن کریں یا نہ کریں میرا اس سے واسطہ نہیں ہے۔ اس سیاست کو آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں — اگر آپ سمجھتے ہیں کہ پاکیشیا

کے ساتھ کنفیڈریشن کرنے سے بھاشانہ اور اس کے عوام کو مزید خوش حال بنانے ۔۔۔ سربلند کرنے میں مدد ملتی ہے تو ایسا ضرور کیجئے۔ اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس سے بھاشانہ اور اس کے عوام غلام ہو جائیں گے تو ہرگز ایسا نہ کیجئے ۔۔۔ لیکن کسی مجرم کے رعب میں آ کر اپنی پالیسی مت بدلیئے۔ اگر آج آپ کے پاؤں پھسل گئے تو پھر آپ کو اندھی گہرائی میں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ واقعی آپ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں میں آپ سے اپنے رویے پر معذرت خواہ ہوں۔ واقعی آپ جیسے لوگ کسی بھی ملک کا سرمایہ ہوتے ہیں ۔۔۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اب کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے حکومت ان مجرموں سے بھرپور مقابلہ کرے گی۔ ایک پاور ہاؤس تو کیا پورے بھاشانہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے تب بھی ہم مجرموں کے سامنے نہیں جھکیں گے" ۔۔۔ صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

اور سر واجد حسین کے چہرے پر ایسی مسرت بکھر گئی جیسے عمران کی بجائے صدر مملکت کی رائے تبدیل کرانے کا کارنامہ انہوں نے ہی سرانجام دیا ہو ۔۔۔ ویسے وہ بڑی عقیدت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہے تھے۔

"مجھے خوشی ہے کہ آپ نے اب درست فیصلہ کیا ہے۔ اور میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوں ۔۔۔ آپ عوام کو بھی سمجھائیے۔ ان کے حوصلے بلند کیجئے۔ اور اگر کوئی شرپسند عنصر اس موقع سے

فائدہ اٹھانا چاہتا ہے تو اس کا سر کچل دیجئے ۔۔۔ باقی رہے مجرم تو ان کو ہم پر چھوڑ دیجئے۔ آپ یقین کیجئے۔ کہ پاکیشیا پر اس سے بھی زیادہ کٹھن وقت آئے ہیں ۔۔۔ لیکن آخر کار فتح حب الوطنی کی ہوئی۔ سچائی کی ہوئی۔ مجرموں کی لاشیں خود ان کے لئے عبرت کا سامان بن گئیں۔ اور یہاں بھی ایسا ہی ہو گا ۔۔۔ ہمیں بھاشانہ سے پیار ہے۔ ہم بھاشانہ کی طرف اٹھی ہوئی انگلی توڑ دیں گے۔ وہ آنکھ نکال دیں گے جو اس پر بری نیت سے ڈالی جائے گی۔ اب رہی یہ ایف۔ ڈی تو میں آپ کو بتاؤں کہ انہوں نے آج رات فوجی آئل ڈپو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا ہوا ہے ۔۔۔ اور انہوں نے پاور ہاؤس میں بم نصب کر دیا ہے۔ یہی وہ دو ٹارگٹس ہیں جن کا ذکر سر واجد حسین صاحب نے کیا ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں عمران صاحب ۔۔۔ آپ نے واقعی بھاشانہ کو مکمل تباہی سے بچا لیا ہے۔ اور اب مجھے یقین ہے کہ آپ مجرموں کا قلع قمع کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں ہماری امداد حاضر ہے ۔۔۔ ویسے میں پاور ہاؤس اور آئل ڈپو پر حفاظتی انتظامات مزید سخت کر دینے کے احکامات جاری کر دیتا ہوں" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔

"آپ کا جو دل چاہے کریں۔ میں اور میرے ساتھی ایف۔ ڈی کے پیچھے ہیں ۔۔۔ اب تک ہم سب کام غیر سرکاری طور پر کرتے رہے ہیں۔ لیکن اب ان دو ٹارگٹس کو بچانے کے لئے ہمیں مخصوص

سپاٹ پر کھل کر کام کرنا ہوگا۔ اور ظاہر ہے ایسا سرکاری شیلڈ کے بغیر نہیں کیا جاسکتا ـــــ اس لئے اگر آپ ہمیں کوئی ایسی اتھارٹی دے دیں کہ جس سے ہم سچویشن پر موجود ہر شخص کو کنٹرول کر سکیں تو آپ یقین کریں ایف۔ ڈی نہ صرف اپنے منصوبوں میں ناکام رہے گی بلکہ اُسے اپنے زخم کبھی چاٹنے کی مہلت نہیں ملے گی"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ضرور ـــــ میں آپ کو ریڈ سرکل اتھارٹی دے دیتا ہوں۔ یہ ہمارے ملک کی سب سے بڑی اتھارٹی ہے۔ سوائے صدر کے باقی بلاشانہ کا ہر آدمی اس اتھارٹی کے ماتحت اور اس کے احکامات کی پابندی اس پر لازمی ہو جاتی ہے" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"ایک اتھارٹی تو یہ دیجئے۔ اسے میں پاور ہاؤس میں استعمال کروں گا۔ اور دوسرے ایسے سات کارڈ جاری کر دیجئے۔ جس سے میرے ساتھیوں کو آئل ڈپو کی سیکورٹی پر برتری حاصل ہو جائے۔ اور وہ وہاں اپنی مرضی سے کام کر سکیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے ـــــ بلیک کارڈ ایسے ہی مقصد کے لئے ہوتے ہیں۔ میں ابھی احکامات جاری کر دیتا ہوں۔ پاور ہاؤس اور آئل ڈپو پر بھی احکامات پہنچا دیئے جائیں گے کہ ریڈ سرکل اور بلیک کارڈز کے احکامات کی پوری پابندی کی جائے" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک

بٹن دبایا اور کسی کو اس اتھارٹی اور کارڈوں کے اجرا کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"اچھا جناب ـــــ اب مجھے اجازت دیجئے۔ اور آپ عوام کا حوصلہ بڑھائیے۔ انہیں یقین دلائیے کہ ایف۔ ڈی مجرموں کا ایک ٹولہ ہے جو حکومت کو بلیک میل کر کے ملک کو تباہ کرنا چاہتا ہے ان کو جلد گرفتار کر لیا جائے گا" ـــــ عمران نے کہا۔

"کیا میں یہ اعلان کر دوں کہ جس دھماکے کی دھمکی ایف۔ ڈی آج رات دے رہی ہے اس ٹارگٹ کو تلاش کر لیا گیا ہے۔ اور ایسے انتظامات کر لئے گئے ہیں کہ یہ دھماکہ اب نہ ہو سکے گا"۔ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب ـــــ آپ کھل کر بات نہ کریں۔ بس اشارۃً کہیں۔ دراصل مسئلہ یہ ہے کہ پاور ہاؤس میں ایف۔ ڈی نے کوئی تباہ کن بم چھپا رکھا ہے جسے وہ اپنے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر تباہ کر سکتے ہیں ـــــ ایسا نہ ہو کہ وہ آئل ڈپو سے مایوس ہو کر انتقامی کارروائی پر اتر آئیں اور اس سے پہلے کہ اس بم کو ناکارہ بنایا جائے وہ اسے تباہ کر دیں اس لئے کھل کر اور واضح بات نہ کیجئے ـــــ صرف حوصلہ بلند کرنے کے لئے اشارۃً بات کیجئے۔ البتہ اس بم کے ناکارہ ہونے کے بعد میں آپ کو اطلاع دوں گا اور پھر آپ بے شک چیلنج سے بات کر سکتے ہیں" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں سمجھ گیا" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

اور اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس

کے ہاتھ میں دو فائلیں تھیں۔ اس نے وہ فائلیں بڑے مؤدبانہ انداز میں صدر صاحب کے سامنے رکھ دیں ــــ صدر مملکت نے ایک فائل کھولی اور اس میں رکھے ہوئے ایک سرخ رنگ کے کارڈ کو ایک لمحے کے لئے غور سے دیکھا اور پھر قلم اٹھا کر اس پر اپنے دستخط کر دیئے ــــ اور یہ کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"لیجئے ــــ یہ ریڈ سرکل اتھارٹی ہے" ــــ صدر مملکت نے کہا اور عمران نے اٹھ کر وہ کارڈ لے لیا۔ اس پر ایک سرخ رنگ کا دائرہ بنا ہوا تھا جس کے اندر بھاشانہ کا سرکاری نشان تھا۔ اور نیچے صدر مملکت کے دستخط اور مہر لگی ہوئی تھی۔

"شکریہ" ــــ عمران نے کہا اور کارڈ کو یوں لاپرواہی سے جیب میں رکھ لیا جیسے اس کارڈ کی اہمیت اس کی نظروں میں عام کارڈوں سے بڑھ کر نہ ہو۔

صدر مملکت اب دوسری فائل کھول کر اس میں رکھے ہوئے سات کارڈوں پر دستخط کر رہے تھے اس لئے وہ عمران کے انداز کو نہ دیکھ سکے ــــ البتہ وہ نوجوان جو یہ کارڈ لے کر آیا تھا۔ انتہائی تعجب بھرے انداز میں عمران کو دیکھ رہا تھا کہ اس قدر بڑی اتھارٹی کو کس لاپرواہی سے جیب میں رکھ لیا گیا ہے ــــ صدر مملکت نے ساتوں کارڈوں پر دستخط کر کے وہ کارڈ بھی عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ ان کارڈوں پر سیاہ رنگ کا کراس بنا ہوا تھا۔ اور اس کے نیچے بھاشانہ کا سرکاری نشان اور صدر مملکت کے دستخط تھے۔

"شکریہ جناب ــــ اب مجھے اجازت ہے" ــــ عمران نے

کارڈ لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر ــــ بہرحال میں بھاشانہ اور اس کے عوام کی طرف سے آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور یقین رکھیئے کہ ہم اپنے محسنوں کو کبھی نہیں بھولتے" ــــ صدر مملکت نے اس بار باقاعدہ اٹھ کر مصافحہ کے لئے عمران کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بڑے پُر خلوص لہجے میں کہا۔

"اور محسن بھی اپنا احسان نہیں بھولتے۔ یہ اور بات ہے کہ انسان انہیں بھول جائے" ــــ عمران نے مسکرا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ سر واجد حسین بھی سلام کر کے اس کے پیچھے چل دیئے۔

چند لمحوں بعد عمران ایک ٹیکسی پکڑے فاسٹ ڈیتھ کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھا جا رہا تھا ــــ اس کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ اور وہ آئل ڈپو اور پاور ہاؤس میں کئے جانے والے اقدامات کے بارے میں غور کر رہا تھا۔ کیونکہ اس وقت یہ دونوں ٹارگٹ ہی اس کے لئے اہم ترین بن چکے تھے۔

کرنل ہیمرخ بڑے بے چین سے انداز میں کمرے میں ٹہل رہا تھا ـــــ میجر ہیرس ایک سائیڈ پر خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بھی پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"میجر ہیرس ـــــ ہمارے پانچ ممبر بھی ختم ہو گئے لیکن ہمیں حاصل بھی کچھ نہ ہوا۔ اور آج کرنل چارلس نے جس انداز میں بات کی ہے اس سے مجھے بے حد کوفت ہوئی ہے ـــــ یہ ریڈ آرمی کے لئے پہلا موقع ہے کہ اس کے دشمن اُسے انگلیوں پر نچا رہے ہیں پہلے دو آدمی ہمارے قبضے میں آکر نکل گئے۔ پھر ہم نے ان کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارا وہ ہمارے ہتھے بھی چڑھ گئے ـــــ لیکن پھر نجانے کس طرح ان کے ساتھی وہاں آ کودے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آخر وہ کہاں غائب ہو گئے۔ ہم نے پولیس کے آنے کے باوجود

کوٹھی کی نگرانی کر رکھی تھی۔ آخر اب کیا ہوگا۔ ریڈ آرمی کے لئے یہ ڈوب کر مر جانے کا مقام ہے" ـــــ کرنل ہیمرخ نے غصے سے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"باس ـــــ دراصل ہمارا طریقہ کار شروع سے ہی غلط رہا ہے۔ ہم اندھیرے میں ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ اتفاق سے کوئی کلیو ہاتھ آجاتا ہے تو ہم اس کے پیچھے دوڑ پڑتے ہیں۔ ہمیں کوئی باقاعدہ منصوبہ بندی کرنی چاہیئے" ـــــ میجر ہیرس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ـــــ یہ تم کہہ رہے ہو۔ جب کوئی چیز سامنے ہی نہ ہو تو پھر آخر کیا منصوبہ بندی کی جائے۔ اب تم بتاؤ۔ موجودہ صورت حال میں کیا منصوبہ بندی کی جائے" ـــــ کرنل ہیمرخ نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔ اور آکر میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"باس ـــــ موجودہ صورت حال میں ہمیں ایک اور کام کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ کرنل چارلس نے بتایا ہے کہ وہ آج رات آئل ڈپو پر کام کر رہے ہیں۔ لازمی بات ہے کہ فاسٹ ڈیتھ اس ٹارگٹ کو تلاش کرے گی ـــــ اور وہ ایف۔ ڈی کو ناکام بنانے کے لئے وہاں پہنچے گی۔ اسی طرح پاور ہاؤس میں بھی یقیناً وہ لوگ کام کریں گے۔ چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ ان دونوں ٹارگٹس کی ہم باقاعدہ نگرانی کریں۔ اور پھر جیسے ہی یہ ممبرز ہمیں دکھائی دیں عقابوں کی طرح ان پر جھپٹ پڑیں" ـــــ میجر ہیرس نے کہا۔

"اوہ ـــــ تمہاری بات بالکل درست ہے۔ آئل ڈپو کے متعلق

تو میں کہہ نہیں سکتا۔ البتہ پاور ہاؤس والی بات درست ہے۔ فاسٹ ڈیتھ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا دوسرا نام ہے۔ عمران بھی یہاں موجود ہے اور وہ ممبرز بھی سامنے آ گئے ہیں۔ جو اسرائیل میں ہمارے خلاف کام کرتے رہے ہیں ——— میں نے انہیں خود دیکھا ہے۔ اس لئے یہ فاسٹ ڈیتھ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی دوسرا نام ہے۔ اس لئے یہ لازماً الیف۔ ڈی کو ناکام بنانے کے لئے میدان میں اترے گی ——— اس لئے ہمیں ان دونوں ٹارگٹس پر نگرانی کرنی چاہیئے" ——— کرنل ہمیرخ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"درست ہے جناب ——— اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں" ——— میجر ہیرس نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— پھر ایسا ہے کہ میں چار ممبرز کے ساتھ پاور ہاؤس کی نگرانی کرتا ہوں۔ تم باقی چار ممبرز کو لے کر آئل ڈپو کی نگرانی کرو۔ ہمیں فل ایکشن کے لئے پوری طرح تیار رہنا چاہیئے۔ اور جیسے ہی یہ لوگ نظر آئیں ان پر حملہ کر دینا چاہیئے۔ انہیں ایک لمحے کی بھی مہلت نہیں ملنی چاہیئے" ——— کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"مجھے ایک اور خیال آ رہا ہے باس ——— ان دونوں ٹارگٹس پر پاکیشیا سیکرٹ سروس غیر سرکاری طور پر کام نہیں کر سکتی۔ یہ یقیناً سرکاری اتھارٹی سے کام لیں گے۔ اس طرح ہم انہیں آسانی سے چیک کر سکتے ہیں" ——— میجر ہیرس نے کہا۔

"اوہ ——— ویری گڈ آئیڈیا ——— یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ گڈ۔ اس

طرح ہم آسانی سے انہیں چیک کر لیں گے" ——— کرنل ہمیرخ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن باس ——— ایک الجھن ضرور سامنے آئے گی کہ ہم ان ٹارگٹس پر اندر نہ جا سکیں گے" ——— میجر ہیرس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم فوری طور پر اپنے مطلب کے چند افراد کو اغوا کر کے ان کا روپ دھار سکتے ہیں" ——— کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"ہاں ——— ایسا ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسی صورت میں ہمیں فوری ایکشن میں آ جانا چاہیئے۔ تاکہ رات ہونے سے پہلے پہلے ہم کسی خاص سچوئشن کو کور کر سکیں" ——— میجر ہیرس نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم اپنے گروپ کو تیار کرو اور آئل ڈپو پر پہنچ جاؤ۔ اور جیسا مناسب سمجھو اقدام کرو۔ میری طرف سے مکمل اجازت ہے" ——— کرنل ہمیرخ نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور میجر ہیرس سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

میجر ہیرس کے جانے کے بعد کرنل ہمیرخ کافی دیر تک بیٹھا سوچتا رہا کہ اسے کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے ——— اب یہ تو ممکن نہیں تھا کہ وہ اپنے گروپ کو لے کر پاور ہاؤس کے مین گیٹ پر کھڑا ہو جاتا اور جیسے ہی عمران یا اس کے ساتھی وہاں پہنچتے۔ وہ انہیں دبوچ لیتا ——— یہ اس کا اپنا ملک تو نہ تھا۔ یہاں تو

وہ خود مجرم تھا۔ اور یہ بات بھی طے تھی کہ پاور ہاؤس کے حفاظتی انتظامات ایف۔ ڈی کی اس دھمکی کے بعد انتہائی سخت کر دیئے گئے ہوں گے ——— اور ہو سکتا ہے کہ پورا پاور ہاؤس براہِ راست فوج کی نگرانی میں دے دیا گیا ہو۔ اور آخری بات جو اس کے ذہن میں آئی وہ یہ کہ ضروری نہیں کہ فاسٹ ڈیتھ وہاں جائے۔ لیکن اب فاسٹ ڈیتھ کو ٹریس کرنے کی اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ اور پاور ہاؤس کی طرف جانا اُسے محض حماقت نظر آ رہا تھا۔ اس وقت جوش میں آکر اس نے میجر ہیرس کی بات کو تسلیم کر لیا تھا ——— لیکن اب بغور سوچنے پر اسے یہ ساری تجویز ہی بچگانہ نظر آ رہی تھی۔ دوسری بات یہ کہ پاور ہاؤس میں تو ہزاروں افراد کام کرتے ہوں گے اور وہاں بے شمار شعبے ہوں گے ——— وہ آخر کس طرح وہاں پہنچ کر چیک کرے کہ فاسٹ ڈیتھ کے ممبران وہاں پہنچتے ہیں یا نہیں ——— بس میجر ہیرس کی صرف یہی بات دل کو لگتی تھی کہ پاور ہاؤس میں داخلے کے لئے فاسٹ ڈیتھ کے ممبران لازماً سرکاری اتھارٹی استعمال کریں گے ——— اور یہ اتھارٹی یقیناً کوئی سپیشل اتھارٹی ہی ہوگی تبھی وہ پاور ہاؤس میں ایف۔ ڈی کے پلان کے خلاف کوئی کام کر سکتے ہیں سوچتے سوچتے اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس ——— مائیکل سپیکنگ" ——— دوسری طرف سے اس کے گروپ کے نمبر ٹو کی آواز سنائی دی۔

"میرے پاس آؤ" ——— کرنل ہمیرخ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے انداز میں بے پناہ پھرتی تھی۔

"بیٹھو" ——— کرنل ہمیرخ نے سامنے رکھی ہوئی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور مائیکل کرسی پر جم گیا۔

"ایف۔ ڈی نے حکومت کو دھمکی دی ہے کہ اگر چوبیس گھنٹوں کے اندر ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو وہ بھاشانہ کے مین پاور ہاؤس کو اڑا دیں گے ——— تم نے یہ نشریہ سنا ہے" کرنل ہمیرخ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— میں نے ٹیلی ویژن پر سنا ہے" مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ ——— آج رات وہ ایک فوجی آئل ڈپو اڑانے والے ہیں۔ یہ دونوں ٹارگٹس حکومت کے لئے بے حد اہم ہیں۔ لیکن ہمارا ان سے تعلق نہیں ہے یہ ایف۔ ڈی کا اپنا کام ہے ——— ہماری یہاں آمد کا مقصد پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہے۔ بظاہر تو پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں نہیں آئی۔ اور اس کی جگہ ایک تنظیم فاسٹ ڈیتھ سامنے آئی ہے۔ جس سے ہمارا کئی بار ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ لیکن عالم گیر ٹاؤن میں ہم نے فاسٹ ڈیتھ پر جو ریڈ کیا۔ اس میں پہلی بار یہ بات سامنے آئی ہے کہ دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ایک نئے نام سے یہاں کام کر رہی ہے ——— فاسٹ ڈیتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی دوسرا نام ہے۔ اب میجر ہیرس کا

یہ خیال ہے کہ دونوں ٹارگٹس پر فاسٹ ڈیتھ ہی ایف۔ڈی کے خلاف کام کرے گی۔ اور ہمیں وہاں ان لوگوں کو گولی مار دینی چاہئے ـــــ چنانچہ میجر ہیرس اپنے چار ساتھیوں کو لے کر آئل ڈپو کے ٹارگٹ کو کور کرنے گیا ہے۔ جب کہ پاور ہاؤس کا ٹارگٹ میں نے اپنے ذمہ لیا ہے ـــــ لیکن اب یہ بات میرے ذہن میں نہیں آرہی کہ وہاں ہمارا طریقہ کار کیا ہونا چاہئے" ـــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"باس ـــــ میجر ہیرس سے میری بات ہوئی ہے۔ ان کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ فاسٹ ڈیتھ اس بار کوئی سرکاری اتھارٹی لے کر ہی دونوں ٹارگٹس پر سامنے آئے گی۔ اور باس اس کالونی میں دو بھائی رہتے ہیں۔ دونوں ہی پاور ہاؤس میں انجینئر ہیں۔ اگر آپ کہیں تو میں ان دونوں کو اغوا کر لیتا ہوں۔ ان کی جگہ ہم اپنے دو آدمی بھیج دیتے ہیں" ـــــ مائیکل نے کہا۔

"ان کے قد و قامت" ـــــ کرنل ہمیرخ نے چونک کر پوچھا۔

"بس ہماری طرح کے ہی ہیں۔ معمولی سا فرق ہو گا" ـــــ مائیکل نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ ٹھیک ہے تم ان دونوں کو اغوا کر کے یہاں لے آؤ۔ ان سے معلومات بھی حاصل ہو جائے گی اور پھر ان کے میک اپ میں پاور ہاؤس میں بھی پہنچ جائیں گے" کرنل ہمیرخ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب ـــــ میں بندوبست کرتا ہوں"

مائیکل نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ہمیرخ نے اطمینان بھرے

انداز میں سر ہلا دیا۔

آئل ڈپو اور اس کے گرد پھیلی ہوئی عمارتوں سے تقریباً تین فرلانگ دور ایک ویران سے زرعی فارم ہاؤس کے نچلے تہہ خانے میں آرنلڈ اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا ـــــ انہوں نے تہہ خانے کے اندر ایک چھوٹی سی مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس کی ساخت ریڈیو ٹرانسمیٹر جیسی تھی۔ اور اس کے اوپر ایک خاصی چوڑی سکرین موجود تھی ـــــ اس وقت آرنلڈ جس کے جسم پر آئل ڈپو سیکورٹی کی یونی فارم تھی۔ اور وہ مقامی افراد کے میک اپ میں تھے اس مشین پر جھکا ہوا تھا ـــــ مشین کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن تھی۔ اور اس پر بجلی کی لہروں جیسے کوندے مختلف سمتوں میں دوڑتے پھر رہے تھے ـــــ اس کے چھ ساتھی بھی سیکورٹی یونی فارم میں اس کے پیچھے قطار باندھے ہوئے کھڑے تھے۔ آرنلڈ مختلف بٹن

آف۔ آن کرتا رہا۔ اور پھر اچانک ایک زوردار جھماکا ہوا۔ اور سکرین پر ایک مقامی آدمی کا چہرہ نمودار ہوا۔

"ہیلو باس ——— رچرڈ سپیکنگ اوور" ——— ریڈیو ٹرانسمیٹر کی سائیڈ پر لگی ہوئی جالی سے آواز نکلی۔ جب کہ سکرین پر موجود اس آدمی کے لب ہلتے دکھائی دیئے۔

"یس ——— آرنلڈ اٹنڈنگ یو رپورٹ دو اوور"

آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس ——— میں نے راستہ صاف کر دیا ہے۔ چیف سیکورٹی آفیسر کی جگہ میں نے سنبھال لی ہے۔ اور میں نے مین الارم کو ناکارہ بنا دیا ہے ——— اب ہم آسانی سے ڈپو کے اندر بی۔ بم نصب کر سکتے ہیں اوور" ——— رچرڈ نے جواب دیا۔

"گڈ ——— لیکن ہمیں کون سے راستے سے پہنچنا ہوگا اوور"

آرنلڈ نے کہا۔

"جناب ——— سوائے سیدھے راستے سے اندر آنے کے اور کوئی صورت نہیں ہے۔ اب سے تین چار گھنٹے قبل اچانک سات افراد جن میں ایک عورت بھی شامل ہے آئل ڈپو پہنچے ہیں۔ وہ بلیک کارڈ ہولڈر ہیں ——— بلیک کارڈ ہولڈر کے متعلق پتہ چلا ہے کہ وہ لوگ شاید ملٹری سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیوں کہ یہاں موجود تمام سیکورٹی ان کے سامنے بچھی جا رہی تھی۔ انہوں نے پورے آئل ڈپو کی نہ صرف چیکنگ کی بلکہ انہوں نے ایک ایک آدمی کو بھی اچھی طرح چیک کیا ——— میں چوں کہ اس

وقت صرف پورٹر کی حیثیت میں وہاں موجود تھا۔ اس لئے میں چیک نہ کیا جا سکا ——— کیوں کہ پورٹر بہرحال اپنا کام کر کے چلے جاتے ہیں۔ وہ سیکورٹی والوں کو چیک کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ سب بکھر گئے۔ اور مختلف سپاٹس پر خود بھی نگرانی کرنے لگے ہیں۔ یہ لوگ اب بھی موجود ہیں اور بے حد چوکنا نظر آتے ہیں ——— میں نے چیف سیکورٹی آفیسر کو مار کر اسے ایک آئل ڈپو کی بڑی مشین کے پیچھے پھینک دیا ہے اور خود اس کے روپ میں آ گیا ہوں۔ چوں کہ وہ پہلے سب کو چیک کر چکے ہیں۔ اس لئے انہیں دوبارہ مجھ پر شک نہیں ہو سکا ——— لیکن اس کے باوجود وہ سب بے حد چوکنا ہیں۔ ان کے انداز سے یوں لگتا ہے جیسے انہیں ہمارے پروگرام کا علم ہو ——— اس لئے اگر آپ کسی بھی مشکوک راستے سے داخل ہوئے تو فوراً چیک ہو جائیں گے۔ اس لئے میں نے یہ پروگرام بنایا ہے کہ آپ سیدھے مین گیٹ پر آئیں۔ میں وہاں موجود ہوں گا ——— میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر یہ بات کہہ دی ہے کہ میں نے حکومت سے درخواست کر کے سپیشل سیکورٹی کا ایک گروپ طلب کیا ہے اور وہ کسی بھی وقت پہنچنے والا ہے۔ اس طرح میں آپ کو سپیشل سیکورٹی کے طور پر متعارف کرا دوں گا ——— اور پھر آپ چیکنگ کے بہانے باری باری آئل ڈپو کے اندر جائیں گے مین الارم بند ہے ——— آپ وہاں بی۔ بم نصب کریں گے۔ جب سارے بم نصب ہو جائیں گے تو پھر ہم وہاں سے نکل پڑیں گے۔ کوئی بھی بہانہ کیا جا سکتا ہے ——— اس کے بعد ان بموں کو اڑا

دیا جائے گا اوور۔"ـــــ رچرڈ نے پوری تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"گڈ ـــــ رچرڈ تم نے واقعی بے حد سمجھداری سے کام لیا ہے۔ یہ سب سے اچھا پروگرام ہے۔ ہمارے پاس سیکورٹی ویگن تو موجود ہی ہے۔ ہم آ رہے ہیں"ـــــ آرنلڈ نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"یس باس آ جائیں۔ میں گیٹ پر آپ کے استقبال کے لئے موجود ہوں گا۔ کوڈ سپیشل سیکورٹی ہی رہے گا اوور"

رچرڈ نے سر ملاتے ہوئے جواب دیا۔ اور آرنلڈ نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"آؤ بھئی ـــــ رچرڈ نے واقعی قابل قدر کام کیا ہے۔ بی۔ ہم ایک بار پھر چیک کر لو۔ اور ہم نے وہاں انتہائی احتیاط سے کام لینا ہے۔ کوئی ایسا اقدام نہیں ہونا چاہیئے جس سے کوئی شخص مشکوک ہو سکے ـــــ آئل ڈپو کا اندرونی نقشہ آپ کے ذہنوں میں ہے۔ ہم نے پہلے سے طے شدہ ٹارگٹس پر ہی اپنے اپنے بم نصب کرنے ہیں"ـــــ آرنلڈ نے انہیں ہدایات دیں۔ اور پھر وہ سب دروازے کی طرف چل پڑے۔ دروازے سے باہر نکل کر وہ ایک راہداری میں سے ہوتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر ایک ٹوٹے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے ـــــ وہاں سے نکل کر وہ فارم کی عقبی سمت گئے۔ جہاں ایک ٹوٹے پھوٹے کمرے کے اندر ایک سٹیشن ویگن کھڑی تھی۔ جس کی نمبر پلیٹ پر سیکورٹی کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔

یہ سٹیشن ویگن انہوں نے اس گروپ سے چھینی تھی جس کی یونی فارمز انہوں نے پہن رکھی تھیں اور جن کی لاشیں اس وقت بھی اسی زرعی فارم کے ایک ٹوٹے ہوئے کمرے کے کونے میں ڈھیر کی صورت میں پڑی تھیں انہوں نے میک اپ نہیں کئے تھے ـــــ کیوں کہ ان لوگوں کو تو آئل ڈپو پر موجود لوگ پہچانتے تھے اور پھر وہ اپنی شفٹ ختم کر کے جا رہے تھے۔ اب ان کی ڈیوٹی تو دوسرے روز صبح کی تھی۔ اس لئے ان کے میک اپ میں تو واپس نہ جا سکتے تھے ـــــ اور اب یہی احتیاط ان کے کام آ رہی تھی۔ ورنہ ظاہر ہے انہیں سپیشل سیکورٹی کے طور پر کون قبول کرتا۔

آرنلڈ نے سٹیرنگ سنبھالا اور باقی سب دوسری سیٹوں پر سوار ہو گئے۔ آرنلڈ نے انجن سٹارٹ کیا اور ویگن کو بیک کر کے کمرے سے باہر نکالا ـــــ اور پھر فارم سے باہر آ کر اس نے اسے مین روڈ کی طرف دوڑا دیا۔ یہ سڑک سیدھی آئل ڈپو کے مین گیٹ تک پہنچتی تھی۔ مین گیٹ سے بہت پہلے ایک سیکورٹی چیک پوسٹ تھی۔ اور تھوڑی دیر بعد ہی وہ اس چیک پوسٹ پر پہنچ گئے ـــــ انہوں نے ویگن ایک طرف روکی اور نیچے اتر آئے۔ یہاں ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ کیبن کے ساتھ ہی ایک سرخ رنگ کی کار موجود تھی ـــــ جیسے ہی وہ نیچے اترے کیبن سے ایک لمبا تڑنگا سا آدمی باہر نکلا۔ اس نے سیکورٹی کی یونی فارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے سینے پر چیف سیکورٹی آفیسر کا بیج لگا ہوا تھا ـــــ اس نے آگے بڑھتے ہوئے آنکھ کا ایک کونا آہستہ سے دبایا اور ان سب نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گئے

کہ آنے والا ان کا ساتھی رچرڈ ہی ہے۔ اس نے واقعی عقل مندی کی تھی کہ وہ خود یہاں تک پہنچ گیا تھا ——— اس طرح وہ آسانی سے نہ صرف اس چیک پوسٹ کو کراس کر سکتے تھے بلکہ آگے بھی انہیں سہولت ہو جاتی تھی۔

"ہیلو ——— میں چیف سیکورٹی آفیسر عبدالسلام ہوں"

رچرڈ نے مقامی لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سپیشل سیکورٹی گروپ سے ہے۔ ہمیں خاص طور پر یہاں حفاظتی انتظامات کو چیک کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے ——— میں نمبر ون ہوں" ——— آرنلڈ نے آگے بڑھ کر بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ——— ہمیں اطلاع مل چکی ہے ——— آئیے ——— بہرحال رسمی چیکنگ تو کی جائے گی" ——— رچرڈ نے کہا۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں ——— اصولوں کی پابندی بہرحال ضروری ہے" ——— آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیبن میں دو سیکورٹی آفیسر اور بھی موجود تھے۔ رچرڈ نے ان سے بھی ان کا سپیشل سیکورٹی گروپ کے طور پر تعارف کرایا اور وہ بھی مؤدب ہو گئے ——— پھر رچرڈ نے خود ہی باری باری ان سب کی جامہ تلاشی لی۔ اسے معلوم تھا کہ بی بم یونی فارم کے کالروں میں چھپے ہوئے ہیں ——— کیوں کہ وہ پتلی پٹیوں کی صورت میں ہوتے ہیں۔

"اوکے ——— سب ٹھیک ہے ——— آئیے" ——— رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک رجسٹر پر اندراجات کرنے کے

بعد رچرڈ نے کیبن سے باہر آنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب مسکراتے ہوئے اپنی ویگن کی طرف بڑھے جب کہ رچرڈ اس سرخ رنگ کی کار کی طرف بڑھ گیا ——— سڑک پر رکھا ہوا راڈ اٹھا لیا گیا۔ اور انہوں نے اطمینان سے یہ چیک پوسٹ کراس کی۔ کار ان سے آگے آگے جا رہی تھی ——— تھوڑی دیر بعد وہ مین گیٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں رچرڈ نے ان کا تعارف کرایا۔ ان کی چیکنگ ایک بار پھر ہوئی۔ اندراجات ہوئے اور اس کے بعد انہوں نے باقاعدہ چارج سنبھال لیا۔ ایک لمبے تڑنگے آدمی سے رچرڈ نے بطور بلیک کارڈ ہولڈر تعارف کرایا۔ وہ شخص بڑے غور سے انہیں دیکھتا رہا ——— لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوالات کرتا۔ اس کے کسی ساتھی نے اسے آواز دے دی اور وہ واپس مڑ گیا۔

اب وہ آئل ڈپو کی اصل عمارت میں داخل ہو گئے۔ رچرڈ ان کے ساتھ ساتھ تھا ——— وہ انہیں یہاں کے سیکورٹی انتظامات کی تفصیلات بتا رہا تھا۔ تمام علاقہ گھمانے کے بعد وہ انہیں اصل عمارت کی طرف لے گیا ——— اور وہاں ایک طرف پہنچتے ہی اس نے انہیں وہ راستہ بتا دیا جس سے گزر کر انہوں نے بی بم نصب کرنے تھے۔ چوں کہ وہ ایسا ممنوعہ علاقہ تھا جہاں سیکورٹی والے بھی اندر نہ جا سکتے تھے۔ وہاں کمپیوٹرین الارم لگا دیا گیا تھا ——— اگر کوئی شخص دیوار کو بھی ہاتھ لگا دیتا تو وہ الارم بج اٹھتا تھا۔ اس لئے رچرڈ نے انہیں پوری تفصیل بتا دی ——— اس نے بتایا کہ اس نے بڑی مہارت سے ایک چھوٹے سے راستے کا الارم سسٹم آف کر دیا ہے۔ اب اگر

اس راستے سے اندر جایا جائے تو الارم نہیں بجے گا۔ وہ پورا سسٹم جام نہ کر سکتا تھا ——— کیوں کہ اس طرح مختلف چیک پوسٹوں پر موجود ٹیلی ویژن سکرینوں پر نظر آنے والے آئل ڈپو کے مناظر یک لخت غائب ہو جاتے۔ اور سب سمجھ جاتے کہ مین الارم سسٹم خراب ہو گیا ہے یا اُسے جام کر دیا گیا ہے ——— رچرڈ تین روز سے بطور رپورٹر یہاں کام کر رہا تھا۔ اس لئے اس نے یہاں کے سارے نظام کی اچھی طرح چیکنگ کر لی تھی ——— ویسے بھی رچرڈ الیکٹرونک کی فیلڈ میں ماہر تھا۔ اس نے الیکٹرونک انجینئرنگ میں ڈگریاں لی ہوئی تھیں۔ اس لئے آرنلڈ نے خاص طور پر اُسی کی ڈیوٹی یہاں لگائی تھی۔ اور رچرڈ اس کی توقع سے کہیں زیادہ کامیاب رہا تھا ——— آرنلڈ نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا اور پھر وہ سب ادھر ادھر یوں راؤنڈ لگانے لگے جیسے چیکنگ کر رہے ہوں جب کہ ان کا ایک ساتھی بڑی خاموشی سے اندر کھسک گیا ——— تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ موجود تھی۔ اس کی معنی خیز مسکراہٹ بتا رہی تھی کہ وہ کامیابی سے اپنے ٹارگٹ پر بی بم نصب کر آیا ہے۔ اس کے آنے کے بعد ایک اور آدمی کھسک گیا ——— اس طرح وہ وہاں ٹہلتے رہے۔ چیکنگ کا بہانہ کرتے رہے اور ان کا ایک ایک ساتھی خاموشی سے اس خفیہ راستے سے جا کر بی بم اپنے اپنے طے شدہ ٹارگٹ کے مطابق نصب کر کے واپس آتا رہا ——— سب سے آخر میں آرنلڈ اندر گیا۔ اور پھر جب وہ واپس آیا تو سب کے چہروں پر اطمینان کی جھلکیاں امڈ آئیں۔

" آپ یہاں ٹھہریں۔ میں وہ راستہ دوبارہ درست کر دوں کہیں اچانک چیکنگ میں نہ پکڑا جائے " ——— رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ خاموشی سے اندر داخل ہو گیا۔

آرنلڈ اور اس کے ساتھی خواہ مخواہ ادھر ادھر چکراتے رہے۔ جیسے بڑی باریک بینی سے چیکنگ کر رہے ہوں ——— تھوڑی دیر بعد رچرڈ واپس آ گیا۔ اس نے آل۔ اوکے کا اشارہ کیا۔ اور پھر وہ سب واپس مین گیٹ کی طرف چل پڑے۔

" ہم اسے آدھے گھنٹے بعد تباہ کر دیں گے " ——— آرنلڈ نے آہستہ سے رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ٹھیک ہے ——— کافی مارجن ہے۔ میں بھی کسی نہ کسی بہانے نکل آؤں گا " ——— رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور تھوڑی دیر بعد جب وہ مین گیٹ پر پہنچے تو وہاں چار بلیک کارڈ ہولڈر موجود تھے جن میں ایک عورت بھی تھی ——— ان سب کی تیز نظریں ان گروپ پر لگی ہوئی تھیں۔

" ہم نے چیک کر لیا ہے۔ سب اوکے ہے۔ ہم رپورٹ کر دیں گے " ——— آرنلڈ نے بڑے گرم جوش انداز میں رچرڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تھینک یو سر ——— ویسے بھی ملکی حالات کی وجہ سے ہم بے حد چوکنا ہیں " ——— رچرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

" اچھا پھر ہمیں اجازت دیجئے " ——— آرنلڈ نے کہا اور رچرڈ کے سر ہلاتے ہی وہ مین گیٹ کی طرف مڑے ہی تھے کہ ایک

بلیک کارڈ ہولڈر ان سے مخاطب ہو گیا۔

"آپ لوگوں نے کیا چیکنگ کی ہے"۔۔۔ بلیک کارڈ ہولڈر کے لہجے میں ہلکی سی سختی تھی۔

"ہماری چیکنگ سپیشل ہوتی ہے۔ اور یہ سرکاری راز ہے اسے آؤٹ نہیں کیا جا سکتا سوری"۔۔۔ آرنلڈ نے اس سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کے پاس شناختی کارڈز ہیں"۔۔۔ اسی بلیک کارڈ ہولڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

"مسٹر چیف سیکورٹی آفیسر ہمیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور میں نے پہلے کہا ہے کہ ہماری چیکنگ سپیشل ہوتی ہے"۔

آرنلڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو باہر آنے کا اشارہ کیا۔۔۔ بلیک کارڈ ہولڈر تیز نظروں سے انہیں دیکھتا رہا لیکن وہ بولا نہیں۔ اور وہ سب مین گیٹ سے نکل کر اپنی ویگن کی طرف بڑھ گئے۔۔۔ اور چند لمحوں بعد ان کی ویگن تیزی سے مین گیٹ کو کراس کرتی ہوئی مین گیٹ سے باہر نکل گئی۔ وہ سب اپنی اپنی جگہ بے حد مطمئن تھے۔۔۔ سب سے اہم اور مشکل کام اس قدر آسانی سے سرانجام پا گیا تھا کہ انہیں اب حیرت ہو رہی تھی اب صرف اس قدر کام باقی رہ گیا تھا کہ وہ یہاں سے واپس فارم میں جاتے اور وہاں تہہ خانے میں موجود وائرلیس آپریٹنگ مشین کی مدد سے ان بی۔ بموں کو آپریٹ کر دیتے۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی آئل ڈپو اور اس کے اردگرد موجود عمارتوں کی تباہی مکمل ہو جاتی۔

عمران نے کار پاور ہاؤس کے مین گیٹ کے قریب روکی اور نیچے اتر آیا۔۔۔ مین گیٹ پر سیکورٹی کے علاوہ فوجی بھی کثیر تعداد میں موجود تھے۔ اور وہ سب بے حد مستعد اور چوکنے نظر آ رہے تھے۔۔۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا گیٹ کے ساتھ بنے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ کیبن کے اندر ایک فوجی کیپٹن اور ایک سیکورٹی آفیسر موجود تھا۔

"ریڈ سرکل اتھارٹی"۔۔۔ عمران نے جیب سے ریڈ سرکل کارڈ نکال کر ان کے سامنے جھٹکتے ہوئے کہا۔

"اوہ یس سر۔۔۔ یس سر"۔۔۔ وہ دونوں کارڈ دیکھتے ہی بوکھلا کر اٹھے۔ اور پھر ان دونوں نے ہی بڑے زوردار انداز میں عمران کو فوجی سیلوٹ مارا۔

"شو مت کریں۔۔۔ بس صرف آپ کو معلوم ہونا چاہئے"۔

عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور کارڈ واپس اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔

"اوہ ___ یس سر" ___ دونوں نے ہی مشینی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سیکورٹی انچارج کون ہے" ___ عمران نے پوچھا۔

"کرنل عمر ہیں۔ ان کی طبیعت بگڑ گئی تھی وہ ریسٹ پر چلے گئے ہیں اب ان کی جگہ میجر شفاعت ہیں۔ ان کا دفتر اندر ہے" کیپٹن نے جواب دیا۔

"اوکے ___ مجھے ان کے دفتر تک لے چلیئے" عمران نے کہا۔

اور فوجی کیپٹن سر ہلاتا ہوا عمران کے ساتھ باہر آ گیا۔ پھر وہ عمران کے ساتھ ہی اس کی کار میں سوار ہوا ___ اس کے اشارے پر ہرڈل راڈ اٹھا لیا گیا اور عمران کار اندر لیتا گیا۔ اندر پہنچ کر کیپٹن کے اشارے پر اس نے کار دائیں سائیڈ پر موڑ دی ___ اور کافی فاصلے پر جا کر ایک برآمدے کے سامنے اس نے کیپٹن کے اشارے پر کار روکی اور پھر وہ دونوں کار سے نیچے اتر آئے۔ یہاں برآمدے میں کئی مسلح فوجی پہرہ دے رہے تھے ___ کیپٹن عمران کو لے کر ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جس کے باہر بھی دو فوجی پہرہ دے رہے تھے ___ دونوں نے کیپٹن کو دیکھتے ہی دروازہ کھول دیا اور عمران کیپٹن کے ساتھ ہی اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں ایک کرخت چہرے والا میجر بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ چونک

کر کیپٹن اور عمران کو دیکھنے لگا۔

"سر ___ آر ایس۔ اے صاحب" ___ کیپٹن نے ریڈ سرکل اتھارٹی کا مخفف ادا کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے جیب سے کارڈ نکال کر میجر کے سامنے رکھ دیا۔

"اوہ یس سر ___ یس سر" ___ میجر کارڈ دیکھتے ہی اچھل کر کھڑا ہوا۔ اور اس نے بڑی تیزی سے عمران کو سیلوٹ مار دیا۔

"ٹھیک ہے کیپٹن ___ آپ جا سکتے ہیں" ___ عمران نے سلام کا جواب دینے کے بعد کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کیپٹن سیلوٹ مار کر واپس چلا گیا۔

"آیئے میجر شفاعت ___ میں ایک تفصیلی راؤنڈ لگانا چاہتا ہوں" ___ عمران نے کارڈ اٹھا کر دوبارہ جیب میں رکھتے ہوئے میجر شفاعت سے کہا۔

"یس سر ___ چلیئے ___ سر میں ڈرائیور کو بلاتا ہوں" میجر شفاعت نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"ڈرائیور کی ضرورت نہیں ___ ہم پیدل جائیں گے" عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ میجر شفاعت سر ہلا کر رہ گیا ___ دفتر سے باہر نکل کر وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے پاور ہاؤس کی اصل عمارت کی طرف چل پڑے۔

"یہ پاور سپلائی شعبہ کس طرف ہے" ___ عمران نے باہر نکل کر پوچھا۔

"ادھر ہے سر ___ ادھر" ___ میجر نے شمالی طرف اشارہ

کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس طرف چل پڑا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک لفٹ کے ذریعے نیچے بنے ہوئے مین پاور سپلائی شعبے میں پہنچ گئے ——— یہاں بڑی بھاری مشینری نصب تھی۔ سب لوگ اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ اندر جانے سے پہلے میجر اور عمران دونوں کو مخصوص الیکٹرک پروف لباس اور مخصوص قسم کے ہلمٹ پہننے پڑے ——— اس ہلمٹ سے مشینری کا شور ختم ہو گیا تھا۔ ہلمٹ کے ساتھ وائرلیس ٹرانسمیٹر نصب تھے۔ جن سے وہ باآسانی ایک دوسرے کی باتیں سن سکتے تھے ——— چیف انجینئر میجر شفاعت کے اشارے پر ساتھ چل پڑا۔ عمران نے چیف انجینئر سے اپنا تعارف عزیز الرحمٰن، چیف سیکورٹی آفیسر حکومت بھاشانہ کے طور پر کرایا تھا ——— مختلف شعبوں کو غور سے دیکھتے ہوئے وہ آگے بڑھتے گئے۔

عمران کی تیز نظریں مشینری پر جمی ہوئی تھیں۔ اور وہ اس مشینری کا صرف اس اینگل سے جائزہ لے رہا تھا کہ اگر کوئی تباہ کن وائرلیس بم نصب کیا جائے تو وہ کہاں نصب کیا جا سکتا ہے ——— اس نے مین پاور سپلائی شعبے کی چیکنگ پہلے اس لئے کرنا مناسب سمجھی تھی کہ اس شعبے میں بم کی موجودگی کا اُسے سب سے زیادہ خطرہ تھا ——— اُسے معلوم تھا کہ اس شعبے کو اگر تباہ کر دیا گیا تو پورا پاور ہاؤس اڑ جائے گا۔ کیونکہ پاور ہاؤس کے تقریباً سب شعبے کا لنک اس شعبے کے ساتھ تھا ——— لیکن یہاں ایسی کوئی مشینری نظر نہ آ رہی تھی جہاں کوئی بم نصب کیا جا سکتا۔

وہ مشینری کو چیک کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر اچانک وہ ایک بڑی مشین کے سامنے ٹھٹھک کر رک گیا ——— اس مشین پر دو انجینئر کام کر رہے تھے۔ لیکن عمران کی تیز نظروں نے ایک لمحے میں یہ بات چیک کر لی تھی کہ وہ دونوں ہی کسی طرح انجینئر نظر نہ آ رہے تھے ——— مشینری یوں تو خودکار تھی اور اس کی صرف نگرانی کی جا رہی تھی۔ اس لئے دونوں انجینئر صرف اس مشینری کے سامنے بیٹھے اُسے بغور دیکھ رہے تھے ——— لیکن عمران جو چیز دیکھ کر ٹھٹھکا تھا وہ ان دونوں کے ہاتھ تھے۔ ان کے ہاتھوں کی انگلیاں اور ساخت بتا رہی تھی کہ وہ کسی طور پر بھی انجینئر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اُسے ہاتھوں کی ساخت کے علم پر اچھا خاصا عبور حاصل تھا۔ وہ صرف انگلیوں اور ہاتھوں کی ساخت دیکھ کر آدمی کے پیشے کا اندازہ کر لیتا تھا ——— اُسے معلوم تھا کہ ہر پیشے سے تعلق رکھنے والوں کے ہاتھوں اور انگلیوں کی ساخت علیحدہ ہوتی ہے۔ قاتل اور مجرم قسم کے آدمیوں کے انگوٹھے ہتھوڑے کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کی انگلیاں بھدی اور چپٹی ہوتی ہیں ——— جب کہ شاعر مزاج۔ ادیب ——— مصور اور تخلیقی علوم سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی انگلیاں پتلی اور لمبی ہوتی ہیں۔ اسی طرح انجینئروں کی انگلیاں سڈول ہوتی ہیں اور وہ درمیان سے مخصوص انداز میں ذرا سی ٹیڑھی ہوتی ہیں ——— اور اگر یہ ٹیڑھا پن پیدائشی نہ بھی ہو تو انجینئرنگ سے وابستہ ہونے کے بعد ان میں لازمی وہ ہلکا سا ٹیڑھا پن آ جاتا ہے۔ جب کہ ان دونوں انجینئرز کی جو شکل سے بھائی لگ رہے تھے۔ انگلیاں

اور ہاتھوں کی ساخت خاصی مختلف تھیں اور عمران کو محسوس ہو رہا تھا کہ ان کا تعلق انجینئرنگ کی بجائے ایسے شعبے سے ہے جس میں لانگا مارشل آرٹ کا زیادہ سے زیادہ سہارا لیا جاتا ہے ——— ساخت کے لحاظ سے وہ مجرم تو نظر نہ آتے تھے لیکن ان کا تعلق بہرحال اسی شعبے سے لگتا تھا۔

"ان کا کتنا تجربہ ہے" ——— عمران نے چیف انجینئر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ یہاں آٹھ سال سے ہیں۔ دونوں سگے بھائی ہیں ——— انجینئر رحمت حسین اور سلامت حسین" ——— چیف انجینئر نے ان دونوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں بھی چونک کر عمران کو دیکھنے لگے ——— اور دوسرے لمحے عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"بہت تجربہ کار انجینئر لگتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس سر ——— واقعی کافی تجربہ کار ہیں" ——— چیف انجینئر نے کہا۔

اور عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ دیگر مشینری کو دیکھنے کے بعد وہ واپس چیف انجینئر کے کمرے میں پہنچ گئے۔

"میرا خیال ہے آج کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ شفٹ کس وقت تبدیل ہوگی" ——— عمران نے چیف انجینئر سے پوچھا۔

"ابھی شفٹ تبدیل ہونے میں چار گھنٹے باقی ہیں"

چیف انجینئر نے جواب دیا۔

"آپ نے ایف رڈی کا چیلنج سنا ہے کہ اگر حکومت نے ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے تو وہ یہ پاور ہاؤس اڑا دیں گے" عمران نے چیف انجینئر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر ——— سنا ہے۔ پہلے تو ہم سب گھبرا گئے تھے۔ لیکن پھر ہمارے صدر نے بڑی جوشیلی اور حوصلہ افزا تقریر کی کہ ہمیں مجرموں کے سامنے جھکنے کی بجائے ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ہم سیاسی طور پر اپنا مستقبل خود طے کریں گے ——— اور کسی ملک یا مجرم تنظیم کو یہ اجازت نہیں دیں گے کہ وہ قوم اور ملک کو بلیک میل کر سکے ہمارے معاملات میں مداخلت کرے۔ اس تقریر کے بعد جناب پورے ملک کا رویہ بدل گیا ——— عوام مجرموں کے خلاف ہو گئے ہیں۔ جہاں تک پاور ہاؤس کے اڑانے کا تعلق ہے۔ یہ صرف مجرموں کی گیدڑ بھبکی ہے ——— یہاں سیکورٹی کے انتظامات اتنے سخت ہیں کہ مجرم تو مجرم مجرموں کی روحیں تک داخل نہیں ہو سکتیں" ——— چیف انجینئر نے بڑے جوشیلے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کے دعویٰ پر دل ہی دل میں ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ——— آیئے میجر صاحب" ——— عمران نے کہا۔

اور پھر وہ لباس اتار کر اس شعبے سے باہر نکل آئے۔

"جناب ——— ہم نے بڑی سخت چیکنگ رکھی ہوئی ہے" میجر نے باہر نکلتے ہی مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"کیا کیا چیک کرتے ہیں آپ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"ہتھیار۔ اور ایسی ہی دوسری ضرر رساں چیزیں" ——— میجر نے جواب دیا۔

"کیا آپ میک اپ بھی چیک کرتے ہیں" ——— عمران نے پوچھا۔

"میک اپ ——— میک اپ کا کیا تعلق ——— میک اپ تو ہم چیک نہیں کرتے" ——— میجر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی مجرم اگر یہاں کے کسی آدمی کو مثال کے طور پر اس چیف انجینئر کو اغوا کر لیں اور اس کے میک اپ میں اندر آجائیں تو آپ کیسے چیک کریں گے" ——— عمران نے اس کے دفتر میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ——— اس طرف تو ہم نے کبھی سوچا ہی نہیں۔ اور سر ——— اگر کوئی بھی آجائے تو وہ کیا کرے گا۔ ہاتھ سے تو وہ کسی مشینری کو تباہ کرنے سے رہا۔ اور ساتھ ہم کوئی چیز آنے نہیں دیتے" ——— میجر نے عمران کے کرسی پر بیٹھنے کے بعد دوسری کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میجر صاحب ——— زمانہ بہت آگے جا چکا ہے۔ اب تو کمپیوٹر چیکنگ مشین انسانی عقل کے سامنے فیل ہو جاتی ہیں۔ آپ تو صرف ہاتھوں سے تلاشی لیتے ہیں ——— اور پھر کوئی سیکورٹی والا بھی تو مجرموں کے ساتھ شامل ہو سکتا ہے۔ اور پھر ایسا ہو سکتا ہے کہ مجرم پہلے

کسی سیکورٹی آفیسر کو مثال کے طور پر آپ کو اغوا کر لیں اور خود اس کے میک اپ میں یہاں آکر چیکنگ شروع کر دیں تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کسی اپنے ساتھی کو بغیر چیک کئے اندر نہیں جانے دیں گے" ——— عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور میجر کا چہرہ حیرت اور خجالت سے بگڑنے کے قریب ہو گیا تھا۔

"اوہ سر ——— آپ واقعی درست فرما رہے ہیں۔ اوہ واقعی ہم سے زبردست حماقت ہوئی ہے" ——— میجر نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔ اُسے اب احساس ہو رہا تھا کہ واقعی ان کی چیکنگ صرف رسمی ہی ہے ——— مجرم اس چیکنگ کو بڑی آسانی سے ناکام بنا سکتے ہیں۔

"میجر صاحب ——— مجرموں نے باقاعدہ چیلنج کسی پر تے پر ہی کیا ہوگا۔ ان کے چیلنج سے ہی صاف ظاہر ہے کہ وہ اس پاور ہاؤس کی تباہی کا مکمل انتظام کر چکے ہیں ——— کسی نہ کسی جگہ ایسا تباہ کن بم نصب ہے جسے کہیں دور بیٹھے وہ وائرلیس کے ذریعے آپریٹ کر سکتے ہیں" ——— عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ——— واقعی ایسا ہو سکتا ہے جناب ——— لیکن اب آپ فرمائیے کہ کیا کیا جائے" ——— میجر نے مکمل طور پر شکست تسلیم کرتے ہوئے ساری بات عمران پر ڈال دی۔

"ابھی میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیا ہو سکتا ہے۔ فی الحال آپ ایسا کیجئے کہ آپ فورس اپنے ہمراہ لے جائیے اور ان دو بھائی انجینئروں کو بڑی حفاظت سے یہاں لے آئیے ——— اگر وہ بھاگنے کی

کوشش کریں تو بے شک گولی مار دینا" ـــــــ عمران نے کہا۔

"اوہ ـــــ تو کیا وہ مجرم ہیں" ـــــ میجر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی تو وہ صرف انجینئر ہیں۔ البتہ ہو سکتا ہے مجھ سے ملاقات کے بعد ان کا پیشہ بدل جائے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر سر ملاتا ہوا تیزی سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے کے بعد عمران اٹھا اور کمرے سے باہر آ کر ایک ستون کی آڑ میں رک گیا ـــــ میجر چند سپاہیوں کو لے کر ایک جیپ میں سوار ہو کر اُس شعبے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

عمران نے ان دونوں میں سے ایک انجینئر کو آنکھوں سے پہچان لیا تھا کہ وہ کرنل ہمیرخ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

تنویر اور اس کے ساتھی بلیک کارڈ حاصل کرتے ہی تیزی سے آئل ڈپو میں پہنچ گئے ـــــ اور انہوں نے وہاں پہنچ کر حفاظتی انتظامات کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ بظاہر حفاظتی انتظامات نہ صرف بالکل درست تھے بلکہ وہ بے حد معیاری اور سائنٹیفک بھی تھے۔ آئل ڈپو کا وہ حصہ جو خطرناک ہو سکتا تھا وہاں جدید ترین کمپیوٹر چیکنگ نظام نصب کیا گیا تھا ـــــ کمپیوٹر آئل ڈپو کے ہر شعبے کو علیحدہ علیحدہ چیک کرتا تھا تاکہ کسی بھی شعبے میں فالٹ کی صورت میں پورا نظام ہی گڑبڑ نہ ہو جائے ـــــ **جولیا** نے اس نظام کو اچھی طرح چیک کیا تھا وہ درست تھا۔ آئل ڈپو کے مین گیٹ کے اندر اور چاروں کونوں میں بنی ہوئی چیک پوسٹوں میں بھی خصوصی ٹیلی ویژن رکھے گئے تھے ـــــ جن کی سکرین پر کمپیوٹر چیکنگ رزلٹ دیکھا جاتا تھا۔ اس طرح ہر چیک پوسٹ والوں کو پتہ چل جاتا تھا کہ کمپیوٹر چیکنگ

نظام درست کام کر رہا ہے ۔

انہوں نے سیکورٹی افراد کو بھی غور سے چیک کیا ۔ لیکن وہ سب ہی شبہے سے بالاتر تھے ۔

" یہاں تو مجرموں کا ہاتھ پڑنا مشکل ہے "۔۔۔ تنویر نے تمام جائزہ لینے کے بعد کہا ۔

وہ سب مین گیٹ سے کافی فاصلے پر ایک چھوٹی سی بارہ دری نما عمارت میں رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے ۔۔۔ صرف صفدر ان میں موجود نہ تھا وہ راؤنڈ پر گیا ہوا تھا ۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد صفدر بھی وہاں پہنچ گیا ۔

" ایک سپیشل سیکورٹی گروپ حکومت کی طرف سے آیا ہے تاکہ انتظامات کو چیک کیا جا سکے "۔۔۔ صفدر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا ۔

" ظاہر ہے حکومت نے چیلنج کے بعد ہر طرف چیکنگ کرنی ہے "۔ کیپٹن شکیل نے کہا ۔ اور وہ سب ایک بار پھر باتوں میں مصروف ہو گئے ۔

" میرا خیال ہے ۔ ہمیں یہاں بیٹھے رہنے کی بجائے اس آئل ڈپو کے اطراف میں موجود علاقے کو بھی چیک کرنا چاہئے ۔۔۔ ہو سکتا ہے مجرموں نے کوئی ایسا سائنسی حربہ اختیار کرنے کا سوچا ہو جس سے وہ کوئی تباہ کن بم فلائنگ انداز میں ڈپو پر پھینکیں "۔ نعمانی نے کہا ۔

" نہیں ۔۔۔ اس کی ضرورت نہیں ۔ میں نے یہاں آتے ہی

سب سے پہلے یہی چیک کیا تھا ۔ یہ آئل ڈپو اور اس سے ملحقہ عمارات تمام بم پروف ہیں ۔۔۔ باہر سے پھینکا جانے والا بم اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ۔ چاہے وہ کس قدر طاقتور ہی کیوں نہ ہو "۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا ۔

" تو کیا ایٹم بم کو بھی روکا جا سکتا ہے "۔۔۔ تنویر نے کہا اور اس کی بات سن کر سب ہنس پڑے ۔

" مجرموں کے پاس ایٹم بم ہوتا ۔ تو پھاشانہ کب کا نیست و نابود ہو چکا ہوتا تنویر "۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا ۔ اور تنویر بھی ہنس پڑا ۔ اسے بھی احساس ہو گیا تھا کہ اس نے جوش میں آ کر مضحکہ خیز بات کر دی تھی ۔

" یہ عمران اب ہم سے آملا ہے ۔ یہ آخر اب تک کیا کرتا رہا ہے "۔ اچانک جولیا نے کہا ۔

" تمہیں یہ بیٹھے بیٹھے عمران کیسے یاد آ گیا ۔ کہیں دھکے کھاتا پھرتا رہا ہو گا ۔ جب کچھ نہ بن سکا تو ہماری طرف آ گیا لیڈری چمکانے "۔ تنویر نے فوراً ہی برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا ۔

" تنویر ۔۔۔ مجھے تو بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے ۔ جیسے تمہیں عمران سے اللہ واسطے کا بیر ہو ۔ تم خود سوچو جب ریڈ آرمی ہمارے ہیڈ کوارٹر میں گھس آئی تھی ۔۔۔ اگر اس وقت عمران وہاں پہنچ کر ہماری مدد کو نہ آتا تو اس وقت ہماری لاشیں سڑکوں پر پڑی گل سڑ رہی ہوتیں ۔۔۔ اس کے بعد یہ عمران کا ہی کام ہے کہ ہم اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ورنہ ہمیں کیسے معلوم ہوتا کہ ایف ۔ ڈی

آئل ڈپو کو آج رات اڑانا چاہتی ہے" ـــــ جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"تو کیا عمران کے آنے سے پہلے ہم بےکار بیٹھے رہے ہیں۔ ہم نے کچھ نہیں کیا" ـــــ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے ـــــ یہ سپیشل سیکورٹی والا گروپ شاید واپس جا رہا ہے" ـــــ اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور وہ سب مڑ کر اس طرف دیکھنے لگے جدھر دور سے وہ گروپ مین گیٹ کی طرف بڑھتا نظر آ رہا تھا۔

"ہمیں انہیں بھی چیک کرنا چاہیئے" ـــــ چوہان نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

"چیکنگ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر یہ مجرم بھی ہوتے تو یہاں احاطے میں گھوم کر واپس چلے جانے میں انہوں نے کون سا تیر مار لینا ہے" تنویر نے کہا۔

"پھر بھی دیکھیں تو سہی ـــــ کیا واقعی یہ واپس جا رہے ہیں یا ان کا کوئی اور پروگرام ہے" ـــــ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو دیکھ لیتے ہیں" ـــــ تنویر نے بادل نخواستہ اٹھتے ہوئے کہا۔

اور پھر تنویر ـــــ صفدر ـــــ کیپٹن شکیل اور جولیا اٹھ کر مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ باقی ممبران وہیں بیٹھے رہے۔ ظاہر ہے یہ کوئی ایسا کام تو نہ تھا کہ وہ سب وہاں اکٹھے ہوتے۔

ان چاروں کے جانے کے بعد وہ عمران کی باتوں میں مصروف

ہو گئے۔ ان کے خیال کے مطابق عمران کی اس گروپ میں عدم موجودگی کی وجہ سے وہ اب تک کوئی فیصلہ کن اقدام نہیں کر سکے۔ اور سوائے ادھر ادھر بھاگنے کے اور کچھ نہیں ہو سکا۔

"لیکن ایک بات ہے ـــــ عمران کی غیر حاضری کی وجہ سے ہم کسی حد تک فعال ہو گئے ہیں" ـــــ چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ـــــ ورنہ سارا بوجھ اکیلا عمران ہی اٹھا لیا کرتا تھا" نعمانی نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"اس بار ایک اور بات سامنے آئی ہے۔ کہ ایکسٹو ہمیں بھیج کر بالکل ہی غیر متعلق ہو گیا ہے ـــــ اس نے مڑ کر خبر ہی نہیں لی کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ کچھ کر بھی رہے ہیں یا نہیں۔ مارے جا چکے ہیں گرفتار ہو گئے ہیں۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے" ـــــ صدیقی نے کہا۔

"ارے ہاں ـــــ واقعی اس بات کا تو ہمیں خیال تک نہیں آیا۔ واقعی اس بار ایکسٹو قطعاً لاتعلق ہو گیا ہے۔ حالاں کہ ایسا ہونا نہیں چاہیئے" ـــــ چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور ابھی چوہان کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ اچانک اس کے ہاتھ میں بندھی ہوئی واچ ٹرانسمیٹر سے اس کی کلائی پر ضربیں لگنے لگیں۔ چوہان نے چونک کر واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو ـــــ ہو از اٹنڈنگ می اوور" ـــــ گھڑی سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔ اور وہ سب یہ آواز سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔ ان سب کے چہروں پر شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے ـــــ ظاہر ہے کہ یہاں آنے کے بعد انہوں

نے پہلی بار ایکسٹو کا ذکر کیا تھا اور اُسی لمحے ایکسٹو کی کال بھی آگئی ۔ اور وہ بھی چوہان کے واچ ٹرانسمیٹر پر ـــــ جب کہ یہ کال جولیا صفدر وغیرہ کے واچ ٹرانسمیٹر پر ہی آنی چاہیئے تھی ۔

"چوہان اٹنڈنگ باس اوور" ـــــ چوہان نے فوراً ہی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا ۔

"باقی ممبران کے واچ ٹرانسمیٹر کام کیوں نہیں کر رہے ۔ میں کافی دیر سے مخصوص فریکونسی پر کال کر رہا ہوں اوور" ایکسٹو نے کرخت لہجے میں پوچھا ۔

اور باقی ساتھیوں نے چونک کر اپنی گھڑیوں کو دیکھا اور دوسرے لمحے وہ سب ایک طویل سانس لے کر رہ گئے ـــــ ان کے واچ ٹرانسمیٹر پر بارہ کا ہندسہ تو جل بجھ رہا تھا ۔ لیکن کال اٹنڈ نہ ہو رہی تھی ۔

"جناب ـــــ کاشن تو سب پر آرہا ہے ۔ لیکن کال صرف میرے واچ ٹرانسمیٹر پر ہی ٹرانسمٹ ہو رہی ہے اوور" ـــــ چوہان نے کہا ۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ چیک کر کے بتاؤ ان کی ریسٹ واچز کے نیچے کنکٹنگ پوائنٹ کور موجود ہے یا نہیں اوور" ایکسٹو نے کہا ۔

اور ایکسٹو کی بات سنتے ہی ان سب نے تیزی سے اپنی اپنی گھڑیاں اتاریں ۔ چوہان نے بھی اپنی گھڑی اتار دی تھی ـــــ اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ گھڑیوں کے نیچے لگا

ہوا چھوٹا سا ربڑ کا ٹکڑا اسوائے چوہان کی گھڑی کے اور کسی میں بھی موجود نہ تھا ـــــ اس ربڑ کے ٹکڑے کے نہ ہونے کی وجہ سے کنکٹنگ پوائنٹ پسینہ آجانے کی وجہ سے گیلا ہو جاتا تھا ۔ اور کال ٹرانسمٹ نہ ہو سکتی تھی ۔

"میری گھڑی میں کور موجود ہے جناب ـــــ باقی کی گھڑیوں میں موجود نہیں ہے ۔ شاید کہیں گر گئے ہیں اوور" ـــــ چوہان نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا ۔

"اسے وقتاً فوقتاً چیک کرتے رہا کرو ۔ لانگ رینج کال کے لئے اس کور کی موجودگی انتہائی ضروری ہوتی ہے ـــــ بہرحال آئل ڈپو میں تمہاری چیکنگ کیسی جا رہی ہے ۔ کوئی مشکوک بات تو سامنے نہیں آئی اوور" ـــــ ایکسٹو نے پوچھا ۔

"اوہ نو سر ـــــ یہاں سب ٹھیک ٹھاک ہے ۔ حفاظتی انتظامات بے حد اعلیٰ ہیں اور درست کام کر رہے ہیں اوور" چوہان نے جواب دیا ۔

"تمہارے گروپ فاسٹ ڈیتھ کا لیڈر تنویر کہاں ہے اوور" ایکسٹو نے پوچھا ۔

اور وہ سب معنی خیز انداز میں بھنویں اچکانے لگے ۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ ان کا خیال غلط تھا ـــــ ایکسٹو ان سے لاتعلق نہ ہوا تھا بلکہ اُسے ان کے متعلق سب کچھ علم تھا ۔

"جناب ـــــ تنویر ۔ صفدر ۔ جولیا اور کیپٹن شکیل مین گیٹ پر گئے ہیں ۔ ایک سپیشل سیکورٹی گروپ یہاں آیا تھا ۔ وہ اب

واپس جا رہا تھا۔ اُسے چیک کرنے گئے ہیں اوور" ۔۔۔ چوہان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سپیشل سیکورٹی گروپ کہاں سے آیا ہے اوور"
ایکسٹو نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"حکومت نے بھیجا ہوگا سر چیکنگ کے لئے اوور"

چوہان نے جواب دیا۔

"بھیجا ہوگا ۔۔۔ اس کا مطلب ہے تم نے انہیں چیک نہیں کیا۔ وہ لوگ موجود ہیں اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے اب وہ جا چکے ہوں گے ۔۔۔ تنویر، صفدر، کیپٹن شکیل اور جولیا واپس آ رہے ہیں اوور" ۔۔۔ چوہان نے کہا۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ وہ چاروں باتیں کرتے ہوئے واپس آ رہے تھے۔

"تنویر سے بات کراؤ اوور" ۔۔۔ ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

اور اسی لمحے صدیقی اٹھ کر تیزی سے تنویر اور اس کے ساتھیوں کی طرف بھاگا جو بڑے مطمئن انداز میں باتیں کرتے ہوئے آ رہے تھے۔ ۔۔۔ اس نے جب انہیں ایکسٹو کی کال کے متعلق بتایا تو وہ سب تیزی سے اس بارہ دری کی طرف دوڑ پڑے۔ چوہان نے واچ ٹرانسمیٹر اتار کر ہاتھ پر رکھا ہوا تھا ۔۔۔ اس نے جلدی سے تنویر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس سر ۔۔۔ تنویر بول رہا ہوں سر اوور" ۔۔۔ تنویر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تنویر ۔۔۔ یہ سپیشل سیکورٹی گروپ واپس چلا گیا ہے اوور"
دوسری طرف سے ایکسٹو کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس سر ۔۔۔ وہ ابھی ابھی گیا ہے۔ انہوں نے بھی حفاظتی انتظامات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے اوور" ۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

"تم نے ان کے شناختی کارڈ وغیرہ چیک کئے تھے اوور"
ایکسٹو نے پوچھا۔

"باس ۔۔۔ میں نے بات کی تھی۔ لیکن انہوں نے اسے سرکاری سیکرٹ کہہ کر ٹال دیا تھا۔ ویسے چیف سیکورٹی آفیسر انہیں پرسنل جانتے تھے اور مطمئن تھے۔ اس لئے ہم خاموش ہو گئے اور ویسے بھی وہ چلے گئے ہیں اور کمپیوٹرائزڈ نظام کے مطابق آل اوکے ہے اوور" ۔۔۔ تنویر نے جلدی سے تمام وضاحتیں کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرو کہ فوراً کسی دریچہ پر چڑھ کر طاقتور دوربین سے چیک کرو کہ وہ وہاں کہاں جاتے ہیں ۔۔۔ اب کار میں تو ان کا پیچھا فضول ہے۔ تمہارے باہر نکلنے تک کافی دور جا چکے ہوں گے۔ دوربین سے چیک کرو جلدی ۔۔۔ میں بعد میں کال کروں گا اوور اینڈ آل" ۔۔۔ ایکسٹو نے کہا۔

اور تنویر نے جلدی سے گھڑی چوہان کی طرف پھینکی۔ اور پھر

تیزی سے بھاگتا ہوا نزدیکی ٹاور کی طرف بڑھنے لگا۔

صفدر اور کیپٹن شکیل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور پھر وہ دونوں ہی اس ٹاور کی طرف دوڑے جو مین گیٹ سے نزدیک تھا۔۔۔ ان کا خیال تھا کہ اس ٹاور سے دیکھنے پر باہر جانے والی سڑک دور تک نظر آ سکتی ہے۔ جب کہ جس ٹاور کی طرف تنویر گیا تھا وہاں سے سڑک کو زیادہ دور تک چیک نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ ٹاور پر پہنچنے کے بعد انہوں نے وہاں نصب دوربین کو سیدھا کیا۔ ٹاور میں موجود سیکورٹی والے حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔۔۔ لیکن چوں کہ انہیں معلوم تھا کہ یہ بلیک کارڈ ہولڈر ہیں اس لئے وہ خاموش رہے۔ پہلے صفدر نے اور بعد میں کیپٹن شکیل نے بڑی دیر تک دوربین سے آنکھیں لگائے رکھیں۔ لیکن سڑک دور دور تک صاف پڑی ہوئی تھی۔۔۔ یہاں سے وہ سڑک کا وہ کنارہ تک دیکھ رہے تھے جو مڑ کر شہر کی مصروف سڑک سے مل جاتا تھا۔ لیکن سڑک گنجے کے سر کی طرح صاف تھی۔

"یہ ابھی جو اسٹیشن ویگن آئل ڈپو سے گئی ہے کیا وہ شہر کی طرف چلی گئی ہے"۔۔۔ صفدر نے وہاں موجود سیکورٹی والوں سے پوچھا۔

"ہم نے اُسے چیک نہیں کیا جناب۔۔۔ بس جاتے ہوئے ضرور دیکھا ہے"۔۔۔ ایک سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جناب۔۔۔ وہ شہر ہی جا سکتے ہیں۔ اور تو یہ سڑک کہیں نہیں جاتی"۔۔۔ دوسرے سپاہی نے جواب دیا۔ اور

دونوں سر ہلاتے ہوئے ٹاور سے نیچے اتر آئے۔ اُسی لمحے انہیں دور سے تنویر بھاگ کر ادھر آتا ہوا دکھائی دیا۔۔۔ اس کا چہرہ جوش سے سرخ ہو رہا تھا۔ جیسے اس نے کوئی خاص بات دیکھ لی ہو۔

"وہ سٹیشن ویگن میں نے ایک ٹوٹے پھوٹے زرعی فارم میں داخل ہوتے دیکھی ہے"۔۔۔ تنویر نے قریب آکر تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔۔۔ اس کا مطلب ہے یہ لوگ واقعی مشکوک تھے۔ ہمیں فوراً ان پر چھاپہ مارنا چاہیئے"۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔ اس کی آنکھوں میں بھی چمک ابھر آئی تھی۔

"وہ چیف سیکورٹی آفیسر کہاں ہے۔ اس کا بھی پتہ کریں اگر یہ لوگ مشکوک ہیں تو پھر وہ بھی لازماً مشکوک سمجھا جائے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

اور تنویر نے اپنے ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے مین گیٹ کے پاس پہنچ گئے۔۔۔ اور پھر وہاں پہنچنے کے بعد جب انہوں نے چیف سیکورٹی آفیسر کے متعلق معلوم کیا تو انہیں بتایا گیا کہ چیف صاحب کو سپیشل سیکورٹی والوں کے رجسٹر پر واپسی کے دستخط کرانے یاد نہیں رہے تھے وہ انہیں واپس لانے کے لئے گئے ہیں۔۔۔ اور ان کی بات سنتے ہی انہیں یقین آگیا کہ ایکسٹو نے صحیح لائن دی ہے۔ یہ لوگ واقعی مشکوک ہیں۔۔۔ اور پھر وہ سب اپنی کار کی طرف دوڑے جو مین گیٹ کے

سائیڈ پر کھڑی ہوئی تھی۔ اور چند ہی لمحوں بعد کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی بیرونی چیک پوسٹ کی طرف بڑھنے لگی۔

"ہمیں سیدھا ان کے پاس جانے سے بکھر کر جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ نگرانی کر رہے ہوں"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے سر ہلا دیا۔

بیرونی چیک پوسٹ سے گزرنے کے بعد وہ سیدھے آگے بڑھتے گئے۔۔۔۔ تنویر کے ذہن میں وہ جگہ موجود تھی۔ جہاں سے اس کے خیال کے مطابق ٹوٹے ہوئے زرعی فارم کو سڑک جاتی تھی۔ لیکن وہ کار کو آگے دوڑائے گیا۔۔۔۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شہر جانے والی سڑک پر پہنچ گئے۔

"یہ تو تم شہر والی سڑک پر آ گئے"۔۔۔۔ صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔۔۔۔ میں جان بوجھ کر ادھر آیا تھا۔ ہو سکتا ہے ان کے کچھ اور ساتھی وہاں موجود ہوں اور وہ دوربین سے ہمیں چیک کر لیں اور انہیں اطلاع دے دیں۔۔۔۔ ہم عقب سے ہو کر واپس جائیں گے"۔۔۔۔ تنویر نے کار کا رخ بائیں سمت موڑتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور جولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ واقعی تنویر نے خاصی عقل مندی کا ثبوت دیا تھا۔

بائیں سمت ایک لمبی سڑک سیدھی کھیتوں کے اندر بڑھی جا رہی تھی۔۔۔۔ تنویر کار آگے بڑھائے چلا گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد اس نے درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے کار روکی۔ اور ان

سب کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔

"اسلحہ لے لو۔۔۔۔ وہ لوگ اگر مجرم نکلے تو لازماً مسلح ہوں گے"۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔ اور ان سب نے کار کی سیٹوں کے نیچے بنے ہوئے باکسز میں سے مشین گنیں اور تھوڑے سے دستی بم اٹھا لئے۔

"ہمیں نیم دائرے کی صورت میں آگے جانا ہے۔ لیکن انتہائی احتیاط سے"۔۔۔۔ تنویر نے ایک بار پھر کسی فوجی سپہ سالار کی طرح انہیں ہدایات دیں۔ اور سب تیزی سے بکھرتے چلے گئے۔ اس کے بعد وہ کھیتوں کے اندر سے ہوتے ہوئے سامنے بڑھنے لگے۔۔۔۔ تنویر ان سے ذرا سا آگے تھا۔ اور وہ پوری طرح اپنی ٹیم کی رہنمائی کر رہا تھا۔

کرنل ہمیرخ اور مائیکل دونوں ہی دو انجینئر بھائیوں کے میک اپ میں بڑی آسانی سے پاور ہاؤس کے اندر داخل ہو گئے ـــــ مائیکل نے بڑی آسانی سے اُسی کالونی میں رہنے والے دونوں بھائیوں کو اغوا کر لیا تھا۔ اور پھر وہ دونوں جو سیدھے سادھے انجینئر تھے۔ مائیکل اور کرنل ہمیرخ کے خوف ناک تشدد کے سامنے چند لمحے بھی نہ ٹھہر سکے ـــــ اور انہوں نے اپنی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ پاور ہاؤس کی مکمل تفصیلات۔ سیکورٹی چیکنگ کے بارے میں تفصیلات سب کچھ بتا دیا۔ اور اس کے بعد ظاہر ہے ان بے چاروں کا آخری ٹھکانہ برقی بھٹی نے ہی بننا تھا۔

کرنل ہمیرخ اور مائیکل دونوں نے سپیشل میک اپ کیے۔ اور پھر انہوں نے مخصوص قسم کا چپٹا ریوالور جس پر ایک خاص ساخت کے ربڑ کا غلاف چڑھا ہوا تھا۔ اپنے کالر کی اندر کی طرف چپکا لیا۔

عام طور پر کپڑوں کی تلاشی لیتے وقت کالر کی اندرونی طرف کو کوئی بھی چیک نہیں کرتا ـــــ اس لئے انہیں اطمینان تھا کہ بظاہر یہ چپٹا سا لیکن دراصل خوف ناک ہتھیار وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اندر لے جائیں گے ـــــ ان دونوں انجینئر بھائیوں کا تعلق جس شعبے سے تھا۔ وہ پاور ہاؤس کا مین سپلائی شعبہ تھا۔ اور کرنل ہمیرخ کو یقین تھا کہ اگر فاسٹ ڈیتھ والے یا عمران وہاں چیکنگ کرنے آیا تو وہ لازماً اسی شعبے میں چکر لگائے گا۔

چنانچہ وہی ہوا۔ انہیں وہاں ڈیوٹی دیتے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ سیکورٹی کے میجر اور چیف انجینئر کے ساتھ ایک مقامی نوجوان ان کے شعبے میں آیا ـــــ چیف انجینئر اور سیکورٹی میجر اس کے ساتھ اس طرح مؤدبانہ انداز میں پیش آ رہے تھے کہ کرنل ہمیرخ چونک گیا ـــــ اور پھر جب اس نوجوان کے ساتھ اس کی آنکھیں ملیں تو اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا کیوں کہ وہ عمران کو اچھی طرح پہچان چکا تھا ـــــ عمران کی آنکھوں میں موجود مخصوص قسم کی چمک کو وہ ہزاروں کے درمیان شناخت کر سکتا تھا وہ سمجھ گیا کہ عمران ان کی توقع کے عین مطابق چیکنگ کے لئے وہاں آیا ہے۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور وہ میجر واپس چلے گئے۔ تو کرنل ہمیرخ نے مائیکل کو وہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود اٹھ کر تیزی سے چیف انجینئر کے سائیڈ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"یہ کون صاحب تھے باس" ـــــ بڑے عجیب انداز میں

مشینوں کو دیکھ رہے تھے۔ ——— کرنل ہمیرخ نے اندر داخل ہوتے ہی کہا۔

"اوہ رحمت حسین۔ ——— تم مشین چھوڑ کر یہاں آ گئے ——— یہ عزیز الرحمان تھے۔ سپیشل سیکورٹی چیف تھے ——— " چیف انجینئر نے قدرے ناگوار سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرے لمحے کرنل ہمیرخ کا ہاتھ فضا میں کسی کوڑے کی طرح لہرایا اور چٹاخ کی تیز آواز ابھری اور چیف انجینئر منہ کے بل کرسی سے اچھل کر فرش پر جا گرا ——— وہ کنپٹی پر لگنے والی بھرپور ضرب سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ لیکن اس کا حیرت سے کھلا ہوا منہ ویسے کا ویسا ہی کھلا رہ گیا تھا ——— چیف انجینئر کا کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف تھا۔ اس لئے کرنل ہمیرخ کو معلوم تھا کہ آواز باہر نہیں گئی ہو گی ——— چیف انجینئر کے نیچے گرتے ہی کرنل ہمیرخ نے بڑی پھرتی سے اپنے کپڑے اتارے۔ اور پھر اس کے بعد اس نے چیف انجینئر کے کپڑے اتار کر اپنے کپڑے اسے پہنائے اور خود اس کے کپڑے پہن لئے ——— اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے لباس کی جیب میں موجود وہ چپٹا سا ریوالور نکال لیا جسے وہ کالر کی اندرونی طرف چپکا کر ساتھ لایا تھا ——— اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور کے چپٹے دستے کو مخصوص انداز میں پچھلی طرف سے دبایا۔ تو دستے کا اوپر والا حصہ کسی ڈھکن کی طرح کھل گیا ——— اس کے اندر چھوٹی چھوٹی کئی ٹیوبیں اس طرح رکھی ہوئی تھیں جیسے وہ کوئی کلر باکس ہو ——— کرنل ہمیرخ نے بڑی پھرتی سے چند ٹیوبوں کو کھول کر

ان کے اندر موجود پیسٹ کو ہاتھ پر رکھ کر مکس کیا اور پھر اس پیسٹ کو تیزی سے چہرے پر لیپ دیا ——— ساتھ ہی چھوٹا سا باتھ روم تھا۔ وہ اندر گیا اور اس کے آئینے میں دیکھتے ہوئے اس نے بڑی مہارت اور پھرتی سے اپنی ہتھیلی کو چہرے پر تھپتھپانا شروع کر دیا۔ چند ہی لمحوں بعد اس کی ناک موٹی ہو گئی ——— گالوں کی ہڈیاں ذرا سی ابھر آئیں اور آنکھیں دب کر چھوٹی ہو گئیں۔ اور اس کا چہرہ چیف انجینئر جیسا ہو گیا ——— یہ مخصوص انداز کا میک اپ تھا جسے پی میک اپ یعنی پیسٹ میک اپ کہا جاتا تھا۔ اور اس کا ماہر چند ہی لمحوں میں صرف اس پیسٹ کی مدد سے نہ صرف جلد کا رنگ بدل لیتا تھا۔ بلکہ چہرے کے خدوخال بھی بدلے جا سکتے تھے ——— اور کرنل ہمیرخ نے تو اس کی باقاعدہ تربیت لی تھی۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد وہ چیف انجینئر کے میک اپ میں اس کا لباس پہنے ہوئے تھا ——— بالوں کا انداز اور رنگ بدلنے کی اسے ضرورت ہی پیش نہ آئی تھی کیونکہ مقامی افراد کے بالوں کا انداز اور رنگ تقریباً ملتا جلتا تھا۔ میک اپ کی طرف سے تسلی کر لینے کے بعد اس نے دستہ بند کیا ——— اور ریوالور کو دوبارہ جیب میں ڈال کر وہ واپس کمرے میں آیا۔ اس نے فرش پر پڑے ہوئے بے ہوش چیف انجینئر کا منہ اور ناک دونوں ہاتھوں سے دبایا اور ساتھ ہی اس کے سینے پر گھٹنا رکھ دیا۔ چیف انجینئر چند ہی لمحوں میں ہوش میں آ گیا ——— اس کی آنکھوں میں خوف اور حیرت کے تاثرات پوری شدت سے امڈ آئے تھے۔ اس کا جسم زندگی کے لئے پھڑکنے لگا ——— لیکن کرنل ہمیرخ کی گرفت اس قدر

سخت تھی کہ چند ہی لمحوں بعد اس کا بُری طرح پھڑپھڑاتا ہوا جسم ساکت ہوتا گیا اور آنکھیں بے نور ہو گئیں ——— چیف انجینئر زندگی سے دور جا چکا تھا۔ جب کرنل ہمیرخ کو اطمینان ہو گیا کہ چیف انجینئر کے جسم میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں رہی تو وہ اُسے چھوڑ کر اٹھا۔ اور پھر اُسے گھسیٹتا ہوا غسل خانے میں لے جا کر ایک کونے میں ڈال دیا ——— غسل خانے کا دروازہ بند کر کے وہ بیرونی دروازہ کھول کر باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سیدھا مائیکل کی طرف بڑھا۔ جو بار بار گردن موڑ کر چیف انجینئر کے کمرے کی طرف دیکھ رہا تھا اُسے حیرت تھی کہ کرنل وہاں اتنی دیر سے کیا کر رہا ہے۔

"مائیکل ——— میں نے چیف انجینئر کو ختم کر دیا ہے۔ اور اس کے میک اپ میں ہوں۔ اس لئے گھبرانا نہیں" ——— کرنل ہمیرخ نے اس کے قریب جا کر آہستہ سے کہا۔ اور پھر واپس اپنے کمرے کی طرف مڑ گیا ——— اس کا ارادہ تھا کہ وہ چیف انجینئر کے طور پر شعبے سے باہر جا کر یہ چیک کرے گا کہ عمران اب کس شعبے کے راونڈ پر ہے ——— اور پھر موقع دیکھتے ہی وہ اُسے ہلاک کر دے گا۔ اُسے معلوم تھا کہ اس کا چپٹا ریوالور نہ ہی شعلہ دیتا تھا۔ اور نہ کوئی آواز پیدا کرتا تھا۔ اور اس کی چپٹی گولی اس قدر خوفناک تھی کہ وہ جیسے ہی جسم کے اندر گھستی دوسرے لمحے انسانی جسم یوں پھٹ کر ہزاروں ٹکڑوں میں بکھر جاتا جیسے اس انسان کے اندر ایٹم بم پھٹ گیا ہو ——— اس ریوالور کی مدد سے وہ نہ صرف آسانی سے عمران کا خاتمہ کر سکتا تھا بلکہ خود بھی شبہ سے بالاتر رہ سکتا تھا۔

لیکن جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا۔ اچانک بیرونی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے میجر چار سپاہیوں سمیت اندر داخل ہوا۔

"کیا بات ہے ——— آپ اس طرح" ——— کرنل ہمیرخ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دونوں انجینئر بھائیوں کو ذرا یہاں بلائیے۔ مجھے ان سے چند باتیں کرنی ہیں" ——— میجر نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— رحمت حسین اور سلامت حسین کی بات کر رہے ہیں رحمت حسین تو ابھی باہر گیا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اس کی طبیعت اچانک بگڑ گئی ہے اور وہ ڈسپنسری جا رہا ہے۔ البتہ سلامت حسین موجود ہے ——— بلاؤں اُسے ——— لیکن خیریت ہے"

کرنل ہمیرخ نے کہا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں عمران کی تیز نگاہی کی داد دے رہا تھا کہ اس نے ان دونوں کو پہچان لیا تھا ——— اور اگر وہ فوری طور پر چیف انجینئر کا روپ نہ دھار لیتا تو یقیناً دونوں ہی حقیر چوہوں کی طرح مار ڈالے جاتے۔

"اچھا اُسے بلوائیے ——— دوسرے کو میں ڈسپنسری سے لے لوں گا" ——— میجر نے کہا۔ وہ شاید بالکل سیدھے دماغ کا فوجی تھا۔ ورنہ اتنا تو وہ سمجھ ہی لیتا کہ ڈسپنسری میں جاتا ہوا شخص تو یقیناً اُسے راستے میں ہی ملتا ——— ڈسپنسری تو اس کے دفتر کے ساتھ ہی تھی۔

"بہتر ——— میں اُسے بلا لاتا ہوں۔ انٹر کام خراب ہو گیا ہے"

کرنل ہمیرخ نے کہا۔ اور پھر تیزی سے اس نے دروازہ کھولا اور اندر چلا گیا ـــــ چوں کہ اس نے پہلے سے وہ مخصوص لباس اور ہلمٹ پہن رکھا تھا۔ اس لیے اُسے کوئی پریشانی نہ ہوئی ـــــ میجر اور اس کے ساتھی وہیں رک گئے۔ کیوں کہ مخصوص لباس اور ہلمٹ کے بغیر وہ اندر نہ جا سکتے تھے۔

"سیکورٹی میجر واپس آیا ہے وہ ہم دونوں کو لینے آیا ہے۔ وہ آدمی جو یہاں چیک کرنے آیا تھا۔ ہمارا ٹارگٹ علی عمران ہے۔ تم بھی کہنا کہ رحمت حسین کی طبیعت بگڑ گئی تھی وہ ڈسپنسری گیا ہے۔ اور پوری طرح ہوشیار رہنا۔ میں بھی ساتھ ہی ہوں گا۔ موقع دیکھتے ہی عمران کو شوٹ کر دینا ـــــ باقی جو ہوگا دیکھا جائے گا" کرنل ہمیرخ نے مائیکل کے قریب جاتے ہوئے کہا اور مائیکل سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ اپنے آپ کو حراست میں سمجھیں مسٹر سلامت حسین۔ اور میرے ساتھ آئیں ـــــ کسی غلط حرکت کی ضرورت نہیں ہے ۔ ورنہ وہیں ڈھیر کر دیئے جاؤ گے" ـــــ میجر شفاعت نے مائیکل کو دیکھتے ہی تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے سپاہیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر مائیکل کے دونوں بازو پکڑنے چاہے۔ مگر اس نے جلدی سے بازو جھٹک دیئے۔

"یہ کیا بات ہوئی میں یہاں کا اعلیٰ عہدے دار ہوں۔ کوئی لٹیرا یا ڈاکو تو نہیں ہوں ـــــ تم مجھے کس جرم میں حراست میں لے رہے ہو" ـــــ مائیکل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ہاں میجر ـــــ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ سلامت حسین میرا انتہائی با اعتماد ملازم ہے۔ آخر اس نے کیا جرم کیا ہے" ـــــ کرنل ہمیرخ نے بھی پاس ہونے کی صورت میں اپنا ردِ عمل ادا کرتے ہوئے کہا۔

"سپیشل سیکورٹی آفیسر انہیں طلب کر رہے ہیں۔ وہاں جا کر ان کا جرم بھی بتا دیا جائے گا ـــــ ابھی میں نے اس کے بھائی کو بھی لینا ہے" ـــــ میجر نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں اس شعبے کا انچارج ہوں۔ اس لئے میں بھی سپیشل سیکورٹی ایجنٹ کے پاس اس کے ساتھ جاؤں گا ـــــ یہ میری ذمہ داری ہے اگر یہ مجرم ہے تو میں اپنے ہاتھوں سے شوٹ کرنا فخر سمجھوں گا ـــــ اور اگر یہ مجرم نہیں تو اس کو کسی بھی دباؤ اور ظلم سے بچانا میرا فرض ہے" ـــــ کرنل ہمیرخ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آپ بھی آجائیں" ـــــ میجر شفاعت نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر مائیکل سپاہیوں کے نرغے میں اور کرنل ہمیرخ کے ہمراہ چلتا ہوا شعبے کی عمارت سے نکل کر جیپ میں سوار ہو کر سیکورٹی کے دفتر کی طرف بڑھنے لگے ـــــ کرنل ہمیرخ کا ایک ہاتھ اس جیب میں تھا جس میں اس نے چپٹا سا ریوالور رکھا ہوا تھا۔ اور وہ بڑے مطمئن انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ عمران کو دیکھتے ہی گولی مار دے گا ـــــ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

میجر ہیرس اپنے چار ساتھیوں کے ہمراہ آئل ڈپو کی عمارت سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی عمارت کی دوسری منزل پر موجود تھا ۔۔۔ یہ عمارت آئل ڈپو سے خاصے فاصلے پر شمال مشرق کی سمت میں تھی۔ شاید پہلے اس عمارت میں کوئی دفتر بنا ہوا تھا ۔ جسے بعد میں یہاں سے شفٹ کر دیا گیا تھا ۔۔۔ اور عمارت چوں کہ پرانی اور خستہ تھی اس لئے اُسے ویسے ہی بے کار چھوڑ دیا تھا۔ اس عمارت میں میجر ہیرس نے اپنا اڈہ بنایا تھا ۔۔۔ اور اس کی نظروں میں اس عمارت کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ اس عمارت کی چھت سے جس کے گرد چار چار فٹ اونچی چار دیواری بنی ہوئی تھی۔ آئل ڈپو کے اندرونی حصے اور اس کی طرف آنے والی سڑک کو چیک کرنے کے لئے بہترین سچویشن تھی ۔۔۔ میجر ہیرس اور اس کے چار ساتھی عمارت کے دو اطراف میں دیوار کے ساتھ چمٹے ہوئے

بیٹھے تھے۔ چوں کہ دیوار اتنی اونچی نہ تھی کہ وہ کھڑے ہو کر بھی چھپ سکتے، اس لئے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر نگرانی کر رہے تھے ۔۔۔ میجر ہیرس اور اس کا ایک ساتھی ہیپر دوربین آنکھوں سے لگائے آئل ڈپو کے اندرونی حصے کی نگرانی کر رہے تھے ۔۔۔ جب کہ ان کے دو ساتھی دوربینوں سے اس سڑک کو چیک کر رہے تھے۔ جو شہر سے آئل ڈپو کی طرف آتی تھی ۔

اس وقت سہ پہر کا وقت تھا۔ لیکن انہیں نہ ہی آئل ڈپو میں کوئی خلاف معمول حرکت نظر آ رہی تھی اور نہ ہی سڑک پر کوئی ایسی گاڑی نظر آئی تھی جسے وہ خلاف معمول سمجھتے ۔۔۔ ہر چیز معمول کے مطابق تھی ۔

" یہ ایف ۔ ڈی والے آخر کس طرح رات کو اس آئل ڈپو کو تباہ کریں گے ۔۔۔ یہاں تو کوئی سرگرمی ہی نہیں ہے " میجر ہیرس نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" باس ۔۔۔ ایک کار آئل ڈپو کی طرف آ رہی ہے ۔ یہ کوئی شہری کار ہے " ۔۔۔ اچانک دوسری طرف سے آواز سنائی دی ۔ اور وہ دونوں بھی تیزی سے اس طرف بڑھ گئے ۔۔۔ واقعی ایک عام سی شہری کار تیزی سے بیرونی چیک پوسٹ کی طرف بڑھ رہی تھی ۔۔۔ اور پھر یہ کار بیرونی چیک پوسٹ پر رک گئی اور اس میں سے چند مرد اور ایک عورت باہر نکل آئے ۔

" ارے ۔۔۔ یہ تو فاسٹ ڈیتھ کے آدمی لگتے ہیں ۔ ان کی چال ڈھال بھی ویسی ہے ۔ اور کرنل نے بتایا تھا کہ ان کے ساتھ ایک

عورت بھی ہے" ــــــ میجر ہیرس نے پُرجوش لہجے میں کہا۔
وہ سب چوکی پر موجود سیکورٹی والوں کو کوئی کارڈ نکال کر دکھا رہے تھے ــــــ اور میجر ہیرس نے جلدی سے دوربین کی سائیڈ میں لگی ہوئی ناب گھمانی شروع کر دی۔ اور اس کے فوکس میں موجود وہ کارڈ تیزی سے اس کی نظروں کے سامنے پھیلتا چلا گیا ــــــ کارڈ پر سیاہ رنگ کا ایک کراس بنا ہوا تھا۔ اس کے نیچے بھاشانہ کا سرکاری نشان اور صدرِ مملکت کے دستخط موجود تھے ــــــ چوکی پر موجود سیکورٹی والے اس کارڈ کو دیکھتے ہی تیزی سے مؤدب ہو گئے اور میجر ہیرس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیلتی گئی ــــــ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ فاسٹ ڈیتھ اس بار سرکاری اتھارٹی لے کر آئے تھے۔ اس سرکاری کارڈ کو دیکھ کر میجر ہیرس کو یقین ہو گیا کہ یہ فاسٹ ڈیتھ کے ارکان ہیں۔ اب وہ انہیں اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا چاہتا تھا لیکن ان کی کار چند ہی لمحوں بعد آئل ڈپو کے مین گیٹ کی طرف دوڑتی ہوئی نظر آئی۔

"جیپر ــــــ جلدی سے ایم سولہ راکٹ لانچر اٹھا لاؤ ــــــ جلدی کرو" ــــــ میجر ہیرس نے چیخ کر کہا۔ اور اس کا ساتھی جیپر تیزی سے اس چھت کے ایک طرف بنے ہوئے برآمدے کی طرف بھاگا ــــــ جس میں ان کا سامان رکھا ہوا تھا۔ دو بڑے بڑے بیگ تھے۔ اس نے جلدی سے ایک بیگ کھولا اور اس میں ایک چوڑی نال کا راکٹ لانچر اٹھا کر واپس آیا۔

"اوہ دیر ہو گئی ــــــ وہ گیٹ کے اندر چلے گئے ہیں۔ ورنہ بڑا اچھا موقع تھا۔ ایک ہی راکٹ سے پوری کار ہی اڑ جاتی" میجر ہیرس نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

اور جیپر نے راکٹ لانچر نیچے رکھا اور گلے میں پڑی ہوئی دوربین دوبارہ آنکھوں سے لگا لی ــــــ واقعی کار سائیڈ میں روک کر وہ سب مین گیٹ کے اندر داخل ہو گئے تھے۔

اب وہ دوسری طرف آ کر صرف ان کی کارکردگی چیک کرتے رہے۔ وہ سارے آئل ڈپو کے اندر بکھر کر ادھر ادھر گھوم رہے تھے ــــــ چیکنگ کر رہے تھے۔ چونکہ وہ اکٹھے نہ تھے۔ اس لئے ان پر راکٹ لانچر کا فائر نہ کیا جا سکتا تھا۔

"باس ــــــ ایک اور سٹیشن ویگن سڑک پر آ رہی ہے" اچانک سڑک کو چیک کرنے والوں کی طرف سے چیخ کر کہا گیا۔

"کس قسم کی سٹیشن ویگن" ــــــ میجر ہیرس نے پوچھا۔

"سیکورٹی کی ہی لگتی ہے۔ اوہ ــــــ چیف سیکورٹی آفیسر ان کا استقبال کر رہا ہے۔ یہ بھی ایک گروپ ہے۔ انہوں نے سیکورٹی کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی ہے" ــــــ اس آدمی نے جواب دیا۔

"کوئی سیکورٹی گروپ آیا ہو گا" ــــــ میجر ہیرس نے لاپرواہی سے جواب دیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے نیا آنے والا گروپ آئل ڈپو کے اندر دکھائی دینے لگا ــــــ چیف سیکورٹی آفیسران کے

ہمراہ تھا - اور وہ سب آئل ڈپو کی اصل عمارت کے پاس موجود تھے -
"ارے ـــــ ایک اندر گھس گیا ہے - اوہ ـــــ بڑے محتاط انداز میں گیا ہے - جیسے وہ چوری کرنے گیا ہو" ـــــ میجر ہیرس نے اونچی آواز میں کہا -
"ہاں باس ـــــ میں نے بھی دیکھا ہے - ان کا انداز بڑا پر اسرار ہے" ـــــ جیپر نے کہا - چوں کہ ان کی نظریں مسلسل ان پر جمی ہوئی تھیں - اس لئے انہیں وہ کھسکتا ہوا آدمی نظر آ گیا تھا - اور چند لمحوں بعد وہ واپس آ گیا ـــــ اور اس نے بڑے مخصوص انداز میں اشارہ کیا - اور پھر دوسرا آدمی اُسی انداز میں اندر چلا گیا - اس طرح وہ باری باری بڑے پُراسرار انداز میں اصل عمارت کے اندر غائب ہوتے گئے -
"یہ تو کوئی پُراسرار چکر چل رہا ہے - اوہ ـــــ ارے میری عقل کو کیا ہو گیا - اوہ ـــــ یہ یقیناً ایف - ڈی کے ایجنٹ ہیں - یہ عمارت کے اندر کوئی بم وغیرہ رکھ رہے ہیں - چیف سیکورٹی آفیسر بھی انہی کا آدمی ہے ـــــ بہت خوب ـــــ بڑی دیدہ دلیری سے کام ہو رہا ہے" ـــــ میجر ہیرس نے ہنستے ہوئے کہا -
"یاس ـــــ اب وہ چیف سیکورٹی آفیسر اندر گیا ہے" ـــــ جیپر نے کہا -
"ہاں ـــــ میں دیکھ رہا ہوں" ـــــ میجر ہیرس نے جواب دیا -
اور پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب دوبارہ مین گیٹ کی

طرف چل پڑے - ان کا انداز ایسا تھا جیسے واپس جا رہے ہوں -
"اوہ ـــــ اب میں سمجھا یہ کوئی وائرلیس بم استعمال کریں گے - انہوں نے صرف یہاں بم رکھے ہیں یہ اُسے آپریٹ کہیں اور سے کریں گے" ـــــ میجر ہیرس نے کہا -
"باس ـــــ یہ فاسٹ ڈیتھ والے بھی مین گیٹ کی طرف جا رہے ہیں - ان کا انداز بتا رہا ہے کہ وہ شاید ایف - ڈی والے کی طرف سے مشکوک ہو گئے ہیں" ـــــ جیپر نے کہا - اور میجر ہیرس نے سر ہلا دیا -
تھوڑی دیر بعد ایف - ڈی والوں کی سٹیشن ویگن مین گیٹ کراس کر گئی اور بلیک کارڈ ہولڈر واپس آنے لگے ـــــ ان کے باقی ساتھی ایک بارہ دری نما عمارت میں بیٹھے ہوئے تھے - اور چند لمحوں بعد میجر ہیرس چونک پڑا جب اس نے ان میں افراتفری کا سا عالم دیکھا ـــــ وہ ایک ریسٹ واچ کو کانوں سے لگائے کھڑے تھے وہ کبھی اسے منہ سے لگاتے اور کبھی کانوں سے -
"اوہ ـــــ یہ تو ٹرانسمیٹر کال آ رہی ہے شاید ـــــ کاش ہم یہاں سے سن سکتے" ـــــ میجر ہیرس نے کہا -
"باس ـــــ وہ مختلف سیکورٹی ٹاورز کی طرف دوڑ رہے ہیں" جیپر نے کہا -
"جھک جاؤ ـــــ نیچے ہو جاؤ ـــــ انہیں شاید ہمارے متعلق اطلاع دی گئی ہے" ـــــ میجر ہیرس نے چیختے ہوئے کہا -
اور وہ سب تیزی سے دیوار کی اوٹ میں ہو گئے - کیوں کہ انہیں

خطرہ تھا کہ ٹاورز سے اگر دوربین کے ذریعے مخصوص ٹارگٹ رکھ کر اس عمارت کو دیکھا گیا تو پھر لازماً وہ نظروں میں آ سکتے ہیں۔ چند لمحوں تک وہ یوں ہی جھکے بیٹھے رہے ۔۔۔۔ پھر میجر ہیرس نے ذرا سا سر اوپر کو اٹھایا اور غور سے اس ٹاور کو دیکھنے لگا جس پر بلیک کارڈ والوں کے دو آدمی چڑھے تھے ۔۔۔۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ دوربین سے دیکھ ضرور رہے تھے۔ لیکن ان کی دوربین کا رخ ان کی طرف ہونے کی بجائے سڑک کی طرف تھا ۔۔۔۔ اور پھر وہ ٹاور سے نیچے اتر گئے۔ میجر ہیرس اب اطمینان سے دیکھنے لگا۔ اسی لمحے اس نے ان سب کو تیزی سے دوڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ۔۔۔۔ ان کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جلد از جلد مین گیٹ تک پہنچ جانا چاہتے ہوں۔

"باس ۔۔۔۔ ان کی کار سڑک پر جا رہی ہے" ۔۔۔۔ دوسری دیوار سے ان کے ساتھیوں کی آوازیں سنائی دیں اور میجر ہیرس تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔۔ واقعی وہ سب کار میں بیٹھ کر خاصی تیز رفتاری سے واپس جا رہے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ۔۔۔۔ اوہ ۔۔۔۔ میرے خیال میں یہ الف ڈی کا تعاقب کر رہے ہیں۔ انہیں ٹرانسمیٹر کال سے ان کے متعلق کچھ بتایا گیا ہے" ۔۔۔۔ میجر ہیرس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ راکٹ لانچر فائر کر دوں" ۔۔۔۔ جیبر نے کہا۔

اور میجر ہیرس چونک پڑا۔ کیونکہ ایک بار پھر انہیں موقع مل گیا تھا۔

"ارے ہاں ۔۔۔۔ جلدی کرو" ۔۔۔۔ میجر ہیرس نے چیخ کر کہا۔

اور جیبر نے جھک کر راکٹ لانچر اٹھایا اور اس کی نال کو دیوار پر رکھ کر سیٹ کرنے لگا۔

"مجھے دکھاؤ ۔۔۔۔ میں فائر کرتا ہوں" ۔۔۔۔ اچانک میجر ہیرس نے راکٹ لانچر پر جھپٹتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ دونوں بری طرح اچھلے کہ میجر ہیرس کے اچانک راکٹ لانچر پر جھپٹنے کی وجہ سے لانچر جیبر کے ہاتھوں سے نکل گیا ۔۔۔۔ اور چونکہ اس کی نال کا کافی سے زیادہ حصہ دیوار کے اوپر تھا۔ اس لئے وہ اسے پکڑتے ہی رہ گئے اور لانچر ان کے ہاتھوں سے چھوٹ کر نیچے جھاڑیوں میں ایک دھماکے سے جا گرا ۔۔۔۔ جھاڑیوں کی وجہ سے ہی اس کے اندر رکھا ہوا راکٹ بھی نہ پھٹ سکا۔ ورنہ شاید اگر وہ سخت اور سپاٹ زمین پر اتنی بلندی سے گرتا تو راکٹ پھٹ بھی سکتا تھا۔

"اوہ ۔۔۔۔ یہ کیا ہوا۔ اوہ یہ لوگ نکل گئے" ۔۔۔۔ میجر ہیرس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ وہ بیرونی چوکی سے نکل کر سیدھے جا رہے ہیں۔ باس الف ڈی گروپ ایک بائی روڈ پر مڑ گیا ہے"

دوسری طرف سے سڑک کو چیک کرنے والے ساتھیوں نے کہا۔

"بائی روڈ کی طرف ۔۔۔۔ اوہ شاید انہوں نے وہاں ان بموں کو آپریٹ کرنے والی مشین رکھی ہو گی۔ اب نکلو یہاں سے ۔۔۔۔ کسی بھی لمحے اس علاقے پر قیامت ٹوٹ سکتی ہے" ۔۔۔۔ میجر ہیرس نے چیختے ہوئے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے واپس مڑے۔ برآمدے

میں رکھا ہوا سامان انہوں نے اٹھایا اور پھر سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ عمارت کے نچلے کمپاؤنڈ میں آ گئے ——— وہاں ایک شیڈ میں ان کی سیاہ رنگ کی کار موجود تھی۔ جیپر نے بھاگ کر جھاڑیوں میں پڑا ہوا راکٹ لانچر اٹھایا اور پھر وہ بھاگ کر کار میں سوار ہو گیا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر میجر ہیرس خود تھا ——— جیپر اس کے ساتھ بیٹھا تھا جب کہ باقی تین ساتھی پچھلی سیٹ پر تھے۔ کار تیزی سے کمپاؤنڈ سے نکلی اور پھر کھیتوں کے درمیان موجود پگڈنڈی پر ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھتی گئی ——— اس کا رخ سڑک کے مخالف سمت میں تھا۔ وہ آئے بھی ادھر سے ہی تھے۔ کیوں کہ سڑک پر آنے میں رسک تھا وہ نظروں میں آ سکتے تھے ——— یہ راستہ بڑی دور سے گھوم کر شہر والی سڑک پر جا ملتا تھا۔ وہ کار دوڑاتے آگے بڑھے جا رہے تھے۔

"باس باس ——— وہ سٹیشن ویگن" ——— اچانک جیپر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور میجر ہیرس نے بھی چونک کر دیکھا۔ اس وقت وہ ذرا اونچائی پر تھے ——— اس لئے ایک زرعی فارم میں کھڑی ہوئی سٹیشن ویگن کی چھت انہیں صاف دکھائی دے رہی تھی۔

"اوہ ہاں ——— یہ الیف۔ڈی والوں کی ہے۔ اس کا مطلب ہے وہ یہاں موجود ہیں" ——— میجر ہیرس نے کہا۔ اس کی پیشانی پر چند لمحے شکنیں سی پھیلیں اور پھر صاف ہو گئیں۔

"ہم گھوم کر دوسری طرف سے آئیں گے ادھر وہ لوگ یقیناً نگرانی کر رہے ہوں گے ——— کیوں کہ اس طرف آگل ڈپو ہے"

میجر ہیرس نے کہا اور کار آگے دوڑاتا گیا۔ ان کی کار ایک بار پھر نشیب میں اتر گئی ——— کیوں کہ وہ اونچی جگہ ایک نئے نالے کے پل کی وجہ سے بن گئی تھی۔ ان کے دونوں اطراف میں کھیت تھے۔ وہ گاڑی دوڑاتے ہوئے آگے بڑھتے گئے ——— اور پھر تھوڑی ہی دور جا کر راستہ مڑ گیا۔ یہ راستہ مڑ کر شہر والی سڑک سے جا ملتا تھا ——— اب وہ اس زرعی فارم کے تقریباً عقب میں آ گئے تھے۔ ایک اور پل پر جیسے ہی کار پہنچی۔ جیپر جو دوربین آنکھوں سے لگائے بیٹھا تھا۔ ایک بار پھر چیخ پڑا۔

"باس ——— فاسٹ ڈیتھ والوں کی کار" ——— جیپر نے چیخ کر کہا۔

اور میجر ہیرس نے جلدی سے گلے میں لٹکی ہوئی دوربین کو ایک ہاتھ سے آنکھوں پر جمایا اور دوسرے لمحے وہ بھی چونک پڑا ——— اس نے دور سڑک پر ایک درختوں کے جھنڈ کے پیچھے اس کار کی جھلک دیکھ لی تھی۔ جس میں فاسٹ ڈیتھ والے گئے تھے۔ اسی لمحے ان کی کار ایک بار پھر نشیب میں اتر گئی۔

"اس کا مطلب ہے۔ فاسٹ ڈیتھ والے الیف۔ڈی کے پیچھے ہیں ——— وہ یقیناً عقب سے اس فارم پر حملہ کرنا چاہتے ہیں" ——— میجر ہیرس نے ایک طرف کر کے کار کو روکتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی باہر آ گئے۔

"اسلحہ لے لو ——— ہم نے اب فاسٹ ڈیتھ کا شکار کرنا

ہے ؟ ——— میجر ہیرس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر انہوں نے کار کی پچھلی سیٹوں کے درمیان رکھے ہوئے بیگ باہر گھسیٹے ——— اور انہیں کھول کر ان میں سے اسلحہ باہر نکالنے لگے۔

" لانچر بھی لے جائیں باس ؟ ——— جیبر نے پوچھا۔

" نہیں ——— اسے کار میں ہی رہنے دو۔ یہ لوگ اب بکھر کر آگے بڑھیں گے۔ مشین گنیں اور بم لے لو جلدی کرو "

میجر ہیرس نے کہا۔

اور ان سب نے تیزی سے بم نکال کر جیبوں میں ڈالے اور مشین گنیں ہاتھوں میں لے لیں ——— ایک مشین گن میجر ہیرس نے بھی پکڑ لی۔ البتہ اس نے بم نہیں لئے تھے۔ کار کے دروازے بند کر کے وہ تیزی سے کھیتوں کے اندر سے ہوتے ہوئے اس زرعی فارم کی طرف بڑھنے لگے۔

کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد میجر ہیرس نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ خود تیزی سے ایک گھنے درخت پر چڑھتا گیا ——— اونچی شاخوں میں پہنچتے ہی وہ چونک پڑا۔ فاسٹ ڈیتھ کے افراد بھی انہی کی طرح فصلوں کی آڑ لیتے ہوئے فارم کی طرف بڑھے جا رہے تھے ——— میجر ہیرس کچھ دیر تک ان کی تعداد اور ان کے بڑھنے کا انداز چیک کرتا رہا۔ وہ نیم دائرے کی صورت میں آگے بڑھ رہے تھے ——— چوں کہ فصلیں فارم تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اس لئے میجر ہیرس نے سوچا کہ اگر انہیں باہر نہ روکا گیا

تو پھر فارم کے اندر پہنچنے کے بعد ان کی پوزیشن زیادہ بہتر ہو جائے گی۔ اس طرح ان کی طرف سے فائر ہونے کی صورت میں فارم میں موجود ایف۔ڈی بھی چوکنی ہو جائے گی ——— اور وہ بھی ان پر فائر کھول دے گی اور نتیجے میں دونوں اطراف سے پھنس جانے کی صورت میں ان کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا ——— لیکن اس سارے معاملے میں صرف ایک خامی تھی۔ کہ فائرنگ کی آواز دور دور تک پھیل جائے گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ یہ آوازیں آئل ڈپو کی سیکورٹی تک پہنچ گئیں تو وہ ادھر آ جائیں گے ——— اور اس کے بعد آئل ڈپو تباہ کرنے کا منصوبہ یقیناً دھرا کا دھرا رہ جائے گا اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا۔ اس کی تو خواہش تھی یہ فاسٹ ڈیتھ بھی ماری جائے اور آئل ڈپو بھی تباہ ہو جائے ——— آخر اس نے ایک اور فیصلہ کیا۔ اس نے سوچا۔ کہ فاسٹ ڈیتھ کو وہ اپنی طرف متوجہ کرے۔ اور جیبر کو تیزی سے فارم میں بھیج کر ایف۔ڈی کو پیغام بھجوائے کہ وہ جلد از جلد آئل ڈپو کو اڑا دیں۔ اس طرح دونوں مسئلے حل ہو سکتے تھے ——— چنانچہ وہ تیزی سے درخت سے نیچے اترا۔

" جیبر ——— وہ ابھی فارم سے کافی فاصلے پر ہیں۔ تم سائیڈ سے ہو کر بھاگتے ہوئے فارم کی طرف جاؤ۔ اور دوسرے ریڈ آرمی کوڈ پکار کر ایف۔ڈی سے ملو۔ اور انہیں بتاؤ کہ فاسٹ ڈیتھ کو ریڈ آرمی کور کرے گی تم فوراً وہ آئل ڈپو اڑا دو " ——— میجر ہیرس نے جیبر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور جیبر سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور پھر بھاگتا ہوا سائیڈ کی فصلوں میں گھس گیا۔

"ادھر ادھر درختوں پہ چڑھ جاؤ اور پھر جیسے ہی میں فائر کر دوں تم نے بھی فائرنگ شروع کر دینی ہے —— کوشش کرنا کہ جلد از جلد ان کا خاتمہ ہو سکے" —— میجر ہیرس نے باقی تین ساتھیوں سے کہا۔ اور وہ سب ارد گرد پھیلے ہوئے درختوں کی طرف دوڑتے چلے گئے —— میجر ہیرس دوبارہ اُسی پہلے درخت پر چڑھ گیا۔ اور پھر اس نے ایک طرف سے جیپ کو اور دوسری طرف سے فاسٹ ڈیتھ والوں کو تیزی سے فارم کی طرف بڑھتے دیکھا —— اب اُسے صرف جیپ کے فارم تک پہنچنے کا انتظار تھا۔ اس کے بعد اس نے فائرنگ شروع کر دینی تھی۔ اور اُسے پوری طرح اطمینان تھا کہ فاسٹ ڈیتھ والے جس طرح اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ٹارگٹ میں ہیں —— وہ پہلے برسٹ میں ہی مارے جائیں گے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک یادگار اور لازوال اضافہ

بلیک ڈیتھ

حصہ دوم

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- کیا فاسٹ ڈیتھ، میجر ہیرس کے گروپ کے ہاتھوں ختم ہو گئی یا —— ؟
- اسرائیل کی ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل ہیمرخ اور عمران کے درمیان دست بدست خونناک جنگ —— عمران کرنل ہیمرخ کے ایک ایسے داؤ میں پھنس گیا جس سے زندہ بچ نکلنا ناممکن تھا —— اور عمران کے حلق سے زندگی کی آخری خرخراہٹ بلند ہوئی۔
- کیا واقعی ہماشانہ کا سب سے بڑا آئل ڈپو بموں سے اڑا دیا گیا —— یا فاسٹ ڈیتھ کے لیڈر تنویر نے یہ مشن ناکام کر دیا —— حیرت انگیز موڑ۔
- کیا اسرائیل کی خونناک تنظیم فیس آف ڈیتھ اور ریڈ آرمی اپنے اصل مشن میں کامیاب رہی۔
- کیا علی عمران کی بلیک ڈیتھ اور تنویر اور جولیا کی فاسٹ ڈیتھ تنظیمیں ہماشانہ اور پاکیشیا کے تعلقات بچانے میں کامیاب رہیں —— یا —— ؟
- فیس آف ڈیتھ اور فاسٹ ڈیتھ —— ریڈ آرمی اور بلیک ڈیتھ کے درمیان آخری اور فیصلہ کن خونناک جنگ —— ایک ایسی جنگ جس میں موت ارزاں ہو گئی کس کی موت —— ؟

انتہائی خونناک انداز میں بپھرا ہوا ایکشن۔ خون کو منجمد کر دینے والا ایکشن

یوسف برادرز تاجران کتب پاک گیٹ ملتان شہر

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

عمران کا اغوا

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- عمران کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا۔ کیوں، کس لئے ---؟
- عمران جو زندگی میں پہلی بار انتہائی بے بسی کے عالم میں مسلسل ایک تنظیم سے دوسری تنظیم کے ہاتھوں اغوا ہوتا رہا۔ کیا وہ واقعی بے بس تھا؟

پاکیشیا سیکرٹ سروس جو عمران کی تلاش میں مسلسل جگہ جگہ دھکے کھاتی رہی لیکن عمران کو تلاش نہ کر سکی۔ کیوں ----؟ انتہائی دلچسپ سچویشن

جوزف جس نے اپنی پراسرار صلاحیتوں سے آخر کار عمران کو تلاش کر لیا۔ کیسے؟

مادام سوسن بلیک شیڈو کی چیف جس نے عمران کو اپنے قبضے میں رکھنے کے لئے ہمیشہ کے لئے اسے ٹانگوں سے معذور کر دیا۔ کیا واقعی عمران معذور ہو گیا؟

- وہ لمحہ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یقین ہو گیا کہ اب عمران کبھی اپنے قدموں پر کھڑا نہ ہو سکے گا۔ پھر کیا ہوا ----؟ انتہائی کربناک سچویشن
- کیا عمران اپنی معذوری کا کوئی علاج کر سکا یا ہمیشہ کیلئے فیلڈ سے غائب ہو گیا؟

عمران کے اغوا کا اصل مقصد کیا تھا اور کیا عمران کو اغوا کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکے۔ یا ----؟

انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی تحیر خیز، انوکھا اور یادگار ناول

خاموش چیخیں

مکمل ناول

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

- خاموش چیخیں جنہوں نے ایک لمحے میں پاکیشیا کے دو ہزار انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
- خاموش چیخوں کا آئندہ ٹارگٹ دو لاکھ افراد تھے۔ خاموش چیخیں درحقیقت کیا تھیں؟
- عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک جنون کے عالم میں خاموش چیخوں کا پیچھا کرتی ہے۔ پھر قدم قدم پر موت کا پھندا۔ ہر لمحہ عذاب کا لمحہ
- دو لاکھ افراد کی زندگیوں کے خاتمے میں صرف ایک منٹ باقی رہ گیا اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لمحے شکار کھیلنے میں مصروف تھی۔
- دو لاکھ افراد کے سروں پر موت کی تلوار لٹک رہی تھی اور عمران اور اس کے ساتھی عقابوں کو کبوتروں کے پیچھے چھوڑ کر تماشہ دیکھ رہے تھے۔
- کیا خاموش چیخوں نے دو لاکھ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یا خود وہ خاموش ہو کر رہ گئیں ----؟

فیر بنک میں عمران اور اس کی ٹیم کا حیرت انگیز ایڈونچر
شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز
بلیک ڈیتھ
ظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین! ـــــ سلام مسنون! فیس آف ڈیتھ سے شروع ہونے والی عظیم کہانی اس کتاب میں آکر اپنے اختتام کو پہنچ رہی ہے مجھے یقین ہے کہ آپ کو یہ کہانی ہر لحاظ سے پسند آ رہی ہو گی۔ اس کہانی میں میرے بہت سے قارئین کا یہ گلہ بھی دُور ہو جائے گا کہ سیکرٹ سروس کے ممبران زیادہ کام نہیں کرتے۔ بلکہ سارا مشن عمران ہی بھگتا لیتا ہے۔ اس کہانی میں سیکرٹ سروس کے ممبران نے جو کارنامے انجام دیئے ہیں وہ ان کی بہترین صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ دراصل ہر کہانی کی اپنی اٹھان ہوتی ہے ـ اپنے واقعات ہوتے ہیں اور اپنا ہی انداز ہوتا ہے اور عمران بہرحال سپر ماسٹر ہے اس لئے بعض کہانیاں اپنے مخصوص واقعات کی بنا پر صرف عمران کے گرد ہی گھومتی رہتی ہیں اور سیکرٹ سروس کے ممبران کو زیادہ دخل اندازی کا موقع نہیں ملتا۔ اور اگر ایسی کہانیوں میں بغیر کسی ضرورت کے سیکرٹ سروس کے ممبران کی دخل اندازی شروع ہو جاتے تو کہانی کا ٹمپو سست پڑ جاتا ہے اور اس میں جھول پیدا ہو جاتا ہے۔ البتہ جس کہانی میں سیکرٹ سروس کے ممبران کو حرکت میں لانا ضروری ہوتا ہے وہاں اکیلا عمران کام نہیں کر سکتا۔ موجودہ کہانی بھی ان کہانیوں میں سے ہے جس میں سیکرٹ سروس کے ممبران نے خوب دل کھول کر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ مظاہرہ یقیناً آپ کو پسند آیا ہو گا۔ آخر میں ایک خط بھی پڑھ لیجئے۔ کیونکہ سب قارئین کا اصرار ہے کہ ان

کے خطوط کو پیش لفظ میں ضرور جگہ دی جائے۔

بھوانہ بازار فیصل آباد سے جناب ابوالحسن جابر صاحب نے آٹھ صفحات پر مشتمل ایک طویل خط لکھا ہے جس میں انہوں نے عمران کی خصوصیات کو مختلف ڈائجسٹوں میں شائع ہونے والی سلسلہ وار کہانیوں کے کرداروں سے تشبیہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں یہ بھی گلہ ہے کہ کہانی کا ٹیمپو تیز ہوتا ہے اسے سست رکھا جائے اور عمران اور اس کے ساتھی اب تک جوان کیوں ہیں انہیں بوڑھا ہو جانا چاہیئے اور آخر میں کہانیوں کی تعریف بھی کر کے توازن برابر رکھنے کی کوشش کی ہے۔

محترم ابوالحسن جابر صاحب! عمران تو ہمہ صفت موصوف ہے۔ آپ اس کی کس کس صفت کی دوسروں سے تشبیہ ڈھونڈتے رہیں گے اب رہ گئی یہ بات کہ کہانی کا ٹیمپو سست ہو اور عمران اور اس کے ساتھی بوڑھے ہونے چاہئیں تو پھر شاید ایسا نقشہ پیش آجائے کہ عمران کی کمر کمان کی طرح جھکی ہوئی ہو۔ آنکھوں پر آتشی شیشوں کی عینک ہاتھ میں لاٹھی، جوڑ گٹھیا کے مرض کا شکار ہو کر جامد ہوں اور کانوں میں اونچا سننے والا آلہ لگائے، عمران آہستہ آہستہ لاٹھی ٹیکتا ہوا چل رہا ہو۔ اس کے پیچھے بوڑھی جولیا اور باقی ممبران بھی ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے لاٹھیاں ٹیکتے ایک قطار کی صورت میں مجرموں کا تعاقب کر رہے ہوں۔ اگر آپ یہی نقشہ چاہتے ہیں اور اتنا ہی سست ٹیمپو چاہتے ہیں تو پھر وہ مجرموں کی بجائے حکیموں کا تعاقب کرتے پھریں گے۔ سچ بتلایئے آپ کسی حکیم سے دوستی کی وجہ سے تو ایسا نہیں چاہ رہے۔ اگر ایسی ہی کوئی بات ہے تو آپ ہمیں لکھ دیجئے ہم حکیم صاحب کا پتہ عمران تک پہنچا دیں گے اس کے بعد اگر حکیم صاحب عمران کا تعاقب کرتے نظر آئیں تو ہمیں گلہ نہ کیجئے گا۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے۔

عمران چند لمحے ستون کی آڑ میں کھڑا میجر شفاعت کی جیپ کو جاتا ہوا دیکھتا رہا ——— اسی لمحے اُسے خیال آیا کہ تنویر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کیا جائے۔ چنانچہ وہ تیزی سے واپس مڑا ——— اور اس بار وہ بجائے سیکورٹی کے دفتر میں جانے کے اس سے ملحقہ کمرے میں گھس گیا۔ یہ ایک ڈسپنسری تھی جو اس وقت خالی پڑی ہوئی تھی ——— عمران تیزی سے ڈسپنسری کی سائیڈ میں بنے ہوئے باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ باتھ روم تو سیکورٹی آفس میں بھی تھا ——— لیکن عمران جان بوجھ کر وہاں سے کال نہ کرنا چاہتا تھا۔ کیوں کہ ہو سکتا ہے سیکورٹی آفس یا اس کے باتھ روم میں ایسے آلات فکس کئے گئے ہوں جن کے ذریعے کال کیچ کی جا سکتی ہو ——— اس لئے اس نے ملحقہ کمرے کا باتھ روم منتخب کیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی اس احتیاط

کا ایک اور مقصد بھی تھا۔ عمران کو اچانک خیال آیا تھا کہ اس مشن پر آنے کے بعد ایکسٹو کی طرف سے ممبرز کو کوئی کال نہیں کی گئی۔ دوسرے مشنز میں تو عمران اس بات کا خیال رکھتا تھا ـــــ اور وقتاً فوقتاً ایکسٹو کی طرف سے ممبرز کو کال کر لیتا تھا۔ تاکہ ممبرز نفسیاتی طور پر اس خیال میں رہیں کہ ان کی کارکردگی کو باقاعدگی سے چیک کیا جا رہا ہے ـــــ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہ ان کا باس ان کا خیال بھی رکھتا ہے۔ اس طرح مشکل وقت میں ایک تعلق سا ان کے دل میں رہتا تھا ـــــ اور اس یقین و اعتماد کی وجہ سے وہ جرأت سے کام لیتے تھے۔ لیکن اس بار وہ اس طرح الجھا تھا کہ ایکسٹو کے طور پر اس کا رابطہ ہی نہ ہو سکا تھا ـــــ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ بجائے عمران کے وہ بطور ایکسٹو بات کرے گا۔

باتھ روم میں پہنچ کر اس نے دروازہ بند کیا اور پھر واچ ٹرانسمیٹر کا ونڈ بٹن کھینچ کر اس نے صفدر کی فریکوئنسی سیٹ کی ـــــ لیکن بات نہ ہو سکی۔ کال پہنچ ہی نہ رہی تھی۔ وہ حیران رہ گیا کہ کال کیوں نہیں مل رہی۔ جب کہ جلتا بجھتا بلب بتا رہا تھا کہ کال وہاں تک پہنچ رہی ہے ـــــ لیکن دوسری طرف سے رسیو نہیں کی جا رہی۔ اس نے ونڈ بٹن کھینچ کر جولیا کی فریکوئنسی سیٹ کی لیکن وہاں بھی یہی حال تھا ـــــ اب تو عمران گھبرا گیا کہ آخر یہ چکر کیا ہے۔ اس نے باری باری سب ممبرز کی فریکوئنسز سیٹ کیں لیکن کال نہ مل سکی۔ لیکن جب چوہان کی فریکوئنسی سیٹ ہوئی تو اس بار کال مل گئی اور

عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ چوہان سے بات کرنے پر اُسے ایک خیال آیا تھا اور اس نے چوہان سے اس خیال کی تصدیق کرائی اور تب پتہ چلا کہ ان کی ریسٹ واچز کا کنکٹنگ پوائنٹ کور گر چکا ہے۔ اور پسینے کی وجہ سے وہ بٹن جو کال ٹرانسمٹ کرتا ہے کام نہ کر رہا تھا ـــــ پھر عمران نے چوہان سے مزید تفصیلات معلوم کیں تو پتہ چلا کہ وہ اس وقت آئل ڈپو میں موجود ہیں جہاں بظاہر سب ٹھیک ہے ـــــ لیکن پھر مزید گفتگو سے معلوم ہوا کہ وہاں کوئی سپیشل سیکورٹی گروپ آیا ہے اور انہوں نے اُسے ایزی ٹیک کیا تھا۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ شاید حکومت نے کوئی گروپ بھیجا ہوگا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ انہیں کارڈ اشو کرنے کے بعد حکومت کی طرف سے ایسا کوئی گروپ نہیں آ سکتا ـــــ یہ یقیناً ایف۔ ڈی والے ہی ہو سکتے ہیں اور ساتھ ہی اُسے معلوم ہوا کہ وہ واپس جا رہے ہیں۔ اس پر عمران کو مزید شک ہوا ـــــ اُسے معلوم تھا کہ ایسی عمارتیں وائرلیس آپریٹک بموں سے ہی تباہ کی جاتی ہیں۔ کیوں کہ اس طرح وہ لوگ خود بھی بچ جاتے ہیں اور شک و شبہ سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔ چنانچہ اس نے چوہان کے واچ ٹرانسمیٹر پر تنویر کو بلا کر بات کی اور اُسی لمحے اُسے باہر کسی جیپ کے رکنے کی مدھم سی آواز سنائی دی۔ تو اس نے جلدی سے تنویر کو ہدایت کی کہ وہ ٹاور پر چڑھ کر انہیں چیک کرے کہ وہ کہاں گئے ہیں ـــــ اور اس کے ساتھ ہی اُسے کال ختم کرنی پڑی۔ کیوں کہ اس نے قدموں کی آوازیں اب ڈسپنسری میں سنی تھیں ـــــ ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ تیزی سے باتھ روم کا دروازہ

کھول کر باہر نکل آیا۔ ڈسپنسری میں میجر شفاعت تھا۔
"سر ــــ میں اس رحمت حسین انجینئر کو دیکھنے آیا تھا۔ چیف انجینئر نے بتایا تھا کہ اس کی طبیعت خراب ہے وہ ڈسپنسری میں گیا ہے" ــــ میجر شفاعت نے کہا۔

"اوہ ــــ تو اس کا بھائی کہاں ہے" ــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اسے میں لے آیا ہوں۔ چیف انجینئر خود بھی ساتھ ہے۔ وہ کمرے میں موجود ہیں۔ سپاہی ان کی نگرانی کر رہے ہیں" میجر شفاعت نے کہا۔

"ان کی تلاشی لی ہے" ــــ عمران نے کہا۔

"تلاشی ــــ تلاشی کیوں" ــــ میجر شفاعت نے چونکتے ہوئے کہا۔

اور اسی لمحے عمران کو بیرونی دروازہ پر کسی کی جھلک نظر آئی۔ عمران تیزی سے اس کی طرف مڑا ــــ اور دوسرے ہی لمحے عمران کسی بندر کی طرح اچھلا اور اس کے ساتھ ہی میجر شفاعت کے حلق سے چیخ سی نکلی اور وہ پہلو کے بل نیچے گرا ــــ عمران ایک بار پھر اچھلا اور اس بار سائیں کی تیز آواز سے کوئی چیز اس کے پاس سے گزرتی گئی ــــ دروازے پر چیف انجینئر موجود تھا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک عجیب ساخت کا چپٹا سا ریوالور نظر آ رہا تھا۔ اور جب عمران پہلی بار اچھلا تھا تو اس نے اسے ٹریگر دباتے دیکھ لیا تھا ــــ وہ تو اچھل کر بچ گیا۔ لیکن میجر شفاعت اس گولی کی

زد میں آ گیا۔

دوسری بار اچھلتے ہی عمران کے حلق سے ایک تیز چیخ ابھری۔ اور عمران یوں فرش پر گرا جیسے اسے گولی لگ گئی ہو ــــ اور ابھی اس کی چیخ ختم نہ ہوئی تھی کہ پاس پڑے ہوئے میجر شفاعت کا جسم ایک زوردار دھماکے سے پھٹ گیا۔ اور اس کے جسم کے ہزاروں ٹکڑے بارش کی طرح ارد گرد پھیل گئے ــــ میجر کے جسم کے ٹکڑے اور خون کے چھینٹے عمران پر بھی پڑے تھے۔ عمران کے چیخ مار کر نیچے گرتے ہی چیف انجینئر تیزی سے بھاگا اور اس کے بعد باہر دو چیخیں ابھریں اور عمران کو محسوس ہوا کہ کچھ لوگ جیپ میں سوار ہوئے ہیں۔

عمران اسی لئے چیخ مار کر نیچے گرا تھا تاکہ چیف انجینئر اسے گولی لگ جانے کا خیال کر کے اندر آئے گا۔ اور وہ اسے ٹارگٹ کر لے گا ــــ کیونکہ دروازے سے باہر ہونے کی وجہ سے وہ اس پر صحیح نشانہ بھی نہ لے سکتا تھا اور وہ مسلسل فائرنگ کر کے اسے ریوالور نکالنے کا بھی موقع نہ دے رہا تھا ــــ لیکن چیف انجینئر بھی ضرورت سے زیادہ کایاں تھا۔ وہ بجائے اندر آنے کے باہر کی طرف بھاگا۔ اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اس نے یہی سمجھا ہو کہ اس کا ٹارگٹ ہٹ ہو چکا ہے ــــ جب تک عمران اچھل کر باہر آتا باہر کھڑے ہوئے دو افراد کے جسم بھی دھماکوں سے پھٹے۔ اور جیپ اس دوران انتہائی تیز رفتاری سے مین گیٹ کی طرف بڑھی جا رہی تھی ــــ عمران نے انتہائی پھرتی سے ایک مرے ہوئے سپاہی کے ہاتھ سے مشین گن جھپٹی۔ اور پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری

ے دوڑتے ہوئے جیپ کے ٹائروں پر مشین گن کا فائر کھول دیا۔ لیکن نہ صرف اُسی لمحے جیپ تیزی سے مڑ گئی بلکہ سائیں کی تیز آواز سے کوئی چیز مشین گن کی نال سے ٹکرائی اور مشین گن عمران کے ہاتھوں سے نکل کر دور جا گری ——— عمران نے بڑی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے اُسے ایک لمبی چھلانگ لگا کر طویل برآمدے کے آخری ستون کی اوٹ لینا پڑی ——— ورنہ دوسرا فائر لازماً اس کے سینے میں لگتا۔

جیپ مڑ کر مین گیٹ کی طرف بڑھ گئی تھی اور موڑ ہونے کی وجہ سے وہ عمران کی نظروں سے غائب ہو چکی تھی ——— عمران جیپ کے مڑتے ہی ستون کی اوٹ سے نکل کر تیزی سے مین گیٹ کی طرف بھاگا ——— اُسی لمحے اُسے مین گیٹ سے ایک زوردار دھماکے اور پھر فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ چیخیں سنائی دیں۔ اور جب عمران موڑ پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ طاقتور جیپ مین گیٹ کا راڈ توڑ کر آگے نکل گئی تھی ——— اور وہاں موجود چار سیکورٹی والے زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ جب تک عمران وہاں پہنچا بیک وقت چار دھماکے ہوئے اور زمین پر پڑے تڑپتے ہوئے سیکورٹی والوں کے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں بکھر گئے۔

ایک سیکورٹی جیپ نے اس جیپ کا پیچھا کرنا چاہا لیکن دوسرے لمحے وہ الٹ کر قلابازی کھا گئی ——— اس کا فرنٹ ٹائر برسٹ کر دیا گیا تھا اور مجرموں کی جیپ اب بیرونی چوکی کراس کر چکی تھی۔ وہاں بھی دھماکوں چیخوں اور فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران اب بجائے بیرونی چوکی کی طرف بھاگنے کے تیزی سے دائیں سمت کو مڑا اور اس قدر برق رفتاری سے بھاگنے لگا جیسے اس کے پیروں میں کرنٹ دوڑ گیا ہو ——— اُسے معلوم تھا کہ بیرونی چوکی سے سڑک موڑ کاٹ کر درختوں کے جھنڈ کے قریب سے گزرتی ہے اور پھر سیدھی شہر کی طرف مڑ جاتی ہے ——— عمران جیپ سے پہلے ان درختوں کے جھنڈ کے قریب پہنچنا چاہتا تھا۔ پاور ہاؤس میں سیٹیاں بجنے اور سائرن بجنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ——— عمران کو معلوم تھا کہ وہاں افراتفری مچی ہوئی ہو گی۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ ان درختوں کے جھنڈ کے پاس پہنچ گیا۔ اُسی لمحے اُسے دور سے جیپ آتی دکھائی دی ——— عمران ایک درخت کی آڑ میں رکا اور اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ جیپ بالکل سیدھی اڑی چلی آ رہی تھی ——— اُسی لمحے اُسے سیکورٹی کی دو گاڑیاں بھی سائرن بجاتی ہوئیں اس جیپ کے پیچھے آتی دکھائی دیں۔ سیکورٹی کی کھلی چھت کی گاڑیوں میں دو افراد مشین گنیں لئے کھڑے تھے۔ اور وہ مسلسل جیپ پر گولیاں برسا رہے تھے ——— لیکن ان کے درمیان فاصلہ اتنا تھا کہ جیپ پر ان گولیوں کا کوئی اثر نہ ہو رہا تھا۔ سیدھی دوڑتی ہوئی جیپ اب قریب پہنچ چکی تھی ——— جب جیپ قریب آئی تو عمران کو شک سا ہوا کہ جیپ کے سٹیرنگ کو باندھ دیا گیا ہے۔ ورنہ وہ اس انداز میں ناک کی سیدھ کبھی نہ دوڑتی ——— درختوں کے جھنڈ سے ذرا پہلے سڑک پر ہلکا سا خم تھا اور عمران کی نظریں اب اس خم پر جمی ہوئی تھیں ——— اور دوسرے لمحے اس نے ایک

طویل سانس لیا۔ جیپ خم پہ مڑنے کی بجائے سیدھی دوڑتی گئی اور سڑک سے نیچے اتر کر ایک درخت کے ساتھ ایک زوردار دھماکے سے ٹکرائی اور پھر قلابازیاں کھاتی چلی گئی ــــــ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور جیپ کے آئل ٹینک کو آگ لگ گئی جیپ کے ٹکڑے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ اور وہ آگ کا گولہ سا بن گئی۔ اسی لمحے سیکورٹی کی دونوں جیپیں بھی قریب آ کر رکیں ــــــ اور ان میں سے سیکورٹی کے افراد ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے نیچے اتر آئے ــــــ اگلی جیپ میں کیپٹن بھی موجود تھا وہ سب تیزی سے اس آگ کا گولہ بنی ہوئی جیپ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

"یہ خالی تھی کیپٹن ــــــ اس کے سٹیرنگ کو باندھ کر اور ایکسیلیٹر کو جام کر دیا گیا تھا" ــــــ عمران نے درخت کی اوٹ سے نکلتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن اور اس کے ساتھی اسے دیکھتے ہی بری طرح چونک پڑے۔

"آپ ــــــ سر آپ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ اوہ سر ــــــ شکر ہے آپ زندہ ہیں۔ ہمیں تو خطرہ پیدا ہو گیا تھا" ــــــ کیپٹن نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اسے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں سے اس جیپ کے پیچھے لگے ہو" ــــــ عمران نے اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے کہا۔

"ہم سر شارٹ کٹ کر کے پہنچے تھے۔ لیکن یہ جیپ پہلے نکل آئی تھی" ــــــ کیپٹن نے جواب دیا۔

"وہ لوگ شارٹ کٹ سے پہلے ہی اتر گئے۔ اور اب اس

ویران جنگل میں انہیں تلاش نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے واپس لے چلو۔ وہاں میری کار موجود ہے" ــــــ عمران نے جیپ پر چڑھتے ہوئے کہا۔ اور کیپٹن سر ہلاتا ہوا اوپر چڑھ آیا۔ باقی افراد بھی جیپوں پر سوار ہو گئے۔ اور جیپیں تیزی سے مڑ کر پاور ہاؤس کی طرف بڑھ گئیں ــــــ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ میجر شفاعت کی معمولی سی غفلت کی وجہ سے یہ لوگ وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے ــــــ اور عمران کو اب یقین ہو گیا تھا کہ کرنل ہمیرخ اور اس کے ساتھی نے اس شعبے میں وہ بم فٹ کیا ہے۔ لیکن یہ شعبہ ایسا تھا کہ اس کی کسی مشین کو روکا نہ جا سکتا تھا ــــــ کیوں کہ اس طرح پورے ملک میں الیکٹرک بریک ڈاؤن اس قدر خوفناک ہوتا کہ پوری معیشت ہی جام ہو کر رہ جاتی ــــــ اب تو صرف ایک ہی صورت رہ گئی تھی کہ اس آپریٹنگ مشین پر قبضہ کر لیا جاتا جس سے یہ بم تباہ کیا جانا تھا۔

گیٹ پر پہنچتے ہی عمران تیزی سے نیچے اترا۔ اور پھر سیدھا اپنی کار کی طرف بھاگتا گیا ــــــ اس نے کسی سے بات کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی۔ اور ظاہر ہے بات بھی کیا کرتا۔ کوئی بات کہنے کی رہ ہی نہ گئی تھی ــــــ ان میں سے شاید کسی کو بھی معلوم نہ تھا کہ بم کس مشین میں فٹ کیا گیا ہے۔ اب ایک ہی صورت تھی کہ کرنل ہمیرخ کو تلاش کیا جائے اور اس سے آپریٹنگ مشین کا پتہ چلایا جائے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔

"سر ــــــ ہمارے لئے کیا حکم ہے" ــــــ جیسے ہی

عمران اپنی کار میں بیٹھنے لگا۔ کیپٹن بھاگتا ہوا اس کے قریب آیا۔

"کچھ نہیں —— بس اب لاشیں ٹھکانے لگا دو۔ ملزم تو نکل گئے"—— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور کار کو موڑ کر تیزی سے شہر کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل ہمیرخ اور اس کے ساتھی کو جیپ چھوڑنے کے بعد خاصا فاصلہ پیدل اور چھپ کر طے کرنا پڑے گا —— اس کے بعد ہی وہ کسی ٹیکسی کو پکڑ سکتے ہیں۔ اور اُسے یہ بھی معلوم تھا کہ ان کا ہیڈ کوارٹر ذی شان کالونی میں ہے۔ اس لئے وہ کار چلاتا ہوا سیدھا ذی شان کالونی کی طرف ہی جا رہا تھا —— اس نے انہیں وہیں چیک کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ اس کے خیال میں اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہی انہیں چیک کرنے کی نہ تھی۔

مختلف سڑکوں پر سے انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتے ہوئے عمران ذی شان کالونی میں داخل ہوا —— اور اس نے اپنی کار اس جگہ کے قریب روک دی جہاں چوہان نے اپنا موٹر سائیکل روکا تھا۔ اور پھر ریوالور کو جیب میں چیک کر کے وہ کار سے باہر نکلا۔ ارد گرد رہائشی کوٹھیاں موجود تھیں —— اور مسئلہ وہی تھا کہ کرنل ہمیرخ کا اڈا ان میں سے کس کوٹھی میں ہے۔ عمران ادھر ادھر غور سے دیکھتا رہا اور پھر اچانک وہ چونک پڑا۔ اس کی نظریں قریب ہی نیلے رنگ کی کوٹھی کی بالائی منزل پر لگے ہوئے ٹیلی ویژن انٹینا پر جم گئیں اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی —— انٹینا کے ساتھ ہی ایک تکونی پلیٹ اس انداز میں نصب کی گئی تھی۔ جیسے لانگ رینج

نشریات کو ور کرنے کے لئے عام طور پر انٹینا کے ساتھ جست کی بڑی بڑی پلیٹیں لگائی جاتی ہیں —— لیکن اس پلیٹ کی ساخت ملتی جلتی ہونے کے باوجود مخصوص قسم کی تھی اور ایسی پلیٹیں انتہائی لانگ رینج ٹرانسمیٹر کال کے لئے لگائی جاتی تھیں —— عمران نے سر ہلایا اور تیزی سے اس نیلی کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ اس پلیٹ کو دیکھنے کے بعد اُسے یقین ہو گیا تھا کہ کرنل ہمیرخ کا اڈا اس کوٹھی میں ہے۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا کوٹھی کے عقب میں آیا —— اور پھر اس نے ادھر ادھر کسی کو نہ پا کر ایک ہی چھلانگ میں عقبی دیوار پار کر لی اور بائیں باغ کی باڑ کے پیچھے جا گرا —— ابھی وہ نیچے گرنے کے بعد سنبھلا بھی نہ تھا کہ اچانک ایک سایہ سا اس پر جھپٹا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن پر تیز کانٹے سے چبھ گئے ہوں۔ اس نے تیزی سے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور وہ سایہ اچھل کر پچھلی دیوار سے ٹکرایا اور عمران سنبھل گیا —— اب وہ اچانک جھپٹنے والا سایہ واضح ہو گیا تھا وہ انتہائی خوف ناک اور خطرناک نسل کا جرمن شیپرڈ کتا تھا۔ جو اپنے شکار پر بغیر کوئی آواز نکالے اچانک جھپٹتا تھا —— اور جب تک اس کا نرخرہ نہ ادھیڑ ڈالے وہ کسی صورت پیچھے نہ ہٹتا تھا۔ یہ اس خوف ناک نجس کی فطری خصوصیت تھی۔ کتے نے پیچھے گرتے ہی ایک بار پھر عمران پر چھلانگ لگائی —— اس کا حملہ انتہائی زوردار تھا۔ اس کے خوف ناک دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے اور آنکھوں میں غصے اور وحشت کے چراغ جل رہے تھے —— لیکن چوں کہ اب عمران سنبھل گیا تھا اس لئے جیسے ہی

کتے نے اس پر حملہ کیا عمران نے تیزی سے قلابازی کھائی اور اس
کے بازو انتہائی تیزی سے کتے کی گردن کے گرد جم گئے۔ ساتھ ہی
کتے کا نچلا جسم اس کے جسم کے نیچے دب گیا ـــــ عمران نے گردن
کے گرد بازو ڈالتے ہی اپنے دونوں بازوؤں کو ایک جھٹکے سے اونچا
کیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا اوپر والا دھڑ تیزی سے کمان کی
طرح مڑا ـــــ اور عمران نے بازوؤں کو زوردار جھٹکا دیا کھٹاک کی
آواز کے ساتھ ہی کتے کے حلق سے پہلی بار غرّاہٹ کی تیز آواز
نکلی اور کتے کا جسم جو عمران کے جسم کے نیچے دبا ہوا تھا بُری طرح
پھڑکنے لگا ـــــ اور عمران نے ایک جھٹکے سے اپنے بازو کھول کر
اپنے تڑپتے ہوئے جسم کو سیدھا کیا اور کتے کو نیچے پھینک
دیا ـــــ کتے کی گردن اس مخصوص داؤ کی وجہ سے ٹوٹ چکی تھی۔
اور وہ زمین پر پڑا بُری طرح تڑپ رہا تھا اس کے حلق سے خرخراہٹ
کی تیز آوازیں نکل رہی تھیں ـــــ عمران نے چند لمبے لمبے سانس
لئے اور پھر وہ نارمل ہو گیا۔ اس نے جس مخصوص داؤ سے اس
خوف ناک کتے کی گردن توڑی تھی اس میں عمران کو خود بھی اپنی ریڑھ
کی ہڈی ٹوٹنے کا شدید خطرہ تھا ـــــ اور اگر ذرا سا وہ اور جھک جاتا
تو کتے کے ساتھ وہ خود بھی زمین پر پڑا تڑپ رہا ہوتا۔ لیکن عمران
جانتا تھا کہ اس خوف ناک کتے سے پیچھا چھڑانے کے لئے اس کے
سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا ـــــ یہ کتا اس قدر تیز رفتار اور وحشی
ہوتا ہے کہ اپنے شکار کو اتنی مہلت بھی نہیں دیتا کہ وہ جیب سے
ریوالور بھی نکال سکے ـــــ اور اس کا پہلا حملہ ہی عام طور پر جان لیوا

ثابت ہوتا ہے۔ لیکن عمران پہلے حملے سے اس لئے بچ نکلا تھا کہ کتے
اور اس کے درمیان مہندی کی باڑ کی جھاڑیاں آ گئی تھیں۔ اس
کے باوجود اس کے پنجوں کی خراشیں اس کی گردن اور بازوؤں پر آ
گئی تھیں ـــــ آخرکار یہ خوف ناک کتا چند لمحے تڑپنے کے بعد
ختم ہو چکا تھا۔ اور عمران اُسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے وہ کتے کی بجائے
اپنی موت سے نبرد آزما رہا ہو ـــــ عمران جانتا تھا کہ اگر اس کی جگہ
کوئی اور آدمی ہوتا تو کتا چند ہی لمحوں میں اس کا ذرہ ذرہ ادھیڑ دیتا۔
کتے کے ختم ہوتے ہی عمران نے ایک بار پھر جیب میں موجود
ریوالور کو چیک کیا ـــــ اور پھر تیزی سے عمارت کی سائیڈ میں
سے ہوتا ہوا سامنے کے رخ پر پہنچ گیا۔ اس کے انداز میں احتیاط
تھی ـــــ لیکن سامنے پہنچ کر اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کوٹھی
خالی تھی۔ اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران راہ داری میں سے
ہوتا ہوا آگے بڑھا اور اُسی لمحے اس نے پھاٹک کھلنے کی آواز
سنی ـــــ اور وہ سمجھ گیا کہ کرنل ہمیرخ اور اس کے ساتھی پہنچ گئے
ہیں۔ اس نے ایک دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ
تیزی سے کمرے میں داخل ہوا۔ یہ ریسٹ روم تھا ـــــ اس نے
جلدی سے دروازہ کو دوبارہ بند کیا اور پھر قالین پر چلتا ہوا ایک
بڑی سی الماری کی اوٹ میں ہو گیا ـــــ ریوالور اس نے ہاتھ میں
لے لیا تھا۔ اب راہ داری میں قدموں کی تیز آواز سنائی دے رہی
تھی ـــــ لیکن یہ ایک آدمی کے قدموں کی آواز تھی۔ شاید دوسرا
آدمی ساتھ نہ آیا تھا۔ اور اُسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا

ور ایک سایہ سا اندر داخل ہوا۔ اس نے یوں ناک سیکڑ کر ادھر ادھر سونگھا جیسے وہ کسی نامانوس سی خوشبو کو سونگھ رہا ہو——— دوسرے لمحے اس نے انتہائی پھرتی سے جیب سے دبی چپٹا سا ریوالور نکال لیا——— عمران خاموش کھڑا تھا وہ دراصل دیوار پر پڑنے والے سایے کی مدد سے اندر آنے والے کی حرکات کو چیک کر رہا تھا۔ اور آنے والے کے اس انداز سے ہی وہ سمجھ گیا کہ اس کی قوت شامہ بے حد تیز ہے——— اور اس نے کمرے میں موجود عمران کی بُو سونگھ لی ہے۔

"باس باس——— شیپرڈ مرا پڑا ہے"——— اچانک دور سے کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اندر آنے والا چونک کر مڑا——— اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے بھاگتا ہوا دروازے سے باہر نکل کر راہ داری میں دوڑتا گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ پھاٹک کھولتے وقت شیپرڈ کتے کے نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ مشکوک ہو گئے ہیں——— اور ایک آدمی اُسے چیک کرنے عقب میں گیا ہو گا۔ یہ آواز اُسی کی ہو گی۔

اس آدمی کے باہر نکلتے ہی عمران تیزی سے الماری کی اوٹ سے نکلا اور پھر تیزی سے دروازے کی سائیڈ میں آکر اس کے کھلے پٹ کے پیچھے دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا——— اس کا ریوالور اس کے ہاتھ میں تھا اور کان ایک بار پھر راہداری کی طرف لگے ہوئے تھے۔ تقریباً دس منٹ بعد اچانک اس کی چھٹی حس نے خطرے کا الارم سا بجایا——— اُسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی خطرہ اچانک اس کے قریب

پہنچ گیا ہو۔ اس نے بے چین ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ ادھر راہداری میں قدموں کی آواز ایک بار پھر گونجنے لگی تھی——— یک لخت پیدا ہونے والی بے چینی کی وجہ سے عمران نے پہلو بدلا ہی تھا کہ شائیں کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر قالین پر گرا——— اگر عمران عین اُسی لمحے اندرونی بے چینی کی وجہ سے پہلو نہ بدلتا تو گولی بجائے ریوالور کی نال پر پڑنے کے اس کے پہلو میں گھس جاتی۔ عمران نے ریوالور ہاتھ سے نکلتے ہی یک لخت اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی۔ اور جیسے اڑتا ہوا وہ سائیڈ کی دیوار کے ساتھ جا لگا——— اس نے اس سوراخ کو چیک کر لیا تھا جس سے گولی چلائی گئی تھی۔ یہ اُسی دیوار کے اوپر بنے ہوئے چار بار یک بار یک سوراخ تھے——— چونکہ ان سوراخوں کے پیچھے روشنی موجود نہ تھی اس لیے وہ عمران کو نظر نہ آئے تھے۔ لیکن ریوالور پر پڑنے والی گولی سے ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں اپنا زاویہ عمران کو بتا دیا تھا——— اور عمران کے لئے فوری طور پر بچنے کا صرف یہی ایک راستہ تھا کہ وہ اُسی دیوار کے ساتھ جا کھڑا ہوتا۔ اس دیوار کے علاوہ پورا کمرہ ان سوراخوں سے چلائی جانے والی گولیوں کی زد میں آتا تھا۔

اس کا ریوالور جیسے ہی اس کے ہاتھ سے نکل کر قالین پر گرا۔ اور عمران نے چھلانگ لگائی۔ دروازے پر موجود آدمی اچھل کر کمرے میں داخل ہوا——— یہ وہ چیف انجینئر تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ چپٹا سا ریوالور موجود تھا۔ چوں کہ عمران کے ہاتھ سے نکلنے والا ریوالور ٹھیک دروازے کے سامنے جا گرا تھا۔ اس لئے آنے والے کو

سر کے ختم ہونے کا پتہ چل گیا اور وہ فوری طور پر اندر آ گیا۔

اندر آتے ہی چیف انجینئر نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ریوالور کا فائر عمران پر کیا جو دیوار کے ساتھ لگا کھڑا تھا ــــ اس کے انداز میں اس قدر مہارت اور پھرتی تھی کہ عمران کے لئے بچنا مشکل ہو گیا۔ لیکن یہاں عمران کی سنگ آرٹ میں مہارت اس کے کام آ گئی اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے چھلانگ لگائی ــــ اور کمرے میں موجود صوفے کے پیچھے چھلانگ لگا دی۔ دوسری گولی اس صوفے کے اوپر والے حصے سے ٹکرائی اور ایک کڑاکے سے صوفے کی اوپر والی لکڑی کا بڑا سا ٹکڑا صوفے سے علیحدہ ہو کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ مگر دوسرے ہی لمحے صوفہ ہوا میں اچھلا اور ایک زوردار دھماکے کے ساتھ آنے والے سے ٹکرایا اور وہ اُسے لیتا ہوا سامنے والی دیوار سے ٹکرایا ــــ اور اس کے منہ سے چیخ سی نکلی اور وہ صوفے کے نیچے ایک لمحے کے لئے دب سا گیا۔ مگر دوسرے لمحے صوفہ دوبارہ اچھل کر عمران والی سائیڈ سے آ ٹکرایا ــــ مگر اس دوران عمران اچھل کر ایک دوسرے صوفے کی آڑ میں ہو چکا تھا۔ اڑتا ہوا صوفہ ایک زوردار دھماکے سے دیوار سے ٹکرایا اور پھر نیچے گر پڑا ــــ عمران ادھر موجود آدمی کی گولیوں کی زد میں آ جانے کے خدشے کی وجہ سے آگے نہ بڑھ رہا تھا ــــ چیف انجینئر صوفے کو واپس اچھال کر انتہائی تیزی سے اٹھا۔ اُسی لمحے عمران نے دوسرا صوفہ بھی اس پر اچھال دیا۔ لیکن اس بار وہ سنبھل چکا تھا ــــ اس لئے وہ تیزی سے ہٹا اور صوفہ اس کی پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کو راہداری میں

دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور اس آواز کو سنتے ہی عمران نے اپنی جگہ سے کسی عقاب کی طرح چھلانگ لگائی ــــ چیف انجینئر نے انتہائی پھرتی سے اس پر سائیڈ کک لگانے کے لئے اپنی جگہ بدلی۔ لیکن عمران فضا میں ہی اپنا رخ بدل گیا ــــ اور پھر بیک وقت دو باتیں وقوع پذیر ہوئیں۔ عمران اس چیف انجینئر کے پہلو بدلنے کی وجہ سے اس کے پہلو میں آیا اور اس کے ساتھ ہی وہ کسی لٹو کی طرح گھوما ــــ اور چیف انجینئر کی سائیڈ میں مڑتے ہوئے اس نے اس قدر مہارت سے کک مارا کہ وہ چیف انجینئر کسی گیند کی طرح اڑتا ہوا دروازے کے باہر جا پڑا ــــ اور عین اُسی لمحے باہر سے آنے والا دروازے کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ اس لئے وہ دونوں ایک زوردار دھماکے سے ٹکرا کر نیچے گرے ــــ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے۔ عمران جو بجلی بنا ہوا تھا۔ نہ صرف ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں وہ چپٹا سا ریوالور بھی موجود تھا جو چیف انجینئر کے ہاتھ سے پہلے دھکے کی وجہ سے نیچے قالین پر گرا تھا اور جسے دروازے کے باہر چھلانگ لگاتے ہی عمران نے کسی سرکس کے شعبدہ گر کی طرح اتنی مہارت سے اٹھا لیا تھا کہ جیسے ریوالور خود بخود اڑ کر اس کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہو۔

”اب اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ دوستو ــــ اور سنو ــــ غلط حرکت کی تو......“ ــــ عمران نے ریوالور کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے دوسرے ریوالور کو جو باہر سے آنے والے کے ہاتھ سے نکل کر گرا تھا۔ پیر کی ٹھوکر مار کر دور پھینکتے ہوئے کہا ــــ مگر اس چیف انجینئر

کا ساتھی شاید ضرورت سے زیادہ ہی گرم دماغ واقع ہوا تھا کہ عمران کے ہاتھ میں ریوالور دیکھنے کے باوجود اس نے بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر عمران کے پیٹ میں ٹکر مارنی چاہی ——— مگر دوسرے لمحے ایک زوردار دھکا کھا کر وہ پیچھے الٹ گیا اور اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی عمران کے ہاتھ میں موجود چھوٹے ریوالور سے نکلنے والی گولی اس کے سینے میں پڑی تھی۔ جب کہ چیف انجینئر نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لیے تھے ——— وہ شاید اپنے ساتھی سے زیادہ سمجھدار واقع ہوا تھا۔ اس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ آنکھوں سے جرمن نسل کے کتے کی طرح شدید وحشت اور نفرت کے شعلے نکل رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے آپ کو اتنا ضرور کنٹرول میں رکھا ہوا تھا کہ اپنے ساتھی کی طرح حملہ کرنے کی حماقت کرنے کی بجائے دونوں ہاتھ اٹھا لئے تھے اور سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔

"ہاں تو......" ——— عمران نے بات شروع ہی کی تھی کہ اچانک ایک خوف ناک دھماکہ ہوا۔ اور چیف انجینئر کے ساتھی کا جسم کسی بم کی طرح پھٹ پڑا۔ اور جسم کے ٹکڑوں اور خون کے چھینٹوں نے عمران اور اس چیف انجینئر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ——— یہ دھماکہ اس قدر اچانک تھا اور گوشت کے ٹکڑوں اور خون کے چھینٹوں کی بوچھاڑ اس قدر اچانک تھی کہ عمران بروقت پیچھے نہ ہٹ سکا۔ اور دوسرے لمحے اس کی کلائی پر زوردار ضرب لگی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور کہیں جا گرا ——— اس کے ساتھ ہی عمران کے پیٹ پر زوردار دھکا پڑا اور عمران اوہ کی آواز نکالتے ہوئے کمرے کے دروازے

کے عین درمیان میں پشت کے بل گرا۔ اس کا آدھا جسم کمرے میں اور آدھا راہ داری میں تھا۔

نیچے گرتے ہی عمران کی دونوں ٹانگیں تیزی سے اوپر کو اٹھیں اور اس پر چھلانگ لگانے والا چیف انجینئر اڑتا ہوا اندر کمرے میں جا گرا۔ عمران نے بڑی مہارت سے دونوں پیروں کی مدد سے اُسے اچھال دیا تھا۔ اور دوسرے لمحے عمران تیزی سے قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا ——— ادھر چیف انجینئر بھی گرتے ہی عمران جیسی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اور اب وہ دونوں پہلی بار بغیر کسی ہتھیار کے ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"تو تم چیف انجینئر کے روپ میں آ گئے تھے کرنل ہمیرخ خوب" عمران نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ وہ ایک بار پھر اس کی آنکھوں کی مدد سے اُسے پہچان گیا تھا۔ ریڈ آرمی کے سربراہ کرنل ہمیرخ کی آنکھوں کی مخصوص بناوٹ عمران کی تیز نظروں سے بھلا کیسے چھپ سکتی تھی۔

"تو تم بلو فائر سے بچ گئے تھے۔ کاش میں وہاں چیک کر لیتا" کرنل ہمیرخ نے دانت پیستے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ کرنل ہمیرخ عمران کی چیخ اور گرنے کے دھماکے سے یہی سمجھا تھا کہ اس نے عمران کو مار گرایا ہے ——— اسی لئے شاید اس نے فوراً ہی پاور ہاؤس سے نکلنے کی سوچی تھی۔

"اگر چیک کرنے رک جاتے تو یہاں تک صحیح سلامت نہ پہنچ سکتے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

اور دونوں ہی نظروں میں ایک دوسرے کو تول رہے تھے۔
"فائر مائیکل ۔۔۔" اچانک کرنل ہمیرخ نے عمران کی پشت پر دیکھتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کا انداز اس قدر بے ساختہ تھا کہ جیسے وہ دروازے میں اور عمران کی پشت پر کسی سے بات کر رہا ہو۔ لیکن مقابل میں عمران تھا جو بھلا ایسے فرسودہ سے داؤ میں کہاں آتا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے عمران پیچھے پلٹ کر دیکھنے کی بجائے انتہائی تیزی سے وائیں طرف کو جھکا اور پھر پہلے سے بھی زیادہ پھرتی سے اس نے اچھل کر بائیں طرف سے کرنل ہمیرخ پر چھلانگ لگا دی۔۔۔ عمران تو کرنل ہمیرخ کے فرسودہ داؤ میں نہ آیا تھا۔ لیکن کرنل ہمیرخ اس کے اس پرانے اور فرسودہ داؤ میں آگیا۔ دراصل عمران کے انداز میں اس قدر پھرتی تھی کہ لاشعوری طور پر عمران کے دائیں طرف جھکتے ہی کرنل ہمیرخ اپنے بچاؤ کے لئے بائیں طرف جھک گیا تھا۔ دوسرے لمحے عمران کا لفٹ ہک پوری قوت سے کرنل ہمیرخ کے پہلو پر پڑا۔ اور وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا بائیں پہلو پر گرا۔۔۔ لیکن نیچے گرتے ہی کرنل ہمیرخ کی دونوں ٹانگیں نیم دائرے میں بجلی کی سی تیزی سے گھومیں اور عمران اچھل کر سر کے بل کرنل ہمیرخ کے قریب ہی قالین پر گر گیا۔ کرنل ہمیرخ نے واقعی مارشل آرٹ میں اپنی بے پناہ مہارت کا مظاہرہ کیا تھا کہ عمران جیسا آدمی بھی اس کے خوف ناک اور تیز داؤ سے نہ بچ سکا تھا۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے عمران کے اپنے ساتھ گرتے ہی تیزی سے قلابازی کھائی اور عمران کے زیر ناف اپنا گھٹنا مارنا چاہا مگر عمران سر کے بل نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی

سے تڑپا۔ اور اس نے کرنل ہمیرخ کے گھٹنے کو ایک پیر سے روکا اور دوسری لات اس نے کرنل ہمیرخ کے پہلو میں رکھ کر یک لخت اُسے سیدھا کیا ساتھ ہی اس کے دونوں بازو کرنل ہمیرخ کی گردن میں جم گئے۔ عمران نے اپنے بازوؤں کو زوردار انداز میں اپنی طرف جھٹکا دے کر کھینچا۔۔۔ اور ساتھ ہی کرنل ہمیرخ کے پہلو میں رکھی ہوئی لات کو مخالف سمت میں جھٹکا دے کر پھیلایا تو کرنل ہمیرخ کے حلق سے کربہہ چیخ نکل گئی۔ عمران نے مزید دباؤ ڈالنے کی کوشش کی لیکن اُسی لمحے عمران کے اپنے حلق سے اوہ کی آواز نکل گئی۔ کرنل ہمیرخ نے یک لخت تڑپ کر دوسری ٹانگ کسی زبردست ہتھوڑے کی طرح عمران کی پنڈلی پر ماری تھی۔۔۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ عمران کا داؤ یک لخت ناکام ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی کرنل ہمیرخ نے یک لخت اپنے جسم کو موڑا۔ اور پھر وہ الٹی قلابازی کھا کر پلٹا تو اس کی دونوں ٹانگیں فضا میں گردش کرتی ہوئیں پچھلی دیوار سے جا ٹکرائیں اور اس کے دونوں ہاتھ عمران کے دونوں کاندھوں کے نیچے سانپوں کی طرح گھس گئے۔ اور اس کا سر عمران کے سر کے ساتھ رگڑ کھاتا ہوا دوسری طرف فرش پر ٹک گیا۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی کرنل ہمیرخ کا جسم یک لخت اکڑ گیا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی روح پورے جسم سے کھنچ کر اس کے گلے میں آگئی ہو۔ اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے سائیڈ کرنے کی کوشش کی لیکن کرنل ہمیرخ نے بڑے عجیب انداز سے اس کے دونوں کاندھوں کو نیچے سے اس طرح جکڑا ہوا تھا کہ وہ حرکت بھی نہ کر سکتا تھا اور آگے ہو نہ سکتا تھا کہ آگے کرنل ہمیرخ

کا اپنا سر تھا جسے اس نے الٹا ہو کر دیوار کے ساتھ ٹکی ہوئی ٹانگوں کی مدد سے پوری طرح مخالف سمت میں دبا رکھا تھا۔ پیچھے عمران اس لئے نہ ہٹ سکتا تھا کہ کرنل ہمیرخ کے بازوؤں نے اُسے فولادی زنجیروں کی طرح ایک جگہ جام کر رکھا تھا اور جیسے جیسے کرنل ہمیرخ اپنے جسم کو اکڑاتا گیا عمران کے جسم سے روح کھنچتی چلی گئی ——— اس قدر خوف ناک تکلیف تھی کہ عمران جیسے آدمی کی آنکھیں بھی باہر کو ابل آئیں چہرہ بگڑنے لگا پورا جسم تشنج کسے سے انداز میں لرزنے لگا اُسے یوں لگ رہا تھا کہ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں موجود تمام اعصاب کچے دھاگوں کی طرح ٹوٹتے چلے جائیں گے۔ کرنل ہمیرخ کا یہ داؤ جہاں عمران کے لئے بالکل نیا تھا وہاں اس قدر خوفناک تھا کہ عمران کو محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً دانتوں پسینہ آ گیا۔

کرنل ہمیرخ کا جسم کلف لگے ہوئے کپڑے کی طرح تیزی سے اکڑتا جا رہا تھا۔ اور عمران کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار شروع کر دی۔ اُسے واضح طور پر محسوس ہونے لگا کہ اگر اس نے چند لمحوں میں اپنے بچاؤ کی کوئی ترکیب نہ سوچی تو وہ یقیناً ختم ہو جائے گا۔ اور پھر ترکیب اس کے اندھیروں میں ڈوبتے ہوئے ذہن میں آ گئی۔ اس کے حلق سے یوں آواز نکلی جیسے مرتے ہوئے آدمی کے حلق سے آخری خرخراہٹ نکلتی ہے ——— اور اس کے ساتھ عمران نے یک لخت اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ اس سے فوری فائدہ تو یہ ہوا کہ اکڑاؤ کی وجہ سے ہونے والی بے پناہ تکلیف میں قدرے فرق پڑ گیا۔ لیکن دوسرا فائدہ اس کی ترکیب کی کامیابی کی صورت

میں یوں نکلا کہ کرنل ہمیرخ کا اکڑتا ہوا جسم اس کے ڈھیلے ہوتے ہی ایک لمحے کے لئے اپنی جگہ رکا۔ کرنل ہمیرخ چونکہ عمران کے چہرے اور جسم کو دیکھ نہ سکتا تھا۔ اس لئے وہ اپنے ہاتھوں سے ہی عمران کی موت یا زندگی کا اندازہ لگا سکتا تھا ——— لیکن اس اندازے کے لئے بھی اُسے عمران کے کاندھوں کے نیچے سے ہاتھ نکالنے پڑتے اس لئے وہ چند لمحے صرف محسوس کرتا رہا۔ عمران نے مکمل طور پر اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ رکھا تھا اور نہ صرف ڈھیلا چھوڑ دیا تھا بلکہ اس نے اپنا سانس بھی روک لیا تھا ——— اور پھر شاید کرنل ہمیرخ کو یقین آ گیا کہ اس کے داؤ میں پھنس کر عمران ختم ہو چکا ہے تو اس نے تیزی سے اپنے بازو عمران کے جسم کے نیچے سے گھسیٹے اور پھر انتہائی پھرتی سے جھٹکا کھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر اُسی لمحے عمران کی دونوں ٹانگیں اکٹھی ہو کر فضا میں اٹھیں اور عمران کے دونوں بوٹ پوری قوت سے سیدھے کھڑے کرنل ہمیرخ کے چہرے پر اس قدر قوت سے پڑے کہ کرنل ہمیرخ کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر نیچے گر گیا ——— عمران پلٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا سانس تیز تیز چل رہا تھا۔ وہ واقعی موت کے منہ سے نکل آیا تھا۔ ورنہ کرنل ہمیرخ کے اس خوف ناک داؤ نے اُسے اس بُری طرح بے بس کر دیا تھا کہ شاید پوری زندگی عمران کبھی اس طرح بے بس نہ ہوا تھا۔

کرنل ہمیرخ کا چہرہ بوٹوں کی زوردار ضرب سے تقریباً کچلا گیا تھا کیونکہ اس کے سر کے پیچھے دیوار تھی۔ اس لئے زوردار ضرب کا پورا دباؤ چہرے پر ہی پڑا تھا۔

کرنل ہمیرخ نے نیچے گرتے ہی اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اب عمران کے ذہن پر وحشت سوار ہو گئی اور دوسرے لمحے کرنل ہمیرخ کے حلق سے انتہائی زوردار چیخ نکلی اور وہ پانی سے نکلنے والی مچھلی کی طرح پھڑکنے لگا ــــــ عمران کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے اس کی کھوپڑی پر پڑی تھی۔ اس نے تیزی سے ہاتھ پھیلا کر عمران کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی لیکن چہرے پر لگنے والی ضربوں سے نکلنے والے خون نے اس کی آنکھوں کو بھر دیا تھا اس لئے اُسے کچھ سجھائی نہ دے رہا تھا۔ اور وہ صرف اندھوں کی طرح ہاتھ مار رہا تھا ــــــ عمران نے اچھل کر دوسری ضرب لگائی اور پھر تو اس کی ٹانگیں کسی مشین کی طرح حرکت میں آ گئیں اور چند ہی لمحوں بعد کرنل ہمیرخ تڑپ تڑپ کر ساکت ہو گیا۔

عمران رک گیا۔ پہلے تو وہ اپنے سانس برابر کرتا رہا۔ پھر اس نے جھک کر کرنل ہمیرخ کی کلائی پکڑی اور اس کی نبض چیک کرنے لگا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کہیں وہ ختم ہی نہ ہو گیا ہو۔ لیکن کرنل ہمیرخ خاصا جاندار ثابت ہوا۔ وہ صرف بے ہوش تھا ــــــ اس کی نبض بتا رہی تھی کہ کم از کم ایک گھنٹے سے پہلے اُسے ہوش نہیں آ سکتا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے تیزی سے کمرے کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ اس کمرے سے نکل کر وہ دوسرے کمروں میں گیا ــــــ لیکن سوائے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر کے اور مختلف قسم کے اسلحے کے اور کوئی خاص چیز نہ مل سکی۔ اور عمران واپس اُسی کمرے میں آ گیا۔ کرنل ہمیرخ اُسی طرح قالین پہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو چکا تھا۔ چہرے کی کھال ضربوں کی وجہ سے جگہ جگہ سے پھٹ گئی تھی۔ عمران نے اُسے تیزی سے کھینچا اور اٹھا کر ایک صوفے پر ڈال دیا۔ اس نے وہ چپٹا سا ریوالور اٹھا کر جیب میں ڈال لیا ــــــ یہ نئی ساخت کا ریوالور تھا جو اس نے پہلی بار دیکھا تھا۔ اس لئے وہ اسے اپنے ہمراہ لے جانا چاہتا تھا تاکہ بعد میں اطمینان سے اس کا تفصیلی تجزیہ کر سکے۔ اب مسئلہ تھا اس وائرلیس آپریٹنگ مشین کی تلاشی کا۔ جس سے پاور ہاؤس کا بم آپریٹ کیا جانا تھا لیکن اس پوری کوٹھی میں اُسے ایسی مشین کہیں نظر نہ آئی تھی ــــــ چنانچہ عمران اس نتیجے پر پہنچا کہ اس بم کو آپریٹ ریڈ آرمی کی بجائے ایف ڈلمی ہی کرے گی۔ لیکن پھر کرنل ہمیرخ اور اس کا ساتھی پاور ہاؤس کیا کرنے گئے تھے۔ اب یہ بات سوچنے کی ہو گئی تھی۔ اور یہ بات بھی عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ کرنل ہمیرخ جیسے لوگ تشدد کے سامنے زبان کسی صورت بھی نہیں کھولا کرتے ــــــ اس لئے وہ کوئی ایسی ترکیب سوچنا چاہتا تھا جس سے اس آپریٹنگ مشین تک پہنچ سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اُسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کرنل ہمیرخ کے ساتھی کہیں واپس نہ آ جائیں۔ چند لمحے سوچنے کے بعد آخر عمران کے ذہن میں ایک ترکیب آ گئی۔ گو اس میں سو فی صد رسک تھا ــــــ لیکن اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہ تھی۔ اس نے کرنل ہمیرخ کو اُسی طرح صوفے پر پڑا ہوا چھوڑا اور تیزی سے دوڑتا ہوا کوٹھی کے عقبی حصے سے ہو کر باہر آ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ کرنل ہمیرخ ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آ سکے گا۔ اس لئے وہ اس ایک گھنٹے کو استعمال کرنا چاہتا

تھا۔ باہر آکر اس نے اپنی کار سٹارٹ کی اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا باکا نگر کی طرف بڑھتا گیا۔ جہاں فاسٹ ڈیتھ کا نیا ہیڈ کوارٹر بنایا گیا تھا۔ اس کا بیگ وہیں تھا۔ اور اُسے اس بیگ سے ٹرانسمیٹر کال کیچر اٹھا کر واپس آنا تھا۔

تقریباً پندرہ منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ اس نے بیگ میں سے ٹرانسمیٹر کیچر نکالا اور پھر اس نے انتہائی برق رفتاری سے اپنا مسلا ہوا لباس بدلا اور تقریباً پھر اُسی رفتار سے کار دوڑاتا ہوا واپس ذی شان کالونی پہنچ گیا ——— اس نے کار کو مناسب فاصلے پر ایک ایسی جگہ روک دیا جہاں اُس پر کسی کی نظریں نہ پڑ سکتی تھیں اور اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کال کیچر کو سیٹ پر رکھ کر آن کر دیا۔ اب تقریباً دو سو میٹر کے دائرے میں ہونے والی ٹرانسمیٹر کال کو اس پر نہ صرف کیچ کیا جا سکتا تھا بلکہ کال کرنے والی اور جس جگہ کال کی جا رہی ہو دونوں جگہوں کی نشاندھی کی جا سکتی تھی۔

عمران کا اندازہ تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد کرنل ہمیرخ شاید الف۔ڈی کو کال کرے گا۔ اس طرح وہ الف۔ڈی کے نئے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع چیک کرے گا اور اگر اس نے کال نہ کی تو پھر وہ خود وہاں جائے گا ——— دونوں ہی صورتیں عمران کے حق میں جاتی تھیں۔ اور اگر دونوں میں سے کوئی صورت بھی نہ بنی۔ تو پھر آخری صورت یہی رہ جائے گی کہ عمران دوبارہ اُسے قابو میں کر کے اس پر تشدد کرے۔ اور اس سے راز اگلوائے۔ یہ عمران کی

نظر میں ایسی صورت تھی جو انتہائی مجبوری کے تحت ہو سکتی تھی۔ کیونکہ عمران اس ٹائپ کے افراد کی فطرت کو اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ یہ لوگ خوفناک تشدد کے عادی ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ ان سے ہٹ کر کوئی دوسری صورت اختیار کرنا چاہتا تھا۔

عمران ایسی جگہ موجود تھا جہاں سے وہ نیلی کوٹھی پر بھی نظر رکھ سکتا تھا اگر کرنل ہمیرخ کوٹھی سے نکلتا تب بھی عمران کی نظروں سے نہ بچ سکتا تھا۔ اور پھر اُسے وہاں بیٹھے ہوئے تقریباً آدھا گھنٹہ گزر گیا۔ لیکن ٹرانسمیٹر سے کوئی کال نہ ابھری ——— اس کے اندازے کے مطابق اب تک کرنل ہمیرخ کو ہوش آجانا چاہیئے۔ اس نے مزید انتظار کرنا مناسب سمجھا کہ ہو سکتا ہے کرنل ہمیرخ منہ ہاتھ دھو کر اور چہرے کی ابتدائی مرہم پٹی کرنے کے بعد آگے بڑھے۔ اور پھر پندرہ منٹ مزید گزر گئے۔ لیکن ٹرانسمیٹر کیچر پر خاموشی ہی طاری رہی تو عمران نے ایک بار پھر اندر جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کیچر کو اٹھا کر کوٹ کی سائیڈ جیب میں زبردستی ٹھونسا اور کار کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا ——— ابھی اس نے قدم باہر نکالا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر کیچر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور عمران چونک پڑا۔ وہ دوبارہ جلدی سے کار کے اندر بیٹھ گیا۔ اور ٹرانسمیٹر کیچر کو اس نے باہر کھینچ لیا۔ اس پر کال آرہی تھی ——— عمران نقشے کو غور سے دیکھتا رہا۔ کال جس فریکوینسی سے کی جا رہی تھی وہ تو ظاہر ہے ذی شان کالونی کا ایریا ہی تھا۔ لیکن دوسری طرف سے کال کیچ نہ ہو پا رہی تھی۔ ادھر کوئی رسیو ہی

نہ کر رہا تھا۔ چند لمحے کال کی کوشش کی جاتی رہی۔ اس کے بعد مکمل خاموشی طاری ہو گئی۔ اور ٹرانسمیٹر کیچر پر جلنے والا بلب بجھ گیا۔

عمران سوچنے لگا کہ کرنل ہمیرخ آخر کسے کال کر رہا تھا۔ کیا ایف۔ڈی کو یا اپنے کسی اور ساتھی کو۔ اور دوسری طرف سے کال کیوں رسیو نہ کی جا رہی تھی۔ کہ اچانک ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کیچر پر بلب جلنے لگا اور اس کے ساتھ ہی ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھریں۔ عمران نے چونک کر نقشے پر نگاہ ڈالی ــــ اور پھر ایک اور سائیڈ پر بلب جل اٹھا اور عمران چونک کر اس جگہ کو دیکھنے لگا۔ یہ شہر کا اندرونی حصہ تھا۔ ایسا حصہ جہاں کمرشل مارکیٹیں تھیں۔ عمران غور سے اس سپاٹ کو دیکھتا رہا۔

"ہیلو ہیلو ـــ کرنل ہمیرخ کالنگ ایف۔ڈی اوور"

ٹرانسمیٹر کیچر سے آواز نکلی۔ آواز کرنل ہمیرخ کی تھی۔

"یس ــــ کرنل چارلس اٹنڈنگ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد دوسری آواز بلند ہوئی۔ اور عمران کے چہرے پر مسرت ہلکورے لینے لگی۔ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس نے ایف۔ڈی کے نئے ہیڈ کوارٹر کا کم از کم ایریا معلوم کر لیا تھا۔

"کرنل چارلس ــــ وہ آئل ڈپو کے دھماکے کا کیا ہوا۔ کیا تمہاری ٹیم وہاں کامیاب ہو گئی ہے اوور" ـــــ کرنل ہمیرخ کی آواز سنائی دی۔

"آئل ڈپو ـــــ کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو اوور"

کرنل چارلس نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم بتاؤ تو سہی ایک اہم مسئلہ ہے بعد میں بتاؤں گا اوور"

کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"وہ پروگرام کے مطابق رات کو دھماکہ کریں گے۔ ابھی تو شام ہے۔ دھماکے کو تو ابھی کم از کم دو تین گھنٹے دیر ہے۔ اوور"

کرنل چارلس نے کہا۔

"تم اپنے گروپ کو کال کرو۔ کیا وہ جواب دے رہے ہیں۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ تمہارا پورا گروپ بلاک کر دیا گیا ہے اوور"

کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو ــــ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ آرنلڈ کا گروپ اس طرح آسانی سے ختم نہیں ہو سکتا۔ تمہیں کس نے اطلاع دی ہے اوور" ـــــ کرنل چارلس نے بری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"تم چیک تو کرو۔ اس کے بعد میں تمہیں بتاتا ہوں۔ ہو سکتا ہے میری اطلاع غلط ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ درست ہو اوور"

کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"اوہ ــــ لیکن پہلے بتاؤ کہ تمہیں کس نے اطلاع دی ہے اوور"

کرنل چارلس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"میں نے فاسٹ ڈیتھ کے لیڈر کو پکڑ لیا ہے۔ اور جب میں نے اس پر تشدد کیا تو اس نے یہ اطلاع دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم سے اس کی تصدیق کر لوں اوور" ــــ کرنل ہمیرخ نے بات بناتے ہوئے کہا اور عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا کہ کرنل ہمیرخ کس ڈھٹائی سے جھوٹ بول رہا ہے۔

"اوہ اچھا ۔۔۔ تم تھوڑی دیر بعد کال کرو۔ میں چیک کر لوں۔
اوور اینڈ آل" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ
ہی ٹرانسمیٹر کیچر خاموش ہو گیا۔

عمران سمجھ گیا کہ چکر کچھ اور چل رہا ہے۔ آئل ڈپو پر ریڈ آرمی کے آدمی بھی پہنچے ہوئے ہیں۔ اور پہلی کال شاید کرنل ہمیرخ نے اپنے انہی ساتھیوں کو کی تھی۔ لیکن وہاں سے جواب نہ ملنے کی وجہ سے اس نے ایف۔ڈی کو کال کر کے تصدیق کرنی چاہی تھی لیکن اس طرح عمران کا کام ہو گیا تھا وہ یہی چاہتا تھا کہ کسی طرح ایف۔ڈی کے نئے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرے۔ ۔۔۔ اُسے معلوم تھا کہ اگر وہ کرنل ہمیرخ پر تشدد کر کے اُسے مجبور کرتا کہ وہ ایف ڈی کو کال کرے یا اس کی فریکونسی بتلائے تو وہ مر کر بھی ایسا نہ کرتا۔

تھوڑی دیر بعد پھر ٹرانسمیٹر کیچر ایک بار پھر ٹوں ٹوں کرنے لگا۔ عمران نے دیکھا تو اُسی جگہ کال کی جارہی تھی۔

"ہیلو ۔۔۔ کرنل ہمیرخ کالنگ اوور" ۔۔۔ کرنل ہمیرخ کی آواز سنائی دی۔

"یس ۔۔۔ کرنل چارلس بول رہا ہوں۔ کرنل ہمیرخ ۔۔۔ آرنلڈ کی طرف سے کال کا کوئی جواب نہیں ملا۔ مجھے سخت تشویش ہو رہی ہے۔ میں میجر ہارسن کو فوری طور پر وہاں بھیج رہا ہوں۔ تاکہ اصل صورت حال کا علم ہو سکے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ اس لیڈر کو لے کر میرے پاس آجاؤ۔ تاکہ اس سے مزید پوچھ گچھ کی جا سکے اوور" کرنل چارلس نے کہا۔

"سوری ۔۔۔ وہ تو مر چکا ہے۔ ذرا سا تشدد بھی برداشت نہیں کر سکا۔ بہرحال میں اس کے دوسرے ساتھیوں کے پیچھے ہوں۔ جیسے ہی وہ مجھے ہاتھ لگے میں لے آؤں گا اوور"

کرنل ہمیرخ نے جواب دیا۔ ظاہر ہے اس کے پاس لیڈر کہاں موجود تھا جو اُسے وہ لے کر کرنل چارلس کے پاس پہنچتا۔ اس لئے اس نے یہ بہانہ کر دیا۔

"اوہ ۔۔۔ اس کے ساتھی ابھی نہیں پکڑے گئے۔ مجھے بتاؤ کہ وہ لوگ کہاں ہیں میں ان کا خاتمہ کر دوں اوور" ۔۔۔ کرنل چارلس نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کرنل ہمیرخ کو بالکل ناکارہ سمجھ رہا ہو۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تو سن لو کہ وہ سب مین پاور ہاؤس میں موجود ہیں۔ اور وہاں تمہارا نصب کردہ بم تلاش کیا جارہا ہے اوور"

کرنل ہمیرخ نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ۔۔۔ وہ چاہے الٹے ہی کیوں نہ کھڑے ہو جائیں۔ انہیں وہ بم نہیں مل سکتا۔ یہ ان کے بس کی بات ہی نہیں ہے۔ تم اس طرف سے بے فکر رہو۔ اور انہیں وہاں ڈھونڈنے دو۔ جب میں وہ بم آپریٹ کر دوں گا تو پاور ہاؤس کے ساتھ ان کی لاشیں بھی جل کر کوئلہ ہو جائیں گی اوور" ۔۔۔ کرنل چارلس نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ دیکھو کیا ہوتا ہے اوور اینڈ آل"

کرنل ہمیرخ نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کیچر بند کیا اور اُسے ڈیش بورڈ کا خانہ کھول کر اندر رکھا۔ اور

پھر کار سے نیچے اتر کر وہ دوبارہ کوٹھی کی عقبی سمت بڑھ گیا۔ اس کا مقصد حل ہو چکا تھا اور اب کرنل ہمیرنخ کی موت ضروری ہو گئی تھی۔ وہ اُسے آزاد چھوڑ کر مزید پریشانیاں پیدا نہ کرنا چاہتا تھا۔ عقبی دیوار کے قریب پہنچتے ہی اس نے ایک بار پھر جمپ لگایا اور دیوار کراس کر کے دوبارہ عمارت کی اس باڑ کے پیچھے جا گرا جہاں اس پہلے جرمن نسل کے کتے نے حملہ کیا تھا۔ کتے کی لاش ابھی تک وہیں پڑی ہوئی تھی۔ — عمران چند لمحے وہیں دبکا ہوا آہٹیں لیتا رہا لیکن جب اس نے نیچے کودنے کے ملکے سے دھمکے کا کوئی ردعمل نہ دیکھا تو وہ آہستہ سے اٹھا اور عمارت کی سائیڈ کی طرف بڑھتا گیا۔ وہ بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہا تھا۔ اور پھر وہ جیسے ہی عمارت کے سامنے کے رخ پر پہنچا۔ اچانک ایک خوفناک اور کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے قدموں تلے سے اچانک زمین غائب ہو گئی ہو ۔۔۔ — یہ دھماکہ اس قدر خوفناک تھا کہ وہ اچھل کر نیچے گرا اور دوسرے لمحے اس کے جسم پر جیسے بڑے بڑے پتھروں کی آبشار سی گرنے لگی۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کے جسم کی ساری ہڈیاں یک لخت ٹوٹ گئی ہوں پھر اس کا سانس رک گیا اور اس کے ساتھ وہ اندھیرے کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتا گیا۔ آخری احساس جو اس کے ذہن پر ابھرا تھا وہ یہی تھا کہ بلڈنگ ریزہ ریزہ ہو کر اس کے جسم پر آن گری ہے اور اس کے بعد اندھیرے تھے شاید موت کے اندھیرے۔

آرنلڈ اور اس کے ساتھی سٹیشن ویگن دوڑاتے ہوئے جلد ہی زرعی فارم کی اُس چھوٹی عمارت میں دوبارہ پہنچ گئے انہوں نے ایک شیڈ کے نیچے سٹیشن ویگن روک دی۔ اس شیڈ کی چھت آدھی سے زیادہ غائب ہو چکی تھی — لیکن اب انہیں اس بات کی پرواہ نہ تھی وہ سب سٹیشن ویگن سے اتر کر تیزی سے دوڑتے ہوئے اس تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں آئل ڈپو کے اندر نصب مخصوص ۔۔۔ کے بموں کی آپریٹنگ مشین موجود تھی۔ آرنلڈ نے مشین کو صحیح حالت میں دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔ تم سب باہر جا کر نگرانی کرو جیسے ہی رچرڈ آئے اُسے لے کر یہاں آ جانا۔ اس کے آنے کے بعد ہی میں یہ فیصلہ کروں گا کہ ان بموں کو کس وقت آپریٹ کیا جائے۔

"یس باس" — اس کے چھ ساتھیوں نے کہا اور پھر وہ

تیز تیز قدم اٹھاتے تہہ خانے سے باہر نکل گئے۔ ان کے جانے کے بعد آرنلڈ نے مشین کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ وہ دراصل یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ کیا آئل ڈپو کے اندر نصب بم کام بھی کریں گے یا نہیں۔ وہ مشین کے مختلف بٹن دباتا رہا۔ اور سکرین کے ایک کونے پر جلتے بجھتے بلب کو چیک کر کے اطمینان سے سر ہلاتا رہا ——— وہ باری باری ہر بم کے نمبر کے لحاظ سے بٹن دباتا اور جب اس بٹن کے دبنے کے بعد بلب جلنے بجھنے لگتا تو اُسے پتہ چل جاتا کہ بم کی کارکردگی درست ہے۔ سارے بم تعداد میں سات تھے۔ جب اس نے ساتوں بم چیک کر لئے تو پھر اس نے ان سب کو لنک کرنا شروع کر دیا تاکہ ایک ہی بٹن آپریٹ ہوتے ہی بیک وقت وہ سارے ہی آپریٹ ہو سکیں ——— یہ چونکہ بے حد احتیاط اور توجہ کا کام تھا اس لئے وہ ہر طرف سے بے نیاز ہو کر اس کام میں لگ گیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے اپنے ہاتھ روکے اور اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔ اس نے تمام بم بڑی مہارت سے لنک کر دیئے تھے۔ اور اب صرف ایک بٹن دبانے کی دیر تھی وہ ساتوں خوفناک بم بیک وقت پھٹ پڑتے اور اس کے بعد وہ خوفناک تباہی ہوتی کہ جس کا تصور بھی لرزا دینے والا تھا۔

ابھی وہ بموں کو لنک کر کے اٹھا ہی تھا کہ اُسے سیڑھیوں پر سے اترتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ چونک کر مڑا اور پھر چیف سیکورٹی آفیسر کی وردی میں نیچے آتے ہوئے رچرڈ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"تم آ گئے رچرڈ ——— کوئی مشکل تو پیش نہیں آئی" ——— آرنلڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس ——— مشکل کیسی ——— میں نے بہانہ بنا لیا تھا کہ آپ لوگوں کے رجسٹر پر دستخط کرانے بھول گیا ہوں۔ اس لئے آپ کو بلانے آیا ہوں" ——— رچرڈ نے ہنستے ہوئے کہا اور آرنلڈ اس کے اس دلچسپ بہانے پر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"اب کیا پروگرام ہے باس" ——— رچرڈ نے سر سے مخصوص انداز کا ہیلمٹ اتارتے ہوئے کہا۔

"مشین آپریشن کے لئے تیار ہے۔ اور میں صرف ایک بٹن دبا کر مشن مکمل کر سکتا ہوں ——— لیکن چیف باس نے اس دھماکے کے لئے رات کا وقت مقرر کیا ہے۔ اور ابھی رات ہونے میں بہت دیر ہے" ——— آرنلڈ نے کہا۔

"باس ——— میرا خیال ہے ہمیں فوراً مشن مکمل کر دینا چاہیئے۔ مجھے وہ بلیک کارڈ ہولڈر بے حد مشکوک لگتے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ میری اچانک گمشدگی سے گھبرا جائیں۔ اور اس کے بعد کوئی مخصوص چیکنگ شروع ہو جائے اور ہمارا مشن ہی ناکام ہو جائے۔ رات اور شام میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہے ——— مسئلہ تو بہرحال مشن کی تکمیل ہے" ——— رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں رچرڈ ——— ہمیں بہرحال اندھیرا ہونے تک انتظار کرنا ہوگا۔ تم جانتے ہو کہ یہ صرف ایک ٹارگٹ ہٹ کرنے کی بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ سیاسی مسئلہ ہے۔ اگر یہ دھماکہ دن کو ہو گیا۔ تو اسے

ایف۔ ڈی کے کھیتے میں نہ ڈالا جائے گا اور اس طرح ہماری ساری کارروائی بے کار جا سکتی ہے" ۔۔۔ آرنلڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ۔۔۔ آپ درست سمجھ کہتے ہیں۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو چیف باس سے بات کر لیں" ۔۔۔ رچرڈ نے کہا۔

لیکن اس سے پہلے کہ آرنلڈ کوئی جواب دیتا۔ اچانک ایک آدمی تیزی سے دوڑتا ہوا نیچے اترا۔ اس کے چہرے پر شدید گھبراہٹ تھی۔

"باس ۔۔۔ باس ہمیں گھیرا جا رہا ہے۔ دو اطراف سے گھیرا جا رہا ہے" ۔۔۔ اس آدمی نے گھبراہٹ بھرے انداز میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

"گھیرا جا رہا ہے ۔۔۔ کیا مطلب ۔۔۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے" ۔۔۔ آرنلڈ نے یکلخت غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب ۔۔۔ عقب سے تقریباً سات آٹھ افراد اس فارم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اور شمال کی طرف بھی لوگ موجود ہیں۔ ان میں سے ایک درخت پر چڑھا ہوا ہے۔ ویسے وہ وہیں رکے ہوئے ہیں جبکہ عقب سے آنے والے تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں" ۔۔۔ اس آدمی نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ کون ہو سکتے ہیں" ۔۔۔ آرنلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھتا اوپر پہنچ گیا ۔۔۔ رچرڈ بھی اس کے پیچھے تھا۔

"ادھر آئیے باس ادھر یہاں سے صاف نظر آتا ہے" ۔۔۔ ایک ٹوٹی ہوئی چھت کے ستون کی آڑ میں چھپے ہوئے اس کے ساتھی نے کہا۔ اور وہ تیزی سے چھت پر چڑھ گیا۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصے کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ رپورٹ واقعی درست تھی ۔۔۔ البتہ اب شمال کی طرف سے ایک آدمی ذرا سا جھک کر کاٹ کر فصلوں کے درمیان سے ہوتا ہوا فارم کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ ہمیں روکنے آ رہے ہیں۔ میں ان کے یہاں تک پہنچنے سے پہلے سب کچھ تباہ کر دوں گا۔ سب کچھ۔ یہ مجھے نہیں روک سکتے۔ کبھی نہیں" ۔۔۔ آرنلڈ نے غصے سے چنگھاڑتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے نیچے اترا اور تہہ خانے کی طرف بھاگا۔ اس کے ساتھی سمجھ گئے کہ وہ مشین آپریٹ کرنے گیا ہے اور چند ہی لمحوں بعد آئل ڈپو اور اس سے ملحقہ عمارات پر خوفناک قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

آرنلڈ بھاگتا ہوا سیڑھیاں اتر کر تہہ خانے میں پہنچا۔ اس کی آنکھیں غصے اور نفرت سے جل رہی تھیں۔ وہ بھاگتا ہوا مشین کے قریب پہنچا۔ اور اس نے ایک لمحے مشین کو دیکھا۔

"لو ۔۔۔ دیکھو اپنی تباہی" ۔۔۔ آرنلڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک زوردار جھٹکے سے سرخ رنگ کے لیور کو نیچے کر دیا ۔۔۔ لیور نیچے ہوتے ہی مشین میں سے گونج کی آواز پیدا ہوئی اور پھر ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔ اور دوسرے

مشین کے عقب سے گہرے رنگ کے دھوئیں کی لکیر سی نکلی اور کسی چیز کے جلنے کی تیز بو کمرے میں پھیل گئی۔۔۔ مشین کی گونج یک لخت ختم ہو گئی تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے مشین ناکارہ ہو گئی ہو۔

"اوہ۔۔۔ یہ کیا ہوا۔۔۔ یہ تو مشین ہی جل رہی ہے۔"

آرنلڈ نے گھبرا کر وہ سرخ ہینڈل اونچا کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین پر لگا ہوا ایک بلب تیزی سے سپارک کرنے لگا۔ چند لمحے سپارک کرنے کے بعد وہ بجھ گیا اور مشین ساکت ہو گئی۔

اسی لمحے اطلاع دینے والا بھی نیچے اتر آیا۔ اس نے جب مشین سے نکلتے ہوئے دھوئیں کو دیکھا تو وہ بری طرح اچھل پڑا۔

"کیا ہوا باس۔۔۔ یہ دھواں کیسا ہے۔"۔۔۔ آنے والے نے کہا۔

"غضب ہو گیا۔۔۔ جوش میں مجھ سے حماقت ہو گئی۔ میں نے لنک سوئچ آن کئے بغیر آپریشن ہینڈل نیچے کر دیا۔ اور یک لخت لوڈ پڑ جانے کی وجہ سے اس کا آپریشن سرکٹ جل گیا ہے۔ اب اسے ڈائرکٹ کرنا ہو گا تب ہی آپریشن مکمل ہو سکتا ہے۔۔۔ مگر اس کے لئے کم از کم آدھا گھنٹہ چاہیے۔"۔۔۔ آرنلڈ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"تو باس اس کی مرمت کون کرے گا۔۔۔ کیا آپ جانتے ہیں۔"۔۔۔ آنے والے نے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو رچرڈ کو بلاؤ۔ وہ اس کا ماہر ہے وہ اسے ٹھیک کرے گا۔ جلدی کرو۔ جلدی کرو۔"۔۔۔ آرنلڈ نے چیختے ہوئے

کہا اور اس کا ساتھی تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔ آرنلڈ وہاں کھڑا اس انداز میں دانت پیس رہا تھا جیسے تصور میں اپنی ہی بوٹیاں نوچ رہا ہو۔۔۔ اس سے اتنی بڑی حماقت ہوئی تھی کہ جس کا ازالہ اب اسے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد رچرڈ دوڑتا ہوا نیچے آیا۔

"کیا ہوا باس۔۔۔ کیا ہوا۔"۔۔۔ رچرڈ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور جب آرنلڈ نے اسے بتایا کہ کس طرح اس سے حماقت ہوئی ہے۔ تو رچرڈ بھی بوکھلا گیا۔

"جلدی کرو اسے ڈائرکٹ کر دو جلدی۔۔۔ ادھر تھیلے میں ضروری سامان موجود ہے۔ تم کام کرو میں باہر جا کر آنے والوں سے نپٹتا ہوں۔ جلدی کرو۔"۔۔۔ آرنلڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔ لیکن اس میں تو کافی دیر لگے گی پوری مشین کھولنی پڑے گی۔"۔۔۔ رچرڈ نے ایک طرف پڑے ہوئے تھیلے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ تم تسلی سے کام کرو۔ میں آنے والوں کو روک لوں گا۔ اگر وہ زیادہ ہی سر چڑھ آئے تو میں انہیں مشین آپریٹ کرنے کی دھمکی دے کر بھی روک سکتا ہوں۔"۔۔۔ آرنلڈ نے کہا۔ اور رچرڈ سر ہلاتے ہوئے مشین کو کھولنے لگا۔ آرنلڈ تہہ خانے کے کونے میں پڑی ہوئی مشین گن کی طرف لپکا اور پھر مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا گیا۔۔۔ اس نے ایک ایسی جگہ اپنا مورچہ لگایا جہاں سے وہ دونوں اطراف پر نظر رکھ سکتا تھا۔ اب

عقب کی طرف سے آنے والے کافی نزدیک آگئے تھے جب کہ شمال کی طرف سے آنے والا بالکل ہی قریب پہنچ چکا تھا۔ آرنلڈ اس اکیلے شخص پر حیران تھا کہ آخر اکیلا کیوں آرہا ہے کیوں کہ اس کے ساتھیوں نے بتایا تھا کہ اس کے باقی ساتھی بھی تعداد میں چار تھے مختلف درختوں پر چڑھتے نظر آئے ہیں۔

"باس ——— اسے مار گراؤں ؟" ——— اچانک ایک ساتھی نے آرنلڈ سے پوچھا۔ اس کا اشارہ اس اکیلے آدمی کی طرف تھا۔

"نہیں ——— یہ اکیلا آدمی ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اسے آگے آنے دو" ——— آرنلڈ نے جواب دیا۔ اس کی نظریں اس رخ پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے بہت سے افراد نیم دائرے کی صورت میں آگے بڑھ رہے تھے لیکن اب ان کی رفتار آہستہ ہوگئی تھی۔ وہ رک رک کر آگے بڑھ رہے تھے۔

"میں ریڈ آرمی کا جیپر ہوں ——— ریڈ آرمی کا جیپر" ——— اچانک اس اکیلے آدمی کی طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اوہ ——— تو یہ ریڈ آرمی ہے" ——— آرنلڈ کے ساتھ ساتھ باقی سب افراد کے تنے ہوئے اعصاب یک لخت ڈھیلے پڑ گئے۔

"آگے آجاؤ جیپر ——— آگے آجاؤ" ——— آرنلڈ نے چیختے ہوئے کہا۔ اور اکیلا آنے والا آدمی فصل سے باہر نکلا۔ اور انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا زرعی فارم کی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے ——— میں ایف رڈی کا ڈائریکٹر آرنلڈ ہوں" آرنلڈ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ جناب ——— مجھے ریڈ آرمی کے میجر ہیرس نے بھیجا ہے۔ ہم آپ کی تمام کارروائی کی نگرانی کر رہے تھے۔ ہمارا مقصد فاسٹ ڈیتھ کے ارکان کو تلاش کرنا تھا۔ پھر ہم نے پہچان لیا کہ فاسٹ ڈیتھ والے بلیک کارڈ ہولڈر کے روپ میں آئل ڈپو میں گئے ——— اور پھر جب آپ وہاں بم نصب کر کے یہاں واپس آئے تو وہ آپ کے پیچھے آئے اور اب وہ عقب کی طرف سے فارم کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہ تعداد میں سات ہیں اور مسلح ہیں۔ میجر ہیرس نے آپ کو پیغام دیا ہے کہ ہم ان کو الجھا لیتے ہیں۔ آپ اس دوران آئل ڈپو تباہ کر دیں" جیپر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن آئل ڈپو ہم نے رات کو تباہ کرنا ہے۔ تم میجر ہیرس سے کہو کہ وہ اور ہم مل کر آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیں گے" آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ اب اپنی حماقت کا ذکر تو ریڈ آرمی سے نہ کر سکتا تھا۔

"لیکن باس کا کہنا ہے کہ فائرنگ کی آوازوں کی وجہ سے آئل ڈپو کی سیکورٹی گارڈ ادھر آجائے گی۔ اور پھر سارا مشن خراب ہو سکتا ہے" جیپر نے فوراً ہی کہا۔

"کچھ بھی ہو ہم اندھیرا پڑنے سے پہلے مشن مکمل نہیں کر سکتے۔ تم اپنے باس سے کہو کہ وہ تیزی سے گھوم کر ان کے عقب میں ہو جائیں۔ اس طرح یہ آسانی سے مارے جائیں گے۔ یہ آخری بات ہے۔ جلدی جاؤ وہ لوگ اب قریب آرہے ہیں" ——— آرنلڈ نے چیخ کر کہا اور جیپر جلدی سے دوڑتا ہوا واپس کھیتوں میں گھس گیا۔

آرنلڈ جیپر کے جانے کے بعد تیزی سے واپس اپنے مورچہ پر گیا۔

"میرا خیال ہے باس ہمیں فارم سے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ بم مار کر پورا فارم ہی اڑا دیں" ۔۔۔ آرنلڈ کے ایک ساتھی نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن باہر کھیتوں میں ہمیں کوئی آڑ نہیں مل سکے گی۔ ہم یہیں سے ان کا مقابلہ کریں گے۔ اب تو ریڈ آرمی بھی ہماری حمایت میں آگئی ہے۔ اب ہم آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں" ۔۔۔ آرنلڈ نے جواب دیا۔

"باس ۔۔۔ اب وہ نزدیک آتے جا رہے ہیں۔ کیوں نہ ہم ابھی سے فائر کھول دیں" ۔۔۔ ایک اور ساتھی نے کہا۔

"نہیں ابھی نہیں ۔۔۔ ابھی وہ رینج سے دور ہیں۔ اور دور ہونے کی وجہ سے ان کے بچ نکلنے کے امکانات بڑھ جائیں گے۔ انہیں نزدیک آنے دو۔ تم سب نے ایک ایک ٹارگٹ چن لینا ہے۔ اور اسی ٹارگٹ پر گولیاں برسانی ہیں ۔۔۔ لیکن اس وقت تک فائر نہ کیا جائے جب تک میں فائر نہ کروں۔ میرے فائر کا انتظار کرو" آرنلڈ نے باقاعدہ کسی سپہ سالار کی طرح انہیں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔ وہ دور رک گئے ہیں۔ یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے وہ صورت حال کا جائزہ لے رہے ہوں" ۔۔۔ آرنلڈ کے ساتھ کھڑے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ یہ اور بھی اچھا ہے۔ ہمیں مشین بنانے کا بھی وقت مل جائے گا اور ریڈ آرمی بھی ان کے عقب میں پہنچ جائے گی" آرنلڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"جیپر اب واپس پہنچنے والا ہے باس ۔۔۔ میں اسے چیک کر رہا ہوں" ۔۔۔ ٹوٹی ہوئی چھت پر لیٹے ہوئے ایک نوجوان نے کہا۔ اور آرنلڈ نے سر ہلا دیا۔ اس کی تیز نظریں دونوں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں۔ اس کی خواہش تھی کہ اُسے کسی طرح زیادہ سے زیادہ وقت مل جائے ۔۔۔ تاکہ وہ اپنی حماقت کا ازالہ کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

"راس" ۔۔۔ اچانک آرنلڈ نے اپنے قریب کھڑے ہوئے ساتھی سے کہا۔

"یس باس" ۔۔۔ راس نے جواب دیا۔

"نیچے جا کر رچرڈ سے معلوم کرو کہ اُسے مشین ٹھیک کرنے کے لئے مزید کتنا وقت چاہئے" ۔۔۔ آرنلڈ نے کہا۔ اور راس سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑا اور تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بھاگ گیا۔

لیکن ابھی اُسے نیچے گئے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک تہہ خانے سے ایک تیز چیخ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد کسی کے گرنے کا دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دو آدمی آپس میں لڑ پڑے ہوں۔ اور پھر یکے بعد دیگرے چیخوں کی سی آوازیں سنائی دیں اور آرنلڈ اور راس

کے ساتھی جوان چیخا۔ اور دھماکے کی آواز سن کر حیرت سے بت بن کر چند لمحے کھڑے رہنے کے بعد تیزی سے تہہ خانے کی طرف لپکے۔ اور اس لمحے جیسے فارم سے باہر قیامت جاگ پڑی ہو۔ بے تحاشا فائرنگ اور دھماکوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔

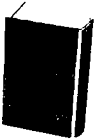

تنویر اور اس کے ساتھی تیزی سے فصلوں کے درمیان آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ زرعی فارم اور ان کے درمیان ابھی ناصا فاصلہ تھا۔ کہ اچانک تنویر چلتے چلتے رک گیا۔ اور اس نے ہاتھ اٹھا کر ان سب کو رکنے کا اشارہ کیا۔

"صفدر ـــــ میں نے شمال کی طرف کچھ لوگوں کی نقل و حرکت دیکھی ہے۔ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"۔ ـــــ تنویر نے کہا۔

"ہاں ـــــ جھلک مجھے بھی نظر آئی ہے۔ ہو سکتا ہے۔ یہ ان کا کوئی نگران گروپ ہے۔ اگر یہ واقعی ان کے ساتھی ہیں تو ہم بُری

طرح پھنس جائیں گے"۔ ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"چوہان ـــــ تم پیچھے ہٹ کر شمال کی طرف چھپ کر جاؤ۔ اور ان کے قریب جا کر دیکھو کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے"۔ تنویر نے چند لمحے سوچنے کے بعد کہا۔ اور چوہان سر ہلاتے ہوئے مڑا اور پھر تیزی سے واپس دوڑنے لگا ـــــ اس کا ارادہ تھا کہ وہ کافی فاصلے سے مڑ کر شمال کی سمت جائے گا۔ تاکہ ان کے سامنے نہ پہنچ جائے بلکہ عقب میں پہنچے۔ اس طرح وہ آسانی سے ان کا پتہ چلا سکتا تھا۔

"میرا خیال ہے آپ لوگ آگے بڑھیں میں جنوب کی طرف سے گھوم کر اس فارم میں جاتا ہوں تاکہ اصل حالات کا پتہ چلایا جائے۔ نجانے وہاں کتنے لوگ ہوں۔ اور وہ کس طرح کے اسلحے سے لیس ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم غلط فہمی میں مارے جائیں"۔ ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن یہ بھی نہ ہو کہ ہم ترکیبیں ہی لڑاتے رہیں اور وہ آئل ڈپو ہی اڑا دیں"۔ ـــــ صفدر نے کہا۔

"کیپٹن شکیل کی بات درست ہے۔ ہمیں صحیح اندازہ ہونا چاہئے۔ کیپٹن ـــــ وہاں پہنچ کر واچ ٹرانسمیٹر استعمال کرنا۔ اور اطلاع کے بعد وہیں رک جانا۔ اس طرح تم ہماری بہترین امداد کر سکتے ہو۔ ہم تمہاری کال کا انتظار کریں گے"۔ ـــــ تنویر نے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا تیزی سے سائیڈ میں مڑا اور پھر انتہائی تیز رفتاری سے بھاگتا ہوا جنوب کی سمت کو مڑ گیا۔ چونکہ اس کا قد لمبا تھا۔ اس لئے

وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑ رہا تھا۔ کافی فاصلہ سیدھا دوڑنے کے بعد اس نے اپنا رخ بدلا اور پھر وہ دوبارہ فارم کی طرف مڑ گیا۔ اب وہ محتاط لیکن تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھوں میں تھی۔ اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ زرعی فارم کی آئل ڈپو والی سمت میں اس سے کچھ فاصلے پر پہنچ گیا۔

وہ چند لمحے فصل میں بیٹھا صورت حال کو دیکھتا رہا۔ اس نے بڑی اچھی طرح فارم میں جگہ جگہ پھیلے ہوئے مسلح افراد کو دیکھ لیا تھا۔ لیکن ایک بڑا سا کمرہ اس کے لئے آڑ بنا ہوا تھا۔ وہ اس کمرے کی سیدھ میں تیزی سے چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا ——— اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس فارم کی دیوار کے پاس پہنچ گیا۔ اب وہ بے حد محتاط ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی ذرا سی آہٹ بھی وہاں موجود مسلح افراد کو چوکنا کر سکتی تھی۔

دیوار کے ساتھ لگ کر وہ چند لمحے دوسری طرف کی آہٹ لیتا رہا۔ پھر اس نے مشین گن کو کاندھے سے لٹکایا اور اوپر چڑھنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ اچانک اُسے شمالی سائیڈ سے کسی کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔

"میں ریڈ آرمی کا جیبر ہوں ——— ریڈ آرمی کا جیبر" ——— کوئی دور سے چیخ کر کہہ رہا تھا اور کیپٹن شکیل دیوار کے ساتھ چمٹ گیا۔

"آگے آجاؤ جیبر ——— آگے آجاؤ" ——— فارم کے اندر سے ایک اور آواز سنائی دی اور پھر کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ شمالی سمت کی دیوار کی طرف ——— جاتی ہوئی

تیز قدموں کی آوازیں وہ بخوبی سن رہا تھا۔

اور پھر ان کی باتوں سے اُسے معلوم ہوا کہ شمالی سمت ریڈ آرمی کا میجر جیبرن اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ جب کہ فارم میں الیف سڈی کا چیف ڈائریکٹر آرنلڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود ہے۔ اور یہیں وہ مشین موجود ہے۔ جس سے انہوں نے آئل ڈپو کو تباہ کرنا ہے۔

"جیبر آرنلڈ سے ہدایت لے کر واپس چلا گیا تو کیپٹن شکیل نے واپس مڑنے کی بجائے ایک اور فیصلہ کر لیا کہ وہ پہلے اس مشین کو ہی کیوں نہ تباہ کر دے۔ تاکہ آئل ڈپو کی تباہی کا خطرہ دور ہو جائے۔ اس کے بعد صرف ان کی گرفتاری ہی باقی رہ جائے گی ——— وہ آہستہ سے اونچا ہوا۔ اور اس نے دیوار کے کنارے سے اندر جھانکا۔ اس کی تیز نظروں نے کئی افراد کو ادھر ادھر چھپے ہوئے دیکھا۔ لیکن ان سب کی توجہ اس طرف تھی جدھر تنویر اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کیپٹن شکیل آہستہ سے دیوار پر چڑھا۔ اس نے مشین گن کو ایک ہاتھ سے تھام رکھا تھا تاکہ اس کی ضرب سے آواز پیدا نہ ہو ——— اور پھر وہ چند ہی لمحوں بعد دیوار کی دوسری طرف بے آواز طریقے سے اتر گیا۔ اب وہ ایک کوٹھڑی کے کونے میں دبکا ہوا تھا۔ آرنلڈ اور اس کے ساتھیوں کی آوازیں اُسے سنائی دے رہی تھیں۔

ابھی اُسے وہاں کونے میں دبکے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اُسے اس دیوار کے نچلے حصے سے کسی سخت چیز کے گرنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ کسی انسان کی بڑبڑاتی ہوئی آواز ——— کیپٹن شکیل نے چونک کر دیوار کی طرف دیکھا۔ اور

پھر اس کی نظریں ایک چھوٹے سے سوراخ پر پڑ گئیں۔ اس نے سوراخ سے آنکھ لگائی تو دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ اُسے نیچے ایک تہہ خانہ سا نظر آ رہا تھا۔ جس میں وہی چیف سیکورٹی آفیسر ایک بڑی سی مشین کو کھولے بیٹھا تھا۔ وہ شاید اس کی مرمت کر رہا تھا۔ اور دوسرے لمحے کیپٹن شکیل کے ذہن میں ساری بات واضح ہو گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ یہی مشین ان بموں کی آپریٹنگ مشین ہو گی ——— اور چیف سیکورٹی آفیسر جو آرنلڈ کا ساتھی تھا اسے سیٹ کر رہا ہے، یا شاید آپریٹ کرنے کے لئے اسے چیک کر رہا ہے۔ اُسے تہہ خانے کی سیڑھیوں کا بھی کچھ حصہ نظر آ رہا تھا۔ اور یہ سیڑھیاں اس طرف سے جا رہی تھیں جدھر آرنلڈ اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ کیپٹن شکیل تیزی سے دیوار کے ساتھ لگ کر آگے کی طرف کھسکنے لگا ——— اور پھر دیوار کے اختتام پر رک کر اس نے ذرا سا سر کو آگے بڑھا کر دیکھا۔ اُسے اب وہاں موجود افراد واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر بے آواز انداز میں سائیڈ میں ہو کر اس دروازے میں گھس گیا جہاں سے سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ آہستہ سے سیڑھیاں اتر رہا تھا ——— اس نے مشین گن کو نال کی طرف سے پکڑ رکھا تھا کیوں کہ وہ یہاں فائر نہ کر سکتا تھا۔ ورنہ اُسے معلوم تھا کہ وہ چوہے دان میں پھنس سکتا تھا۔

آہستہ آہستہ اور بے آواز وہ سیڑھیاں اترتا ہوا تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ وہ چیف سیکورٹی آفیسر مشین میں پوری طرح منہمک

تھا۔ اور ادھر کیپٹن شکیل نے بھی بے حد احتیاط برتی تھی۔ اس کی فوجی تربیت اس کے یہاں کام آ رہی تھی۔ اندر پہنچتے ہی کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کو اوپر اٹھایا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس آدمی پر وار کرنا چاہتا تھا تاکہ باہر موجود افراد کو اس کا علم نہ ہو سکے اور وہ مشین تباہ کر کے باہر نکل جائے ——— اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن پہلے ہی آن کر دیا تھا تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں اس کے ساتھیوں تک پیغام خود بخود پہنچ جائے۔ ابھی اس نے ہاتھ اونچا کیا ہی تھا کہ اچانک اُسے کسی کے سیڑھیاں اترنے کی آواز سنائی دی ——— اور اُسی لمحے مشین کو سیٹ کرتے ہوئے چیف سیکورٹی آفیسر نے چونک کر دیکھا اور کیپٹن شکیل کو اس طرح اپنے سر پر کھڑے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں شدید ترین حیرت کے آثار نمودار ہوئے مگر اُسی لمحے کیپٹن شکیل نے پوری قوت سے مشین گن کا بٹ اس کی کھوپڑی پر جما دیا اور چیف سیکورٹی آفیسر ایک تیز چیخ مار کر دھماکے سے مشین کے اوپر گرا۔ مگر دوسرے ہی لمحے کوئی سایہ سا اس پر کودا ——— کیپٹن شکیل تیزی سے گھوما مگر آنے والے نے اس کے سر پر زوردار ٹکر ماری اور اُسے نیچے گرانے کی کوشش کی لیکن کیپٹن شکیل ٹکر کھا کر نیچے گرنے کی بجائے الٹا سنبھل گیا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے گھٹنے کی ضرب اپنے اوپر دباؤ ڈالنے والے حملہ آور کی زیر ناف لگائی اور حملہ آور کے حلق سے تیز چیخ نکلی وہ جھٹکا کھا کر پیچھے کی طرف ہٹا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ہاتھ

میں پکڑی ہوئی مشین گن کا بٹ پوری قوت سے حملہ آور کی کنپٹی پر پڑا - اور وہ چیختا ہوا ڈھیر ہو گیا - چیف سیکورٹی آفیسر تو پہلے ہی ختم ہو چکا تھا - پوری قوت سے سر پر پڑنے والی ضرب نے اس کی کھوپڑی پاش پاش کر دی تھی ـــــ اب دوسرا آدمی بھی نیچے گر کر بُری طرح تڑپنے لگا تھا - یہ تو شکر ہے کہ حملہ آور خالی ہاتھ تھا - ورنہ وہ سیڑھیوں سے ہی کیپٹن شکیل پر فائر کھول سکتا تھا -

" فائر کر دو ـــــ میں پھنس گیا ہوں " ـــــ کیپٹن شکیل نے چیخ کر واچ ٹرانسمیٹر میں کہا - کیوں کہ اسے سیڑھیوں پر سے بہت سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دی تھیں -

اس نے تیزی سے مشین گن سیدھی کی اور پھر جیسے ہی اُسے سیڑھیوں پر ایک آدمی کی ٹانگیں نظر آئیں - اس نے فائر کھول دیا - اور ایک شخص چیختا ہوا لڑھک کر نیچے آ گرا اور پھر تو باہر افراتفری سی مچ گئی ـــــ اور کیپٹن شکیل کو تیز فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں - اس کے ساتھیوں نے فائر کھول دیا تھا -

" بم مار دو اندر بم مار دو ـــــ اڑا دو " ـــــ اچانک باہر سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی -

" مگر باس ـــــ اندر مشین ہے " ـــــ ایک دوسری آواز سنائی دی -

" اوہ ہاں ـــــ مگر اندر گھس جاؤ ـــــ مار ڈالو " ـــــ اُسی آواز نے چیختے ہوئے کہا - اُسی لمحے کیپٹن شکیل نے اپنی مشین گن کا

رخ موڑا اور فرش پر موجود کھلی ہوئی مشین پر پڑنے والی گولیوں کی بوچھاڑ نے ایک ہی لمحے میں اس کے پرزے اڑا کر رکھ دیئے - اور اب کیپٹن شکیل نے باہر نکلنے کا فیصلہ کیا - کیوں کہ اندر خطرہ تھا کہ اگر انہوں نے اندر بم پھینک دیا تو اس کی موت یقینی ہو جائے گی ـــــ سیڑھیوں کے علاوہ باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ تھی - اور سیڑھیوں پر بھی اوپر سے مسلسل فائرنگ کی جا رہی تھی - اچانک کیپٹن شکیل کو جیب میں موجود تین بموں کا خیال آ گیا - اس نے ایک ہاتھ سے مشین گن سنبھالی اور دوسرے ہاتھ سے جیب سے بم نکال کر اس نے دانتوں سے اس کی پن کھینچی - اور اُسے پوری قوت سے باہر کی طرف اچھال دیا - ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور باہر سے چلتی ہوئی مشین گن جیسے ہی رکی - کیپٹن شکیل نے دوسرے بم کی پن کھینچی اور تیزی سے مڑ کر پچھلی دیوار پر بم دے مارا ـــــ ایک اور خوف ناک دھماکہ ہوا اور تہہ خانے کی عقبی دیوار کا ایک بہت بڑا حصہ پتھروں کی صورت میں اڑ کر دور تک بکھر گیا - اب دوسری طرف کھیت نظر آ رہے تھے - کیپٹن شکیل نے اس خلا کے بنتے ہی تیز چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ اڑتا ہوا باہر کھیت میں جا گرا ـــــ جیسے ہی اس کا جسم اس خلا سے باہر نکلا - کوٹھڑی کے اندر اس کے پیچھے ایک زبردست دھماکہ ہوا اور جب کیپٹن شکیل فصل کے اندر گرا تو جیسے پتھروں کی بارش سی عین اس کے اوپر فصل پر ہونے لگی - کیپٹن شکیل نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹیں بدلتا گیا - اونچی فصل کی وجہ سے پتھروں نے اُسے نقصان نہ پہنچایا - اور وہ کروٹیں بدلتا ہوا کافی دور تک لڑھکتا گیا ـــــ اور پھر اٹھ کر وہ تیزی

سے پیچھے کی طرف بھاگا۔ اس کا خیال تھا کہ اس پر فائرنگ ہوگی۔ اس لئے وہ فصل ہونے کے باوجود زگ زیگ کے سے انداز میں بھاگ رہا تھا۔ لیکن جب کوئی فائرنگ نہ ہوئی تو وہ اٹھ کر تیزی سے سیدھا بھاگا اور پھر کافی دور آ جانے کے بعد اس نے اپنا رخ موڑا اور گھوم کر ایک بار پھر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا گیا ——— زرعی فارم پر زبردست فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ فارم سے ہٹ کر بھی فائرنگ اور دھماکوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔

فائرنگ اور دھماکوں کی آوازوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ پورا علاقہ میدان جنگ کی سی صورت اختیار کر گیا تھا۔ لیکن کیپٹن شکیل کو اطمینان تھا کہ اب کم از کم آئل ڈپو تو محفوظ ہو گیا تھا۔ وہ تیزی سے گھومتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا ——— اس کے ساتھی مختلف جگہوں پر چھپ کر مسلسل فائرنگ کئے جا رہے تھے۔ وہ اس جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھے تھے۔ جہاں کیپٹن شکیل انہیں چھوڑ کر گیا تھا۔ نعمانی اور صدیقی شمال کی طرف سے ریڈ آرمی کے ساتھ فائرنگ کے تبادلے میں لگے ہوئے تھے۔

"کیا بات ہے ——— رک کیوں گئے ہو۔ آگے بڑھو۔ وہاں صرف سات آٹھ آدمی ہیں۔ جن میں سے تین ہلاک ہو چکے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے دور سے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ آ گئے تم ——— ہم تمہاری وجہ سے رکے ہوئے تھے۔ ہم نے سوچا تم پھنسے ہوئے ہو کہیں ہمارے حملے کی وجہ سے تم کو

نقصان نہ پہنچ جائے"۔ ——— دور سے تنویر نے اس کی آواز پہنچاتے ہوئے جواب دیا۔

"آگے بڑھو ——— رش اپ" ——— اسی لمحے صفدر کی آواز سنائی دی۔ اور پھر وہ سب فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ البتہ نعمانی اور صدیقی وہیں رکے رہے۔ وہ ریڈ آرمی کو نزدیک نہ آنے دیتے تھے ——— انہوں نے یہی پلاننگ کی تھی کہ پہلے ایف۔ڈی کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس کے بعد ریڈ آرمی سے بھی نپٹ لیا جائے گا۔ ریڈ آرمی کے افراد تعداد میں پانچ تھے۔ اور نیم دائرے کی صورت میں بٹے ہوئے تھے۔ اس لئے نعمانی اور صدیقی فائر کر کے فوراً ہی اپنی جگہ بدل لیتے تھے ——— ادھر تنویر اور اس کے ساتھی اب تیزی سے ایڈوانس کر رہے تھے۔ وہ زیادہ سے زیادہ دباؤ ڈالنا چاہتے تھے۔ اور پھر جیسے جیسے دباؤ بڑھتا گیا۔ فارم کی طرف سے فائرنگ اور بموں کے دھماکوں کی شدت میں کمی آتی گئی ——— تنویر اور اس کے ساتھی انتہائی مہارت سے آگے بڑھ رہے تھے۔ وہ سب اس قدر تیزی اور پھرتی سے اپنی جگہیں بدل رہے تھے کہ ایف۔ڈی کی کوئی گولی بھی ان پر اثر انداز نہ ہو رہی تھی۔ دوسری طرف نعمانی اور صدیقی نے بھی اب دباؤ ڈالنا شروع کر دیا۔ انہیں صرف چوہان کی طرف سے فائرنگ کا انتظار تھا۔ سنجانے وہ کیوں فائرنگ نہ کر رہا تھا ——— حالاں کہ وہ کیپٹن شکیل کے ساتھ ہی شمال کی طرف گیا تھا اور کیپٹن شکیل تو اہم ترین کارنامہ سر انجام دے کر واپس بھی آ گیا تھا جب کہ چوہان کی طرف سے کوئی اطلاع نہ تھی اور

اسی پریشانی کی وجہ سے نعمانی اور صدیقی دونوں نے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا تھا۔ گو اس طرح وہ بموں کی زد میں آ سکتے تھے۔ لیکن اب انہیں یہ تشویش لاحق ہو گئی تھی کہ کہیں چوہان کے ساتھ کچھ ہو نہ گیا ہو۔

ابھی وہ ذرا سا آگے بڑھے تھے کہ اچانک صدیقی کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پشت کے بل فصل میں گرا۔ اور نعمانی نے اُسے ہٹ کرنے والے کو دیکھ لیا تھا اس سے پہلے کہ وہ دوسری بار فائر کھولتا نعمانی نے فائر کھول دیا اور وہ آدمی ایک سائیڈ کے درخت سے مردہ چھپکلی کی طرح نیچے آ گرا ـــــ نعمانی فائر کھولتے ہی بجلی کی سی تیزی سے فصل میں گرے ہوئے صدیقی کی طرف لپکا۔ اور اس نے انتہائی پھرتی سے اُسے ایک سائیڈ پر کھینچ لیا۔ اس طرح وہ صدیقی کو مکمل برسٹ کے حملے سے بال بال بچا لینے میں کامیاب ہو گیا ـــــ ابھی وہ نعمانی کو گھسیٹ کر دور لے جا رہا تھا کہ اچانک شمالی سمت پر یک لخت ایک خوف ناک سا بم پھٹا اور اس کے ساتھ دو تین انسانی چیخیں سنائی دیں اور پھر مسلسل فائرنگ کی آوازوں کے بعد ایک سائیڈ پر سے ایک اور چیخ برآمد ہوئی۔ نعمانی اس چیخ سے ہی سمجھ گیا کہ چوہان ہٹ ہو گیا ہے وہ شاید نشانے پر بم پھینکنے کے چکر میں بالکل قریب چلا گیا تھا ـــــ نعمانی نے جیسے ہی چوہان کی آواز سنی وہ اٹھ کر زگ زیگ انداز میں اس طرف بھاگنے لگا جہاں سے چوہان کو ہٹ کیا گیا تھا پہلے تو نعمانی پر فائرنگ ہوتی رہی۔ لیکن نعمانی مخصوص انداز میں بھاگنے کی وجہ سے گولیوں

سے ہر بار بچ نکلتا۔ وہ ہر لمحے اپنے بھاگنے کا انداز بدل دیتا اس لئے اس کا نشانہ کرنے والا اُسے ہٹ نہ کر سکتا تھا۔ لیکن اس طرح اس نے چوہان کو مزید فائرنگ سے بچا لیا تھا۔ ابھی وہ ٹارگٹ سے کافی دور تھا کہ اچانک فائرنگ بند ہو گئی ـــــ اور نعمانی فائرنگ بند ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے فصل میں گرا اور پھر مسلسل قلابازیاں کھاتا چلا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ اب اس پر بم پھینکا جائے گا۔ کیوں کہ وہ بم کی رینج میں آ چکا تھا۔ لیکن دوسری طرف سے مسلسل خاموشی طاری رہی ـــــ اور ابھی نعمانی اٹھ کر دوبارہ بھاگنے کے متعلق سوچ رہا تھا کہ اُسے دور سے پولیس کے چیختے ہوئے سائرن سنائی دیئے اور ان سائرنوں کی آوازیں سنائی دیتے ہی فارم کی طرف سے ہونے والی فائرنگ اور دھماکے بھی ایک سائیڈ سے بند ہو گئے۔

نعمانی اٹھ کر بھاگا اور جب وہ اس جگہ پہنچا جہاں چوہان پڑا ہوا تھا تو اس نے دیکھا کہ گولی چوہان کی ناف پر لگی تھی اور وہ اکھڑے اکھڑے سانس لے رہا تھا۔ ادھر ادھر کئی لاشیں بکھری ہوئی تھیں ـــــ نعمانی نے بجلی کی سی تیزی سے چوہان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر تیزی لیکن احتیاط سے واپس بھاگنے لگا۔ چوہان کی حالت بے حد خراب تھی۔ اگر اس کا فوری طور پر آپریشن نہ کیا گیا تو اس کی حالت کے پیش نظر اس کا بچ جانا ناممکن تھا۔ ادھر صدیقی بھی لڑکھڑاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کو گولی بازو پر لگی تھی ـــــ اور اس نے ایک ہاتھ سے دوسرے بازو کو سنبھال رکھا تھا۔ اس کے بازو سے بھی خون تیزی سے بہہ رہا تھا۔ پولیس

گاڑیوں کے سائرن اب فارم سے بالکل نزدیک سنائی دے رہے تھے اور پھر تنویر اور اس کے ساتھی بھی اب فائرنگ بند کر چکے تھے۔ وہ زرعی فارم کی عمارت کے اندر پہنچ گئے تھے۔ وہاں پانچ لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ دو لاشوں کے ٹکڑے تباہ شدہ تہہ خانے کے ملبے کے نیچے دبے نظر آ رہے تھے اور ایک لاش تہہ خانے کے دروازے کے پاس ہی پڑی ہوئی تھی ——— اس کے جسم کے بیشتر حصے یوں غائب تھے جیسے کسی قصائی نے چھری کی مدد سے جگہ جگہ سے گوشت اتار دیا ہو۔ اور دو لاشیں ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔

پولیس کی گاڑیوں نے پورے زرعی فارم کو گھیر لیا۔ اور پھر مسلح پولیس انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی نہ صرف فارم کے اندر آ گئی بلکہ پولیس کے افراد نے صدیقی اور نعمانی کے گرد بھی گھیرا ڈال دیا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ادھر بھی گئے جہاں بم پھٹنے کا دھواں اب بھی فضا میں موجود تھا۔

"ہینڈز اپ ——— اسلحہ پھینک دو ورنہ بھون ڈالیں گے"

پولیس کپتان نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی خشونت بھرے لہجے میں کہا۔

"بلیک کارڈ ہولڈر" ——— اچانک تنویر نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

"نہیں ——— ہاتھ جیب میں مت لے جاؤ۔ تم چاہے ریڈ کارڈ ہولڈر کیوں نہ ہو۔ اس وقت مجرم ہو" ——— پولیس کپتان نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم خود ہماری جیبوں سے کارڈ نکال لو" ——— تنویر نے دانت بھینچتے ہوئے کہا۔ اور پولیس کپتان نے تنویر کی عقبی سمت میں آتے ہوئے اس کی جیبوں کی تلاشی لی اور دوسرے لمحے بلیک کارڈ اس کے ہاتھوں میں تھا ——— اس نے غور سے اس کارڈ کو دیکھا اور پھر وہ یک لخت اٹین شن ہو گیا۔ اُسے کارڈ اصل ہونے کی تصدیق ہو گئی تھی۔

"آئی ایم سوری سر ——— حالات ایسے تھے سر"

پولیس کپتان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور تنویر اور اس کے ساتھیوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ نیچے گرا لیے۔

"باس ——— چوہان کی حالت انتہائی خراب ہے۔ اس کی ناف میں گولی لگی ہے۔ اسے جلدی ہسپتال بھجواؤ" ——— دور سے ہی نعمانی نے چیختے ہوئے کہا۔

چوہان کے زخمی ہونے کا سن کر وہ سب اچھل پڑے۔ اور تیزی سے دوڑتے ہوئے نعمانی اور صدیقی کی طرف بڑھے۔ جو اب فارم سے کچھ فاصلے پر پولیس کے نرغے میں کھڑے تھے۔ پولیس نے انہیں وہیں روک رکھا تھا ——— پولیس کپتان بھی ساتھ ہی بھاگتا ہوا آیا تھا۔ اور اس نے چوہان کی حالت دیکھتے ہی جلدی سے جیپ لے آنے کے احکامات صادر کرنے شروع کر دیئے۔ اور چند ہی لمحوں بعد چوہان کو سیٹ پر لٹا دیا گیا۔ صدیقی بھی چونکہ زخمی تھا اس لئے وہ بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"باس ——— میں اس کے ساتھ جا رہا ہوں۔ میں اسے سنبھال

رکھوں گا ۔ ورنہ زیادہ ہچکولے سے اس کو نقصان ہو گا" ـــــ نعمانی نے بھی جیپ پر سوار ہوتے ہوئے کہا اور تنویر کے سر ہلانے پر جیپ تیزی سے آگے بڑھ گئی ۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے سر ـــــ یہ کن لوگوں کی لاشیں ہیں ۔ یہاں تو باقاعدہ جنگ ہوئی ہے ۔ بم بھی مارے گئے ہیں"

پولیس کپتان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور جب تنویر نے اُسے بتایا کہ کس طرح ایف ۔ ڈی جو آج رات آئل ڈپو کو دھماکے سے اڑانا چاہتی تھی اور اس نے آئل ڈپو کے اندر بم فٹ کر دیئے تھے ـــــ اور یہاں وہ وائرلیس آپریٹنگ مشین کے ذریعے پورا آئل ڈپو اڑا سکتی تھی ۔ اور ہم اس کے پیچھے لگے ہوئے تھے اور کس طرح ہم نے جان پر کھیل کر مشین کو تباہ کیا ہے اور آئل ڈپو کو بچایا ہے ۔ تو پولیس کپتان کا پورا جسم پسینے سے بھیگ گیا ـــــ اس کی آنکھیں خوف و دہشت سے پھٹ سی گئیں ۔ وہ یوں تنویر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ انسان نہ ہوں بلکہ کوئی مافوق الفطرت قسم کی چیزیں ہوں ۔

"آپ سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں" ـــــ پولیس کپتان نے ہکلاتے ہوئے پوچھا ۔

"ارے نہیں ـــــ ہم صرف بلیک کارڈ ہولڈر ہیں ۔ بہر حال تم اعلیٰ حکام کو بلا کر انہیں تفصیل بتا دینا اور آئل ڈپو کے اندر نصب شدہ بم بھی ہٹا لینا ۔ اب ہم جا رہے ہیں" ـــــ تنویر نے کہا اور پولیس کپتان سر ہلاتا ہوا تیزی سے اپنی جیپ کی طرف

دوڑا جس میں لانگ رینج پولیس ٹرانسمیٹر موجود تھا ۔

جب کہ تنویر اور اس کے ساتھی فارم سے نکل کر اس طرف کو چل پڑے جدھر ان کی کار موجود تھی ۔ ان کے چہروں پر فتح و کامیابی کی چمک تھی ۔

"تنویر ـــــ بجانے ان لاشوں میں ان کے سربراہ آرنلڈ کی لاش بھی ہے یا وہ فرار ہو گیا ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"ارے ہاں ـــــ لاشیں تو تھوڑی ملی ہیں مجھے تو خیال ہی نہیں آیا ۔ اس کا مطلب ہے ہم جب یہ سمجھتے تھے کہ وہ بم مارنے کی وجہ سے خاموش ہو گئے ہیں تو اس وقت وہ فرار ہو رہے تھے" ـــــ تنویر نے کہا ۔

"میرا اندازہ ہے کہ آٹھ نو افراد تھے جن میں سے پانچ لاشیں ملی ہیں اس کا مطلب ہوا کہ تین چار افراد بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں ـــــ ادھر ریڈ آرمی میں بھی ایک آدمی یقیناً فرار ہوا ہے ۔ کیوں کہ وہاں سے بھی چار لاشیں ملی ہیں جب کہ وہ پانچ افراد تھے ۔ بہر حال ان کا مشن تو ناکام ہی رہا" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا ۔

"خدا کرے چوہان صحت یاب ہو جائے مجھے اس کی طرف سے بڑی فکر ہے" ـــــ جولیا نے کہا ۔ اور وہ سب سر ہلانے لگے ۔

کار کے پاس پہنچ کر انہوں نے یہی پروگرام بنایا کہ سب سے پہلے وہ جنرل ہسپتال چلیں گے جہاں چوہان اور صدیقی کو لے جایا گیا تھا ۔ اور وہاں سے چوہان کے متعلق تسلی کر لینے کے بعد واپس ہیڈ کوارٹر جائیں گے ۔

"نجانے عمران نے کیا کیا۔ اصل ٹارگٹ تو یا در ہاؤس کا تھا"
جولیا نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
"اس کی فکر نہ کرو —— وہ اکیلا ہی پوری ٹیم پر بھاری رہتا ہے"
صفدر نے کہا اور تنویر نے بجائے کوئی تبصرہ کرنے کے صرف منہ بناتے ہوئے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

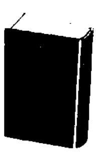

کرنل ہمیرخ کا شعور جب جاگا تو اس کے جسم میں درد اور تکلیف کی شدید ترین لہریں دوڑنے لگیں۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی گئی ہو —— وہ آنکھیں کھول کر پہلے تو ادھر ادھر یوں دیکھتا رہا جیسے کسی اجنبی جگہ پر ہو۔ لیکن پھر اس کی آنکھیں پھیلتی گئیں۔ کیوں کہ کمرہ وہی تھا جہاں عمران سے لڑائی ہوئی تھی۔ اور وہ صوفے پر بغیر بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ وہ

ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ لیکن کمرہ خالی تھا عمران جا چکا تھا۔ کرنل ہمیرخ کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے۔ یہ بات کسی طرح بھی اس کے ذہن کے کسی خانے میں نہ بیٹھ رہی تھی کہ عمران اُسے یوں زندہ اور ٹھیک ٹھاک حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہے —— اُس نے اُسے جس داؤ میں پھنسا دیا تھا۔ اس سے عمران کی موت یقینی ہو گئی تھی اور وہ تو عمران کی اداکاری کی وجہ سے مار کھا گیا تھا۔ عمران نے یک لخت جس طرح اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا تھا۔ کرنل ہمیرخ نے اپنے طور پر پوری تسلی کر لی تھی کہ عمران مر چکا ہے —— لیکن دراصل وہ اس کی بے داغ اداکاری تھی۔ اور اس اداکاری نے اس کی جان بچا لی تھی۔ اور پھر وہ کرنل ہمیرخ پر اس طرح چھا گیا کہ کرنل ہمیرخ اپنا بچاؤ نہ کر سکا۔ اور خوف ناک ضربوں نے اُسے بے ہوش کر دیا تھا۔ لیکن پھر عمران اُسے فرش سے اٹھا کر صوفے پر ڈال کر کیوں چلا گیا تھا —— بس یہی بات اس کے ذہن میں کھٹک رہی تھی۔ اتنا تو وہ آسانی سے سوچ سکتا تھا کہ عمران نے کوئی چال چلی ہے۔ لیکن وہ چال کیا ہو سکتی ہے یہ بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ وہ کمرے سے باہر نکل کر راہداری میں آیا جہاں مائیکل کی لاش کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔ اور پھر اس نے پوری کوٹھی گھوم ڈالی لیکن عمران واقعی کوٹھی سے جا چکا تھا۔

کرنل ہمیرخ چند لمحے کھڑا سوچتا رہا۔ پھر اس نے یوں سر ہلایا جیسے بات اس کی سمجھ میں آ گئی ہو۔ اس نے یہی سوچا تھا کہ عمران اُسے اس لئے زندہ چھوڑ گیا ہے تاکہ وہ ہوش میں آنے کے بعد یہاں

سے نکل کر کہیں جائے تو وہ اس کا تعاقب کر سکے۔ چوں کہ اس کی
کوٹھی میں عمران کو اس کا کوئی اور ساتھی نظر نہ آیا ہو گا۔ اس لئے
اس نے یہی سمجھا ہو گا کہ یہ ان کا ہیڈ کوارٹر نہیں ہے۔ اور لازماً کرنل
ہمیرخ یہاں سے نکل کر اپنے ہیڈ کوارٹر جائے گا اور اس طرح عمران
اس کا تعاقب کرتے ہوئے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ جائے گا ــــ اب
یہ بات تو کرنل ہمیرخ ہی جانتا تھا کہ اصل ہیڈ کوارٹر ان کا یہی ہے۔
البتہ اس کے ساتھی آئل ڈپو پر گئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس نے سب
سے پہلے اپنے ساتھیوں کا پتہ کرنا چاہا۔ اس کا یہ منصوبہ تو قطعی ناکام
رہا تھا کہ وہ مین پاور ہاؤس میں ہی عمران یا فاسٹ ڈیتھ کے ارکان
کا خاتمہ کر سکے گا ــــ وہاں تو صرف سیکورٹی والے ہی مارے
گئے تھے۔ اور اب وہاں جانا حماقت ہی ہوتی۔ اب تو یہی ہو سکتا
تھا کہ میجر ہیرس سے بات کر کے وہ آئندہ کی پلاننگ کرے۔ چنانچہ
وہ سیدھا ٹرانسمیٹر والے کمرے میں پہنچا۔ اس نے میجر ہیرس کی
فریکونسی ملا کر اُسے کال کرنے کی کوشش کی۔ لیکن جب اُسے
دوسری طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو اُسے زبردست پریشانی
لاحق ہو گئی کہ آخر میجر ہیرس کی طرف سے کوئی جواب کیوں نہیں
مل رہا ــــ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے کرنل چارلس سے
کال ملائی۔ اور اس سے آئل ڈپو کے مشن کا معلوم کیا۔ لیکن کرنل چارلس
نے اُسے بتایا کہ پروگرام کے مطابق دھماکہ رات کو ہو گا۔ ابھی تو شام
ہے۔ اس پر کرنل ہمیرخ نے ایک اور داؤ کھیلا اور کرنل چارلس سے
کہا۔ کہ اُسے اطلاع ملی ہے کہ ایف۔ ڈی کا پورا گروپ ہلاک ہو گیا

لیکن دوسری طرف سے کرنل چارلس نے اس بات کو تسلیم ہی نہیں کیا۔
بلکہ اس نے اطلاع کا ماخذ معلوم کرنے پر زور دیا تو کرنل ہمیرخ نے
فاسٹ ڈیتھ کے لیڈر کا ذکر کر دیا اور پھر کرنل چارلس چیک کرنے پر
رضامند ہو گیا اور کرنل ہمیرخ کا مقصد بھی یہی تھا۔ کہ اگر ایف۔ ڈی
وہاں ٹھیک ٹھاک ہے تو پھر میجر ہیرس بھی لازماً ٹھیک ہو گا۔ لیکن
تھوڑی دیر بعد کرنل چارلس نے جب بتایا کہ آرنلڈ سے بات نہیں
ہو رہی اور وہ اپنے دوسرے ساتھی میجر ہارسن کو پتہ کرنے بھیج رہا
ہے ــــ اور ساتھ ہی اس نے کرنل ہمیرخ پر زور دیا کہ وہ لیڈر کو لے
کر اس کے پاس آ جائے تاکہ وہ خود اس سے مزید پوچھ گچھ کر سکے۔
تو کرنل ہمیرخ کو اس کی موت کا بہانہ کرنا پڑا۔ اس کا مقصد تو حل ہو چکا
تھا۔ آرنلڈ اور میجر ہیرس دونوں کی طرف سے جواب نہ ملنے کا ایک
ہی مطلب ہو سکتا تھا۔ کہ وہ دونوں ہی کسی مشکل میں پھنس چکے ہیں۔
چنانچہ کرنل ہمیرخ نے اب خود آئل ڈپو پر جانے کا فیصلہ کیا۔ لیکن
اس کے ذہن میں اُسی وقت ایک اور بات آ گئی کہ عمران ان کا
یہ ہیڈ کوارٹر دیکھ چکا ہے اور ہو سکتا ہے وہ اپنے ساتھیوں سمیت
باہر گھات لگائے ہوئے ہو ــــ اب کم از کم کرنل ہمیرخ واپس
یہاں نہ آ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس پوری کوٹھی کو ہی اڑا دینے
کا فیصلہ کر لیا۔ تاکہ کسی کو یہاں سے بعد میں کوئی کلیو نہ مل سکے۔ اس
کوٹھی سے ایک سرنگ دور ایک اور چھوٹی سی کوٹھی تک جاتی تھی۔
جہاں اس کے دو ممبر ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اور بلیو سیڈان کار
بھی اُسی کوٹھی کے گیراج میں بند تھی۔ اس نے سوچا کہ اب اُسی

لنک کوٹھی کو ہی اپنا نیا ہیڈ کوارٹر بنایا جائے۔ چنانچہ اس نے سٹور میں جا کر وہاں مختلف بم اٹھائے۔ انہیں عمارت میں مختلف جگہوں پر نصب کر کے اس نے ان کے فیتے کو لائیٹر سے آگ لگا دی اور خود لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھا کر سرنگ میں گھس گیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کوٹھی سے سوائے ملبے کے اور کچھ نہ مل سکے گا۔ وہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھائے تیز رفتاری سے سرنگ میں دوڑ رہا تھا ـــــ کیوں کہ دھماکہ ہونے سے قبل وہ سرنگ کراس کر جانا چاہتا تھا۔ اور پھر وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ کیوں کہ جیسے ہی وہ سرنگ کراس کر کے لنک کوٹھی میں پہنچا۔ اُسے ایک خوف ناک دھماکہ سنائی دیا۔ اور پھر یکے بعد دیگرے کئی دھماکے ہوئے۔ لنک کوٹھی حالاں کہ خاصے فاصلے پر تھی۔ لیکن یہ دھماکے اس قدر خوف ناک اور شدید تھے کہ لنک کوٹھی یوں لرز رہی تھی جیسے زبردست زلزلے کی زد میں آ گئی ہو۔

چند لمحوں بعد دھماکوں کی بازگشت ختم ہو گئی۔

" یہ دھماکے کیسے تھے باس " ـــــ اس کے ساتھی راجر نے پوچھا۔

" میں نے اپنا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا ہے۔ اب یہی ہمارا نیا ہیڈ کوارٹر ہو گا۔ وہاں سیکرٹ سروس پہنچ گئی تھی " ـــــ کرنل ہمیرخ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور راجر اور اس کا ساتھی بینی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے

تھے کہ باس خود اپنے ہاتھوں سے اپنا ہی ہیڈ کوارٹر تباہ کر دے گا۔

" میجر ہیرس کی طرف سے مجھے بے حد تشویش ہے وہ کال کا جواب نہیں دے رہا " ـــــ کرنل ہمیرخ نے کہا اور لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر ایک بار پھر میجر ہیرس کی مخصوص فریکونسی سیٹ کرنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ وہ ٹرانسمیٹر آن کرتا کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور کرنل ہمیرخ کے ساتھ ساتھ راجر اور بینی بھی اچھل پڑے۔ کیونکہ دروازے پر میجر ہیرس کھڑا ہوا تھا ـــــ لیکن اس کی حالت بے حد ابتر تھی۔ کپڑے پھٹے ہوئے اور مسلے ہوئے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے کوئی طویل جنگ لڑ کر آ رہا ہو۔

" باس ـــــ ہمارا ہیڈ کوارٹر کس نے تباہ کیا ہے۔ میں پہلے ادھر گیا تھا مگر وہاں تو پولیس ہی پولیس تھی اور پوری کوٹھی تباہ ہو چکی تھی پھر میں ادھر آ گیا " ـــــ میجر ہیرس ایک طویل سانس لیتے ہوئے آگے بڑھا اور ایک خالی کرسی پر یوں ڈھیر ہو گیا جیسے میلوں دوڑ لگا کر آیا ہو۔

" پہلے تم بتاؤ کہ یہ تمہاری کیا پوزیشن ہے اور باقی ساتھی کہاں ہیں " ـــــ کرنل ہمیرخ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" باس ـــــ وہاں حالات الٹ گئے۔ فاسٹ ڈیتھ والے انتہائی ٹرینڈ لوگ ہیں۔ انہوں نے بڑی مہارت سے سارا پانسہ ہی پلٹ دیا۔ میرے گروپ کے چاروں ساتھی مارے گئے۔ اور مجھے وہاں سے جان بچا کر بھاگنا پڑا۔ میرا خیال ہے الف۔ ڈی کا گروپ جو آرنلڈ کی سرکردگی میں وہاں گیا تھا ـــــ یا تو وہ بھی مکمل طور پر ہلاک ہو چکا ہے یا پھر فاسٹ ڈیتھ کے ہاتھوں گرفتار ہو چکا ہے "

میجر ہیرس نے شاید زندگی میں پہلی بار اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ ــــ مجھے حیرت ہے کہ تم جیسا آدمی ایسی بات کہہ رہا ہے" ــــ کرنل ہمیرخ کے چہرے پر کرختگی سی چھا گئی۔

اور میجر ہیرس نے شروع سے لے کر آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔ اور کرنل ہمیرخ کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہو گئیں۔ واقعی فاسٹ ڈیتھ والے مافوق الفطرت لوگ لگ رہے تھے۔ ادھر کرنل ہمیرخ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا تھا کہ وہ موت سے بال بال بچا تھا۔ اس لئے وہ میجر ہیرس کو کیا دوش دیتا۔

"آپ کے مشن کا کیا ہوا باس" ــــ میجر ہیرس نے پوچھا۔

اور کرنل ہمیرخ نے پاور ہاؤس میں جنگ سے لے کر ہیڈ کوارٹر کی تباہی تک سب کچھ بتا دیا۔ میجر ہیرس ایسا آدمی تھا جس کے سامنے وہ کبھی راز نہ رکھتا تھا۔ وہ اس کا دست راست بھی تھا اور ہم راز بھی۔ البتہ تفصیل بتانے سے پہلے اس نے راجر اور بینی دونوں کو یہ کہہ کر باہر بھیج دیا تھا کہ وہ ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے بعد پولیس کا ردعمل معلوم کریں کہ ان لوگوں کا کیا خیال ہے۔ اس تباہی کے متعلق۔ بہر حال اس کا اصل مقصد انہیں فی الحال ہٹانا تھا۔

"باس ــــ حالات سراسر ہمارے خلاف ہو گئے ہیں۔ پوری ریڈ آرمی تباہ ہو گئی ہے۔ آپ کے اور میرے علاوہ اب صرف دو ممبر راجر اور بینی ہی بچے ہیں ــــ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا اب بھی کوئی پتہ نہیں کہ وہ کس وقت ہم پر چڑھ دوڑیں اب آپ خود

سوچیں کہ آخر آپ کے آنے سے قبل عمران ہیڈ کوارٹر میں کیسے پہنچ گیا ضرور ان لوگوں کے پاس کوئی مافوق الفطرت قوتیں موجود ہیں"۔ میجر ہیرس نے کہا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے بُری طرح مرعوب ہو چکا ہے۔

"لیکن ہم واپس بھی تو نہیں جا سکتے۔ اب میں نے تو آخری منصوبہ بھی تیار کیا ہے کہ ہم ایف۔ڈی کے نئے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کریں۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی نہ کسی طرح اس نئے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیں گے۔ اور ہو سکتا ہے آرنلڈ یا اس کا کوئی ساتھی زندہ ان کے ہتھے چڑھ گیا ہو اور وہ اب تک ہیڈ کوارٹر کا پتہ بھی چلا چکے ہوں" ــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"لیکن باس ــــ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ براہِ راست ہیڈ کوارٹر پر خود حملہ کرنے کے پہلے کی طرح آخری موقعہ پر فوج کو آگے کر دیں"۔ میجر ہیرس نے کہا۔

"نہیں ــــ اس بار وہ ایسی حماقت نہیں کریں گے۔ ابھی ٹرپ کا پتہ ایف۔ڈی کے ہاتھوں میں ہے۔ کرنل چارلس یقیناً پاور ہاؤس میں کوئی بم نصب کر چکا ہے۔ اور وہ کسی بھی لمحے وائرلیس آپریٹنگ مشین کے ذریعے وہ پاور ہاؤس اڑا سکتا ہے۔ اس لئے پاور ہاؤس کو بچانے کے لئے لازماً گوریلا کارروائی کریں گے" ــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"اوہ ہاں باس ــــ آپ نے واقعی درست اندازہ لگایا ہے۔ ہمیں فوراً ان کے نئے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی شروع کر دینی چاہیئے۔

لیکن ہمارا منصوبہ کیا ہوگا۔ کیا ہم ان کو ہیڈ کوارٹر سے باہر روک لیں یا انہیں اندر جانے دیں۔ اور بعد میں خود ایکشن لیں"۔۔۔۔۔ میجر ہیرس نے کہا۔

"ہاں یہ بات سوچنے کی ہے۔ لیکن اس کا فیصلہ یہاں نہیں کیا جا سکتا۔ موقع محل دیکھ کر اس کا فیصلہ کیا جائے گا"۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے جواب دیا۔ اور اُسی لمحے دروازہ کھلا اور راجر اندر داخل ہوا۔

"باس۔۔۔۔۔ پوری کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ خاص طور پر درمیانہ حصہ بالکل ہی ڈھیر ہے۔ اور ہاں باس سامنے والے حصے سے ذرا ہٹ کر ملبے کے نیچے سے ایک زخمی نوجوان برآمد ہوا ہے۔ اُسے ہسپتال پہنچا یا گیا ہے۔ پولیس کا خیال ہے۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ راجر ابھی رپورٹ دے ہی رہا تھا کہ کرنل ہمیرخ نے بے تابی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ زخمی نوجوان اور ہیڈ کوارٹر کے ملبے سے۔ مگر ہیڈ کوارٹر تو خالی تھا۔ اگر مائیکل کی لاش کے ٹکڑوں کی بات کر رہے ہو تو وہ تو اندرونی حصے میں تھے تم تو بیرونی رخ کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔ ارے ہاں۔۔۔۔۔ اوہ لازماً وہی ہوگا"۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر زبردست ہیجان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"کون باس۔۔۔۔۔ کس کی بات کر رہے ہیں"۔۔۔۔۔ میجر ہیرس بھی کرنل ہمیرخ کے اس انداز پر پریشان ہو گیا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ وہ لازماً عمران ہوگا۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو

سکتا۔ وہ یقیناً دوبارہ اندر آ رہا ہوگا کہ عین اس وقت دھماکہ ہوا ہوگا اور وہ ملبے کی زد میں آ گیا ہوگا۔ وہ کتنا زخمی ہے اور کون سے ہسپتال میں ہے جلدی بتاؤ"۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے چیختے ہوئے کہا۔

"بب۔۔۔۔۔ باس۔۔۔۔۔ میں نے تو صرف سنا ہے۔ وہ مجھ سے پہلے اُسے نکال کر کسی ہسپتال بھیج چکے تھے۔ میں نے اُسے دیکھا نہیں"۔ راجر نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"فون اٹھا لاؤ فون جلدی کرو"۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور راجر نے جلدی سے ایک سائیڈ میں پڑا ہوا فون اٹھا کر کرنل ہمیرخ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

"کسے فون کرنا ہے باس"۔۔۔۔۔ میجر ہیرس نے پوچھا۔

"میرے خیال میں جنرل ہسپتال اُسے بھیجا گیا ہوگا۔ میں فون پر معلوم کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے رسیور اٹھاتے ہوئے جواب دیا۔

"باس۔۔۔۔۔ اس کے پیچھے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر وہ شدید زخمی ہو چکا ہے تو پھر ہمارے لئے بے کار ہے۔ ہو سکتا ہے وہ مر جائے اور اگر زندہ رہا تو بعد میں اُس سے نپٹا جا سکتا ہے۔ وہ اس حالت میں کہاں بھاگ سکتا ہے۔ اور اگر وہ معمولی زخمی ہوا تھا تو پھر وہ اب تک ہسپتال سے فارغ ہو چکا ہوگا۔ ہمیں پہلے فاسٹ ڈیتھ کے اس گروپ کا خاتمہ کرنا چاہیے"۔۔۔۔۔ میجر ہیرس نے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ تم نہیں سمجھتے۔ عمران ان سب کا سرغنہ ہے۔ اگر

اس کا خاتمہ ہو جائے تو سمجھو سب کا خاتمہ ہو گیا "۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے کہا۔ اور اس نے جلدی سے انکوائری کے نمبر ڈائل کئے اور پھر انکوائری آپریٹر سے اس نے جنرل ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ کا نمبر معلوم کیا اور کریڈل دبا کر نمبر گھمانے لگا۔

"یس ۔۔۔۔ ایمرجنسی وارڈ جنرل ہسپتال "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ذی شان کالونی میں ایک کوٹھی تباہ ہوئی ہے۔ اس کے ملبے سے ایک زخمی نوجوان کو میں نے ہسپتال بھیجا تھا۔ میں پولیس کپتان بول رہا ہوں۔ اس زخمی کی کیا پوزیشن ہے "۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے لہجے کو کرخت بناتے ہوئے کہا۔

"اس زخمی کو وارڈ نمبر گیارہ میں منتقل کر دیا گیا ہے جناب۔ اُسے کوئی شدید جسمانی چوٹ تو نہیں آئی تھی۔ البتہ اندرونی ذہنی چوٹ معلوم ہوتی تھی۔ ہو سکتا ہے اس کے دماغ کا آپریشن کرنا پڑے۔ وارڈ نمبر گیارہ مینٹل سرجیکل وارڈ ہے جناب "۔۔۔۔ دوسری طرف سے پوری تفصیل بتلاتے ہوئے کہا گیا۔

"کیا وہ اب تک بے ہوش ہے "۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے اندازہ لگاتے ہوئے پوچھا۔

"جب وہ یہاں سے وارڈ نمبر گیارہ میں بھیجا گیا تھا تب تو بیہوش تھا۔ اب کا معلوم نہیں جناب ۔۔۔۔ آپ وارڈ نمبر گیارہ میں فون کر کے رجسٹرار سے معلوم کر سکتے ہیں جناب "۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"وارڈ نمبر گیارہ کا کیا نمبر ہے "۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ نے پوچھا۔ اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ کرنل ہمیرخ نے اوکے کہہ کر کریڈل دبا دیا۔ اس کے چہرے پر دبے دبے جوش کے آثار نمایاں تھے وہ سوچ رہا تھا کہ اگر واقعی عمران ہسپتال میں بے ہوش پڑا ہے تو اس حالت میں وہ بڑا اچھا شکار ثابت ہو سکتا ہے۔ دل میں گھسنے والی صرف ایک گولی اس شیطان کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دے گی اور اگر ایسا ہو جائے تو کرنل ہمیرخ کے نزدیک نہ صرف اب تک ریڈ آرمی کی ساری ناکامیاں کامیابیوں میں بدل جائیں گے بلکہ اسرائیل کے اعلیٰ حکام بھی اسے کرنل ہمیرخ کا سب سے بڑا کارنامہ قرار دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس نے جلدی جلدی وارڈ نمبر گیارہ کے نمبر گھمائے۔

"رجسٹرار وارڈ نمبر گیارہ "۔۔۔۔ ایک آواز رسیور پر سنائی دی۔

"پولیس کپتان بول رہا ہوں۔ ایمرجنسی وارڈ سے ایک زخمی بیہوشی کے عالم میں آپ کے وارڈ میں بھیجا گیا تھا۔ جو ذی شان کالونی کی ایک تباہ شدہ کوٹھی کے ملبے سے ملا تھا۔ اس کی کیا پوزیشن ہے "۔ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"کمال ہے ۔۔۔۔ پولیس کپتان تو میرے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور آپ اپنے آپ کو پولیس کپتان کہہ رہے ہیں۔ یہاں دارالحکومت میں کتنے پولیس کپتان ہیں وہ بھی اس زخمی کی وجہ سے پریشان ہیں۔ وہ غائب ہو چکا ہے۔ اُسے جیسے ہی ہوش آیا وہ ریڈ سرکل کارڈ

دکھا کر یہاں سے چلا گیا۔ اب سب پریشان ہیں۔ وزیر خارجہ بھی کئی بار فون کر چکے ہیں۔ انہیں بھی ریڈ سرکل کے زخمی ہونے کی اطلاع مل گئی تھی۔ لیکن وہ نجانے کہاں ہے ——— ارے ہاں ——— آپ کون ہیں ——— لیجئے پولیس کپتان صاحب سے خود ہی بات کر لیجئے" رجسٹرار نے کہا۔

لیکن کرنل ہمیرخ کی چمکتی ہوئی آنکھیں یہ سنتے ہی بجھ گئی تھیں کہ عمران نہ صرف ہوش میں آ چکا تھا بلکہ ہسپتال سے بھی غائب تھا۔ ظاہر ہے اب وہ کیا بات کرتا ——— اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پھینکا۔

"چلو میجر ہیرس چلو۔ ایف۔ڈی کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کے سوا اب اور کوئی چارہ نہیں" ——— کرنل ہمیرخ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور میجر ہیرس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

عمران کی آنکھ کھلی تو چند لمحے وہ لاشعوری کیفیت میں پڑا رہا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ لیکن ذہن کی سلیٹ صاف تھی۔ اس پر کوئی تاثر کوئی نقش موجود نہ تھا۔

"ارے مریض کو ہوش آ گیا ——— ویری گڈ" ——— اچانک ایک نسوانی آواز عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران کے ذہن نے ایک جھٹکا کھایا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔ اس نے تیزی سے گردن موڑ کر اس طرف دیکھا جدھر سے آواز سنائی دی تھی ——— اور دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ ایک خوب صورت سی نرس اس پر جھکی ہوئی تھی۔ نرس کے چہرے پر مسرت کے آثار اس طرح نمایاں تھے۔ جیسے عمران کے ہوش میں آ جانے سے اسے دلی مسرت ہوئی ہو۔

"مریض کو ہوش آ جائے تو پھر وہ پختہ نہیں ہوتا ہے۔ اور خاص طور

پر آپ جیسی خوب صورت شکل سامنے ہو اور پھر بھی مریض کو ہوش آ جائے یہ کیسے ممکن ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں آپ"۔۔۔۔۔ نرس نے حیرت سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عشق میں بہکی بہکی باتیں کرنے والے کو ہی پختہ کہتے ہیں۔ آپ کا مطلب مریض عشق سے ہی تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ آپ تو پیدائشی عاشق لگ رہے ہیں۔ اتنی شدید ذہنی چوٹ اور طویل بے ہوشی کے بعد آپ کو ہوش آیا ہے۔ ورنہ ڈاکٹر تو آپ کے دماغ کے آپریشن کا فیصلہ کر چکے تھے۔ اور آپ نے آنکھیں کھولتے ہی عشق عشق پکارنا شروع کر دیا"۔۔۔۔۔ نرس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پیدائشی۔۔۔۔۔ کمال ہے۔ آپ عشق کی توہین کر رہی ہیں۔ عشق تو آسمانوں پر ہوتا ہے۔ زمین پر تو بس اس کی ریہرسل ہوتی ہے۔ اور ہسپتال میں چونکہ آدمی بے کار پڑا ہوتا ہے اس لئے ریہرسل آسانی سے ہو جاتی ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ڈاکٹر کو اطلاع کر دوں"۔۔۔۔۔ نرس نے قدرے شرماتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑی۔

"ہاں ضرور۔۔۔۔۔ رقیب کے بغیر تو ریہرسل مکمل ہی نہیں ہوتی"۔ عمران نے کہا اور نرس تیزی سے دروازے سے باہر نکل گئی۔ اس کے جانے کے بعد عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ پیر ہلا

کر دیکھے تو جسم بالکل ٹھیک ٹھاک تھا۔ ذہنی طور پر بھی وہ اپنے آپ کو فریش ہی محسوس کر رہا تھا۔ البتہ سر پر مختلف انداز میں پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ ایک پٹی بائیں بازو پر بھی موجود تھی۔ شاید وہاں کوئی زخم آیا تھا۔ البتہ ہڈی محفوظ تھی۔۔۔۔۔ ابھی وہ اپنے جسم کی چیکنگ میں مصروف تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو نوجوان ڈاکٹر اندر داخل ہوئے۔ نرس ان کے پیچھے تھی۔

"اوہ۔۔۔۔۔ آپ کو ہوش آ گیا۔ ویری گڈ۔۔۔۔۔ ورنہ سر تو سر کے آپریشن کا فیصلہ کر چکے تھے"۔۔۔۔۔ دونوں ڈاکٹروں نے قریب آتے ہوئے کہا۔

"سر۔۔۔۔۔ سر کا آپریشن کیسے کرتے"۔۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے اور چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیلاتے ہوئے کہا۔ اور دونوں ڈاکٹروں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ ان کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے عمران کے اس فقرے سے ان کو یقین آ گیا ہو کہ عمران کے دماغ کو چوٹ لگنے سے وہ اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔

"آپ لیٹ جائیں آرام کریں۔ میں سر کو اطلاع دیتا ہوں"۔ ایک ڈاکٹر نے عمران کو کندھے سے پکڑ کر نیچے لٹانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"سر کو اطلاع تو کانوں کے ذریعے ہی دی جاتی ہے۔ اور کان چاہے بیٹھے ہوئے آدمی کے ہوں یا لیٹے ہوئے کے۔ بہرحال اطلاع پہنچا دیتے ہیں۔ اس کے لئے میرا لیٹنا تو ضروری نہیں۔ آپ فرمائیں

کیا اطلاع ہے؟" ـــــ عمران نے لیٹے لیٹے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دونوں ڈاکٹروں کے چہروں پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اب انہیں یقین آگیا ہو کہ عمران واقعی ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔

"نرس ـــــ تم ذرا خیال رکھنا ہم ابھی آئے" ـــــ دونوں ڈاکٹروں نے پیچھے کھڑی ہوئی نرس سے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئے۔

"دیکھا کیسے بھاگا ہے رقیبان کوٹ سفید کو ـــــ اب تو مانتی ہو۔ ویسے ایک بات ہے۔ بے چارے عقل سے پیدل ہی لگتے ہیں۔ اور شاید اسی لئے انہوں نے یہ پیشہ اختیار کیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ پلیز ـــــ زیادہ باتیں نہ کریں" ـــــ ایک ڈاکٹر نے دروازے میں ہی رک کر مڑتے ہوئے عمران سے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا وہ دروازے سے باہر نکل گیا۔ عمران مسکراتا ہوا اٹھ کر فرش پر کھڑا ہو گیا۔

"ارے ارے ـــــ آپ لیٹ جائیں۔ ابھی آپ کو ریسٹ کرنا ہے" ـــــ نرس نے بوکھلا کر کہا۔

"کمال ہے ـــــ یہ آپ کہہ رہی ہیں۔ پہلے خود ہی فرمائش کرتی ہیں، کہ دودھ کی نہر کھود دو اور پھر خود ہی فرماتی ہیں ریسٹ کرو" ـــــ عمران نے ڈھیٹ عاشقوں جیسے لہجے میں کہا۔ اور ایک سائیڈ میں رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس الماری کے ادھ کھلے پٹ میں اسے خانے میں پڑا ہوا اپنا سامان اور لباس نظر آ رہا تھا۔ اس نے لباس کو

باہر نکالا تو لباس خاصا مسلا ہوا تھا لیکن کم از کم پھٹنے سے محفوظ تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک بھاری وجود اور ادھیڑ عمر کا ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ دونوں نوجوان ڈاکٹر اس کے پیچھے مؤدبانہ انداز میں چل رہے تھے۔

"اوہ ـــــ آپ تو نیچے اتر کے کھڑے ہیں۔ ارے آپ لیٹ جائیے" ـــــ ڈاکٹر نے اندر آتے ہی کہا۔

"لیٹ ـــــ ہاں واقعی پہلے ہی میں بہت لیٹ ہو گیا ہوں ڈاکٹر" عمران نے تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ کو چار گھنٹوں کے بعد ہوش آیا ہے اور ابھی ہم نے چیکنگ کرنی ہے" ـــــ ڈاکٹر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں میری چیکنگ کی بجائے اپنے ان شاگردوں کو تھوڑا سا علم پڑھا دیجئے۔ یہ سیدھی اور صاف بات ہی نہیں سمجھتے۔ فرما رہے تھے کہ سر ـــــ سر کے آپریشن کا فیصلہ کر چکے تھے۔ جس پر میں نے حیرت کا اظہار کیا تو فرمانے لگے لیٹ جائیے۔ میں سر کو اطلاع دیتا ہوں۔ اب آپ خود سوچئے۔ لیٹے لیٹے بغیر سر کو اطلاع نہیں دی جا سکتی" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ اچھا اچھا ـــــ آپ نے بات تو خوب صورت کہی تھی۔ دراصل آپ کی ذہنی چوٹ اور طویل بے ہوشی کے بعد اس طرح کی باتیں اچھے بھلے ڈاکٹر کو چیکنگ پر مجبور کر دیتی ہیں۔ بہرحال ابھی آپ آرام فرمائیں۔ آپ کو اچھی خاصی چوٹیں آئی ہیں۔ یہ تو شکر ہے کہ آپ کو ہوش آ گیا ـــــ لیکن بہرحال میڈیکل چیک اپ تو ضروری ہے"

ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری ——— میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ اہم کام پینڈنگ پڑے ہیں انہیں نپٹا لوں۔ پھر آکر چیک اپ کرا لوں گا اطمینان سے۔" عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا جناب ——— دوسری بات یہ کہ آپ کا کیس پولیس نے ریفر کیا ہے۔ اس لئے پولیس کی اجازت کے بغیر آپ کو فارغ بھی نہیں کیا جا سکتا" ——— اس بار ڈاکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ ——— اچھا یہ بات ہے۔ سوری ڈاکٹر مجھے ابھی اور اسی وقت جانا ہو گا" ——— عمران کا لہجہ بھی یک لخت سرد ہو گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے اپنے کوٹ کی چھوٹی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریڈ سرکل کارڈ نکال کر ڈاکٹر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

ڈاکٹر ریڈ سرکل کارڈ کو دیکھتے ہی یوں اچھلا جیسے اس کے پیروں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"آ ——— آپ ——— ریڈ سرکل ——— اوہ ——— سوری ——— اوہ پہلے پتہ ہوتا تو آپ کو سپیشل وارڈ سر۔ ہمیں معلوم نہ تھا" ——— ڈاکٹر نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں ڈاکٹر ——— آپ نے علاج میں کوئی کمی نہیں رکھی۔ میں آپ کا مشکور ہوں اور میں آپ کی تعریف صدر مملکت سے خصوصی طور پر کروں گا ——— لیکن میں نے فوری طور پر جانا ہے۔ اٹ از ایمرجنسی" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ سر ——— ٹھیک ہے سر۔ اب میں آپ کو کیسے روک

سکتا ہوں سر" ——— ڈاکٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے کوئی چپڑاسی صدر مملکت سے مخاطب ہو۔ اور کمرے میں موجود نرس اور دونوں نوجوان ڈاکٹر یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھ رہے تھے جیسے انہیں اچانک کوئی بھوت نظر آ گیا ہو ——— وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ وارڈ نمبر گیارہ کا رجسٹرار جو اپنی اصول پسندی اور سخت مزاجی کی وجہ سے پورے ہسپتال میں مشہور تھا۔ یوں اچانک بھیگی بلی بن جائے گا۔

"شکریہ ——— اب مجھے لباس بدلنا ہے" ——— عمران نے کہا اور ڈاکٹر اشارہ سمجھ کر تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔ اس نے وہاں موجود ڈاکٹروں اور نرس کو بھی باہر آنے کا اشارہ کیا۔ اور ان کے باہر جاتے ہی عمران نے مسکراتے ہوئے دروازہ بند کیا۔ اور پھر جلدی سے لباس تبدیل کرنے لگا ——— کمرے کی ایک سائیڈ میں لٹکے ہوئے آئینے میں وہ پہلے ہی اس بات کا اطمینان کر چکا تھا کہ اس کا میک اپ سلامت ہے۔ ظاہر ہے ڈاکٹروں نے ایک مریض کا علاج کیا تھا۔ انہیں تو میک اپ سے کوئی تعلق ہی نہ تھا ——— اور پھر عمران کا میک اپ بھی سادہ پانی سے دھلنے والا نہ تھا اس لئے وہ محفوظ رہا۔

لباس بدل کر اس نے ہسپتال کا مخصوص لباس واپس الماری میں پھینکا اور تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ راستے میں وہی ڈاکٹر جو وارڈ کا رجسٹرار تھا۔ اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"جناب ——— رجسٹر پر دستخط فرماتے جائیے تاکہ آپ کے ہسپتال سے فراغت کی سرکاری رسید بن سکے" ——— رجسٹرار نے منت بھرے

لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں ضرور" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ رجسٹرار کی مجبوری سمجھتا تھا۔ اس نے بڑے اطمینان سے رجسٹر کے خانے میں اپنا نام عمران لکھا اور پھر سائیڈ پر دستخط کر دیئے۔ اور اس کے بعد وہ رجسٹرار سے مصافحہ کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا وارڈ سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ وہ چار گھنٹے تک بے ہوش رہا ہے۔ اور نجانے اس دوران کیا کچھ نہ ہو گیا ہو ——— تنویر اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے بھی اُسے فکر تھی۔ کیونکہ کرنل ہمیرخ کی دونوں کالوں سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل ہمیرخ کے ساتھی بھی آئل ڈپو پہنچے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہاں سے جواب نہ ملنے کی صورت میں اس نے کرنل چارلس کو کال کیا تھا اور اُسے اس کے گروپ کی ہلاکت کی خبر دی تھی ——— اس خبر دینے سے وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا اور شاید اسی وجہ سے اُسے زیادہ تشویش تھی کہ ریڈ آرمی کہیں فاسٹ ڈیتھ کے لئے اندھیرے کا تیر ہی ثابت نہ ہو۔

وارڈ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک اس کی نظریں ایک طرف پارکنگ میں کھڑی ہوئی کار پر پڑیں اور کار کو دیکھتے ہی وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کار فاسٹ ڈیتھ کی تھی اور یہ وہی کار تھی جس میں وہ آئل ڈپو گئے تھے۔ اس کار کی یہاں موجودگی کا مقصد تو یہی ہو سکتا تھا کہ ان میں سے کچھ زخمی ہو کر یہاں پہنچے ہیں ——— وہ تیزی سے مڑا اور کار کی طرف بڑھتا گیا۔ کار خالی تھی۔ اس نے اس کے انجن پہ ہاتھ رکھا تو معلوم ہوا کہ انجن ابھی

تک گرم تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ کار کو یہاں آئے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی۔ وہ خاموش کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ ایمرجنسی وارڈ کے درمیان سے وہ خود گزر کر آیا تھا اس لئے اگر اس کا کوئی ساتھی وہاں موجود ہوتا تو لازماً اُسے نظر آ جاتا۔ اور باقی اتنے بڑے ہسپتال میں انہیں کہاں ڈھونڈھتا۔ چنانچہ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک مڑا تڑا تار نکالا اور بڑے اطمینان سے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور نشست پر براجمان ہو گیا۔ اب اس کے علاوہ اور دوسری صورت بھی نہ تھی۔ ورنہ اس سے پہلے اس کا خیال یہی تھا کہ وہ یہاں سے سیدھا ہیڈ کوارٹر جاتا۔

ابھی اُسے کار میں بیٹھے ہوئے چھ سات منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ اُسے دور سے اپنے ساتھی آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ صدیقی کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ باقی ٹھیک تھے۔ البتہ چوہان ان کے ساتھ نظر نہ آ رہا تھا ——— اب یا تو چوہان زیادہ زخمی ہو گیا تھا۔ یا پھر وہ یہاں آنے کی بجائے ہیڈ کوارٹر چلا گیا تھا۔

عمران خاموش بیٹھا رہا۔ اور اس کے ساتھی باتیں کرتے ہوئے کار کے قریب پہنچ گئے۔

"ہمیں اب سب سے پہلے عمران کا پتہ کرنا چاہیئے" ——— جولیا کی آواز سنائی دی۔

"کہہ جو دیا ہے اس کی فکر کیوں کرتی ہو۔ وہ شیطان ہے اور شیطانوں کا انسان کچھ نہیں بگاڑ سکتے" ——— تنویر نے جواب دیا وہ اب کار کے قریب پہنچ چکے تھے۔

"کیوں نہیں بگاڑ سکتے - ابھی لاحول پڑھ دوں تو تم بھاگتے نظر آؤ گے" عمران نے اندر بیٹھے بیٹھے اونچی آواز میں کہا - اور عمران کی آواز سن کر وہ سب یوں اچھلے جیسے کوئی انہونی بات ہو گئی ہو۔

"ارے ---- عمران تو اندر بیٹھا ہوا ہے" ---- صفدر نے چونک کر کار کے اندر بیٹھے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں مسرت تھی۔

"عمران ہمیشہ ان رہتا ہے - یہ ڈیڈی ہی ہے جس کے مقدر میں آؤٹ لکھ دیا گیا ہے - کیوں جولیا" ---- عمران نے مسکرا کر کار سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اور تنویر کے علاوہ باقی سب ہنس پڑے۔

"یہ تمہارے سر پر پٹیاں ---- ارے ہاں ---- ہسپتال سے نکلے ہو" ---- جولیا نے بات کا رخ بدلنے کے لئے کہا۔

"ارے سر پہ پٹیاں اور ہسپتال یہ تو عشق کی کامیابی کی نشانیاں ہیں - یقین نہ آئے تو بے شک تنویر سے پوچھ لو" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بس بس ---- اب زیادہ بک بک کی تو منہ توڑ ڈالوں گا - میں تمہیں برداشت کر رہا ہوں اور تم سر پہ چڑھتے آ رہے ہو" ---- تنویر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا - اس کا پیمانہ صبر شاید لبریز ہو گیا تھا۔

"تنویر ---- مذاق کا جواب مذاق سے ہی اچھا لگتا ہے - ارے ہاں عمران صاحب ---- چوہان شدید زخمی ہوا ہے - اس کے پیٹ میں گولی لگی ہے - اسی کا پتہ کر کے ہم ہسپتال آئے تھے - اس کا

آپریشن ہوا ہے - اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے" ---- صفدر نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

"اوہ ---- چلو اچھا ہے باہر ہو گئی ہے - آخر تنویر لیڈر ہے جو ہمیشہ باہر ہی رہتا ہے - بہرحال یہ بتاؤ اس مشن کا کیا ہوا" ---- عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے آئل ڈپو بچا لیا ہے" ---- صفدر نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"بچا لیا ہے ---- یہ تو اور بھی اچھا ہے - بچت تو زندگی کا سنہرا اصول ہے - اور پھر آئل کی بچت - واہ خالص زرمبادلہ کی بچت - بلکہ زرمبادلہ کے ڈپو کی بچت - لیکن کچھ سر پر لگانے کے لئے بھی لے آتے ہو نا - تنویر کے دماغ کو بڑی خشکی ہو گئی ہے" ---- عمران مستقل تنویر پر چوٹیں کئے چلا جا رہا تھا۔

"عمران صاحب ---- اب اگر آپ نے ہمارے لیڈر کے خلاف کوئی بات کی تو ہم سے برا کوئی نہیں ہو گا - وہ ہماری وجہ سے خاموش ہے - ورنہ......" ---- جولیا نے مصنوعی غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا - اور تنویر جس کا چہرہ عمران کی مسلسل کاٹ دار باتوں کی وجہ سے بگڑنا شروع ہو گیا تھا یک لخت پھول کی طرح کھل اٹھا - جولیا کی حمایت تو اس کے لئے ہمیشہ آب حیات ثابت ہوتی تھی۔

"آپ سے برا پہلے کون ہے مس جولیا نافٹر واٹر" ---- عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا - اور جولیا اپنے ہی فقرے سے لگنے والی چوٹ پر بے اختیار جھینپ سی گئی۔

"اب چلیں یہاں سے ـــــ کیا یہیں پارکنگ میں ہی کھڑے کھڑے عمر گزار دینی ہے" ـــــ کیپٹن شکیل نے کہا۔ اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے کار میں سوار ہو گئے۔ عمران پچھلی سیٹ پر دوسرے ساتھیوں کے ساتھ سکڑا ہوا بیٹھا تھا جب کہ تنویر ڈرائیونگ سیٹ پر اور اس کے ساتھ جولیا بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران انہیں مین پاور ہاؤس اور کرنل ہمبرخ کے متعلق اپنے مقابلے کی تفصیل بتا رہا تھا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل سے آئل ڈپو پر ہونے والی جھڑپ کی تفصیلات سن رہا تھا۔ جب صفدر نے ایکسٹو کا ذکر کیا کہ اس نے اچانک کال کر کے انہیں الیف۔ڈی سے چوکنا کیا ورنہ وہ تو مطمئن ہو کر بیٹھے تھے تو عمران یوں چونکا جیسے اسے اس خبر پر بے پناہ حیرت ہوئی ہو۔ اس کی آنکھوں اور چہرے سے بے پناہ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کمال ہے ـــــ وہ چوہا کہیں نجومی تو نہیں کہ وہیں بیٹھے بیٹھے زائچہ بنا کر سب کچھ دیکھ لیتا ہے" ـــــ عمران کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

"وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ تمہاری طرح گھسیارہ نہیں کہ اسے کچھ معلوم ہی نہ ہو" ـــــ اچانک تنویر نے ایکسٹو کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"گھسیارہ ـــــ اوہ اچھا پیشہ ہے ضرور اختیار کرو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے اس کے بعد کوئی جواب نہ دیا وہ خاموشی سے کار چلاتا رہا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ عمران نے وہاں پہنچتے ہی سب سے پہلے اس ڈاکٹر سے بات کی جس کے ہسپتال میں ٹائیگر جوانا اور جوزف داخل تھے۔ اور ڈاکٹر نے اسے بتایا کہ وہ تینوں اب بالکل تندرست ہو چکے ہیں۔ تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ اور اسے کہا کہ وہ ان تینوں کو یہ پیغام پہنچا دے کہ وہ ہوٹل لالہ زار میں پہنچ کر وہاں لابی میں رہیں پرنس انہیں وہیں ملے گا۔ اور ڈاکٹر نے جب پیغام پہنچانے کا وعدہ کر لیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"اب آئل ڈپو والا مسئلہ تو ٹھیک ہو گیا۔ لیکن وہ پاور ہاؤس کا کیا ہو گا" ـــــ صفدر نے بیٹھتے ہی کہا۔

"ہمیں فوراً الیف۔ڈی کے ہیڈ کوارٹر پر چھاپہ مارنا ہے۔ انہوں نے پاور ہاؤس میں کوئی خوفناک بم نصب کر رکھا ہے۔ جہاں آپریٹنگ مشین یقیناً ان کے ہیڈ کوارٹر میں ہو گی اور جیسے ہی انہیں آئل ڈپو کی ناکامی کا پتہ چلے گا ہو سکتا ہے وہ فوری طور پر انتقام لینے کے لئے پاور ہاؤس ہی اڑا دیں" ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ مسئلہ تو اصل یہ ہے" جولیا نے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع تو میں نے معلوم کر لیا ہے۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ کسی طرح الیف۔ڈی کے چیف کرنل چارلس کے ساتھ کوئی ایسی گیم کھیلی جائے کہ وہ فوری طور پر پاور ہاؤس اڑانے سے باز رہ سکے۔ ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر پر حملہ کریں اور

وہ بٹن دبا کر پاور ہاؤس ہی اڑا دے ۔ پاور ہاؤس بھاشانہ کی معیشت کا سنگ میل ہے ۔ اس کی تباہی پورے بھاشانہ کے لئے انتہائی خوف ناک ہو گی "۔۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا ۔

" لیکن کسی طرح کوئی تجویز "۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا ۔

" ارے ہاں ۔۔۔۔۔۔ ایک صورت ہو سکتی ہے ۔ گو اس میں رسک ہے لیکن اب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں "۔۔۔۔۔۔ عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا ۔

" کون سی صورت ہے "۔۔۔۔۔۔ سب ممبرز نے چونک کر کہا ۔

عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر کیچر نکالا اور پھر اس کا بٹن دبا کر اس نے نقشے والی پلیٹ کو جہاں دو نقطے دو مختلف جگہوں پر چمک رہے تھے ، غور سے دیکھا اور پھر ایک اور بٹن دبا دیا ۔ اب ایک نقطہ غائب ہو گیا جب کہ دوسرا نقطہ اسی طرح چمکتا رہا ۔۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے تیزی سے سائیڈ میں لگی ہوئی ایک ناب گھمانی شروع کر دی ۔ جلتا بجھتا نقطہ چند ہی لمحوں بعد مسلسل جلنے لگا ۔ اور عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر سب کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا ۔ اور پھر ٹرانسمیٹر آن کرنے کا بٹن دبا دیا ۔۔۔۔۔۔ دوسرے لمحے نقشے پر ایک اور نقطہ جل اٹھا ۔ یہ نقطہ عمران والی جگہ کا اشارہ دے رہا تھا ۔ جب کہ پہلے والا نقطہ الیف ۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندھی کر رہا تھا ۔ عمران نے اس طرح بڑے طریقے سے کرنل چارلس کی مخصوص فریکونسی تلاش کر لی تھی ۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ ٹرانسمیٹر کیچر میں وہ کال محفوظ تھی جو کرنل ہمیرخ نے کرنل چارلس کو کی تھی ۔ اس نے کرنل ہمیرخ والا نقطہ ختم کر کے الیف ۔ ڈی والا نقطہ وہیں رکھا اور ناب گھماتا رہا ۔ جیسے ہی وہ مخصوص فریکونسی سیٹ ہوئی تو الیف ۔ ڈی والا جلتا بجھتا نقطہ مسلسل جلنے لگا ۔ اس کا مطلب تھا کہ ان کے ٹرانسمیٹر سے لنک ہو گیا ہے ۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔۔۔۔ چیف آف سیکرٹ سروس کیپٹن تمیزی آن دی لائن ۔ ہیلو ۔ ہم جنرل فریکونسی پر الیف ۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کو کال کرنا چاہتے ہیں ۔ ہیلو چیف آف سیکرٹ سروس کالنگ الیف ۔ ڈی ۔ ہیلو ۔ ہیلو ۔ اگر کوئی سن رہا ہو تو پلیز جواب دے "

عمران نے بار بار اس قسم کے فقرے کہنے شروع کر دیئے ۔ دوسرا نقطہ جل رہا تھا ۔۔۔۔۔۔ اس کا مطلب تھا کہ کال رسیو کی جا رہی ہے لیکن عمران جانتا تھا کہ وہ اتنی آسانی سے کال کا جواب نہ دیں گے ۔ کیوں کہ ان کے ذہن میں بھی یہ خطرہ ہو گا کہ کہیں اس طرح جواب دینے سے ان کے ہیڈ کوارٹر کی نشاندھی نہ ہو جائے ۔ اسی لئے عمران نے جنرل فریکونسی کا لفظ استعمال کیا تھا تاکہ ان کی تسلی ہو جائے ۔ جب اُسے یہ فقرہ دوھراتے تین چار منٹ ہو گئے تو اچانک ایک آواز سنائی دی ۔

" ہیلو ہیلو ۔۔۔۔۔۔ آپ کس سے بات کرنا چاہتے ہیں اوور "

اور عمران بولنے والے کا لہجہ سنتے ہی سمجھ گیا کہ یہ کرنل چارلس کی آواز ہے ۔

" میں چیف آف سیکرٹ سروس کیپٹن تمیزی بات کر رہا ہوں ۔ اگر آپ کا تعلق الیف ۔ ڈی سے ہے تو پلیز بات کیجئے ۔ ورنہ اپنا ٹرانسمیٹر بند کر دیجئے ۔ پلیز ۔ اوور "۔۔۔۔۔۔ عمران نے بات بناتے ہوئے کہا ۔

"ایف ۔ڈی کون ہے ۔جس سے آپ بات کرنا چاہتے ہیں اوور ؟"
دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"آپ ٹرانسمیٹر بند کردیں ۔پلیز ۔یہ سرکاری راز ہے ۔اور اگر آپ ایف ۔ڈی کو نہیں جانتے تو پھر یقیناً آپ کا تعلق بھاشانہ سے نہیں ہے آپ بند کردیجئے ٹرانسمیٹر پلیز اوور "۔۔۔ عمران نے اس بار قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

"اور اگر ہم ٹرانسمیٹر بند نہ کریں تو پھر آپ کیا کریں گے اوور ؟"
دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران سمجھ گیا کہ کرنل چارلس یہ چیک کرنا چاہتا ہے کہ اُسے ٹریس تو نہیں کیا جارہا۔

"اگر یہ جنرل فریکونسی نہ ہوتی تو میں دیکھتا کہ آپ کس طرح بند نہیں کرتے ۔بہر حال پلیز ۔میں درخواست کرتا ہوں آپ ٹرانسمیٹر بند کردیں۔ ہم صرف ایف ۔ڈی سے بات کرنا چاہتے ہیں ۔یہ سرکاری مسئلہ ہے پلیز اوور "۔۔۔ عمران نے لہجے کو بے بس بناتے ہوئے کہا۔ اب ٹیم کے باقی ممبر بھی سمجھ گئے تھے کہ عمران کیا گیم کر رہا ہے ۔اس لئے وہ بھی زیر لب مسکرا رہے تھے۔

"آپ ہمیں بتائیں کیا بات ہے ۔ہوسکتا ہے ہم آپ کا پیغام ایف ۔ڈی تک پہنچا دیں اوور "۔۔۔ اس بار کرنل چارلس کی آواز میں قدرے نرمی تھی۔

"سوری ۔۔۔ اگر آپ بند نہیں کرتے تو پھر ہی ہوسکتا ہے کہ ہم بند کردیں ۔کاش آپ معاملے کو سمجھیں یہ بھاشانہ کی قسمت کا معاملہ ہے اوور "۔۔۔ عمران نے پینترہ بدلتے ہوئے کہا۔

"اچھا سنو ۔۔۔ میں ایف ۔ڈی کا چیف کرنل چارلس بول رہا ہوں ۔بات کرو اوور "۔۔۔ اس بار کرنل چارلس کھل گیا۔

"اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ آپ کرنل چارلس بات کر رہے ہیں اوور "۔۔۔ اب عمران نے اس پر شک کا اظہار کردیا ۔وہ اُسے پوری طرح سیٹ کرنا چاہتا تھا۔

"اور اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم واقعی سیکرٹ سروس کے چیف ہو اوور "۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل چارلس نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں ۔۔۔ ارے ٹھیک ہے ۔میرے پاس آپ کے ٹیلی ویژن اور ریڈیو نشریے کا ٹیپ موجود ہے ۔چند لمحے ٹھہریئے میں چیک کرلوں ۔پلیز اگر آپ واقعی کرنل چارلس ہیں تو پلیز ناراض نہ ہوں ۔یہ انتہائی اہم سرکاری مسئلہ ہے ۔اس لئے ایسا ضروری ہے ۔میں دو منٹ بعد دوبارہ جنرل فریکونسی پہ کال کروں گا اوور اینڈ آل "۔ عمران نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آن کرنے والا بٹن بند کردیا۔

"بڑا ہی مشکل کام تھا انہیں یقین دلانا کہ انہیں ٹریس نہیں کیا جارہا ۔اس لئے یہ ساری چکر بازی ضروری تھی "۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ساتھیوں نے سر ہلا دیا۔

"لیکن تم اس سے کیا بات کرنا چاہتے ہو "۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"میں اس سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تنظیم کا نام بدل لے۔ بھلا یہ کوئی طریقہ ہے کہ فیس آف ڈیتھ بھی یف ۔ڈی اور ہمارے تنویر کی تنظیم فاسٹ ڈیتھ بھی ایف ۔ڈی ۔۔۔ ایک نیام میں دو تلواریں

کیسے رہ سکتی ہیں" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔ اور تنویر اپنے احمقانہ سوال پر جھینپ گیا۔ جب کہ دوسرے بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران نے دوبارہ ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ان سب کو خاموش ہونے کے لئے کہا اور ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ میں چیف آف سیکرٹ سروس کیپٹن تمیزی بول رہا ہوں۔ جنرل فریکوئنسی پر اگر کرنل جارس اٹنڈ کر رہے ہوں تو پلیز اٹنڈ کریں اوور" ___ عمران نے کہا۔

"یس ___ کرنل جارس اٹنڈنگ یو اوور" ___ دوسری طرف سے کرنل جارس کی آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے ___ میں نے چیک کر لیا ہے۔ آپ واقعی ایف ڈی کے کرنل جارس بات کر رہے ہیں۔ سنیں کرنل جارس۔ میں حکومت کی طرف سے آپ سے بات کر رہا ہوں۔ حکومت نے آپ کے مطالبات تسلیم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حکومت آپ کی خوفناک دھمکیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی ___ آپ پلیز رات کو ہونے والا دھماکہ روک دیں۔ اور پاور ہاؤس بھی تباہ نہ کریں ورنہ بھاشانہ مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا۔ ہم آپ کے تمام مطالبات تسلیم کرنے پر تیار ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو آپ کی بات براہِ راست حکومت کے بااختیار نمائندوں سے کرائی جا سکتی ہے اوور" ___ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھی عمران کی بات سن کر چونک پڑے کیونکہ وہ تو جانتے تھے کہ اب ایف ڈی آئل ڈپو والا دھماکہ نہ کر سکیں گے

اور ایف۔ ڈی کو بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے پھر عمران کیوں کہہ رہا ہے۔ لیکن دوسرے لمحے وہ سب عمران کی بے پناہ ذہانت پر ایمان لے آنے پر مجبور ہو گئے ___ انہیں اچانک خیال آ گیا تھا کہ ایف۔ ڈی سے لڑائی فاسٹ ڈیتھ والوں نے لڑی ہے اور فاسٹ ڈیتھ کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں جب کہ عمران سیکرٹ سروس کے چیف کے طور پر بات کر رہا تھا۔

"بکواس مت کرو۔ تم ہمیں چکر دینا چاہتے ہو۔ ادھر تم بلیک کارڈ ہولڈر بھیج کر ہمارا مقابلہ کرتے ہو ادھر کہتے ہو کہ ہم مطالبات تسلیم کرتے ہیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا ___ اب بھاشانہ کو ہر صورت میں تباہ ہونا پڑے گا۔ اب تباہی بھاشانہ کا مقدر بن چکی ہے اوور" کرنل جارس نے غصے سے دہاڑتے ہوئے کہا۔

"بلیک کارڈ ہولڈر ___ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں کوئی بلیک کارڈ ہولڈر نہیں ہے۔ بلیک کارڈ آج تک کسی کو ایشو ہی نہیں کیا گیا۔ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے اوور" عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے خود چیک کیا ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم نے فاسٹ ڈیتھ کو بلیک کارڈ جاری کئے ہیں اوور" ___ کرنل جارس نے غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ ___ فاسٹ ڈیتھ ___ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کون سی فاسٹ ڈیتھ۔ کیسی فاسٹ ڈیتھ۔ پلیز سیدھی بات کیجئے۔ خواہ مخواہ چکر نہ دیجئے۔ حکومت کا کسی فاسٹ ڈیتھ سے کوئی تعلق نہیں ہے

اوور" ـــــ عمران نے جواب دیا۔

"سنو کیپٹن تمیزی ـــــ تم ہمارے مقابلے میں ابھی بچے ہو۔ تم ہمارے ساتھ جو چال چلنا چاہتے ہو۔ ایسی چالیں ہم نے بہت دیکھی ہیں اس لیئے اب کوئی بات نہیں ہو سکتی اوور"

کرنل چارلس نے کہا۔

"پلیز آپ یقین کریں۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں مجھے حکومت کے ہر اقدام کا علم ہے۔ فاسٹ ڈیتھ نام کی کوئی تنظیم بھاشانہ کی تنظیم نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو بلیک کارڈ آج تک جاری کئے ہوئے ہیں ـــــ ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی اور نامعلوم تنظیم ہو کسی دوسرے ملک کی۔ اور بلیک کارڈ انہوں نے اگر استعمال کئے ہیں تو وہ لازماً جعلی ہوں گے۔ اور سنیں اگر آپ نے پاور ہاؤس تباہ کر دیا تو پھر آپ سے آئندہ کوئی بات نہ ہو سکے گی۔ کسی طرح بھی ـــــ کیوں کہ پاور ہاؤس کی تباہی کے بعد بھاشانہ کے پاس کچھ نہ بچے گا۔ پھر اس کا تباہ ہونا یا نہ ہونا ایک جیسا ہو گا۔ اس لئے پلیز میری بات سنیں اوور"

عمران نے چھپی ہوئی دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ـــــ ٹھیک ہے ہم تمہاری بات پر اعتماد کرتے ہوئے رات والا دھماکہ ٹال دیتے ہیں۔ لیکن پاور ہاؤس کے لیئے جو مہلت دی گئی ہے وہ قائم رہے گی۔ اگر تم اپنی بات میں سچے ہو تو مہلت ختم ہونے سے پہلے ہمارے مطالبات تسلیم کرنے کا سرکاری طور پر اعلان کر دو اس کے سوا اور کوئی حل نہیں ـــــ اگر ایسا نہ ہوا تو مہلت گزرتے ہی پاور ہاؤس اڑا دیا جائے گا۔ یہ مقدر ہو چکا ہے اوور"

کرنل چارلس نے جواب دیا اور عمران مسکرا دیا۔ وہ جس لیئے یہ ساری چکر بازی کر رہا تھا وہ مقصد پورا ہو رہا تھا۔ اس کا مقصد ہی تھا۔ کہ کرنل چارلس کو مہلت ختم ہونے سے پہلے پاور ہاؤس اڑانے سے باز رکھا جا سکے۔

"شکریہ بے حد شکریہ ـــــ ہم چاہتے ہیں کہ آپ سے باقاعدہ مذاکرات کر کے سرکاری اعلان کیا جائے کیونکہ کچھ شرائط ہماری بھی ہیں۔ اوور" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کوئی شرائط نہیں مانی جائیں گی اور نہ ہی کوئی مذاکرات ہو سکتے ہیں پہلے ہمارے مطالبات سرکاری طور پر تسلیم کر دو۔ ان کا اعلان کر دو۔ اس کے بعد ہم غور کریں گے کہ کیا مذاکرات ہونے چاہئیں یا نہیں۔ پہلے اپنے خلوص کا اظہار کر دو اوور" ـــــ کرنل چارلس نے جواب دیا۔

"کیا آپ مہلت میں تھوڑا سا اضافہ نہیں کر سکتے صرف ایک ہفتے کا ـــــ آپ کے مطالبات تسلیم کرنے کے لیئے ہمیں سیاسی طور پر بہت سے مراحل طے کرنے ہوں گے اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"نہیں ـــــ مہلت میں ایک لمحے کا بھی اضافہ نہیں کیا جا سکتا۔ جو کچھ بھی کرنا ہے اسی دوران کر لو۔ ابھی بھی تمہارے پاس بہت وقت ہے۔ کل شام چار بجے تک کا وقت کم نہیں ہوتا اوور"

کرنل چارلس نے کہا۔

"اچھا میں حکومت سے بات کرتا ہوں۔ بہرحال یہ بات طے سمجھئے

کہ حکومت آپ کے مطالبات ماننے کا فیصلہ کر چکی ہے۔ ہم بھاشانہ کے پاور ہاؤس کی تباہی کسی صورت برداشت نہیں کر سکتے اوور"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم مطالبات کا سرکاری طور پر اعلان سننے کے منتظر رہیں گے اگر ایسا نہ ہوا تو پاور ہاؤس مہلت گزرتے ہی تباہ کر دیا جائے گا۔ اور سنو ــــ آئندہ ہمیں کال نہ کیا جائے۔ مطالبات تسلیم ہونے کے بعد ہم خود حکومت سے رابطہ قائم کر لیں گے اوور اینڈ آل ــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بھی مسکراتے ہوئے تمام بٹن آف کر دیئے۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔ وہ کرنل چارلس کو اس بات پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ کہ وہ کل چار بجے تک پاور ہاؤس تباہ نہ کرے اور ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کرنے کے لئے اتنی مہلت کافی تھی۔ وہ تو بس ان کے فوری انتقام سے بچنا چاہتا تھا۔ اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ اور یہی بات اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی بتا دی۔

"وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن اب ہیڈ کوارٹر پر قبضہ کیسے ہو گا"
جولیا نے کہا۔

"اس کے لئے ہمیں کوئی خاص پلاننگ کرنی ہو گی۔ ایسی پلاننگ جس سے ہم فوری طور پر اس آپریٹنگ مشین کو کور کر سکیں۔ اور جہاں تک ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے مجھے اس کا محل وقوع معلوم ہے۔ لیکن اصل عمارت کا علم نہیں ہے پہلے ہمیں وہ عمارت ڈھونڈھنی ہو گی"

عمران نے جواب دیا۔

"کس علاقے میں ہے یہ ہیڈ کوارٹر" ــــ تنویر نے پوچھا۔

"یہ راج موتی نامی علاقے میں ہے۔ جہاں بھاشانہ کی سب سے بڑی کمرشل مارکیٹیں ہیں۔ جہاں تک میرا آئیڈیا ہے یہ ہیڈ کوارٹر راج موتی کے شمالی حصے میں ہے ــــ بہرحال میں اسے وہاں جا کر ڈھونڈھ لوں گا" ــــ عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا مطلب ــــ کیا تم اکیلے اسے ڈھونڈھنے جاؤ گے"
صفدر اور جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا ــــ میرا فاسٹ ڈیتھ سے کیا تعلق۔ میں تو بلیک ڈیتھ کا ممبر ہوں اور بلیک ڈیتھ کا لیڈر جوانا ہے جوانا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات کرتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ اور سب حیرت سے آنکھیں پھاڑے اُسے جاتا دیکھتے رہ گئے۔

کیپٹن تمیزی اپنے دفتر میں بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ اور اکتاہٹ کے سے آثار نمایاں تھے۔ ابھی ابھی وزارت داخلہ کے انڈر سیکرٹری نے اُسے جس انداز میں جھاڑ پلائی تھی اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہونے کی بجائے کسی محکمہ کا چپڑاسی بھی ہوتا تو اس طرح اس کی بے عزتی کبھی نہ کی جاتی — لیکن وہ کیا کرتا۔ موقع ہی ایسا آن پڑا تھا۔ اُسے شہر سے دور ملٹری آئل ڈپو پر بلایا گیا۔ تمام اعلیٰ حکام وہاں موجود تھے اور آئل ڈپو کے قریب ایک فارم میں لاشیں بکھری ہوئی تھیں۔ فارم سے تھوڑی دور درختوں کے درمیان بھی لاشیں موجود تھیں۔ یوں لگتا تھا جیسے یہاں زبردست اور خوفناک جنگ ہوئی ہو — فارم کا ایک تہہ خانہ مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا۔ اور اس کے ملبے میں سے بھی دو لاشیں اور ایک پیچیدہ سی مشین کے پرزے

بکھرے ہوئے ملے تھے۔ پولیس کمشنر اعلیٰ حکام کو تمام تفصیل بتا چکا تھا۔ کہ بلیک کارڈ ہولڈرز نے ایف۔ ڈی سے زبردست جنگ لڑ کر آئل ڈپو کو بچایا تھا۔ ان میں سے ایک آدمی شدید زخمی بھی ہوا تھا۔ اور پھر وزیر خارجہ کو جب اطلاع ملی کہ بلیک کارڈ ہولڈرز نے یہ کارنامہ سرانجام دیا ہے تو انہوں نے اعلیٰ حکام کے زور دینے پر صرف اتنا بتایا تھا کہ حکومت نے اپنی مدد کے لئے ایک بیرونی تنظیم کو بلوایا ہے — اس تنظیم کو بلیک کارڈ جاری کئے گئے ہیں۔ پھر پولیس کمشنر کو جیسا کہ بلیک کارڈ ہولڈرز نے بتایا تھا کہ آئل ڈپو کے اندر بم نصب ہیں۔ آئل ڈپو کو ایسے فوجی ماہرین کی نگرانی میں کھلوایا گیا جن کا تعلق بم ڈسٹرائے گروپ سے تھا اور جو بموں کے سلسلہ میں مخصوص ٹریننگ رکھتے تھے اور پھر آئل ڈپو کے اندر سے سات انتہائی خوفناک بم برآمد ہو گئے۔ جو ایسی جگہوں پر نصب تھے کہ اگر ان میں سے ایک بھی پھٹ جاتا تو قیامت ٹوٹ پڑتی — اور اب فارم میں موجود مشینری کے متعلق بھی معلوم ہو گیا تھا کہ یہ مشینری ان بموں کی آپریٹنگ مشینری تھی۔ اگر اُسے بروقت تباہ نہ کر دیا جاتا تو پھر اس قیامت خیز تباہی کو کوئی نہ روک سکتا تھا۔ وزارت داخلہ کے انڈر سیکرٹری نے یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے کیپٹن تمیزی کو سب کے سامنے اس بری طرح جھاڑ دیا تھا اور اس قدر سخت سست کہا تھا کہ کیپٹن تمیزی کا جی چاہتا تھا کہ زمین پھٹ جاتی اور وہ زندہ دفن ہو جاتا — اور واقعی یہ اس کے لئے انتہائی شرمناک مقام تھا۔ کہ پاکیشانہ کی سیکرٹ سروس کا چیف وہ ہے حکومت سے تنخواہیں وہ

نے رہے ہیں اور کام دوسرے کر رہے ہیں۔ اگر یہ بلیک کارڈ ہولڈر کام نہ کرتے تو کیپٹن تمیزی کے تو فرشتوں کو بھی اس ساری کارروائی کا علم نہ ہوتا اور نتیجہ یہ خوفناک تباہی مقدر ہو چکی تھی۔

وہاں سے دفتر پہنچنے کے بعد کیپٹن تمیزی کی طبیعت سخت خراب ہو رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ آخر دوسروں کو وہ کلیو کہاں سے مل جاتے ہیں جو اُسے نظر نہیں آتے۔ ایک لاش اس نے حکومت کے حوالے کی تھی۔ اور اس کی خاصی واہ واہ ہوئی تھی۔ میجر نادا کی یہ لاش بھی اس کا اپنا کریڈٹ نہ تھا یہ بھی کسی نامعلوم پرنس کی طرف سے تھی ——— اس کے بعد خاموشی تھی۔ نادر بھی غائب ہو چکا تھا۔ اور کیپٹن تمیزی اب تک اُسے ہی تلاش کرتا رہا تھا۔ لیکن اُس کا کہیں پتہ نہ چل سکا تھا۔ اور پھر یہ واقعہ پیش آ گیا تھا۔ اب وہ اپنے دفتر میں بیٹھا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ کرنل شریف کے قاتلوں کا بھی کوئی پتہ نہ چل سکا تھا اور نہ کسی نے انہیں تلاش کرنے کی کوشش کی تھی بس یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ وہ الیف۔ ڈی کے کسی خاص کلیو تک پہنچ گیا تھا اس لئے الیف۔ ڈی نے اُسے اغوا کر کے قتل کر دیا۔ لیکن کیپٹن تمیزی ذاتی طور پر جانتا تھا کہ کرنل شریف کے پاس ایسا کوئی کلیو نہ تھا ——— وہ خود اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا تھا۔ اس کے باوجود وہ قتل ہو گیا تھا۔ کیپٹن تمیزی نے بھی جان بوجھ کر اس کے قتل کو الیف۔ ڈی کے کھاتے میں ہی پڑا رہنے دیا تھا۔ کیوں کہ اگر وہ اس بات سے اختلاف کرتا تو پھر اُسے قاتل بھی تلاش کرنے پڑتے چنانچہ اس نے اس معاملے میں خاموشی ہی بہتر سمجھی لیکن اب وہ کیا

کرتا۔ کہاں جاتا۔ مجرم تو اس طرح غائب تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ ——— پاور ہاؤس کو وہ پہلے ہی چیک کر چکا تھا۔ لیکن پاور ہاؤس تو انسانوں کا ایک جنگل تھا وہ کہاں سے ان میں مجرموں کو ڈھونڈھتا اور ویسے بھی وہ ملٹری سیکورٹی کے تحت دے دیا گیا تھا اس لئے کیپٹن تمیزی کا سرکاری طور پر اس سے کوئی تعلق باقی نہ رہا تھا۔

ابھی وہ بیٹھا یہ سب باتیں سوچ سوچ کر الجھ رہا تھا کہ اچانک دفتر کی چک اٹھا کر ایک نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹیپ ریکارڈر نما چیز تھی اور آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی یہ ہیڈ کوارٹر ٹرانسمیٹر سیکشن کا انچارج علی رضا تھا۔ اس کا چوں کہ براہِ راست کیپٹن تمیزی سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس لئے اُسے یوں اچانک اندر آتا دیکھ کر وہ پہلے تو چونک پڑا۔ پھر اس کے جھنجھلائے ہوئے چہرے پر غصے کے آثار پھیلنے لگے۔

"سر ——— آپ کے لئے ایک انتہائی حیرت انگیز خبر ہے"

علی رضا نے قریب آتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

"تمہیں تمیز ہے چیف کے دفتر میں آنے کی ——— یو فول۔ یہ کپڑے کی دکان ہے کہ جس کا جی چاہا اندر گھستا آیا"

کیپٹن تمیزی پھٹ پڑا۔ وہ اپنا سارا غصہ اُسی پر نکالنا چاہتا تھا۔

"سوری سر ——— ویری سوری سر ——— خبر ہی ایسی ہے سر کہ مجھے ان آداب کا خیال نہیں رہا۔ آپ کی کال ٹرانسمیٹر پر نشر ہوئی ہے سر" ——— علی رضا نے بوکھلاتے ہوئے لہجے میں

جواب دیا۔

"میری کال ٹرانسمیٹر پر ـــــ کیا مطلب" ـــــ کیپٹن تمیزی علی رضا کی یہ بات سن کر سارا غصہ بھول گیا۔ کیوں کہ اس نے تو ٹرانسمیٹر پر کوئی کال نہ کی تھی۔

"سر ـــــ مجھے معلوم ہے کہ آپ دفتر میں موجود ہیں اور کال نہیں کر رہے اس لیئے تو میں چونکا تھا۔ اور پھر میں نے وہ کال ٹیپ کر لی۔ وہی کال میں آپ کو سنوانے آیا ہوں" ـــــ علی رضا نے جواب دیا۔

"اوہ ـــــ یہ تم انتہائی حیرت انگیز خبر لے کر آئے ہو۔ میری کال بہر حال بیٹھو بیٹھو جلدی سنواؤ" ـــــ کیپٹن تمیزی اپنی کال کا سنتے ہی سب غصہ وغیرہ بھول گیا تھا۔

"شکریہ سر" ـــــ علی رضا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میز کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹیپ ریکارڈ میز پر رکھا اور اس کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحے گر گر کی آواز سنائی دیتی رہی پھر اچانک کیپٹن تمیزی کی آواز گونج اٹھی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ چیف آف سیکرٹ سروس کیپٹن تمیزی آن دی لائن۔ ہیلو ہم جنرل فریکونسی پر ایف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کو کال کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایف۔ ڈی کا کوئی آدمی کال کیچ کر رہا ہو تو پلیز جواب دے۔ ہم ان سے ان کے فائدے کی بات کرنا چاہتے ہیں اوور"

یہی فقرہ بار بار دوھرایا جا رہا تھا اور کیپٹن تمیزی کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹی جا رہی تھیں۔ اس کا ذہن یک لخت ماؤف سا ہو کر

رہ گیا تھا۔ ہو بہو اُسی کی آواز اُسی کا لہجہ۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ اس نے ایسی کوئی کال نہیں کی پھر یہ کیا ہو رہا ہے۔

"یہ کال کس وقت ہوئی ہے" ـــــ کیپٹن تمیزی نے پوچھا۔

"ابھی دس منٹ پہلے جناب" ـــــ علی رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دوسری طرف سے کال کا جواب سن کر اور بھی زیادہ بُری طرح چونک پڑا۔ لیکن وہ بات چیت سنتا رہا۔ وہ بار بار چونک پڑتا۔ عجیب وغریب چکر تھا۔ اُسے کوئی سر پیر ہی نظر نہ آ رہا تھا ـــــ بلیک کارڈ کا بھی ذکر آیا تھا۔ لیکن کال کرنے والا شخص ان کے وجود سے یکسر مکر گیا تھا۔ جب کافی دیر بعد گفتگو ختم ہوئی تو علی رضا نے ٹیپ ریکارڈ کا بٹن آف کر دیا۔

"اوہ ـــــ یہ سب کچھ انتہائی حیرت انگیز بھی ہے اور خطرناک بھی۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ کال کہاں سے کی جا رہی تھی اور کہاں سنی جا رہی تھی" ـــــ کیپٹن تمیزی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سر ـــــ جیسا کہ آپ نے سنا ہے کہ کال جنرل فریکونسی پر کی جا رہی تھی اس لئے ظاہر ہے اس بات کا تو پتہ نہیں چلایا جا سکتا کہ کال کہاں کی جا رہی ہے۔ البتہ میں نے اس بات کا پتہ چلا لیا ہے۔ کہ یہ کال کہاں سے کی جا رہی ہے" ـــــ علی رضا نے جواب دیا۔

"ارے پتہ چلا لیا ہے۔ کمال ہے۔ اور اب تک خاموش بیٹھے ہو جلدی بتاؤ" ـــــ کیپٹن تمیزی بے اختیار اپنی جگہ سے اچھل پڑا۔

"یس سر ——— یہ کال باکا نگر کی کوٹھی نمبر تین سو آٹھ سے کی گئی ہے۔ اور سر میں نے نقشہ دیکھ کر یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ باکا نگر کی کوٹھی نمبر تین سو آٹھ دراصل ڈاکٹر رابنسن کی پرانی رہائش گاہ ہے۔ وہ کافی عرصے سے نئی کوٹھی عالم گیر ٹاؤن میں شفٹ ہو چکا ہے۔ اور یہ کوٹھی خالی پڑی رہتی ہے" ——— علی رضا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ ——— ویری گڈ ——— چونکہ کوٹھی خالی رہتی ہے اس لئے ان لوگوں نے اس پر قبضہ کر لیا ہو گا۔ تم نے واقعی انتہائی کارآمد کلیو حاصل کر لیا ہے تم انعام کے مستحق ہو میں حکومت سے تمہاری ترقی کی سفارش کروں گا" ——— کیپٹن تمیزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ سر" ——— علی رضا نے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"یہ ٹیپ مجھے دے جاؤ" ——— کیپٹن تمیزی نے کہا۔ اور علی رضا نے سر ہلاتے ہوئے ٹیپ ریکارڈر سے کیسٹ نکالا اور اسے کیپٹن تمیزی کی طرف بڑھا دیا۔ کیپٹن تمیزی نے کیسٹ لے کر اسے اپنی میز کی دراز میں ڈالا اور علی رضا کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ علی رضا سلام کر کے واپس چلا گیا۔

کیپٹن تمیزی نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"یس ——— راشد بول رہا ہوں جناب" ——— دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔

"ہیڈ کوارٹر میں اس وقت کتنے ممبرز موجود ہیں" ——— کیپٹن تمیزی

نے پوچھا۔

"سر ——— مجھ سمیت چھ افراد ہیں" ——— راشد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— تم چھ پوری طرح مسلح ہو کر ویگن میں آ جاؤ۔ اور مجھے اطلاع کرو۔ ہم نے ایک انتہائی اہم سپاٹ پر ریڈ کرنا ہے۔ پوری طرح مسلح ہو کر آنا جلدی" ——— کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"بہتر سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کیپٹن تمیزی نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ اس نے ایک اہم کلیو حاصل کر لیا تھا۔ ایسے لوگوں کا کلیو جو نہ صرف اسے جانتے تھے بلکہ اس کے لہجے اور انداز میں بات بھی کر رہے تھے اور حکومت کی طرف سے ایف۔ ڈی سے بات کر رہے تھے۔ اور اسی لمحے اچانک اس کے ذہن میں ایک اور خیال آیا اور وہ بری طرح اچھل پڑا۔ ایف۔ ڈی سے بات کرنے کا مقصد تو یہ تھا کہ وہ بہرحال ایف۔ ڈی کے مخالف ہیں ——— اور اس کا مطلب ہے کہ وہ بھاشانہ کے حامی ہیں۔ اور اس کے ذہن میں وہ فوراً سر داجد حسین وزیر خارجہ کی یہ بات ابھر آئی کہ ایک بیرونی تنظیم کو بلایا گیا ہے۔ جس نے ایف۔ ڈی سے لڑ کر آئل ڈپو کو بچا لیا ہے۔ اور اب یہ بات اس کے ذہن میں یقین کی حد تک بیٹھ گئی تھی کہ یہ لوگ یقیناً بلیک کارڈ ہولڈر ہوں گے۔ لیکن یہ بات اب بھی اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ آخر ان لوگوں نے اس کی آواز۔ نام اور لہجے کی نقل کیسے کر لی۔ وہ اسے اتنے قریب سے کیسے جانتے ہیں ——— اور پھر اس کا ذہن فوراً پرنس کی طرف چلا گیا۔ وہی پرنس جس نے اسے میجر نتارا کی لاش کا تحفہ دیا تھا۔ اور وہ کرسی

پر بیٹھے بیٹھے یوں سر ہلانے لگا جیسے کسی قوالی میں اُسے حال آگیا ہو
اور اس نے سر مارنا شروع کر دیا ہو۔ اب صورت حال واضح ہو گئی
وہ پرنس یقیناً بلیک کارڈ ہولڈرز کا سربراہ تھا اور چوں کہ وہ یہ
کار رہنے والا نہ تھا۔ اس لئے اس نے یقیناً نادر کی مدد حاصل کی ہو
اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی وقت وہ انجانے میں اس سے ٹکرا گیا
اور اس نے اس کی گفتگو سن لی ہو ——— اب اُسے یہ کیسے معلوم ہوا
سکتا تھا کہ واقعی پرنس نے اس کی بات چیت اُس وقت سنی تھی
جب وہ سرکاری کار پر پرنس کو گھیرنے کالونی میں گیا تھا۔ اور
جعفری کے ساتھ کھڑا بات کر رہا تھا اُسی وقت اس نے جعفری
اونچی آواز میں بات کی تھی اور اس کی آواز اور انداز عمران کے ذہ
میں اس وقت سے تھا اور اس لئے اس کی آواز اور لہجے کی نقل
اس کے لئے مشکل نہ رہا تھا۔

"ہوں ——— اس کا مطلب ہے کہ ان سے الجھنا بے کار ہے
لیکن ان کی نگرانی کی جا سکتی ہے۔ اور پھر ان کے پیچھے چل کر الیف
کے بارے میں کوئی اہم کلیو حاصل کیا جا سکتا ہے" ——— کیپٹن
نے سوچا۔ اور اُسی لمحے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ یہ کیپٹن تمیز
کا اسسٹنٹ راشد تھا۔

"سر ——— سب تیار ہیں" ——— راشد نے اندر داخل ہو
ہی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ چلیں" ——— کیپٹن تمیزی نے ایک جھٹکے
اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر آگیا

اس کی کار کے پیچھے ایک سرکاری ویگن موجود تھی۔ جس میں سیکرٹ سروس
کے پانچ مسلح ممبرز موجود تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جعفری بیٹھا ہوا تھا۔
اور اس کے ساتھ واجد تھا باقی تین ممبرز پچھلی سیٹوں پر تھے۔
کیپٹن تمیزی چند لمحے باہر نکل کر کار اور ویگن کو دیکھتا رہا جیسے کچھ
سوچ رہا ہو۔ اور پھر وہ تیزی سے پاس کھڑے ہوئے راشد سے مخاطب

"راشد ——— یہ سرکاری کار اور ویگن یہیں رہنے دو اور گیراج سے
پرائیویٹ کاریں لے آؤ۔ یہ تو ایک قسم کا چلتا پھرتا اشتہار ہیں"
کیپٹن تمیزی نے کہا اور راشد نے سر ہلا دیا اور پھر اس نے آگے
بڑھ کر ویگن کے سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے جعفری سے مخاطب ہو کر
کچھ کہا اور خود تیزی سے کار کے سٹیرنگ کی طرف بڑھ گیا۔ چند
لمحوں بعد دونوں گاڑیاں تیزی سے مڑیں اور عمارت کی ایک راہداری
میں دوڑتی چلی گئیں ——— کیپٹن تمیزی خاموش کھڑا تھا۔ اس کا
انداز سوچنے والا تھا۔ اُسے بار بار اس پرنس اور بلیک کارڈ ہولڈرز
کا خیال آ رہا تھا کہ آخر انہوں نے اس طرح الیف۔ ڈی کو کال کیوں
کیا تھا۔ اور خاص طور پر کیپٹن تمیزی کا نام لینے اور پاور ہاؤس کو نہ
اڑانے کی بات کرنے سے آخر ان کا مقصد کیا ہو گا۔ وہ کھڑا سوچتا رہا
اور اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اور پھر وہ دل ہی دل
میں پرنس یا جو بھی اس ٹیم کا لیڈر تھا اس کی بے پناہ ذہانت پر ایمان
لے آیا ——— بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ پاور ہاؤس میں بم نصب
کر دیا گیا ہے۔ جس کی آپریٹنگ مشین لازماً الیف۔ ڈی کے پاس ہو

گی۔ ایف۔ ڈی کو آئل ڈپو پر سخت ہزیمت اٹھانی پڑی تھی۔ اس لئے شاید پرنس کو خطرہ ہوگا کہ کہیں انتقاماً ایف۔ ڈی والے اس بم کو نہ آپریٹ کر دیں۔ چنانچہ اس نے اس طرح انہیں لالچ دیا کہ حکومت ان کے مطالبات تسلیم کر رہی ہے۔ ان سے کچھ وقفہ لے لیا ہے۔ اور اب اس کا دل بُری طرح مچل رہا تھا کہ وہ کسی طرح اس پرنس سے ملاقات کرے جس نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا تھا۔ چنانچہ اب اس نے اُسی لمحے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بجائے علیحدہ رہ کر کام کرنے کے ان سے مل کر کام کرے گا۔

اُسی لمحے دو پرائیویٹ کاریں اُسی راہداری سے برآمد ہوئیں جدھر پہلی کار اور سٹیشن ویگن گئی تھی اور وہ دونوں کاریں کیپٹن تمیزی کے سامنے آ کر رک گئیں۔ پہلی کار کے سٹیرنگ پر راشد تھا۔ پچھلی سیٹ پر واجد بھی بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن تمیزی نے جلدی سے سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کہاں چلنا ہے باس"۔۔۔ راشد نے غور سے کیپٹن تمیزی کے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جس پر اب گہرے اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ جب کہ پہلے اس کے چہرے پر عجیب سی بے چینی تھی۔ اور وہ حیران تھا کہ کاریں بدلنے کی دیر میں کیپٹن تمیزی کی کایا پلٹ کیوں ہو گئی ہے۔

"باکا نگر چلو"۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے کہا۔ اور راشد نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ دوسری کار بھی اس کے پیچھے چل پڑی۔

"باس۔۔۔ کیا باکا نگر میں ایف۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔

راشد نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھ ہی لیا۔

"نہیں۔۔۔ وہ ذہین لوگوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ایسے لوگوں کا ہیڈ کوارٹر جو ہم سے کہیں زیادہ ذہین ہیں"۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پھر راشد حیرت سے کیپٹن تمیزی کو دیکھنے لگا۔ کیوں کہ وہ کیپٹن تمیزی کی عادت کو اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ اپنے سامنے کسی کی تعریف ہوتے برداشت نہیں کر سکتا اور کجا اب خود اپنے منہ سے دوسروں کی تعریف کر رہا تھا۔ یہ واقعی انہونی بات تھی۔

"آپ کن لوگوں کا ذکر کر رہے ہیں باس"۔۔۔ راشد نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہیں کچھ لوگ"۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے گول مول سا جواب دیا۔ اور راشد خاموش ہو گیا۔ کیوں کہ کیپٹن تمیزی کے جواب سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ بتانا نہیں چاہتا۔

دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئیں تھوڑی دیر بعد باکا نگر پہنچ گئیں اور پھر کیپٹن تمیزی کے کہنے پر راشد نے کار ایک چوک سے ذرا آگے کر کے ایک سائیڈ میں روک دی۔ یہاں ایک سینما گھر تھا۔ اس لئے پہلے ہی وہاں کافی کاریں پارک تھیں۔

"وہ دیکھو۔۔۔ سامنے جو قلعہ نما کوٹھی نظر آ رہی ہے۔ ہم نے اس کی نگرانی کرنی ہے"۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے سینما سے ذرا ہٹ کر مخالف سمت میں ایک پرانی قلعہ نما کوٹھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"صرف نگرانی باس"۔۔۔ راشد نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں ——— فی الحال نگرانی ہی کرنی ہے" ——— کیپٹن تمیزی نے جواب دیا۔ اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا۔ اس کے نیچے اترتے ہی راشد اور جعفری بھی باہر آگئے۔ اور ان کو دیکھ کر پچھلی کار میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبرز بھی کاروں سے باہر آگئے ——— ابھی کیپٹن تمیزی انہیں کوٹھی کے گرد پھیل جانے کی ہدایات دینے ہی والا تھا کہ اچانک اس نے اس کوٹھی کے سامنے چار بڑی بڑی کاروں کو رکتے ہوئے دیکھا۔ کاریں رکتے ہی ان میں سے آدمی باہر نکلے اور پھر ان میں سے کئی تیزی سے سائیڈ کی گلیوں میں دوڑتے چلے گئے۔ یہ غیر ملکی تھے اور ان کے کوٹوں کے اندر مخصوص ابھار بتا رہے تھے کہ وہ مسلح بھی ہیں۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں۔ اوہ یقیناً یہ ایف۔ڈی کے ارکان ہوں گے" ——— کیپٹن تمیزی نے کہا۔ اسی لمحے اس نے پھاٹک کے سامنے موجود چار افراد کے ہاتھ فضا میں اٹھتے ہوئے دیکھے۔ اور دوسرے لمحے ان کے ہاتھوں سے بم نما کوئی چیزیں نکل کر اڑتی ہوئیں کوٹھی کے اندر جا گریں اس نے سائیڈ گلیوں سے بھی ایسی ہی چیزوں کو اڑ کر اندر جاتے ہوئے دیکھا۔ وہ حیرت سے یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

"باس ——— یہ کیا ہو رہا ہے۔ کون لوگ ہیں یہ" ——— راشد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"دیکھتے جاؤ ——— میرا خیال ہے یہ ایف۔ڈی والے ہیں ہمیں قدرت نے ایک چانس بخش دیا ہے" ——— کیپٹن تمیزی نے

کہا۔ اب کوٹھی کے اندر سے نیلگوں سا دھواں بلند ہوتا دکھائی دے رہا تھا اور کیپٹن تمیزی سمجھ گیا کہ یہ بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم تھے۔ اور اس کا خیال درست ثابت ہوا۔ چند لمحوں بعد ان میں سے ایک آدمی پھاٹک کے اوپر چڑھتا ہوا اندر کود گیا۔ اور پھر پھاٹک کھل گیا اور کاریں سٹارٹ ہو کر اندر چلی گئیں تھوڑی دیر تک اندر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور اس کے بعد پھاٹک جو اندر سے بند کر لیا گیا تھا دوبارہ کھلا اور کاریں تیز رفتاری سے باہر نکل کر دائیں طرف کو مڑتی چلی گئیں۔

"چلو راشد ان کا تعاقب کرو۔ لیکن انتہائی احتیاط سے۔ انہیں شک نہ ہو سکے" ——— کیپٹن تمیزی نے چیخ کر کہا اور وہ اس کے ساتھی تیزی سے کاروں میں بیٹھے۔ اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں ان کاروں کے تعاقب میں روانہ ہو گئیں۔ وہ بڑی احتیاط سے ان کا تعاقب کر رہے تھے۔

"باس ——— اگر یہ ایف۔ڈی والے ہیں تو کوٹھی کے اندر کون تھے" ——— راشد نے کہا۔

"یہ ایک بیرونی تنظیم ہے جسے بھاشانہ حکومت نے خفیہ طور پر اپنی امداد کے لئے طلب کیا تھا" ——— کیپٹن تمیزی نے جواب دیا۔ اور راشد اثبات میں سر ہلا کر رہ گیا۔

ایف۔ڈی کی کاریں مختلف سڑکوں پر مڑنے کے بعد ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئیں اور پھر وہ ایک کوٹھی کے گیٹ پر رک گئیں۔ کوٹھی کے گیٹ پر بڑا سا تالا نظر آ رہا تھا۔ اور سائیڈ میں

ایک چھوٹا سا بورڈ بھی موجود تھا جس پہ کرائے کے لئے خالی ہے کے الفاظ واضح طور پر نظر آرہے تھے۔ کار میں سے اترنے والے نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر وہ تالا کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ تالا کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور پھر اس نے دھکیل کر پھاٹک کھول دیا۔ اور خود تیزی سے واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ دوسرے لمحے اس کی کار تیزی سے اندر داخل ہوئی اور اس کے پیچھے باقی کاریں بھی اندر چلی گئیں۔ اور پھر کسی نے ایک کار سے اتر کر پھاٹک بند کر دیا۔ کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ اب بھی موجود تھا۔

"کسی کو شک نہ ہونے دینے کے لئے اچھی ترکیب نکالی ہے"

کیپٹن تمیزی نے کار سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس کے ساتھی بھی باہر آگئے۔

"کیوں نہ بم پھینک کر پوری کوٹھی ہی اڑا دی جائے"

راشد نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اندر ہمارے ہمدرد موجود ہیں اور دوسری بات اندر ایک ایسی مشین موجود ہے۔ جس کا صرف ایک بٹن دبا کر پاور ہاؤس اڑایا جا سکتا ہے اس لئے ایسا نہ ہو کہ بموں کے دھماکے ہوتے ہی وہ انتقامی کارروائی کے طور پہ پاور ہاؤس ہی اڑا دیں" ۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"تو باس کیوں نہ وہی حربہ ہم بھی استعمال کریں جو انہوں نے کیا ہے۔ کاروں میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم موجود

ہیں" ۔۔۔ راشد نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا ویری گڈ ۔۔۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ نکالو بم"

کیپٹن تمیزی اس خوش خبری پہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اور راشد نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ اور چند لمحوں میں انہوں نے کاروں کے اندر سیٹوں کے نیچے موجود باکسز میں سے بے ہوشی کی گیس والے مخصوص بم نکال لئے۔

"کوٹھی کے گرد پھیل جاؤ اور بیک وقت تمام بم اندر اچھال دو۔ میں گیٹ پہ ہی رہوں گا" ۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے کہا اور وہ سڑک کراس کر کے اس کوٹھی کی سائیڈ گلی میں ایک کر کے گھستے چلے گئے۔ کیپٹن تمیزی اور راشد پھاٹک کی طرف بڑھے۔ اور چند ہی لمحوں بعد بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم کوٹھی کے اندر اچھال دیئے گئے اور نیلے رنگ کی گیس کے بھبکے سے اندر اٹھنے لگے۔ وہ کافی دیر تک اس کا رد عمل دیکھتے رہے۔ لیکن اندر خاموشی ہی طاری رہی۔

"چلو راشد ۔۔۔ اب گیس نکل گئی ہو گی۔ اب اندر چلیں"

کیپٹن تمیزی نے کہا اور اس نے آگے بڑھ کر پھاٹک کو ذرا سا دھکیلا تو پھاٹک کھلتا چلا گیا۔

"ارے وہ کاریں کہاں گئیں" ۔۔۔ راشد اور کیپٹن تمیزی نے بیک وقت چیختے ہوئے کہا۔ کیوں کہ سامنے پورچ میں کوئی کار بھی نظر نہ آرہی تھی۔

"اوہ ۔۔۔ دھوکہ ہوا وہ لوگ ہمیں ڈاج دے کر کسی خفیہ راستے

سے نکل گئے ہیں۔ انہیں تعاقب کا پتہ چل گیا ہوگا۔"۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اندر کی طرف دوڑ پڑا۔ راشد اس کے پیچھے تھا۔ اور اب سائیڈ میں موجود سیکرٹ سروس کے ممبر بھی فرنٹ پہ پہنچ چکے تھے۔ وہ بھی انہیں اس طرح دوڑ کر اندر جاتے دیکھ کر ان کے پیچھے دوڑ پڑے۔ اندر گیس کی ہلکی ہلکی بو موجود تھی۔ لیکن بو اس قدر تیز نہ تھی کہ ان پہ کچھ اثر کرتی وہ سب اکٹھے ہی پورچ میں پہنچے اور پھر بے دھڑک کوٹھی کے اندر گھستے گئے۔ راہداری میں سے گزر کر جیسے ہی وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے۔ اچانک جیسے دیواروں نے آدمی اگل دیئے ہوں۔ سٹین گنوں سے مسلح دس افراد نے ہال نما کمرے کے مختلف دروازوں سے نکل کر انہیں گھیر لیا۔

"ہاتھ اٹھا لو ورنہ"۔۔۔۔ ایک آدمی نے چیخ کر کہا اور کیپٹن تمیزی نے سب سے پہلے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی گن نیچے پھینک کر ہاتھ اٹھا لئے۔ چنانچہ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ پچویشن ہی ایسی بن چکی تھی کہ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا تھا۔

"اس دیوار کی طرف چلو اور دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ ہم فی الحال تو تمہارے ہاتھ باندھیں گے۔ لیکن اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں چھلنی کر دیئے جاؤ گے"۔ پہلے آدمی نے چیخ کر کہا اور کیپٹن تمیزی نے اور اس کے ساتھیوں نے جلدی سے دیوار کی طرف جا کر ادھر منہ کر لئے۔ انہوں نے خود ہی اپنے دونوں ہاتھ پشت کی طرف کر لئے تھے۔ لیکن چند لمحوں بعد

ان سب کے سروں پر جیسے بم پھٹ پڑے۔ اور وہ سب وہیں دیوار کے ساتھ ہی فرش پہ ڈھیر ہو گئے۔ ایک ایک ضرب اور لگائی گئی۔ اور ان سب کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔

۔۔۔۔ جا کر ان کی کاریں اندر لے آؤ اور انہیں ان کی کاروں میں ہی ڈال دو۔ یہ انہی کے ساتھی معلوم ہو رہے ہیں"۔۔۔۔ اسی انچارج نے کہا۔ اور پھر اس کے دو ساتھی دوڑتے ہوئے کوٹھی سے باہر نکلتے گئے۔ جب کہ باقیوں نے انہیں کاندھوں پہ اٹھا کر باہر پورچ میں لا پھینکا اور پھر عقبی سمت سے ان کی کاریں بھی سامنے کے رخ پہ آ گئیں۔۔۔۔ چند لمحوں بعد کیپٹن تمیزی اور اس کے ساتھیوں کی کاریں بھی اندر آ گئیں۔ اور پھر ان سب کو کاروں کے اندر ٹھونس دیا گیا۔ سٹیرنگ پہ دو آدمی بیٹھ گئے۔ اور اس بار کوٹھی سے چار کاروں کی بجائے چھ کاروں کا قافلہ برآمد ہوا اور تیزی سے ایک طرف بڑھ گیا۔

ٹائیگر، جوزف اور جوانا ڈاکٹر رحمت اللہ کے ہسپتال سے فارغ ہوتے ہی سیدھے ہوٹل لالہ زار پہنچے۔ انہیں ڈاکٹر رحمت اللہ نے پرنس کا پیغام دے دیا تھا کہ وہ ہوٹل لالہ زار کی لابی میں اس کا انتظار کریں۔ چنانچہ اس وقت وہ اس عظیم الشان ہوٹل کی لابی میں موجود تھے۔۔۔ لابی میں اکثر میزیں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ وہ تینوں ایک ہی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک ایک مقامی نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے پاس پہنچا۔ اور وہ تینوں اُسے یوں اپنی میز کے قریب رکتے دیکھ کر چونک پڑے۔

"آپ کے لئے پرنس کا ایک پیغام ہے"۔۔۔ نوجوان نے ان کے قریب پہنچ کر صاف لہجے میں کہا۔

"پرنس۔۔۔ کون پرنس"۔۔۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"پرنس نے کہا ہے کہ حوالے کے لئے ڈاکٹر کے پیغام کے الفاظ کہہ دیں۔ میرا تعلق نادر سے ہے"۔۔۔ نوجوان نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور ڈاکٹر اور نادر کے حوالے کے بعد ان کی آنکھوں میں ابھرنے والی شکوک و شبہات کی پرچھائیاں دور ہو گئیں۔

"کیا پیغام ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے پوچھا۔

"پرنس نے ڈاکٹر کے ذریعے آپ کو یہ پیغام دیا تھا کہ آپ ہوٹل لالہ زار کی لابی میں رک کر ان کا انتظار کریں۔ لیکن اب انہوں نے پیغام بھیجا ہے کہ آپ میرے ساتھ ایک خفیہ ٹھکانے پر پہنچ جائیں۔ پرنس خود یہاں موجود کچھ لوگوں کی وجہ سے سامنے نہ آنا چاہتے تھے"۔۔۔ نوجوان نے جواب دیا۔

"خفیہ ٹھکانہ کہاں ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے ہی چونک کر پوچھا جوزف اور جوانا بدستور خاموش بیٹھے تھے۔

"میں آپ کو وہاں پہنچا دوں گا۔ میں کار لے آیا ہوں" نوجوان نے سیدھے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ اچھا چلو"۔۔۔ ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ نادر اور ڈاکٹر کے حوالے کے بعد اب شک و شبہ والی کوئی بات نہ رہ گئی تھی۔ اور وہ سمجھ گئے تھے کہ نادر کے ذریعے عمران نے کوئی اور خفیہ ٹھکانہ حاصل کر لیا ہو گا۔

"آئیے"۔۔۔ نوجوان نے مڑتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں اٹھ کر اس کے پیچھے چل دیئے۔ بل وہ پہلے ہی ادا کر چکے تھے۔ اس لئے بل کے لئے رکنے کی ضرورت نہ تھی۔

باہر پارکنگ میں سفید رنگ کی ٹویوٹا موجود تھی۔ نوجوان نے دروازے کھول کر انہیں اندر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ اور چند لمحوں بعد ٹویوٹا کار تیزی سے آگے بڑھی اور مین روڈ پر آکر اس کی رفتار خاصی تیز ہو گئی۔

"تمہارا نام"۔۔۔۔ ٹائیگر نے ویسے ہی بیٹھے بیٹھے پوچھ لیا۔

"مجھے اکرم کہتے ہیں"۔۔۔۔ نوجوان نے مختصر سا جواب دیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ کم گو قسم کا آدمی ہے۔ اور زیادہ بات چیت پسند نہیں کرتا اس لئے ٹائیگر خاموش ہو گیا۔

کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ذی شان کالونی میں داخل ہوئی اور پھر بائی روڈز پر گزرنے کے بعد وہ ایک کوٹھی کے پھاٹک پر رک گئی۔ اکرم نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن بجایا تو پھاٹک خود بخود کھلتا گیا۔ اور اکرم کار اندر لے گیا۔ پورچ اور برآمدہ خالی پڑا ہوا تھا۔ اکرم نے پورچ میں کار روکی اور نیچے اتر آیا۔

"آیئے۔۔۔۔ پرنس اندر موجود ہیں۔ میں نے آپ کو ان تک پہنچا کر واپس بھی جانا ہے"۔۔۔۔ اکرم نے کہا اور ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا کار سے نیچے اتر آئے۔ اور پھر اکرم کے پیچھے چلتے ہوئے وہ ایک راہداری میں سے گزر کر ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ کر رک گئے۔ اکرم نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"یس۔۔۔۔ کم ان"۔۔۔۔ اندر سے عمران کی آواز ابھری۔ اور ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا تینوں کے چہروں پر مزید اطمینان پھیل گیا۔

"تشریف لے جایئے"۔۔۔۔ اکرم نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور خود پیچھے ہٹ گیا۔ وہ تینوں اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے ایک کونے میں میز اور کرسی پر کوئی موجود تھا۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ خود بخود ان کے پیچھے بند ہو گیا۔ اُسی لمحے کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کمرے کے آدھے حصے میں تیز روشنی پھیل گئی۔ اور پھر سرر سرر کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ان کے عقب میں موجود دروازے پر فولادی شیٹ چڑھ گئی۔۔۔۔ وہ اس عجیب وغریب انتظام پر ابھی حیرت سے چونکے ہی تھے کہ یک لخت باقی ادھورے حصے میں بھی تیز روشنی پھیل گئی اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ کرسی پر ایک لمبا تڑنگا اجنبی بیٹھا ہوا تھا اور کمرے کے درمیان سے ایک شیشے کی دیوار فرش سے چھت تک چلی گئی تھی اس طرح کمرہ اس شیشے کی دیوار کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔ دوسری طرف میز کرسی اور لمبا تڑنگا اجنبی تھا۔ جب کہ اس طرف وہ تینوں تھے۔ دروازہ بھی بلاک ہو چکا تھا۔۔۔۔ اُسی لمحے دوسرے حصے میں ایک دروازہ کھلا اور وہی نوجوان اکرم جو انہیں لے کر آیا تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کے آثار نمایاں تھے۔

"گڈ لارسن۔۔۔۔ تم نے واقعی انتہائی ذہانت سے کام لیا ہے"۔ کمرے میں اس لمبے تڑنگے آدمی کی آواز گونجی۔

"باس۔۔۔۔ آپ نے حوالے ہی ایسے دیئے تھے کہ بھیڑ کے بچوں کی طرح سر جھکائے چلے آئے"۔۔۔۔ اکرم نے جواب دیا۔ اور اب اس کا لہجہ بھی بدل گیا تھا۔ اور پھر اس نے گردن کے پاس سے

چٹکی سی بھری اور دوسرے لمحے اس کی گردن چہرے اور سر سے ایک باریک سی جھلی اترتی چلی گئی۔ اب وہ قومیت کے لحاظ سے اسی غیر ملکی کا ساتھی لگ رہا تھا۔ اس نے ہاتھوں پر سے بھی اس طرح جھلیاں اتار کر ایک طرف پھینک دی تھیں۔

"اب ان کا کیا کرنا ہے باس؟" ـــــ لارسن نے کہا۔

"انتظار کرو۔ ان کا سربراہ بھی یہاں پہنچنے والا ہے۔ میجر ہیرس اُسے لے کر آئے گا۔ اس کے بعد ان سب کا اکٹھا ہی تماشہ ہو گا" باس نے زہر خند لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹائیگر۔ جوزف اور جوانا تینوں سمجھ گئے کہ انہیں ٹریپ کیا گیا ہے۔ اور واقعی حوالے ایسے تھے کہ انہیں معمولی سا شبہ بھی نہ ہو سکتا تھا اور سربراہ کا تو یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ عمران کی بات کر رہے ہیں۔ اور پھر واقعی دس منٹ بعد اچانک ان کے حصے کی ایک دیوار میں کھٹکے سے ایک دروازہ کھل گیا اور دوسرے لمحے عمران یوں لڑکھڑاتا ہوا اندر داخل ہوا جیسے کسی نے اُسے اندر دھکیل دیا ہو۔ اس کے دونوں ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے ـــــ عمران کے اندر آتے ہی اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔ اب وہاں پہلے کی طرح سپاٹ دیوار تھی۔

"یار ـــــ تم لوگ خواہ مخواہ یہاں دوڑتے آئے۔ میں نے سوچا تھا لالہ زار ہوٹل میں بیٹھ کر ذرا عیاشی کریں گے۔ سنا ہے وہاں ہر قسم کی شراب ملتی ہے۔ اب دیکھو تمہاری خاطر مجھے بھی وہ عیش والی جگہ چھوڑ کر یہاں آنا پڑا" ـــــ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی یوں

مسکرا کر کہا جیسے وہ انہی کی تلاش میں یہاں تک آیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے گھوما اور اس نے اپنی پشت ٹائیگر کی طرف کر دی، اس کے دونوں ہاتھ نائلون کی رسی سے بندھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر نے بڑی تیزی سے اس کے ہاتھوں کی گانٹھ کھولنی شروع کر دی اور چند ہی لمحوں میں عمران کے ہاتھ آزاد ہو گئے ـــــ گانٹھ مخصوص تکنیک سے باندھی گئی تھی اس لئے آسانی سے کھل گئی۔

"اخاہ ـــــ کرنل ہمیرخ موجود ہیں ـــــ واہ" ـــــ عمران نے شیشے کی دوسری طرف موجود اس لمبے تڑنگے آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے چہک کر کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے بڑی مدت کے بعد وہ اپنے بچھڑے ہوئے عزیز سے ملا ہو ـ اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ہمیرخ اس کی بات کا جواب دیتا دوسرے حصے میں ایک دروازہ کھلا اور ایک اور غیر ملکی اندر داخل ہوا۔

"آؤ میجر ہیرس ـــــ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی اس شیطان کو لے آنے میں" ـــــ کرنل ہمیرخ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب ـــــ یہ جیسے ہی ہوٹل لالہ زار پہنچا۔ میں نے ایک بیرے کی مدد سے اُسے مخصوص کمرے میں پہنچنے کا پیغام دیا حوالہ نادر ہی تھا۔ یہ خاموشی سے اس کمرے میں آ گیا۔ اور باس حیرت انگیز بات یہ کہ اس نے وہاں کسی قسم کی کوئی غلط حرکت کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ میں اور فینو کی سٹین گنوں کے سائے میں اس نے بڑے اطمینان سے اپنے ہاتھ بندھوا لئے اور پھر بڑی شرافت سے چل کر کار میں بیٹھ گیا اور اب یہاں موجود ہے" ـــــ میجر ہیرس نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ چوں کہ گفتگو کا ہر لفظ کمرے کے اس حصے میں پہنچ رہا تھا۔ اس لئے عمران اور اس کے ساتھی وہاں کھڑے سب کچھ سن رہے تھے۔

"میں سمجھ گیا یہ بہت بڑا شیطان ہے۔ اپنے ساتھیوں کو لابی میں نہ دیکھ کر کھٹک گیا ہو گا۔ اور پھر یہ سب کچھ اس لئے خاموشی سے کرتا چلا آیا کہ اس طرح اُسے یقین تھا کہ اپنے ساتھیوں تک پہنچ جائے گا ورنہ یہ بھلا اتنی آسانی سے قابو میں آنے والا کہاں تھا" کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"واہ ـــــ کیا کہنے ـــــ اس کو کہتے ہیں عقل مندی کرنل ہمیرخ تمہیں تو سیکرٹ ایجنٹ کی بجائے کسی یونیورسٹی میں پروفیسر ہونا چاہیئے تھا۔ واہ کیا خوب صورت نام بن جاتا۔ پروفیسر ہمیرخ" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری زبان اب بولتے بولتے تھک گئی ہو گی عمران اب اس کے مستقل آرام کرنے کا وقت آگیا ہے" ـــــ کرنل ہمیرخ نے طنزیہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو ـــــ تم زبان ہلاتے رہو میں سنتا رہوں گا۔ وعدہ کرتا ہوں کہ بولوں گا نہیں۔ بس صرف اتنا بتا دو کہ تم نے ہمیں ٹریس کیسے کیا اور پھر مکمل حوالے" ـــــ عمران نے کہا۔

"بس اسے اتفاق ہی سمجھ لو" ـــــ کرنل ہمیرخ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بہرحال میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تاکہ مرتے وقت کوئی تجسس تمہارے ذہن میں نہ رہے۔ تمہارے متعلق

جب ہمیں ہسپتال سے معلوم ہوا کہ تم وہاں سے جا چکے ہو تو اب تمہیں تلاش کرنے کی ایک ہی صورت باقی رہ گئی تھی کہ ہم الیف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کریں۔ چنانچہ ہم وہاں پہنچ گئے۔ میں اور میجر ہیرس کیفے گلستان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ اچانک مجھے خیال آیا کہ میں ایف۔ ڈی کے چیف کرنل چارلس سے بات کروں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے کسی آدمی نے تمہارے گروپ کو چیک کیا ہو۔ چنانچہ میں نے کیفے کے کاؤنٹر سے فون کیا۔ لیکن ابھی میں نے آدھے ہی نمبر ملائے تھے کہ اچانک تمہاری آواز میرے کانوں میں پڑی۔ اور میں ٹھٹھک گیا ـــــ لائنوں کی گڑبڑ کی وجہ سے تمہاری ٹیلی فون کال اس کیفے کے فون سے مل گئی تھی۔ تم کسی ڈاکٹر رحمت اللہ سے بات کر رہے تھے۔ میں خاموشی سے گفتگو سنتا رہا۔ اور ساری صورتحال میری سمجھ میں آگئی جب تم نے کال ختم کی تو میں نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اور پھر میں وہاں نگرانی کرنے کی بجائے اپنے ساتھیوں کو لے کر ہوٹل لالہ زار پہنچ گیا ـــــ وہاں میں نے ایک منصوبہ ترتیب دیا۔ اور میرے ساتھی لارسن نے مقامی میک اپ کیا اور ڈاکٹر کے حوالے کے ساتھ ساتھ نادر کا حوالہ بھی دیا کیوں کہ میجر ہیرس نے مجھے بتایا تھا کہ تمہارا یہاں کے مقامی غنڈے نادر کے ساتھ بھی لنک ہے۔ ان حوالوں کی وجہ سے تمہارے آدمی بھیڑوں کی طرح سر جھکائے سیدھے یہاں پہنچ گئے اور اس کے بعد جب تم وہاں پہنچے تو پھر میجر ہیرس تمہیں بھی ٹریپ کر کے یہاں لے آیا۔ اپنے آنے کے متعلق تو تم بہتر سمجھ سکتے ہو" ـــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"یہ کیفے گلستان تو راج موتی میں ہے۔ مگر وہاں تو صرف کمرشل عمارتیں ہیں وہاں ایف۔ڈی کا ہیڈ کوارٹر کہاں سے آگیا۔ اس کا مطلب ہے۔ تم نے سچ نہیں بولا" ــــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل ہمیرخ ہنس پڑا۔

"وہاں واقعی کمرشل عمارتیں ہیں۔ لیکن ان عمارتوں کے عقب میں رہائشی یونٹ بھی ہیں۔ اور راج موتی کمرشل سنٹر کے عقب میں تو اتنی بڑی جگہ ہے کہ پوری فوج وہاں رہ سکے" ــــــ کرنل ہمیرخ نے جواب دیا اور عمران نے یوں سر ہلا دیا جیسے بات اس کی سمجھ میں آگئی ہو۔ اس نے بہر حال ایف۔ڈی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا تھا۔

"باس ــــــ ان کا خاتمہ کریں۔ آپ بھی کیا باتیں شروع کر بیٹھے" ــــــ میجر ہیرس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ــــــ گیس آن کرو" ــــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔ اور میجر ہیرس تیزی سے پچھلی دیوار کی طرف مڑا جہاں ایک سوئچ بورڈ لگا ہوا تھا۔ اس کے مڑتے ہی عمران کا ہاتھ جو اس کی کوٹ کی جیب میں تھا تیزی سے باہر نکلا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا بم نکل کر درمیانی شیشے کی دیوار سے ٹکرایا اور خوف ناک دھماکے کے ساتھ ہی شیشے کی درمیانی دیوار کی کرچیاں اڑ کر کمرے میں پھیل گئیں۔ میجر ہیرس دھماکے کی آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔ اور پھر شیشے کی دیوار کی کرچیاں اڑتے دیکھ کر وہ حیرت کے مارے ایک لمحے کے لئے بت بنے کھڑے رہے۔ اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے

یہی ایک لمحہ ہی کافی ثابت ہوا۔ ان سب نے اپنی جگہ سے چھلانگیں لگائیں اور جیسے بھوکے عقاب اپنے شکار پر جھپٹتے ہیں۔ اس طرح وہ سب کرنل ہمیرخ اور اس کے ساتھیوں پر جا پڑے۔ جوانا اور کرنل ہمیرخ کا ٹکراؤ ہوا تھا۔ جب کہ جوزف نے میجر ہیرس کو سنبھالا تھا اور ٹائیگر لارسن کے سامنے جا رکا تھا۔ عمران نے جان بوجھ کر کرنل ہمیرخ کے ساتھ پڑی ہوئی اس میز کی طرف چھلانگ لگائی تھی جس پر پڑی ہوئی سٹین گن اسے دور سے ہی نظر آرہی تھی۔ اور اس نے بڑی پھرتی سے سٹین گن پر قبضہ کیا ــــــ اور پھر وہ جیسے ہی مڑا۔ اس نے ٹائیگر کے حلق سے چیخ کی آواز نکلتے سنی۔ لارسن نے ٹائیگر کو اچھال کر پچھلی دیوار سے دے مارا تھا جب کہ کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس دونوں جوزف اور جوانا کے نیچے دبے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔

"خبردار ــــــ ہاتھ اٹھا دو ورنہ بھون ڈالوں گا۔ اور تم تینوں بھی پیچھے ہٹ جاؤ" ــــــ عمران نے سٹین گن کو سیدھا کرتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی جوزف اور جوانا تیزی سے پیچھے ہٹے۔ جب کہ ٹائیگر جو لارسن پر الٹی قلا بازی کی صورت میں حملہ کر رہا تھا اچھل کر سیدھا کھڑا ہو گیا ــــــ اب لارسن۔ میجر ہیرس اور کرنل ہمیرخ تینوں سٹین گن کی براہ راست زد میں تھے۔

"کرنل ہمیرخ ادھر کرسی پر بیٹھ جاؤ۔ اور میجر ہیرس تم اس کرسی کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی کرو۔ ورنہ ایک لمحے میں بھون ڈالوں گا" ــــــ عمران نے چیخ کر کہا اور کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس کچھ

نہ سمجھتے ہوئے مڑے اور کرنل ہمیرخ کرسی پر بیٹھ گیا جب کہ میجر ہیرس اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ ان کے چہرے پر ان عجیب و غریب احکامات کی وجہ سے حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ ان کے پیچھے ہٹتے ہی عمران نے انتہائی پھرتی سے ٹریگر دبایا ـــــ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھوں کو تیزی سے گھما دیا۔ گولیاں علیحدہ کھڑے لارسن کے جسم کو چھلنی کرتی ہوئیں تیزی سے کرسی کی طرف آئیں۔ لیکن کرسی تک پہنچنے سے پہلے عمران ٹریگر پر سے انگلی ہٹا چکا تھا ـــــ چنانچہ فائرنگ بند ہو گئی تھی البتہ اب وہ دونوں براہِ راست فائرنگ کی زد میں تھے۔

"تمہاری میری کوئی دشمنی نہیں ہے کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس ہمارا جھگڑا ایف۔ ڈی سے ہے۔ صرف ایف۔ ڈی سے ـــــ اس لئے میں تمہیں زندہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ اسرائیل میں کبھی پھر تمہارا ہمارا ٹکراؤ ہو سکے۔ البتہ تمہیں ہلکا سا سبق دینا ضروری ہے۔ تم دونوں اٹھ کر کمرے کے درمیان میں آؤ اور اپنا لباس اتار دو۔ میں پاکیشانہ والوں کو صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ اسرائیلی ریڈ آدمی کے جسم کس قدر خوب صورت اور سڈول ہیں۔ جلدی کرو ورنہ...."

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کی بات سنتے ہی کرنل ہمیرخ جھپٹ کر اٹھا اور پھر اس نے دو قدم آگے بڑھ کر جلدی سے لباس اتارنا شروع کر دیا ـــــ میجر ہیرس البتہ کرسی کی پشت پکڑے کھڑا تھا۔

"اس کرسی کے پائے زمین میں دفن ہیں میجر ہیرس ـــــ اس لئے

تم اسے اٹھا کر مجھ پر نہیں پھینک سکتے۔ اور دوسری بات یہ کہ مشین گن کی گولیوں کی رفتار تمہارے ہاتھوں کی حرکت سے زیادہ تیز ثابت ہو گی۔ میں تمہیں جو چانس دے رہا ہوں اُسے غنیمت سمجھو۔ یار زندہ صحبت باقی۔ اپنا تو حساب کتاب چلتا ہی رہتا ہے" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اور میجر ہیرس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ایک طرف ہو کر اس نے بھی اپنا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ ٹائیگر، جوزف اور جوانا ایک طرف کھڑے بڑی حیرت بھری نظروں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے ان کے خیال میں عمران اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کرنے جا رہا تھا۔ ایسے لوگوں کو زندہ چھوڑنا حماقت کے سوا اور کچھ نہ ہو سکتا تھا ـــــ لیکن ظاہر ہے وہ عمران کے مقابلے میں بول نہ سکتے تھے۔ اس لئے خاموش کھڑے رہے۔

حیرت انگیز طور پر زندگی کی نوید ملتے ہی کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس کے ہاتھوں نے تیزی دکھائی اور انہوں نے اپنے لباس اتار دیئے۔ اب دونوں زیر جامے میں کھڑے تھے۔

"واہ ـــــ کیا خوب صورت جسم ہیں۔ اسرائیلی لڑکیاں تو مرمٹتی ہوں گی" ـــــ عمران نے بڑے تعریف بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تم دونوں ہاتھ اوپر کر کے دروازے کی طرف چلو۔ میں چاہتا ہوں تم کچھ دیر تو سڑک پر اسی انداز میں پریڈ کرتے رہو۔ اس کے بعد جہاں جی چاہے چلے جانا" ـــــ عمران نے کہا اور وہ دونوں سر پر ہاتھ رکھے تیزی سے دروازے کی طرف مڑے۔ لیکن ابھی

وہ دروازے سے کچھ ہی فاصلے پر تھے کہ اچانک عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ـــ رکو رکو ـــ ارے مجھے تو خیال ہی نہیں آیا" ـــ عمران نے چیخ کر کہا اور وہ دونوں تیزی سے مڑے۔

"ارے ـــ میں بھی واقعی احمق ہوتا جا رہا ہوں۔ یہ تو مسلم ملک ہے۔ یہاں اس طرح ننگی پریڈ گناہ سمجھی جاتی ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی باتیں سن کر حیران سے رہ گئے تھے۔

"ٹائیگر ـــ دونوں کے لباس اٹھاؤ اور ان کی تلاشی لے کر انہیں واپس کر دو۔ اب بے چارے کہاں ننگے پھرتے رہیں گے۔ چلو کچھ رقم تو ہاتھ لگ جائے گی۔ آج کل کچھ کڑکی سی ہو رہی ہے"۔

عمران نے کہا اور ٹائیگر نے تیزی سے آگے بڑھ کر دونوں کے اترے ہوئے لباس اٹھائے اور ایک طرف ہو کر ان کی تلاشی لینی شروع ہی کی تھی کہ عمران کی انتہائی سنجیدہ آواز سن کر رک گیا۔

"جوزف اور جوانا ـــ یہ دونوں تمہارا شکار ہیں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں زیادہ دیر تماشہ دیکھ سکوں۔ یہ ساری چکر بازی تو میں نے ان کا لباس داغ دار ہونے سے بچانے کے لئے کی ہے۔ میں چاہوں تو انہیں گولیوں سے بھی بھون سکتا ہوں۔ لیکن نہتے آدمیوں پر گولیاں چلانا میرے مذہب میں گناہ کبیرہ ہے۔ اس لئے آگے بڑھو مگر جلدی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ٹائیگر عمران کی ساری چکر بازی کا اصل مطلب سمجھ کر بے اختیار

ہنس پڑا۔ ادھر جوزف اور جوانا شاید اسی انتظار میں تھے وہ عقابوں کی طرح ان دونوں پر جھپٹ پڑے۔ جوانا ایک بار پھر کرنل ہمیرخ سے اور جوزف میجر ہیرس سے جا ٹکرایا تھا ـــ میجر ہیرس اور کرنل ہمیرخ بھی چوکنا ہو گئے تھے۔ اور پھر یوں محسوس ہوا جیسے کمرے میں وحشی سانڈ ٹکرا گئے ہوں۔ ٹائیگر اور عمران ایک طرف کھڑے تماشہ دیکھ رہے تھے۔

"تم میجر ہیرس کا لباس پہن لو جلدی" ـــ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا میجر ہیرس کا لباس اٹھا کر ایک طرف ہٹ گیا۔

کمرے میں اب جنگ اپنے عروج پر پہنچ چکی تھی۔ میجر ہیرس جوزف پر بھاری پڑ رہا تھا۔ اس نے جوزف کی پسلیوں میں لگاتار اس قدر تیزی سے جوڈو کے خوفناک وار کئے کہ جوزف ڈکراتا ہوا فرش پر گرا اور یوں تڑپنے لگا جیسے اس کی روح جسم سے نکلی جا رہی ہو۔ عمران جوزف کی یہ حالت دیکھ کر ہونٹ بھینچے کھڑا تھا۔ میجر ہیرس نے یک لخت اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی اور دونوں گھٹنے جوڑ کر اس نے فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے جوزف کے سینے پر پوری قوت سے مارنے چاہے تاکہ جوزف کا خاتمہ ایک ہی ضرب سے ہو جائے ـــ اس کا شاید خیال تھا کہ جوزف کا خاتمہ کر کے وہ کرنل ہمیرخ کی امداد کے لئے جوانا کے ساتھ ٹکرا جائے گا۔ لیکن جیسے ہی اس نے دونوں گھٹنے جوڑ کر فرش پر گرے ہوئے جوزف کے سینے پر گرنے کی کوشش کی، جوزف کے دونوں پاؤں

تیزی سے ہوا میں اٹھے اور دوسرے لمحے میجر ہیرس چیختا ہوا کسی گیند کی طرح فضا میں اوپر کو اٹھا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ نیچے فرش پر گرتا۔ جوزف بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر نہ صرف کھڑا ہو گیا۔ بلکہ نیچے گرتے ہوئے میجر ہیرس کی سائیڈ پر اس کا لفٹ ہک پوری قوت سے پڑا۔ اور میجر ہیرس کربناک چیخ مار کر سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔

اس بار جوزف نے اُسے اٹھ کر کھڑے ہونے یا سنبھلنے کی مہلت ہی نہ دی۔ اور اس نے بڑی پھرتی سے اس کے دونوں پیر اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑے اور پھر وہ اُسے گھسیٹتا ہوا کمرے کے درمیان میں لایا ——— میجر ہیرس نے اپنے اوپر والے جسم کو گھما کر جوزف کی پنڈلیوں پر ہک کرنے کی کوشش کی لیکن جوزف کا چہرہ غصے کی شدت سے بُری طرح بگڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں وحشت کی چمک نمایاں تھی اس نے انتہائی خوفناک داؤ کھیلا۔ اس نے اپنا پیر میجر ہیرس کی ایک پنڈلی پر رکھ کر اور دوسری ٹانگ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنے پورے قد کی حد تک مخالف سمت میں دھکیلتا چلا گیا اور میجر ہیرس کی خوفناک چیخوں سے کمرہ یوں گونجنے لگا جیسے ابھی چھت اڑ جائے گی ——— اس کی دونوں ٹانگیں تقریباً چھ فٹ کی چوڑائی تک مخالف سمتوں میں پھیل گئی تھیں اور اس کا آدھے سے زیادہ نچلا جسم یوں چر گیا تھا جیسے کسی نے کھلونے کی دونوں ٹانگوں کو مخالف سمتوں میں دھکیل کر اس کا جسم پھاڑ دیا ہو اور میجر ہیرس اس بُری طرح پھڑکنے لگا کہ جیسے ذبح کی ہوئی بکری پھڑکتی ہے اور پھر اس کی چیخیں گھٹتی گئیں۔ اور چند ہی لمحوں

بعد آخری خرخراہٹ اس کے حلق سے نکلی اور اس نے دم توڑ دیا۔ جوزف نے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اس کی دونوں ٹانگیں چیر کر رکھ دی تھیں۔

"ویل ڈن جوزف ——— ویل ڈن" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور اُسی لمحے کرنل ہمیرخ کے حلق سے بھی چیخ بلند ہوئی۔ اور وہ ایک دھماکے سے فرش پر سر کے بل گرا۔ جوانا نے اُسے یک لخت اٹھا کر فرش پر پٹخ دیا تھا۔ عمران دیکھ رہا تھا کہ کرنل ہمیرخ بار بار جوانا کو اُسی داؤ میں لے آنا چاہتا تھا جس میں اس نے عمران کو پہلے پھنسا دیا تھا۔ لیکن جوانا اپنی بھرپور طاقت کی وجہ سے اس کے داؤ میں نہ آ رہا تھا ——— کرنل ہمیرخ چونکہ لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت کا درجہ رکھتا تھا اور پھر اس کے جسم میں جیسے بجلیاں بھری ہوئی تھیں اس لئے وہ ہر بار جوانا کے ہاتھ سے نکل جانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔

"جوانا ——— اتنی دیر میں تو ریفری مقابلہ برابر چھڑا دیا کرتے ہیں" اچانک عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ماسٹر ——— میں تو سوچ رہا تھا کہ یہ اچھی طرح کھیل لے تاکہ اس کے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے۔ آپ کہتے ہیں تو" جوانا نے کرنل ہمیرخ کی فلائنگ کک کو تیزی سے کنی کاٹ کر بچاتے ہوئے بڑے مطمئن سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم حسرتوں کا شمار کرتے رہے تو قیامت آجاتی ہے لیکن حسرتیں

ختم نہیں ہوتیں۔ کچھ حسرتیں قبر کے فرشتوں کے گننے کے لئے بھی چھوڑ دو "۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور پھر اُسی لمحے جوانا نے اچانک بیک وقت اپنے ایک ہاتھ اور لات کو حرکت دی اور کرنل ہمیرخ جو شاید جوجِٹسو کا خوفناک داؤ کھیلنا چاہتا تھا۔ جوانا کی ہاتھ کی ضرب اپنی ٹھوڑی پر کھا کر پیچھے کی طرف پلٹا تھا کہ جوانا کی لات نے پیچھے سے ضرب لگا کر اسے آگے کی طرف دھکیلا اور اس داؤ کی وجہ سے کرنل ہمیرخ اپنا توازن کھو بیٹھا اور شاید یہی جوانا چاہتا تھا۔۔۔۔ اس کے توازن کھوتے ہی جوانا بجلی کی سی تیزی سے ہوا میں اچھلا اور منہ کے بل فرش پر گرتے ہوئے کرنل ہمیرخ کی پشت پر کاندھوں سے ذرا نیچے اس کا ایک پیر جم سا گیا۔ اُسی لمحے جوانا کا جسم اس کی ٹانگوں کی طرف جھکا۔ اور دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں جوانا کے ہاتھوں میں اوپر کی طرف اٹھتی چلی گئیں۔ کرنل ہمیرخ نے تیزی سے تڑپ کر اپنے آپ کو اس خطرناک داؤ سے بچانا چاہا مگر اس بار جوانا نے اُسے ایسا کوئی موقع نہ دیا اور وہ تیزی سے اپنے جسم کو گھما کر اس کے سر کی طرف آگیا جب کہ اس کا پیر بدستور کرنل ہمیرخ کے کاندھوں کے نیچے پشت پر جما رہا۔ اور کرنل ہمیرخ کی دونوں ٹانگیں کھنچ کر اس کے سر کے اوپر تک پہنچ گئیں۔۔۔۔ کرنل ہمیرخ کے حلق سے یک لخت کربناک چیخیں نکلنے لگیں اور پھر ایک زوردار کڑاکا ہوا اور کرنل ہمیرخ کی ریڑھ کی ہڈی کئی جگہوں سے ٹوٹتی چلی گئی۔ اور اس کا جسم یک لخت ڈھیلا پڑ گیا۔ جوانا نے اس کی دونوں ٹانگوں کو پیچھے کی

طرف دھکیل کر تیزی سے اچھلا اور اس نے جھک کر کرنل ہمیرخ کا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑا اور اپنا پیر اس کے ایک کاندھے پر رکھ کر سر کو تیزی سے لٹو کی طرح گھما دیا۔ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی کرنل ہمیرخ کی گردن ٹوٹ گئی۔ اور اس کا تڑپتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔

"گڈ شو جوانا۔۔۔۔ ویسے اتنی دیر لگانے میں تمہارا قصور نہیں ہے۔ کرنل ہمیرخ خاصا زوردار حریف تھا "۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ جوانا خاموش کھڑا رہا۔ اس کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتا جا رہا تھا۔ ٹائیگر اس دوران میجر ہیرس کا لباس پہن چکا تھا۔ ان دونوں کے مرنے کے بعد عمران نے کرنل ہمیرخ کا لباس اٹھایا اور اپنا لباس اتار کر اس کا لباس پہننے لگا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیز رفتاری سے چل رہے تھے۔۔۔۔ اور چند ہی لمحوں بعد وہ لباس تبدیل کر چکا تھا۔ اپنے لباس سے تمام سامان نکال کر اس نے جیبوں میں ڈالا اور پھر جیکٹ کی اندرونی جیب سے میک اپ باکس نکال کر اس نے ٹائیگر کو کرسی پر بٹھایا اور اس پر میجر ہیرس کا میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔۔۔۔ جوزف اور جوانا اب خاموش کھڑے اُسے دیکھ رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر بعد ٹائیگر مکمل طور پر میجر ہیرس کے روپ میں آگیا۔

"اب مجھے کرنل ہمیرخ بنا دو۔۔۔ جلدی کرو۔۔۔ یہاں آئینہ نہیں ہے ورنہ میں خود کر لیتا"۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اُسے اطمینان تھا کہ ٹائیگر اس کا میک اپ بالکل درست کرے گا۔ کیونکہ اس نے ٹائیگر کو میک اپ کے فن کی خصوصی تربیت دی

ہوئی تھی۔ ٹائیگر کرسی سے اٹھا اور عمران کو کرسی پر بٹھا کر اس نے اس کے چہرے پر کرنل ہمیرخ کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے تیزی سے چلتے ہوئے ہاتھ اس فن میں اس کی مہارت کا پتہ دے رہے تھے۔ اور تھوڑی دیر بعد جب اس نے ہاتھ روکے تو جوزف اور جوانا دونوں نے بیک آواز ہو کر ٹائیگر کے فن کی داد دی۔

"اب چلو ایف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر چلتے ہیں۔ پہلے ہی ان کے لباس اتروانے اور خلتے میں کافی دیر ہو گئی ہے" ——— عمران نے میز پر رکھی ہوئی سٹین گن اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور اب ٹائیگر سمجھ گیا۔ کہ عمران آخر کیوں ان دونوں کے لباس اتروانے پر بضد تھا۔ ظاہر ہے ایف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر میں مسلا ہوا یا لپٹا ہوا لباس یا اس پر خون کے دھبے ہوتے تو میک اپ کے باوجود ان کی قلعی کھلنے میں کوئی دیر نہ لگتی ——— اور وہ عمران کی ذہانت اور پیش بینی کی دل ہی دل میں داد دینے لگا۔

"تم دونوں ہاتھ اٹھائے آگے چلو۔ ہم دونوں تمہارے پیچھے ہوں گے۔ باہر نجانے ان کے کتنے ساتھی ہوں" ——— عمران نے کہا۔ اور جوزف اور جوانا اس کی بات سمجھ کر ہاتھ اٹھائے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ جوزف نے اس کی چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گئے۔ عمران اور ٹائیگر ان کے پیچھے تھے۔

بڑے سے ہال کمرے میں بے ہوش افراد کی بھیڑ سی لگی ہوئی تھی۔ ان سب کو دیوار کے ساتھ لگے ہوئے لوہے کے کڑوں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ ان کے دونوں ہاتھ بھی اور دونوں پیر بھی دیوار کے ساتھ نصب لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے یوں لگتا تھا جیسے ان کی نمائش لگائی گئی ہو ——— ہال کمرے میں اس وقت تین مسلح افراد موجود تھے ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں اور وہ دو دو کی ٹولیوں میں مقابل کی دیوار کے ساتھ بڑے چوکنے انداز میں کھڑے تھے جب کہ ایک آدمی ہاتھ میں ایک بوتل پکڑے اس کا ڈھکن کھول کر باری باری دیوار کے ساتھ بندھے ہوئے بے ہوش افراد کی ناکوں کے ساتھ لگا کر آگے بڑھتا جا رہا تھا ——— اور جس جس کی ناک سے وہ بوتل لگتی چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت سی پیدا ہوتی اور اس کی آنکھیں کھل جاتیں۔ ہال کی لمبی دیوار کے ساتھ ان کی طویل قطار لگی

ہوئی تھی۔ ان میں ایک عورت اور بارہ مرد تھے۔ عورت جولیا تھی۔ جب کہ اس کے پانچ ساتھی۔ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر، صدیقی اور نعمانی تھے۔ چوہان ان میں شامل نہ تھا ۔۔۔۔ کیوں کہ وہ ابھی تک ہسپتال میں تھا۔ ان کے علاوہ کیپٹن تمیزی اور اس کے چھ ساتھی تھے۔

تھوڑی دیر بعد ان سب کو ہوش آ گیا۔ اور وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ انہیں ہوش میں لانے والا بوتل ایک طرف پھینک کر اپنے اکیلے ساتھی کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ کیا ہو گیا صفدر" ۔۔۔۔ اچانک تنویر کی آواز ابھری۔ وہ صفدر کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

"ہونا کیا ہے۔ ہم پر قابو پا لیا گیا ہے۔ میں نے عمران کے جانے کے بعد کہا تھا کہ ہمیں جلد از جلد حرکت میں آ جانا چاہئے۔ کیوں کہ عمران ایف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر کا محل وقوع بتا گیا تھا۔ لیکن تم سب بحثوں میں الجھے رہے اور اس بحث نے ہمیں بے ہوش کر دینے والی گیس کے ابتدائی بموں کے گرنے کی آواز بھی نہ سننے دی" ۔۔۔۔ صفدر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ دوسرے لوگ کون ہیں" ۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کیپٹن تمیزی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"معلوم نہیں" ۔۔۔۔ صفدر نے ان کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور پھر ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو آدمی تھے جو مشین گنوں سے مسلح تھے۔

"اوہ فاسٹ ڈیتھ اتنی بڑی تنظیم ہے ۔۔۔۔ تیرہ افراد" لمبے تڑنگے آدمی نے حیرت بھرے انداز میں دیوار کے ساتھ بندھی ہوئی طویل قطار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"باس ۔۔۔۔ ویسے یہ ڈرامہ عجیب ہوا۔ ٹرانسمیٹر کال کا پوائنٹ چیک کرنے کے بعد جب ہم نے اس پر ریڈ کیا۔ تو ہمارا خیال یہی تھا کہ یہ مقامی سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ لیکن وہاں سے جب بے ہوش افراد کو دیکھا تو یہ سارے فاسٹ ڈیتھ کے ممبران تھے۔ وہی ممبران جو ہمارے مین ہیڈ کوارٹر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے ۔۔۔۔ ان کی تعداد اس عورت سمیت چھ تھی۔ لیکن بعد میں یہ دوسرا گروپ تعاقب کرتے ہوئے سامنے آیا اور پھر ہم نے اسے بھی ٹریپ کر لیا" ۔۔۔۔ باس کے پیچھے آنے والے دو افراد میں سے ایک نے کہا۔

"لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی بارسن ۔۔۔۔ کہ جب تم نے فاسٹ ڈیتھ پر ریڈ کیا تو اس وقت دوسرے گروپ نے مداخلت کیوں نہیں کی۔ حالاں کہ یہ اس وقت آسانی سے نہ صرف مداخلت کر سکتے تھے بلکہ تمہیں شدید نقصان بھی پہنچا سکتے تھے ۔۔۔۔ ان کے فوری تعاقب سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اس پوائنٹ سے باہر موجود تھے" ۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"یس باس ۔۔۔۔ یقیناً یہ لوگ باہر موجود تھے۔ کیوں کہ باہر نکلتے ہی ہمیں تعاقب کا احساس ہو گیا تھا" ۔۔۔۔ بارسن نے جواب دیا۔

"باس ـــــ میرا خیال ہے یہ دونوں علیحدہ علیحدہ گروپ ہیں۔ ایک تو یقیناً فاسٹ ڈیتھ ہے۔ جب کہ دوسرے کی حیثیت کا تعین ان سے پوچھ کر کیا جا سکتا ہے"ـــــ دوسرے آدمی نے پہلی بار تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

"میں کیپٹن تمیزی ہوں مقامی سیکرٹ سروس کا چیف۔ ہمارا اس فاسٹ ڈیتھ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ہم نے ان پر ریڈ ہوتے وقت کوئی مداخلت نہ کی تھی ـــــ کیوں کہ ہم الف۔ ڈی کے ساتھ سمجھوتہ کر چکے تھے۔ اور میں تمہاری آواز پہچان گیا ہوں۔ تم کرنل چارلس ہو جس نے ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کی تھی"۔ اچانک نعمانی کے قریب موجود نوجوان نے خود ہی اونچے لہجے میں کہا۔ اور وہ لمبا تڑنگا آدمی جسے کرنل چارلس کہا گیا تھا۔ ایک جھٹکے سے اس کی طرف مڑا۔

"ہاں ـــــ تمہاری آواز میں پہچانتا ہوں۔ لیکن تم نے جس سپاٹ سے ٹرانسمیٹر کال کی تھی۔ اس پوائنٹ پر فاسٹ ڈیتھ کا ہیڈ کوارٹر کیسے آگیا ـــــ ہم نے تمہاری کال کا سپاٹ تلاش کر لیا تھا۔ اور ہم نے اس پر چھاپہ اس لئے مارا تھا تاکہ تمہیں یہاں لا کر حکومت پر مزید دباؤ ڈالا جا سکے"ـــــ کرنل چارلس نے کہا۔

"سنو کرنل چارلس ـــــ سیکرٹ سروس احمقوں کا ٹولہ نہیں ہے کہ اپنے سپاٹ کو اس طرح اوپن کر دیتی۔ ہمارے پاس ایسی مشینری موجود ہے کہ ہم سپاٹ تبدیل کر سکتے ہیں۔ اور ہم نے اندازۃً سپاٹ بدلا تھا ـــــ اور پھر ہم صرف اس سپاٹ کی نگرانی کے لئے

وہاں پہنچے تھے۔ تاکہ اگر سپاٹ چیک کر لیا جائے۔ اور تم اس پر چھاپہ مارو تو ہم تمہارا تعاقب کر کے تمہارا ہیڈ کوارٹر ٹریس کر سکیں ـــــ ہمارا مقصد تمہیں نقصان پہنچانا نہ تھا بلکہ صرف تمہارا ہیڈ کوارٹر چیک کر کے مزید بات چیت آمنے سامنے کی جانی مقصود تھی۔ اب یہ دوسری بات ہے کہ جو سپاٹ ہم نے اندازۃً بدلا تھا ـــــ اس میں یہ فاسٹ ڈیتھ والے موجود تھے"ـــــ کیپٹن تمیزی نے کہا۔

"تمہارے دلائل بودے ہیں کیپٹن تمیزی ـــــ ہم احمق نہیں کہ تمہارے چکر میں آجائیں۔ فاسٹ ڈیتھ بھی بہر حال تمہاری حامی تنظیم ہے۔ تم سب مل کر کام کر رہے تھے۔ بہر حال اب ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ تم دونوں کون ہو۔ آپس میں دوست ہو یا دشمن ـــــ تم سب ہمارے دشمن ہو اس لئے اب تم سب سے یکساں سلوک کیا جائے گا"ـــــ کرنل چارلس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"یہ زیادتی ہے کرنل چارلس ـــــ اب جب کہ حکومت تم سے سمجھوتہ کر چکی ہے اب ہماری تمہاری کوئی دشمنی نہیں ہے"۔ کیپٹن تمیزی نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ ہم تمہیں شاید معیاد ختم ہونے تک زندہ رکھیں۔ لیکن اس فاسٹ ڈیتھ کے متعلق کیا کہتے ہو"۔ کرنل چارلس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ تمہارا جو جی چاہے ان سے سلوک کرو"ـــــ کیپٹن تمیزی نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا۔

ادھر تنویر اور اس کے ساتھی کیپٹن تمیزی کی باتیں سن کر حیران ہو رہے تھے۔ کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ عمران نے کیپٹن تمیزی کے لہجے میں خود کرنل چارلس سے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی جب کہ کیپٹن تمیزی کہہ رہا تھا کہ بات اس نے کی ہے ——— اور نہ صرف کہہ رہا تھا بلکہ ایسے حوالے بھی دے رہا تھا جیسے واقعی بات اس نے کی ہو۔ اور پھر ان کا فاسٹ ڈیتھ کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کرنا بھی عجیب تھا۔

"باس ——— خواہ مخواہ ذہنی دباؤ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ان سب کا خاتمہ کر دیجئے۔ گولیوں سے چھلنی کر دیجئے۔ بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا" ——— آرنلڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل چارلس کوئی جواب دیتا۔ اچانک ایک طرف رکھی ہوئی چھوٹی میز پر پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اس وقت فون" ——— کرنل چارلس نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— کرنل چارلس نے سخت لہجے میں کہا۔

"باس ——— ریڈ آرمی کے کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس گیٹ پر موجود ہیں وہ فوری طور پر آپ سے ملنا چاہتے ہیں"

دوسری طرف سے کسی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس ——— لیکن انہیں ہمارے

اس ہیڈ کوارٹر کا پتہ کیسے چلا" ——— کرنل چارلس نے حیرت سے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہی سوال کرنل ہمیرخ سے کیا تھا۔ لیکن انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ریڈ آرمی یہاں رہ کر کسی چیز سے غافل نہیں رہ سکتی ——— بہرحال وہ کسی ایمرجنسی مسئلے کے سلسلے میں آئے ہیں اور فوری ملنا چاہتے ہیں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ——— ان دونوں کو یہاں لانگ روم میں لے آؤ تاکہ انہیں معلوم ہو سکے۔ کہ جس فاسٹ ڈیتھ پر وہ آج تک قابو نہیں پا سکے۔ ایف۔ ڈی نے کتنی آسانی سے ان پر قابو پا لیا ہے"

کرنل چارلس نے فاتحانہ انداز میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اب وہ غور سے تنویر اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔ جو بے بسی سے بندھے ہونے کی وجہ سے خاموش کھڑے صرف اپنے ہونٹ کاٹنے میں مصروف تھے ——— انہیں اس طرح باندھا گیا تھا۔ کہ کسی طرح بھی رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ اور یہ بات وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان پر کسی بھی لمحے مشین گنوں کے فائر کھولے جا سکتے ہیں ——— اور وہ سوائے موت کو بے بسی سے گلے لگانے کے اور کچھ نہ کر سکیں گے۔ اب صرف انہیں اگر امید تھی تو عمران کی طرف سے تھی۔ لیکن یہ امید بس امید کی حد تک ہی تھی۔ ظاہر ہے عمران کو یہ تو قطعی معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ انہیں اس طرح ٹریپ کر لیا جائے گا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے

وہ دونوں حیرت سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے ۔

"آؤ کرنل ہمیرخ ——— تم بروقت آئے ہو ——— دیکھو ——— جس فاسٹ ڈیتھ کو تم سر توڑ کوششوں کے باوجود نہ پکڑ سکے ۔ وہ تمہارے سامنے دیوار کے ساتھ ٹنگی کھڑی ہے" ——— کرنل چارلس نے بڑے فاتحانہ انداز میں کہا

"کمال ہے کرنل چارلس ——— تم نے تو واقعی کمال کر دیا لیکن یہ دوسرے لوگ کون ہیں ۔ یہ تو فاسٹ ڈیتھ کے ممبران نہیں ہیں" کرنل ہمیرخ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"یہ مقامی سیکرٹ سروس ہے ۔ میں نے سوچا کہ جب ایکشن میں آنا ہی ہے تو پھر سب کا خاتمہ اکٹھا ہی ہونا چاہیئے"

کرنل چارلس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔

"لیکن یہ تمہارے قابو کیسے چڑھ گئے ۔ کچھ تفصیل تو بتاؤ ۔ اب تو واقعی مجھے یقین کرنا پڑ رہا ہے کہ الیف ۔ ڈی ریڈ آرمی سے برتر ہے" ——— کرنل ہمیرخ نے کہا اور اس کی بات سن کر کرنل چارلس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا ۔

"کرنل ہمیرخ ——— الیف ۔ ڈی کو اچانک ایک ٹرانسمیٹر کال موصول ہوئی جو سیکرٹ سروس کے چیف کیپٹن تمیزی کی طرف سے کی جا رہی تھی کہ حکومت الیف ۔ ڈی کے مطالبات تسلیم کر رہی ہے اور مزید مذاکرات کے ساتھ ساتھ یہ درخواست بھی تھی کہ پاور ہاؤس کو تباہ نہ کیا جائے ——— میں نے یہ کال ٹریس کی اور اس سپاٹ کا پتہ چلا لیا جہاں سے یہ کال کی جا رہی تھی ۔ میں نے فیصلہ کیا کہ

سیکرٹ سروس کے ارکان کو اغوا کر کے یہاں لایا جائے تاکہ حکومت پر مزید دباؤ ڈالا جا سکے اور اسے ہر طرف سے بے بس کر دیا جائے ——— چنانچہ میں نے ہارسن کو اس سپاٹ پر ریڈ کرنے کے لئے کہا لیکن حیرت انگیز بات یہ سامنے آئی کہ اس سپاٹ پر سیکرٹ سروس کی بجائے فاسٹ ڈیتھ کے ارکان ہتھے چڑھ گئے ——— چوں کہ ہارسن کو صرف ان کے اغوا کا حکم دیا گیا تھا اس نے بے ہوش کر دینے والی گیس کے بم پھینک کر انہیں فوری طور پر بے ہوش کر دیا گیا تھا اور پھر انہیں اغوا کر کے لایا جا رہا تھا کہ اچانک سیکرٹ سروس کے ارکان نے دو کاروں میں تعاقب کیا ——— چنانچہ ایک پوائنٹ پر انہیں جکڑ دے کر بے ہوش کر دیا گیا ۔ اور اس طرح یہ سب یہاں اکٹھے ہو گئے ۔ میں ابھی فاسٹ ڈیتھ والوں کا خاتمہ کرنے جا رہا تھا کہ تمہارے آنے کی اطلاع ملی ——— اچھا ہوا اب تمہارے سامنے ہی ان کی بوٹیاں اڑاؤں گا تاکہ تمہیں بھی معلوم ہو کہ الیف ۔ ڈی کے سامنے کوئی چیز ناممکن نہیں" ——— کرنل چارلس نے فاخرانہ انداز میں کہا ۔

"لیکن ان میں فاسٹ ڈیتھ کا لیڈر پرنس عرف علی عمران نظر نہیں آ رہا" ——— کرنل ہمیرخ نے کہا ۔

"لیڈر پرنس ——— وہ کون ہے میں تو نہیں جانتا"

کرنل چارلس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا ۔

"کرنل چارلس ——— یہ ٹھیک ہے تم نے ریڈ آرمی کی نسبت کامیابی حاصل کر لی ہے ۔ لیکن تم اس علی عمران کو نہیں جانتے ۔ میں اس کے

پیچھے تھا۔ کیوں کہ اس سارے چکر کا روح رواں وہی ہے۔ اور تم نے میرے یہاں آنے کی توجہ پوچھی ہی نہیں" ـــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"ارے ہاں ـــــ واقعی مجھے خیال ہی نہیں آیا پہلے تو تم ٹرانسمیٹر کال کرتے تھے اب خود آ گئے ہو" ـــــ کرنل چارلس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"کرنل چارلس ـــــ جو بم تم نے پاور ہاؤس میں نصب کیا ہے وہ تو وہاں نصب ہے۔ لیکن اس کی وائرلیس آپریٹنگ مشین سے وہ پرزہ غائب کر دیا گیا ہے جس کی مدد سے تم اس بم کو آپریٹ کر سکتے ہو اور یہ پرزہ جسے ماسٹر سیکشن کہتے ہیں غائب کرنے میں علی عمران کا ہی ہاتھ تھا ـــــ اور یہ بھی بتا دوں کہ کیپٹن تمیزی کے لہجے میں تم سے بات کرنے والا بھی وہی علی عمران تھا۔ اس کا مقصد تمہیں اس چکر میں الجھا کر ادھر وہ پرزہ غائب کرنا تھا۔ اور وہ کامیاب ہو گیا۔ اس کا پروگرام یہ تھا کہ پرزہ غائب کر دینے کے بعد وہ فاسٹ ڈیتھ کے ساتھ تمہارے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرے گا ـــــ اسے تمہارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی ساری تفصیلات معلوم ہیں۔ تمہارا ایک آدمی اس سے ملا ہوا ہے اور یہ پرزہ اسی نے اسے پہنچایا ہے۔ یہ دیکھو یہ ہے وہ پرزہ" ـــــ کرنل ہمیرخ نے زہر خند لہجے میں کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر باہر نکالا تو اس کی ہتھیلی پر ایک پیچیدہ سا چھوٹا سا پرزہ موجود تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو کرنل ـــــ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں یہ ناممکن

ہے" ـــــ کرنل چارلس کا چہرہ یک لخت متغیر ہو گیا تھا۔

"سب کچھ ممکن ہے کرنل چارلس ـــــ علی عمران کے لئے سب کچھ ممکن ہے۔ اس پرزے کے بغیر تمہاری ساری دھمکی دھری کی دھری رہ گئی ہے۔ اور اگر میں بروقت عمران کو قابو میں نہ کر لیتا تو وہ اپنے ممبران کی گرفتاری کے باوجود فوج کے ذریعے تمہارے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کروا دیتا ـــــ اس لئے میں پرزہ ساتھ لے آیا ہوں تاکہ تمہاری دھمکی برقرار رہے۔ تم یہ پرزہ دوبارہ اس مشین میں فٹ کر سکتے ہو۔ میجر ہیرس کو ہمراہ اس لئے لایا ہوں کیوں کہ یہ ایسی مشینری کا ماسٹر ہے" ـــــ کرنل ہمیرخ نے کہا۔

"اوہ ـــــ آرنلڈ بھی اس مشینری کا ماہر ہے۔ وہ چیک کرے گا۔ لیکن یہ سب کچھ ناممکن ہے ـــــ کیوں آرنلڈ" ـــــ کرنل چارلس کی ساری شیخی اور فاخرانہ انداز یک لخت پریشانی میں بدل گیا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اسے یک لخت کسی گہرے کنوئیں میں دھکا دے دیا گیا ہو۔

"باس ـــــ چیک کر لینے میں کیا حرج ہے" ـــــ آرنلڈ نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ آؤ میرے ساتھ ـــــ میں سب سے پہلے اسے چیک کروں گا۔ اس وقت ساری سچویشن کی بنیاد یہی ہے" کرنل چارلس نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا ـــــ کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔ ان کے ساتھ آرنلڈ بھی تھا جب کہ ہارسن وہیں ہال میں ہی

رک گیا تھا ۔

وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے مختلف راہداریوں سے گزر کر ایک تہہ خانے میں پہنچے جہاں دیوار کے ساتھ ایک بہت بڑی مشین نصب تھی ـــــ اس مشین کو دیکھتے ہی کرنل ہمیرخ کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی ۔

"آرنلڈ ـــ اسے چیک کرو" ـــ کرنل چارلس نے آرنلڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور آرنلڈ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور مشین کے سامنے رکھے ہوئے سٹول پر بیٹھ گیا ۔ کرنل چارلس اس کے قریب کھڑا تھا ـــ جب کہ ان دونوں کے پیچھے کرنل ہمیرخ اور دروازے کے قریب میجر ہیرس موجود تھا ۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی کرنل چارلس" ـــ اچانک کرنل ہمیرخ نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور اس کی آواز سنتے ہی کرنل چارلس اور آرنلڈ دونوں تیزی سے مڑے ۔ اور دوسرے لمحے کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس دونوں کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر وہ یوں چونکے جیسے ان کے سروں پر بم پھٹ پڑے ہوں ۔

"یہ ـــ یہ ـــ کیا ـــ کیا مطلب" ـــ کرنل چارلس نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا ۔

"تمہارا کھیل ختم ہو گیا کرنل چارلس ـــ مجھے علی عمران عرف پرنس کہتے ہیں" ـــ کرنل ہمیرخ نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"اوہ ـــ اوہ" ـــ کرنل چارلس کا چہرہ یک لخت تاریک ہو گیا ۔ اس کا ہاتھ تیزی سے جیب کی طرف بڑھا ۔ لیکن اسی لمحے

کمرے میں ایک زوردار دھماکہ ہوا اور آرنلڈ چیختا ہوا مشین پر جا گرا ۔ یہ گولی میجر ہیرس کے ریوالور سے نکلی تھی ـــ آرنلڈ شاید کوئی حرکت کرنا چاہتا تھا ۔ گولی آرنلڈ کے سینے میں لگی تھی اور وہ صرف چند لمحے ہی تڑپ سکا ۔ البتہ اس کا ہاتھ اب بھی ایک سرخ ہینڈل کی طرف رینگ رہا تھا کہ عمران نے گولی چلائی اور آرنلڈ کے سرخ ہینڈل کی طرف بڑھتے ہوئے ہاتھ کے پرخچے اڑ گئے ۔ اور وہ ساکت ہو گیا ۔

"تت ـــ تت ـــ تم ـــ تم غدار ہو" ـــ اچانک کرنل چارلس غصے سے چیخا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور کی پرواہ کئے بغیر عمران پر چھلانگ لگا دی ـــ لیکن عمران تیزی سے ایک طرف کو ہٹا اور پھر اندھوں کی طرح اس پر چڑھ دوڑ آنے والا کرنل چارلس جیسے ہی اس کی جگہ آیا ۔ عمران کی لات پوری قوت سے اس کی پشت پر پڑی ـــ اور کرنل چارلس چیختا ہوا اچھل کر میجر ہیرس پر جا گرا ۔ میجر ہیرس نے بڑے اطمینان سے اچھل کر گھٹنے کی ضرب اس کی زیر ناف پر جما دی اور کرنل چارلس بری طرح ڈکراتا ہوا پشت کے بل فرش پر گر گیا ـــ اور عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر مخصوص انداز میں اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹو ماری ۔ اور پھر اس کی دونوں ٹانگیں جیسے مشین کی سی صورت میں حرکت میں آ گئیں ـــ اور بار بار اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا کرنل چارلس چند لمحوں بعد ساکت ہو گیا ۔ اس کے ساکت ہوتے ہی عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس نے جلدی سے مشین کا پلگ الیکٹرک سوئچ بورڈ

سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح اب مشین کسی صورت نہ چل سکتی تھی۔ اور پھر تو جیسے عمران پر دورہ سا پڑ گیا ——— اس نے مشین کے مختلف حصوں پر گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ جب اس کے ریوالور سے ٹرچ کی آواز ابھری تو مشین کے پرخچے اڑ چکے تھے۔ اب وہ کسی صورت میں بھی استعمال کے قابل نہ رہی تھی ——— عمران نے بڑے اطمینان سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر گولیاں نکالیں اور ریوالور کے میگزین کو دوبارہ فل کر دیا۔

"عمران صاحب ——— اسے زندہ کیوں چھوڑ دیا ہے"۔ اچانک میجر ہیرس نے کرنل چارلس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ ٹائیگر تھا۔

"وہ بم بھی تو پاور ہاؤس سے برآمد کرنا ہے"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر سر ہلانے لگا واقعی اُسے بم کا تو خیال ہی نہ رہا تھا۔

عمران ایک کونے میں موجود ٹیلی فون کی طرف بڑھا۔ اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔ ——— دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"یس کرنل ہمیرخ میجر ہیرس اور آرنلڈ مشین روم میں ہیں مشین کو تفصیلی طور پر چیک کیا جا رہا ہے۔ اس میں کچھ دیر لگے گی۔ تم ہاؤس کو کہہ دو وہ اس دوران قیدیوں کا خیال رکھے"۔ ——— عمران نے کرنل چارلس کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"۔ ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے

جلدی سے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر ——— تم کہیں اسرائیل میں تو پیدا نہیں ہوئے تھے"۔ عمران نے رسیور رکھ کر مڑتے ہی ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب باس ——— میرا اسرائیل سے کیا تعلق"۔ ٹائیگر کی آنکھیں حیرت سے چوڑی ہو گئیں۔

"تمہارا قد و قامت یہاں کے بیشتر افراد سے ملتا جلتا ہے اب دیکھو میجر ہیرس بھی تم بنے ہو اور اب کرنل چارلس بھی تمہیں ہی بننا ہو گا"۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ٹائیگر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ اب اُسے عمران کے اس فقرے کی سمجھ آئی تھی۔ پھر وہ تیزی سے فرش پر پڑے ہوئے کرنل چارلس کی طرف بڑھا۔ اس نے جلدی سے اُسے بے لباس کرنا شروع کر دیا۔ عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے وہی سپیشل میک اپ باکس نکالا جس کی مدد سے وہ پہلے بھی کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس کا روپ دھار چکے تھے۔

ٹائیگر نے انتہائی پھرتی سے کرنل چارلس کا لباس اتارا۔ اور پھر اپنا لباس اتار کر اس نے کرنل چارلس کو پہنایا اور خود اس کا لباس پہننے لگا ——— جب وہ لباس کی تبدیلی سے فارغ ہو گیا تو عمران نے آگے بڑھ کر پہلے تو مختلف کریموں کی مدد سے اس کا پہلا میک اپ صاف کیا اور پھر اس پر کرنل چارلس کا میک اپ کرنا شروع کر دیا ——— کرنل چارلس یوں تو جوان ہی تھا لیکن اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی جھریوں کی تعداد خاصی تھی اور میک اپ کے

فن میں یہی جھریاں ہی سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتی تھیں ۔ ان جھریوں کو ان کے اصل انداز میں بنانا ہی میک اپ کے فن کا اعلیٰ ترین معیار سمجھا جاتا تھا ——— اور انہی جھریوں کی وجہ سے ہی عمران کو میک اپ کرنے میں خاصی دیر لگ گئی اور شاید انہی جھریوں کی وجہ سے اس نے فون کر کے اس طرف کسی کے آنے کو روک دیا تھا۔

" لو بھئی بن گئے تم کرنل چارلس ——— الف۔ ڈی کے سربراہ، اب ذرا بول کر دکھاؤ" ——— عمران نے پیچھے ہٹ کر ٹائیگر کے چہرے کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

" کرنل چارلس ——— اب کیا شانہ کا دفادار بن کر رہے گا"

ٹائیگر نے کرنل چارلس کے مخصوص لہجے میں کہا۔

" بالکل ٹھیک ——— اب میں ذرا اسے میجر ہیرس بنا لوں "

عمران نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے کرنل چارلس کے قریب بیٹھے ہوئے کہا۔

" مگر باس ——— یہ تو ہوش میں آجائے گا۔ در پھر سب پوچھیں گے کہ میجر ہیرس کو کیا ہوا۔ اس کے ساتھ آرنلڈ کے متعلق بھی پوچھا جائے گا" ——— ٹائیگر نے کہا۔

" جواب دینا مجھے آتا ہے ۔ ساری زندگی یہی تو کام کیا ہے ۔ تم بے فکر رہو " ——— عمران نے کہا۔ اور اس کے ہاتھ ایک بار پھر تیزی سے چلنے لگے ۔ چند ہی لمحوں میں کرنل چارلس کی جگہ میجر ہیرس نے لے لی تھی ۔ عمران نے اس کی نبض دیکھی اور پھر میک اپ باکس

بند کر کے واپس جیب میں رکھا اور جیب سے ریوالور نکال کر اس نے اسے نال کی طرف سے پکڑا اور ہاتھ گھما کر ایک مخصوص انداز میں اس کی کنپٹی پر ریوالور کے دستے کی بھرپور ضرب لگا دی ——— ضرب لگنے کے بعد اس نے دوبارہ کرنل چارلس کی نبض چیک کی اور پھر اطمینان کا ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

" اب یہ دو گھنٹوں سے پہلے کسی صورت ہوش میں نہیں آسکتا ۔ اور دو گھنٹے اس آپریشن کے لئے بہت ہیں " ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور اس کے بعد ریوالور جیب میں رکھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" سنو ٹائیگر ——— اب تم نے میرے ساتھ سب سے پہلے اسی ہال کمرے میں جانا ہے جہاں قیدی موجود ہیں ۔ ہارسن اگر پوچھے تو اسے یہی بتانا ہے کہ میجر ہیرس اور آرنلڈ دونوں مل کر مشین کو سیٹ کر رہے ہیں ——— اس کے بعد تم نے ہارسن کو یہ حکم دینا ہے ۔ کہ چوں کہ ہم میں کوئی غدار موجود ہے ۔ جس نے مشین سے وہ پرزہ اڑا کر عمران کو دیا تھا۔ اس لئے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہر فرد کو ہال میں جمع کیا جائے کوئی آدمی باہر نہ رہ جائے ۔ باقی کام میں خود سنبھال لوں گا " ——— عمران نے ٹائیگر کو ہدایات دیں اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا ۔ عمران اس کے پیچھے باہر نکلا اور اس نے دروازہ نہ صرف ہینڈل دبا کر بند کر دیا بلکہ جیب سے ایک مڑی ہوئی تار نکال کر اس نے لاک بھی بند کر دیا اب بغیر چابی کے لاک نہ کھولا جا سکتا تھا۔

"کیا ہم اسی طرح بے بسی کے عالم میں ختم ہو جائیں گے"۔ تنویر نے کرنل چارلس اور کرنل ہمیرخ کے باہر جاتے ہی صفدر سے کہا۔

"کیا کریں کوئی ترکیب ہی سمجھ میں نہیں آ رہی"۔۔۔۔۔ صفدر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"خاموش رہو۔۔۔۔۔ بکواس کی تو گولیوں سے چھلنی کر دوں گا"۔ کمرے میں موجود ہارسن نے غراتے ہوئے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا نام ہارسن ہے۔۔۔۔۔ سنو ہارسن۔۔۔۔۔ تم شاید اپنی کامیابی پر خوش ہو رہے ہو۔ لیکن اس بات کو یاد رکھنا کہ آخری فتح بہرحال فاسٹ ڈیتھ کی ہو گی"۔۔۔۔۔ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"ہوں۔۔۔۔۔ اس طرح کتوں کی طرح بندھے ہونے کے باوجود

تمہاری دم ویسے کی ویسی ہی ٹیڑھی ہے"۔۔۔۔۔ ہارسن نے غراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن اٹھائے تیزی سے اس کے قریب آیا۔ اس نے ایک جھٹکے سے سٹین گن سیدھی کی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بندھے ہوئے صفدر پر گولیوں کی بارش کر دے گا۔۔۔۔۔ لیکن پھر اس نے ایک جھٹکے سے سٹین گن نیچے کر لی۔ اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس نے ارادہ بدل دیا تھا۔

"میرے ساتھ بات کرو ہارسن۔۔۔۔۔ اسے کیا کہتے ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ کتا کسے کہتے ہیں۔ تم نے اپنی شکل دیکھی ہے کبھی آئینے میں"۔۔۔۔۔ اچانک نعمانی بول پڑا۔ اور واپس پلٹ کر جاتا ہوا ہارسن ایک جھٹکے سے مڑا اور پھر وہ عقاب جیسی تیزی سے نعمانی پر جھپٹا۔ جیسے اسے کچا چبا جائے گا۔ اس نے قریب جا کر پوری قوت سے سٹین گن کی نال نعمانی کے پیٹ میں گھسیڑ دی۔۔۔۔۔ مگر دوسرے لمحے جیسے بجلی سی چمکتی ہے۔ نعمانی کا جسم پلک جھپکنے میں جھکا اور ہارسن دھکا کھا کر تیورا کے بل گرا اور اس کے ساتھ کمرہ سٹین گن کی ریٹ ٹیٹ کی آوازوں سے گونج اٹھا۔۔۔۔۔ اور ساتھ ہی کمرہ چیخوں کی آوازوں سے بھی گونج اٹھا۔ اسی لمحے ایک اور مشین گن چیخ اٹھی۔ اور نعمانی کے ساتھ موجود سیکرٹ سروس کے دو ممبران دیوار کے ساتھ ہی بندھے ہوئے بری طرح تڑپنے لگے۔۔۔۔۔ مگر دوسرے لمحے یہ مشین گن بھی خاموش ہو گئی اور پھر کمرے میں طلسمی سی خاموشی چھا گئی۔ دیوار کے ساتھ بندھے ہوئے سب لوگ حیرت سے آنکھیں پھاڑے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ انہیں یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ آخر یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔

کمرے میں ہارسن سمیت اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں اور نعمانی کے دونوں ہاتھ نہ صرف لوہے کے کڑوں سے آزاد ہو چکے تھے بلکہ اس کے ہاتھوں میں موجود سٹین گن کی نال سے ابھی تک دھواں اٹھ رہا تھا۔

"حیرت انگیز نعمانی حیرت انگیز ــــــ تمہارے ہاتھ کیسے آزاد ہوئے" ـــــ تنویر اور صفدر نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"مجھے بازی گروں کی طرح جسم کو سمیٹنے کا فن آتا ہے" نعمانی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور دوسرے لمحے اس کا جسم اوپر کو اٹھ گیا۔ وہ پنجوں کے بل اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ اور اس کی ایڑیاں حیرت انگیز طور پر اکٹھی ہو کر کڑوں کے درمیان سے نکل رہی تھیں۔ اور دوسرے لمحے اس کے آدھے پیر کڑوں سے باہر آگئے اور نعمانی اچھل کر فرش پر آ کھڑا ہوا ـــــ اس کے پیر حیرت انگیز طور پر کڑوں سے باہر آچکے تھے۔

"اوہ ـــــ یہ تو انتہائی حیرت انگیز صلاحیت ہے۔ انتہائی حیرت انگیز ـــــ پہلے تو تمہاری یہ صلاحیت کبھی سامنے نہیں آئی" ـــــ نعمانی کے ساتھیوں نے شدید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے ایسا موقع ہی کبھی نہیں آیا" ـــــ نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔ پھر اس نے سٹین گن کی نال کو اٹھا کر صفدر کے ایک ہاتھ والے کڑے کی سائیڈ میں جمائی اور ٹریگر دبا دیا۔ دھماکا ہوا اور کڑے کے پرزے بکھر گئے ـــــ اس نے جلدی سے دوسرے کڑے کا بھی

یہی حشر کیا اور صفدر کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس کے بعد پیروں کے کڑے بھی اسی طرح ٹوٹ گئے اور صفدر آزاد ہو گیا ـــــ اور صفدر نے تیزی سے دوڑ کر ایک لاش کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن جھپٹ لی۔ نعمانی اب یہ کارروائی تنویر کے ساتھ کر رہا تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی ـــــ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر نعمانی کو روکا اور تیزی سے ٹیلی فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ـــ ہارسن سپیکنگ" ـــــ صفدر کے حلق سے ہارسن کی آواز برآمد ہوئی۔

"جناب کرنل چارلس نے ہدایت کی ہے کہ آپ قیدیوں کے پاس ہی نگرانی کریں۔ مشین سے واقعی پرزہ غائب تھا وہ اسے سیٹ کر رہے ہیں اور اس میں کچھ دیر لگ سکتی ہے" ـــــ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے" ـــــ صفدر نے مختصر سے لفظوں میں جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

"بڑی اچھی نگرانی ہو رہی ہے قیدیوں کی ـــــ کرنل چارلس بالکل بے فکر رہے" ـــــ صفدر نے مڑ کر ہنستے ہوئے کہا اور نعمانی اور صفدر نے مل کر اپنے تمام ساتھیوں کو قید سے رہائی دلا دی ـــــ وہ اطمینان سے فائرنگ کر کے کڑے توڑ رہے تھے۔ کیونکہ یہ بڑا ہال کمرہ مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا۔ اور انہیں معلوم تھا کہ یہاں کی آواز کسی صورت باہر نہ جا سکے گی۔

"ہمیں بھی آزاد کر دو" ـــــ اچانک کیپٹن تیزی نے کہا۔ اس

کے دو ساتھی ہلاک ہو چکے تھے اور اب اس سمیت پانچ باقی تھے۔

"تمہیں تو کرنل چارلس ہی آکر کھولے گا۔ کیپٹن ثمر نے کس قدر اطمینان سے کہہ دیا تھا کہ فاسٹ ڈیتھ کو بے شک گولی مار دو۔" صفدر نے زہر خند لہجے میں کہا۔

اور ابھی اس کی بات ختم ہی ہوئی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور دوسرے لمحے کرنل چارلس اور کرنل ہمیرخ اندر آ گئے ۔۔۔ اسی لمحے صفدر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور آنکھیں پھاڑے کرنل چارلس چیختا ہوا فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ صفدر نے اچانک اس کی کھوپڑی پر ضرب لگا دی تھی۔

"ارے یہ کیا کر دیا" ۔۔۔ دوسرے لمحے کمرے میں عمران کی آواز گونجی اور کیپٹن شکیل کی انگلی جو سٹین گن کے ٹریگر پر حرکت کرنے والی تھی یک لخت علیحدہ ہو گئی ۔۔۔ یہ آواز کرنل ہمیرخ کے حلق سے نکلی تھی۔

"عمران صاحب آپ" ۔۔۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کے منہ سے بیک آواز نکلا اور باقی ممبران بھی اب حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ وہ سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ کرنل ہمیرخ کے میک اپ میں عمران بھی ہو سکتا ہے۔

"اٹھو اٹھو ٹائیگر ۔۔۔ اس ضرب کو دوستانہ ضربوں کے کھاتے میں ڈال لینا۔ اور شکر کرو کہ صرف ضرب ہی لگی ہے ورنہ اس کی جگہ گولی بھی لگ سکتی تھی" ۔۔۔ عمران نے فرش پر پڑے ہوئے کرنل چارلس کو ہاتھ سے پکڑ کر اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔ اور

کرنل چارلس سر کو پکڑے اٹھ کھڑا ہوا۔ ٹائیگر کے نام نے کمرے میں ایک اور دھماکہ کر دیا تھا۔

"تو کرنل چارلس کی بجائے ٹائیگر ہے" ۔۔۔ سب نے حیرت بھرے انداز میں کہا جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو۔

"بس اس میں یہی خامی ہے کہ اسے اسرائیلی بننے کا بہت شوق ہے۔ کبھی میجر پیرس بن جاتا ہے اور کبھی کرنل چارلس ۔۔۔ اور یہ تو کرنل چارلس کے ساتھ ساتھ بیک وقت کرنل ہمیرخ بھی بننا چاہتا تھا مگر میں نے بڑی مشکل سے اسے روکا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں کے چہرے کھل اٹھے۔ عمران تیزی سے ٹیلی فون کی طرف مڑ گیا۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ دوسری طرف سے وہی آواز سنائی دی۔ جو اس سے پہلے عمران نے مشین روم سے فون کرنے پر سنی تھی۔

"سنو ۔۔۔ ہیڈ کوارٹر میں موجود ہر شخص کو ایک جگہ اکٹھا کر دو۔ مشین سے واقعی پرزہ غائب ہو چکا تھا اور کرنل ہمیرخ کی بات سچ نکلی ہے کہ ہم میں کوئی ایسا غدار موجود ہے جو فاسٹ ڈیتھ کا حمایتی ہے۔ میں اس غدار کو تلاش کرنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کرنل چارلس کے لہجے میں غراتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ۔۔۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ غداری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا" ۔۔۔ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ میں غدار کو پاتال میں سے بھی ڈھونڈھ نکالوں گا" ۔۔۔ عمران کا لہجہ اور زیادہ سخت ہو گیا۔

"یس باس ـــــ میں سب کو بڑے ہال میں اکٹھا ہونے کے لئے کہہ دیتا ہوں" ـــــ دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہاں ـــــ کوئی شخص باہر نہ رہ جائے۔ اور سنو۔ سب کو غیر مسلح ہونا چاہیئے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھنا" ـــــ عمران نے کہا۔

"یس باس ـــــ میں سمجھ گیا باس ـــــ ایسا ہی ہوگا باس" مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"آرنلڈ اور ہیجر مہرس مشین روم میں کام کر رہے ہیں۔ انہیں قطعاً ڈسٹرب نہ کیا جائے۔ اور یہاں ہارسن اور چار افراد موجود ہیں۔ انہیں چیک کر لیا گیا ہے وہ صاف ہیں ـــــ اس لئے وہ یہیں رہیں گے قیدیوں کے پاس۔ باقی تمام افراد بڑے ہال میں پہنچ جانے چاہیئں۔ جب سب پہنچ جائیں تو مجھے فون پر اطلاع دینا ـــــ میں اور کرنل ہمبرخ آئیں گے اور اس کے بعد میں دیکھوں گا کہ وہ غدار کیسے چھپ سکتا ہے۔ لیکن سنو ـــــ تمہارے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہونا چاہیئے کہ انہیں کیوں بڑے ہال میں اکٹھا کیا جا رہا ہے" عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس ـــــ ایسا ہی ہوگا۔ ویسے ہیڈ کوارٹر میں آپ کو تو معلوم ہے مجھ سمیت صرف دس افراد ہیں۔ چار آپ کے پاس ہیں باقی چھ رہ گئے ہیں۔ ہم بڑے ہال میں پہنچ جاتے ہیں" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں تمہاری کال کا منتظر ہوں" ـــــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ان بے چاروں کا کیا قصور ہے انہیں کیوں لٹکا رکھا ہے۔ کھول دو انہیں ـــــ ارے ہاں ـــــ آخر یہ تم آہنی کڑوں سے آزاد کیسے ہو گئے۔ یہ سچوئیشن بدلی کیسے" ـــــ عمران نے چونکتے ہوئے کہا اور جب اسے نعمانی کی جسم سمیٹ لینے والی صلاحیت اور جس تیزی اور پھرتی سے اس نے ہارسن کے ہاتھ سے سٹین گن چھین کر ہارسن سمیت چاروں افراد کو لقمۂ اجل بنا دیا تھا۔ تو عمران کے چہرے پر تحسین کے آثار پھیل گئے۔

"بہت خوب نعمانی ـــــ بہت خوب ـــــ یہ تو ایسی باکمال صلاحیت ہے کہ اب تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ بس ایک سرکس بنا لیتے ہیں۔ تمہیں کڑوں اور زنجیروں میں جکڑ دیا اور جب تم جسم سمیٹ کر نکل آؤ گے تو لوگ پیسوں کا مینہ برسا دیں گے ـــــ واہ واہ ـــــ کیا آسان روزی ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب ہنس پڑے۔

"انہیں کھولو یار ـــــ یہ بھی اپنے ہی بھائی بند ہیں" عمران نے کیپٹن تیزی اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اور پھر صفدر اور نعمانی نے آگے بڑھ کر کیپٹن تیزی اور اس کے چار زندہ ساتھیوں کے کڑے توڑ ڈالے اور وہ لوگ آزاد ہو گئے۔

"آپ برنس ہیں ـــــ میں نے یہاں آنے سے پہلے فیصلہ کر لیا تھا کہ آپ کی شاگردی اختیار کروں گا۔ آپ نے جس ذہانت سے

میری آواز میں کرنل چارلس کو فوری طور پر پاور ہاؤس اڑا دینے سے کال کر کے روکا تھا۔ اس نے مجھے آپ کا گرویدہ کر دیا ہے"۔

کیپٹن تمیزی نے آگے بڑھ کر عمران سے زبردستی مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ خالی خولی شاگردی نہیں چلے گی۔ پوری رسمیں نبھانی پڑیں گی تیس گز کی پگڑی۔ دو من مٹھائی۔ اور ایک گھنٹے تک مرغا بننا پڑے گا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کیپٹن تمیزی کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"یہاں سے باہر جاتے ہی آپ کی پہلی دونوں شرطیں تو پوری کر دوں گا۔ البتہ آخری شرط"۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واہ۔۔۔۔ وہی تو اصل شرط ہے۔ اس کے بغیر تو شاگردی ہو ہی نہیں سکتی"۔۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن صاحب یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف ہیں"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا۔۔۔۔ جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف میرے سامنے گھنٹوں مرغا بنا کھڑا رہتا ہے تو یہ کس باغ کی مولی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"شٹ اپ۔۔۔۔ اگر اب مزید بکواس کی تو میں منہ توڑ دوں گی"۔ جولیا جو اب تک خاموش کھڑی تھی۔ ایکسٹو کے سلسلے میں توہین آمیز الفاظ سنتے ہی پھٹ پڑی۔

"ارے ارے۔۔۔۔ میں نے تمہیں تو مرغی بننے کے لئے نہیں

کہا تھا"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ ورنہ جولیا کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ اس کا منہ واقعی توڑ دیتا۔

اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔ عمران نے کرنل چارلس کے لہجے غراتے ہوئے کہا۔

"باس۔۔۔۔ ہم بڑے ہال میں اکٹھے ہو چکے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مگر اتنی دیر کیوں لگائی گئی"۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"باس۔۔۔۔ آپ کے فون کے بعد مجھے اچانک خیال آ گیا تھا کہ باہر نگرانی پر موجود آٹھ ممبرز کو بھی بلا لوں۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی غدار نکل آئے"۔۔۔۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"گڈ۔۔۔۔ تم نے اچھا کیا۔۔۔۔ ٹھیک ہے میں اور کرنل ہمیرخ آ رہے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر۔۔۔۔ اب تمہارا کردار شروع ہو گا"۔۔۔۔ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تنویر۔۔۔۔ تم لوگ دس منٹ بعد یہاں سے باہر نکلنا۔ اور پھر پورے ہیڈ کوارٹر میں پھیل جانا۔ صرف تنویر، صفدر اور شکیل اس بڑے ہال میں آئیں گے۔۔۔۔ کیپٹن تمیزی اور اس کے آدمی بھی پہرے میں تمہارے ساتھ شامل ہوں گے۔ تم لوگوں نے صرف

یہ چیک کرنا ہے کہ ہال میں موجود افراد کے علاوہ تو ہیڈ کوارٹر میں اور کوئی فرد نہیں ہے اگر ہو تو اُسے فوری طور پر ہلاک کر دینا۔"

عمران نے انہیں ہدایات دیں اور پھر وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر راہداری میں آ گئے۔ ٹائیگر کرنل جارسن کے روپ میں آگے آگے تھا جب کہ عمران کرنل ہمبیرخ کے میک اپ میں اس کے پیچھے تھا۔ عمران کے ہاتھ میں سٹین گن تھی۔ ٹائیگر خالی ہاتھ تھا ـــــ راہداری کے سرے پر پہنچنے کے بعد وہ دائیں طرف کو مڑ گئے۔ کیوں کہ ادھر ایک کمرے سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اور پھر وہ دونوں دروازے پر پہنچ کر رک گئے ـــــ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ اور اندر سے تیرہ چودہ افراد کی آپس میں باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا اور ٹائیگر نے آگے بڑھ کر زور سے دروازے کو دھکیلا۔ دروازہ کھلتے ہی آوازیں یک لخت بند ہو گئیں اور ٹائیگر اور عمران اچھل کر اندر داخل ہوئے ـــــ مگر اندر داخل ہوتے ہی وہ بری طرح چونک پڑے۔ کیوں کہ کمرہ خالی تھا۔ وہاں ایک بھی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران یہ دیکھتے ہی تیزی سے دروازہ کی طرف مڑا مگر یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ ایک لمحہ پہلے جس جگہ دروازہ تھا اب وہاں سپاٹ دیوار تھی ـــــ یہ دیوار بے آواز طریقے سے مل گئی تھی کہ انہیں احساس بھی نہ ہو سکا تھا۔ کمرے کا صرف ہی ایک دروازہ تھا۔ جو اب دیوار میں بدل چکا تھا۔ اس کے علاوہ پورا کمرہ خالی تھا۔

اُسی لمحے کمرے کی ایک دیوار کے اندر نصب مائیک سے آواز ابھری۔

"ہیلو باس ـــــ کیا تم میری آواز پہچانتے ہو" ـــــ بولنے والے کے لہجے میں طنز نمایاں تھا۔

"یہ کیا بکواس ہے تم ـــــ" ٹائیگر نے غصے کا اظہار کرتے ہوئے دہاڑ کر کہا۔

"غصہ ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم میرا نام بتا دو۔ تو میں اب بھی تمہیں اپنا باس مان لوں گا" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آخر تم چاہتے کیا ہو۔ اب میں سمجھ گیا غدار تم خود ہو" ـــــ ٹائیگر نے چیختے ہوئے کہا۔ اب نام تو اُسے معلوم نہ تھا کہ وہ نام لے دیتا۔ عمران بھی خاموش کھڑا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ بازی الٹ گئی ہے۔

"ابھی فیصلہ ہو جائے گا کہ غدار کون ہے۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مجھے تم پر شک کیسے ہوا۔ پہلی بات یہ کہ تم نے دو بار مجھے فون کیا۔ اور میرا نام نہ لیا ـــــ پہلی بار تو میں چپ ہو گیا کہ شاید مشین کی وجہ سے تمہارا ذہن پریشان ہو گا۔ لیکن دوسری بار جب تم نے پھر میرا نام نہ لیا تو میں سمجھ گیا کہ کوئی گڑبڑ ضرور ہے۔ کیوں کہ باس ہمیشہ میرا نام لے کر بات کرتے تھے۔ اس کے بعد میں نے ٹسٹ کرنے کے لئے چھ افراد کا نام لیا تو تم فوراً مان گئے کہ واقعی چھ افراد باقی رہ گئے ہیں ـــــ حالاں کہ باس اچھی طرح جانتے تھے کہ باقی بیس افراد ہیں۔ چنانچہ میں نے چیکنگ شروع کی اور پھر لانگ روم کا سارا حال میں

نے سکرین پہ دیکھ لیا۔ اور وہاں تمہاری باتیں بھی سن لیں۔ میں چاہتا تو لانگ روم کو بم سے اڑا دیتا ـــــ لیکن ہمارا یہ ہیڈ کوارٹر شہر کے وسط میں ہے۔ یہاں ہونے والے دھماکے کے بعد ہمیں فوراً گھیر لیا جاتا۔ اس لئے میں خاموش رہا اور اسی لئے ہم نے تمہیں علیحدہ کر لیا ـــــ باس جانتے تھے کہ اس ہیڈ کوارٹر میں بڑا ہال کہاں ہے۔ لیکن میں نے مائیکرو گفتگو نشر کر کے تمہیں اس کمرے کی طرف ٹریپ کیا۔ اور تم ہماری چال میں آ گئے اور سیدھی اپنی قبر کی طرف بڑھ آئے ـــــ مجھے معلوم ہے کہ کرنل چارلس کے میک اپ میں ٹائیگر ہے اور کرنل ہمبرخ کے میک اپ میں پاکیشیا کا علی عمران ہے۔ مزید یہ بھی بتا دوں کہ میجر ہیرس کے میک اپ میں کرنل چارلس اور آرنلڈ کی لاشیں بھی ہم نے دریافت کر لی ہیں ـــــ اب تمہیں اپنے ساتھیوں کا انتظار کرنا ہوگا۔ پھر تم سب کو اکٹھے ہی موت کے پھندے میں کس دیا جائے گا اور آخر میں یہ بھی بتا دوں کہ میرا نام مائیکل ہے۔ چونکہ کرنل چارلس۔ آرنلڈ اور ہارسن ختم ہو چکے ہیں۔ اس لئے الیف۔ ڈی کا سربراہ اب میں ہوں " ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنی بند ہو گئی جیسے کسی نے مائیک آف کر دیا ہو۔

" بڑی حماقت ہوئی۔ میں نے تو سوچا تھا کہ سب کا اکٹھا ہی کریا کرم کر دوں لیکن " ـــــ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ سٹین گن ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھی لیکن سٹین گن کی گولیاں اب وہ دیوار پہ مار کر ضائع نہ کرنا چاہتا تھا ـــــ لیکن یہاں سے نکلنے کی

بھی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ وہ خاموش کھڑا اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ کہ اب مائیکل کیا اقدام کرتا ہے ـــــ اس کے ان الفاظ سے کہ تمام کو اکٹھا ختم کیا جائے گا تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ فوری طور پہ ان کا خاتمہ نہیں کرے گا۔

تقریباً دس منٹ بعد اچانک وہ چونک پڑے جب کہ کمرے کے اس آدھے حصے کا فرش جو ان سے دور تھا۔ اچانک نیچے بیٹھتا گیا ـــــ اور اب وہاں خلا سا پیدا ہو گیا تھا۔ وہ دونوں خاموشی سے کھڑے دیکھتے رہے۔ چند ہی لمحوں بعد فرش دوبارہ اوپر کو اٹھ آیا۔ اور ان دونوں نے یہ دیکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ اب فرش پہ تنویر۔ اس کے ساتھی کیپٹن تمیزی اور اس کے ساتھی بے ہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے ـــــ وہ سب ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے تھے اور ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ انہیں کسی گیس کی مدد سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ اُسی لمحے عمران کو خیال آیا کہ یہ کام مائیکل نے پہلے کیوں نہ کیا وہ اس طرح گیس پھیلا کر ان سب کو لانگ روم میں ہی بے ہوش کر سکتا تھا ـــــ تو کیا مائیکل جانتا ہے کہ عمران سانس روک سکتا ہے یا اس کے ذہن میں کوئی اور بات ہے۔

" مسٹر علی عمران ـــــ تم نے دیکھ لیا کہ تمہارے ساتھی تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں۔ اور یقیناً تم نے یہ ضرور سوچا ہوگا کہ اسی طرح میں تم دونوں کو بھی وہیں ساتھ ہی بے ہوش کر سکتا تھا۔ لیکن تمہاری اطلاع کے لئے عرض ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تم کافی دیر تک

سانس روک سکتے ہو۔ میں ایف ۔ڈی میں آنے سے پہلے اسرائیل کی ایک اور خفیہ تنظیم میں شامل تھا اور ہمارا ٹکراؤ تم سے پاکیشیا میں ہو چکا ہے ــــــ وہاں بھی تم نے اسی حربے سے کام لے کر آخری لمحات میں بازی الٹ دی تھی ۔ اس لئے میں کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھا ۔ اب تم سب میرے رحم وکرم پر ہو ۔ اور اب سن لو کہ تم سب کی موت کس طرح واقع ہو گی ــــــ میں نے تمہارے لئے انتہائی عبرت ناک موت تجویز کی ہے ۔ اس کمرے سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور نہ ہی یہاں سے تمہاری چیخیں باہر نکل سکتی ہیں ــــــ اس لئے میں اپنے ساتھیوں سمیت یہ ہیڈ کوارٹر فوری طور پر خالی کر کے دوسرے پوائنٹ پر جا رہا ہوں ۔ جہاں سے ہم حکومت سے ٹکر لینے کے لئے ایک نئی پالیسی اپنائیں گے ۔ کرنل چارلس کی پالیسی قطعاً غلط رہی تھی ــــــ اور یہ بھی مجھے یقین ہے کہ ریڈ آرمی بھی تمہارے ہاتھوں ختم ہو چکی ہے ۔ ورنہ تم اور تمہارا ساتھی کرنل ہمیرخ اور میجر ہیرس کے روپ میں کبھی یہاں نہ آتے ۔ ہم اس وقت تک خاموش رہیں گے جب تک اسرائیل سے ہمیں نئی ہدایات نہیں مل جاتیں ــــــ بہر حال ہم جو بھی کریں گے وہ ہمارا اپنا معاملہ ہو گا ۔ تم سب اس کمرے میں بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤ گے ۔ میں چاہتا تو تمہیں یہاں گولیاں مار کر ہلاک کر سکتا تھا ــــــ لیکن مجھے معلوم ہے کہ میں نے کوئی راستہ کھولا ۔ یا کوئی بھی طریقہ اختیار کیا تو تمہارا شاطر ذہن اس کا کوئی نہ کوئی حل نکال لے گا ۔ اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے ۔ اور مجھے یقین ہے کہ

میرا فیصلہ درست ثابت ہو گا ۔ اس خالی عمارت میں تمہاری لاشیں تک گل سڑ جائیں گی ۔ تب بھی کوئی اس عمارت میں داخل نہ ہو گا ۔ میں نے اس کا انتظام کر لیا ہے ــــــ تمہارے پاس سٹین گن ہے ۔ اور اس میں یقیناً اتنی گولیاں موجود ہوں گی کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے سے بچا سکتے ہو ۔ بہر حال یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہو گا کہ تم کس طرح مرنا چاہتے ہو ــــــ خود کشی کر کے یا بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں ۔ آخری سلام قبول کر دو" ــــــ مائیکل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کھٹک کی آواز سنائی دی اور آواز آنی بند ہو گئی ۔

عمران کھڑا بُری طرح ہونٹ کاٹ رہا تھا ۔ مائیکل عجیب وغریب مجرم ثابت ہوا تھا ۔ اس نے ان سب کے لئے واقعی انوکھی موت تجویز کی تھی ــــــ اب تک عمران کو امید تھی کہ مائیکل ان کے خلاف کے لئے کچھ نہ کچھ کرے گا تو وہ یہاں سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی حل نکال لے گا ۔ لیکن مائیکل کے عیار ذہن نے واقعی ایک ایسی ترکیب استعمال کی تھی کہ اس کی ساری امیدیں دھری کی دھری رہ گئی تھیں ــــــ اور اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی تقریباً فیل ہو کر رہ گئی تھی ۔ اب یہ اتفاق تھا یا مائیکل کی خوش قسمتی کہ یہاں آتے وقت ٹرانسمیٹر اس نے جیب سے نکال دیا تھا ۔ اسے خیال آیا تھا کہ شاید ایف ۔ڈی کے ہیڈ کوارٹر میں داخلے کے وقت ان کی تلاشی لی جائے ــــــ اور ٹرانسمیٹر ایک ایسی چیز تھی جسے کسی خفیہ جیب میں چھپایا نہ جا سکتا تھا ۔ ریوالور اور میک اپ باکس تو وہ لے آیا تھا ۔

کیوں کہ ان کے لئے خفیہ جیبیں موجود تھیں ۔ حالاں کہ اب اُسے اپنی حماقت پر غصہ آ رہا تھا کیوں کہ داخلے کے وقت ان کی تلاشی نہ لی گئی تھی ــــــ وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے پاس ٹرانسمیٹر ہوتا تو وہ سر واجد یا نادر کو کال کر کے یہاں سے نکل سکتا تھا ۔ لیکن اب یہ ذریعہ بھی نہ رہا تھا ــــــ سیکرٹ سروس کے ممبران کے ہاتھوں پر سے بھی ٹرانسمیٹر واچز غائب تھیں ۔ شاید بے ہوش کرنے کے بعد ان کی تلاشی لی گئی تھی ــــــ البتہ عمران حیران تھا کہ آخر مائیکل کس قسم کا آدمی ہے ۔ وہ چاہتا تو انہیں بے ہوش کر دینے کے بعد آسانی سے ان کے گلے کاٹ سکتا تھا ۔ لیکن شاید وہ تشدد پسند طبیعت کا مالک تھا ــــــ اس لئے اس نے انہیں اس طرح قتل کرنے کی بجائے پر تشدد انداز میں مارنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں باس ــــ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب سوچنی چاہیئے" ــــ ٹائیگر نے اس بار اصل آواز میں کہا ۔

"میں ذرا اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی کی بیٹری چارج کر رہا ہوں ۔ بڑی کمزور ہو گئی ہے ــــ اس لئے تو سامنے کی بات ہی نہیں سوچ سکی" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"سامنے کی بات" ــــ ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں چونک کر پوچھا ۔

"ہاں ــــ یہ سامنے کی بات تھی کہ مائیکل ہمیں چکر دے رہا ہے اس نے چھ افراد کو اکٹھے کرنے پر جو دیر لگائی تھی اُسی بات سے مجھے

سمجھ آ جانی چاہیئے تھی کہ کچھ گڑبڑ ہے ۔ لیکن میں باتوں میں مصروف رہا ۔ بہرحال ذرا میری بیٹری چارج ہو جائے پھر دیکھنا میری ریڈی میڈ کھوپڑی کیا گل کھلاتی ہے" ــــ عمران نے کہا اور اُسی لمحے اچانک ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح اس کے ذہن پر لپکا ۔ اس نے سوچا کہ مائیکل اگر تشدد پسند طبیعت کا آدمی ہے تو پھر یقیناً وہ انہیں اس طرح چھوڑ کر یہاں سے بھاگے گا نہیں بلکہ اس نے لازماً کوئی ایسا خفیہ انتظام کیا ہو گا جس کی مدد سے وہ اس کمرے میں ان پر گذرنے والی ہر واردات آنکھوں سے دیکھ سکے ــــ اسی طرح ہی اس کی تشدد پسند طبیعت کو تسکین مل سکتی ہے ۔ یہ خیال آتے ہی عمران نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور غور سے دیوار کے ایک ایک حصے کو دیکھنے لگا ۔ وہ ایک ایک چپے کو چیک کر رہا تھا ــــ لیکن پھر وہ مایوس سا ہو گیا کیوں کہ وہاں اُسے کوئی ایسی چیز نظر نہ آئی تھی ۔ چھت کا بھی اس نے غائر نظر سے جائزہ لیا تھا ۔ لیکن چھت بھی بالکل سپاٹ تھی ۔

"ٹائیگر ــــ تم ان سب کو ہوش میں لے آؤ ۔ ان کی ناک اور منہ بند کر دو ۔ یہ ہوش میں آ جائیں گے" ــــ عمران نے دیواروں کا جائزہ لیتے ہوئے ٹائیگر سے کہا ۔ اور جب عمران نے جائزہ مکمل کیا تو اس کے سارے ساتھی ہوش میں آ چکے تھے ۔ البتہ کیپٹن تینزی اور اس کے ساتھی ابھی تک بے ہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے ۔

"یہ کیا ہو گیا ہے" ــــ صفدر نے سب سے پہلے زبان کھولی

اور پھر عمران نے ساری تفصیل انہیں بتا دی تاکہ صحیح صورت حال کا
ان سب کو علم ہو جائے ——— تنویر سمیت سب ساتھیوں کے چہروں
پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے ۔ یہ
انتہائی عجیب و غریب سزا تھی جو ان کے لئے مقدر کی گئی تھی انتہائی
خوف ناک اور دل ہلا دینے والی سزا ۔

عمران اب خاموش کھڑا تھا ۔ لیکن اس کی نظریں بار بار ادھر
اُدھر کا جائزہ لے رہی تھیں ۔ اس نے اس بات کو بھی چیک کیا تھا
کہ شاید فرش نیچے جانے کا کوئی سسٹم اندر سے بھی ہو ۔ اس
لئے اس نے دیواروں کو خوب ٹھونک بجا کر بھی چیک کیا تھا لیکن
بے سود ——— مائیکل نے واقعی عجیب و غریب کمرے کا انتخاب کیا
تھا جس کا تمام سسٹم باہر سے تھا ۔ اندر سے وہ بالکل سپاٹ تھا ۔
دیواریں بھی اتنی ٹھوس تھیں کہ ان میں نقب بھی نہ لگائی جا سکتی تھی ۔
اور نہ انہیں کسی طرح گرایا جا سکتا تھا ——— یہ واقعی ان سب کے لئے
خوف ناک قبر تھی ٹھوس اور سنگین قبر

جوزف اور جوانا عمران اور ٹائیگر کے ایف ۔ ڈی کے
ہیڈ کوارٹر کے اندر چلے جانے کے بعد وہیں قریب ہی ایک بار
میں جا کر بیٹھ گئے تھے ——— عمران نے انہیں بتایا تھا کہ وہ ہیڈ کوارٹر
پر قابو پا لینے کے بعد انہیں خود ہی بلا لے گا ۔ اور ساتھ ہی اس نے
یہ بھی ہدایت کی تھی کہ وہ کسی طرح بھی کسی کام میں مداخلت نہ کریں ۔
اس لئے جوزف اور جوانا دونوں بڑی بے فکری سے بیٹھے ہوئے
تھے ——— بار کی تمام میزیں بھری ہوئی تھیں اور وہاں زیر زمین دنیا
کے افراد کی تعداد زیادہ نظر آ رہی تھی جن کی سرمستیاں اور اکڑ ہی
بتا رہی تھی کہ بزعم خود وہ اپنے آپ کو بھاشانہ کے سب سے بڑے
دادا سمجھ رہے ہیں ——— جوزف اور جوانا کو چونکہ ایک خالی میز
آسانی سے مل گئی تھی ۔ اس لئے انہوں نے کسی طرف توجہ کرنے
کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی ——— جوزف نے بیٹھتے ہی خالص وہسکی

کی دو بوتلوں کا آرڈر دے دیا۔ اور پھر جوانا نے ایک ہی بوتل پی کہ جوزف ویٹر سے منگوا کر چار بوتلیں چڑھا چکا تھا ـــــ جوانا خود بلانوش تھا اور دس بیس بوتلیں ایک ہی وقت میں پی جانا اس کے لئے معمولی بات تھی ـــــ لیکن نجانے کیا بات تھی کہ جب سے وہ عمران کے پاس آیا تھا۔ حیرت انگیز طور پر اس کی شراب نوشی ختم ہو کر رہ گئی تھی۔ یہ بات نہیں تھی کہ عمران نے اُسے پینے سے منع کیا تھا ـــــ بلکہ جب اس نے عمران کو کبھی ایک بوند بھی چکھتے ہوئے نہ دیکھا تو اس نے ایک بار عمران سے اس بارے میں پوچھ لیا۔ کیوں کہ جوانا کا خیال تھا کہ شراب انسان کے اعضا میں طاقت کے خزانے بھر دیتی ہے ـــــ لیکن عمران کے متعلق اُسے عملی تجربہ تھا کہ عمران کے جسم میں ہزاروں جوانا جیسی طاقت بھری ہوئی تھی۔ اس کے باوجود عمران شراب نہ پیتا تھا۔ اور جب عمران نے اُسے بتایا کہ شراب پینا دراصل اپنی طاقت کو مفت میں ضائع کرنے کے مترادف ہے تو جوانا نے شراب چھوڑ دی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ جب اس کا ماسٹر شراب نہیں پیتا اور پھر بھی اس سے ہزاروں گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے ـــــ تو اُسے بھی شراب نہیں پینی چاہیئے تھی۔ اس نے جوزف کو بھی یہی فلسفہ سمجھانے کی کوشش کی تھی لیکن شراب تو جوزف کی زندگی بن چکی تھی۔ اس کے نزدیک شراب نہ پینے والے مردہ تھے ـــــ اس لئے اس نے جوانا کی بات کو ہنس کر ٹال دیا تھا۔ اور جوانا نے بھی اصرار مناسب نہ سمجھا تھا۔ جوانا نے شراب سے توبہ نہ کی تھی اور کبھی موڈ آجاتا تو پی بھی

لیتا تھا لیکن بہت کم۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے ابھی ایک ہی بوتل پی تھی کہ جوزف چار چڑھا گیا تھا ـــــ اور پھر جب جوزف نے ویٹر کو دو بوتلیں اور لانے کا آرڈر دیا تو ویٹر ٹھٹھک گیا۔ بار کا ویٹر بھی خاصے طاقتور جسم کا مالک تھا اور شکل و صورت سے نامی گرامی غنڈہ لگ رہا تھا ـــــ ایسی باروں میں بار کے مالک ایسے ہی ویٹر رکھتے تھے۔ کیوں کہ بدمست شرابی اور بزعم خود اپنے آپ کو دادا سمجھنے والے گاہک ایسے ہی ویٹروں کے قابو میں آسکتے تھے۔

"جیب میں رقم بھی ہے" ـــــ ویٹر نے طنزیہ لہجے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رقم کی کوئی کمی نہیں ہے دوست ـــــ تم بس شراب لے آؤ" ـــــ جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پہلے دکھاؤ ـــــ تم جیسے لوگ بعد میں دانت نکال دیتے ہیں۔ اور ہمیں تمہارے دانت نہیں رقم چاہیئے۔ پہلے ہی پانچ بوتلوں کا خاصا بل بن چکا ہے" ـــــ ویٹر نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"اد مکھی کی اولاد۔ تم سے جو کہا جا رہا ہے وہ کر دو۔ جاؤ"۔

اس بار جوزف کی بجائے جوانا نے یوں ہاتھ ہلا کر کہا جیسے کان پر سے مکھی اڑا رہا ہو۔ شاید ویٹر کے انداز پر اُسے غصہ آگیا تھا۔

"اپنا چوکھٹا سیدھا کرو مسٹر ـــــ کسی غلط فہمی میں نہ رہنا میرا نام شابو ہے۔ ماسٹر شابو۔ میں بڑے سے بڑے سورماؤں کو لیموں کی طرح نچوڑ کر پھینک دیتا ہوں" ـــــ ویٹر نے آنکھیں نکالتے

ہوئے کہا۔

"اوہ ـــــ تمہاری یہ جرأت پدی کی اولاد کہ تم جوانا کو دھمکی دو۔ اس جوانا کو جس کا نام سن کر دہشت سے دھڑکن بھی کانپ اٹھتی ہے"۔ جوانا بھڑک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"جوانا پلیز بیٹھ جاؤ ـــــ غصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔ جوزف نے جلدی سے اٹھ کر اُسے بٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید اپنے شراب پینے کے مزے میں کوئی رخنہ اندازی نہ چاہتا تھا اور ادھر شابو بھی جوانا کا ڈیل ڈول دیکھ کر قدرے جھجک گیا تھا ـــــ لیکن بہرحال اُسے اعتماد تھا کہ وہ اپنے لوگوں میں ہے۔

"دہشت سے نہیں تمہارے انجام پر کانپ اٹھتی ہوگی۔ میں نے بہت دیکھے ہیں تم جیسے خچر" ـــــ شابو نے مذاق اڑانے کے سے لہجے میں کہا۔

مگر دوسرے لمحے اس کی چیخ سے پورا بار گونج اٹھا۔ جوانا کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا اور شابو تھپڑ کھا کر چیختا ہوا یوں فضا میں بلند ہوا جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی گیند ہو۔ اور وہاں سے کافی فاصلے پر موجود کاؤنٹر کے ساتھ ایک دھماکے سے جا ٹکرایا۔

"تھپڑ کی آواز کے ساتھ ساتھ چیخ اور پھر کاؤنٹر سے شابو کے ٹکرانے کا دھماکہ تقریباً بیک وقت ہی پیدا ہوئے تھے ـــــ اور ان آوازوں کے سنتے ہی ایک لمحے کے لئے تو ہال میں گہرا سکوت

چھا گیا۔ مگر دوسرے لمحے کیا ہوا کیا ہوا کی آوازوں کے ساتھ ہال میں موجود ہر شخص اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"شابو کاؤنٹر سے ٹکرا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کا گال پھٹ گیا تھا اور اس میں سے خون کی لکیریں سی بہہ کر اس کی گردن تک پہنچ رہی تھیں ـــــ لیکن شابو کی آنکھیں دہکتے ہوئے انگاروں کی طرح چمک اٹھی تھیں۔

"تم نے شابو پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو دعوت دی ہے۔ اب تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے" ـــــ شابو نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے پتلون کی پچھلی جیب میں چھپا ایک تیز خنجر باہر نکال لیا۔

"کیا ہوا شابو ـــــ کیا بات ہے" ـــــ اچانک کاؤنٹر پر کھڑے ہوئے غنڈے نے تیزی سے باہر آ کر شابو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جوری ـــــ اس بدبخت نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔ اور اب دیکھو اس کی آنتیں کیسے اس کے پیٹ سے باہر آتی ہیں"۔ شابو نے کاؤنٹر مین کو بازو سے ایک طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔ اور خود تیزی سے خنجر لہراتا جوانا کی طرف بڑھا۔ جو بڑے مطمئن انداز میں کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا ـــــ اس کے چہرے پر معمولی سی پریشانی کے آثار تک نہ تھے۔ جوزف بھی اب اس کے ساتھ کھڑا بڑے چوکنا انداز میں اپنی طرف بڑھتے ہوئے شابو کو دیکھ رہا تھا۔

"اس جنگل کے مچھر کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ یہ کچھ ضرورت سے زیادہ

ہی اچھل رہا ہے"۔۔۔۔۔ جوزف نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔۔ اس نے جوانا کو للکارا ہے۔ اور جوانا اپنے دشمن کی ہڈیاں اپنے ہاتھوں سے ہی بھنبھوڑتا ہے"۔۔۔۔۔ جوانا نے ایک ہاتھ سے اُسے پیچھے دھکیلتے ہوئے کہا اور خود دو قدم آگے بڑھ آیا۔ اس کی آواز میں کوئی ایسی بات تھی کہ ہال میں موجود ہر شخص کے جسم میں سردی کی ایک لہر سی اپنے آپ دوڑتی چلی گئی۔

"شابو بھی جوانا کی آواز سن کر ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا لیکن پھر وہ خنجر لہراتا ہوا آگے بڑھا۔۔۔۔۔ اور دوسرے لمحے کسی بھیانک عفریت کی طرح چیختا ہوا جوانا پر حملہ آور ہو گیا۔ اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ خنجر زنی میں ماہر ہے۔۔۔۔۔ لیکن جوانا نے اس کے خنجر کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ شابو کے قریب آتے ہی اس نے انتہائی پھرتی سے اپنا بایاں ہاتھ لہرایا اور شابو کے ہاتھ سے خنجر اڑتا ہوا کہیں دور جا گرا۔۔۔۔۔ اس کے ساتھ ہی اس کا دایاں ہاتھ حرکت میں آیا اور اس پر حملہ آور شابو توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح اڑتا ہوا کاؤنٹر کے قریب ایک راہداری کے سرے پر جا گرا۔۔۔۔۔ اس کے اڑ کر گرنے کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی اس وقت سنائی دی جب وہ نیچے فرش پر جا گرا تھا۔ بار میں موجود لوگوں کو یہی محسوس ہوا تھا جیسے گرانڈیل شابو کوئی ربڑ کا گڈا ہو جسے کسی دیو نے اچھال کر پھینک دیا ہو۔۔۔۔۔ اس بار ضرب شابو کی پسلیوں پر لگی تھی اور شابو نیچے گرتے ہی چند لمحے پھڑکتا رہا پھر اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے گئے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

پسلیوں پر پڑنے والی شدید ترین ضرب نے اس کا سانس روک دیا تھا۔ بار میں موجود ہر شخص دم بخود رہ گیا تھا۔۔۔۔۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جوانا کوئی انسان نہ ہو بلکہ انسان کے روپ میں عفریت ہو وہ تصور ہی نہ کر سکتے تھے کہ بھاری بھر کم شابو ایک ہی ضرب سے اچھل کر اس قدر دور جا کر گر سکتا ہے اور بے ہوش بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ شابو زیر زمین دنیا کا نامور لڑاکا تھا۔۔۔۔۔ اور اس کی لڑائی بھڑائی کے فن نے اچھے اچھوں پر اپنی دھاک بٹھا رکھی تھی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔۔ اچانک راہداری کے عقب سے ایک آواز گونجی اور دوسرے لمحے ایک لمبا تڑنگا نوجوان نمودار ہوا۔ وہ حیرت سے ہال کا منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔ اور پھر اس کی نظریں جیسے ہی جوانا اور جوزف پر پڑیں وہ بُری طرح اچھل پڑا۔

"ارے تم۔۔۔۔۔ تم دونوں یہاں کیسے۔۔۔۔۔ پرنس کہاں ہے"۔ آنے والے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پرنس کا نام سن کر جوزف اور جوانا بھی چونک پڑے۔ وہ اُسے غور سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ لیکن آنے والے کا چہرہ ان کے لئے شناسا نہ تھا۔ لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ نہ صرف انہیں جانتا ہے بلکہ وہ عمران سے بھی واقف ہے کیونکہ عمران ہی اپنے آپ کو پرنس کہلاتا تھا۔

"تم کون ہو"۔۔۔۔۔ جوانا نے غور سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ تم مجھے نہیں پہچانتے۔ کیونکہ جب میں نے تمہیں پرنس سے وصول کیا تھا اس وقت تم زخمی اور

بے ہوش تھے۔ بہرحال میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں "۔۔۔ نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ نرم اور دوستانہ تھا۔

"نہیں ۔۔۔ پہلے تم اپنا تعارف کراؤ "۔۔۔ جوانا نے کہا۔

"میرا نام نادر ہے ۔۔۔ اور حوالے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تمہیں میرے ہی کہنے پر ڈاکٹر رحمت اللہ کے ہسپتال پہنچایا گیا تھا۔ باقی باتیں اندر چل کر ہوں گی ۔۔۔ میں پرنس کا دوست ہوں "۔ نادر نے کہا۔

"نادر۔ ڈاکٹر رحمت اللہ اور ہسپتال کا حوالہ جوانا اور جوزف دونوں کے لئے کافی تھا۔ ان کے چہروں پر چھائی ہوئی سختی یک لخت دور ہو گئی۔

"اوہ ۔۔۔ ٹھیک ہے ۔۔۔ ہم سمجھ گئے۔ بہرحال اگر یہ تمہارا ساتھی ہے تو اسے بتا دینا کہ جوانا کون ہے "۔۔۔ جوانا نے فرش پر پڑے ہوئے شانو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"جوری ۔۔۔ اس حرام زادے کی عقل یقیناً ٹھکانے لگ گئی ہو گی۔ اسے ہوش میں لے آؤ اور اسے کہہ دو کہ ہر شخص کے ساتھ نہ الجھ پڑا کرے "۔۔۔ نادر نے اس بار کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر غصیلے لہجے میں کہا اور پھر جوانا اور جوزف کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور راہداری کی طرف بڑھ گیا ۔۔۔ وہ دونوں خاموشی سے اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک بڑے سے کمرے میں پہنچ گئے۔ یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔

"بیٹھو ۔۔۔ تمہیں یہاں دیکھ کر مجھے بے حد حیرت ہو رہی ہے "۔ نادر نے انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں اطمینان سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ نادر نے میز کی دوسری طرف کرسی سنبھال لی۔

"حالانکہ کوئی حیرت والی بات نہیں ہے۔ یہاں آنا بیٹھنا کوئی جرم تو بہرحال نہ ہو گا "۔۔۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں یہ بات نہیں ۔۔۔ دراصل یہ علاقہ شہر کا مضافی علاقہ ہے۔ اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں یہاں پرنس کا کوئی کام نہیں ہو سکتا ۔۔۔ اور ظاہر ہے پرنس کے بغیر تم یہاں نہیں آ سکتے۔ مجھے ڈاکٹر رحمت اللہ نے بتایا تھا کہ پرنس نے تم دونوں اور تمہارے تیسرے ساتھی کو ہوٹل لالہ زار کی لابی میں پہنچنے کا پیغام دیا تھا ۔۔۔ اس کے بعد میں نے پرنس کو ڈھونڈھنے کی بے حد کوشش کی۔ کیونکہ میں اسے ایک اہم اطلاع دینا چاہتا تھا "۔۔۔ نادر نے کہا۔ اور ہوٹل لالہ زار کی لابی کا حوالہ ایسا تھا کہ جوزف اور جوانا دونوں کو یقین ہو گیا کہ نادر واقعی عمران کا دوست ہے۔

"کیسی اطلاع "۔۔۔ جوزف نے اس بار پوچھا۔

"تم اس کے ساتھی ہو اس لئے تم سے کیا چھپانا ۔۔۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اسرائیل کی ریڈ آرمی کا کرنل ہیرخ پرنس کی تلاش میں ہے۔ اس نے میرے ہی ایک آدمی سے اسے تلاش کرنے کے لئے کہا ۔۔۔ اور میرا یہ آدمی کسی زمانے میں اسرائیل میں رہ چکا ہے۔

اور وہ کرنل ہمیرخ کو اچھی طرح جانتا ہے وہ وہاں کی خفیہ پولیس میں رہ چکا ہے "۔۔۔ نادر نے اپنی طرف سے بڑا انکشاف کرتے ہوئے کہا ۔ اور اس کی بات سن کر جوزف اور جوانا دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی ۔

"تم مسکرا رہے ہو ۔ ارے میرے آدمی نے بتایا ہے ۔ کہ ریڈ آرمی دنیا کی انتہائی خوفناک تنظیم ہے ۔۔۔ اور کرنل ہمیرخ تو شیطان ہے پورا شیطان "۔۔۔ نادر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا ۔

"تم پھر سن لو نادر ۔۔۔ کہ ریڈ آرمی باس کے ہاتھوں بلیک آرمی بن کر جہنم داخل ہو چکی ہے ۔ اور اگر کرنل ہمیرخ شیطان ہے تو اس وقت پرنس اسی شیطان کے روپ میں الف ۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر میں ہے "۔۔۔ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا اور نادر کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں ۔

"کک ۔۔۔ کک ۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو ۔ ریڈ آرمی کا خاتمہ ہو چکا ہے اور پرنس کرنل ہمیرخ کے روپ میں الف ۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر میں ہے ۔ اوہ پرنس واقعی گریٹ ہے بہت گریٹ ہے ۔۔۔ لیکن تمہاری یہاں موجودگی بتا رہی ہے کہ الف ۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر یہیں کہیں قریب ہی ہے "۔۔۔ نادر نے کہا ۔

"ہاں ۔۔۔ کیفے کے سامنے راج موتی کمرشل سنٹر ہے ۔ اس کے عقب میں ایک رہائشی عمارت ہے ۔ وہی الف ۔ ڈی کا ہیڈ کوارٹر

ہے اور باس اپنے ایک ساتھی کے ساتھ اندر گیا ہے ۔ لیکن اُسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی ہے "۔۔۔ جوانا نے کہا ۔

" اوہ ۔۔۔ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو ۔ میرا خیال ہے ہمیں پتہ کرنا چاہیئے "۔۔۔ نادر نے کہا ۔

" نہیں ۔۔۔ باس اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے ۔ ہمارے جانے سے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہاں کوئی گڑبڑ ہو جائے ۔ باس نے کہا ہے کہ جب ضرورت ہوگی وہ خود بلالے گا "۔۔۔ جوزف نے کہا ۔

" اوہ ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن پھر بھی میں اپنے آدمی وہاں تعینات کر دیتا ہوں ۔ وہ مجھے کسی بھی گڑبڑ کی صورت میں اطلاع دے دیں گے "۔۔۔ نادر نے کہا اور اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا ۔

" یس ۔۔۔ کھنہ سپیکنگ "۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی ۔

" کھنہ ۔۔۔ میرے دو دوست راج موتی سنٹر کے عقبی حصے میں گئے ہوئے ہیں ۔ یہ جگہ ایک خوفناک تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے ۔ تم اپنے دو خاص آدمی اس جگہ کی نگرانی پہ لگا دو ۔ کسی بھی گڑبڑ کی صورت میں مجھے فوری اطلاع ملنی چاہیئے "۔۔۔ نادر نے تحکمانہ لہجے میں کہا ۔

" یس باس "۔۔۔ کھنہ نے جواب دیا اور نادر نے رسیور رکھ دیا ۔ اس کے بعد اس نے ویٹر کو بلا کر ان دونوں کے لئے وہیں شراب کی دو بوتلیں منگوا دیں ۔ اور خود ان سے باتوں میں مصروف

ہو گیا۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ نادر نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ـــــ نادر نے کہا۔

"کھنہ بول رہا ہوں جناب ـــــ جس عمارت کا آپ نے بولا تھا۔ وہاں کچھ گڑبڑ ہو چکی ہے۔ بوبی نے اطلاع دی ہے کہ اس میں موجود کچھ لوگ بڑی افراتفری کے عالم میں ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔ اور اس نے شاید اندر گولیاں چلنے کی آوازیں بھی سنی ہیں ـــــ اگر آپ حکم فرمائیں تو اندر سن گن لی جائے" ـــــ کھنہ نے کہا۔

"نہیں ـــــ تم نے کوئی مداخلت نہیں کرنی۔ میں خود چیک کر لوں گا" ـــــ نادر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اندر کچھ گڑبڑ ہے۔ کیا خیال ہے اندر کی سن گن لی جائے۔ گولیاں بھی چل رہی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ پرنس کسی مشکل میں پھنس گیا ہو" ـــــ نادر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں ضرور چیکنگ کرنی چاہیئے۔ فی الحال صرف چیکنگ۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو مداخلت بھی ہو سکتی ہے" جوزف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تو آیئے میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں" ـــــ نادر نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو ہمراہ لئے دفتر سے باہر نکلا اور تھوڑی دیر بعد وہ کیفے سے باہر آ گیا ـــــ راج موتی کمرشل سنٹر کی بڑی عمارت سامنے ہی تھی۔ نادر۔ جوزف اور جوانا تینوں تیز تیز قدم

اٹھاتے ابھی آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک ایک دکان سے ایک نوجوان نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

"کیا پوزیشن ہے بوبی" ـــــ نادر نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس ـــــ اندر کافی دیر افراتفری سی رہی ہے۔ بیس کے قریب افراد ہیں غیر ملکی لگتے ہیں۔ لیکن اب وہ لوگ ایک کمرے میں موجود ہیں۔ میں نے ساتھ والی عمارت کے خالی کمرے سے چیک کیا ہے ـــــ وہاں سے عمارت کا اندرونی حصہ صاف نظر آتا ہے" ـــــ بوبی نے کہا۔

"مجھے دکھاؤ ـــــ میں خود دیکھنا چاہتا ہوں" ـــــ نادر نے کہا۔

"آیئے میرے ساتھ" ـــــ بوبی نے کہا اور پھر وہ ان تینوں کو ہمراہ لئے ایک بڑی سی عمارت میں گھس گیا۔ لفٹ کے ذریعے وہ چھٹی منزل پر پہنچ گئے ـــــ وہاں سے ایک راہداری میں سے ہوتے ہوئے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے کی کھڑکی راج موتی کمرشل سنٹر کے عقبی حصے میں کھلتی تھی۔ راج موتی سنٹر کا عقبی حصہ خاصا نیچا تھا ـــــ کھڑکی کو باہر سے فولادی پٹیوں سے بند کر دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود ایک جھری ایسی بن گئی تھی۔ جہاں سے سب کچھ صاف نظر آ رہا تھا۔ نادر نے جھری سے آنکھ لگا دی۔ وہ کچھ دیر دیکھتا رہا۔ پھر چونک کر پیچھے ہٹا۔

"مسٹر جوانا ـــــ حالات واقعی گڑبڑ ہیں۔ میں نے ایک آدمی

کوئی سٹین گنیں اٹھائے ایک کمرے میں گھستے دیکھا ہے "
نادر نے کہا ۔

" لیکن باس تو ان کے اپنے آدمی کے روپ میں اندر گیا ہے ۔ اب کیسے پتہ چلے کہ گڑبڑ کیا ہے ـــــ اور کیا باس کو کوئی مشکل پیش ہے یا نہیں " ـــــ جوانا نے کہا ۔

" بوبی ـــــ بھاگ کر جاؤ اور ڈکٹا فون لے کر آؤ ۔ جلدی کرو ۔ اس سے ہم آسانی سے ان کی باتیں سن سکیں گے ۔ پھر اصل صورت حال سامنے آئے گی " ـــــ نادر نے مڑ کر بوبی سے مخاطب ہو کر کہا ۔ اور بوبی سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا ۔

" سنو " ـــــ نادر نے اُسے دروازے میں ہی روکتے ہوئے کہا ۔

" یس باس " ـــــ بوبی نے مڑ کر پوچھا ۔

" تین سٹین گنیں اور فالتو میگزین بھی لے آنا ۔ مگر آؤ جلدی بھاگ کر " ـــــ نادر نے کہا اور بوبی اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے باہر چلا گیا ۔

اب جوانا اس جھری سے جھانک رہا تھا لیکن اُسے وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا ۔ ہر طرف خاموشی سی طاری تھی ۔

تھوڑی دیر بعد بوبی اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک بریف کیس تھا ۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور پھر بریف کیس کھول کر اس نے ایک عجیب ساخت کا ڈکٹا فون نکال کر نادر کی طرف بڑھا دیا ـــــ اس کے ایک سرے پہ ایک چھوٹا سا بٹن تھا ۔

درمیان میں سیاہ رنگ کی ایک انتہائی باریک ڈوری تھی جو لمبائی میں خاصی نظر آ رہی تھی ۔ دوسرے سرے پہ ایک چھوٹا سا رسیور سا بنا ہوا تھا ـــــ نادر نے جلدی سے ڈوری کو کھولا اور پھر اس بٹن کو جھری سے گزار کر دوسری طرف نیچے کھسکاتا گیا ۔ ڈوری تیزی سے کھل کر جھری سے غائب ہوتی جا رہی تھی ـــــ ابھی آدھی سے زیادہ ڈوری کھلی تھی کہ ڈوری کا کھسکنا بند ہو گیا ۔ بٹن شاید کسی کمرے کی چھت یا پھر فرش سے جا لگا تھا ۔ لیکن اب وہ مزید نیچے نہ جا سکتا تھا ۔ نادر نے ڈوری کو ذرا سا جھٹکا دیا تو ڈوری دو گز تک مزید نیچے کھسک گئی ـــــ لیکن اس کے بعد اس نے مزید کھسکنے سے یکسر انکار کر دیا ۔ اور نادر نے رسیور کے کونے میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا ۔

بٹن دبتے ہی ایک آواز رسیور سے نکل کر کمرے میں گونجی ۔

" باس ـــــ کیا یہ بہتر نہ تھا کہ ان سب کو ہلاک کر دیا جاتا ہو سکتا ہے یہ باہر نکلنے کا کوئی راستہ بنا لیں " ـــــ بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ تھا ۔

" نہیں آرک ـــــ اس کمرے سے ان کا نکلنا ناممکن ہے اب انہیں وہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا ہوگا ۔ تم نے سکرین پہ دیکھا نہیں کہ عمران نے کس طرح ایک ایک دیوار کو ٹھونک بجا کر دیکھا ہے ۔ لیکن وہ کوئی راستہ پیدا نہیں کر سکا ـــــ بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ کر مرنا بہرحال ان کا مقدر بن چکا ہے " ـــــ ایک اور آواز سنائی دی اور اس بار نادر سمیت جوزف اور جوانا بھی حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے ۔ عمران کا ذکر اور پھر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر

مرنا یہ سب کچھ بتا رہا تھا کہ عمران کسی مشکل میں پھنس چکا ہے۔ اُسے شاید کسی کمرے میں قید کر دیا گیا ہے۔

"ویسے باس ——— وہ سب لوگ تو یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ ہم ہیڈ کوارٹر خالی کر کے چلے گئے ہیں۔ لیکن انہیں کیا معلوم کہ ہم ان کی حالت سکرین پہ دیکھ رہے ہیں" ——— ایک اور آواز ابھری۔

"اسی وجہ سے تو منظر خوب صورت ہو جائے گا یہ لوگ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ انتہائی تربیت یافتہ لوگ اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ انہیں دیکھا جا رہا ہے ——— تو یہ لوگ مر جائیں گے۔ لیکن ایڑیاں نہیں رگڑیں گے۔ اب جب کہ انہیں معلوم ہے کہ انہیں کوئی نہیں دیکھ رہا تو یہ فطری انداز میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہی مریں گے اور یہی سب سے خوب صورت منظر ہو گا ——— انتہائی شاندار منظر۔ جب کہ تیرہ چودہ افراد بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ختم ہوں گے"۔

باس کی آواز سنائی دی اور نادر نے ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا ——— اب شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہی تھی۔ اس نے رسیور کا بٹن آف کر دیا اور ڈوری کو ایک زور دار جھٹکا دے کر واپس کھینچا ڈوری کھچتی چلی آئی ——— نادر کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے۔ چند ہی لمحوں میں اس نے ڈوری لپیٹ لی اور پھر بٹن اور رسیور کو جیب میں ڈال کر وہ تیزی سے مڑا۔

"آؤ جوانا اور جوزف ——— اب ہمیں ہیڈ کوارٹر پہ بھرپور حملہ کرنا ہے۔ پرنس شدید خطرے میں ہے" ——— نادر نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس عمارت سے

نکل کر باہر سڑک پر آ گئے۔

"بوبی ——— تم یہ بریف کیس مجھے دو اور کیفے سے جا کر اپنے ساتھیوں کو بلا لو۔ انہیں پوری طرح مسلح ہونا چاہیئے" ——— نادر نے بوبی کے ہاتھ سے بریف کیس لیتے ہوئے اُسے حکم دیا۔

"مگر باس ——— اس وقت تو صرف میرے سمیت چار افراد موجود ہیں۔ باقی لوگ تو پوائنٹ پہ گئے ہوئے ہیں وہ کل واپس لوٹیں گے"۔ بوبی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جو ہیں انہیں لے آؤ جلدی کرو" ——— نادر نے کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے راج موتی کمرشل سنٹر کے عقبی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے ساتھ تھے ——— جوانا اور جوزف دونوں کے چہرے انتہائی سخت ہو رہے تھے۔ وہ بار بار ہونٹ کاٹ رہے تھے۔ انہیں اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ باس اور اس کا ساتھی تو مشکل میں پھنسے رہے اور وہ کیفے میں بیٹھے شراب نوشی کرتے رہے ——— اگر نادر سے ان کی ملاقات نہ ہوتی تو شاید وہ کبھی بھی ہیڈ کوارٹر کے اندرونی حالات کا پتہ نہ چلا سکتے۔

راج موتی کمرشل سنٹر کے عقبی حصے میں پہنچ کر نادر ایک اندھیرے کونے میں کھڑا ہو گیا ——— اس نے جلدی سے بریف کیس کھولا۔ اور اس کے اندر موجود سٹین گنوں کے پارٹس کو جوڑنا شروع کر دیا۔ تینوں سٹین گنوں کو جوڑ کر اس نے ان میں میگزین فٹ کیا اور ایک ایک گن جوزف اور جوانا کے حوالے کر دی اور ایک خود رکھ لی۔ اُسی لمحے بوبی اپنے تین مزید ساتھیوں کو ہمراہ لے کر وہاں پہنچ گیا۔

یہ تینوں خاصے لمبے تڑنگے اور لڑائی بھڑائی کے ماہر نظر آرہے تھے۔

"ہم تھوڑے سے بم بھی لے آئے ہیں باس"۔۔۔ بوبی نے اپنی جیبوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ آؤ۔۔۔ اب ہم نے ڈائرکٹ ایکشن کرنا ہے۔ انتہائی تیز رفتار ایکشن۔۔۔ جو بھی نظر آئے اُسے اڑا دو"۔۔۔ نادر نے کہا۔

"لیکن باس۔۔۔ یہ سوچ لیں کہ یہ شہر کا انتہائی گنجان علاقہ ہے۔ یہاں بموں اور گولیوں کے دھماکے سن کر پولیس فوری پہنچ جائے گی"۔۔۔ بوبی نے جواب دیا۔

"کچھ بھی ہو۔ ہم نے اپنے آدمیوں کو بچانا ہے۔ پولیس کے آنے پر ہم سب نے تیزی سے فرار ہو جانا ہے"۔۔۔ نادر نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"۔۔۔ بوبی نے کہا۔ اور پھر وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے اس کے عقبی بڑے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ فولادی دروازہ بند تھا۔ نادر نے اشارہ کیا تو بوبی نے جیب سے ایک بم نکالا اور اس کی پن منہ سے کھینچ کر اُسے دروازے کی طرف اچھال دیا۔۔۔ دوسرے لمحے ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور فولادی دروازے کے پرخچے اڑ گئے۔ دروازہ ٹوٹتے ہی وہ سب اچھل کر اندر داخل ہوئے۔۔۔ لیکن ابھی ان کے قدم دروازے کے اندر پہنچے ہی تھے کہ اچانک تین اطراف سے ان پر شدید فائرنگ شروع ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی تین افراد کی چیخیں بلند ہوئیں۔

جوزف اور جوانا نے اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے ایک چھوٹی دیوار کی آڑ لی اور پھر انہوں نے بھی فائر کھول دیا۔ دوسرے لمحے عمارت کے اندر فائرنگ اور انسانی چیخوں کا جیسے طوفان سا برپا ہو گیا۔۔۔ جوزف اور جوانا اکٹھے ہی تھے۔ وہ فائرنگ کرتے ہوئے تیزی سے آگے کی طرف کھسکے اور اچھل کر ایک برآمدے میں پہنچ گئے۔۔۔ اُسی لمحے بموں کے خوف ناک دھماکے سنائی دیئے۔ اور فائرنگ کی آواز قدرے مدھم پڑ گئی۔ لیکن دوسرے لمحے فائرنگ میں دوبارہ شدت آ گئی۔ دو چیخیں بلند ہوئیں۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی دروازے کی طرف سے ہونے والی فائرنگ یک لخت بند ہو گئی۔

جوزف اور جوانا البتہ مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے برآمدے میں آگے بڑھتے جا رہے تھے۔۔۔ اب اوپر سے ہونے والی فائرنگ کا رخ انہی کی طرف ہو گیا تھا۔ ان کے ساتھ مسئلہ یہ تھا کہ وہ عمارت کا اندرونی حدود اربعہ نہ جانتے تھے اور نہ ہی انہیں یہ معلوم تھا کہ دشمن کہاں کہاں پھیلے ہوئے ہیں۔۔۔ عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں۔ بس وہ مختلف آڑیں لے کر اندھا دھند فائرنگ کرتے ہوئے اندرونی حصے کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک برآمدے کا اختتام ہو گیا۔۔۔ لیکن ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے تھے کہ یک لخت انہیں ٹھٹھکنا پڑا۔ کیونکہ اس راستے کے دونوں اطراف میں سنگین دیواریں فرش سے چھت تک پیدا ہو گئی تھیں۔ اور وہ چوہے دان میں پھنس گئے تھے۔ اُسی

لمحے انہیں اپنے قدموں میں زمین لرزتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے اچانک فرش ان کے قدموں تلے سے غائب ہوگیا اور وہ اندھی گہرائی میں بھاری بوروں کی طرح گرتے چلے گئے ـــــ انہوں نے ہاتھ پیر مار کر کسی سہارے کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن ان کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہوئیں ـــــ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ پاتال میں جا گریں گے اور چند ہی لمحوں بعد زوردار دھماکوں سے وہ زمین سے جا ٹکرائے ـــــ یہ ٹکراؤ اس قدر زوردار تھی کہ ان کے ذہنوں پر اندھیروں نے یلغار کر دی ۔ سر پر لگنے والی چوٹوں نے انہیں ہوش کی سرحدوں سے دور پھینک دیا تھا ۔

عمران اور اس کے ساتھی اور ان کے ساتھ کیپٹن تمیزی اور اس کے ساتھی سب ہی اس عجیب و غریب کمرے میں تقریباً بے بس ہو کر رہ گئے تھے ـــــ ان سب کے پاس لے دے کے صرف ایک سٹین گن موجود تھی ۔ لیکن اس سٹین گن کا بھی کوئی مصرف نظر نہ آ رہا تھا ـــــ عمران کی فراخ پیشانی پر شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا ۔ وہ بار بار یہاں سے نکلنے کی کوئی ترکیب سوچ رہا تھا لیکن کوئی ترکیب ہی سمجھ نہ آ رہی تھی ـــــ عمران کے ساتھیوں کی نظریں عمران پر ہی جمی ہوئی تھیں ۔ ان سب کی آنکھوں میں ایسے تاثرات تھے جیسے عمران کوئی جادوگر ہو جو ابھی کوئی منتر پڑھے گا اور کمرے کی دیواریں غائب ہو جائیں گی ۔

" تمہارا تو دعویٰ تھا کہ تم ہر قسم کی سچویشن سے نمٹ سکتے ہو اب لڑاؤ کوئی ترکیب " ـــــ تنویر نے دانت بھینچ کر کہا ۔

"لڑتے تو مینڈھے ہیں یا پھر بٹیرے۔ مرغے۔ سانڈ اور عورتیں لڑتی ہیں۔ لیکن یہاں تو عورت ایک ہی ہے ـــــ ہاں اگر تم عارضی طور پر عورت بن جاؤ تو میں ابھی جولیا کو تم سے لڑا سکتا ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تنویر نے غصیلے انداز میں منہ پھیر لیا۔

عمران کی تیز نظریں بار بار فرش کے اس حصے کا جائزہ لے رہی تھیں۔ جہاں سے فرش نیچے چلا گیا تھا اور اس کے ساتھیوں کو لے کر واپس آیا تھا ـــــ اس نے اس فرش کو دوبارہ نیچے کرنے کے لئے لاکھ ترکیبیں لڑائیں لیکن فرش تو واقعی فرش بنا ہوا تھا ٹس سے مس نہ ہوا۔ اس کے علاوہ عمران نے اس جگہ پر بھی بڑی مغز ماری کی جہاں پہلے دروازہ تھا ـــــ لیکن سنگین دیوار واقعی دیوار کی طرح اپنی جگہ پر جمی ہوئی تھی۔ کوئی صورت۔ کوئی ترکیب نظر ہی نہ آتی تھی اور عمران سوچ رہا تھا کہ اس سے زیادہ بے بسی تو اس نے پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی ـــــ اب تو واقعی ایک ہی صورت باقی رہ گئی تھی کہ وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنے کی بجائے سٹین گن سے پہلے یہاں موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دے اور آخر میں اپنے سر میں گولی مار کر خودکشی کر لے ـــــ لیکن اس کے ساتھ ساتھ عمران آخری لمحے تک جدوجہد کرنے کا قائل تھا۔ مایوسی اس کی نظر میں گناہ عظیم تھی۔ لیکن کوئی صورت کوئی ترکیب بھی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

اسی طرح سوچتے سوچتے کافی دیر گزر گئی۔ اور وہ سب تھک ہار کر وہیں فرش پر ہی بیٹھ گئے ـــــ ظاہر ہے کھڑے رہنے کا تو کوئی

فائدہ ہی نہ تھا۔ عمران کی نظریں بار بار اس دیوار پر جم جاتیں جہاں پہلے دروازہ تھا ـــــ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ نظروں کی طاقت سے اس دیوار میں سے دوبارہ دروازہ پیدا کر لے گا۔ لیکن دیوار اپنی جگہ قائم تھی کہ اچانک وہ سب گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سن کر بُری طرح اچھلے ـــــ یہ آواز انہیں چھت کی طرف سے سنائی دی تھی۔ دوسرے لمحے چھت کا ایک چوکور حصہ غائب ہو گیا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے۔ دو سائے سے اس خلا سے نیچے گرے۔ اور ان کے سامنے فرش پر ایک دھماکے سے آ گرے ـــــ چھت کا خلا دوبارہ برابر ہو چکا تھا۔ فرش پر گرنے والے ایک دو لمحے ہاتھ مارنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ اور وہ سب آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگے ـــــ یہ جوزف اور جوانا تھے۔ جو اس طرح پراسرار انداز میں اوپر سے نیچے آ گرے تھے اور فرش سے ان کے سر ٹکرانے کی وجہ سے بے ہوش ہو چکے تھے ـــــ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے ان کی طرف لپکے۔ عمران اور صفدر نے ان دونوں کو سیدھا کیا وہ واقعی بے ہوش تھے۔ عمران نے جلدی سے انہیں ہوش میں لانے کی کوششیں شروع کر دیں ـــــ اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ وہ دونوں ہی کراہتے ہوئے اٹھ بیٹھے تھے۔ اور جب آنکھیں کھولتے ہی انہیں اپنے ارد گرد عمران اور دوسرے ساتھی نظر آئے تو وہ حیرت سے آنکھیں جھپکانے لگے ـــــ انہوں نے عمران اور دوسرے ساتھیوں کو پہچان لیا تھا۔ البتہ ٹائیگر کو وہ نہ پہچان سکے تھے۔ ظاہر ہے ٹائیگر

ان کے سامنے تو میجر مہرس کے میک اپ میں ہیڈ کوارٹر میں گیا تھا
لیکن اب وہ کرنل چارلس کے میک اپ میں تھا۔

"ارے تم دونوں کو شاید جنت سے زمین پر دھکیل دیا گیا ہے"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ باس ــــ آپ کو چھڑانے کے لئے ہم نے حملہ کیا۔ لیکن عمارت کے اندرونی محل وقوع سے لاعلمی کی وجہ سے مار کھا گئے"ــــ جوانا نے اپنی ٹانگیں اور بازو بیک وقت ہلاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید یہ چیک کر رہا تھا کہ کہیں اتنی بلندی سے گرنے کی وجہ سے کوئی ہڈی تو نہیں ٹوٹی ــــ اسی طرح جوزف بھی لاشعوری طور پر اپنے جسم کی چیکنگ میں مصروف تھا اور چند لمحوں بعد ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ اتنی بلندی سے پختہ فرش پر گرنے کے باوجود ان کی ہڈیاں سلامت ہی تھیں۔

"ہمیں چھڑانے کے لئے ــــ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں قید ہو گئے ہیں"ــــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور جوانا نے کیفے میں ہونے والے جھگڑے سے لے کر فرش ہٹ کر گرنے تک کے تمام واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

"اوہ ــــ اس کا مطلب یہ ہے میرا خیال درست تھا۔ یہ لوگ یہاں سے گئے نہیں بلکہ سکرین پر ہمارا نظارہ کر رہے ہیں۔ لیکن نادر اور تمہارا یہ اندھا دھند اقدام قطعاً غیر مناسب تھا تمہیں چاہیئے تھا کہ تم خاموشی سے اندر داخل ہوتے۔ وہ لوگ یقیناً نگرانی

کر رہے تھے۔ اس لئے تمہارے اندر آتے ہی تم پر فائر کھل گیا" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جوزف اور جوانا خاموش رہے وہ جواب بھی کیا دیتے۔ ان سے اندھا دھند قدم کی حماقت تو بہرحال ہو چکی تھی۔

"ہیلو مسٹر عمران ــــ میں چیف مائیکل بول رہا ہوں۔ آپ کے دو ساتھی آپ کے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ان کی قسمت میں شاید تم لوگوں کے ساتھ مرنا لکھا گیا تھا۔ اس لئے وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سے انہیں یہیں پھینکا جا سکتا تھا ورنہ اگر وہ ادھر نہ آتے تو یقیناً اب تک گولیوں سے چھلنی ہو چکے ہوتے ــــ جیسے کہ تمہارے اور ساتھی ہو چکے ہیں۔ ان کی لاشیں ہم نے برقی بھٹی میں جلا دی ہیں۔ بڑا خوفناک اور شدید حملہ کیا تھا انہوں نے ــــ لیکن ان کی بدقسمتی کہ ہمارے نگران چوکنے تھے۔ اور شاید اب تم سوچ رہے ہوں گے کہ فائرنگ کی آوازوں کی وجہ سے پولیس یہاں آئی ہو گی اور وہ شاید پوری عمارت کی تلاشی لے اور اس طرح تم بھی آزاد ہو سکو تو یہ بات بھول جاؤ ــــ پولیس آئی بھی تھی اور چلی بھی گئی۔ ہم نے پولیس انچارج کو ڈاکوؤں کی کہانی سنا دی کہ وہ کمرشل سنٹر لوٹنے کی غرض سے آئے تھے ــــ لیکن بروقت دفاع کی وجہ سے وہ زخمی ہو کر فرار ہو گئے ہیں اور ساتھ ہی جیسے یہاں کا رواج ہے۔ پولیس انسپکٹر کو نذرانہ بھی دے دیا گیا چنانچہ پولیس مطمئن ہو کر چلی گئی ہے اس لئے تم بھی مطمئن رہو تمہیں بہرحال اس کمرے میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا ہے۔ یہی تمہارا مقدر ہے۔ اٹل مقدر"

مائیکل نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز کے ساتھ اس کی آواز سنائی دینی بند ہو گئی ۔۔۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ نادر اور اس کے چاروں ساتھی ہلاک ہو چکے تھے۔

لیکن یہی سوچتے سوچتے اچانک عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا ۔۔۔ اور وہ حیران رہ گیا کہ کیا واقعی اس کی کھوپڑی کی بیٹری فیل ہو چکی تھی کہ اس سے پہلے اس بات کا اسے خیال نہ آیا تھا۔ اس نے اس دیوار کے ساتھ موجود جس سے مائیکل کی آواز سنائی دے رہی تھی ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا ۔۔۔ اور پھر جیسے ہی اس کے ساتھی ایک طرف ہٹے اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا رخ عین اس جگہ کیا جہاں سے چند لمحے پہلے مائیکل کی آواز سنائی دے رہی تھی اور ٹریگر دبا دیا۔ فائرنگ کی تیز آواز سے کمرہ گونج اٹھا ۔۔۔ اور دوسرے لمحے گولیوں کی بوچھاڑ نے دیوار کے اس حصے کا پلستر اکھاڑ دیا۔ اب اندر ایک چوکور ڈبہ صاف نظر آ رہا تھا جو بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکا تھا۔ یہ وہ رسیور تھا جس سے آواز کے ساتھ ساتھ شاید یہاں کا منظر بھی کسی سکرین پر چیک کیا جاتا تھا۔

"جوانا ۔۔۔ ادھر آؤ ۔۔۔ یہاں کھڑے ہو جاؤ" ۔۔۔ عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا اس ڈبے کے عین نیچے کھڑا ہو گیا۔ ڈبہ کافی بلندی پر تھا۔

عمران تیزی سے اچھلا اور پھر وہ جوانا کے کاندھوں پر چڑھتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب ڈبہ اس کے سینے کے سامنے تھا۔ عمران

نے مشین گن کی نال اس ٹوٹے ہوئے ڈبے کے اندر رکھ کر ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا ۔۔۔ اس کے پرزے دور دور تک بکھر گئے۔ لیکن نزدیک سے فائرنگ کا یہ فائدہ ہوا کہ ٹوٹے ہوئے ڈبے کے مزید پرخچے اڑ گئے ۔۔۔ اور اب وہاں چوکور ڈبے جتنا خلا سا بن گیا۔ جس کی دوسری طرف آسمان نظر آنے لگ گیا تھا۔ لیکن یہ جگہ اتنی تنگ تھی کہ وہاں سے بلی کا بچہ تو گزر سکتا تھا۔ انسان بہرحال نہ گزر سکتا تھا ۔۔۔ عمران نے ہاتھ آگے بڑھایا اور سٹین گن کو باہر نکال کر اس نے اس کا ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں فضا میں بلند ہونی شروع ہو گئیں ۔۔۔ لیکن اسی لمحے سٹین گن کے اس حصے پر جو باہر تھا۔ ایک زوردار دھکا لگا اور دوسرے لمحے سٹین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر باہر کہیں جا گری ۔۔۔ ہلکے سے دھماکے کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد خاموشی سی چھا گئی۔ عمران چند لمحے خاموش کھڑا رہا۔ پھر اس نے اپنا ہاتھ باہر کی طرف بڑھایا ۔۔۔ اس کا ہاتھ دیوار کے اس خلا کے چاروں طرف ٹٹولنے لگا اور چند لمحوں بعد اس کی انگلیاں کسی موٹی سی تار سے ٹکرائیں ۔۔۔ عمران نے اپنے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا دیا۔ اس کے ناخنوں سے بلیڈ باہر کو نکل آئے۔ اور اس نے ان بلیڈوں کی مدد سے اس موٹی سی تار کو کاٹنا شروع کر دیا ۔۔۔ ابھی اسے یہ حرکت کرتے ہوئے ایک ہی لمحہ گزرا ہو گا کہ اس کے جسم کو اس قدر زوردار جھٹکا لگا کہ وہ سنبھل نہ سکا اور نیچے گرا ۔۔۔ لیکن قلابازی کھا کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"کیا ہوا" ۔۔۔ سب نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"لڑکا ۔۔۔ کھڑا دیکھو گے" ۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اب اس کی آنکھوں میں چمک اور زیادہ تیز ہو گئی تھی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا۔ اور پھر اس کی نظریں کیپٹن تمیزی کے ایک ساتھی کے جوتوں پر جم گئیں ۔۔۔ یہ جوتے ربڑ سول کے تھے۔

"یہ جوتے اتار کر مجھے دو" ۔۔۔ عمران نے اس آدمی سے کہا۔

"جوتے" ۔۔۔ اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں جلدی کرو ۔۔۔ میری بچپن سے ہی یہ حسرت تھی کہ کسی روز ربڑ سول کے جوتے ضرور پہنوں گا۔ اور میں مرنے سے پہلے بہر حال یہ حسرت پوری کر لینا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور وہ آدمی حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو دیکھتا رہ گیا۔ شاید اسے سمجھ ہی نہ آ رہی تھی کہ آخر عمران اس کے جوتے اتروانے پر کیوں تل گیا ہے۔

"اتار دو جوتے مسٹر ۔۔۔ میں سمجھ گیا ہوں عمران بجلی کی کسی تار کو کاٹنا چاہتا ہے پہلے بھی اسے بجلی کا ہی جھٹکا لگا ہے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وضاحت ہوتے ہی اس آدمی نے جلدی سے اپنے جوتے اتار دیئے ۔۔۔ عمران نے اپنے جوتے اتار کر ربڑ سول جوتے پہنے۔ اور ایک بار پھر اچھل کر جوانا کے کندھوں پر چڑھ گیا ۔۔۔ اس نے ہاتھ باہر نکالا اور اس کے ناخنوں میں لگے ہوئے بلیڈ تیزی سے اپنا کام دکھانے لگے۔ اور چند ہی لمحوں بعد اس کی انگلیاں تار کو مکمل طور پر کاٹنے میں کامیاب ہو گئیں ۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک گڑگڑاہٹ کی آواز ابھری۔

اور وہ سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ سائیڈ میں موجود دیوار ہٹ چکی تھی۔ اور اس کی جگہ ایک کھلا ہوا دروازہ واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ عمران نے دروازہ نمودار ہوتے ہی مسرت بھرے انداز میں قلقاری ماری اور نیچے چھلانگ لگا دی ۔۔۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ لیکن اسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی اور وہ جلدی سے اس خلا کی سائیڈ میں ہو گیا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے سب ساتھیوں کو ایک طرف ہٹنے کا اشارہ کیا ۔۔۔ اور جو جو لوگ دروازے کی سیدھ میں تھے۔ وہ عمران کا اشارہ سمجھتے ہی تیزی سے ایک طرف ہٹ کر دیوار سے لگ گئے۔ دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے کے قریب آ کر رکیں ۔۔۔ اور پھر تیز فائرنگ کا شور ہوا اور گولیاں مکئی کے دانوں کی طرح دروازے کے اندر آ کر فرش اور سامنے والی دیوار سے ٹکرانے لگیں۔ باہر سے تیز فائرنگ کی جا رہی تھی ۔۔۔ لیکن چونکہ وہ سب اسی سائیڈ کی دیوار سے چمٹے ہوئے تھے۔ اس لئے ایک بھی گولی کسی کے جسم کو نہ چھو سکی ۔۔۔ فائرنگ کرنے والے آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھ رہے تھے۔ وہ شاید اور آگے آ کر سائیڈوں میں فائرنگ کرنا چاہتے تھے ۔۔۔ لیکن فائرنگ اتنی شدید تھی کہ دروازے کی بالکل سائیڈ میں کھڑا ہوا عمران ہاتھ تک آگے نہ بڑھا سکتا تھا۔ وہ بے حس و حرکت کھڑا تھا۔

"بم مارو ۔۔۔ اڑا دو پورے کمرے کو" ۔۔۔ اچانک باہر

سے مائیکل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک لمحے کے لئے فائرنگ بند ہو گئی ۔۔۔ عمران ابھی ذرا سا آگے کی طرف کھسکا تھا کہ اچانک کوئی چیز اڑتی ہوئی دروازے سے اندر آئی ۔ اسی لمحے عمران کی سائیڈ میں کھڑا ہوا چوہان بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا ۔۔۔ اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی بجلی کوندی ہو ۔ دروازے سے اڑ کر اندر آنے والی چیز ایک لمحے کے لئے چوہان کے ہاتھ میں نظر آئی ۔۔۔ دوسرے لمحے چوہان جیسے اڑتا ہوا مقابل کی دیوار سے جا ٹکرایا ۔ اور پلک جھپکنے میں دروازے کے باہر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی جیسے چیخوں کا طوفان سا برآمد ہوا ۔۔۔ اور عمران سمجھ گیا کہ چوہان نے حیرت انگیز پھرتی اور مہارت کا ثبوت دیا ہے اور اڑ کر اندر آتے ہوئے بم کو نہ صرف کیچ کر لیا بلکہ پلک جھپکنے میں اُسے واپس باہر بھی پھینک دیا تھا ۔۔۔ یہ پھرتی ۔ تیزی اور مہارت کی ایسی شاندار مثال تھی ۔ کہ عمران جیسے آدمی کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئی تھیں ۔

دھماکہ ہوتے ہی عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر اس نے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی ۔۔۔ چار افراد کی لاشوں کے ٹکڑے اڑ چکے تھے ۔ عمران باہر نکلتے ہی کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا سامنے ایک برآمدے کے ستون کے ساتھ جا کھڑا ہوا ۔ اڑتے ہوئے اس کے جسم نے ذرا سا جھکولا کھایا تھا ۔۔۔ اور اس جھکولے میں وہ ایک لاش کے پاس پڑی ہوئی سٹین گن اٹھا کر ستون کے پاس پہنچ چکا تھا ۔ اور پھر اس نے کسی لٹو کی طرح

گھوم کر مشین گن کے فائر تینوں اطراف میں کئے اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک زوردار چھلانگ لگائی اور اچھل کر ایک اور ستون کی آڑ میں ہو گیا ۔۔۔ اس بار دائیں طرف سے فائرنگ کی آوازیں گونجیں اور گولیاں عین اس ستون پر پڑیں جہاں ایک لمحہ پہلے عمران موجود تھا ۔۔۔ اسی لمحے عمران نے دوبارہ فائر کیا اور دائیں طرف سے دو چیخیں بلند ہوئیں ۔ اور پھر بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں بائیں اور دائیں دونوں اطراف سے بلند ہوئیں ۔۔۔ لیکن اسی لمحے کچھ فاصلے پر فائرنگ کی آوازیں بلند ہوئیں اور ایک بار پھر انسانی چیخوں سے عمارت گونج اٹھی ۔ اب عمران کے ساتھی بھی باہر آ چکے تھے ۔۔۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی بم سے ہلاک ہونے والوں کی سٹین گنیں اٹھا لی تھیں ۔ اور عمران فائرنگ کرتا ہوا تیزی سے اس طرف بڑھا جدھر سے اب بھی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں ۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی ۔

" پرنس ۔۔۔ تم کہاں ہو ۔ میں نادر ہوں ۔ ہم نے کئی آدمیوں کو مار گرایا ہے " ۔۔۔ اور عمران نے آواز پہچان لی یہ اس کے دوست نادر کی تھی ۔

" میں پرنس بول رہا ہوں ۔ ہم ادھر ہیں " ۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا ۔ اور دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں ادھر آتی سنائی دیں ۔۔۔ چند ہی لمحوں بعد عمران نے نادر کو ہاتھ میں سٹین گن پکڑے ایک برآمدے سے نمودار ہوتے

دیکھا۔

"میں پرنس ہوں نادر" ۔۔۔ عمران نے چیخ کر کہا اور ستون کی آڑ سے باہر آ گیا۔ اس نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا۔ کیوں کہ اس وقت وہ کرنل ہمیرخ کے میک اپ میں تھا ۔۔۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں نادر اسے نہ پہچاننے کی وجہ سے اسے بھی ایف۔ ڈی کا آدمی سمجھ کر گولی چلا دے۔

اور پھر نادر دوڑ کر اس کے پاس پہنچ گیا۔

"آپ بخیریت ہیں پرنس ۔۔۔ ہم نے تقریباً دس آدمیوں کو مار گرایا ہے۔ اس بار میں چھپ کر اندر آیا تھا۔ پھر میں نے ادھر فائرنگ کی آوازیں سنیں اور اس کے بعد تقریباً دس افراد کو بھاگ کر اپنی طرف آتے دیکھا تو میں نے اور میرے ساتھیوں نے فائر کھول دیا ۔۔۔ اور افراتفری میں بھاگتے ہوئے دسوں کو مار گرایا" نادر نے قریب آ کر کہا۔

"تم پہلے حملے میں بچ گئے تھے۔ میں تو سمجھا تھا کہ برقی بھٹی میں پہنچ گئے ہو گے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں پرنس ۔۔۔ میرے ساتھی جیسے ہی مرے مجھے اپنے احمقانہ اقدام کا احساس ہو گیا۔ میں تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کے دو ساتھی ۔۔۔ ارے ۔۔۔ یہ تو موجود ہیں" ۔۔۔ نادر نے چونکتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ اس کی نظروں نے عین اسی لمحے جوزف اور جوانا کو دیکھ لیا تھا۔

"سب پھیل جاؤ ۔۔۔ اور چیک کرو کوئی مجرم رہ تو نہیں گیا"

عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب تیزی سے دوڑ کر عمارت میں پھیل گئے۔

اسی لمحے باہر سے پولیس کی سیٹیوں اور گاڑیوں کے سائرنوں کی آوازیں گونجیں۔

"پرنس ۔۔۔ نکل چلو ۔۔۔ پولیس آ گئی ہے" ۔۔۔ نادر نے یہ آوازیں سنتے ہی تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"رک جاؤ مسٹر نادر ۔۔۔ میں کیپٹن تیزی یہاں موجود ہوں پولیس کو میں سنبھال لوں گا" ۔۔۔ اچانک کیپٹن تیزی نے ایک طرف سے نکلتے ہوئے کہا ۔۔۔ اور نادر کیپٹن تیزی کو وہاں دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کیوں کہ اسی کی وجہ سے وہ اپنا اڈہ چھوڑ کر اس علاقے میں آ چھپا تھا۔

"فکر نہ کرو ۔۔۔ کیپٹن صاحب اب میرے شاگرد ہو چکے ہیں" ۔۔۔ عمران نادر کی الجھن سمجھ گیا تھا اس لئے اس نے اس کا ہاتھ دبا کر اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

اور نادر مسکرا کر رک گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے تھے۔

دوسرے لمحے پولیس کے بے شمار سپاہی اندر داخل ہوئے ۔۔۔ اور انہوں نے ان سب کو ہینڈز اپ کرنے کا حکم دیا اور رائفلیں ان سب کی طرف تان دیں۔

"میں مقامی سیکرٹ سروس کا چیف کیپٹن تیزی ہوں۔ تمہارا انچارج کون ہے" ۔۔۔ کیپٹن تیزی نے چیختے ہوئے

کہار اور سپاہی اس کی آواز سنتے ہی ٹھٹھک گئے۔ دوسرے لمحے ایک پولیس انسپکٹر تیزی سے کیپٹن تمیزی کی طرف بڑھا۔۔۔ قریب آکر اس نے جب کیپٹن تمیزی کو پہچانا تو اس کی ایڑیاں بج گئیں اور ہاتھ سیلوٹ کے لئے اٹھ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی سپاہیوں نے بھی اپنی رائفلیں نیچی کر لیں۔

دوسرے روز جب اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے چیخ چیخ کر اسرائیل کی خوف ناک تنظیم فیس آف ڈیتھ کے مکمل خاتمے کی خبریں عوام تک پہنچائیں۔ تو بھاشانہ کے سہمے ہوئے عوام کے چہروں پر مسرت کے بے شمار رنگ بکھر گئے۔۔۔ اور بھاشانہ کے عوام رقص کرتے ہوئے اپنے گھروں سے باہر آگئے۔ پورے ملک میں جیسے جشن کا سا سماں پیدا ہو گیا۔۔۔ وزیر خارجہ سر واجد حسین نے عمران کے کہنے پر الیف۔ ڈی کے خاتمے کی کارکردگی کا تمام سہرا مقامی سیکرٹ سروس کے چیف کیپٹن تمیزی کے سر باندھ دیا تھا۔۔۔ اور اپنے ہی ملک کی سیکرٹ سروس کی اس شاندار کارکردگی پر بھاشانہ کے عوام اور بھی زیادہ خوش ہو گئے۔۔۔ ٹیلی ویژن پر تمام تفاصیل بتائی گئیں کہ الیف۔ ڈی نے کس طرح آئل ڈپو تباہ کرنے کا پلان بنایا تھا اور سیکرٹ سروس

نے کس طرح اپنی جانوں پہ کھیل کر یہ پلان ختم کیا اور پھر کس طرح سیکرٹ سروس نے ٹرانسمیٹر کال کی مدد سے الیف رڈی کے ہیڈ کوارٹر کا سراغ لگایا ــــ اور پھر خوف ناک جنگ لڑ کر انہوں نے اس مشین کو تباہ کر دیا جس کے ذریعے پاور ہاؤس کو اڑا کر بھاشانہ کو معاشی طور پر مفلوج کر دینا چاہتے تھے ــــ آئل ڈپو کے قریب زرعی فارم سے ملنے والی الیف رڈی اور ریڈ آرمی کے افراد کی لاشوں کے ساتھ ساتھ راج موتی کمرشل سنٹر کی عقبی عمارت سے ملنے والی لاشوں اور اس عمارت کے اندرونی حصوں کو پوری تفصیل سے ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا ــــ ہیڈ کوارٹر سے ایسی دستاویزات بھی مل گئی تھیں جن سے صاف ظاہر تھا کہ یہ سازش اسرائیل اور کافرستان کی مشترکہ سازش تھی۔ اور اس کا مقصد بھاشانہ اور پاکیشیا کی کنفیڈریشن کے منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کا خاتمہ تھا ــــ اور اپنی مرضی کی حکومت لے آنی تھی۔ اس دستاویز میں بھاشانہ کے ان سیاست دانوں کے نام بھی موجود تھے جنہیں وہ برسر اقتدار لانا چاہتے تھے ــــ چنانچہ ان سیاست دانوں کو بھی ملک کے خلاف سازش اور غداری کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ ہیڈ کوارٹر سے مائیکل زخمی حالت میں ایک طرف پڑا ہوا ملا تھا۔ اور ڈاکٹروں نے سر توڑ کوشش کر کے اس کی زندگی بچا لی تھی۔ اور مائیکل اب ہوش میں آچکا تھا۔

اُسے ایک خصوصی ہسپتال کے سپیشل وارڈ میں رکھا گیا تھا۔

پوری الیف رڈی میں سے صرف وہی زندہ بچا تھا۔ ورنہ باقی سب ہلاک ہو گئے تھے ــــ ریڈ آرمی کے ہیڈ کوارٹر سے بھی کرنل ہمبرٹ اور میجر ہیرس کے ساتھ ساتھ اس کے دو اور ساتھیوں کی لاشیں بھی برآمد کی جا چکی تھیں۔

اس وقت پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی کمرے میں عمران اور تنویر اور اس کے تمام ساتھی خصوصی طور پر مدعو تھے ــــ ان سب کا تعارف صدر مملکت سے پاکیشیا کی ایک خفیہ تنظیم فاسٹ ڈیتھ کے طور پر کرایا گیا تھا۔ کیوں کہ عمران نہ چاہتا تھا کہ وہ بطور ممبر سیکرٹ سروس سامنے آئیں ــــ تنویر بطور لیڈر فاسٹ ڈیتھ سینہ پھلائے بیٹھا تھا۔ کیپٹن تمیزی جو اب میجر ہو چکا تھا۔ وہ بھی وہاں موجود تھا۔ وزیر خارجہ سر واجد حسین کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا ــــ وہ بار بار عمران اور فاسٹ ڈیتھ کے ارکان کو یوں دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسانوں کی بجائے مافوق الفطرت لوگ ہوں۔

چند لمحوں بعد صدر مملکت تشریف لائے اور انہوں نے بھی فرداً فرداً عمران، تنویر اور اس کے ساتھیوں کا بے حد شکریہ ادا کیا ــــ اور ان کی کارکردگی کی اس حد تک تعریف و توصیف کی کہ انہیں شرم سی آنے لگ گئی۔

”جناب ــــ آپ تو ہماری تعریف اس طرح کر رہے ہیں جیسے ہم تیس مار خاں سے بڑھ کر پچاس مار خاں بن گئے ہوں“

عمران نے شرمیلے لہجے میں کہا۔ اور وزیر خارجہ کے ساتھ ساتھ صدر مملکت بھی ہنس پڑے۔

"آپ حضرات کی کارکردگی ہی ایسی ہے کہ میرا جی چاہتا ہے۔ کہ آپ کو یہیں روک لوں ـــــ پاکیشیا واقعی ایک خوش قسمت ملک ہے جسے آپ جیسے جیالے میسر آ گئے ہیں" ـــــ صدر مملکت نے کہا۔

"جناب ـــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ میجر تمیزی صاحب میرے شاگرد بن چکے ہیں۔ گو انہوں نے ابھی تک نہ مٹھائی کھلائی ہے اور نہ ہی مجھے تیس گز کی پگڑی بندھوائی ہے ـــــ اس کے باوجود میں نے انہیں اپنا شاگرد تسلیم کر لیا ہے۔ اور آپ کو تو معلوم ہے کہ آج کل شاگرد استادوں کے بھی کان کاٹتے ہیں ـــــ چنانچہ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پاکیشیا جاتے ہی میں اپنے کانوں کا بیمہ کرا لوں گا۔ اور دوسری بات یہ کہ جلد ہی کنفیڈریشن کے ذریعے پاکیشیا اور بھاشانہ ایک ہو جائیں گے تو ہم بھی گھر کی مرغی بن جائیں گے" ـــــ عمران نے کہا اور صدر مملکت جو شاید پوری زندگی میں کبھی اس طرح کھل کھلا کر نہ ہنسے ہوں گے بے اختیار قہقہوں پہ قہقہے مار کر ہنستے رہے اور سر ملاتے رہے ـــــ ان کے ہنسنے کا انداز بالکل بچوں جیسا تھا۔ جسے اچانک اپنا پسندیدہ ترین کھلونا تحفے میں مل گیا ہو۔

"سر ـــــ ایک بات اور ہے۔ کافرستان نے اپنی فوجیں ہماری سرحدوں پر ڈالی ہوئی ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ وہ اپنی اس سازش کے ناکام ہوتے ہی کہیں ہم پر حملہ نہ کر دے" اچانک میجر تمیزی نے کہا۔

"نہیں میجر ـــــ ہم نے اس خطرے کا سدباب کر لیا ہے۔ الف۔ ڈی کی ناکامی کی تفصیلات کا اعلان کرنے سے پہلے ہم نے اپنے حلیف ممالک اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو ان دستاویزات کے بارے میں آگاہ کیا ـــــ اور ان سے اس خدشے کا اظہار کیا تو اقوام متحدہ اور ہمارے حلیف ممالک نے کافرستان کو کھل کر دھمکی دے دی کہ اگر بھاشانہ پر حملہ کیا گیا تو یہ حملہ بھاشانہ پر نہیں بلکہ شوگران ـــــ پاکیشیا ـــــ اور تمام اسلامی ممالک کے خلاف سمجھا جائے گا۔ اور کافرستان کے حکام نے تحریری حلف نامہ داخل کر دیا ہے کہ ان کا حملے کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے ـــــ اس لئے اب ان کی طرف سے کسی حملے کا کوئی خدشہ نہیں ہے۔ ہم جلد ہی حالات درست ہوتے ہی کنفیڈریشن کا بھی اعلان کر دیں گے۔ اور اس کے بعد یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا ـــــ ویسے مزید احتیاط کے طور پر شوگران نے بھی فوری طور پر اپنی فوجیں کافرستان کی سرحدوں پر ڈال دی ہیں۔ جس سے کافرستان دباؤ میں رہے گا" ـــــ صدر مملکت نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"جناب ـــــ ایک اور اہم بات باقی رہ گئی ہے۔ الف۔ ڈی کی طرف سے نصب کردہ بم ابھی تک پاور ہاؤس کی کسی مشین میں نصب ہے ـــــ گو ہم نے اس کی آپریٹنگ مشین تباہ کر دی ہے۔ پھر بھی اس خوفناک بم کو اس مشین سے علیحدہ کرنا انتہائی ضروری ہے" ـــــ عمران نے یک لخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور اس کی بات سنتے ہی وزیر خارجہ، صدر مملکت کے ساتھ ساتھ باقی سب

کے چہرے بھی یک لخت سنجیدہ ہو گئے ۔

" اوہ ــــ ہم تو اس اہم ترین مسئلے کو بھول ہی گئے تھے ۔ اوہ یہ تو انتہائی خطرناک ہے ۔ پورے پاور ہاؤس کو تو روکا نہیں جا سکتا ۔ آخر کس طرح وہ بم ٹریس کیا جائے گا اور علیحدہ کیا جائے گا " صدر مملکت کا لہجہ یک لخت انتہائی سنجیدہ اور تشویش انگیز ہو گیا تھا ۔

" یہ تو بہرحال آپ کو کرنا ہو گا ۔ ورنہ کسی بھی لمحے ہو سکتا ہے مشین کی کسی مخصوص گردش کی بنا پر ہی وہ بم پھٹ جائے " ــــ عمران نے کہا اور اس کی یہ بات سن کر تو صدر مملکت اور وزیر خارجہ دونوں کے چہرے زرد پڑ گئے ــــ اب انہیں خطرے کا صحیح احساس ہو رہا تھا ۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس خیال نے بھی ان کے جسموں سے خون نچوڑ لیا ہو ــــ الیف ۔ ڈی تو ختم ہو چکی تھی لیکن یہ بم والا خطرہ تو تلوار کی طرح ان کے سروں پر لٹک رہا تھا ۔

" میجر تمیزی ــــ آپ بتائیں کس طرح اس بم کو نکالا جائے ۔ آپ سیکرٹ سروس کے چیف ہیں " ــــ صدر مملکت نے میجر تمیزی سے مخاطب ہو کر کہا ۔

" سر ــــ اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ پاور ہاؤس کو ہنگامی طور پر بند کیا جائے اور پھر اس کی ایک ایک مشین کو کھول کر چیک کیا جائے " ــــ میجر تمیزی نے اٹک اٹک کر کہا ۔

" آپ کے حواس درست ہیں ــــ یہ کیسے ممکن ہے ۔ پورے

بھاشانہ کو بجلی اسی پاور ہاؤس سے سپلائی ہوتی ہے ۔ تو اسے بند نہیں کیا جا سکتا ــــ اور پھر آپ کہہ رہے ہیں تمام مشینیں کھولی جائیں ۔ اس کا مطلب ہے کئی ماہ تک پاور ہاؤس بند رہے ۔ اور اس کی مشینری بھی کھل کر تباہ ہو جائے ــــ کروڑوں اربوں روپے کا نقصان الگ ــــ نہیں ــــ اس سے بڑا احمقانہ اقدام اور کیا ہو سکتا ہے " ــــ صدر مملکت نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور میجر تمیزی نے شرمندہ سے لہجے میں سر جھکا لیا ۔

" عمران صاحب ــــ آپ ہی کوئی حل نکالیں " وزیر خارجہ نے کہا ۔

" جناب ــــ فاسٹ ڈیتھ اور اس کے ذہین لیڈر یہاں موجود ہیں ۔ ان کے سامنے میری کیا بساط ہے کہ میں کوئی ترکیب سوچ سکوں " ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ اور تنویر اور جولیا اُسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگے ۔

" ارے ارے ــــ مجھے کیوں گھورتے ہیں آپ ۔ کوئی تجویز بتائیں " ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

" ہاں مسٹر لیڈر ــــ آپ فاسٹ ڈیتھ جیسی تنظیم کے لیڈر ہیں ۔ آپ یقیناً اس کا کوئی حل سوچ لیں گے ۔ پلیز یہ بھاشانہ کی سلامتی کا مسئلہ ہے " ــــ صدر مملکت نے اس بار تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر خاموش بیٹھا بے بسی سے ہونٹ کاٹتا رہا ۔ اُسے بھلا کیا ترکیب سمجھ میں آنی تھی ۔

"ایک حل ہے ـــــ وہ مائیکل ابھی زندہ ہے۔ اُس سے معلوم کیا جائے" ـــــ اچانک صفدر نے کہا۔

"لیکن مائیکل کی حالت انتہائی تشویش ناک ہے۔ اگر اس پر تشدد کیا گیا یا دباؤ ڈالا گیا تو وہ یقیناً ختم ہو جائے گا ـــــ اور دوسری بات یہ کہ مائیکل تو صرف تمام لیڈروں کے خاتمے کے بعد الف۔ڈی کا لیڈر بن بیٹھا تھا ـــــ ورنہ میرے خیال میں تو اس کی اتنی حیثیت بھی نہ تھی کہ اُسے کرنل جارسن نے اس اہم ترین راز کے متعلق کچھ بتایا بھی ہو" ـــــ عمران نے فوراً کہا اور اس کی بات کا وزن محسوس کرتے ہی سب کے چہرے لٹک گئے۔

"پلیز ـــــ عمران صاحب ـــــ آپ ہی کچھ سوچیے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں" ـــــ اب صدر مملکت نے عمران سے مخاطب ہو کر بڑے لجاجت آمیز لہجے میں کہا۔

اور ساتھ ہی وزیر خارجہ نے بھی لجاجت آمیز لہجے میں درخواست کرنی شروع کر دی ـــــ ہیجر تمیزی کے ساتھ ساتھ تنویر، جولیا اور باقی ساتھی بھی امید بھری نظروں سے عمران کو دیکھنے لگے۔ جیسے عمران ابھی جیب سے بم نکال کر صدر مملکت کے سامنے رکھ دے گا۔

"جناب صدر صاحب ـــــ آپ تو خواہ مخواہ پریشان ہو گئے یہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ اس کا تو بڑا سیدھا سادھا سا حل ہے"۔ عمران نے کہا۔

اور سب کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں ابھر آئیں۔ وہ جس

مسئلے پر اس قدر پریشان ہو رہے تھے۔ عمران اسے بڑے آسان کہہ رہا تھا۔

"کیا حل ہے" ـــــ صدر مملکت نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔ سب کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں جس کے چہرے پر شرارت آمیز مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"استخارہ کرنا پڑے گا کہ کس مشین میں وہ بم فٹ کیا گیا ہے۔ بس اس مشین کو چند لمحوں کے لئے روک دیجئے اور بم باہر نکال لیجئے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور صدر مملکت یوں ہونٹ کاٹنے لگے جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنا غصہ ضبط کر رہے ہوں۔

"شٹ اپ ـــــ تمہیں احساس ہی نہیں ہے کہ یہ کس قدر اہم مسئلہ ہے۔ اور تم مذاق کر رہے ہو۔ تمہیں شرم آنی چاہیئے"۔ جولیا سے نہ رہا گیا تو وہ غصے سے پھٹ پڑی۔

"آ رہی ہے ـــــ بہت آ رہی ہے" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا آ رہی ہے" ـــــ جولیا نے چونک کر کہا۔

"شرم پہلے تو شاید اتنی نہ آتی۔ لیکن اب تمہارے کہنے کے بعد تو بہت آ رہی ہے" ـــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"پلیز ـــــ عمران صاحب ـــــ یہ درست ہے کہ آپ نے الف۔ڈی کا خاتمہ کر کے ہم پر احسان کیا ہے لیکن ......"

صدر مملکت نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ اور غصے کی شدت سے وہ اپنا فقرہ بھی پورا نہ کر سکے۔۔۔ اس قسم کے مذاق کے وہ شاید کبھی عادی نہ رہے تھے۔

"جناب۔۔۔ آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں۔ میں نے استخارہ بھی کر لیا ہے۔ وہ فائل منگوا لیجئے جو الیف۔ ڈی کے ہیڈ کوارٹر سے دستیاب ہوئی ہے"۔۔۔ عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"فائل۔۔۔ اس فائل میں کیا ہے"۔۔۔ صدر مملکت نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس میں وہ منتر لکھا ہوا ہے جس کو پڑھنے سے بم خود بخود باہر آ جائے گا"۔۔۔ عمران نے طنزیہ انداز میں جواب دیا۔ اب اس کا لہجہ بھی بے حد سنجیدہ تھا۔

اور صدر مملکت نے ایک جھٹکے سے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور پی۔ اے کو وہ فائل بھیجنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان نے بڑے مؤدبانہ انداز میں فائل لا کر صدر مملکت کے سامنے رکھ دی۔۔۔ اور سلام کر کے واپس چلا گیا۔

"یہ لیجئے فائل آ گئی"۔۔۔ صدر مملکت نے فائل عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے فائل اٹھائی اور اُسے کھول کر پڑھنے لگا۔ سب کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔ اور عمران یوں اطمینان سے

فائل پڑھنے میں مصروف ہو گیا تھا جیسے اس نے صبح اس فائل کے سلسلے میں امتحان دینا ہو۔۔۔ وہ کافی دیر تک فائل کو دیکھتا رہا۔ اور پھر اس نے فائل بند کر کے واپس میز پر رکھ دی۔

"سوری جناب۔۔۔ اس میں تو بم کا کوئی حوالہ نہیں ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور سب کے چہرے یک لخت لٹک گئے۔

"تو اب کیا ہو گا"۔۔۔ صدر مملکت نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ وہ سخت پریشان دکھائی دے رہے تھے۔

عمران چند لمحے خاموش بیٹھا انہیں دیکھتا رہا پھر یک لخت ہنس پڑا۔

"کمال ہے جناب۔۔۔ آپ تو واقعی بے حد پریشان ہو گئے ہیں جناب ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔ اگر ہم الیف۔ ڈی اور ریڈ آرمی جیسی تنظیم کا خاتمہ کر سکتے ہیں تو اس بم کو باہر نہیں نکال سکتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن کیسے۔۔۔ آخر کیسے"۔۔۔ صدر مملکت نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"جناب۔۔۔ آپ کی فوج کے بم اسکواڈ کے پاس ایک آلہ ہوتا ہے۔ جسے عرف عام میں ٹریسر کہتے ہیں۔ یہ الفا ریڈ ریز کی مدد سے بم کو ٹریس کر لیتا ہے۔۔۔ اس آلہ کو لے جا کر پاور ہاؤس میں آن کر دیں تو وہ خود بخود بتا دے گا کہ بم کہاں موجود ہے۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ بم باہر آ سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور صدر مملکت یوں حیران ہو گئے جیسے عمران نے واقعی کوئی منتر بتا دیا ہو۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ ۔۔۔ اگر ایسا ہے تو آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا" ۔۔۔ صدر مملکت نے جھپٹ کر ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر انہوں نے بم اسکواڈ کے کمانڈر سے بات کرانے کا پی۔ اے کو حکم دیا ۔۔۔ چند ہی لمحوں بعد کمانڈر لائن پر آ گیا۔ اور جب صدر مملکت نے ان سے اس آلے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ یہ آلہ بم اسکواڈ کے پاس موجود ہے۔ صدر مملکت نے انہیں فوری طور پر حکم دیا کہ وہ بم اسکواڈ کو لے جا کر پاور ہاؤس میں اس بم کو ٹریس کریں اور اسے اس مشین سے باہر نکال کر ضائع کر دیں ۔۔۔ لیکن بم اسکواڈ کمانڈر نے جب انہیں بتایا کہ اس میں ایک خطرہ رہتا ہے کہ الفا ریڈ ریز کو بے کار کرنے کے لئے نصب بم مخصوص نوعیت کے بنائے جاتے ہیں ۔۔۔ کہ جیسے ہی ان پر الفا ریڈ ریز پڑتی ہیں تو وہ بم پھٹ جاتا ہے۔ اس لئے جب تک بم کی ساخت کے متعلق پوری طرح علم نہ ہو۔ اس آلے کا استعمال انتہائی خطرناک بھی ہو سکتا ہے ۔۔۔ اور صدر مملکت کا چہرہ ایک بار پھر بجھ گیا۔ اور وہ عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ عمران کے چہرے پر معصوم سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

"جناب ۔۔۔ کمانڈر صاحب سے فرمائیے کہ وہ اس آلے کے ساتھ انٹی میگنم ریز پھینکنے والا آلہ اٹیچ کر دیں۔ اس طرح انٹی میگنم ریز بھی الفا ریڈ ریز کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں۔ اور پھر ایسا کوئی خطرہ

باقی نہیں رہتا" ۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور صدر مملکت چند لمحے تک یوں حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس کے دماغ کی کارکردگی پر حیرت ہو رہی ہو ۔۔۔ اور پھر انہوں نے یہی بات کمانڈر سے کہہ دی۔

"اوہ سر ۔۔۔ یس سر ۔۔۔ واقعی سر ۔۔۔ اس طرح تو خطرہ دور ہو جاتا ہے" ۔۔۔ کمانڈر نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ بم اسکواڈ کے کمانڈر ہیں۔ آپ کو اس کا علم کیوں نہیں تھا" ۔۔۔ صدر مملکت نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر ۔۔۔ یہ جدید ترین تحقیق ہے۔ مجھے سر خیال نہیں آیا تھا سر" ۔۔۔ کمانڈر نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"جلدی کرو ۔۔۔ اس بم کو ٹریس کر کے اور اسے باہر نکال کر مجھے فوری اطلاع دو" ۔۔۔ صدر مملکت نے کہا۔ اور رسیور رکھ دیا۔

"حیرت انگیز ۔۔۔ انتہائی حیرت انگیز ۔۔۔ عمران صاحب آپ واقعی حیرت انگیز صلاحیتوں کے حامل ہیں۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ آپ اتنا کچھ جانتے ہیں" ۔۔۔ صدر مملکت نے رسیور رکھتے ہی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب ۔۔۔ میرے باورچی نے مجھے مونگ کی دال کھلا کھلا کر پورا سائنس دان بنا دیا ہے۔ کیوں کہ اس نے کسی کتاب میں پڑھ لیا تھا کہ دنیا کا سب سے بڑا سائنس دان نیوٹن مونگ کی دال کھایا

[illegible] ـــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور صدر مملکت ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑے ۔

اور جب تھوڑی دیر بعد ہم اسکواڈ کمانڈر نے فون کر کے بتایا کہ بم کو نہ صرف ٹریس کر لیا گیا ہے ۔ بلکہ مشین سے باہر نکال کر ناکارہ بھی کر دیا گیا ہے ـــــ تو صدر مملکت اس قدر خوش ہوئے کہ اگر انہیں اپنی حیثیت کا خیال نہ ہوتا تو یقیناً وہ اٹھ کر رقص کرنا شروع کر دیتے ۔

"بہت بہت شکریہ عمران صاحب ـــــ بہاشانہ آپ کا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھے گا" ـــــ صدر مملکت نے اپنی کرسی سے اٹھ کر باقاعدہ عمران کے ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑے اور بے اختیار اُسے چوم لیا ۔

"ارے ارے جناب جولیا کے سامنے ـــــ جناب اگر کاش جولیا بھی ۔۔۔۔ " ـــــ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا ۔ اور جولیا نے یوں آنکھیں نکالیں جیسے ابھی پیپر ویٹ اس کے سر پر مار دے گی ۔

"جناب ـــــ مجھے اب اجازت دیجیئے ۔ مجھے ڈر لگ رہا ہے ۔ مس جولیا اب مسز والا انداز اپنانے ہی والی ہیں" ـــــ عمران نے اٹھ کر دروازے کی طرف کھسکتے ہوئے کہا ۔ اور جولیا نے شرمندہ انداز میں منہ پھیر لیا ـــــ صدر مملکت کی وجہ سے وہ بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو رکھے ہوئی تھی ۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کے چہرے پر عجیب سے مسرت کے آثار بھی موجود تھے ۔ جیسے

عمران کو داد دے رہی ہو ۔ جس نے بہاشانہ کے صدر سے بھی اپنے آپ کو منوا لیا تھا ۔

صدر مملکت نے ہنستے ہوئے ایک بار پھر فرداً فرداً سب کا شکریہ ادا کیا ـــــ اور پھر وہ اپنے لئے مخصوص دروازے کی طرف مڑ گئے ۔

"جی ـــــ جناب ـــــ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ۔۔۔۔۔۔ "

اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور صدر مملکت بے اختیار ٹھٹھک کر مڑ گئے ۔

"فرمایئے ـــــ فرمایئے ـــــ کیا بات ہے" صدر مملکت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"جی ـــــ جناب ـــــ مجھے شرم آتی ہے" ـــــ عمران نے منہ نیچے کرتے ہوئے کہا ۔

"شرم ـــــ شرم کس بات کی ـــــ آپ کھل کر بات کیجیئے" صدر مملکت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا ۔

"عمران ـــــ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ـــــ چلو باہر" اچانک جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا ۔ اُسے شاید خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ عمران حسب عادت کوئی بکواس اُسی کے متعلق کرے گا ۔

"کمال ہے ـــــ یہ بکواس ہے ۔ میری ٹانگوں میں اتنا دم نہیں ہے کہ اس قدر طویل فاصلہ پیدل طے کریں" ـــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"کیا مطلب عمران صاحب ـــــ پیدل چلنے کا کیا مطلب"

صدر مملکت عمران کی بات سن کر اور زیادہ حیرت زدہ رہ گئے ۔ اب تو جولیا بھی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگی ۔ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی ۔

"جی ——— جناب ——— پہلے وعدہ کریں آپ ناراض نہیں ہوں گے ۔" ——— عمران نے کہا ۔

"پلیز ——— عمران صاحب ——— آپ فرمائیں ۔ یقین رکھیں میرے تو کیا بھاشانہ کے آٹھ کروڑ عوام کے بس میں جو ہو گا آپ کی خاطر ضرور پورا کریں گے ——— آپ بھاشانہ حکومت کے ہی نہیں بلکہ اس کے آٹھ کروڑ عوام کے محسن ہیں ۔ آپ کھل کر بات کریں ۔" صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا ۔

"جی ——— جناب ——— واپسی کی ٹکٹ کے پیسے مل جائیں تو ۔ ویسے اگر آپ ناراض ہوں تو میں پیدل چلا جاؤں گا ۔" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور صدر مملکت بے اختیار ہنس پڑے ۔

"کیوں ہماری بے عزتی کراتے ہو ——— چلو باہر چلو ۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا ۔

"بس جناب ——— اب کام ہو گیا ۔ آپ تکلیف نہ کریں مس جولیا کے ساتھ تو میں دنیا کے دوسرے کنارے تک بھی پیدل جا سکتا ہوں ۔" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور صدر مملکت ہنستے ہوئے واپس مڑ گئے ۔

"میں ایکسٹو سے تمہاری شکایت کروں گی ۔ کیا ضرورت تھی

اس طرح پیسے مانگنے کی ۔" ——— کمرے سے باہر آتے ہی جولیا نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا ۔

"میں نے سوچا چلو اس بہانے راستے میں چیونگم کھانے کے پیسے تو بن ہی جائیں گے ——— یقین کرو جولیا ——— کتنا عرصہ ہو گیا ہے چیونگم کی شکل تک نہیں دیکھی ۔" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"یہ لو ——— میں دیتا ہوں تمہیں چیونگم کے پیسے ۔" ——— اچانک تنویر نے کہا ۔ اور اس نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر عمران کے ہاتھ پر رکھ دیا ——— اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران پر چوٹ کر رہا ہو ۔

"اوہ ——— اوہ ——— شکریہ تنویر صاحب ——— بے حد شکریہ ۔ دیکھا جولیا ——— کنجوسوں کی جیب سے رقم اس طرح نکلوائی جاتی ہے ۔ اب تو مانتی ہو مجھے ۔" ——— عمران نے کہا اور جولیا کے ساتھ ساتھ سارے ساتھی ہنس پڑے ۔ اور تنویر کٹ کر رہ گیا ۔ کیوں کہ واقعی پوری ٹیم میں وہ کنجوس مشہور تھا ۔

"عمران صاحب ——— ایک سوال میرا بھی ہے ۔" اچانک صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا ۔

"سوال ——— اوہ معاف کرو ۔ بڑی مشکل سے تو تنویر کی جیب سے ایک نوٹ نکلا ہے ۔ اب میں وہ تمہیں کیسے دے سکتا ہوں ۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا ۔

"میں آپ سے خیرات نہیں مانگ رہا ۔ یہ کام آپ کو ہی مبارک ۔

میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اتنی آسانی سے بم ٹریس ہو کر ناکارہ ہو سکتا تھا ——— اور آپ کو معلوم بھی تھا تو یہ کام آپ پہلے بھی کر سکتے تھے" ——— صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"خیر جانتے ہو صفدر کسے کہتے ہیں" ——— عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا عجیب سا سوال کر دیا۔

"خیر ——— ہاں خیر نیکی کو کہتے ہیں اور برائی کو شر۔ مگر......"
صفدر نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو جناب صفدر سعید صاحب ——— خیرات خیر کی جمع ہو گئی۔ تو اگر خیرات یعنی نیکیاں مانگنا مجھے مبارک تو تم اپنے شرات یعنی برائیاں مانگ لیا کرو۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے"
عمران نے جواب دیا اور صفدر کے ساتھ ساتھ اس کی اس عجیب و غریب توجیہہ پر سب ساتھی ہنس پڑے ——— وہ سب اب گیٹ کے قریب پہنچ چکے تھے جہاں ان کے لئے سرکاری کاریں پہلے سے موجود تھیں۔

"اچھا چلو ——— خیرات کا معنی نیکیاں ہی سہی۔ مگر میرے سوال کا جواب" ——— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— تمہارے سوال کے جواب کے لئے مجھے تمہیں بھی مونگ کی دال کھلانی پڑے گی۔ اور تم جانتے ہو آج کل دال کے لئے بڑا مال چاہئے اور تنویر نے دیا بھی ہے تو چھوٹا سا نوٹ۔ اب تم خود سوچو اس نوٹ میں تو دال جیسی گراں قیمت چیز میسر نہیں آ سکتی ——— بہرحال تم بھی کیا یاد کرو گے کہ میں نے سوال کیا اور

مجھے خیرات نہ ملی، تو جناب شر مبارک صفدر سعید صاحب جس وقت اس بم کو وائرلیس آپریٹنگ مشین کے ساتھ منسلک کیا گیا تھا اور تم جانتے ہو کہ وائرلیس لہروں کی موجودگی میں اگر خدانخواستہ یہ لہریں اس بم پر ڈالی جاتیں تو نتیجہ پاور ہاؤس کی بجائے مونگ کی دال کے ڈھیر کی صورت میں ہی نکلتا" ——— عمران نے باہر کھڑی کاروں کی طرف بڑھتے ہوئے جواب دیا۔ اور صفدر کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے ——— وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش سیکرٹ سروس میں آنے سے پہلے وہ بھی سائنس میں ڈاکٹریٹ کر لیتا تو کم از کم ایسا سوال تو اس کے ذہن میں نہ ابھرتا۔

"وہ بم اسکواڈ کمانڈر تو کہہ رہا تھا کہ یہ جدید ترین تحقیقات ہے۔ آخر تم کیسے جدید ترین تحقیقات سے واقف ہو جاتے ہو"
جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"راز کی بات ہے جولیا ——— کسی اور کو نہ بتانا۔ دراصل میری ہی تحقیقات کو جدید تحقیقات کہا جاتا ہے۔ جس طرح شاعر شاعری میں اپنے لئے تخلص رکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح سائنس میں میرا تخلص جدید ہے" ——— عمران نے سرگوشیانہ سے انداز میں کہا۔ اور جولیا تو صرف ہنس پڑی جب کہ باقی ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا ——— اور عمران یوں آنکھیں پھاڑ کر ان سب کو دیکھنے لگا جیسے ان کے اس طرح ہنسنے کی وجہ اُسے سمجھ نہ آئی ہو۔ اور اس کے اس انداز پر ایک بار پھر قہقہے گونج اٹھے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک منفرد انتہائی دلچسپ اور سحر انگیز یادگار ناول

بلیک ورلڈ

سپیشل نمبر

مصنف .... مظہر کلیم ایم اے

بلیک ورلڈ شیطان کی دنیا' شیطان اور اس کے کارندوں کی دنیا جہاں سیاہ قوتوں کا راج ہے۔ جہاں انسانیت کے خلاف ہر سطح پر شیطانی انداز میں کام جاری رہتا ہے۔

پروفیسر البرٹ شیطانی دنیا کا ایک ایسا کردار جو شیطان کا نائب تھا اور جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں کے خاتمے کے لئے ایک خوفناک شیطانی منصوبے پر کام شروع کر دیا۔ یہ منصوبہ کیا تھا ——— ؟

رعمیس ایک ایسا جادوئی زیور جو صدیوں پہلے ایک شیطانی معبد کے پجاری کی ملکیت تھا اور پروفیسر البرٹ کو اس کی تلاش تھی۔ کیوں؟ وہ اس سے کیا مقصد حاصل کرنا چاہتا تھا

جبوتی ایک شیطانی قوت جو انتہائی خوبصورت عورت کے روپ میں عمران سے ٹکرائی اور اس کا دعویٰ تھا کہ عمران اس کی شیطنیت سے کسی صورت بھی نہ بچ سکے گا۔

کیا واقعی ایسا ہوا ——— ؟ کیا جبوتی اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئی ——— ؟

بلیک ورلڈ جس کے مقابل عمران' جوزف' جوانا اور ٹائیگر سمیت جب میدان میں اترا تو عمران کو پہلی بار احساس ہوا کہ بلیک ورلڈ کی شیطانی قوتیں کس قدر طاقتور اور خوفناک قوتوں کی مالک ہیں۔

بلیک ورلڈ ایک ایسی پراسرار' سحر انگیز [illegible] کر تھا۔

بلیک ورلڈ جس کی پراسرار اور انوکھی قوتوں [illegible] جدوجہد کرنی پڑی۔ انتہائی دلچسپ [illegible]

وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کے خوفناک پنجوں میں پھنس کر رہ گئے اور ان کے بچ نکلنے کی کوئی راہ باقی نہ رہی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی شیطانی قوتوں کا شکار ہو گئے۔ یا ؟

بلیک ورلڈ جس کے خلاف طویل جدوجہد کے بعد آخر کار ناکامی ہی عمران کا مقدر بنی۔ کیوں اور کیسے؟ کیا واقعی عمران ناکام ہو گیا تھا۔ یا ؟

بلیک ورلڈ جس کے خلاف کام کرتے ہوئے عمران کو عام دنیاوی اسلحے کی بجائے قطعی مختلف انداز کی طاقت کا سہارا لینا پڑا۔ وہ طاقت کیا تھی ؟

قطعی مختلف انداز کی کہانی۔ انتہائی منفرد انداز کی جدوجہد
تحیر اور سحر کی فسوں کاریوں میں لپٹی ہوئی ایک پراسرار دنیا کی کہانی
ایک ایسا ناول جو اس سے قبل صفحہ قرطاس پر نہیں ابھرا

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب فرمائیں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور یادگار ایڈونچر کہانی

ڈیزرٹ کمانڈوز

مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

ڈیزرٹ کمانڈوز خوفناک صحرا میں موجود یہودیوں کی اہم ترین لیبارٹری کے محافظ۔

ڈیزرٹ کمانڈوز جنہیں خاص طور پر علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔

کرنل اباگر ڈیزرٹ کمانڈوز کا چیف۔ جو چاہتا تھا کہ ایک بار عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس کے مقابل آجائے اور جب اس کی خواہش پوری ہوئی تو؟

ڈاکٹر درانی پاکیشیا کا قابل فخر سائنسدان جسے یہودیوں نے اغوا کر کے صحرا میں موجود اپنی لیبارٹری میں پہنچا دیا۔ کیوں ——؟

ڈیتھ آف فیوچر ایک ایسا خوفناک ہتھیار جو اس لیبارٹری میں تیار کیا جارہا تھا اور جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس لیبارٹری کو تباہ کرنے نکلا تو؟

- وہ لمحہ جب عمران اپنے ساتھیوں سمیت طوفانی صحرا میں اس طرح پھنس گیا کہ زندگی بچانا ناممکن ہوگیا ——؟
- وہ لمحہ جب عمران اور اس کے ساتھیوں کے سروں پر کرنل اباگر قہر بن کر ٹوٹ پڑا۔
- ڈیزرٹ کمانڈوز اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی ایک ایسی جنگ کہ ریت کے ذرے بھی خوف سے اپنی چمک کھو بیٹھے۔
- عمران جب اپنے ساتھیوں سمیت ڈیزرٹ کمانڈوز کے مقابلے پر آیا تو پھر ریت کے ٹیلوں پر ایک ایسی ہولناک، ذہنی اور جسمانی جنگ کا آغاز ہوگیا جس کا انجام انتہائی عبرت ناک تھا ——؟
- وہ لمحہ جب اسرائیل کا صدر عمران کا نام سنتے ہی دہشت سے بے ہوش ہوگیا۔ کیوں ——؟
- ڈیزرٹ کمانڈوز اور عمران کے درمیان ہونے والی اس خوفناک جنگ کا کیا انجام ہوا ——؟
- کیا عمران، ڈاکٹر درانی کو چھڑانے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہوگیا

یا

اس کی اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ریت میں دفن ہو کر رہ گئیں۔

انتہائی تیز رفتار ایکشن — اعصاب شکن سسپنس

لمحہ بہ لمحہ تیزی سے بدلتی ہوئی سچویشنز

ایک یادگار ایڈونچر کہانی

شائع ہوگئی ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز کا ایک اور سنسنی خیز ناول

مکمل ناول

گنجا بھکاری

مصنف مظہر کلیم ایم اے

- بھکاریوں کی دنیا جہاں جرائم پرورش پاتے ہیں۔

گنجا بھکاری جس نے عمران کو بھی بھکاری بننے پر مجبور کر دیا۔

- کیپٹن شکیل، صفدر، جولیا اور تنویر بھکاریوں کے روپ میں۔
- عمران بھکاری بن کر سلیمان سے بھیک مانگنے جاتا ہے۔

قہقہے ہی قہقہے

- وہ گنجا بھکاری جاسوس تھا، مجرم تھا یا صرف بھکاری؟

ایک حیرت انگیز، سنسنی خیز اور ایکشن سے بھرپور جاسوسی ناول

شائع ہو گیا ہے

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال یا
براہ راست ہم سے طلب کریں

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

"سلور گرل" کے بعد عمران سیریز میں ایک اور خصوصی پیشکش

مکمل ناول

شلماک

مصنف مظہر کلیم ایم اے

شلماک جسے پوری دنیا میں سب سے زیادہ خوفناک اور ناقابل تسخیر مجرم سمجھا جاتا تھا۔

شلماک جو حکومت اور انٹیلی جنس کے سامنے کھلے عام دندناتا پھرتا تھا مگر کسی میں اس کی طرف ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہ تھی۔

شلماک جو بات کرنے سے پہلے گولی چلانے اور انگلی اٹھنے سے پہلے ہاتھ کاٹ دیتا تھا۔

شلماک وہ خوفناک مجرم جس نے علی عمران اور کرنل فریدی جیسے دو عظیم جاسوسوں کو اپنے منہ نوچنے پر مجبور کر دیا۔

شلماک جو عمران اور کرنل فریدی کی ذہانت اور وقار کے لئے کھلا چیلنج بن گیا۔

شلماک جس نے کرنل فریدی کو شکست دینے کے لئے قاسم کو اپنا آلہ کار بنایا اور قاسم شلماک کی شہ پر فریدی سے ٹکرا گیا۔

کیا واقعی شلماک کے مقابلے میں کرنل فریدی اور علی عمران نے شکست تسلیم کر لی؟

- شلماک، علی عمران، گرانڈیل قاسم، کرنل فریدی، کیپٹن حمید، زیرو سروس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خوفناک اور لرزہ خیز انجام ٹکراؤ

شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان